شرح مشکوٰۃ

مظاہر حق

فرید بک سٹال
۳۸ اردو بازار لاہور

مَا آتَاكُمُ الرَّسُولُ فَخُذُوهُ وَمَا نَهَاكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوا

جو کچھ تمہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تمہیں دیں وہ لے لو اور جس سے منع کریں اس سے باز رہو

شرح مشکوٰۃ

ترجمہ

اشعۃ اللمعات

تصنیف

عارف باللہ شیخ محقق حضرت مولٰینا شاہ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ

اردو ترجمہ و حواشی

محمد عبدالحکیم شرف قادری	مولانا مفتی محمد خان قادری
جامعہ نظامیہ رضویہ لاہور	جامعہ اسلامیہ فصیح روڈ سمن آباد، لاہور

فرید بک سٹال ۳۸۔ اُردو بازار۔ لاہور (پاکستان)

marfat.com
Marfat.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم

جملہ حقوق بحق ناشر محفوظ ہیں

نام کتاب : اشعۃ اللمعات (اُردو ترجمہ شرح مشکوٰۃ)
تصنیف و منیف : شیخ محقق حضرتِ شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ
ترجمہ وحواشی : علامہ مولانا محمد عبدالحکیم شرف قادری نقشبندی
مولانا مفتی محمد خاں قادری
تصحیح ونظرِ ثانی : حافظ محمد شاہد اقبال
طبع باراول : جمادی الثانی ۱۴۲۲ھ / ستمبر ۲۰۰۱ء
مطبع : روبی پبلیکیشنز اینڈ پرنٹرز، لاہور
ہاشم اینڈ حماد پرنٹرز، لاہور
ہدیہ : 250/- روپے

ناشر

فرید بک سٹال (رجسٹرڈ) ۳۸۔ اُردو بازار لاہور
فون نمبر 042-7312173 فیکس نمبر 092-042-7224899
ای میل نمبر faridbooks@hotmail.com

marfat.com
Marfat.com

marfat.com
Marfat.com

فہرست

حدیث نمبر	عنوان	صفحہ
	انتساب	۳۸
	عرس قاسمی۔ مارہرہ مطہرہ	۳۹
	مقدمہ	۴۰
	باب، جنت اور اہلِ جنت کی صفت کا بیان	۴۹
	پہلی فصل	"
۵۳۶۹/۱	اللہ تعالیٰ کی نعمتیں کیا کیا ہیں؟ بندوں کو ان کا علم نہیں۔	"
۵۳۷۰/۲	جنت کی معمولی جگہ دنیا و ما فیہا سے بہتر ہے۔	۵۰
۵۳۷۱/۳	جنتی عورت کی روشنی	"
۵۳۷۲/۴	جنتی درخت کا سایہ سو سال میں بھی طے نہ ہو سکے گا۔	"
۵۳۷۳/۵	جنتی موتی کی لمبائی چوڑائی ساٹھ میل ہے	۵۱
۵۳۷۴/۶	جنت کے درجات کا فاصلہ اور اس کی نہریں۔	۵۲
۵۳۷۵/۷	جنتی ہر جمعہ جنت کے بازار میں جائیں گے اور جنتی ہوا کی خوشبو۔	"

حدیث نمبر	عنوان	صفحہ
۵۳۷۶/۸	جنت میں داخل ہونے والی جماعت کی صورت چودھویں کے چاند جیسی ہو گی اور ان کی صفات۔	۵۳
۵۳۷۷/۹	جنتی وہاں پر کھائیں پئیں گے مگر قضائے حاجت وغیرہ نہیں ہو گی اور ان کے پسینے کی خوشبو۔	۵۵
۵۳۷۸/۱۰	جنتی نعمت و راحت پائے گا مشقت نہیں اُٹھائے گا۔	"
۵۳۷۹/۱۱	جنتیوں کے لیے اعلان ہو گا کہ بیماری، بڑھاپا اور مصیبت تمہیں نہیں آئے گی۔	۵۶
۵۳۸۰/۱۲	جنتیوں کے مراتب، نیچے والے اوپر والوں کو روشن ستاروں کی مانند دیکھیں گے۔	"
۵۳۸۱/۱۳	جنتیوں کے دل پرندوں کی طرح ہوں گے۔	۵۷
۵۳۸۲/۱۴	اللہ تعالیٰ کا جنتیوں کو ندا کرنا اور اظہارِ رضا کرنا۔	"
۵۳۸۳/۱۵	جنتی کو جنت اس کی آرزو سے دوگنی ملے گی۔	۵۸

marfat.com
Marfat.com

حدیث نمبر	عنوان	صفحہ نمبر
۵۳۸۴/۱۶	سیحان، جیحان، فرات اور نیل جنتی نہریں ہیں۔	۵۹
۵۳۸۵/۱۷	جنت کی دو کواڑوں کا فاصلہ چالیس سال ہے۔	〃
	دوسری فصل	۶۰
۵۳۸۶/۱۸	جنت کی تعمیر سونے چاندی، کستوری، یاقوت مروارید، زعفران سے ہوئی ہے۔	〃
۵۳۸۷/۱۹	جنتی درخت کا تنا سونے کا ہے۔	۶۱
۵۳۸۸/۲۰	جنت کے سو درجات ہیں اور ہر درجے کا درمیانی فاصلہ۔	〃
۵۳۸۹/۲۱	تمام جہانوں کے لوگ جنت کے ایک درجہ میں سما سکتے ہیں۔	〃
۵۳۹۰/۲۲	جنتی بستروں کی بلندی	〃
۵۳۹۱/۲۳	جنت میں داخل ہونے والے مردوں کے چہرے چاند ستاروں کی مانند ہوں گے۔	〃
۵۳۹۲/۲۴	جنتی مرد کو سو مردوں کی طاقت دی جائیگی۔	۶۲
۵۳۹۳/۲۵	جنت کی معمولی سی چیز کے اظہار سے زمین وآسمان روشن ہو جائیں۔	〃
۵۳۹۴/۲۶	جنتیوں کے جسم بالوں کے بغیر اور جوانی ختم نہ ہوگی۔	۶۳
۵۳۹۵/۲۷	جنتیوں کی عمریں ۳۰ یا ۳۳ سال ہوگی۔	〃
۵۳۹۶/۲۸	سدرۃ المنتہٰی سے پھوٹنے والے انوار اور اس کا سایہ۔	〃
۵۳۹۷/۲۹	کوثر جنت کی نہر ہے جس کا پانی دودھ سے زیادہ سفید اور شہد سے زیادہ میٹھا ہے۔	۶۴

حدیث نمبر	عنوان	صفحہ نمبر
۵۳۹۸/۳۰	جنتی جس چیز کی خواہش کرے گا وہ اسے حاصل ہوگی۔	۶۵
۵۳۹۹/۳۱	ایک دیہاتی نے پوچھا کیا جنت میں گھوڑے ہوں گے۔	〃
۵۴۰۰/۳۲	اہلِ جنت کی ایک سو بیس صفیں ہیں ۸۰ صفیں اس آخری امت کی ہوں گی۔	۶۶
۵۴۰۱/۳۳	جنت کے دروازے کی مسافت تیز رفتار سوار کا تین سال گھوڑا دوڑانے کے برابر ہے۔	〃
۵۴۰۲/۳۴	جنتی جنت میں جس صورت کو پسند کرے گا اسی میں بدل دیا جائے گا۔	۶۷
۵۴۰۳/۳۵	جنتی جنت میں عملوں کی فضیلت کے مطابق داخل ہوں گے اور وہاں مراتب کے مطابق مقام حاصل کریں گے۔	〃
۵۴۰۴/۳۶	ادنیٰ جنتی کی خوبیوں میں سے ایک یہ ہے کہ اس کے بہتر خادم ہوں گے۔	۷۰
۵۴۰۵/۳۷	جنتی حوروں کا اجتماع۔	۷۱
۵۴۰۶/۳۸	جنت میں پانی، شہد، دودھ اور شراب کا دریا ہے۔	〃
	تیسری فصل	۷۲
۵۴۰۷/۳۹	جنتی آدمی کا کروٹ بدلنا۔	〃
۵۴۰۸/۴۰	جنت میں کاشتکاری کا عمل۔	〃
۵۴۰۹/۴۱	اہلِ جنت کو نیند نہ آئے گی۔	۷۳
	باب، اللہ تعالیٰ کے دیدار کا بیان	۷۴

marfat.com
Marfat.com

حدیث نمبر	عنوان	صفحہ نمبر
	پہلی فصل	۷۵
۵۴۱۰/۱	اللہ تعالیٰ کو ایسے دیکھو گے جیسے سورج چاند کو دیکھتے ہو۔	"
۵۴۱۰/۱	نمازوں پر مواظبت دیدار الٰہی کے زیادہ لائق بناتی ہے۔	"
۵۴۱۱/۲	جنتی جنت میں اللہ تعالیٰ کے دیدار کے نظارے کریں گے۔	۷۶
	دوسری فصل	۷۷
۵۴۱۲/۳	جنت میں سب سے زیادہ بلند درجے والا وہ ہوگا جو صبح وشام دیدار الٰہی سے مشرف ہوگا۔	"
۵۴۱۳/۴	ہر ایک اللہ تعالیٰ کو خلوت میں دیکھے گا۔	۷۸
	تیسری فصل	۷۹
۵۴۱۴/۵	رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں نور کو کیسے دیکھتا۔	"
۵۴۱۵/۶	حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے رب کو دل سے دو بار دیکھا۔	"
۵۴۱۶/۷	اللہ تعالیٰ نے اپنا دیدار اور کلام محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم اور موسیٰ علیہ السلام کے درمیان تقسیم فرمایا۔	۸۰
۵۴۱۷/۸	آیات مَا کَذَبَ الْفُؤَادُ مَا رَاٰی اور لَقَدْ رَاٰی مِنْ اٰیٰتِ رَبِّہِ الْکُبْرٰی کا مطلب اور معنیٰ۔	۸۲
"	اہم نوٹ	۸۴

حدیث نمبر	عنوان	صفحہ نمبر
۵۴۱۸/۹	اہل جنت کے اوپر رب تعالیٰ جلوہ افروز ہوگا وہ رب تعالیٰ کو دیکھیں گے اور رب تعالیٰ ان کو دیکھے گا۔	۸۵
	باب، جہنم اور اہل جہنم کے بارے میں)	۸۶
	پہلی فصل	۸۶
۵۴۱۹/۱	دنیا کی آگ دوزخ کی آگ کا سترواں حصہ ہے۔	"
۵۴۲۰/۲	دوزخ کو کھینچنے کے لیے ستر ہزار لگامیں ہوں گی اور ہر لگام کو ستر ہزار فرشتے کھینچیں گے۔	۸۷
۵۴۲۱/۳	دوزخیوں میں سب سے ہلکے عذاب والے کی سزا۔	"
۵۴۲۲/۴	سب سے ہلکے عذاب والے	"
۵۴۲۳/۵	قیامت کے دن عیش والے دنیا دار دوزخی کی سزا۔	"
۵۴۲۴/۶	اللہ تعالیٰ ہلکے عذاب والے دوزخی سے فرمائے گا۔	۸۸
۵۴۲۵/۷	قیامت کے دن آگ کسی کو ٹخنوں، کسی کو گھٹنوں، کسی کو کمر اور کسی کو گردن تک پکڑے گی۔	"
۵۴۲۶/۸	دوزخ میں کافر کے دونوں کندھوں کا فاصلہ اور اس کی داڑھ۔	۸۹
	دوسری فصل	"
۵۴۲۷/۹	دوزخ کی آگ کالی سیاہ ہے۔	"

marfat.com
Marfat.com

حدیث نمبر	عنوان	صفحہ نمبر
۵۴۲۸/۱۰	کافر کی داڑھ اُحد پہاڑ کے برابر ہوگی۔	۸۹
۵۴۲۹/۱۱	کافر کی کھال کی موٹائی بیالیس گز ہوگی۔	۹۰
۵۴۳۰/۱۲	کافر کی زبان کوس یا دو کوس کے برابر ہوگی۔	″
۵۴۳۱/۱۳	دوزخی دوزخ کے صعود پہاڑ پر ستر سال تک چڑھتا رہے گا۔	″
۵۴۳۲/۱۴	دوزخیوں کی خوراک کھولتا ہوا تیل ہوگا۔	″
۵۴۳۳/۱۵	دوزخیوں کے سروں پر گرم کھولتا ہوا پانی ڈالا جائے گا۔	″
۵۴۳۴/۱۶	دوزخی کے بارے میں اللہ تعالیٰ کے فرمان وَيُسْقٰى مِنْ مَّاءٍ صَدِيْدٍ يَتَجَرَّعُهٗ کا مفہوم۔	۹۱
۵۴۳۵/۱۷	دوزخ کی چار دیواری میں سے ہر دیوار کی موٹائی چالیس سال کی مسافت ہے۔	″
۵۴۳۶/۱۸	دوزخیوں کے جسموں سے بہنے والے پانی کا اگر ایک ڈول زمین پر بہا دیا جائے تو ساری زمین بدبودار ہو جائے۔	۹۲
۵۴۳۷/۱۹	اگر دوزخ کے زقوم درخت کا ایک قطرہ زمین پر ڈال دیا جائے تو اہلِ زمین کی زندگی برباد ہو جائے۔	″
۵۴۳۸/۲۰	دوزخی کو آگ بھون دے گی۔	″
۵۴۳۹/۲۱	دوزخیوں کے آنسوؤں کے پانی میں کشتیاں بہہ جائیں گی۔	۹۳
۵۴۴۰/۲۲	دوزخیوں پر بھوک مسلط کر دی جائے گی۔	″
۵۴۴۱/۲۳	رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں کو	۹۵

حدیث نمبر	عنوان	صفحہ نمبر
	آگ سے کئی مرتبہ ڈرایا ہے۔	
۵۴۴۲/۲۴	سیسے کے ٹکڑے کی آسمان سے زمین کی طرف آنے کی مثال	۹۵
۵۴۴۳/۲۴	متکبر دوزخ کی حبیب وادی میں رہے گا۔	۹۶
	تیسری فصل	۹۷
۵۴۴۴/۲۶	دوزخی نہایت ہی دراز قد ہوں گے۔ حتیٰ کہ ان کے کان کی لو سے کندھے تک سات سو برس کی مسافت کا فاصلہ ہوگا۔	″
۵۴۴۵/۲۷	دوزخ کی اونٹنی سانپوں کی طرح ہوں گی۔	″
۵۴۴۶/۲۸		
۵۴۴۷/۲۹	آگ میں بدنصیب ہی جلے گا۔	۹۸
	(باب، جنت و دوزخ کی تخلیق کا) (بیان)	″
	پہلی فصل	″
۵۴۴۸/۱	جنت و دوزخ کا مناظرہ	″
۵۴۴۹/۲	دوزخ سوال کرے گی کہ اور لوگ بھی مجھ میں ڈالے جائیں۔	۱۰۰
	دوسری فصل	″
۵۴۵۰/۳	اللہ تعالیٰ نے جبرئیل علیہ السلام کو جنت و دوزخ کو دیکھنے کے لیے بھیجا۔	″
	تیسری فصل	۱۰۱
۵۴۵۱/۴	رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو حالت نماز میں جنت و دوزخ دکھائی گئی۔	″
	(باب، خلق کی تخلیق کی ابتداء اور حضرات	۱۰۲

marfat.com
Marfat.com

حدیث نمبر	عنوان	صفحہ نمبر
	انبیاء علیہم السلام کے تذکرہ کا بیان۔ پہلی فصل	۱۰۳
۵۴۵۲/۱	تخلیق خلق سے پہلے ہی اللہ تعالیٰ کی ذات موجود تھی۔	〃
۵۴۵۳/۲	رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مخلوق کی پیدائش سے کر جنت و دوزخ میں داخلے تک سب کچھ بیان فرمایا۔	۱۰۴
۵۴۵۴/۳	اللہ تعالیٰ کی تحریر کہ میری رحمت میرے غضب سے بڑھ کر ہے۔	〃
۵۴۵۵/۴	فرشتوں کو نور سے اور جنات کو آگ سے پیدا کیا گیا ہے۔	۱۰۵
۵۴۵۶/۵	آدم علیہ السلام کی صورت کے پاس ابلیس پھیرے لگاتا کہ دیکھے یہ کیا ہے؟	〃
۵۴۵۷/۶	حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اسی سال کی عمر میں ختنہ فرمایا۔	۱۰۹
۵۴۵۸/۷	حضرت ابراہیم علیہ السلام کے بظاہر تین جھوٹ۔	〃
۵۴۵۹/۸	اللہ تعالیٰ کا مردوں کو زندہ کرنے کے بارے میں ابراہیم علیہ السلام شک میں نہیں تھے۔	۱۱۰
	رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر حضرت ابراہیم اور حضرت یوسف علیہما السلام کے سلسلہ میں وارد شدہ اعتراضات کے جوابات۔	۱۱۱
۵۴۶۰/۹	حضرت موسیٰ علیہ السلام پر قوم کا عیب لگانا	۱۱۲

حدیث نمبر	عنوان	صفحہ نمبر
	اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے دفاع کا انتظام	
۵۴۶۱/۱۰	حضرت ایوب علیہ السلام پر دوران غسل سونے کی ٹڈیاں گریں۔	۱۱۳
۵۴۶۲/۱۱	مسلمان اور یہودی کا جھگڑا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور موسیٰ علیہ السلام کے بارے میں۔	〃
	رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی فضیلت تمام انبیاء پر کلی ہے۔	
۵۴۶۳/۱۲	رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان کہ مجھے یونس بن متی سے افضل نہ کہو۔	۱۱۵
۵۴۶۴/۱۳	حضرت خضر علیہ السلام نے کافر لڑکے کو قتل کیا۔	۱۱۶
۵۴۶۵/۱۴	حضرت خضر علیہ السلام کے نام کی وجہ۔	۱۱۷
۵۴۶۶/۱۵	موسیٰ علیہ السلام نے ملک الموت کو طمانچہ مار کر نابینا کر دیا۔	〃
۵۴۶۷/۱۶	رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو انبیاء کرام دکھائے گئے۔	۱۱۸
۵۴۶۸/۱۷	حضرت موسیٰ اور حضرت عیسیٰ علیہما السلام کی شکل وشباہت	۱۱۹
۵۴۶۹/۱۸	رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت ابراہیم علیہ السلام کے زیادہ مشابہ ہیں۔	۱۲۰
۵۴۷۰/۱۹	ازرق جنگل میں حضور علیہ السلام نے موسیٰ علیہ السلام کو تلبیہ کہتے ہوئے دیکھا اور یونس علیہ السلام کو ہرشا وادی میں اونٹ پر تلبیہ کہتے ہوئے دیکھا۔	۱۲۱

marfat.com
Marfat.com

حدیث نمبر	عنوان	صفحہ نمبر
۵۴۷۱/۲۰	داؤد علیہ السلام پر قرآن آسان کردیا گیا۔	۱۲۲
۵۴۷۲/۲۱	حضرت داؤد علیہ السلام نے دو عورتوں کا ایک بچہ کے بارے میں جھگڑا کرنے کا فیصلہ کردیا۔	۱۲۳
۵۴۷۳/۲۲	حضرت سلیمان علیہ السلام کی سو بیویاں	۱۲۴
۵۴۷۴/۲۳	حضرت زکریا علیہ السلام نجار تھے۔	//
۵۴۷۵/۲۴	رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے سب سے زیادہ نزدیک ہیں۔	//
۵۴۷۶/۲۵	اولاد آدم کی کروٹ میں بوقت ولادت شیطان انگلیاں مارتا ہے۔	۱۲۵
۵۴۷۷/۲۶	کامل عورتیں۔	//
	دوسری فصل	۱۲۶
۵۴۷۸/۲۷	مخلوق کی تخلیق سے پہلے اللہ تعالیٰ کا مقام۔	//
۵۴۷۹/۲۸	آسمان سات ہیں اور ان کے درمیان فاصلہ ان کے اوپر ویسا ہے۔	۱۲۷
۵۴۸۰/۲۹	اعرابی بارش کی دعا کرانے کے لیے بارگاہ نبوی میں حاضر ہوا۔	۱۲۸
۵۴۸۱/۳۰	عرش اٹھانے والے فرشتوں میں سے ایک کی دونوں کانوں کی لو اور کندھوں کے درمیان سات سو سال کی مسافت کا فاصلہ ہے۔	۱۲۹
۵۴۸۲/۳۱	اللہ تعالیٰ اور جبرئیل کے درمیان نور کے ستر حجاب ہیں۔	۱۳۰
۵۴۸۳/۳۲	حضرت اسرافیل اپنی پیدائش سے لے کر اب تک کھڑے ہیں۔	//

حدیث نمبر	عنوان	صفحہ نمبر
۵۴۸۴/۳۳	انسان کو اللہ تعالیٰ نے اپنے دست قدرت سے بنایا ہے۔	۱۳۱
	تیسری فصل	//
۵۴۸۵/۳۴	مومن اللہ کے نزدیک بعض فرشتوں سے عزت والا ہے۔	۱۳۲
۵۴۸۶/۳۵	آدم کو اللہ تعالیٰ نے جمعہ کے دن کی آخری ساعت یعنی عصر تا غروب پیدا فرمایا۔	//
۵۴۸۷/۳۶	بادل زمین کا ساقی ہے اور دو آسمانوں کا درمیانی فاصلہ پانچ سو سال ہے۔	
۵۴۸۸/۳۷	حضرت آدم علیہ السلام کی لمبائی ساٹھ گز چوڑائی سات گز تھی۔	۱۳۴
۵۴۸۹/۳۸	نبیوں کی تعداد ایک لاکھ چوبیس ہزار جن میں تین سو پندرہ رسول ہیں	//
۵۴۹۰/۳۹	اطلاع دیکھنے کی طرح نہیں ہے۔	۱۳۵
	(باب۔ تمام رسولوں کے سردار صلی اللہ علیہ وسلم کے فضائل کا بیان)	۱۳۶
	پہلی فصل	//
۵۴۹۱/۱	رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں اولاد آدم کے بہتر طبقہ میں پیدا ہوا	//
۵۴۹۲/۲	رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان، اللہ تعالیٰ نے اولاد اسماعیل سے کنانہ کو، کنانہ سے قریش اور قریش سے بنی ہاشم اور بنو ہاشم سے مجھے چنا۔	۱۳۷
۵۴۹۳/۳	روز قیامت اولاد آدم کا سردار میں ہوں گا۔	//

marfat.com
Marfat.com

حدیث نمبر	عنوان	صفحہ نمبر
۵۴۹۴/۴	روزِ قیامت امتِ محمدیہ تمام امتوں سے زیادہ ہوگی۔	۱۳۸
۵۴۹۵/۵	روزِ قیامت جنت کا دروازہ میں کھلواؤں گا۔	//
۵۴۹۶/۶	میں جنت میں سب سے پہلا شفیع ہوں گا۔	//
۵۴۹۷/۷	میری اور انبیاء کی مثال ایک خوبصورت مکان کی طرح ہے جس میں ایک اینٹ کی جگہ چھوڑی گئی ہو۔	//
۵۴۹۸/۸	رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو وحی قرآن کا معجزہ تمام انبیاء کرام کے معجزات سے خصوصی طور پر دیا گیا ہے۔	۱۳۹
۵۴۹۹/۹	رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو پانچ ایسی چیزیں دی گئیں جو کہ پہلے کسی بھی نبی کو نہ دی گئیں۔	//
۵۵۰۰/۱۰	رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو چھ چیزوں سے فضیلت دی گئی۔	۱۴۰
۵۵۰۱/۱۱	حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان کہ مجھے جامع کلمات کے ساتھ مبعوث کیا گیا ہے۔	۱۴۲
۵۵۰۲/۱۲	آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے امت کے لیے خصوصی دعا کی کہ وہ قحط سے ہلاک نہ ہو۔	//
۵۵۰۳/۱۳	رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا امت کیلئے تین دعائیں کرنا، دو قبول ہوئیں اور ایک سے روک دیا گیا۔	۱۴۳

حدیث نمبر	عنوان	صفحہ نمبر
۵۵۰۴/۱۴	توریت میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اوصاف	۱۴۴
	دوسری فصل	۱۴۵
۵۵۰۵/۱۵	رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے طویل نماز پڑھائی اور اس میں تین دعائیں کیں۔	//
۵۵۰۶/۱۶	اللہ تعالیٰ نے اس امت کو آفتوں سے بچا لیا ہے۔	۱۴۶
۵۵۰۷/۱۷	اللہ تعالیٰ اس امت پر دو تلواریں جمع نہیں فرمائے گا۔	۱۴۷
۵۵۰۸/۱۸	رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مخلوق کے بہترین گروہ، بہترین قبیلہ اور بہترین خاندان میں پیدا ہوئے۔	//
۵۵۰۹/۱۹	آدم علیہ السلام پانی اور مٹی میں تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس وقت بھی نبی تھے	۱۴۸
۵۵۱۰/۲۰	حضور صلی اللہ علیہ وسلم آخری نبی تھے جبکہ آدم علیہ السلام ابھی مٹی میں تھے۔	//
۵۵۱۱/۲۱	قیامت کے دن تمام اولاد آدم کے سربراہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہوں گے اور حمد کا جھنڈا آپ کے ہاتھ ہوگا۔	۱۴۹
۵۵۱۲/۲۲	میں اللہ کا حبیب ہوں مگر فخر نہیں۔	۱۵۰
۵۵۱۳/۲۳	اللہ تعالیٰ کا حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے امت کے بارے میں وعدہ۔	۱۵۱
۵۵۱۴/۲۴	رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قیامت کے دن سب سے پہلے شفاعت کریں گے۔	۱۵۲

marfat.com

Marfat.com

حدیث نمبر	عنوان	صفحہ نمبر
۵۵۱۵/۲۵	تمام مخلوقات کی طرف سے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں عرض گذار ہوں گے۔	۱۵۲
۵۵۱۶/۲۶	رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سب سے پہلے جنتی لباس پہنیں گے۔	۱۵۳
۵۵۱۷/۲۷	وسیلہ جنت کا سب سے اعلیٰ درجہ ہے۔	۱۵۴
۵۵۱۸/۲۸	روزِ قیامت میں تمام انبیاء کا امام وخطیب ہوں گا۔	״
۵۵۱۹/۲۹	رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دوست نبیوں میں ابراہیم علیہ السلام ہیں۔	״
۵۵۲۰/۳۰	رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اعلیٰ اخلاق کی تکمیل کے لیے تشریف لائے ہیں۔	״
۵۵۲۱/۳۱	توریت میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی صفات	۱۵۵
۵۵۲۲/۳۲	توریت میں لکھا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی تدفین آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ہوگی۔	۱۵۶
	تیسری فصل	״
۵۵۲۳/۳۳	انبیاء اور آسمان والوں پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فضیلت دی گئی۔	״
۵۵۲۴/۳۴	دو فرشتوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ہزار فرشتوں کے ساتھ وزن کیا۔	۱۵۷
۵۵۲۵/۳۵	رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر قربانی اور چاشت کی نماز فرض کی گئی۔	۱۵۸
	(باب۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اسمائے گرامی اور صفات کا بیان۔)	۱۵۹
	پہلی فصل	۱۶۰
۵۵۲۶/۱	حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اسماء اور آپ کفر مٹانے والے ہیں۔	״
۵۵۲۷/۲	رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اسماء گرامی	״
۵۵۲۸/۳	رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مذمم نہیں بلکہ محمد ہیں۔	۱۶۱
۵۵۲۹/۴	رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سر اور ریش مبارک کے کچھ بال سفید تھے۔	״
۵۵۳۰/۵	رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دونوں کندھوں کے درمیان مہر نبوت تھی۔	۱۶۴
۵۵۳۱/۶	رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک سیاہ چادر چھوٹی بچی ام خالد کو پہنادی۔	״
۵۵۳۲/۷	رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا حلیہ مبارک۔	۱۶۵
۵۵۳۳/۸	رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سرخ جوڑا پہنے ہوئے تھے۔	۱۶۷
۵۵۳۴/۹	نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی آنکھیں، منہ اور ایڑیوں کی خوبصورتی۔	۱۶۸
۵۵۳۵/۱۰	آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا رنگ سفید اور قد درمیانہ تھا۔	۱۶۹
۵۵۳۶/۱۱	نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ریش مبارک اور سر مبارک میں چند بال سفید تھے۔	״
۵۵۳۷/۱۲	آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی رنگت چمکدار اور پسینہ موتی کی طرح تھا۔	۱۷۰
۵۵۳۸/۱۳	حضرت ام سلیم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم	״

marfat.com
Marfat.com

حدیث نمبر	عنوان	صفحہ نمبر
	کا پسینہ مبارک جمع کر لیتی۔	
۵۵۳۹/۱۴	رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بچوں پر شفقت۔	۱۷۱
	دوسری فصل	۱۷۲
۵۵۴۰،۴۱/۱۵،۱۶	رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے جسم مبارک کی بناوٹ۔	″
۵۵۴۲/۱۷	آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے گزرنے کے بعد راستہ معطر ہو جاتا۔	۱۷۴
۵۵۴۳/۱۸	نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم طلوع ہونے والے سورج کی طرح حسین و جمیل تھے۔	۱۷۵
۵۵۴۴/۱۹	آپ صلی اللہ علیہ وسلم چاندنی رات میں چاند سے زیادہ حسین تھے۔	″
۵۵۴۵/۲۰	سورج آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرہ میں گردش کرتا۔	″
۵۵۴۶/۲۱	سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی پاک آنکھیں سرمہ لگائے بغیر ہی سرمگیں تھیں۔	۱۷۶
	تیسری فصل	″
۵۵۴۷/۲۲	گفتگو کے دوران آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے دانتوں سے نور نکلتا تھا۔	″
۵۵۴۸/۲۳	آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا چہرۂ انور چاند کا ٹکڑا لگتا تھا۔	۱۷۷
۵۵۴۹/۲۴	ایک یہودی کے لڑکے نے اپنی موت کے وقت رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی رسالت اور توراۃ میں آپ کی صفات	″

حدیث نمبر	عنوان	صفحہ نمبر
	اور نعتوں کی گواہی دی۔	
۵۵۵۰/۲۵	رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سراپا رحمت اور تحفہ خداوندی ہیں۔	۱۷۷
	(باب، آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے اخلاق وعادات کا بیان)	۱۷۸
	پہلی فصل	″
۵۵۵۱/۱	رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حضرت انس کو کبھی اُف تک نہ کہا اور کبھی ڈانٹا نہ جھڑکا۔	″
۵۵۵۲/۲	رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم لوگوں میں سب سے عمدہ اخلاق والے تھے۔	۱۷۹
۵۵۵۳/۳	ایک بدوی کی درشتی کے باوجود آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اسے چادر کا تحفہ عطا فرما دیا۔	″
۵۵۵۴/۴	رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سب سے زیادہ سخی اور سب سے زیادہ بہادر تھے۔	۱۸۰
۵۵۵۵/۵	رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کچھ مانگنے پر نہیں فرماتے تھے۔	۱۸۱
۵۵۵۶/۶	دو پہاڑوں کے درمیان بھری ہوئی بکریاں مانگنے پر آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے عطا فرما دیں۔	″
۵۵۵۷/۷	رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نہ تو کنجوس تھے اور نہ بزدل۔	۱۸۲
۵۵۵۸/۸	اہل مدینہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے	۱۸۳

marfat.com
Marfat.com

حدیث نمبر	عنوان	صفحہ نمبر
	پاس حصولِ برکت کے لیے پانی لاتے تو آپ اس میں اپنا ہاتھ ڈبو دیتے۔	
۵۵۵۹ / ۹	رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے گفتگو کرنے کے لیے خادمائیں ہاتھ پکڑ لیتیں۔	۱۸۳
۵۵۶۰ / ۱۰	عورتیں راستے میں ہی آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے کام کی بات پوچھ لیتیں۔	״
۵۵۶۱ / ۱۱	رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فحش گو، لعنت کرنے والے اور گالی دینے والے نہیں تھے۔	۱۸۴
۵۵۶۲ / ۱۲	آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کسی پر بددعا نہیں کرتے تھے۔	۱۸۴
۵۵۶۳ / ۱۳	آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کنواری لڑکیوں سے زیادہ شرمیلے تھے۔	۱۸۵
۵۵۶۴ / ۱۴	نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کھل کر کبھی نہیں ہنسے۔	״
۵۵۶۵ / ۱۵	رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم آہستہ آہستہ گفتگو فرماتے تھے۔	״
۵۵۶۶ / ۱۶	حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام گھر میں ہوتے تو گھر کے کام کاج کرتے تھے۔	۱۸۶
۵۵۶۷ / ۱۷	آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اپنی ذات کے لیے کسی سے بدلہ نہ لیتے۔	״
۵۵۶۸ / ۱۸	آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے کبھی بھی کسی کو اپنے ہاتھ سے نہیں مارا۔	۱۸۷
	دوسری فصل	״
۵۵۶۹ / ۱۹	رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نقصان پر کبھی ملامت نہ کرتے تھے۔	۱۸۷
۵۵۷۰ / ۲۰	رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم برائی کا بدلہ برائی سے نہیں دیتے تھے۔	۱۸۸
۵۵۷۱ / ۲۱	رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے اخلاق کریمانہ۔	״
۵۵۷۲ / ۲۲	حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اپنے کام کاج خود کرتے تھے۔	۱۸۹
۵۵۷۳ / ۲۳	رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم حضرت زید بن ثابت سے وحی لکھوا لیتے تھے۔	״
۵۵۷۴ / ۲۴	ملاقات کے دوران رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اپنا روئے مبارک کسی سے نہ پھیرتے تھے۔	۱۹۰
۵۵۷۵ / ۲۵	آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کل کے لیے کوئی چیز ذخیرہ نہ کرتے تھے۔	״
۵۵۷۶ / ۲۶	آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم طویل خاموشی اختیار فرماتے تھے۔	۱۹۱
۵۵۷۷ / ۲۷	آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے کلام مبارک میں آہستگی اور ٹھہراؤ تھا۔	״
۵۵۷۸ / ۲۸	آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی گفتگو جو سنتا حفظ کر لیتا۔	״
۵۵۷۹ / ۲۹	رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے زیادہ مسکرانے والا کوئی نہ تھا۔	״
۵۵۸۰ / ۳۰	رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم دورانِ گفتگو	״

marfat.com
Marfat.com

حدیث نمبر	عنوان	صفحہ نمبر
	اپنی نگاہ آسمان کی طرف رکھتے تھے۔	
	تیسری فصل	192
5581/31	رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے زیادہ بچوں پر کوئی بھی مہربان نہیں ہے۔	//
5582/32	قرض خواہ یہودی نے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی نرم مزاجی کی وجہ سے کلمہ پڑھ کر دائرہ اسلام میں داخل ہوگیا۔	193
5583/33	آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بے فائدہ گفتگو کی بجائے کثرت سے ذکر فرماتے۔	194
5584/34	رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی طرف سے ابوجہل کی بکواس کا جواب اللہ تعالیٰ نے دیا۔	195
5585/35	رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم چاہتے تو سونے کے پہاڑ آپ کے ساتھ چلتے	//
	دباب۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بعثت اور وحی کی ابتداء)	196
	پہلی فصل	197
5586/1	آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے چالیس سال کی عمر میں اعلان نبوت فرمایا۔	//
5587/2	ظہور نبوت کے بعد آپ پندرہ سال مکہ میں مقیم رہے۔	//
5588/3	بوقت وصال آپ کی عمر مبارک ایک روایت کے مطابق باسٹھ سال تھی۔	198
5589/4	رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا وصال	//

حدیث نمبر	عنوان	صفحہ نمبر
	شریف تریسٹھ سال کی عمر میں ہوا۔	
5590/5	آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر وحی کی ابتداء خوابوں سے ہوئی۔	198
5591/6	رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے راستے میں چلتے ہوئے نگاہ آسمان کی طرف اٹھائی تو حراء والا فرشتہ دیکھا۔	204
5592/7	رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر نزول وحی کی کیفیت۔	205
5593/8	بوقت وحی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اپنا سر مبارک جھکا لیتے تھے۔	207
5594/9	کوہ صفا پر قبائل عرب کو دعوتِ اسلام۔	//
5595/10	حالتِ سجدہ میں آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے مبارک کندھوں پر اونٹ کی اوجھڑی رکھی گئی اور حضرت فاطمہ نے اسے ہٹایا۔	208
5596/11	رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر اُحد سے زیادہ سخت دن عقبہ کا دن ہے۔ حتیٰ کہ پہاڑوں کے فرشتے پکار اُٹھے۔	211
5597/12	اُحد کے دن رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے چار دانت زخمی ہوئے۔	212
5598/13	اپنے نبی کو ستانے والے لوگوں پر اللہ تعالیٰ کا عذاب اترتا ہے۔	213
	تیسری فصل	224
5599/14	قرآن کی پہلی وحی کونسی ہے یٰاَیُّھَا الْمُدَّثِّرُ یا اِقْرَاْ بِاسْمِ رَبِّکَ الَّذِیْ خَلَقَ۔	//

marfat.com
Marfat.com

حدیث نمبر	عنوان	صفحہ نمبر
	(باب، علامات نبوت کا بیان)	۲۱۵
	پہلی فصل	″
۵۶۰۰/۱	شق صدر اور آپ کا قلب مبارک زمزم سے دھویا گیا۔	″
″	شق صدر کا واقعہ چار مرتبہ رونما ہوا۔	
۵۶۰۱/۲	آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اس فرشتہ کو جانتے ہیں جو آپ کو ظہور نبوت سے پہلے سلام کیا کرتا تھا۔	۲۱۶
۵۶۰۲،۰۳/۳،۴	نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے چاند کے دو ٹکڑے کیے۔	۲۱۷
۵۶۰۴/۵	ابو جہل رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو نقصان پہنچانے کے لیے آگے بڑھا کر یکایک گھبرا کر ایڑیوں کے بل بھاگ گیا۔	۲۱۸
۵۶۰۵/۶	سونے سے لدی ہوئی اونٹنی سوار عورت حیرہ سے چل کر بیت اللہ کا طواف کریگی مگر اس کی طرف کوئی میلی نگاہ اٹھا کر بھی نہ دیکھ سکے گا۔	″
۵۶۰۶/۷	اگلے زمانے کے لوگوں کی دین پر ثابت قدمی کی مثال	۲۱۹
۵۶۰۷/۸	آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نیند سے ہنستے ہوئے بیدار ہوتے اور ایک صحابیہ کے لیے دعا۔	۲۲۲
۵۶۰۸/۹	ایک جھاڑ پھونک کرنے والا شخص رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے گفتگو کے بعد کلمہ پڑھ کر مسلمان ہوگیا۔	۲۲۳
	دوسری، تیسری فصل	۲۲۵
۵۶۰۹/۱۰	ہرقل شاہ روم کے پاس نامۂ نبوی اور اس نے ابوسفیان سے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بارے میں معلومات دریافت کیں۔	″
	(باب، معراج کا بیان)	۲۳۱
	پہلی فصل	۲۳۲
۵۶۱۰/۱۱	رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے خود واقعہ معراج بیان فرمایا۔	″
۵۶۱۱/۱۲	حضرت ثابت بنانی کی حدیث میں واقعہ معراج کا ذکر۔	۲۴۰
۵۶۱۲/۱۳	حضرت انس کی حدیث میں واقعہ معراج کا بیان۔	۲۴۴
۵۶۱۳/۱۴	معراج کی رات رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو تین چیزیں دی گئیں۔	۲۴۸
	دوسری، تیسری فصل	۲۴۹
۵۶۱۴/۱۵	معراج سے واپسی پر قریش مکہ نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے بیت المقدس کے متعلق سوالات کیے۔	″
۵۶۱۵/۱۶	بیت المقدس رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے سامنے کر دیا گیا۔	۲۵۱
	(باب۔ معجزات کا بیان)	۲۵۲
	پہلی فصل	″

marfat.com
Marfat.com

حدیث نمبر	عنوان	صفحہ نمبر
۵۶۱۶/۱	غارِ حرا میں دو کے ساتھ تیسرا اللہ ہے۔	۲۵۲
۵۶۱۷/۲	واقعہ ہجرت حضرت ابو بکر صدیق بیان کرتے ہیں۔	۲۵۳
۵۶۱۸/۳	عبداللہ بن سلام نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے تین چیزیں پوچھیں اور مسلمان ہوگئے۔	۲۵۵
۵۶۱۹/۴	صحابہ کرام کا جذبہ جہاد کہ اگر رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہمیں سمندر میں گھوڑے ڈالنے کا حکم دیں تو ہم ڈال دیں۔	۲۵۷
۵۶۲۰/۵	بدر میں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی دعا	۲۵۸
۵۶۲۱/۶	بدر میں جبرئیل سامانِ جنگ لے کر اُترے۔	۲۶۰
۵۶۲۲/۷	بدر میں اَقْدِمْ حَیْزُوْمْ کی غائبانہ آوازیں۔	//
۵۶۲۳/۸	اُحد کے دن جبرئیل و میکائیل میدان جنگ میں۔	۲۶۱
۵۶۲۴/۹	رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے پنڈلی کی ٹوٹی ہوئی ہڈی جوڑ دی۔	//
۵۶۲۵/۱۰	خندق کے دن حضرت جابر نے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور صحابہ کرام کی جماعت کی دعوت کی اور برکت نبوی کا ظہور۔	۲۶۲
۵۶۲۶/۱۱	خندق کے دن رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حضرت عمار سے فرمایا کہ تمہیں باغی قوم قتل کرے گی۔	۲۶۵
۵۶۲۷/۱۲	احزاب کے دن دشمن حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو نہیں دیکھتے تھے اور آپ ان پر حملہ کرتے تھے۔	//
۵۶۲۸/۱۳	حضرت جبرئیل خندق کے دن فراغت کے بعد حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو بنی قریظہ کی طرف لے گئے۔	۲۶۶
۵۶۲۹/۱۴	حدیبیہ کے دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مبارک انگلیوں سے پانی کے چشمے جاری ہوگئے۔	۲۶۷
۵۶۳۰/۱۵	حدیبیہ کے دن چودہ سو افراد نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی انگلیوں کے چشمے سے پانی پیا۔	//
۵۶۳۱/۱۶	پانی کا ایک اور معجزہ	۲۶۸
۵۶۳۲/۱۷	جنگل میں درختوں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے حکم کی تعمیل کی۔	۲۶۹
۵۶۳۳/۱۸	حضرت سلمہ بن اکوع کی پنڈلی کی ہڈی پر رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے دم کیا۔	۲۷۰
۵۶۳۴/۱۹	رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حضرت زید، جعفر اور ابن رواحہ کی شہادت کی خبر دی۔	۲۷۱
۵۶۳۵/۲۰	حنین کے دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بہادری اور ثابت قدمی سے شکست فتح میں بدل گئی۔	//
۵۶۳۶/۲۱	حنین کے دن آپ نے فرمایا: کہ میں جھوٹا نبی نہیں ہوں، میں ابن عبد المطلب ہوں۔	۲۷۳

marfat.com

Marfat.com

حدیث نمبر	عنوان	صفحہ نمبر
۵۶۳۷/۲۲	حنین میں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی مٹھی بھر مٹی کا معجزہ اور کافر بھاگ گئے۔	۲۷۴
۵۶۳۸/۲۳	ایک شخص کے بارے میں پیشین گوئی کہ وہ دوزخی ہے۔	۲۷۵
۵۶۳۹/۲۴	حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی روایت کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر جادو کیا گیا۔	۲۷۶
۵۶۴۰/۲۵	ذوالخویصرہ کی بارگاہِ رسالت میں گستاخی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اس کی اولاد کے بارے میں پیشین گوئی۔	۲۷۹
۵۶۴۱/۲۶	حضرت ابوہریرہ کی ماں کے لیے دعائے نبوی اور وہ مسلمان ہوگئیں۔	۲۸۲
۵۶۴۲/۲۷	بارگاہِ رسالت میں حاضر رہنے والے صحابی حضرت ابوہریرہ کو فرمان اور احادیث رسول کیسے یاد ہوئیں؟	۲۸۴
۵۶۴۳/۲۸	حضرت جریر بن عبداللہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا سے ذوالخلصہ کو آگ میں گرایا۔	۲۸۵
۵۶۴۴/۲۹	ایک مرتد کے بارے میں پیشین گوئی کہ اسے زمین قبول نہ کرے گی۔	۲۸۶
۵۶۴۵/۳۰	یہود قبروں میں عذاب دیئے جا رہے ہیں۔	"
۵۶۴۶/۳۱	تیز ہوا منافق کی موت پر بھیجی گئی۔	۲۸۷
۵۶۴۷/۳۲	مدینہ کی ہر گھاٹی اور راستے پر دو فرشتے حفاظت کے لیے کھڑے رہتے ہیں۔	"
۵۶۴۸/۳۳	رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی دعا سے قحط کے زمانہ میں بارش کا نزول۔	۲۸۸
۵۶۴۹/۳۴	کھجور کے تنے نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے فراق میں سسکیاں لیں۔	۲۹۰
۵۶۵۰/۳۵	رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا سست رفتار گھوڑے پر سواری کرنے سے وہ تیز رفتار ہو گیا۔	۲۹۱
۵۶۵۱،۵۲/۳۶،۳۷	حضرت جابر کے والد کے قرض کی ادائیگی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی دعا کی برکت سے ہوئی۔	"
۵۶۵۳/۳۸	حضرت ام مالک کے گھی کے ڈبہ سے کبھی گھی کم نہ ہوتا تھا۔	۲۹۳
۵۶۵۴/۳۹	رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی دعا برکت سے حضرت اُم سلیم کا کھانا ستر اسی آدمیوں کو کفایت کر گیا۔	"
۵۶۵۵/۴۰	برتن میں انگلیاں رکھنے سے پانی پھوٹ پڑا۔	۲۹۶
۵۶۵۶/۴۱	صحابہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے معجزات کو برکت سمجھتے تھے۔	"
۵۶۵۷/۴۲	حالت سفر میں قابل حکایت معجزے کا ظہور۔	۲۹۷
۵۶۵۸/۴۳	بچے ہوئے کھانے پر دعا کے برکت	۳۰۰
۵۶۵۹/۴۴	حضرت اُم سلیم کے تھوڑے سے کھانے کو	۳۰۱

marfat.com
Marfat.com

حدیث نمبر	عنوان	صفحہ نمبر
۵۶۶۰/۴۵	تقریباً تین سو آدمیوں نے سیر ہوکر کھایا۔ تھکا ہوا اونٹ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی دعا کی برکت سے تیز رفتاری سے چلنے لگا۔	۳۰۲
۵۶۶۱/۴۶	رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا باغ کے پھلوں کا لگایا ہوا اندازہ درست نکلا۔	۳۰۳
۵۶۶۲/۴۷	حضرت ابوذر سے فرمایا: تم مصر فتح کرو گے	۳۰۴
۵۶۶۳/۴۸	بارہ منافق جنت میں داخل نہ ہوں گے۔	۳۰۵
	دوسری فصل	۳۰۶
۵۶۶۴/۴۹	شام کے راہب نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت و رسالت کی گواہی دی۔	〃
۵۶۶۵/۵۰	درخت اور پتھر آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو سلام کہتے۔	۳۰۸
۵۶۶۶/۵۱	جبرائیل علیہ السلام کے ڈانٹنے پر براق پسینہ پسینہ ہوگیا۔	۳۰۹
۵۶۶۷/۵۲	جبرائیل علیہ السلام کی انگلی کے اشارے سے پتھر چر گیا۔	〃
۵۶۶۸/۵۳	صحابی نے ایک سفر میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے تین معجزات دیکھے۔	〃
۵۶۶۹/۵۴	رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے دیوانگی والے بچے کے سینہ پر ہاتھ پھیرا۔	۳۱۱
۵۶۷۰/۵۵	رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے درخت کو بلایا تو وہ آکر سامنے کھڑا ہوگیا۔	〃
۵۶۷۱/۵۶	درخت نے آکر رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی رسالت کی گواہی دی۔	۳۱۲
۵۶۷۲/۵۷	درخت کے خوشہ نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی رسالت کی گواہی دی۔	〃
۵۶۷۳/۵۸	بھیڑیے نے ظہور نبوت و رسالت کا اعلان کیا۔	۳۱۳
۵۶۷۴/۵۹	رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیالے کا کھانا صبح سے رات تک کھانے کے باوجود بھی ختم نہ ہوتا تھا۔	۳۱۴
۵۶۷۵/۶۰	رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی دعا سے بدر کے ہر غازی کو ایک یا دو اونٹ ملے	〃
۵۶۷۶/۶۱	صحابہ کو غنیمتیں ملنے کی بشارت۔	〃
۵۶۷۷/۶۲	یہودیہ نے بھنی ہوئی بکری میں زہر ملا کر بارگاہِ نبوی میں پیش کیا۔	۳۱۵
۵۶۷۸/۶۳	غزوہ حنین میں مال غنیمت حاصل ہونے کی خوشخبری۔	۳۱۶
۵۶۷۹/۶۴	توشہ دان میں چھوہاروں پر برکت کی دعا سے وہ کبھی ختم نہ ہوئے۔	۳۱۸
	تیسری فصل	۳۱۹
۵۶۸۰/۶۵	ہجرت کے موقع پر کفار مکہ کی سازشوں سے اللہ تعالیٰ نے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو مطلع کردیا۔	〃
۵۶۸۱/۶۶	بھنی ہوئی بکری میں ملایا گیا زہر آپ کو معلوم ہوگیا۔	۳۲۱

marfat.com

Marfat.com

حدیث نمبر	عنوان	صفحہ نمبر
۵۶۸۲/۶۶	رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے قیامت تک ہونے والے واقعات کی خبر دی۔	۳۲۲
۵۶۸۳/۶۸	جنات کے قرآن پاک سننے کی خبر رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو ایک درخت نے دی۔	۳۲۳
۵۶۸۴/۶۹	رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے بدر کے مقتولین کی قتل گاہ کی نشاندہی ایک دن پہلے ہی کر دی تھی۔	"
۵۶۸۵/۷۰	حضرت زید کی عیادت کرنے پر رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے انہیں درازی عمر اور جنت کی خوشخبری دی۔	۳۲۴
۵۶۸۶/۷۱	رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر جھوٹی بات تھوپنے والا جہنمی ہے۔	۳۲۵
۵۶۸۷/۷۲	رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا عطا کردہ جو کا آٹا ناپے بغیر ختم نہ ہوتا تھا۔	"
۵۶۸۸/۷۳	قبر کھودنے والے کو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ہدایت۔	۳۲۶
۵۶۸۹/۷۴	دوران ہجرت ام معبد کی سوکھی بکری نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ہاتھ لگانے کی برکت سے برتنوں کو دودھ سے بھر دیا۔	۳۲۷
	(باب، کرامات کا بیان)	۳۲۹
	پہلی فصل	۳۳۰
۵۶۹۰/۱	اندھیری رات میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس سے اُٹھ کر جانے والوں کی لاٹھی چمک اٹھی جس کی روشنی میں وہ اپنے گھر پہنچے	"
۵۶۹۱/۲	ایک صحابی کو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے شہید ہونے کی خبر دی اور اس پر ان کا پختہ ایمان۔	۳۳۱
۵۶۹۲/۳	حضرت ابوبکر صدیق کا کھانا پہلے سے تین گن زیادہ ہو گیا۔	"
	دوسری فصل	۳۳۳
۵۶۹۳/۴	نجاشی کی قبر پر نور دیکھا جاتا تھا۔	۳۳۳
۵۶۹۴/۵	رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے غسل کی کیفیت۔	"
۵۶۹۵/۶	حضرت سفینہ نے کہا، اے شیر! میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا غلام ہوں۔	۳۳۴
۵۶۹۶/۷	نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی قبر انور کی برکت سے بارش ہوئی۔	۳۳۵
۵۶۹۷/۸	جنگ حرہ کے دنوں میں قبر انور سے اذان کی آواز سنائی دیتی تھی۔	۳۳۶
۵۶۹۸/۹	رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی دعا سے باغ سال میں دو مرتبہ پھل دیتا تھا۔	"
	تیسری فصل	۳۳۷
۵۶۹۹/۱۰	حضرت سعید بن زید کی دعا سے ایک عورت کی آنکھیں جاتی رہیں۔	"
۵۷۰۰/۱۱	حضرت عمر نے دوران خطبہ ساریہ کو دشمن	۳۳۸

marfat.com
Marfat.com

حدیث نمبر	عنوان	صفحہ نمبر
	کے حملہ کرنے کی خبر دی۔	
۵۷۰۱/۱۲	رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر ستر ہزار فرشتے صبح کو اور ستر ہزار شام کو درود پڑھنے کے لیے اُترتے ہیں۔	۳۳۹
	(باب)	۳۴۰
	رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے وصال شریف اور قبر انور کی تیاری۔	″
	پہلی فصل	۳۴۲
۵۷۰۲/۱	ہجرت مدینہ سے قبل کچھ انصاری صحابی قرآن پاک کی سورتیں یاد کر چکے تھے۔	″
۵۷۰۳/۲	ایک بندے کو اللہ تعالیٰ نے اختیار دیا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے یہ سُن کر ابو بکر صدیق رونے لگے۔	۳۴۳
۵۷۰۴/۳	شہداء اُحد پر رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے آٹھ سال بعد نماز پڑھی۔	″
۵۷۰۵/۴	حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے گھر بلکہ گود میں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا وصال ہوا۔	۳۴۴
۵۷۰۶/۵	انبیاء علیہم السلام کو بیماری کے بعد دنیا یا آخرت میں رہنے کا اختیار دیا جاتا ہے۔	۳۴۶
۵۷۰۷/۶	وصال نبوی کے وقت حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کی پکار۔	۳۴۷
	دوسری فصل	″
۵۷۰۸/۷	حبشی بچے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم	″

حدیث نمبر	عنوان	صفحہ نمبر
	کی مدینہ میں تشریف آوری کی خوشی میں نیزوں سے کھیلتے تھے۔	
۵۷۰۹/۸	رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو آپ کے بستر کی جگہ پر دفن کیا گیا۔	۳۴۸
	تیسری فصل	۳۴۹
۵۷۱۰/۹	ہر نبی کو وصال سے پہلے اس کا جنتی مقام دکھا دیا جاتا ہے۔	″
۵۷۱۱/۱۰	وصال کے وقت زہر کا اثر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے محسوس فرمایا۔	″
۵۷۱۲/۱۱	بوقت وصال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کچھ لکھنے کا ارادہ ظاہر فرمایا تو صحابہ کے نزاع کی وجہ سے آپ نے نہ لکھا۔	۳۵۰
۵۷۱۳/۱۲	حضرت ام ایمن رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے وصال شریف کے بعد وحی کا سلسلہ بند ہونے کی وجہ سے رو دیں۔	۳۵۳
۵۷۱۴/۱۳	حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے مرض وصال میں فرمایا کہ میں یہاں سے حوض دیکھ رہا ہوں۔	″
۵۷۱۵/۱۴	رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت فاطمہ کو اپنے وصال کی خبر دی۔	۳۵۴
۵۷۱۶/۱۵	آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حضرت عائشہ کو اپنے وصال کی خبر دی اور انہیں کافی مدت زندہ رہنے کی دعا دی۔	۳۵۶
۵۷۱۷/۱۶	حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے درد سر کے	۳۵۷

marfat.com

Marfat.com

حدیث نمبر	عنوان	صفحہ نمبر
	موقع پر رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی دل لگی بات۔	
٥٧١٨/٤	بوقت وصال ملائکہ کا اترنا اور حضرت خضر علیہ السلام کی تعزیت۔	٣٥٨
	(باب، سابقہ ابواب کے تتمات اور لواحق کا بیان)	٣٦١
	پہلی فصل	״
٥٧١٩/١	رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے وصال شریف کے وقت دنیا کے مال سے کچھ نہ چھوڑا	״
٥٧٢٠/٢	آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے وصال کے وقت اپنا خچر ہتھیار اور زمین صدقہ کردی۔	״
٥٧٢١/٣	رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا ہمارے ورثاء وراثت تقسیم نہ کریں۔	٣٦٢
٥٧٢٢/٤	ہم جو کچھ چھوڑیں وہ صدقہ ہے۔	״
٥٧٢٣/٥	نبی کا پہلے وصال فرمانا امت کے لیے رحمت ہے۔	״
٥٧٢٤/٦	رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا دیکھنا ہر چیز سے زیادہ پیارا ہے۔	٣٦٣
	(باب، قریش کے مناقب اور قبائل کا ذکر)	٣٦٤
	پہلی فصل	״
٥٧٢٦،٢٥/٢،١	لوگ قریش کے تابع رہیں گے۔	״
٥٧٢٧/٣	خلافت ہمیشہ قریش میں رہے گی۔	٣٦٥
٥٧٢٨/٤	قریش کی مخالفت کرنے والا اوندھے	״

حدیث نمبر	عنوان	صفحہ نمبر
	منہ گرے گا۔	
٥٧٢٩/٥	بارہ خلفاء تک اسلام متواتر غالب رہے گا۔	٣٦٦
٥٧٣٠/٦	اللہ تعالیٰ نے غفار قبیلے کو معاف فرمایا اور اسلم قبیلے کو سلامت رکھا۔	٣٦٧
٥٧٣١،٣٢/٧،٨	قریش، انصار، جہینہ، مزینہ، اسلم، غفار اور اشجع قبائل مجھے عزیز ہیں۔	٣٦٨
٥٧٣٣/٩	قبیلہ تمیم کی لونڈی حضرت اسماعیل علیہ السلام کی اولاد ہونے کی وجہ سے آزاد کر دی گئی۔	٣٦٩
	دوسری فصل	״
٥٧٣٤/١٠	جو قریش کی اہانت کرے گا اللہ تعالیٰ اس کو ذلیل کرے گا۔	״
٥٧٣٥/١١	اے اللہ! کفار کے پچھلے لوگوں پر عنایتیں فرما۔	״
٥٧٣٦/١٢	اسد اور اشعریوں کا قبیلہ اچھا ہے۔	٣٧٠
٥٧٣٧/١٣	قبیلہ ازد والے زمین میں اللہ کی فوج ہیں	״
٥٧٣٨/١٤	وصال شریف کے وقت رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تین قبائل کو ناپسند کرتے تھے۔	٣٧١
٥٧٣٩/١٥	قبیلہ ثقیف میں ایک جھوٹا اور ایک ظالم ہوگا۔	״
٥٧٤٠/١٦	اے اللہ ثقیف کو ہدایت دے۔	٣٧٢
٥٧٤١/١٧	حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حمیر	״

marfat.com
Marfat.com

حدیث نمبر	عنوان	صفحہ نمبر
	قبیلہ کی سلامتی کے لیے دُعا کی۔	
۵۷۴۲/۱۸	حضرت ابوہریرہ قبیلہ دوس سے تھے۔	۳۷۴
۵۷۴۳/۱۹	اہلِ عرب سے عداوت مجھ سے عداوت ہے۔	"
۵۷۴۴/۲۰	اہلِ عرب کو دھوکہ دینے والا میری شفاعت نہیں پائے گا۔	"
۵۷۴۵/۲۱	عرب کا ہلاک ہونا قربِ قیامت کی نشانی ہے۔	۳۷۵
۵۷۴۶/۲۲	بادشاہی قریش میں، قضا انصار میں، اذان حبشہ اور امانت قبیلہ ازد یمن میں ہے۔	"
	تیسری فصل	"
۵۷۴۷/۲۳	کسی بھی قریشی کو باندھ کر قتل نہ کیا جائے۔	"
۵۷۴۸/۲۴	حضرت عبداللہ بن زبیر کو حجاج بن یوسف نے قتل کیا۔	۳۷۶
۵۷۴۹/۲۵	حضرت عبداللہ بن عمر اور حضرت عبداللہ بن زبیر کے درمیان جہاد پر گفتگو۔	۳۷۹
۵۷۵۰/۲۶	آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے قبیلہ دوس کے لیے ہدایت کی دعا کی۔	"
۵۷۵۱/۲۷	تین باتوں کے باعث اہلِ عرب سے محبت رکھو۔	۳۸۰
	(باب، مناقب صحابہ رضی اللہ تعالےٰ عنہم اجمعین)	۳۸۱
	پہلی فصل	"
۵۷۵۲/۱	میرے صحابہ کو گالی نہ دو۔	"

حدیث نمبر	عنوان	صفحہ نمبر
۵۷۵۳/۲	ہمارے صحابہ امت کے لیے باعث امن ہیں۔	۳۸۲
۵۷۵۴/۳	صحابہ، تابعین اور تبع تابعین کی فضیلت کہ لوگ ان کو اپنے اپنے زمانے میں تلاش کریں گے۔	۳۸۳
۵۷۵۵/۴	بہترین امت صحابہ کرام ہیں۔ پھر تابعین پھر تبع تابعین۔	۳۸۵
	دوسری فصل	۳۸۶
۵۷۵۶/۵	صحابہ کرام کی عزت کرنے کا حکم کیونکہ وہ نیک لوگ ہیں۔	"
۵۷۵۷/۶	جس نے ہماری زیارت کی اسے آگ نہیں چھوئے گی۔	۳۸۸
۵۷۵۸/۷	صحابہ کے بارے میں اللہ سے ڈرو۔	۳۸۹
۵۷۵۹/۸	صحابہ کی مثال کھانے میں نمک جیسی ہے۔	"
۵۷۶۰/۹	قیامت کے دن صحابہ امت کے قائد ہونگے۔	۳۹۰
	تیسری فصل	"
۵۷۶۱/۱۰	صحابہ کو گالیاں دینے والوں پر خدا تعالیٰ کی لعنت ہو۔	"
۵۷۶۲/۱۱	صحابہ آسمان کے ستاروں کی مانند ہیں۔	۳۹۱
	(باب، مناقب ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ)	۳۹۲
	پہلی فصل	۳۹۲
۵۷۶۳/۱	حضرت ابوبکر صدیق سب لوگوں سے زیادہ مال خرچ کرنے والے تھے۔	"

marfat.com
Marfat.com

حدیث نمبر	عنوان	صفحہ نمبر
۵۷۶۳ / ۱	حضرت ابو بکر صدیق کی فضیلت پر محدثین کا کلام۔	۳۹۴
۵۷۶۴ / ۲	ابو بکر صدیق میرے خلیل ہوتے۔	۳۹۵
۵۷۶۵ / ۳	مرض وصال میں حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کو بلانے کا حکم۔	۳۹۶
۵۷۶۶ / ۴	رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ایک عورت سے فرمایا کہ میرے بعد ابو بکر صدیق سے مسئلہ پوچھ لینا۔	״
۵۷۶۷ / ۵	رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں مردوں میں سب سے زیادہ محبوب ابو بکر صدیق تھے۔	۳۹۷
۵۷۶۸ / ۶	رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بعد لوگوں میں سب سے افضل ابو بکر صدیق ہیں۔	۳۹۸
۵۷۶۹ / ۷	صحابہ اپنے زمانہ میں کسی کو ابو بکر صدیق حضرت عمر فاروق اور حضرت عثمان غنی سے افضل کسی کو نہ سمجھتے تھے۔	۳۹۹
	دوسری فصل	۴۰۰
۵۷۷۰ / ۸	ابو بکر صدیق کی نیکیوں کا بدلہ اللہ تعالیٰ کل قیامت کے دن عطا فرمائے گا۔	״
۵۷۷۱ / ۹	ابو بکر صدیق ہمارے سردار، ہم میں افضل اور رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے محبوب ہیں۔	״
۵۷۷۲ / ۱۰	ابو بکر حوض پر میرے ساتھی ہیں۔	۴۰۱

حدیث نمبر	عنوان	صفحہ نمبر
۵۷۷۳ / ۱۱	ابو بکر صدیق کے ہوتے ہوئے کسی کو امامت کروانا مناسب نہیں۔	۴۰۱
۵۷۷۴ / ۱۲	ابو بکر گھر میں کیا چھوڑ کر آئے ہو؟ عرض کی اللہ اور اس کے رسول کو گھر میں چھوڑ آیا ہوں۔	״
۵۷۷۵ / ۱۳	اے ابو بکر! تم جہنم سے آزاد کیے گئے ہو۔	۴۰۲
۵۷۷۶ / ۱۴	ابو بکر اور عمر میرے ساتھ قبروں سے اٹھیں گے۔	۴۰۳
۵۷۷۷ / ۱۵	اس امت کے سب سے پہلے جنت میں داخل ہونے والے ابو بکر صدیق ہیں۔	״
	تیسری فصل	۴۰۴
۵۷۷۸ / ۱۶	حضرت عمر فاروق کی حسرت کہ ابو بکر میری ساری زندگی کی نیکیاں لے کر غارِ حرا کی ایک نیکی مجھے دے دیں۔	״
	(باب، حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے مناقب)	۴۰۵
	پہلی فصل	״
۵۷۷۹ / ۱	میری امت کا محدث عمر فاروق ہے۔	״
۵۷۸۰ / ۲	رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پاس بلند آواز سے بولنے والی خواتین حضرت عمر کی آواز سن کر بھاگ گئیں۔	۴۰۸
۵۷۸۱ / ۳	جنت میں عمر بن خطاب کا محل	۴۱۰
۵۷۸۲ / ۴	خواب میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عمر فاروق کی قمیص دراز دیکھی۔	״

marfat.com
Marfat.com

حدیث نمبر	عنوان	صفحہ نمبر
۵۷۸۲/۵	خواب میں دودھ کا پینا علم سے تعبیر ہے۔	۴۱۱
۵۷۸۳/۶	عمر فاروق نے کنویں سے پانی کے ڈول زیادہ نکالے حتیٰ کہ لوگ سیراب ہو گئے۔	″
	دوسری فصل	۴۱۳
۵۷۸۵/۷	اللہ تعالیٰ نے عمر کی زبان اور دل پر حق رکھ دیا ہے۔	″
۵۷۸۶/۸	سکینہ عمر کی زبان پر بولتا ہے۔	۴۱۴
۵۷۸۷/۹	یا اللہ ابوجہل بن ہشام یا عمر بن خطاب کے ذریعے اسلام کو غالب فرما۔	″
۵۷۸۸/۱۰	حضرت ابوبکرؓ اور عمر نے ایک دوسرے کی تعریف کی۔	″
۵۷۸۹/۱۱	میرے بعد اگر کوئی نبی ہوتا تو وہ عمر ہوتے۔	۴۱۵
۵۷۹۰/۱۲	فتح کی خوشی میں ایک عورت نے دف بجانے کی کوشش کی تو حضرت عمر فاروق کو دیکھ کر بھاگ گئی۔	″
۵۷۹۱/۱۳	حبشی عورت ناچ رہی تھی کہ اچانک عمر فاروق آ گئے۔	۴۱۷
	تیسری فصل	۴۱۹
۵۷۹۲/۱۴	حضرت عمر فاروق نے کہا کہ میں نے تین باتوں میں اپنے رب کی موافقت کی۔	″
۵۷۹۳/۱۵	حضرت عمر بن خطاب کو لوگوں پر چار چیزوں میں فضیلت۔	۴۲۰

حدیث نمبر	عنوان	صفحہ نمبر
۵۷۹۴/۱۶	جنت میں مرتبے کے اعتبار سے ہماری امت کا بلند ترین شخص عمر فاروق ہے۔	۴۲۱
۵۷۹۵/۱۷	رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی رحلت کے بعد عمر سے زیادہ کوشش کرنے والا کوئی نہیں۔	″
۵۷۹۶/۱۸	جب حضرت عمر فاروق اعظم کو زخمی کیا گیا تو حضرت عباس نے انہیں تسلی دی۔	۴۲۲
	(باب، مناقب ابوبکر صدیق و عمر فاروق رضی اللہ عنہما)	۴۲۴
	پہلی فصل	″
۵۷۹۷/۱	حضرت ابوبکر و عمر کی غیر موجودگی میں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا ہم اور ابوبکر و عمر اس پر ایمان لاتے ہیں۔	″
۵۷۹۸/۲	رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اکثر اس طرح کا کلام فرماتے کہ ہم اور ابوبکر و عمر نکلے، چلے، داخل ہوئے وغیرہ۔	۴۲۶
	دوسری فصل	۴۲۷
۵۷۹۹/۳	ابوبکر و عمر علیین والے ہیں۔	″
۵۸۰۰/۴	انبیاء اور رسولوں کے علاوہ ابوبکر و عمر اولین و آخرین کے معمر لوگوں کے سردار ہیں۔	″
۵۸۰۱/۵	میرے بعد تم دو افراد کی اقتداء کرو یعنی ابوبکر و عمر کی۔	۴۲۸
۵۸۰۲/۶	رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ابوبکر و عمر	″

marfat.com
Marfat.com

حدیث نمبر	عنوان	صفحہ نمبر
	کو دیکھ کر مسکراتے۔	
۵۸۰۳ / ۷	کل قیامت کے دن ابوبکر و عمر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے دائیں بائیں ہوں گے۔	۴۲۸
۵۸۰۴ / ۸	ابوبکر و عمر دونوں دیکھنے اور سننے کے مرتبے میں ہیں۔	۴۳۰
۵۸۰۵ / ۹	زمین میں ہمارے دو وزیر ابوبکر و عمر ہیں۔	//
۵۸۰۶ / ۱۰	ترازو میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا پلڑا حضرت ابوبکر سے اور ابوبکر کا عمر سے اور عمر کا عثمان سے بھاری نکلا۔	۴۳۱
	تیسری فصل	۴۳۲
۵۸۰۷ / ۱۱	جنتی شخص ابوبکر و عمر کے آنے کی آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اطلاع دی۔	//
۵۸۰۸ / ۱۲	ابوبکر کی ایک نیکی عمر کی ساری زندگی کی نیکیوں سے بھاری ہے۔	//
	(باب، مناقب عثمان غنی رضی اللہ عنہ)	۴۳۳
	پہلی فصل	//
۵۸۰۹ / ۱	حیاء عثمان کی وجہ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی مبارک پنڈلیوں سے کپڑا درست کیا۔	//
	دوسری فصل	۴۳۵
۵۸۱۰ / ۲	ہمارے مہربان دوست جنت میں عثمان ہیں۔	//
۵۸۱۱ / ۳	حضرت عثمان غنی نے تبرک کے لیے تین سو اونٹ مع ساز و سامان کے بارگاہ	۴۳۶

حدیث نمبر	عنوان	صفحہ نمبر
	نبوی میں پیش کیے۔	
۵۸۱۲ / ۴	حضرت عثمان غنی نے ایک ہزار دینار تبوک کے لیے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پیش کیے۔	۴۳۷
۵۸۱۳ / ۵	بیعت رضوان کے موقع پر حضرت عثمان غنی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے نمائندے بن کر اہل مکہ کے پاس گئے۔	//
۵۸۱۴ / ۶	حضرت عثمان کے گھر کا محاصرہ اور شہادت کے وقت آپ کی گفتگو۔	۴۳۸
۵۸۱۵ / ۷	فتنے کے دن یہ شخص ہدایت پر ہوگا یعنی عثمان۔	۴۴۱
۵۸۱۶ / ۸	اے عثمان اللہ تعالیٰ تمہیں ایک قمیص پہنائے گا۔	۴۴۲
۵۸۱۷ / ۹	فتنے کے دن یہ عثمان بحیثیت مظلوم شہید کیے جائیں گے۔	//
۵۸۱۸ / ۱۰	حضرت عثمان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد پر صبر کرنے والے ہیں۔	۴۴۳
	تیسری فصل	//
۵۸۱۹ / ۱۱	حضرت عثمان کے بارے میں کینہ و بغض رکھنے والے کو حضرت ابن عمر کا جواب۔	//
۵۸۲۰ / ۱۲	حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عثمان سے سرگوشی میں گفتگو کی۔	۴۴۴
۵۸۲۱ / ۱۳	حضرت ابوہریرہ نے حضرت عثمان غنی کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان سنایا	۴۴۵

marfat.com
Marfat.com

حدیث نمبر	عنوان	صفحہ نمبر
	(باب، خلفاء ثلثہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے فضائل)	۴۴۶
	پہلی فصل	
۵۸۲۲/۱	اُحد پہاڑ کی جنبش	،،
۵۸۲۳/۲	مدینہ کے ایک باغ میں ابوبکر و عمر و عثمان کی آمد اور انہیں جنت کی خوشخبری۔	۴۴۷
	دوسری فصل	۴۴۸
۵۸۲۴/۳	ابوبکر و عمر و عثمان کا ایک ساتھ ذکر۔	،،
۵۸۲۵/۴	ابوبکر و عمر و عثمان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مشن کے ذمہ دار افراد ہیں۔	،،
	(باب، حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مناقب)	۴۴۹
	پہلی فصل	۴۵۰
۵۸۲۶/۱	حضرت علی کا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے تعلق ایسا ہی ہے جیسا حضرت ہارون کا حضرت موسیٰ علیہما السلام سے۔	،،
۵۸۲۷/۲	حضرت علی سے صرف مومن محبت رکھے گا اور منافق دشمنی رکھے گا۔	۴۵۱
۵۸۲۸/۳	حضرت علی کے ہاتھ پر خیبر فتح ہوا۔	۴۵۲
	دوسری فصل	۴۵۴
۵۸۲۹/۴	علی ہم سے ہیں اور ہم علی سے ہیں۔	،،
۵۸۳۰/۵	جس کے ہم مولا علی اس کے مولا ہیں۔	،،
۵۸۳۱/۶	ہماری طرف سے صرف ہم یا علی حق ادا کریں گے۔	،،
۵۸۳۲/۷	عقد مواخات میں حضرت علی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بھائی ہیں۔	۴۵۵
۵۸۳۳/۸	رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ حضرت علی نے پرندہ کا گوشت تناول فرمایا۔	۴۵۶
۵۸۳۴/۹	رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت علی کو اشیاء عنایت فرماتے۔	۴۵۷
۵۸۳۵/۱۰	میں حکمت کا محل ہوں اور علی اس کا دروازہ ہے۔	،،
۵۸۳۶/۱۱	رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی کے ساتھ رازداری کی گفتگو کی۔	۴۵۸
۵۸۳۷/۱۲	حضرت علی کے لیے حالت جنابت میں مسجد سے گزرنے کی اجازت۔	،،
۵۸۳۸/۱۳	رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی المرتضیٰ کو دیکھنے کی دعا کی۔	۴۵۹
	تیسری فصل	۴۶۰
۵۸۳۹/۱۴	منافق علی سے محبت اور مومن ان سے بغض نہیں رکھے گا۔	،،
۵۸۴۰/۱۵	جس نے علی کو گالی دی اس نے مجھے گالی دی۔	،،
۵۸۴۱/۱۶	حضرت علی رضی اللہ عنہ میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی مشابہت ہے۔	،،
۵۸۴۲/۱۷	غدیر خم کے موقع پر حضرت علی کا ہاتھ پکڑ کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اعلان فرمایا۔	۴۶۱

marfat.com

Marfat.com

حدیث نمبر	عنوان	صفحہ نمبر
۵۸۴۳/۱۸	رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی کے ساتھ حضرت فاطمہ کے نکاح کی درخواست کو قبول فرمایا۔	۴۶۶
۵۸۴۴/۱۹	حضرت علی کے دروازے کے علاوہ باقی سب دروازے بند کرنے کا حکم۔	″
۵۸۴۵/۲۰	حضرت علی کی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ قربت خاص۔	″
۵۸۴۶/۲۱	رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی کے لیے عافیت کی دعا مانگی۔	۴۶۷
	(باب، عشرہ مبشرہ رضی اللہ عنہم کے فضائل)	۴۶۸
	پہلی فصل	″
۵۸۴۷/۱	رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جن سے راضی تھے خلیفہ بننے کا حق بھی انہی کا ہے۔	″
۵۸۴۸/۲	حضرت طلحہ نے اپنے ہاتھ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اُحد کے دن حفاظت کی۔	۴۶۹
۵۸۴۹/۳	رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حواری حضرت زبیر ہیں۔	″
۵۸۵۰/۴	حضرت زبیر رضی اللہ عنہ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے منفرد اعزاز دیا۔	۴۷۰
۵۸۵۱/۵	حضرت سعد بن مالک سے فرمایا: اے سعد! تم پر میرے والدین فدا ہوں۔	″
۵۸۵۲/۶	حضرت سعد پہلے عرب ہی جنہوں نے اللہ تعالیٰ کے راستہ میں جہاد کیا۔	۴۷۱
۵۸۵۳/۷	حضرت سعد نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے پہرہ دیا۔	″
۵۸۵۴/۸	اس امت کے امین ابو عبیدہ بن جراح ہیں۔	۴۷۲
۵۸۵۵/۹	اگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کسی کو خلیفہ بناتے تو ابو بکر و عمر اور ابو عبیدہ بن الجراح کو بناتے۔	″
۵۸۵۶/۱۰	رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ کوہ حرا میں ابو بکر و عمر و عثمان و علی، طلحہ اور زبیر تھے کہ چٹان نے جنبش کی۔	″
۵۸۵۷/۱۱	دس اصحاب کے لیے جنت کی خوشخبری۔	۴۷۳
۵۸۵۸/۱۲	رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے قریبی صحابہ کی صفات بیان فرمائیں۔	۴۷۴
۵۸۵۹/۱۳	طلحہ نے اپنے لیے جنت واجب کر لی۔	۴۷۶
۵۸۶۰/۱۴	جو شخص زمین کے اوپر چلنے والے شہید کو دیکھنا چاہے تو طلحہ بن عبید اللہ کو دیکھ لے۔	۴۷۷
۵۸۶۱/۱۵	طلحہ اور زبیر جنت میں ہمارے پڑوسی ہیں۔	۴۷۸
۵۸۶۲/۱۶	رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت سعد کی تیر اندازی کے لیے دعا کی۔	″
۵۸۶۳/۱۷	یا اللہ! سعد جب بھی دعا کریں تو ان کی	″

marfat.com
Marfat.com

حدیث نمبر	عنوان	صفحہ نمبر
	دعا قبول فرما۔	
۵۸۶۴/۱۸	رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت سعد سے فرمایا اے دانا لڑکے! تیر چلا۔	۴۷۹
۵۸۶۵/۱۹	حضرت سعد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ماموں ہیں۔	″
	تیسری فصل	۴۸۰
۵۸۶۶/۲۰	حضرت سعد بن ابی وقاص پہلے شخص ہیں جنہوں نے اللہ تعالیٰ کے راستے میں تیر چلایا۔	″
۵۸۶۷/۲۱	حضرت سعد اسلام قبول کرنے والے تیسرے شخص تھے۔	۴۸۱
۵۸۶۸/۲۲	اے عبدالرحمان تمہارے باپ کو اللہ تعالیٰ جنت کے سلسبیل چشمے سے پلائے۔	″
۵۸۶۹/۲۳	ازواج مطہرات پر مال نچھاور کرنے والا سچا اور نیکوکار ہے۔	۴۸۲
۵۸۷۰/۲۴	حضرت ابوعبیدہ بن الجراح امانت میں ثابت قدم شخص ہیں۔	۴۸۳
۵۸۷۱/۲۵	حضرت ابوبکر، عمر اور علی کو امیر بنائے جانے کا فائدہ	″
۵۸۷۲/۲۶	حضرت ابوبکر، عمر، عثمان اور علی کے لیے دعائے نبوی۔	۴۸۴
	(باب، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اہل بیت کے مناقب)	۴۸۵
	پہلی فصل	۴۸۶
۵۸۷۳/۱	آیت قُلْ تَعَالَوْا نَدْعُ اَبْنَاءَنَا وَاَبْنَاءَكُمْ الخ کے مصداق حضرات	۴۸۷
۵۸۷۴/۲	آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم حضرات حسنین علی، فاطمہ کو کمبل میں داخل کیا۔	۴۸۹
۵۸۷۵/۳	ابراہیم ابن رسول اللہ کے لیے جنت میں ایک دودھ پلانے والی ہے۔	″
۵۸۷۶/۴	حضرت فاطمہ کے ساتھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سرگوشی اپنی رحلت اور ان کے سب سے پہلے ملنے کی خبر۔	۴۹۰
۵۸۷۷/۵	جس نے فاطمہ کو ناراض کیا اس نے ہمیں ناراض کیا۔	۴۹۲
۵۸۷۸/۶	میں تمہارے پاس اللہ کی کتاب اور اپنے اہل بیت چھوڑ کر جا رہا ہوں۔	۴۹۳
۵۸۷۹/۷	حضرت جعفر دو پروں والے تھے۔	۴۹۵
۵۸۸۰/۸	اے اللہ میں حسن بن علی سے محبت کرتا ہوں تو بھی اس سے محبت فرما۔	۴۹۶
۵۸۸۱/۹	اے اللہ حسن سے محبت کرنے والے کو بھی محبوب بنا لے۔	″
۵۸۸۲/۱۰	حضرت حسن کے بارے میں فرمایا: ہمارا یہ بیٹا سید ہے۔	۴۹۷
۵۸۸۳/۱۱	ایک عراقی کے سوال پوچھنے پر حضرت عبداللہ بن عمر کا افسوس کہ انہوں نے نواسۂ رسول کو شہید کر دیا۔	۴۹۸
۵۸۸۴/۱۲	حضرات حسن وحسین رسول اللہ صلی اللہ	۴۹۹

marfat.com
Marfat.com

حدیث نمبر	عنوان	صفحہ نمبر
	تعالیٰ علیہ وسلم کے مشابہ تھے۔	
۵۸۸۵/۱۳	حضرت ابن عباس کے لیے کتاب و حکمت کے علم کی دعا	۴۹۹
۵۸۸۶/۱۴	اے اللہ ابن عباس کو دین کی سمجھ عطا فرما۔	〃
۵۸۸۷/۱۵	حضرت حسن اور اسامہ کے لیے دعائے نبوی۔	۵۰۰
۵۸۸۸/۱۶	اسامہ بن زید کو سالار لشکر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بنایا۔	۵۰۱
۵۸۸۹/۱۷	حضرت زید بن حارثہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے آزاد کردہ غلام۔	۵۰۲
	دوسری فصل	〃
۵۸۹۰/۱۸	رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے خطبہ کا اقتباس۔	〃
۵۸۹۱/۱۹	جس نے اللہ کی کتاب اور ہماری عترت کو مضبوطی سے پکڑا وہ گمراہ نہیں ہوگا۔	۵۰۳
۵۸۹۲/۲۰	حضرت علی، فاطمہ اور حسنین سے جنگ کرنے والے کے ساتھ ہم جنگ کریں گے۔	〃
۵۸۹۳/۲۱	رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو حضرت فاطمہ اور ان کے شوہر حضرت علی سب سے زیادہ پسند تھے۔	۵۰۴
۵۸۹۴/۲۲	جس نے ہمارے چچا کو تکلیف دی اس نے ہمیں تکلیف دی۔	〃
۵۸۹۵/۲۳	عباس ہم سے ہیں اور ہم عباس سے ہیں۔	۵۰۵
۵۸۹۶/۲۴	حضرت عباس اور ان کی اولاد کے لیے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خصوصی دُعا۔	۵۰۶
۵۸۹۷/۲۵	حضرت ابن عباس نے حضرت جبرائیل کو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پاس دو دفعہ دیکھا۔	۵۰۷
۵۸۹۸/۲۶	حضرت ابن عباس کے لیے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دو دفعہ دعا فرمائی۔	۵۰۸
۵۸۹۹/۲۷	حضرت جعفر مسکینوں سے محبت کرتے تھے اس وجہ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں ابوالمساکین فرمایا۔	〃
۵۹۰۰/۲۸	ہم نے جعفر کو فرشتوں کے ساتھ جنت میں پرواز کرتے ہوئے دیکھا ہے۔	۵۰۹
۵۹۰۱/۲۹	حسن و حسین جنت کے جوانوں کے سردار ہیں۔	〃
۵۹۰۲/۳۰	حسن و حسین ہمارے دو پھول ہیں۔	〃
۵۹۰۳/۳۱	حسن و حسین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پشت پر تھے۔	۵۱۰
۵۹۰۴/۳۲	حضرت ام سلمیٰ شہادت حسین کے دن رو رہی تھیں۔	۵۱۱
۵۹۰۵/۳۳	آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو حسن و حسین سب سے زیادہ محبوب تھے۔	〃
۵۹۰۶/۳۴	دوران خطبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حضرات حسن و حسین پر شفقت۔	〃
۵۹۰۷/۳۵	جو حسین سے محبت کرے گا اللہ اسے محبوب رکھے گا۔	۵۱۲

marfat.com
Marfat.com

حدیث نمبر	عنوان	صفحہ نمبر
۵۹۰۸/۳۶	سر سے سینے تک حضرت حسن اور سینے سے پاؤں تک حضرت حسین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مشابہ تھے۔	۵۱۳
۵۹۰۹/۳۷	حضرت حذیفہ اور ان کی والدہ کے لیے حضرت کی دعا اور فرمایا فاطمہ جنت کی عورتوں کی سردار ہیں اور حسن و حسین جوانوں کے سردار ہیں۔	"
۵۹۱۰/۳۸	حضرت حسن رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے کندھے پر سوار تھے۔ فرمایا کتنا اچھا سوار ہے۔	۵۱۴
۵۹۱۱/۳۹	حضرت عمر فاروق نے قربت نبوی کی وجہ سے حضرت اسامہ کا وظیفہ زیادہ مقرر کیا۔	۵۱۵
۵۹۱۲/۴۰	حضرت زید نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو چھوڑ کر جانے سے انکار کر دیا۔	"
۵۹۱۳/۴۱	رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنے آخری وقت میں بھی حضرت اُسامہ کے لیے دعا کی۔	۵۱۶
۵۹۱۴/۴۲	حضرت عائشہ سے فرمایا اے عائشہ اُسامہ سے محبت رکھو۔	۵۱۷
۵۹۱۵/۴۳	حضرت علی اور حضرت عباس نے پوچھا حضور مردوں میں آپ کو زیادہ پسند کون ہے؟ فرمایا اُسامہ بن زید۔	۵۱۸
	تیسری فصل	۵۲۰
۵۹۱۶/۴۴	حضرت ابوبکر نے حضرت حسن کو کندھے پر اُٹھایا۔	۵۲۰
۵۹۱۷/۴۵	حضرت امام حسین کو شہید کر دینے کے بعد ابن زیاد کی ان کے سر کے ساتھ گستاخی۔	"
۵۹۱۸/۴۶	حضرت اُم الفضل کے خواب میں حضرت امام حسین کی ولادت کی خوشخبری۔	۵۲۱
۵۹۱۹/۴۷	رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قتل گاہ حسین سے خون اُٹھا کر کے بوتل میں بند کیا۔	۵۲۲
۵۹۲۰/۴۸	ہمارے اہل بیت سے ہماری محبت کی وجہ سے محبت رکھو۔	"
۵۹۲۱/۴۹	ہمارے اہل بیت کی مثال کشتی نوح کی مانند ہے۔	۵۲۳
	باب، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواج مطہرات رضی اللہ تعالیٰ عنہن کے فضائل)	۵۲۴
	پہلی فصل	۵۲۶
۵۹۲۲/۱	دنیا کی بہترین عورتوں میں سے مریم بنت عمران اور خدیجہ بنت خویلد ہیں۔	"
۵۹۲۳/۲	حضرت خدیجہ کو جبریل علیہ السلام نے رب تعالیٰ کا سلام پہنچایا۔	"
۵۹۲۴/۳	رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت خدیجہ کا بکثرت ذکر کیا کرتے تھے۔	۵۲۷
۵۹۲۵/۴	حضرت عائشہ کو جبریل علیہ السلام نے سلام کیا۔	۵۲۸

marfat.com
Marfat.com

حدیث نمبر	عنوان	صفحہ نمبر
۵۹۲۶/۵	حضرت عائشہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خواب میں تین راتیں دکھائی گئیں۔	۵۲۹
۵۹۲۷/۶	صحابہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خوشنودی چاہنے کے لیے حضرت عائشہ کی باری میں تحائف بھیجتے تھے۔	۵۳۰
	دوسری فصل	۵۳۲
۵۹۲۸/۷	چار عورتوں کے فضائل ومناقب کافی ہیں۔	//
۵۹۲۹/۸	حضرت عائشہ دنیا وآخرت میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زوجہ محترمہ ہیں۔	//
۵۹۳۰/۹	رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت صفیہ کی دلجوئی کی کہ تم نبی کی بیٹی، نبی کی بھتیجی اور نبی کے نکاح میں ہو۔	۵۳۳
۵۹۳۱/۱۰	حضرت فاطمہ کے لیے جنتی عورتوں کی سردار ہونے کی پیشگوئی	//
	تیسری فصل	۵۳۴
۵۹۳۲/۱۱	حضرت عائشہ کے پاس ہر مشکل حدیث کا علم تھا۔	//
۵۹۳۳/۱۲	حضرت عائشہ سب سے زیادہ فصیح تھیں۔	//
	(باب، جامع المناقب) پہلی فصل	۵۳۵
۵۹۳۴/۱	حضرت عبداللہ بن عمر کی خواب کی تعبیر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بیان فرمائی کہ وہ صالح مرد ہے۔	//
۵۹۳۵/۲	حضرت ابن ام عبد حالت، ہیئت اور سیرت کے اعتبار سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مشابہ تھے۔	//

حدیث نمبر	عنوان	صفحہ نمبر
۵۹۳۶/۳	حضرت عبداللہ بن مسعود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں بہت زیادہ رہا کرتے تھے۔	۵۳۶
۵۹۳۷/۴	چار صحابہ سے قرآن سیکھو۔	۵۳۷
۵۹۳۸/۵	حضرت علقمہ نے اچھے جانشین کے لیے دعا کی۔	۵۳۸
۵۹۳۹/۶	جنت میں ابوطلحہ کی بیوی اور حضرت بلال کے پاؤں کی آہٹ۔	۵۳۹
۵۹۴۰/۷	صحابہ کرام کو مشرکین کی وجہ مجلس نبوی سے نہ اٹھانے کی ہدایت۔	۵۴۰
۵۹۴۱/۸	حضرت ابوموسیٰ اشعری کو حضرت داؤد علیہ السلام جیسی خوش الحانی دی گئی۔	//
۵۹۴۲/۹	حضرت مصعب بن عمیر کی شہادت پر فرمایا کہ وہ میوے چن رہے ہیں۔	۵۴۱
۵۹۴۳/۱۰	چار حضرات نے قرآن پاک کو جمع کیا۔	۵۴۲
۵۹۴۴/۱۱	سعد بن معاذ کی شہادت کے سبب عرش حرکت میں آگیا۔	۵۴۳
۵۹۴۵/۱۲	جنت میں سعد بن معاذ کے رومال	//
۵۹۴۶/۱۳	رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے حضرت انس کی اولاد اور اولاد کی اولاد سو سے زیادہ تھی۔	۵۴۴
۵۹۴۷/۱۴	حضرت عبداللہ بن سلام کے لیے فرمایا	۵۴۵

marfat.com
Marfat.com

حدیث نمبر	عنوان	صفحہ نمبر
	کہ وہ یقیناً جنتی ہے۔	
۵۹۴۸/۱۵	حضرت قیس بن عبادہ کی خواب کی تعبیر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بیان فرمائی۔	۵۴۵
۵۹۴۹/۱۶	ادب اور تعظیم رسول کی عمدہ مثال۔	۵۴۸
۵۹۵۰/۱۷	علم ثریا کے پاس بھی ہو تو سلمان فارسی کی قوم کے لوگ اسے حاصل کر لیں گے۔	۵۴۹
۵۹۵۱/۱۸	حضرت ابوہریرہ اور ان کی ماں کے لیے دعا	۵۵۰
۵۹۵۲/۱۹	حضرت ابوبکر صدیق نے صحابہ کرام کو ناراض نہیں کیا۔	۵۵۱
۵۹۵۳/۲۰	انصار کی محبت ایمان ہے اور ان کی دشمنی علامت نفاق ہے۔	۵۵۳
۵۹۵۴/۲۱	انصار سے جو محبت کرے گا اللہ تعالیٰ اسے محبوب بنائے گا۔	۵۵۴
۵۹۵۵/۲۲	انصار سے فرمایا: کیا تم اس بات سے خوش نہیں ہو کہ لوگ مال لے جائیں اور تم اللہ کے رسول کو لے جاؤ۔	〃
۵۹۵۶/۲۳	اگر ہجرت نہ ہوتی تو ہم انصار کے ایک فرد ہوتے۔	۵۵۵
۵۹۵۷/۲۴	جو شخص ابوسفیان کے گھر داخل ہو وہ امن والا ہے۔	۵۵۶
۵۹۵۸/۲۵	انصار رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو محبوب ہیں۔	۵۵۸
۵۹۵۹/۲۶	انصار کے لیے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم	۵۵۹

حدیث نمبر	عنوان	صفحہ نمبر
	کا خطبہ	
۵۹۶۰/۲۷	انصار کے بارے میں صحابہ کرام کو درگذر کرنے کا حکم۔	۵۶۰
۵۹۶۱/۲۸	اے اللہ انصار، ان کے بیٹوں اور پوتوں کو بخش دے۔	۵۶۱
۵۹۶۲/۲۹	انصار کے بہترین گھر بنو نجار، بنو عبدالاشہل بنو حارث بن خزرج اور بنو ساعدہ ہیں۔	〃
۵۹۶۳/۳۰	حضرت حاطب بن ابی بلتعہ کا راز افشاء کرنے کی کوشش اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا اعلان معافی۔	۵۶۲
۵۹۶۴/۳۱	بدری صحابہ افضل مسلمان ہیں۔	۵۶۵
۵۹۶۵/۳۲	بدر اور حدیبیہ میں شامل ہونے والا جہنم کی آگ میں داخل نہیں ہوگا۔	۵۶۶
۵۹۶۶/۳۳	حدیبیہ والے روئے زمین پر بہترین لوگ ہیں۔	۵۶۷
۵۹۶۷/۳۴	جو بھی ثنیۃ المرار پہاڑ پر چڑھے گا وہ بخشا ہوا ہے۔	〃
	دوسری فصل	۵۶۸
۵۹۶۸/۳۵	ہمارے بعد ابوبکر و عمر کی پیروی کرو۔	〃
۵۹۶۹/۳۶	بغیر مشورہ کے عبداللہ بن مسعود امیر ہوتے۔	۵۶۹
۵۹۷۰/۳۷	حضرت ابوہریرہ اچھے ہم نشین ہیں۔	〃
۵۹۷۱/۳۸	اچھے مرد کون سے ہیں۔	۵۷۱
۵۹۷۲/۳۹	جنت تین افراد کی مشتاق ہے۔	〃

marfat.com
Marfat.com

حدیث نمبر	عنوان	صفحہ نمبر
۵۹۷۳/۴۰	حضرت عمار بن یاسر کی آمد پر فرمایا: پاکیزہ اور پاک کیے ہوئے کو خوش آمدید۔	۵۷۱
۵۹۷۴/۴۱	عمار بن یاسر مشکل کام کو اختیار فرماتے تھے۔	۵۷۲
۵۹۷۵/۴۲	حضرت سعد بن معاذ کا جنازہ فرشتوں نے اٹھایا ہوا تھا۔	〃
۵۹۷۶/۴۳	حضرت ابوذر غفاری سچے انسان ہیں۔	۵۷۳
۵۹۷۷/۴۴	ابوذر عیسیٰ بن مریم کے مشابہ ہیں۔	〃
۵۹۷۸/۴۵	حضرت معاذ بن جبل نے بوقت وصال فرمایا کہ چار حضرات سے علم حاصل کرو۔	〃
۵۹۷۹/۴۶	حضرت حذیفہ کی بیان کردہ باتوں کی تصدیق کرو اور عبداللہ بن مسعود سے پڑھو۔	۵۷۴
۵۹۸۰/۴۷	محمد بن مسلمہ کو فتنہ نقصان نہیں پہنچائے گا۔	۵۷۵
۵۹۸۱/۴۸	حضرت اسماء کے نومولود بیٹے کا نام رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے عبداللہ رکھا۔	۵۷۶
۵۹۸۲/۴۹	حضرت امیر معاویہ کے لیے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دُعا مانگی۔	۵۷۷
۵۹۸۳/۵۰	حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عمرو بن عاص کے ایمان لانے کا ذکر کیا۔	۵۷۸
۵۹۸۴/۵۱	حضرت جابر کے والد کے ساتھ اللہ تعالیٰ نے انہیں زندہ کر کے بغیر پردہ کے کلام کیا۔	۵۷۹
۵۹۸۵/۵۲	حضرت جابر کے لیے پچیس مرتبہ دعائے مغفرت۔	۵۸۰

حدیث نمبر	عنوان	صفحہ نمبر
۵۹۸۶/۵۳	حضرت براء بن مالک کسی کام پر اللہ تعالیٰ کی قسم کھائیں تو اللہ تعالیٰ ان کی دعا رد نہیں کرتا۔	۵۸۰
۵۹۸۷/۵۴	ہمارے اندرونی دوست اہلِ بیت ہیں اور ہمارا معدہ انصار ہیں۔	۵۸۱
۵۹۸۸/۵۵	اللہ تعالیٰ اور قیامت پر ایمان رکھنے والا انصار کو دشمن نہیں رکھے گا۔	〃
۵۹۸۹/۵۶	ابوطلحہ کی قوم پاک دامن اور صبر کرنے والی ہے۔	〃
۵۹۹۰/۵۷	حاطب بدر اور حدیبیہ میں حاضر ہوئے اس لیے دوزخ میں نہیں جائیں گے۔	۵۸۲
۵۹۹۱/۵۸	اگر دین ثریا کے پاس ہوتا تو عجم کے کچھ مرد اسے حاصل کر لیتے۔	〃
۵۹۹۲/۵۹	اہلِ عجم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر اعتماد کرنے والے ہیں۔	۵۸۳
	تیسری فصل	۵۸۴
۵۹۹۳/۶۰	رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سات منتخب افراد۔	〃
۵۹۹۴/۶۱	حضرت عمار سے دشمنی اور بغض رکھنے والے سے اللہ تعالیٰ دشمنی اور بغض فرماتا ہے۔	〃
۵۹۹۵/۶۲	خالد بن ولید اللہ تعالیٰ کی تلواروں میں سے ایک تلوار ہیں۔	۵۸۴
۵۹۹۶/۶۳	مجھے چار افراد سے محبت کرنے کا حکم دیا	〃

marfat.com
Marfat.com

حدیث نمبر	عنوان	صفحہ نمبر
	گیا ہے۔	
۵۹۹۷/۶۴	ابوبکر ہمارے سردار اور ہمارے سردار کو آزاد کرنے والے ہیں۔	۵۸۷
۵۹۹۸/۶۵	حضرت بلال کو حضرت ابوبکر نے اللہ تعالیٰ کے لیے خرید کر آزاد کیا۔	۵۸۸
۵۹۹۹/۶۶	ابوطلحہ اور ان کی بیوی نے مہمان نوازی کے دوران اٹھ کر دیا بجھا دیا۔	۵۹۰
۶۰۰۰/۶۷	خالد بن ولید اللہ تعالیٰ کے اچھے بندے ہیں۔	۵۹۲
۶۰۰۱/۶۸	نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے پیروکاروں کے لیے دعا فرمائی۔	〃
۶۰۰۲/۶۹	انصار کے شہداء کی تعداد تمام قبائل کے شہداء سے زیادہ۔	۵۹۳
۶۰۰۳/۷۰	بدر میں شریک صحابہ کرام کی بعد والے صحابہ کرام پر فضیلت ہے۔	〃
	دلباب۔ ان پینتالیس اہل بدر کے نام جن کا ذکر جامع بخاری میں ہے۔	۵۹۴
۱	سیدنا محمد بن عبداللہ ہاشمی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔	۵۹۵
۲	حضرت عبداللہ بن عثمان ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ	۵۹۶
۳	حضرت عمر بن الخطاب العدوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔	
۴	حضرت عثمان بن عفان قریشی رضی اللہ	۵۹۷

حدیث نمبر	عنوان	صفحہ نمبر
	تعالیٰ عنہ۔	
۵	حضرت علی بن ابی طالب ہاشمی رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔	۵۹۸
۶	حضرت ایاس بن بکیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ	〃
۷	حضرت بلال بن رباح رضی اللہ تعالیٰ عنہ	〃
۸	حضرت امیر حمزہ بن عبدالمطلب ہاشمی رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔	۵۹۹
۹	حضرت حاطب بن ابی بلتعہ رضی اللہ عنہ	۶۰۰
۱۰	حضرت ابوحذیفہ بن عتبہ بن ربیعہ قریشی رضی اللہ تعالیٰ عنہ	〃
۱۱	حضرت حارثہ بن ربیع انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔	〃
۱۲	حضرت خبیب بن عدی انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ	〃
۱۳	حضرت خنیس بن حذافہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ	۶۰۱
۱۴	حضرت رفاعہ بن رافع انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ	〃
۱۵	حضرت رفاعہ عبدالمنذر ابو لبابہ انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔	〃
۱۶	حضرت زبیر بن عوام قریشی رضی اللہ عنہ	〃
۱۷	حضرت زید بن سہل ابوطلحہ انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔	۶۰۲
۱۸	حضرت ابوزید انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ	〃
۱۹	حضرت سعد بن مالک زہری رضی اللہ تعالیٰ عنہ	〃

marfat.com
Marfat.com

حدیث نمبر	عنوان	صفحہ نمبر
۲۰	حضرت سعد بن خولہ قریشی رضی اللہ تعالیٰ عنہ	۶۰۳
۲۱	حضرت سعید بن زید بن عمرو بن نفیل رضی اللہ تعالیٰ عنہ	″
۲۲	حضرت سہل بن حنیف رضی اللہ تعالیٰ عنہ	″
۲۳	حضرت ظہیر بن رافع انصاری رضی اللہ عنہ	″
۲۴	حضرت خدیج بن رافع انصاری رضی اللہ عنہ	″
۲۵	حضرت عبداللہ بن مسعود ہذلی رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔	۶۰۴
۲۶	حضرت عبدالرحمان بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ	″
۲۷	حضرت عبیدہ بن حارث رضی اللہ تعالیٰ عنہ	۶۰۵
۲۸	حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ تعالیٰ عنہ	″
۲۹	حضرت عمرو بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ	۶۰۶
۳۰	حضرت عقبہ بن عمرو انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ	″
۳۱	حضرت عامر بن ربیعہ عنزی رضی اللہ تعالیٰ عنہ	″
۳۲	حضرت عاصم بن ثابت انصاری رضی اللہ عنہ	″
۳۳	حضرت عویم بن ساعدہ انصاری رضی اللہ عنہ	″
۳۴	حضرت عثمان بن مالک انصاری رضی اللہ عنہ	۶۰۷
۳۵	حضرت قدامہ بن مظعون رضی اللہ تعالیٰ عنہ	″
۳۶	حضرت قتادہ بن نعمان انصاری رضی اللہ عنہ	″
۳۷	حضرت معاذ بن عمرو بن الجموح رضی اللہ تعالیٰ عنہ	″
۳۸	حضرت معوذ بن عفراء رضی اللہ تعالیٰ عنہ	″
۳۹	حضرت معاذ بن عفراء رضی اللہ تعالیٰ عنہ	″
۴۰	حضرت مالک بن ربیعہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ	″
۴۱	حضرت مسطح بن عباد رضی اللہ تعالیٰ عنہ	۵۸۸

حدیث نمبر	عنوان	صفحہ نمبر
۴۲	حضرت سارہ ابن ربیع رضی اللہ تعالیٰ عنہ	۶۰۸
۴۳	حضرت معن بن عدی انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ	″
۴۴	حضرت مقداد بن عمرو کندی رضی اللہ عنہ	″
۴۵	حضرت بلال بن امیہ انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ	۶۰۹
	(باب، یمن، شام اور اویس قرنی کا ذکر)	″
	پہلی فصل	″
۶۰۰۴ / ۱	رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت اویس کی نشانی بیان فرمائی۔	″
″	حضرت اویس کے حالات کا بیان	۶۱۰
۶۰۰۵ / ۲	یمن والے نرم اور رقیق القلب ہیں۔	۶۱۶
۶۰۰۶ / ۳	فخر اور تکبر گھوڑوں کے مالکوں میں ہوتا ہے	۶۱۷
۶۰۰۷ / ۴	مشرق کی طرف سے فتنے آئیں گے۔	۶۱۸
۶۰۰۸ / ۵	دلوں کی سختی اور جفا مشرق میں اور ایمان اہل حجاز میں ہے۔	″
۶۰۰۹ / ۶	رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نجد والوں کے لیے برکت کی دعا نہیں کی۔	″
	دوسری فصل	۶۱۹
۶۰۱۰ / ۷	اے اللہ! یمن والوں کے دل ہماری طرف پھیر دے۔	″
۶۰۱۱ / ۸	شام کے لیے خوشخبری ہو۔	۶۲۰
۶۰۱۲ / ۹	عنقریب حضرموت سے آگ نکلے گی۔	″

marfat.com

Marfat.com

حدیث نمبر	عنوان	صفحہ نمبر
۶۰۱۳ / ۱۰	بہترین لوگ وہ ہیں جو حضرت ابراہیمؑ کی ہجرت کی جگہ کو لازم پکڑنے والے ہیں۔	۶۲۱
۶۰۱۴ / ۱۱	شام کو لازم پکڑو اس لیے کہ شام اللہ تعالیٰ کا انتخاب ہے۔	۶۲۲
	تیسری فصل۔	۶۲۳
۶۰۱۵ / ۱۲	شام میں چالیس ابدال ہوں گے جن کی برکت سے بارش ہوتی ہے۔	″
۶۰۱۶ / ۱۳	رہنے کے لیے شام کے شہر کو اختیار کرو۔	۶۲۴
۶۰۱۷ / ۱۴	خلافت مدینہ میں اور ملوکیت شام میں ہوگی۔	۶۲۵
۶۰۱۸ / ۱۵	نور کا ستون شام میں ٹھہر گیا۔	″
۶۰۱۹ / ۱۶	جنگ کے دن مسلمانوں کے اجتماع کی جگہ غوطہ ہے۔	۶۲۶
۶۰۲۰ / ۱۷	عجم کا بادشاہ تمام شہروں پر غالب آئے گا سوائے دمشق کے۔	″
	(باب، اس امت کا ثواب)	۶۲۷
	پہلی فصل	″
۶۰۲۱ / ۱	اس امت کی مزدوری کا وقت عصر سے غروب تک ہے۔	″
۶۰۲۲ / ۲	ہمارے ساتھ شدید محبت رکھنے والے لوگ ہمارے بعد پیدا ہوں گے۔	۶۲۹
۶۰۲۳ / ۳	ہماری امت کی ایک جماعت ہمیشہ اللہ تعالیٰ کے امر پر رہے گی۔	۶۳۰
	دوسری فصل	۶۳۱
۶۰۲۴ / ۴	میری امت کا حال بارش جیسا ہے	″
	تیسری فصل	۶۳۲
۶۰۲۵ / ۵	وہ امت کیسے ہلاک ہوگی جس کی ابتداء میں ہم اور آخر میں عیسیٰ علیہ السلام ہیں۔	″
۶۰۲۶ / ۶	ایمان کے اعتبار سے پسندیدہ لوگ۔	۶۳۳
۶۰۲۷ / ۷	امت کے آخری لوگوں کا ثواب پہلوں کی مثل ہوگا۔	۶۳۴
۶۰۲۸ / ۸	سات مرتبہ خوشخبری ہو اس شخص کے لیے جس نے ہماری زیارت نہیں کی اور ہم پر ایمان لایا۔	۶۳۵
۶۰۲۹ / ۹	بعد والے لوگ ہماری زیارت کیے بغیر ایمان لائے اس لیے وہ بہتر ہیں۔	″
۶۰۳۰ / ۱۰	ہماری امت کی ایک جماعت ہمیشہ امدادی ہوتی رہے گی۔	۶۳۶
۶۰۳۱ / ۱۱	اللہ تعالیٰ نے ہماری امت سے خطاء اور بھول معاف فرمادی ہے۔	۶۳۷
۶۰۳۲ / ۱۲	تم بہترین امت ہو اور اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں مکرم ترین ہو۔	۶۳۸
	خاتمۃ الکتاب	۶۳۹
	تکمیل ترجمہ	۶۴۰
	تکمیل آرزو	۶۴۱

marfat.com
Marfat.com

حدیث نمبر	عنوان	صفحہ نمبر
۶۰۱۲/۱۰	بہترین لوگ وہ ہیں جو حضرت ابراہیم کی ہجرت کی جگہ کو لازم پکڑنے والے ہیں۔	۶۲۱
۶۰۱۳/۱۱	شام کو لازم پکڑو اس لیے کہ شام اللہ تعالیٰ کا انتخاب ہے۔	۶۲۲
	تیسری فصل۔	۶۲۳
۶۰۱۵/۱۲	شام میں چالیس ابدال ہوں گے جن کی برکت سے بارش ہوتی ہے۔	〃
۶۰۱۶/۱۳	رہنے کے لیے شام کے شہر کو اختیار کرو۔	۶۲۴
۶۰۱۷/۱۴	خلافت مدینہ میں اور ملوکیت شام میں ہوگی۔	۶۲۵
۶۰۱۸/۱۵	نور کا ستون شام میں ٹھہر گیا۔	〃
۶۰۱۹/۱۶	جنگ کے دن مسلمانوں کے اجتماع کی جگہ غوطہ ہے۔	۶۲۶
۶۰۲۰/۱۷	عجم کا بادشاہ تمام شہروں پر غالب آئے گا سوائے دمشق کے۔	〃
	(باب، اس امت کا ثواب)	۶۲۷
	پہلی فصل	〃
۶۰۲۱/۱	اس امت کی مزدوری کا وقت عصر سے غروب تک ہے۔	〃
۶۰۲۲/۲	ہمارے ساتھ شدید محبت رکھنے والے لوگ ہمارے بعد پیدا ہوں گے۔	۶۲۹
۶۰۲۳/۳	ہماری امت کی ایک جماعت ہمیشہ اللہ تعالیٰ کے امر پر رہے گی۔	۶۳۰

حدیث نمبر	عنوان	صفحہ نمبر
	دوسری فصل	۶۳۱
۶۰۲۴/۴	میری امت کا حال بارش جیسا ہے	〃
	تیسری فصل	۶۳۲
۶۰۲۵/۵	وہ امت کیسے ہلاک ہوگی جس کی ابتداء میں ہم اور آخر میں عیسیٰ علیہ السلام ہیں۔	〃
۶۰۲۶/۶	ایمان کے اعتبار سے پسندیدہ لوگ۔	[illegible]
۶۰۲۷/۷	اُمت کے آخری لوگوں کا ثواب پہلوں کی مثل ہوگا۔	۶۳۴
۶۰۲۸/۸	سات مرتبہ خوشخبری ہو اس شخص کے لیے جس نے ہماری زیارت نہیں کی اور ہم پر ایمان لایا۔	۶۳۵
۶۰۲۹/۹	بعد والے لوگ ہماری زیارت کیے بغیر ایمان لائے اس لیے وہ بہتر ہیں۔	〃
۶۰۳۰/۱۰	ہماری اُمت کی ایک جماعت ہمیشہ امدادی ہوتی رہے گی۔	۶۳۶
۶۰۳۱/۱۱	اللہ تعالیٰ نے ہماری اُمت سے خطاء اور بھول معاف فرمادی ہے۔	۶۳۷
۶۰۳۲/۱۲	تم بہترین امت ہو اور اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں مکرم ترین ہو۔	۶۳۸
	خاتمۃ الکتاب	۶۳۹
	تکمیل ترجمہ	۶۴۰
	تکمیل آرزو	۶۴۱

marfat.com
Marfat.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

شرفِ انتساب

شاہِ برکات و برکاتِ پیشیاں
نو بہارِ طریقت پہ لاکھوں سلام

فقیر قادری مشکوٰۃ شریف کی فارسی شرح از شیخ محقق، امام اہل سنت، گیارہویں صدی کے مجدد، حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی قدس سرہ العزیز مسمّی بہ ''اشعۃ اللمعات'' کے نصف آخر کا چار جلدوں پر مشتمل ترجمہ شمالی ہند میں سلسلہء عالیہ قادریہ کی سب سے بڑی درگاہ میں آرام فرما اور امام احمد رضا بریلوی کے مشائخ کرام اور سادات مارہرہ مقدسہ (رحمہم اللہ تعالیٰ) کی نذر کرتا ہے۔

اور ان کے توسط سے مارہرہ مقدسہ کے موجودہ سجادہ نشین اور مسلم یونیورسٹی علی گڑھ کے پروفیسر ڈاکٹر سید محمد امین میاں دامت برکاتہم العالیہ کی خدمت میں پیش کرتا ہے۔

ع شاہاں چہ عجب گر بنوازند گدارا

محمد عبدالحکیم شرف قادری برکاتی

۱۲ ربیع الاول ۱۴۲۲ھ
۵ جون ۲۰۰۱ء

marfat.com
Marfat.com

عرس قاسمی مارہرہ مطہرہ

اپنی روایتی شان و شوکت کے ساتھ سرزمین مارہرہ شریف پر عرس قاسمی نہایت ہی تزک و احتشام کے ساتھ ۲۱۔۲۲ اکتوبر ۲۰۰۰ء کو منعقد ہوا جس میں ملک و بیرون ملک کے مشاہیر علماء و مشائخ نے شرکت فرمائی۔ خصوصیت کے ساتھ حضور ازہری میاں صاحب قبلہ بریلی شریف صاحب سجادہ حضرت سبحانی میاں صاحب بریلی شریف' حضرت منان رضا خاں صاحب بریلی شریف' صاحب سجادہ حضرت ضیاء صاحب کالپی شریف' محدث کبیر علامہ ضیاء المصطفیٰ صاحب جامعہ اشرفیہ مبارکپور' مفتی عبدالمنان صاحب قادری شیخ الحدیث شمس العلوم گھوسی' رئیس التحریر علامہ ارشد القادری بانی جامعہ حضرت نظام الدین دہلی' عزیز ملت مولانا عبدالحفیظ صاحب سربراہ اعلیٰ جامعہ اشرفیہ' مفتی نظام الدین صاحب جامعہ اشرفیہ' مفتی جلال الدین صاحب قبلہ امجدی خلیفہ احسن العلماء بستی' مولانا یٰسین اختر مصباحی چیف ایڈیٹر ماہنامہ ''کنزالایمان'' دہلی' مولانا محمد عیسیٰ صاحب رضوی قادری جامعہ رضویہ مظہر العلوم گرسہائے گنج' مفتی شمس الدین صاحب بہرائچ' حضرت مولانا سید عارف صاحب سابق شیخ الحدیث منظر اسلام بریلی شریف' ہالینڈ سے حضرت علامہ بدر القادری صاحب قبلہ' زمبابوے سے حضرت مولانا حافظ محمد حمید الحق برکاتی جانشین حضور شارح بخاری علیہ الرحمۃ' پاکستان سے حضرت مولانا سید عبدالحق صاحب قبلہ ابن حضرت علامہ سید شاہ تراب الحق صاحب قبلہ و دیگر بہت سے علماء کرام و ملک بھر کی خانقاہوں کے سجادگان اس نورانی جلسہ میں حاضر تھے۔ عوام کا تو ایک ہجوم تھا جو عقیدت و محبت سے سرشار مارہرہ شریف کی سرزمین پر اپنی دنیا و عاقبت سنوارنے اور نور کی بارش سے سیراب ہونے کے لیے چلے آرہے تھے۔

علماء اسلام و دانشوران و مفکرین نے اپنے اپنے خطابات میں مختلف موضوعات پر روشنی ڈالی اور چبھتے ہوئے مسائل کا بڑی گہرائی سے جائزہ لیتے ہوئے اور مسلکی اختلافات پر روشنی ڈالتے ہوئے مسلک اعلیٰ حضرت کی حقانیت کو آفتاب نیمروز کی طرح آشکارا کیا۔ صاحب سجادہ خانقاہ برکاتیہ مارہرہ شریف حضرت امین شریعت حضور سید امین میاں صاحب مدظلہ النورانی اور رفیق ملت حضرت علامہ نجیب میاں صاحب قبلہ مدظلہ العالی نے عوام کو مسلک اعلیٰ حضرت پر گامزن رہنے کی تلقین فرمائی۔ پاکستان سے تشریف لائے ہوئے مہمان خصوصی شہنشاہ قلم حضرت علامہ محمد عبدالحکیم شرف قادری صاحب قبلہ نے اپنی تقریر کے دوران اعلیٰ حضرت امام احمد رضا کی حیات و کارنامے پر روشنی ڈالتے ہوئے یہ بیان فرمایا کہ امام احمد رضا بریلوی کی علمی جلالت کا ہندو پاک کے علاوہ اب مصر میں بھی ڈنکا بج رہا ہے' ان پر مختلف نوعیتوں سے ریسرچ ہو رہے ہیں اور تشنگانِ علم استفادہ کر رہے ہیں۔ یہ سن کر محققین و دانشوروں میں مسرت کی لہر دوڑ گئی کہ امام احمد رضا بریلوی بین الاقوامی شخصیت کے حامل ہیں۔ ان کے علاوہ دیگر مقررین نے بھی اپنے اپنے انداز خطاب سے قوم کی رہنمائی فرمائی۔

آثار شریفہ کی زیارت کا سماں بڑا پر کیف اور رحمت و نور میں ڈوبا ہوا تھا۔ ہزاروں کا مجمع انتہائی ادب و احترام کے ساتھ دو رویہ صف بہ صف دست بستہ کھڑا تھا اور آثار شریفہ کے دیدار سے اپنی دل کی آنکھوں کو محظوظ کر رہا تھا' ساتھ ہی درود و سلام کے ترانوں سے پوری فضا گونج رہی تھی۔

حضرت امین شریعت حضور امین میاں صاحب قبلہ نے مارہرہ شریف کی روایت کے مطابق بھرے مجمع میں برسر اسٹیج کچھ خوش بخت حضرات کو سلسلہ قادریہ برکاتیہ کی اجازت و خلافت اور دستار سے نوازا۔ ان کے اسماء گرامی مندرجہ ذیل ہیں:

(۱) حضرت علامہ محمد عبدالحکیم شرف قادری صاحب قبلہ پاکستان
(۲) حضرت مولانا مفتی نظام الدین صاحب الجامعۃ الاشرفیہ مبارکپور
(۳) حضرت مولانا عبدالمبین صاحب نعمانی دارالعلوم قادریہ چریاکوٹ مئو
(۴) حضرت مولانا عسجد رضا صاحب قادری شہزادہ حضور ازہری میاں صاحب قبلہ بریلی شریف
(۵) مولانا عبدالستار ہمدانی پوربندر گجرات

زائرین کے اُمڈتے سیلاب کا نظم و انتظام بڑے ہی عمدہ پیمانے پر کیا گیا تھا جو خود اپنے آپ میں ایک مثال ہے۔ کہیں بھی کوئی بدنظمی نظر نہیں آئی۔ قیام و طعام کے انتظامات میں بھی کوئی کسر باقی نہیں رکھی گئی۔

آخر میں صلوٰۃ و سلام اور آثار متبرکہ کی زیارت پر عرس قاسمی کی نورانی تقریب اپنے اختتام کو پہنچی۔

محمد قمر الدین رضوی

marfat.com
Marfat.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

مقدمہ

الحمدللہ! اشعۃ اللمعات شرح مشکوٰۃ شریف کے ترجمہ کی تکمیل ہوگئی

الحمد للّٰہ رب العالمین والصلوۃ والسلام علٰی سید الانبیاء والمرسلین وعلٰی آلہ واصحابہ ومن تبعھم باحسان الٰی یوم الدین

بندۂ ناچیز وناتواں' حقیر ولاشئے اللہ رب العزت جل مجدہ العظیم کی بے شمار نعمتوں کا شکریہ ادا نہیں کرسکتا جو اس کریم نے اس فقیر بے نوا کو عطا فرمائی ہیں۔ ان میں سے ایک اہم نعمت یہ ہے کہ مالک بے نیاز نے اپنے فضل وکرم سے اپنے حبیب اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث شریفہ کے اہم ترین مجموعہ ''مشکوٰۃ شریف'' کی فارسی شرح ''اشعۃ اللمعات'' از امام اہل سنت' شیخ محقق شاہ عبدالحق محدث دہلوی رحمہ اللہ تعالیٰ کا اردو ترجمہ مکمل کرنے کی توفیق عطا فرمائی۔

''اشعۃ اللمعات'' فارسی چار جلدوں میں ہے' اس کی پہلی دو جلدوں کا ترجمہ داتا گنج بخش حضرت علی ہجویری قدس سرہ کی جامع مسجد کے خطیب حضرت مولانا محمد سعید احمد نقشبندی مجددی رحمہ اللہ تعالیٰ نے تین جلدوں میں کیا' ۱۴ ربیع الثانی' ۱۷ دسمبر ۱۴۰۷ھ/۱۹۸۶ء کو ان کا انتقال ہوگیا۔ انا للّٰہ وانا الیہ راجعون پائلٹ ہوٹل کے سامنے جامعہ غوثیہ میں انہیں عارضی طور پر دفن کیا گیا' بعدازاں ان کی خوش قسمتی کہ انہیں حضرت داتا صاحب قدس سرہ العزیز کے احاطے میں منتقل کردیا گیا۔

فرید بک سٹال کے مالک سید اعجاز احمد رحمہ اللہ تعالیٰ نے فاضل جلیل مولانا علامہ محمد منشا تابش قصوری مدظلہ العالی استاذ شعبہ فارسی جامعہ نظامیہ رضویہ' لاہور سے مشورہ کیا کہ یہ کام کس کے سپرد کیا جائے؟ تو انہوں نے راقم الحروف کا نام پیش کردیا' یہ میری خوش بختی تھی کہ میں نے دوسرے کام ملتوی کرکے یہ کام اپنے ذمہ لے لیا اور چار جنوری ۱۹۸۷ء کو اس کا آغاز کردیا۔

چونکہ اشعۃ اللمعات کی آخری دو جلدیں ضخیم تھیں' اس لیے طے پایا کہ ان کا ترجمہ چار جلدوں میں لایا جائے' ان

marfat.com
Marfat.com

میں سے دو جلدیں (چوتھی اور پانچویں) اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم اور سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی نظر عنایت سے راقم کے قلم سے مکمل ہوئیں' چھٹی جلد فاضل جلیل مولانا مفتی محمد خان حفظہ اللہ تعالیٰ نے مکمل کی جس پر راقم نے مولانا حافظ محمد شاہد اقبال سلمہ المولیٰ تعالیٰ کے تعاون سے نظر ثانی کی' ساتویں جلد بھی مفتی محمد خان قادری سربراہ جامعہ اسلامیہ' فصیح روڈ' لاہور کے قلم سے تیار ہوئی اور راقم نے اس پر نظر ثانی کی' البتہ پہلے باب **صفة الجنة واهلها** کا ترجمہ اس فقیر نے کیا' اسی طرح **مناقب الصحابه** سے آخر تک ترجمہ بھی راقم نے کیا۔ مولائے کریم جل مجدہ العظیم مفتی محمد خان قادری زید مجدہ' مولانا حافظ محمد شاہد اقبال' علامہ محمد منشا تابش قصوری' مالکان فرید بک سٹال' لاہور کے علم و اخلاص اور مساعی جمیلہ میں برکتیں عطا فرمائے۔ فاضل عزیز مولانا ممتاز احمد سدیدی حفظہ اللہ تعالیٰ سے مشورے ہوتے رہے جو اس وقت جامعہ ازہر شریف میں امام احمد رضا بریلوی قدس سرہ کی عربی شاعری پر ایم فل کا مقالہ لکھنے کے بعد علامہ فضل حق خیر آبادی کی عربی شاعری پر ڈاکٹریٹ کر رہے ہیں۔ **(والحمد لله على ذلک)**

یہ کار عظیم ۱۰ ذی الحجہ (عیدالاضحیٰ کے دن) ۱۷ مارچ ۱۴۲۰ھ/۲۰۰۰ء کو مکمل ہوا۔ بلاشبہ یہ اللہ تعالیٰ کا فضل عظیم ہے' میرا ہر بن مو صد ہزار زبان بن جائے تو بھی رب کریم کا شکریہ ادا نہیں کر سکتا۔ **فالحمد لوجهه الكريم حمدا كثيرا طيبا مباركا۔**

جامعہ نظامیہ رضویہ' لاہور میں بخاری شریف اور دیگر درسی کتب کی تدریس' مکتبہ قادریہ کے معاملات کی دیکھ بھال' رضا اکیڈمی کے امور میں حتی الامکان دلچسپی' آنے والے خطوط کے جوابات اور احباب سے ملاقات کے بعد ترجمہ کا کام کرتا رہا' یہ اللہ تعالیٰ کا خاص کرم ہے کہ میری زندگی میں یہ کام پایہ تکمیل کو پہنچ گیا۔ اللہ کریم جل مجدہ' قبول فرمائے اور سرکار دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بارگاہ میں پسند کیا جائے۔

ترجمہ درج ذیل مراحل میں مکمل ہوا:

آغاز	۴/ جنوری ۱۹۸۷ء
ایک سو صفحات کا ترجمہ مکمل	۲/ اکتوبر ۱۹۸۷ء
دو سو صفحات	۲۳/ اپریل ۱۹۸۸ء
تین سو صفحات	۲۲/ نومبر ۱۹۸۸ء
چار سو صفحات	۱۳/ اپریل ۱۹۸۹ء
چھ سو صفحات	۲/ اپریل ۱۹۹۱ء
تیسری جلد کا ترجمہ مکمل	۲۳/ دسمبر ۱۹۹۱ء

اس کے بعد ترجمہ مفتی محمد خان قادری صاحب کے سپرد کر دیا۔

پھر راقم نے ترجمہ شروع کیا	۲۰/ جون ۱۹۹۹ء
الحمد للہ ترجمہ مکمل ہوا	۱۷/ مارچ ۲۰۰۰ء

۱۰/ ذی الحجہ ۱۴۲۰ھ (عیدالاضحیٰ کے دن)

marfat.com
Marfat.com

یادرہے کہ اشعۃ اللمعات کی آخری دوجلدیں ایک ہزار چار سوگیارہ صفحات پر مشتمل ہیں' ان کے ترجمہ پر سوا تیرہ سال صرف ہوئے' اگرچہ درمیان میں دوسرے کام بھی ہوتے رہے' مثلاً مطالع المسرات کے ترجمہ کی تکمیل "من عقائد اهل السنة" (عربی) کی تکمیل اور اشاعت' شیخ محقق ہی کی ایک نادر اور غیر مطبوعہ کتاب "تحصیل التعرف فی معرفة الفقه و التصوف" عربی کا ترجمہ اور اس کی اشاعت' اسی طرح دو تذکروں "نور نور چہرے" اور "عظمتوں کے پاسبان" کی ترتیب اور اشاعت۔

جب کہ حضرت شیخ محقق شاہ عبدالحق محدث دہلوی رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

اشعۃ اللمعات فارسی شرح مشکوٰۃ شریف کا آغاز ۱۲ ذی الحجہ ۱۰۱۹ھ میں ہوا اور اس کی تکمیل ۱۰۲۵ھ میں ہوئی' اسی مدت میں عربی شرح "لمعات" مکمل ہوئی اور بعض دیگر رسائل بھی لکھے گئے' مذکورہ مدت کا تہائی حصہ بلکہ اس سے بھی کم فارسی شرح پر صرف ہوا۔

(اشعۃ اللمعات فارسی ج ۴ ص ۷۵۷)

اندازہ کیجیے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت شیخ محقق کے اوقات میں کتنی برکت عطا فرمائی تھی؟ اور ان کا قلم کتنا برق رفتار تھا؟ کہ انہوں نے فارسی شرح کے اڑھائی ہزار صفحات دو سال سے بھی کم عرصے میں مکمل کر لیے' جب کہ چودہ سو صفحات کے ترجمہ پر ہمارے تیرہ سال صرف ہو گئے۔

راقم ۱۴۱۹ھ/ ۱۹۹۸ء میں دہلی گیا تو خواہش اور کوشش کے باوجود شیخ محقق حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمہ اللہ تعالیٰ کے مزار پر حاضر نہ ہوسکا۔ کیونکہ آپ کا مزار جامع مسجد دہلی سے بیس پچیس کلومیٹر دور حضرت قطب الدین بختیار کاکی رحمہ اللہ تعالیٰ کے مزار سے بھی آگے ہے' سن ۲۰۰۰ء میں دوبارہ انڈیا جانے کا موقع ملا تو فقیر مارہرہ مقدسہ' مبارکپور اور بریلی شریف ہوتا ہوا' دہلی پہنچا تو سوچا کہ اس دفعہ حضرت شیخ محقق کے مزار شریف پر ضرور حاضر ہونا چاہیے۔ ۹ نومبر کو پہلے حضرت علامہ ارشد القادری مدظلہ العالی کی زیارت کے لیے جامعہ حضرت نظام الدین حاضر ہوا' پھر وہاں سے مولانا ابرار احمد اور مولانا محمد ناظم صاحبان کے ہمراہ حضرت شیخ محقق قدس سرہ العزیز کے مزار شریف پر حاضری دی' بحمد اللہ تعالیٰ بہت پرسکون اور پرکیف بارگاہ ہے' آپ کا مزار گنبد کے اندر اور آپ کے صاحبزادگان کے مزارات گنبد کے باہر ہیں' آپ کی مسجد میں تبلیغی جماعت براجمان تھی۔

اس جگہ مناسب معلوم ہوتا ہے کہ اپنی سند حضرت شیخ محقق شاہ عبدالحق محدث دہلوی قدس سرہ تک بیان کر دوں' یہی مشکوٰۃ شریف کی سند ہوگی اور یہی اشعۃ اللمعات کی۔

شیخ محقق تک سند قراءۃً وسماعًا

راقم کو حدیث و تفسیر کی سند دی ملک المدرسین حضرت علامہ مولانا عطا محمد چشتی گولڑوی نے انہیں اجازت دی الحاج شیخ عبدالقادر ابن شیخ عبدالرزاق (امام و خطیب جامع اعظمیہ' بغداد شریف) نے انہیں اجازت دی شہر حدباء کے شیخ علامہ احمد

marfat.com
Marfat.com

بن علامہ عبدالوہاب الجوادی نے انہیں اجازت دی شیخ عبدالحق مہاجر مکی نے انہیں اجازت دی علامہ محمد قطب الدین دہلوی مکی نے انہیں شاہ عبدالغنی محدث دہلوی مہاجر مدنی نے انہیں شاہ محمد اسحٰق نے انہیں شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی نے انہیں شاہ ولی اللہ محدث دہلوی نے۔ (ان سے آگے شیخ محقق تک سند آئندہ سطور میں ملاحظہ فرمائیں)

امام احمد رضا بریلوی قدس سرہ تک فقیر کی اسانید

(۱) فقیر کو اجازت حدیث وعلوم دینیہ دی مفتی اعظم پاکستان علامہ ابوالبرکات سید احمد قادری رحمہ اللہ تعالیٰ نے انہیں اجازت دی ان کے والد ماجد امام المحدثین مولانا ابومحمد سید محمد دیدار علی شاہ محدث الوری رحمہ اللہ تعالیٰ نے اور ان دونوں حضرات کو اجازت وخلافت دی امام احمد رضا بریلوی قدس سرہ العزیز نے۔

ح شیخ القرآن مولانا علامہ غلام علی اوکاڑوی نے ۲۱ نومبر ۱۹۹۹ء کو قرآن وحدیث اور علوم دینیہ کی اجازت دی انہیں حضرت مفتی اعظم پاکستان علامہ ابوالبرکات سید احمد قادری نے اجازت وخلافت دی۔

(۲) فقیہ اعظم ہند مولانا مفتی محمد شریف الحق امجدی نے ۱۹ ذوالحجہ ۲۶ مارچ ۱۴۲۰ھ/ ۲۰۰۰ء کو اجازت دی انہیں حضرت صدر الشریعہ مولانا محمد امجد علی اعظمی (صاحب بہار شریعت) اور حضور مفتی اعظم ہند مولانا مصطفیٰ رضا خان نے اجازت دی۔

ح غزالی زماں علامہ سید احمد سعید کاظمی نے ۵ رجب موافق ۱۷ مارچ ۱۴۰۶ھ/ ۱۹۸۶ء کو اجازت عطا فرمائی انہیں حضور مفتی اعظم مولانا مصطفیٰ رضا خان نے اجازت عنایت کی۔

ح حضرت مولانا خورشید احمد فیضی (ظاہر پیر ضلع رحیم یار خاں) نے اجازت عطا فرمائی (۲۱ جمادی الاولیٰ ۱۴۲۱ھ) انہیں غزالی زماں علامہ سید احمد سعید کاظمی نے اور انہیں مفتی اعظم ہند مولانا مصطفیٰ رضا خاں نے اجازت عنایت کی۔

ح حضرت مولانا علامہ اختر رضا ازہری مدظلہ العالی ۲۹ شوال ۲۵ جنوری ۱۴۲۱ھ/ ۲۰۰۱ء کو اجازت عطا فرمائی اور انہیں حضرت مفتی اعظم ہند نے اجازت دی اور انہیں امام احمد رضا بریلوی سے اجازت حاصل تھی۔

(۳) فقیر کو اجازت دی حضرت مولانا شیخ محمد علی مراد مدفون مدینہ منورہ نے انہیں مبلغ اسلام مولانا شاہ عبدالعلیم صدیقی میرٹھی نے اور انہیں امام احمد رضا بریلوی نے اجازت عطا فرمائی۔

(۴) حضرت مولانا فضل الرحمٰن مدنی مدظلہ العالی نے ۱۲ رجب ۱۴۲۰ھ کو اجازت دی انہیں حضرت مولانا ضیاء الدین احمد مدنی نے اور انہیں امام احمد رضا بریلوی نے اجازت دی۔

(۵) حضرت سلطان الواعظین مولانا ابوالنور محمد بشیر مدظلہ العالی (کوٹلی لوہاراں) نے اجازت دی۔ ۵ رجب، ۴ر اکتوبر ۱۴۲۱ھ/۲۰۰۰ء۔ انہیں ان کے والد ماجد حضرت مولانا محمد شریف محدث کوٹلوی نے اور انہیں امام احمد رضا بریلوی نے اجازت دی۔

marfat.com
Marfat.com

(۶) فقیر کو درج ذیل اجلہ علماء سے اجازت ہے:

(۱) حضرت شیخ الحدیث مولانا علامہ غلام رسول رضوی مدظلہ العالی شارح بخاری (۱۶ ذوالحجہ ۲۳/ مارچ ۱۴۲۰ھ/ ۲۰۰۰ء)

(۲) حضرت علامہ مولانا تحسین رضا خان مدظلہ صدر مدرس جامعہ نوریہ رضویہ بریلی شریف ۳ نومبر ۲۰۰۰ء۔

(۳) حضرت مولانا حفیظ الرحمٰن، پیلی بھیت شریف، سابق مدرس مدرسہ مظہر اسلام مسجد بی بی جی، بریلی شریف، ۵ شعبان، ۳ نومبر ۱۴۲۱ھ/ ۲۰۰۰ء۔

(۴) حضرت مولانا صاحبزادہ قاضی محمد فضل رسول رضوی، فیصل آباد (۱۶ ذوالحجہ، ۲۳ مارچ ۱۴۲۰ھ/ ۲۰۰۰ء)

(۵) حضرت مولانا مفتی محمد امین نقشبندی، جامعہ امینیہ رضویہ فیصل آباد (۳ ذوالحجہ ۱۴۲۰ھ)

(۶) حضرت مولانا علامہ مفتی محمد عبد القیوم قادری ہزاروی، ناظم اعلیٰ جامعہ نظامیہ رضویہ لاہور/ شیخوپورہ (ذوالقعدہ ۱۴۲۰ھ)

(۷) حضرت مولانا علامہ محمد عبد الحق بندیالوی، جامعہ امدادیہ مظہریہ بندیال شریف ضلع خوشاب (۶ شوال ۱۴۲۱ھ)

(۸) حضرت مولانا علامہ محمد اشرف سیالوی، جامعہ غوثیہ مہریہ منیر الاسلام سرگودھا (۳ ستمبر ۲۰۰۰ء)

(۹) حضرت مولانا سید حسین الدین شاہ سلطانپوری، جامعہ رضویہ سیٹلائٹ ٹاؤن راولپنڈی (۱۱ ذیقعدہ ۱۴۲۰ھ)

(۱۰) حضرت مولانا محمد عبد الرشید رضوی، جھنگ (۳ ذوالحجہ ۱۴۲۰ھ)

(۱۱) حضرت مولانا محمد شریف صاحب، شیخ الحدیث جامعہ سراجیہ رضویہ، بکھر (۱۱ شوال، ۷ جنوری ۱۴۲۱ھ/ ۲۰۰۰ء)

ان تمام حضرات کو اجازت حاصل ہے محدث اعظم پاکستان مولانا علامہ ابو الفضل محمد سردار احمد چشتی قادری، فیصل آباد سے، انہیں حضور مفتی اعظم ہند مولانا مصطفیٰ رضا خان، صدر الشریعہ مولانا محمد امجد علی اعظمی (صاحب بہار شریعت) اور حجۃ الاسلام مولانا حامد رضا خاں، بریلی شریف سے اور ان سب حضرات کو اجازت حاصل ہے امام احمد رضا محدث بریلوی سے، حضرت محدث اعظم پاکستان نے مولانا علامہ تحسین رضا خاں مدظلہ العالی کو جو سند عطا فرمائی تھی اس میں شاہ محمد اسحٰق کا واسطہ نہیں تھا۔

(۷) فقیر کو اجازت دی حضرت مولانا مفتی محمد حسین نعیمی بانی جامعہ نعیمیہ لاہور نے (۱۳۸۴ھ) اور انہیں حضرت صدر الافاضل مولانا سید محمد نعیم الدین مراد آبادی سے اور انہیں امام احمد رضا محدث بریلوی سے اجازت حاصل تھی۔

marfat.com
Marfat.com

امام احمد رضا بریلوی کی سند شیخ محقق شاہ عبدالحق محدث دہلوی تک

امام احمد رضا بریلوی روایت کرتے ہیں شاہ آل رسول مارہروی سے وہ سراج الہند شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی سے وہ شاہ ولی اللہ محدث دہلوی سے وہ شیخ ابوالطاہر مدنی سے وہ اپنے والد شیخ ابراہیم کردی سے وہ شیخ عبداللہ ابن سعد اللہ لاہوری سے وہ علامہ عبداللہ اللبیب سے وہ اپنے والد علامہ عبدالحکیم سیالکوٹی (فاضل لاہوری) سے وہ شیخ محقق امام مجدد شیخ عبدالحق محدث دہلوی سے۔

ایک دوسری سند ملاحظہ ہو جس میں شاہ ولی اللہ محدث دہلوی کا واسطہ نہیں ہے:

امام احمد رضا محدث بریلوی اپنے والد مولانا علامہ نقی علی خاں بریلوی نے وہ اپنے والد حضرت مولانا رضا علی خاں سے وہ مولانا خلیل الرحمٰن محمد آبادی سے وہ بحرالعلوم مولانا محمد عبدالعلی لکھنوی سے وہ اپنے والد علامہ نظام الدین لکھنوی سے وہ شیخ غلام نقشبند سے وہ شیخ پیر محمد سے وہ شیخ نورالحق محدث دہلوی سے وہ اپنے والد شیخ محقق امام مجدد شیخ عبدالحق محدث دہلوی سے۔[1]

صاحب مشکوٰۃ شریف تک سند

شاہ ولی اللہ محدث دہلوی تک سند اس سے پہلے بیان ہو چکی ہے شاہ صاحب مشکوٰۃ شریف کی روایت کرتے ہیں شیخ ابوطاہر سے وہ اپنے والد سے وہ علامہ قشاشی سے وہ شناوی سے وہ اپنے شیخ سید غضنفر بن سید جعفر نہروالی سے وہ حرم مکی کے شیخ محمد سعید معروف بہ میر کلاں سے وہ نسیم الدین میرک شاہ سے وہ اپنے والد سید جمال الدین عطاء اللہ ابن سید غیاث الدین سے وہ اپنے چچا سید اصیل الدین عبداللہ بن عبدالرحمٰن شیرازی حسینی سے وہ محدث شرف الدین عبدالرحیم جرھی صدیقی سے وہ علامہ امام الدین علی بن مبارک شاہ صدیقی ساوجی وہ صاحب مشکوٰۃ امام ولی الدین محمد بن عبداللہ بن خطیب تبریزی سے روایت کرتے ہیں۔[2]

ان کے علاوہ چند اسانید فقیر کو حاصل ہیں ان کی تفصیل اللہ تعالیٰ کو منظور ہوئی تو ''ثبت'' میں کی جائے گی اس وقت صرف اجازت دینے والے حضرات کے اسماء مبارکہ تحریر کر رہا ہوں:

(۱) فضیلۃ الشیخ عبدالرحمٰن خیر الدین عبداللہ موید الکیلانی خادم السجادۃ القادریہ ومتولی الاوقاف القادریہ (نزیل کراتشی ۲۹ شوال ۲۵ من ینایر ۱۴۲۱ھ/۲۰۰۱م) اخذ الحدیث الشریف من فضیلۃ الشیخ محمد حسین الذهبی وهو من علماء الازهر الشریف۔

---

[1] علی احمد سندیلوی مولانا: اسانید الامام المجدد احمد رضا محدث بریلوی مجلۃ النظامیۃ لاہور شمارہ صفر المظفر ۱۴۲۲ھ ص ۷۹۔۷۴

[2] ولی اللہ محدث دہلوی شاہ: اتحاف النبیہ (مکتبہ سلفیہ لاہور) ص ۷۹۔۷۸

(۲) فضیلۃ الشیخ العلامہ عبدالرحمٰن بن ابی بکر الملا من اجلۃ علماء الاحساء السعودیۃ العربیۃ۔

(۳) فضیلۃ الشیخ احمد نصیب المحامید رحمہ اللہ تعالیٰ احد اعلام الشام۔

(۴) المورخ المحدث احمد محمد سردار احمد الحلبی الشافعی۔(حلب)

ان کے وکیل فاضل نوجوان خالد عبدالکریم ترکستانی حفظہ اللہ تعالیٰ مقیم مکہ مکرمہ نے ۱۸ ذوالحجہ ۱۴۱۴ھ کو ان کی طرف سے مجھے سند دی اور اس فقیر سے خود سند حاصل کی۔

(۵) فضیلۃ الشیخ العلامہ عبداللہ ابراہیم الغلاییني مفتی قطنا ۲۲ من ابریل ۲۰۰۱م۔

(۶) فضیلۃ الشیخ العلامہ محمد تیسیر بن توفیق الحزومی الشافعی المکی اصلا الدمشقی مولدا االاثنین ۱۶ رجب ۱۴۲۰ھ/ ۲۵/۱۰/۱۹۹۹ میلادی۔

(۷) فضیلۃ الدکتور عبدالغفور خادم العلم والعلماء فی حضرۃ الامام الاعظم ابی حنیفۃ۔ بغداد (نزیل کراتشی ۲۸/شوال ۱۴۲۱ھ۔

(۸) فضیلۃ الدکتور محمود عبدالغنی عاشور (وکیل الازھر) (نزیل کراتشی ۲۹ من شوال ۱۴۲۱ھ)

(۹) فضیلۃ الشیخ السید یوسف ھاشم الرفاعی من اجلۃ علماء الکویت (نزیل کراتشی ۲۶ من شوال ۱۴۲۱ھ) راقم نے ان کے ساتھ سند کا تبادلہ کیا۔

(۱۰) فضیلۃ الشیخ السید یوسف ابن محی الدین الجو ر الحسنی شیخ الطریقۃ القادریۃ الشاذلیۃ الدرقاویۃ العلویۃ ۲۹ ربیع الثانی ۱۴۲۰ھ۔

(۱۱) د/سعد سعد جاویش استاذ الحدیث بکلیۃ اصول الدین جامعۃ الازھر غرۃ شھر ذی الحجہ ۱۴۲۰ھ۔

(۱۲) فضیلۃ الدکتور ضیاء الدین الکردی رحمہ اللہ تعالیٰ استاذ الفلسفۃ والعقائد بجامعۃ الازھر الشریف (اجازنی اجازۃ شفویۃ)

(۱۳) ملک التحریر مولانا علامہ ارشد القادری مدظلہ العالی بانی و مدیر فیض العلوم جمشید پور (انڈیا) ۱۶ جولائی ۲۰۰۰ء۔

(۱۴) مولانا علامہ جلال الدین امجدی (مصنف انوار الحدیث) رئیس قسم الافتاء بدار العلوم الامجدیۃ أوجھاگنج مدیریۃ بستی (الھند) ۲۷ رجب ۱۴۲۱ھ۔

(۱۵) مولانا مفتی عبدالمنان الاعظمی شیخ الحدیث دار العلوم شمس العلوم گھوسی مدیریۃ مئو ۲۷ رجب سنۃ ۱۴۲۱ھ۔

(۱۶) علامہ ضیاء المصطفیٰ القادری (ابن صدر الشریعۃ مولانا محمد امجد علی اعظمی مصنف بہار شریعت) شیخ الحدیث جامعہ اشرفیہ مبارکپور ۲۶ رجب ۱۴۲۱ھ۔

(۱۷) حضرت علامہ مولانا سید غلام محی الدین شاہ رحمہ اللہ تعالیٰ شیخ الحدیث جامعہ رضویہ ضیاء العلوم راولپنڈی ۱۱ ذیقعدہ ۱۴۲۰ھ۔

marfat.com
Marfat.com

(۱۸) حضرت مولانا علامہ حافظ عبدالغفور مدظلہ العالی شیخ الحدیث جامعہ غوثیہ مظہر اسلام، راولپنڈی ۲۸ صفر ۱۴۲۱ھ۔

(۱۹) حضرت علامہ مولانا محمد حسن حقانی اشرفی مدظلہ العالی (کراچی) ۵ ربیع الثانی ۱۴۲۱ھ۔

اجازت سلسلہ عالیہ قادریہ رضویہ

حضرت مولانا محمد ریحان رضا رحمانی رحمہ اللہ تعالیٰ نے ۵ محرم الحرام ۱۴۰۲ھ کو سلسلہ عالیہ قادریہ برکاتیہ رضویہ کی اجازت عطا فرمائی جس طرح انہیں ان کے جد امجد حجۃ الاسلام مولانا حامد رضا خان اور مفتی اعظم مولانا شاہ محمد مصطفیٰ رضا خاں رحمہما اللہ تعالیٰ نے عطا فرمائی۔

سلسلہ عالیہ قادریہ چشتیہ برکاتیہ مارہرہ شریف

حضرت پیر طریقت پروفیسر سید محمد امین میاں برکاتی مدظلہ العالی سجادہ نشین آستانہ عالیہ قادریہ برکاتیہ مارہرہ شریف (امام احمد رضا بریلوی قدس سرہ کا پیر خانہ) نے ۲۱/۱۰ اکتوبر ۲۰۰۰ء بروز ہفتہ بعد از نماز عشاء اس فقیر کو اور مولانا عبدالستار ہمدانی مدظلہ، پوربندر، گجرات، انڈیا کو سلسلہ عالیہ قادریہ اور چشتیہ میں اجازت و خلافت عطا فرمائی۔ اللہ تعالیٰ حضرت کا سایہ تادیر سلامت رکھے۔

سلسلہ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ مظہریہ

حضرت مفتی اعظم دہلی مولانا مفتی شاہ محمد مظہر اللہ نقشبندی مجددی قدس سرہ العزیز امام و خطیب مسجد جامع فتح پوری کے صاحبزادے سعادت لوح و قلم رضویات کے بین الاقوامی محقق، پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد مدظلہ العالی نے ۷ صفر مطابق ۲ جون ۱۴۲۰ھ/۱۹۹۹ء کو سلسلہ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ مظہریہ میں اجازت عطا فرمائی۔

اللہ تعالیٰ اجازت دینے والے اور سلسلہ اسانید میں واقع تمام علماء و مشائخ کو جنت الفردوس میں جگہ عطا فرمائے اور ان کا فیض تا قیامت جاری و ساری رکھے اور جو حیات ہیں ان کا سایہ تادیر صحت و کرامت کے ساتھ سلامت رکھے۔

افسوس کہ کچھ عرصہ پہلے اس طرف توجہ نہ ہوئی ورنہ بہت سے اکابر علماء اہل سنت و جماعت سے بطور تبرک سندیں حاصل کی جاتیں، دنیائے عرب میں کتب اسانید پر بھرپور توجہ دی جاتی ہے، ضرورت ہے کہ پاک و ہند میں بھی بزرگ محدثین اور علماء کی اسانید پر کام کیا جائے اور ان کے فیوض و برکات حاصل کیے جائیں۔ مذکورہ بالا متعدد اسانید کے حصول میں جناب عابد حسین شاہ جو جہلمی ضلع پنڈ دادن خاں کے رہنے والے ہیں، عزیز القدر مولانا ممتاز احمد سدیدی حفظہ اللہ تعالیٰ جو جامعہ از ہر شریف میں علامہ فضل حق خیر آبادی کی عربی شاعری پر ڈاکٹریٹ کا مقالہ لکھ رہے ہیں اور مولانا علی احمد سندیلوی، لاہور کی

marfat.com
Marfat.com

معاونت شامل ہے۔ مولائے کریم انہیں جزائے خیر عطا فرمائے۔

محترم سید اعجاز احمد مالک فرید بک سٹال لاہور نے اہل سنت و جماعت کا لٹریچر بڑے وسیع پیمانے پر شائع کیا' مولائے کریم انہیں اس کار عظیم کی جزائے خیر عطا فرمائے' ان کی وفات (۱۳ جمادی الاولیٰ' ۵ ستمبر ۱۴۱۹ھ/ ۱۹۹۸ء) کے بعد ان کے صاحبزادوں سید محسن اعجاز گیلانی' سید احسن اعجاز اور سید سلمان اعجاز گیلانی سلمہم اللہ تعالیٰ نے اپنے والد کے کام کو آگے بڑھایا ہے' اشعۃ اللمعات کے ترجمہ کی تکمیل اور اشاعت بھی اسی سلسلے کی کڑی ہے' مولائے کریم انہیں جزائے خیر عطا فرمائے۔

گزشتہ صفحات میں مفتی محمد خاں قادری حفظہ اللہ تعالیٰ کے تعاون کا تذکرہ کیا جا چکا ہے' مولانا حافظ محمد شاہد اقبال نے تصحیح اور فہرست سازی میں بڑی محنت کی ہے' مولائے کریم ان دونوں حضرات کو بھی اجر جمیل عطا فرمائے۔ مولانا علامہ محمد منشا تابش قصوری زید مجدہ نے تکمیل آرزو لکھ کر حق رفاقت ادا کیا ہے' رب کریم انہیں بھی دونوں جہانوں کی نعمتوں سے سرفراز فرمائے۔

قارئین کرام سے درخواست ہے کہ دعا فرمائیں کہ مولائے کریم ایمان کی سلامتی اور صحت و تندرستی کے ساتھ اس فقیر اور میری اولاد کو تادم آخر احکام ایمان و اسلام پر عمل پیرا رہنے اور خدمت دین متین کی توفیق عطا فرمائے' فقیر کے اہل و عیال کے لیے بھی دعا فرمائیں کہ اس کام میں ان کا بھی بڑا حصہ ہے۔ اللہ تعالیٰ انہیں آفات و بلیات سے محفوظ فرمائے۔ آمین یارب العالمین بحرمۃ سید الانبیاء والمرسلین صلوات اللہ وتسلیماتہ علیہ وعلیہم وعلیٰ آلہ واصحابہ اجمعین۔

۱۰ ربیع الاول ۱۴۲۲ھ
۳ جون ۲۰۰۱ء

محمد عبدالحکیم شرف قادری
شیخ الحدیث جامعہ نظامیہ رضویہ
لاہور۔ پاکستان

marfat.com
Marfat.com

بَابُ صِفَةِ الْجَنَّةِ وَاَهْلِهَا

۲۴۹۔ جنت اور اہلِ جنت کی صفت کا بیان

لغت میں جنت کا معنی ڈھانپنا ہے۔ ان حروف کی ترکیب چھپانے اور ڈھانپنے کے لیے آتی ہے۔ پھر سایہ دار درختوں کا نام جنت رکھ دیا گیا کہ وہ اپنے نیچے کی چیزوں کو پوشیدہ کر دیتے ہیں۔ پھر باغ کا نام رکھا گیا جس میں سایہ دار درخت ہوتے ہیں۔ پھر نقل کر کے دارِ ثواب بہشت کا نام رکھ دیا گیا۔ صحاح میں ہے جنت کا معنی ہے باغ اور بہشت۔

اَلْفَصْلُ الْاَوَّلُ

۵۲۴۹ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى اَعْدَدْتُ لِعِبَادِیَ الصَّالِحِیْنَ مَا لَا عَیْنٌ رَاَتْ وَلَا اُذُنٌ سَمِعَتْ وَلَا خَطَرَ عَلٰى قَلْبِ بَشَرٍ وَاقْرَءُوْا اِنْ شِئْتُمْ فَلَا تَعْلَمُ نَفْسٌ مَّا اُخْفِیَ لَهُمْ مِّنْ قُرَّةِ اَعْیُنٍ (مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ)

پہلی فصل

حضرت ابُوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: میں نے اپنے نیک بندوں کے لیے وہ کچھ تیار کیا ہے جو کسی آنکھ نے نہیں دیکھا، کسی کان نے نہیں سنا اور کسی انسان کے دل میں اس کا تصور نہیں گزرا[1]۔ اگر چاہو تو یہ آیت پڑھو۔ کوئی شخص نہیں جانتا کہ ان[2] کے لیے کون سی آنکھ کی ٹھنڈک[3] چھپا کر رکھی گئی ہے۔ (بخاری و مسلم)

[1] یعنی کسی آنکھ نے ان نعمتوں کی ذات کو نہیں دیکھا، ان کی صفات کو سنا نہیں اور کسی انسان کے دل میں ان کی ماہیت کا تصور نہیں گزرا، یہ بھی ہو سکتا ہے کہ کسی نے تیار کردہ ان نعمتوں کی دلکش صورتیں نہیں دیکھیں ان کی نغمہ بار آوازیں نہیں سنیں اور کسی کے دل میں ان کے دلفریب تصورات تک نہیں گزرے۔

[2] یعنی شب بیداری کرنے اور مال خرچ کرنے والوں کے لیے آنکھ کی ٹھنڈک اور آرام جاں کا کون سا ذریعہ چھپا کر رکھا گیا ہے۔ آنکھوں کی ٹھنڈک سے مراد راحت خوشی اور مقصد پا لینے کی راحت ہے۔

[3] قَرَّ قاف پر زبر، ثابت ہونا قرار پانا۔ محبوب کی طرف دیکھنے سے آنکھ کو اطمینان اور قرار ملتا ہے اور آنکھ کسی دوسرے کی طرف نہیں دیکھتی، اسی طرح فرحت و سرور کی حالت میں آنکھوں کو راحت ملتی ہے۔ محبوب کے غیر کی طرف دیکھنے سے نگاہ بے چین ہو جاتی ہے۔ اسی طرح غم اور خوف کی حالت میں مضطرب اور بے قرار ہوتی ہے یا قُرٌّ سے مشتق ہے

marfat.com
Marfat.com

قُرٌّ سے قاف پر پیش بمعنی سردی، محبوب کو دیکھنے اور مقصد کے پا لینے سے آنکھ کو ٹھنڈک اور لذت حاصل ہوتی ہے اور دشمنوں کے دیکھنے اور مطلوب کے انتظار میں آنکھوں میں جلن پیدا ہوتی ہے۔ اسی لیے بیٹے کو قرۃ العین (آنکھوں کی ٹھنڈک) کہتے ہیں۔ حدیث شریف میں جو واقع ہے کہ جُعِلَتْ قُرَّةُ عَيْنِي فِي الصَّلٰوةِ (ہماری آنکھوں کی ٹھنڈک نماز میں رکھی گئی ہے) اس میں دونوں معانی مراد لیے جا سکتے ہیں جیسے کہ فقراء کی فضیلت کے باب میں گزرا ہے۔

۵۲۷۰ وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَوْضِعُ سَوْطٍ فِي الْجَنَّةِ خَيْرٌ مِّنَ الدُّنْيَا وَمَا فِيْهَا (متفق علیہ)

انہی سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جنت میں ایک چابک کی جگہ دنیا اور اس کی ہر چیز سے بہتر ہے[۱]

[۱] یعنی جنت کی تھوڑی سی اور معمولی جگہ دنیا اور اس کی ہر چیز سے بہتر ہے۔ چابک کا ذکر اس عادت کے مطابق ہے کہ سوار جب کسی جگہ اترنا چاہتا ہے تو اپنا چابک پھینک دیتا ہے تاکہ اس کی نشانی رہے اور دوسرا شخص وہاں نہ اترے۔

۵۲۷۱ وَعَنْ أَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ غَدْوَةٌ فِي سَبِيْلِ اللّٰهِ أَوْ رَوْحَةٌ خَيْرٌ مِّنَ الدُّنْيَا وَمَا فِيْهَا وَلَوْ أَنَّ امْرَأَةً مِّنْ نِّسَاءِ أَهْلِ الْجَنَّةِ اطَّلَعَتْ إِلَى الْأَرْضِ لَأَضَاءَتْ مَا بَيْنَهُمَا وَلَمَلَأَتْ مَا بَيْنَهُمَا رِيْحًا وَلَنَصِيْفُهَا عَلٰى رَأْسِهَا خَيْرٌ مِّنَ الدُّنْيَا وَمَا فِيْهَا (رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ)

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ کے راستے میں ایک صبح یا ایک شام[۱] روانہ ہونا دنیا اور اس کی ہر چیز سے بہتر ہے اور اگر جنتیوں کی ایک عورت زمین پر ظاہر ہو جائے تو زمین اور بہشت[۲] کے درمیانی فاصلے کو روشن کر دے اور اس کے سر کا دوپٹہ دنیا اور اس کی ہر چیز سے بہتر ہے (بخاری)

[۱] غَدْوَةٌ پہلے حرف پر زبر، صبح کے وقت ایک دفعہ جانا۔ غین پر پیش ہو (غُدْوَةٌ) تو اس کا معنی صبح ہے سورج کے نکلنے تک رَوْحَةٌ راء پر زبر، دوپہر کے بعد ایک دفعہ جانا، زوال سے لے کر رات تک۔ صبح اور شام جانے کی تخصیص اس لیے ہے کہ معمول یہی ہے مراد مطلق وقت ہے اگرچہ صبح یا شام کے وقت نہ ہو۔ فی سبیل اللہ جہاد، حج، طلب علم اور ہر وہ کام ہے جو اللہ تعالیٰ اور اس کا قرب حاصل کرنے کے لیے کیا جائے، یہاں تک کہ اہل و عیال کے خرچہ، اطمینان حاصل کرنے اور عبادت میں حضورِ قلب کے لیے رزقِ حلال طلب کرنا بھی فی سبیل اللہ تعالیٰ ہے جب نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے راہِ خدا میں جانے کی فضیلت بیان کی تو اس سے معلوم ہو گیا کہ اس کا ثواب جنت ہے، اس مناسبت سے جنت کی کچھ خوبیاں بیان فرما دیں۔

[۲] قرینہ مقام کی بناء پر یہ بھی ہو سکتا ہے کہ مَا بَيْنَهُمَا کی ضمیر زمین و آسمان کی طرف راجع ہو۔

۵۲۷۲ وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ فِي الْجَنَّةِ شَجَرَةً يَسِيْرُ

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا جنت میں

marfat.com
Marfat.com

اَلرَّاکِبُ فِیْ ظِلِّهَا مِائَةَ عَامٍ لَا یَقْطَعُهَا وَلَقَابُ قَوْسِ اَحَدِکُمْ فِی الْجَنَّةِ خَیْرٌ مِّمَّا طَلَعَتْ عَلَیْهِ الشَّمْسُ اَوْ تَغْرُبُ
(مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ)

ایک درخت[۱] ہے کہ سوار اس کے سائے میں سو سال تک چلتا رہے گا مگر اسے طے نہیں کر سکے گا۔ جنت میں تم میں سے ایک شخص کے کمان کی مقدار[۲] ان تمام چیزوں سے بہتر ہے جن پر سورج طلوع ہوتا ہے یا غروب ہوتا ہے[۳]
(بخاری و مسلم)

[۱] محدثین فرماتے ہیں کہ اس سے مراد طوبیٰ ہے۔ امام احمد، طبرانی اور ابن حبان کی روایت میں یہی تفسیر وارد ہے۔

[۲] قابُ قوس، قیبُ قاف کے نیچے زیر قادُ قوسٍ اور قیدُ قوسٍ کمان کی مقدار قابُ کمان کے کونے کو بھی کہتے ہیں۔ ایک لغت میں قاب کا معنی ہاتھ بھی آیا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان فَکَانَ قَابَ قَوْسَیْنِ کی تفسیریں بیان کیے گئے ہیں۔

[۳] یعنی تمام دنیا سے بہتر ہے اس کا اور گزشتہ حدیث میں چابک کی جگہ کا ایک ہی مطلب ہے معمول یہ ہے کہ سوار چابک پھینکتا ہے اور پیدل کمان۔

۵۲۴۳ وَعَنْ اَبِیْ مُوْسٰی قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ لِلْمُؤْمِنِیْنَ فِی الْجَنَّةِ لَخَیْمَةً مِّنْ لُؤْلُؤَةٍ وَاحِدَةٍ مُجَوَّفَةٍ عَرْضُهَا وَفِیْ رِوَایَةٍ طُوْلُهَا سِتُّوْنَ مِیْلًا فِیْ کُلِّ زَاوِیَةٍ مِّنْهَا اَهْلٌ مَا یَرَوْنَ الْاٰخَرِیْنَ یَطُوْفُ عَلَیْهِمُ الْمُؤْمِنُ وَجَنَّتَانِ مِنْ ذَهَبٍ اٰنِیَتُهُمَا وَمَا فِیْهِمَا وَمَا بَیْنَ الْقَوْمِ وَبَیْنَ اَنْ یَّنْظُرُوْا اِلٰی رَبِّهِمْ اِلَّا رِدَاءُ الْکِبْرِیَاءِ عَلٰی وَجْهِهٖ فِیْ جَنَّةِ عَدْنٍ
(مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ)

حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: مومن کے لیے جنت میں اندر سے خالی موتی کا ایک خیمہ ہے جس کی چوڑائی اور ایک روایت میں ہے کہ اس کی لمبائی ساٹھ میل ہے اس کے ہر گوشے میں مومن کے گھر والے ہوں گے جنھیں دوسرے نہیں دیکھیں گے[۱]۔ مومن[۲] ان کے پاس آتا جاتا رہے گا۔ مسلمانوں کے لیے دو جنتیں ہیں جن کے برتن اور ساز و سامان چاندی کے ہیں اور دو جنتیں ہیں جن کے برتن اور استعمال کی چیزیں سونے کی ہیں جنت عدن میں لوگوں اور رب کریم کو دیکھنے میں مانع صرف اس کے وجہ کریم پر کبریائی اور عظمت کی چادر ہو گی
(بخاری و مسلم)

[۱] دوسرے گوشے میں رہنے والے اہل خانہ نہیں دیکھیں گے۔

[۲] بعض روایات میں المؤمنون جمع کے صیغہ کے ساتھ آیا ہے۔ مومن سے مراد بھی جنس ہے (مطلب یہ کہ ہر جنتی مومن اپنے اپنے اہل خانہ کے پاس آمد و رفت رکھے گا ۱۲۔ شرف قادری نقشبندی)

marfat.com
Marfat.com

۳ وہ بہشت جو اقامت اور ہمیشگی کی جگہ ہے۔ لغت میں عدن کا معنی اقامت ہے۔ اسی لیے ایک جنت کا نام جنت عدن رکھا گیا ہے۔

۴ یعنی جسمانی پردے اور طبعی کدورتیں دور ہوجائیں گی۔ البتہ اللہ تعالیٰ کی مقدس کتاب کی عظمت اور کبریائی کے جلال کے پردے حائل ہوں گے جب وہ پردے بھی ہٹا دیے جائیں گے تو اہلِ جنت برملا اس ذاتِ اقدس کا دیدار کریں گے۔ یہ مقصد باب رؤیت (دیدار کے باب) میں بیان کیا جائے گا۔

۵۲۷۴ وَعَنْ عُبَادَةَ ابْنِ الصَّامِتِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْجَنَّةِ مِائَةُ دَرَجَةٍ مَا بَيْنَ كُلِّ دَرَجَتَيْنِ كَمَا بَيْنَ السَّمَاءِ وَالْاَرْضِ وَالْفِرْدَوْسُ اَعْلَاهَا دَرَجَةً مِّنْهَا تَفَجَّرُ اَنْهَارُ الْجَنَّةِ الْاَرْبَعَةُ وَمِنْ فَوْقِهَا يَكُوْنُ الْعَرْشُ فَاِذَا سَاَلْتُمُ اللّٰهَ فَاسْئَلُوْهُ الْفِرْدَوْسَ۔

(رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَلَمْ اَجِدْهُ فِي الصَّحِيْحَيْنِ وَلَا فِي كِتَابِ الْحُمَيْدِيِّ)

حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جنت میں سو درجے ہیں۔ ہر دو درجوں کے درمیان اتنا فاصلہ ہے جتنا آسمان اور زمین کے درمیان ہے فردوس کے درجات تمام جنتوں سے اعلیٰ ہیں[۱]۔ جنت کی چاروں نہریں اسی سے نکلتی ہیں۔ جنت الفردوس کے اوپر عرش ہے، جب تم اللہ تعالیٰ سے سوال کرو تو جنت الفردوس کا سوال کرو[۲]۔ اس حدیث کو امام ترمذی نے روایت کیا۔ مجھے یہ حدیث صحیحین میں اور نہ ہی کتاب الحمیدی میں ملی ہے[۳]۔

۱ یعنی اس کے درجات صوری اور معنوی اعتبار سے بلند ترین ہیں۔ قاموس میں ہے فردوس وہ باغ ہے جس میں انگور کی بیلوں اور ان کے علاوہ جو کچھ باغات میں ہوتا ہے موجود ہو، اسی اعتبار سے ایک جنت کا نام جنت الفردوس ہے۔

۲ جو تمام جنتوں سے ارفع و اعلیٰ ہے۔

۳ کتاب الحمیدی میں صحیحین کی حدیثوں کو جمع کر دیا گیا ہے۔ بعض شارحین نے لکھا ہے کہ یہ حدیث صحیح بخاری میں دو جگہ موجود ہے (۱) کتاب الجہاد (۲) بَابُ كَانَ عَرْشُهٗ عَلَى الْمَآءِ اور صحیح مسلم میں بَابُ فَضْلِ الْجِهَادِ فِي سَبِيْلِ اللّٰهِ میں موجود ہے۔

بعض حواشی میں لکھا ہے کہ یہ حدیث صحیح بخاری میں بروایت حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ معمولی اختلاف کے ساتھ مذکور ہے

۵۲۷۵ وَعَنْ اَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ فِي الْجَنَّةِ لَسُوْقًا يَاْتُوْنَهَا كُلَّ جُمُعَةٍ فَتَهُبُّ رِيْحُ الشِّمَالِ فَتَحْثُوْ فِي

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جنت میں ایک بازار[۱] ہے جہاں جنتی ہر جمعہ کے دن جائیں گے، اور

marfat.com
Marfat.com

وُجُوْهِهِمْ وَثِيَابِهِمْ فَيَزْدَادُوْنَ حُسْنًا وَجَمَالًا فَيَقُوْلُ لَهُمْ اَهْلُوْهُمْ وَاللّٰهِ لَقَدِ ازْدَدْتُمْ بَعْدَنَا حُسْنًا وَجَمَالًا فَيَقُوْلُوْنَ وَاَنْتُمْ وَاللّٰهِ لَقَدِ ازْدَدْتُمْ بَعْدَنَا حُسْنًا وَجَمَالًا

(رَوَاهُ مُسْلِمٌ)

بادِ شمال[۲] چلے گی اور ان کے چہروں اور کپڑوں میں مختلف قسم کی خوشبوئیں انڈیل دے[۳] گی تو ان کا حسن و جمال دو بالا ہو جائے گا، وہ اپنے گھر والوں کی طرف اس حال میں لوٹیں گے کہ ان کا حسن و جمال بھی دو بالا ہو چکا ہوگا۔ انھیں ان کے گھر والے کہیں گے اللہ تعالیٰ کی قسم ہمارے بعد[۴] تمہارے حسن و جمال میں اضافہ ہو چکا ہے۔ جنتی کہیں گے کہ اللہ تعالیٰ کی قسم! ہمارے بعد تمہارے حسن و جمال میں بھی تو نکھار آچکا ہے[۵]۔ (مسلم)

[۱] یعنی اجتماع کی ایک جگہ ہے۔

[۲] شمال شین پر زبر، اس کے نیچے زیر بھی آئی ہے، جب قبلہ کی طرف رُخ کر کے کھڑے ہوں تو دائیں جانب سے آنے والی ہوا، اس کے مقابل بادِ جنوب ہے (بائیں طرف سے آنے والی ہوا) غالباً اس جگہ بادِ شمال ایسی ہوا ہے۔

[۳] بعض روایات میں آیا ہے کہ جس عورت کے سپرد مختلف خوشبوئیں کی گئی ہوں۔ اس کی نسبت بھی وہ ہوا زیادہ جاننے والی ہو گی کہ کستوری اور دوسری خوشبوئیں کہاں پہنچاتا ہیں؟ گویا یہ اشارہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے فیوض اور عطیات ان کے مستحقین تک پہنچیں گے۔

[۴] یعنی ہم سے جدا ہونے کے بعد

[۵] یعنی جنتیوں کی صحبت کی برکت سے اس مجمع کے انوار و برکات کا عکس ان کے گھر والوں پر بھی پڑے گا مشہور ہے فَلِلْاَرْضِ مِنْ کَاْسِ الْکِرَامِ نَصِیْبٌ معزز لوگوں کے پیالے سے زمین کو بھی حصّہ ملتا ہے۔

٥٢٧٦ وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ اَوَّلَ زُمْرَةٍ يَدْخُلُوْنَ الْجَنَّةَ عَلٰى صُوْرَةِ الْقَمَرِ لَيْلَةَ الْبَدْرِ ثُمَّ الَّذِيْنَ يَلُوْنَهُمْ كَاَشَدِّ كَوْكَبٍ دُرِّيٍّ فِي السَّمَاءِ اِضَاءَةً قُلُوْبُهُمْ عَلٰى قَلْبِ رَجُلٍ وَاحِدٍ لَا اخْتِلَافَ بَيْنَهُمْ وَلَا تَبَاغُضَ لِكُلِّ امْرِئٍ مِنْهُمْ زَوْجَتَانِ مِنَ الْحُوْرِ الْعِيْنِ يُرٰى مُخُّ سُوْقِهِنَّ مِنْ وَرَاءِ الْعَظْمِ وَاللَّحْمِ مِنَ الْحُسْنِ يُسَبِّحُوْنَ اللّٰهَ بُكْرَةً وَعَشِيًّا لَا

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: پہلا گروہ جو جنت میں داخل ہوگا اس کی صورت چودھویں کے چاند ایسی[۱] ہوگی۔ پھر جو لوگ ان کے ساتھ متصل ہوں گے وہ روشنی میں آسمان کے روشن ترین ستارے[۲] ایسے ہوں گے ان کے دل ایک شخص کے دل کی طرح ہوں گے[۳]۔ ان میں نہ تو اختلاف ہوگا اور نہ ہی ایک دوسرے کی دشمنی ہوگی ان میں سے ہر ایک کے لیے بڑی آنکھوں والی حوروں[۴] میں سے دو بیویاں ہوں گی۔ کمالِ حسن کی بناء پر ہڈیوں

marfat.com
Marfat.com

يَسْقُمُوْنَ وَلَا يَبُوْلُوْنَ وَلَا يَتَغَوَّطُوْنَ وَلَا يَتْفُلُوْنَ وَلَا يَمْتَخِطُوْنَ اٰنِيَتُهُمُ الذَّهَبُ وَالْفِضَّةُ وَاَمْشَاطُهُمُ الذَّهَبُ وَوُقُوْدُ مَجَامِرِهِمُ الْاُلُوَّةُ وَرَشْحُهُمُ الْمِسْكُ عَلٰى خَلْقِ رَجُلٍ وَّاحِدٍ عَلٰى صُوْرَةِ اَبِيْهِمْ اٰدَمَ سِتُّوْنَ ذِرَاعًا فِى السَّمَآءِ

(مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ)

اور گوشت کے پیچھے سے ان کی پنڈلیوں کا گودا نظر آئے گا[۶] وہ لوگ صبح شام[۷] اللہ تعالیٰ کی پاکیزگی بیان کریں گے وہ بیمار نہیں ہوں گے۔ پیشاب اور پاخانہ نہیں کریں گے اور تھوکیں گے نہیں۔ نہ ہی ناک کا پانی پھینکیں گے۔ ان کے برتن سونے چاندی کے ہوں گے۔ ان کی کنگھیاں سونے کی ہوں گی ان کی انگیٹھیوں کا ایندھن عود[۸] (اگر بتی) کا ہوگا۔ ان کا پسینہ کستوری ایسا ہوگا[۹] وہ سب ایک شخص کی سرشت[۱۰] کے حامل ہوں گے، اپنے باپ آدم علیہ السلام کی صورت پر آسمان کی جانب ساٹھ ہاتھ ہوں گے۔ (بخاری و مسلم)

[۱] حسن، نورانیت اور شکل و ہیبت میں

[۲] جو پہلے گروہ کے بعد آئیں گے۔

[۳] چاند سورج کے علاوہ بقیہ ستاروں سے زیادہ روشن ستاروں کی طرح ہوں گے۔ دُرِّیٌّ منسوب ہے دُرٌّ کی طرف جس کا معنی ہے بڑا موتی۔ عربوں کے ہاں دُرِّیٌّ عظیم المرتبہ کے معنی میں آتا ہے۔

[۴] یعنی متفق، متحد، یک جان دو قالب اور ایک دوسرے کے دوست ہوں گے۔

[۵] حُوْرٌ جمع ہے حَوْرَاءُ کی، وہ عورت جس کی آنکھ کی سفیدی اور سیاہی گہری ہو۔ عِیْنٌ جمع ہے عَیْنَاءُ کی بڑی آنکھوں والی۔ اگر سوال کیا جائے کہ دوسری فصل کے آخر میں حضرت ابو سعید خدری کی روایت آرہی ہے کہ جنتیوں کے ادنیٰ فرد کی بہتر بیویاں ہوں گی۔ اس جگہ دو بیویوں کا ذکر ہے (ان میں تطبیق کس طرح دی جائے گی)۔

اس کا جواب یہ ہے کہ اس قسم کی حورِ عین اور دیگر صفات کی حامل دو بیویاں ہوں گی یہ اس بات کے منافی نہیں ہے کہ اس کے پاس دوسری بہت سی بیویاں ہوں۔

[۶] یہ ان کے حسن، لطافت اور صفائی کا کمال ہوگا۔

[۷] یعنی ہمیشہ

[۸] عود ہندی جسے خوشبو کے لیے سلگایا جاتا ہے۔ مطلب یہ کہ دنیا کی انگیٹھیوں میں ایندھن جلایا جاتا ہے اور خوشبو کے لیے عود کی کچھ مقدار ڈالی جاتی ہے جب کہ جنتی انگیٹھیوں میں ایندھن ہی عود کا جلایا جائیگا وُقُوْدٌ پہلے حرف پر پیش ہو تو اس کا معنی آگ کا جلانا ہے اور اگر زبر ہو (وَقُوْدٌ) تو اس کا معنی ایندھن ہے جس کے ساتھ آگ جلائی جاتی ہے۔ مَجَامِر جمع ہے مِجْمَر کی۔ مجمر میم کے نیچے زیر، اسم آلہ کے وزن پر۔ وہ برتن جس میں دھواں کے لیے انگارے رکھے جاتے ہیں۔ میم پر زبر بھی آئی ہے۔ اَلُوَّۃٌ ہمزے پر زبر، اس پر پیش بھی

marfat.com
Marfat.com

پڑھ سکتے ہیں ۔ لام پر پیش واؤ مشدد ، عود جس کے ساتھ دھونی دی جاتی ہے ۔

۹ یعنی کستوری کی مثل ہوگا (یاد رہے کہ یہ صرف سمجھانے کے لیے ہے ورنہ جنت کے سونے چاندی ، کستوری ، پانی اور شہد کی دنیا کی اشیاء کے ساتھ صرف برائے نام مشابہت ہے ۱۲ شرف)

۱۰ خُلق خاء پر پیش ، یعنی خوش اخلاق ، متفق اور ایک دوسرے کے ساتھ میل جول رکھنے والے جیسے کہ حدیث کی ابتداء میں گزرا ہے ۔ اس صورت میں آیندہ جملہ کہ وہ اپنے باپ حضرت آدم علیہ السلام کی صورت پر آسمان کی جانب ساٹھ گز کے ہوں گے ، الگ کلام ہوگا جس میں سیرت کے بیان کے بعد صُورت کا بیان ہے ۔

خَلق ایک روایت کے مطابق خاء پر زبر ہے ۔ یعنی سب جنتی شکل و صورت میں حسن اور خوبی کے لحاظ سے ایک مرد کی طرح ہوں گے ۔ اس صورت میں آیندہ ارشاد عَلٰی صُوْرَۃِ اَبِیْھِمْ اس قول کی تفسیر اور اس کا بیان ہوگا خاء پر زبر اور پیش دونوں کے ساتھ روایت صحیح ہے ۔

۵۳۷۷ / ۹ وَعَنْ جَابِرٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِنَّ اَھْلَ الْجَنَّۃِ یَاْکُلُوْنَ فِیْہَا وَیَشْرَبُوْنَ وَلَا یَتْفُلُوْنَ وَلَا یَتَغَوَّطُوْنَ وَلَا یَمْتَخِطُوْنَ قَالُوْا فَمَا بَالُ الطَّعَامِ قَالَ جُشَاءٌ وَرَشْحٌ کَرَشْحِ الْمِسْکِ یُلْھَمُوْنَ التَّسْبِیْحَ وَالتَّحْمِیْدَ کَمَا تُلْھَمُوْنَ النَّفَسَ

(رواہ مسلم)

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا : جنتی جنت میں کھائیں پئیں گے اور تھوکیں گے نہیں ، پیشاب نہیں کریں گے ، قضائے حاجت نہیں کریں گے اور تھوکیں گے نہیں ۔ صحابہ کرام نے عرض کیا کہ کھانے کا کیا حال ہوگا ؟[۱] فرمایا ڈکار ہوگا اور کستوری کی طرح پسینہ ہوگا ۔[۲] انھیں تسبیح اور حمد القاء کی جائے گی ۔ جیسے کہ تمھیں سانس لینے کی توفیق دی جاتی ہے ۔[۳] (مسلم)

۱ یعنی جب قضائے حاجت نہیں کریں گے تو کھانے کے فالتو حصے کا کیا حال ہوگا اور باہر کس طرح نکلے گا ؟

۲ یعنی ڈکار لیں گے اور اس طرح ہوا معدے سے باہر چلی جائے گی اور پسینے کے ذریعے رطوبت جسم سے باہر چلی جائے گی ۔ اس طرح (جزو بدن بننے سے باقی ماندہ) فالتو طعام باہر چلا جائے گا ۔

۳ یعنی حمد و تسبیح انھیں لازم ہو جائے گی اور بے تکلف سرزد ہو جائے گی جیسے کہ سانس کی آمد و رفت بغیر کسی تکلف کے ہوتی ہے ۔ سانس کے ساتھ الہام کا ذکر بطور مشاکلت ہے (یعنی حمد و تسبیح کے ساتھ الہام کا ذکر تھا تو ان کے مقابل سانس کے ساتھ بھی الہام کا ذکر کر دیا گیا ورنہ سانس تو قصد اور ارادے کے بغیر جاری رہتا ہے ۔ ۱۲ شرف)

۵۳۷۸ / ۱۰ وَعَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَنْ یَّدْخُلُ الْجَنَّۃَ یَنْعَمُ وَلَا یَبْاَسُ وَلَا یَبْلٰی ثِیَابُہٗ وَلَا یَفْنٰی شَبَابُہٗ

(رواہ مسلم)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا : جو شخص جنت میں داخل ہوگا وہ نعمت و راحت پائے گا اور محنت و مشقت نہیں اٹھائے گا ۔[۱] اس کے کپڑے پرانے نہیں

marfat.com
Marfat.com

ہوں گے اور اس کی جوانی زائل نہیں ہوگی [۲] (مسلم)

[۱] یعنی جنت میں راحت ہی راحت ہوگی۔ محنت و مشقت کا شائبہ تک نہ ہوگا لَا یَبْأَسُ باء پر زبر باء ساکن بُؤْسٌ بمعنی مشقت سے مشتق ہے۔

[۲] مطلب یہ کہ جنت میں احوال کی تبدیلی، فساد اور خرابی نہیں ہوگی۔

۵۳۷۹ (۱۱) وَعَنْ اَبِیْ سَعِیْدٍ وَاَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَا اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ یُنَادِیْ مُنَادٍ اِنَّ لَكُمْ اَنْ تَصِحُّوْا فَلَا تَسْقَمُوْا اَبَدًا وَاِنَّ لَكُمْ اَنْ تَحْیَوْا فَلَا تَمُوْتُوْا اَبَدًا وَاِنَّ لَكُمْ اَنْ تَشِبُّوْا فَلَا تَهْرَمُوْا اَبَدًا وَاِنَّ لَكُمْ اَنْ تَنْعَمُوْا فَلَا تَبْاَسُوْا اَبَدًا

(رَوَاهُ مُسْلِمٌ)

حضرت ابوسعید خدری اور حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اعلان کرنے والا (جنتیوں کے لیے) اعلان کرے گا تحقیق تمھارے لیے یہ ہے کہ تم تندرست رہو اور کبھی بیمار نہ ہو اور تمھارے لیے یہ ہے کہ جوان رہو اور کبھی بوڑھے نہ ہو[۱]۔ اور تمھارے لیے یہ ہے کہ تم راحت پاؤ اور کبھی مصیبت کا منہ نہ دیکھو۔

(مسلم)

[۱] تَشِبُّوْا شین کے نیچے زیر اور تَهْرَمُوْا کی راء پر زبر۔

۵۳۸۰ (۱۲) وَعَنْ اَبِیْ سَعِیْدِ نِ الْخُدْرِیِّ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِنَّ اَهْلَ الْجَنَّةِ یَتَرَاءَوْنَ اَهْلَ الْغُرَفِ مِنْ فَوْقِهِمْ كَمَا تَتَرَاءَوْنَ الْكَوْكَبَ الدُّرِّیَّ الْغَابِرَ فِی الْاُفُقِ مِنَ الْمَشْرِقِ اَوِ الْمَغْرِبِ لِتَفَاضُلِ مَا بَیْنَهُمْ قَالُوْا یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ تِلْكَ مَنَازِلُ الْاَنْبِیَاءِ لَا یَبْلُغُهَا غَیْرُهُمْ قَالَ بَلٰی وَالَّذِیْ نَفْسِیْ بِیَدِهٖ رِجَالٌ اٰمَنُوْا بِاللّٰهِ وَصَدَّقُوا الْمُرْسَلِیْنَ۔

(مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ)

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: جنتی اپنے اوپر والی منزل[۱] والوں کو اس طرح دیکھیں گے جس طرح روشن ستارے کو دیکھتے ہیں۔ جو آسمان کے مشرقی یا مغربی کنارے پر باقی ہو[۲]۔ یہ اختلاف ان کے مراتب کے فرق کی بناء پر ہوگا[۳] صحابہ کرام نے عرض کیا یا رسول اللہ! کیا یہ انبیاء کرام کے محلات ہوں گے جن تک دوسرے لوگ نہیں پہنچیں گے فرمایا کیوں نہیں[۴]؟ قسم ہے اس ذات اقدس کی جس کے قبضہ قدرت میں محمد مصطفےٰ کی جان ہے وہ مرد پہنچیں گے جو اللہ تعالیٰ پر ایمان لائے اور انھوں نے رسولوں کی تصدیق کی۔

[۱] غُرَفٌ غین پر پیش، راء پر زبر، غُرْفَةٌ کی جمع غین پر پیش راء ساکن، اونچی منزل اور بلند محل۔

marfat.com
Marfat.com

۲ کیونکہ ان دو وقتوں میں ستارہ زیادہ روشن اور بڑا دکھائی دیتا ہے، اگر یہ کہا جاتا کہ جیسے آسمان کے ستارے کو دیکھتا ہے تو ان منازل کی بلندی اور دوری معلوم ہوتی لیکن چمکنے کا اور روشنی کا مطلب نہ سمجھا جاتا اور آسمان کے کنارے پر کہنے سے دونوں باتیں سمجھ میں آجاتی ہیں (بلندی بھی اور روشنی بھی) بعض روایات میں غابر یاء کے ساتھ بھی آیا ہے۔ یہ غَوْرٌ سے مشتق ہے۔ جس کا معنی پستی ہے۔ بعض روایات میں عَازِبٌ بے نقطہ عین کے اور زاء کے ساتھ ہے جس کا معنی دُور اور جانے والا ہے۔ مشہور روایت میں غابر ہے۔ نقطہ والی غین اور باء کے ساتھ۔ یہ غُبُوْرٌ سے مشتق ہے جس کا معنی گزرنا اور باقی رہنا ہے۔

۳ بعض جنتیوں کے مرتبے بلند اور بعض کے پست ہوں گے علماء فرماتے ہیں کہ جنت کے مختلف طبقات ہیں بعض بلند ترین یہ سابقین کے لیے، بعض درمیانے یہ میانہ روی والوں کے لیے اور بعض نچلے یہ ملے جلے اعمال والوں کے لیے ہوں گے۔

۴ پیغمبروں کی متابعت اور محبت کی بناء پر دوسرے لوگ بھی ان درجات تک پہنچیں گے۔

۵۲۶۱/۱۳ وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَدْخُلُ الْجَنَّةَ اَقْوَامٌ اَفْئِدَتُهُمْ مِثْلُ اَفْئِدَةِ الطَّیْرِ (رَوَاهُ مُسْلِمٌ)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے جنت میں ایسے گروہ داخل ہوں گے جن کے دل پرندوں کے دلوں کی طرح ہوں گے ۱ (مسلم)

۱ یعنی اللہ تعالیٰ کے خوف و ہیبت اور غیروں سے گریز کرنے میں، کیونکہ پرندے بہت ہی زیادہ ڈرنے والے اور بھاگنے والے جانور ہیں۔ یا وہ لوگ توکل کے اعتبار سے پرندوں کی طرح ہوں گے۔ جیسے کہ پرندوں کے بارے میں حدیث شریف میں ہے کہ صبح کے وقت وہ اپنی رہائش گاہوں سے خالی پیٹ نکلتے ہیں اور شام کو پیٹ بھر کر واپس آتے ہیں۔

۵۲۶۲/۱۴ وَعَنْ اَبِیْ سَعِیْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰی یَقُوْلُ لِاَهْلِ الْجَنَّةِ یَا اَهْلَ الْجَنَّةِ فَیَقُوْلُوْنَ لَبَّیْكَ رَبَّنَا وَسَعْدَیْكَ وَالْخَیْرُ فِیْ یَدَیْكَ فَیَقُوْلُ هَلْ رَضِیْتُمْ فَیَقُوْلُوْنَ وَمَا لَنَا لَا نَرْضٰی یَا رَبِّ وَقَدْ اَعْطَیْتَنَا مَا لَمْ تُعْطِ اَحَدًا مِّنْ خَلْقِكَ فَیَقُوْلُ اَلَا اُعْطِیْكُمْ اَفْضَلَ مِنْ ذٰلِكَ فَیَقُوْلُوْنَ یَا رَبِّ وَاَیُّ شَیْءٍ اَفْضَلُ مِنْ ذٰلِكَ فَیَقُوْلُ اُحِلُّ عَلَیْكُمْ رِضْوَانِیْ فَلَا

حضرت ابوسعید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا، بے شک اللہ تعالیٰ جنتیوں کو فرمائے گا: اے اہلِ جنت! جنتی عرض کریں گے ہم تیری بارگاہ میں حاضر ہیں اور تیرے دین کی بار بار خدمت کرتے ہیں، ہر بھلائی تیرے پاس ہے اللہ تعالیٰ فرمائے گا کیا تم راضی ہو؟ وہ کہیں گے اے رب! ہمیں کیا ہے کہ ہم راضی نہ ہوں حالانکہ تو نے ہمیں وہ کچھ دیا ہے کہ تو نے اپنی مخلوق میں سے کسی کو نہیں دیا۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا کیا تمہیں اس سے بہتر نہ دوں؟ وہ عرض کریں گے

marfat.com
Marfat.com

أَسْخَطُ عَلَيْكُمْ بَعْدَهُ أَبَدًا
(مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ)

اے رب! اس سے بہتر کون سی چیز ہے؟ ارشاد ہوگا میں تم پر اپنی رضا نازل کروں گا۔ اور اس کے بعد کبھی ناراض نہیں ہوں گا۔[۳]

[۱] یعنی ہمیشہ ہمیشہ

[۲] اس پر کہ ہمیں جنت میں داخلہ عطا کیا ہے۔

[۳] جب آقا و مولا بندے سے راضی ہوگیا تو تمام نعمتیں اور سعادتیں حاصل ہوگئیں، دولت دیدار بھی اسی رضا کا نتیجہ ہے۔ پہلے بندوں سے پوچھا کہ کیا تم اللہ تعالیٰ سے راضی ہو؟ جب انھوں نے عرض کیا کہ ہم تجھ سے راضی ہیں تو اپنی رضا اس پر مرتب فرمائی، تاکہ معلوم ہوجائے کہ اللہ تعالیٰ کی بندے سے رضا اور خوشنودی کی علامت یہ ہے کہ بندہ اپنے مولائے کریم سے راضی ہو لہٰذا تم اپنے حال پر نظر کرو اگر تم اپنے آپ کو اپنے پروردگار سے راضی پاتے ہو تو جان لو کہ وہ بھی تم سے راضی ہے۔ صحابہ کرام کوشش اور تفتیش کرتے تھے کہ ہم کس طرح معلوم کریں کہ اللہ تعالیٰ ہم سے راضی ہے، آخر انھوں نے اس بات پر اتفاق کیا کہ اگر ہم اس سے راضی ہیں تو یقیناً وہ بھی ہم سے راضی ہے۔ پس اللہ تعالیٰ نے انھیں بشارت دی کہ میں ہمیشہ ہمیشہ کے لیے تم سے راضی ہوں۔ اس سے بڑی اور کیا نعمت ہوسکتی ہے اللہ تعالیٰ کی تھوڑی سی رضا جنت اور اس کی ہر نعمت سے بڑی ہے جیسے کہ ارشاد فرمایا: رِضْوَانٌ مِّنَ اللّٰهِ أَكْبَرُ اللہ تعالیٰ کی تھوڑی سی رضا بھی بہت بڑی ہے چہ جائیکہ وہ رضا دائمی ہو۔ اے اللہ تو ہم سے راضی ہوجا اور ہمیں اپنے آپ سے راضی کردے۔

۵۳۸۲ وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِنَّ أَدْنَى مَقْعَدِ أَحَدِكُمْ مِنَ الْجَنَّةِ أَنْ يَقُولَ لَهُ تَمَنَّ فَيَتَمَنَّى وَيَتَمَنَّى فَيَقُولُ لَهُ هَلْ تَمَنَّيْتَ فَيَقُولُ نَعَمْ فَيَقُولُ لَهُ فَإِنَّ لَكَ مَا تَمَنَّيْتَ وَمِثْلَهُ مَعَهُ[۱]
(رَوَاهُ مُسْلِمٌ)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم میں سے ایک کی جنت میں کم سے کم جگہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اسے فرمائے گا آرزو کر، وہ آرزو کرے گا پھر آرزو کرے گا اللہ تعالیٰ اسے فرمائے گا تو نے آرزو کرلی؟[۱] بندہ عرض کرے گا ہاں! اللہ تعالیٰ اسے فرمائے گا کہ تیرے لیے وہ کچھ ہے جس کی تو نے آرزو کی اور اس کی مثل اس کے ساتھ ہے۔[۲] (مسلم)

[۱] جہاں تک آرزو کی جاسکتی ہے اس کی آخری حد تک آرزو کرلی ہے

[۲] یہ حدیث اس بات کی دلیل ہے کہ بندۂ مومن کی جتنی معرفت زیادہ ہوگی اس کا مرتبہ اتنا ہی بلند ہوگا۔ حتیٰ کہ اگر بندۂ عارف سے اس قسم کا سوال کیا گیا تو وہ دائمی دیدار کے علاوہ کچھ نہ مانگے گا۔ کیونکہ کوئی نعمت دیدار کے درجے کو نہیں پہنچتی اور کوئی (معین) نعمت باقی بھی نہ رہے گی۔ ۲ (امیر علی)

marfat.com
Marfat.com

۵۳۸۴ وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَيْحَانُ وَجَيْحَانُ وَالْفُرَاتُ وَالنِّيْلُ كُلٌّ مِّنْ اَنْهَارِ الْجَنَّةِ
(رَوَاهُ مُسْلِمٌ)

ان ہی سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: سیحان، جیحان، فرات اور نیل میں سے ہر ایک جنت کی نہروں میں سے ہے[1]
(مسلم)

[1] فرات، کوفہ کی اور نیل، مصر کی نہر ہے۔ لیکن سیحان اور جیحان کی تعیین میں اختلاف ہے۔ بعض شارحین حدیث نے کہا کہ سیحان شام کی اور جیحان بلخ کی نہر ہے۔ یہ فرمایا کہ سیحان اور جیحان الگ نہریں ہیں اور سیحون ترک کی اور جیحون بلخ کی الگ نہریں ہیں۔ کیونکہ پہلی نہریں ارمن کے علاقہ میں ہیں۔ علامہ طیبی نے فرمایا۔ جوہری (صاحب صحاح) کا یہ کہنا غلط ہے کہ جیحان شام کی نہر ہے اور اس پر اتفاق ہے کہ جیحون خراسان کی نہر ہے۔ بعض شارحین نے کہا کہ سیحون سندھ کی نہر ہے۔

مختصر یہ کہ ان چار نہروں کے جنتی نہروں سے ہونے کا مطلب یہ ہے کہ چونکہ ان کے پانی بہترین پانی ہیں اور ان میں بہت سے فوائد اور منافع ہیں تو گویا یہ جنتی نہروں سے ہیں۔ بعض شارحین نے فرمایا کہ چار نہریں جنتی نہروں کی اصل ہیں۔ اور ان کے نام وہی ہیں جو دنیا کی ان عظیم مشہور، میٹھی اور مفید ترین نہروں کے نام ہیں۔ اس میں اشارہ ہے کہ دنیا میں جو فوائد اور منافع ہیں وہ بہشت کے نمونے ہیں۔ بعض شارحین نے فرمایا کہ ان کو جنتی نہریں اس لیے کہا گیا ہے کہ جن شہروں میں یہ نہریں ہیں ایمان ان شہروں کو شامل ہے (یعنی وہاں کے لوگ ایمان والے ہیں) اور ان نہروں کا پانی پینے والے جنتی ہیں۔ صحیح یہ ہے کہ یہ ظاہر پر محمول ہے ان نہروں کا مادہ اور ان کی اصل جنت سے ہے۔ امام مسلم نے روایت کی کہ فرات اور نیل جنت سے جاری ہوتی ہیں۔ صحیح بخاری میں آیا ہے کہ سدرۃ المنتہی کی جڑ سے ہیں۔ معالم التنزیل میں ہے کہ یہ چار نہریں بہشت سے ہیں جنہیں اللہ تعالیٰ نے پہاڑوں کے سپرد کیا ہے اور وہاں زمین پر جاری کی ہیں۔ اسی طرح علامہ طیبی نے بیان کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ حقیقتِ حال کو بہتر جانتا ہے۔

۵۳۸۵ وَعَنْ عُتْبَةَ بْنِ غَزْوَانَ قَالَ ذُكِرَ لَنَا اَنَّ الْحَجَرَ يُلْقٰى مِنْ شَفَةِ جَهَنَّمَ فَيَهْوِيْ فِيْهَا سَبْعِيْنَ خَرِيْفًا لَا يُدْرِكُ لَهَا قَعْرًا وَاللّٰهِ لَتُمْلَأَنَّ وَلَقَدْ ذُكِرَ لَنَا اَنَّ مَا بَيْنَ مِصْرَاعَيْنِ مِنْ مَصَارِيْعِ الْجَنَّةِ مَسِيْرَةُ اَرْبَعِيْنَ سَنَةً وَلَيَاْتِيَنَّ عَلَيْهَا يَوْمٌ وَهُوَ كَظِيْظٌ مِّنَ الزِّحَامِ
(رَوَاهُ مُسْلِمٌ)

حضرت عتبہ بن غزوان[1] رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ہمیں بیان کیا گیا کہ جہنم کے کنارے سے پتھر پھینکا جائے گا وہ ستر سال تک نیچے جاتا رہے گا اس کی تہہ تک نہیں پہنچے گا۔ اللہ کی قسم! دوزخ بھر دی جائے گی اور ہمیں بیان کیا گیا کہ جنت کے دو کواڑوں کے درمیان چالیس سال کی مسافت ہے۔ اس پر ایک دن ایسا آئے گا کہ وہ ہجوم کی وجہ سے بھری ہوئی ہو گی۔ (مسلم)

[1] عتبہ بے نقطہ عین پر پیش، تاء ساکن۔ غزوان نقطے والی غین پر زبر، زاء ساکن جلیل القدر اور قدیم الاسلام بدری صحابی ہیں۔ چھ مردوں کے بعد اسلام لائے مشہور تیر اندازوں میں شمار ہوتے تھے۔

marfat.com
Marfat.com

۲ؔ یعنی نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے حوالے سے ہمیں بیان کیا گیا ہے۔

۳ؔ خریف (موسم خزاں) ربیع (بہار) کے مقابل ہے۔ چونکہ عرب سال کی ابتداء خریف سے شمار کرتے ہیں اس لیے خریف سے مراد پورا سال لیتے ہیں۔

۴ؔ اس کی گہرائی کے باوجود

اَلْفَصْلُ الثَّانِیْ

۵۳۸۶ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قُلْتُ یَارَسُوْلَ اللّٰہِ مِمَّا خُلِقَ الْخَلْقُ[۱] قَالَ مِنَ الْمَاءِ قُلْنَا الْجَنَّةُ مَا بِنَاءُهَا قَالَ لَبِنَةٌ مِّنْ ذَهَبٍ وَلَبِنَةٌ مِّنْ فِضَّةٍ وَمِلَاطُهَا الْمِسْكُ الْاَذْفَرُ وَحَصْبَاءُهَا اللُّؤْلُؤُ وَالْيَاقُوْتُ وَتُرْبَتُهَا الزَّعْفَرَانُ مَنْ یَّدْخُلُهَا یَنْعَمُ وَلَا یَبْاَسُ وَیَخْلُدُ وَلَا یَمُوْتُ وَلَا یَبْلٰی ثِیَابُهُمْ وَلَا یَفْنٰی شَبَابُهُمْ

(رَوَاهُ اَحْمَدُ وَالتِّرْمِذِیُّ وَالدَّارِمِیُّ)

دوسری فصل

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے عرض کیا یارسول اللہ! مخلوق کس چیز سے پیدا کی گئی ہے۔ فرمایا پانی سے[۱]۔ ہم نے عرض کیا کہ جنت کی عمارت کس چیز سے ہے؟ فرمایا ایک اینٹ سونے[۲] کی اور ایک چاندی کی۔ اس کا گارا خالص اور تیز خوشبو والی کستوری ہے۔ اس کے سنگریزے[۳] یاقوت اور مروارید ہیں اس کی مٹی زعفران کی طرح (زرد اور خوشبودار) جو شخص اس میں داخل ہوگا نعمتیں حاصل کرے گا اور مشقت نہیں دیکھے گا، ہمیشہ رہے گا اور اسے موت نہیں آئے گی۔ جنتیوں کے کپڑے بوسیدہ نہیں ہوں گے اور ان کی جوانی زائل نہیں ہوگی

(امام احمد، ترمذی، دارمی)

۱ؔ ارباب عقل وخرد کا اس میں اختلاف ہے کہ اجسام میں سب سے پہلے کون سی چیز پیدا کی گئی؟ اکثر اس بات کے قائل ہیں کہ سب سے پہلے پانی پیدا کیا گیا۔ کیونکہ اس میں جہان کی تمام صورتوں کے قبول کرنے کی صلاحیت ہے اس کے بعد صفت کثافت اور انجماد کے ساتھ زمین پیدا کی گئی۔ آگ اور ہوا کو رقت اور لطافت کا حامل بنایا گیا کیونکہ پانی جب زیادہ لطیف ہوتا ہے تو ہوا بن جاتا ہے۔ آگ پانی کا خلاصہ اور صاف ترین حصے سے پیدا کی گئی اور آسمان آگ کے دھوئیں سے پیدا ہوا اور یہ حدیث اس بیان کی دلیل ہے کہ۔ کہتے ہیں کہ تورات کے سفر اول میں آیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ایک جوہر پیدا فرمایا پھر اس کی طرف پر ہیبت نظر فرمائی تو اس جوہر کے اجزاء پگھل گئے اور وہ پانی بن گیا۔ اس سے دھوئیں ایسا بخار پیدا ہوا کہ اوپر گیا تو آسمان پیدا ہوا، پھر پانی پر جھاگ ظاہر ہوئی اور اس سے زمین پیدا ہوئی۔ پہاڑوں کو زمین کے لنگر بنا دیا۔ بعض حواشی میں ہے کہ پانی سے مراد نطفہ ہے اس کا مطلب یہ ہے کہ مخلوق سے مراد حیوانات ہیں۔ جیسے کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک میں فرمایا وَجَعَلْنَا مِنَ الْمَاءِ كُلَّ شَیْءٍ حَیٍّ ہم نے پانی سے ہر زندہ کو پیدا کیا۔

marfat.com
Marfat.com

؎ لِبَنَۃٌ لام پر زیر، باء کے نیچے زیر، لام کے نیچے زیر اور باء ساکن بھی آئی ہے (لِبْنَۃٌ)

؎ جو نہروں اور دوسری جگہ پر ہیں۔

٥٣٨٧/١٩ وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا فِي الْجَنَّةِ شَجَرَةٌ اِلَّا وَسَاقُهَا مِنْ ذَهَبٍ (رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ)

ان ہی سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: جنت میں جو بھی درخت ہے اس کا تنا سونے؎ کا ہے۔ (ترمذی)

٥٣٨٨/٢٠ وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ فِي الْجَنَّةِ مِائَةَ دَرَجَةٍ مَا بَيْنَ كُلِّ دَرَجَتَيْنِ مِائَةُ عَامٍ (رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ هٰذَا حَدِيْثٌ غَرِيْبٌ)

ان ہی سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: جنت میں سو درجے ہیں، ہر دو درجوں کے درمیان سو سال کی مسافت ہے۔ امام ترمذی نے یہ حدیث روایت کی اور فرمایا یہ حدیث حسن غریب ہے

٥٣٨٩/٢١ وَعَنْ اَبِيْ سَعِيْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ فِي الْجَنَّةِ مِائَةَ دَرَجَةٍ لَوْ اَنَّ الْعٰلَمِيْنَ اجْتَمَعُوْا فِيْ اِحْدٰهُنَّ لَوَسِعَتْهُمْ (رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ هٰذَا حَدِيْثٌ غَرِيْبٌ)

حضرت ابو سعید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: بے شک جنت میں سو درجے ہیں اگر تمام جہانوں کے لوگ ایک درجے میں جمع ہو جائیں تو وہ ان سب کی گنجائش رکھتا ہے۔ امام ترمذی نے یہ حدیث روایت کی اور فرمایا یہ حدیث غریب ہے۔

٥٣٩٠/٢٢ وَعَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ قَوْلِهٖ تَعَالٰى وَفُرُشٍ مَّرْفُوْعَةٍ قَالَ اِرْتِفَاعُهَا لَكَمَا بَيْنَ السَّمَاءِ وَالْاَرْضِ مَسِيْرَةَ خَمْسِ مِائَةِ سَنَةٍ (رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ هٰذَا حَدِيْثٌ غَرِيْبٌ)

ان ہی سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے وَفُرُشٍ مَّرْفُوْعَةٍ (جنت میں تہہ بہ تہہ بلند کیے ہوئے بستر؎ ہیں) کی تفسیر میں فرمایا: ان کی بلندی زمین و آسمان کی مسافت کی طرح ہے۔ امام ترمذی نے یہ حدیث روایت کی اور فرمایا یہ حدیث غریب ہے۔

؎ بعض علماء نے فرمایا ہے کہ فُرُشٌ سے مراد جنتی عورتیں ہیں اور مَرْفُوْعَۃٌ کا معنی یہ ہے کہ وہ دنیا کی عورتوں سے حسن و جمال میں فائق اور بلند تر ہیں۔

٥٣٩١/٢٣ وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ

ان ہی سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے

؎ یاد رہے کہ دار آخرت زندہ ہے وہاں کی کوئی چیز بے جان اور بے حس نہیں ہے۔ جیسے کہ قرآن پاک میں بھی آیا ہے اور یہ سونا مٹی سے پیدا نہیں ہوا بلکہ اللہ تعالیٰ کی پاک مخلوق ہے۔ اس کے مقابلے میں دنیا کا سونا کوڑے کرکٹ سے بھی بدتر ہے ۱۲۔ مولوی امیر علی۔

marfat.com
Marfat.com

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ أَوَّلَ زُمْرَةٍ يَدْخُلُوْنَ الْجَنَّةَ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ ضَوْءُ وُجُوْهِهِمْ عَلٰى مِثْلِ ضَوْءِ الْقَمَرِ لَيْلَةَ الْبَدْرِ وَالزُّمْرَةُ الثَّانِيَةُ عَلٰى مِثْلِ أَحْسَنِ كَوْكَبٍ دُرِّيٍّ فِي السَّمَاءِ لِكُلِّ رَجُلٍ مِّنْهُمْ زَوْجَتَانِ عَلٰى كُلِّ زَوْجَةٍ سَبْعُوْنَ حُلَّةً يُرٰى مُخُّ سَاقِهَا مِنْ وَّرَائِهَا

(رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ)

فرمایا کہ قیامت کے دن جنت میں داخل ہونے والے پہلے گروہ کے چہرے چودھویں رات کے چاند کی روشنی کی طرح ہوں گے۔ دوسرے گروہ کے چہرے آسمان میں چمکنے والے بہترین ستارے کی مثل ہوں گے۔ ان میں سے ہر ایک مرد کی دو بیویاں ہوں گی۔ ہر بیوی پر ستر حُلّے ہوں گے۔ اس کی پنڈلی کا گودا پنڈلی کے پیچھے سے دیکھا جائے گا[1] (ترمذی)

[1] یہ اس کی کامل لطافت، صفائی اور حسن کی طرف اشارہ ہے۔

۵۳۹۲/۲۴ وَعَنْ أَنَسٍ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ يُعْطَى الْمُؤْمِنُ فِي الْجَنَّةِ قُوَّةَ كَذَا وَكَذَا مِنَ الْجِمَاعِ قِيْلَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ أَوَ يُطِيْقُ ذٰلِكَ قَالَ يُعْطٰى قُوَّةَ مِائَةٍ

(رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ)

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: مومن کو جنت میں اتنی اتنی عورتوں سے مباشرت کی قوت دی جائے گی، عرض کیا گیا یا رسول اللہ! کیا مومن اتنی عورتوں سے عملِ زوجیت ادا کرنے کی طاقت رکھے گا۔ فرمایا اسے سو مردوں کی طاقت دی جائے گی[1] (ترمذی)

[1] تو اتنی عورتوں سے (جتنی ہم نے بیان کی ہیں) کیوں مباشرت نہ کر سکے گا۔

۵۳۹۳/۲۵ وَعَنْ سَعْدِ بْنِ أَبِي وَقَّاصٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهٗ قَالَ لَوْ أَنَّ مَا يُقِلُّ ظُفُرٌ مِّمَّا فِي الْجَنَّةِ بَدَا لَتَزَخْرَفَتْ لَهٗ مَا بَيْنَ خَوَافِقِ السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضِ وَلَوْ أَنَّ رَجُلًا مِّنْ أَهْلِ الْجَنَّةِ اطَّلَعَ فَبَدَا أَسَاوِرُهٗ لَطَمَسَ ضَوْءُهٗ ضَوْءَ الشَّمْسِ كَمَا تَطْمِسُ الشَّمْسُ ضَوْءَ النُّجُوْمِ

(رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ هٰذَا حَدِيْثٌ غَرِيْبٌ)

حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: اگر جنتی چیز کی اتنی مقدار ظاہر ہو جائے جسے ناخن اٹھا لے تو اس کی وجہ سے زمین و آسمان کے اطراف[1][2] روشن ہو جائیں اور اگر جنتی مرد اور اس کے ہاتھوں کے کنگن ظاہر ہو جائیں تو اس کی روشنی سورج کی روشنی کو اس طرح ناپید کر دے جس طرح سورج ستاروں کی روشنی کو ناپید کر دیتا ہے۔ امام ترمذی نے یہ حدیث روایت کی اور فرمایا یہ غریب ہے۔

[1] جو زیب و زینت کے اسباب و ذرائع سے ہے۔

[2] خَوَافِق جمع ہے خَافِقَة کی، اس کا معنی جانب ہے۔ خَافِقَیْن مشرق و مغرب کو کہتے ہیں اور انھیں افق اس لیے کہتے ہیں کہ وہاں دن اور رات مختلف ہوتے ہیں (سورج کے طلوع اور غروب ہونے سے)

marfat.com
Marfat.com

خفقٌ کا معنی حرکت اور اضطراب ہے۔ اسی طرح دل کی دھڑکن کی تیزی کو خفقان کہتے ہیں۔ خوافق آسمان، آسمان کی ان جانبوں کو بھی کہتے ہیں جہاں سے چار مشہور ہوائیں آتی ہیں۔

۵۳۹۴ / ۲۶ وَعَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَهْلُ الْجَنَّةِ جُرْدٌ مُرْدٌ كُحْلٰى لَا يَفْنٰى شَبَابُهُمْ وَلَا يَبْلٰى ثِيَابُهُمْ (رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَالدَّارِمِيُّ)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: جنتیوں کے جسم بالوں سے پاک[۱] اور چہرے داڑھی کے بغیر اور آنکھیں سرگیں ہوں گی۔ ان کی جوانی زائل نہیں ہوگی۔ اور ان کے کپڑے پرانے نہیں ہوں گے۔

[۱] جُرْدٌ جیم پر پیش اور راء ساکن، اَجْرَدُ کی جمع ہے، مُرْدٌ بھی اس کے وزن پر ہے۔ اَمْرَدُ کی جمع کُحْلٰی بر وزنِ قَتْلٰی، کَحِیْلٌ کی جمع ہے بمعنی اَکْحَلُ سرگیں آنکھوں والا۔ اَجْرَدُ اس مرد کو کہتے ہیں جس کے جسم پہ بال نہ ہوں۔ اس مادے کی اصل نفی اور ازالے کے لیے ہے۔ جیسے کہ جَرَدٌ پہلے دونوں حرفوں پر زبر، وہ فضا جہاں سبزہ نہ ہو۔ تجرید کا معنی ہے کھال اتارنا اور اس کے بال اتارنا۔ تجرید ثوب کا معنی ہے ننگا کرنا۔ اَمْرَدُ وہ شخص جس کی ٹھوڑی کے بال نہ ہوں۔ قاموس میں ہے اَمْرَدُ اس جوان کو کہتے ہیں جس کی مونچھیں تو ہوں لیکن داڑھی نہ اگی ہو۔ کَحَلٌ پہلے دونوں حرفوں پر زبر آنکھ کے بالوں کی جڑوں کا سرمہ کے بغیر اس طرح سیاہ ہونا جس طرح سرمے سے سیاہ ہوتی ہیں۔ کہا جاتا ہے لَیْسَ التَّکَحُّلُ کَالْکَحَلِ یعنی جو بہ تکلف سرمہ لگائے وہ ایسا نہیں ہوگا کہ آنکھیں سرمے کے بغیر پیدائشی طور پر سیاہ واقع ہوں۔

۵۳۹۵ / ۲۷ وَعَنْ مُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ يَدْخُلُ اَهْلُ الْجَنَّةِ جُرْدًا مُرْدًا مُكَحَّلِيْنَ اَبْنَاءَ ثَلٰثِيْنَ اَوْ ثَلٰثٍ وَّثَلٰثِيْنَ سَنَةً (رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ)

حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جنتی جنت میں اس حال میں داخل ہوں گے کہ ان کے جسم بالوں سے خالی، چہرے ڈاڑھی کے بغیر اور آنکھیں سرگیں ہوں گی اور ان کی عمر تیس ۳۰ یا تینتیس ۳۳ سال ہوگی[۱] (ترمذی)

[۱] یعنی جیسے دنیا میں اس عمر میں ہوتے ہیں، کیونکہ مرد کی کامل جوانی اور قوت اس عمر میں ہوتی ہے۔ عربی میں اس عمر کو اَشُدّ کہتے ہیں۔ ہمزے پہ زبر اور شین پر پیش۔

۵۳۹۶ / ۲۸ وَعَنْ اَسْمَاءَ بِنْتِ اَبِیْ بَكْرٍ قَالَتْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَذُكِرَ لَهٗ سِدْرَةُ الْمُنْتَهٰى قَالَ يَسِيْرُ الرَّاكِبُ فِیْ ظِلِّ الْفَنَنِ مِنْهَا مِائَةَ سَنَةٍ اَوْ يَسْتَظِلُّ

حضرت اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتی ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا جب کہ آپ کے سامنے سدرۃ المنتہیٰ کا ذکر کیا گیا تھا۔ آپ نے فرمایا سوار اس کی شاخ کے نیچے

marfat.com
Marfat.com

بِظِلِّهَا مِائَةُ رَاكِبٍ شَكَّ الرَّاوِيُ فِيهَا فَرَاشُ الذَّهَبِ كَاَنَّ ثَمَرَهَا الْقِلَالُ (رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ هٰذَا حَدِيْثٌ غَرِيْبٌ)

چلے گا یا اس کے سائے میں سو سوار پناہ لیں گے۔ راوی کو شک ہے۔ سدرۃ المنتہیٰ میں سونے کے کپڑے ہیں اس کے پھل گویا بڑے گھڑوں کی طرح ہیں۔

اس حدیث کو امام ترمذی نے روایت کیا اور فرمایا کہ یہ حدیث غریب ہے۔

۱؎ فنن پہلے دونوں حرفوں پر زبر، شاخ، اس کی جمع افنان ہے۔

۲؎ راوی کو شک ہے کہ اس نے کیا سنا۔ آیا یہ کہ اس کی شاخ کے نیچے سوار سو سال چلے گا یا یہ کہ سو سوار اس کے سائے میں پناہ لیں گے۔ لیکن ظاہر ہے کہ پہلی صورت میں مبالغہ ہے۔

۳؎ فراش فاء پر زبر، را مخفف، وہ کیڑا جو چراغ کے گرد اڑتا ہے اور اس میں گر جاتا ہے جسے پروانہ کہتے ہیں۔ غالباً مراد وہ نورانی فرشتے ہیں جن کے بازو سونے کی طرح چمکتے ہیں یا سدرۃ المنتہیٰ سے پھوٹنے والے انوار کو سنہری پروانوں سے تشبیہ دی ہے۔ یہ تفسیر ہے آیت کریمہ اِذْ يَغْشَى السِّدْرَةَ مَا يَغْشٰى سدرہ کو ڈھانپ رہی ہے وہ چیز جو اسے ڈھانپ رہی ہے۔ علامہ بیضاوی نے کہا کہ اسے فرشتوں کا جم غفیر ڈھانپتا ہے۔ جو اللہ تعالیٰ کی عبادت میں مصروف رہتا ہے۔

۴؎ قِلَالٌ جمع ہے قُلَّةٌ کی پہلے حرف پر پیش، بڑا گھڑا، جسے جَرَّةٌ کہتے ہیں۔ سدرۃ المنتہیٰ جنت کے اخیر میں ایک درخت ہے۔ پھولوں اور پھلوں کے علم کی وہاں انتہا ہو جاتی ہے۔ کسی مخلوق کو علم نہیں ہے کہ اس سے آگے کیا ہے۔ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے علاوہ اس سے آگے کوئی نہیں گذرا۔ یہ وہ مقام ہے جس سے آگے حضرت جبرئیل علیہ السلام نہیں جا سکتے۔ ایک روایت کے مطابق وہ چھٹے آسمان میں ہے۔ مشہور یہ ہے کہ وہ ساتویں آسمان پر ہے۔ ان دونوں میں تطبیق یہ ہے کہ اس کی جڑ چھٹے آسمان پر اور شاخیں ساتویں آسمان پر ہیں واللہ تعالیٰ اعلم۔

۵۲۹۷ وَعَنْ اَنَسٍ قَالَ سُئِلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا الْكَوْثَرُ قَالَ ذَاكَ نَهْرٌ اَعْطَانِيْهِ اللّٰهُ يَعْنِيْ فِي الْجَنَّةِ اَشَدُّ بَيَاضًا مِّنَ اللَّبَنِ وَاَحْلٰى مِنَ الْعَسَلِ فِيْهِ طَيْرٌ اَعْنَاقُهَا كَاَعْنَاقِ الْجُزُرِ قَالَ عُمَرُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اِنَّ هٰذِهٖ لَنَاعِمَةٌ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَكَلَتُهَا اَنْعَمُ مِنْهَا۔ (رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ)

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے پوچھا گیا کہ کوثر کیا ہے؟ فرمایا جنت میں ایک نہر ہے جو اللہ تعالیٰ نے ہمیں عطا فرمائی ہے۔ اس کا پانی دودھ سے زیادہ سفید اور شہد سے زیادہ میٹھا ہے۔ اس نہر میں ایسے پرندے ہیں جن کی گردنیں اونٹوں کی گردنوں ایسی ہیں۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا کہ یہ پرندے تو اس نہر میں بڑے خوش حال ہوں گے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: ان کے کھانے والے ان سے زیادہ خوش حال ہوں گے (ترمذی)

marfat.com
Marfat.com

[1] جَزَرٌ پہلے دونوں حرفوں پر زبر، جَزُوْرٌ کی جمع ہے ۔ پہلے حرف پر زبر ہے ۔ وہ اونٹ جو ذبح کرنے کے لیے پالے گئے ہوں ۔

[2] نازونعمت میں اور موٹے ہوں گے ۔

۵۳۹۸ وَعَنْ بُرَيْدَةَ اَنَّ رَجُلًا قَالَ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ هَلْ فِى الْجَنَّةِ مِنْ خَيْلٍ قَالَ اِنَّ اللّٰهَ اَدْخَلَكَ الْجَنَّةَ فَلَا تَشَاءُ اَنْ تُحْمَلَ فِيْهَا عَلٰى فَرَسٍ مِنْ يَاقُوْتَةٍ حَمْرَاءَ يُطِيْرُ بِكَ فِى الْجَنَّةِ حَيْثُ شِئْتَ اِلَّا فَعَلْتَ وَسَاَلَهٗ رَجُلٌ فَقَالَ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ هَلْ فِى الْجَنَّةِ مِنَ الْاِبِلِ قَالَ فَلَمْ يَقُلْ لَهٗ مَا قَالَ لِصَاحِبِهٖ فَقَالَ اِنْ يُدْخِلْكَ اللّٰهُ الْجَنَّةَ يَكُنْ لَكَ فِيْهَا مَا اشْتَهَتْ نَفْسُكَ وَلَذَّتْ عَيْنُكَ

(رَوَاهُ التِّرْمِذِىُّ)

حضرت بریدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے عرض کیا یارسول اللہ! کیا جنت میں گھوڑے ہوں گے ؟ فرمایا اگر اللہ تعالیٰ تجھے جنت میں داخل کر دے اور تم چاہو کہ تمھیں سُرخ یاقوت کے گھوڑے پر سوار کر دیا جائے وہ تمھیں اڑا کر اس جگہ لے جائے جہاں تم چاہو تو تمھارا شوق پورا کر دیا جائے گا[1] ۔ ایک شخص نے دریافت کیا کہ یارسول اللہ! کیا جنت میں اونٹ ہوں گے حضرت بریدہ فرماتے ہیں کہ اس شخص کو وہ جواب نہیں دیا جو اس کے ساتھی کو دیا تھا[2] ۔ پس فرمایا : اگر اللہ تعالیٰ نے تجھے جنت میں داخل کر دیا تو اس میں تمھارے لیے وہ کچھ ہوگا جو تم چاہو گے اور تمھاری آنکھیں لطف اندوز ہوں گی ۔

(ترمذی)

[1] اِلَّا فعلت یہ کلمہ صیغہ خطاب کے ساتھ معروف اور مجہول پڑھا گیا ہے ۔ یعنی مگر یہ کہ تمھارا مدعا اور مقصود تمھیں دیا جائے گا یا تم اپنے مقصود میں کامیاب ہو گے ۔ تاء تانیث کے ساتھ صیغہ مجہول بھی آیا ہے (فُعِلَتْ) یعنی تمھارے لیے وہ گھوڑا تیار کر دیا جائے گا ۔ فرس مذکر اور مؤنث دونوں طرح آیا ہے ۔ حاصل یہ کہ بہشت میں جو چاہو گے ملے گا ۔

[2] یعنی ایسے نہ فرمایا کہ اگر تجھے اللہ بہشت میں داخلہ عطا فرمائے اور تو اونٹ پر سواری کرنا چاہے تو تجھے سرخ یاقوت کے اونٹ پر سوار کر دے گا ۔

۵۳۹۹ وَعَنْ اَبِىْ اَيُّوْبَ قَالَ اَتَى النَّبِىَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَعْرَابِىٌّ فَقَالَ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ اِنِّىْ اُحِبُّ الْخَيْلَ اَفِى الْجَنَّةِ خَيْلٌ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنْ اُدْخِلْتَ الْجَنَّةَ اُوْتِيْتَ بِفَرَسٍ مِنْ يَاقُوْتَةٍ لَهٗ جَنَاحَانِ فَحُمِلْتَ عَلَيْهِ ثُمَّ طَارَ بِكَ حَيْثُ شِئْتَ ۔

حضرت ابوایوب[1] رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ایک دیہاتی نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا یارسول اللہ! مجھے گھوڑوں سے محبت ہے، کیا جنت میں گھوڑے ہوں گے ؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا : اگر تجھے جنت میں داخل کیا گیا تو تجھے یاقوت کا گھوڑا دیا جائے گا ، جس کے دو بازو ہوں گے پس تجھے اس پر سوار کیا جائے گا ۔ پھر تم جہاں چاہو گے

marfat.com
Marfat.com

(رَوَاہُ التِّرْمِذِیُّ وَقَالَ ھٰذَا حَدِیْثٌ لَیْسَ اِسْنَادُہٗ بِالْقَوِیِّ وَاَبُوْسُوْرَۃَ الرَّاوِیُ یُضَعَّفُ فِی الْحَدِیْثِ وَسَمِعْتُ مُحَمَّدَ بْنَ اِسْمَاعِیْلَ یَقُوْلُ اَبُوْسُوْرَۃَ ھٰذَا مُنْکَرُ الْحَدِیْثِ یَرْوِیْ مَنَاکِیْرَ)

تحفیں اڑا کر لے جائے گا۔ امام ترمذی نے یہ حدیث روایت کی اور کہا کہ اس کی سند قوی نہیں ہے۔ ابوسورہ راوی حدیث میں ضعیف قرار دیا جاتا ہے۔ میں نے امام محمد بن اسماعیل بخاری کو فرماتے ہوئے سنا کہ یہ ابوسورہ منکر الحدیث ہے اور منکر[۲] حدیثیں روایت کرتا ہے۔

[۱] حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ اکابر صحابہ میں سے ہیں۔
[۲] منکر کا معنی مقدمہ میں بیان کیا جاچکا ہے۔

$\frac{۵۴۰۰}{۳۲}$ وَعَنْ بُرَیْدَۃَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَھْلُ الْجَنَّۃِ عِشْرُوْنَ وَمِائَۃُ صَفٍّ ثَمَانُوْنَ مِنْھَا مِنْ ھٰذِہِ الْاُمَّۃِ وَاَرْبَعُوْنَ مِنْ سَائِرِ الْاُمَمِ (رَوَاہُ التِّرْمِذِیُّ وَالْبَیْھَقِیُّ فِیْ کِتَابِ الْبَعْثِ وَالنُّشُوْرِ)

حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اہل جنت ایک سو بیس صفیں ہوں گی۔ ان میں سے اسی صفیں اس امت[۱] کی ہوں گی اور چالیس باقی امتوں سے ہوں[۲] گی۔ اس حدیث کو امام ترمذی دارمی اور امام بیہقی نے کتاب البعث والنشور میں روایت کیا ہے۔

[۱] امت مرحومہ محمدیہ علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام
[۲] اس سے معلوم ہوا کہ اس امت کے جنتی افراد دوسری امتوں سے دوگنا ہوں گے۔
اگر سوال کیا جائے کہ اس سے پہلے باب شفاعت میں گزر چکا ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: ہمیں امید ہے کہ تم اہل جنت کا نصف ہو گے اور اس جگہ فرماتے ہیں کہ دوسری امتوں سے دوگنا ہوں گے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ ممکن ہے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی امید وہ ہے جس کا ذکر پہلے ہو چکا ہے، بعد ازاں اس میں اضافہ کر دیا گیا ہو اور نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی امید سے زیادہ کی بشارت دے دی گئی ہو اور یہ اللہ تعالیٰ کا زیادہ فضل وکرم ہے۔ اپنے حبیب اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اور آپ کی امت کے حق میں اللہ تعالیٰ کا فضل بہت بڑا ہے۔

$\frac{۵۴۰۱}{۳۳}$ وَعَنْ سَالِمٍ عَنْ اَبِیْہِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ بَابُ اُمَّتِیَ الَّذِیْ یَدْخُلُوْنَ مِنْہُ الْجَنَّۃَ عَرْضُہٗ مَسِیْرَۃُ الرَّاکِبِ الْمُجَوِّدِ ثَلٰثًا ثُمَّ اِنَّھُمْ لَیُضْغَطُوْنَ عَلَیْہِ حَتّٰی تَکَادَ مَنَاکِبُھُمْ تَزُوْلُ (رَوَاہُ التِّرْمِذِیُّ

حضرت سالم[۱] اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جنت کا وہ دروازہ جس سے ہماری امت داخل ہوگی اس کی چوڑائی تین رات یا تین سال تک گھوڑے کو خوب دوڑانے والے[۲] سوار کی مسافت کے برابر ہوگی۔ پھر بھی ہجوم[۳] میں دب پس جائیں گے۔ یہاں تک کہ قریب ہوگا کہ ان کے کندھے اُتر جائیں۔ امام ترمذی نے

marfat.com
Marfat.com

وَقَالَ هٰذَا حَدِيْثٌ ضَعِيْفٌ وَسَاَلْتُ مُحَمَّدَ بْنَ اِسْمٰعِيْلَ عَنْ هٰذَا الْحَدِيْثِ فَلَمْ يَعْرِفْهُ وَقَالَ يَخْلُدُ بْنُ اَبِيْ بَكْرٍ يَرْوِي الْمَنَاكِيْرَ

اس حدیث کو روایت کیا اور فرمایا کہ یہ حدیث ضعیف ہے اور میں نے امام محمد بن اسماعیل بخاری سے اس حدیث کے بارے میں پوچھا تو انھوں نے اسے نہیں پہچانا اور فرمایا۔ یخلد[1] بن ابی بکر منکر حدیثیں روایت کرتا ہے۔

[1] حضرت سالم بن عبداللہ بن عمر بن الخطاب تابعین میں سے جلیل القدر عالم، امام اور ثقہ ہیں۔ امام مالک نے فرمایا کہ حضرت سالم کے زمانے میں کوئی شخص ان سے زیادہ زہد، فضیلت اور عمدہ زندگی گزارنے میں سلف صالحین (صحابہ کرام) کے مشابہ نہ تھا۔ مشہور زمانہ ظالم حجاج بن یوسف کو سخت باتیں کہہ دیا کرتے تھے۔

[2] مُجَوَّد میم پر پیش، واو مشدد کے نیچے زیر سوار کی صفت ہے۔ یعنی گھوڑے کو خوب تیز دوڑانے والا یا گھوڑے کی صفت ہے خوب تیز دوڑنے والا۔

[3] اس وسعت کے باوجود

[4] یَخْلُدُ خلود کے فعل مضارع کے وزن پر

۵۴۰۲/۳۴ وَعَنْ عَلِيٍّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ فِي الْجَنَّةِ لَسُوْقًا مَا فِيْهَا شِرٰى وَلَا بَيْعٌ اِلَّا الصُّوَرَ مِنَ الرِّجَالِ وَالنِّسَاءِ فَاِذَا اشْتَهَى الرَّجُلُ صُوْرَةً دَخَلَ فِيْهَا (رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ هٰذَا حَدِيْثٌ غَرِيْبٌ)

حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: بے شک جنت میں ایک بازار ہے جس میں خرید و فروخت نہیں ہے، اس میں فقط مردوں اور عورتوں کی اچھی صورتیں ہیں[1]۔ جب کوئی مرد کسی صورت کو پسند کرے گا تو اس صورت میں داخل ہو جائے گا۔ یہ حدیث امام ترمذی نے روایت کی اور فرمایا یہ حدیث غریب ہے۔

[1] جہاں بُری صورتیں اچھی صورتوں میں بدلی جاتی ہیں۔

۵۴۰۳/۳۵ وَعَنْ سَعِيْدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ اَنَّهٗ لَقِيَ اَبَا هُرَيْرَةَ فَقَالَ اَبُوْ هُرَيْرَةَ اَسْاَلُ اللّٰهَ اَنْ يَّجْمَعَ بَيْنِيْ وَبَيْنَكَ فِيْ سُوْقِ الْجَنَّةِ فَقَالَ سَعِيْدٌ اَفِيْهَا سُوْقٌ قَالَ نَعَمْ اَخْبَرَنِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّ اَهْلَ الْجَنَّةِ

حضرت سعید بن مسیب سے روایت ہے کہ انھوں نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے ملاقات کی، حضرت ابوہریرہ نے فرمایا: میں اللہ تعالیٰ سے دعا مانگتا ہوں کہ مجھے اور تمھیں جنت کے بازار میں جمع فرما دے۔ حضرت سعید نے پوچھا کیا جنت میں بازار ہے؟ حضرت ابوہریرہ نے فرمایا ہاں، مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خبر دی

---

[1] صحیح یہ ہے کہ ترمذی شریف میں خالد بن ابی بکر ہے۔ محدث جمال الدین نے کہا کہ یہ صاحب مشکوٰۃ کا سہو ہے ۱۲ امیر علی

marfat.com
Marfat.com

اِذَا دَخَلُوْهَا نَزَلُوْا فِيْهَا بِفَضْلِ اَعْمَالِهِمْ ثُمَّ يُؤْذَنُ لَهُمْ فِيْ مِقْدَارِ يَوْمِ الْجُمُعَةِ مِنْ اَيَّامِ الدُّنْيَا فَيَزُوْرُوْنَ رَبَّهُمْ وَيُبْرِزُ لَهُمْ عَرْشَهٗ وَيَتَبَدّٰى لَهُمْ فِيْ رَوْضَةٍ مِّنْ رِيَاضِ الْجَنَّةِ فَيُوْضَعُ لَهُمْ مَنَابِرُ نُوْرٍ وَّمَنَابِرُ مِنْ لُؤْلُؤٍ وَمَنَابِرُ مِنْ يَاقُوْتٍ وَمَنَابِرُ مِنْ زَبَرْجَدٍ وَمَنَابِرُ مِنْ ذَهَبٍ وَمَنَابِرُ مِنْ فِضَّةٍ وَيَجْلِسُ اَدْنَاهُمْ وَمَا فِيْهِمْ دَنِيٌّ عَلٰى كُثْبَانِ الْمِسْكِ وَالْكَافُوْرِ مَا يَرَوْنَ اَنَّ اَصْحَابَ الْكَرَاسِيِّ بِاَفْضَلَ مِنْهُمْ مَجْلِسًا قَالَ اَبُوْهُرَيْرَةَ قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَهَلْ نَرٰى رَبَّنَا قَالَ نَعَمْ هَلْ تَتَمَارَوْنَ فِيْ رُؤْيَةِ الشَّمْسِ وَالْقَمَرِ لَيْلَةَ الْبَدْرِ قُلْنَا لَا قَالَ كَذٰلِكَ لَا تَتَمَارَوْنَ فِيْ رُؤْيَةِ رَبِّكُمْ وَلَا يَبْقٰى فِيْ ذٰلِكَ الْمَجْلِسِ رَجُلٌ اِلَّا حَاضَرَهُ اللّٰهُ مُحَاضَرَةً حَتّٰى يَقُوْلَ لِلرَّجُلِ مِنْهُمْ يَا فُلَانُ ابْنَ فُلَانٍ اَتَذْكُرُ يَوْمَ قُلْتَ كَذَا وَكَذَا فَيُذَكِّرُهٗ بِبَعْضِ غَدَرَاتِهٖ فِي الدُّنْيَا فَيَقُوْلُ يَا رَبِّ اَفَلَمْ تَغْفِرْ لِيْ فَيَقُوْلُ بَلٰى فَبِسَعَةِ مَغْفِرَتِيْ بَلَغْتَ مَنْزِلَتَكَ هٰذِهٖ فَبَيْنَا هُمْ عَلٰى ذٰلِكَ غَشِيَتْهُمْ سَحَابٌ مِّنْ فَوْقِهِمْ فَاَمْطَرَتْ عَلَيْهِمْ طِيْبًا لَمْ يَجِدُوْا مِثْلَ رِيْحِهٖ شَيْئًا قَطُّ وَيَقُوْلُ رَبُّنَا قُوْمُوْا اِلٰى مَا اَعْدَدْتُّ لَكُمْ مِنَ الْكَرَامَةِ فَخُذُوْا مَا اشْتَهَيْتُمْ فَنَاْتِيْ سُوْقًا قَدْ حَفَّتْ بِهِ الْمَلٰٓئِكَةُ فِيْهَا مَا لَمْ تَنْظُرِ الْعُيُوْنُ اِلٰى مِثْلِهٖ وَلَمْ تَسْمَعِ الْاٰذَانُ وَلَمْ يَخْطُرْ عَلَى الْقُلُوْبِ

کہ جب جنتی جنت میں داخل ہوں گے تو اس میں اپنے عملوں کی فضیلت کے مطابق داخل ہوں گے پھر انھیں دنیا کے دنوں میں سے جمعہ کے دن کی مقدار میں اجازت دی جائے گی پس وہ اپنے رب کی زیارت کریں گے۔ اللہ تعالیٰ ان کے لیے اپنا عرش ظاہر فرمائے گا اور ان کے لیے جنت کے باغوں میں سے ایک باغ میں ظاہر ہو گا، ان کے لیے نور کے منبر رکھے جائیں گے۔ کچھ منبر موتیوں کے، کچھ یاقوت کے، کچھ زبرجد کے کچھ سونے کے اور کچھ چاندی کے ہوں گے۔ ان میں سے ادنیٰ شخص کستوری اور کافور کے ٹیلوں پر بیٹھے گا اور ان میں کوئی بھی گھٹیا مرتبے کا نہیں ہو گا۔ ٹیلوں پر بیٹھنے والے یہ گمان نہیں کریں گے کہ کرسیوں والے نشست کے اعتبار سے ان سے افضل ہیں۔ حضرت ابوہریرہ کہتے ہیں میں نے عرض کیا یارسول اللہ کیا ہم اپنے رب کو دیکھیں گے؟ فرمایا ہاں! کیا تم سورج اور چودھویں رات کے چاند کے دیکھنے میں شک کرتے ہو؟ میں نے عرض کیا نہیں۔ فرمایا اسی طرح تم اپنے رب کے دیکھنے میں شک نہیں کرو گے۔ اللہ تعالیٰ اس مجلس میں حاضر ہر شخص سے بلاواسطہ کلام فرمائے گا۔ یہاں تک کہ ان میں سے ہر ایک شخص کو فرمائے گا اے فلاں ابن فلاں! کیا تجھے وہ دن یاد ہے جب تو اس اس طرح کیا کرتا تھا۔ اسے اس کی دنیا میں بعض عہد شکنیاں یاد کرائے گا۔ بندہ کہے گا اے میرے رب! کیا تو نے مجھے بخش نہیں دیا؟ فرمائے گا کیوں نہیں، میری مغفرت کی وسعت کی بناء پر تو اپنے اس مرتبے کو پہنچا ہے۔ جنتی اسی حال میں ہوں گے کہ انھیں اوپر کی جانب سے ایک بادل ڈھانپ لے گا اور ان پر ایسی خوشبو کی بارش کرے گا کہ اس جیسی خوشبو والی چیز انھوں نے کبھی نہیں پائی ہو گی اور ہمارا رب فرمائے گا اٹھو اس عزت کی طرف جو میں نے تمھارے لیے تیار کی ہے اور جو چاہو لے لو، چنانچہ ہم ایسے بازار میں آئیں گے جسے فرشتوں نے گھیر رکھا ہو گا۔

marfat.com
Marfat.com

فَیُحْمَلُ لَنَا مَا اشْتَهَیْنَا لَیْسَ یُبَاعُ فِیْهَا وَلَا یُشْتَرٰی وَفِیْ ذٰلِكَ السُّوْقِ یَلْقٰی اَهْلُ الْجَنَّةِ بَعْضُهُمْ بَعْضًا قَالَ فَیُقْبِلُ الرَّجُلُ ذُوالْمَنْزِلَةِ الْمُرْتَفِعَةِ فَیَلْقٰی مَنْ هُوَ دُوْنَهٗ وَمَا فِیْهِمْ دَنِیٌّ فَیَرُوْعُهٗ مَا یَرٰی عَلَیْهِ مِنَ اللِّبَاسِ فَمَا یَنْقَضِیْ اٰخِرُ حَدِیْثِهٖ حَتّٰی یَتَخَیَّلَ عَلَیْهِ مَا هُوَ اَحْسَنُ مِنْهُ وَذٰلِكَ اَنَّهٗ لَا یَنْبَغِیْ لِاَحَدٍ اَنْ یَّحْزَنَ فِیْهَا ثُمَّ نَنْصَرِفُ اِلٰی مَنَازِلِنَا فَیَتَلَقَّانَا اَزْوَاجُنَا فَیَقُلْنَ مَرْحَبًا وَاَهْلًا لَقَدْ جِئْتَ وَاِنَّ بِكَ مِنَ الْجَمَالِ اَفْضَلَ مِمَّا فَارَقْتَنَا عَلَیْهِ فَنَقُوْلُ اِنَّا جَالَسْنَا الْیَوْمَ رَبَّنَا الْجَبَّارَ وَیَحِقُّنَا اَنْ نَّنْقَلِبَ بِمِثْلِ مَا انْقَلَبْنَا

(رَوَاهُ التِّرْمِذِیُّ وَابْنُ مَاجَةَ وَقَالَ التِّرْمِذِیُّ هٰذَا حَدِیْثٌ غَرِیْبٌ)

اور ہم ایسی چیزیں پائیں گے جن کی مثل آنکھوں نے نہیں دیکھی ہوگی، کانوں نے سنی نہیں اور دلوں میں ان کا تصور نہیں گزرا ہوگا تو ہم جو چاہیں گے ہمیں دیا جائے گا۔ وہاں کوئی چیز نہ تو بیچی جائے گی اور نہ ہی خریدی جائے گی۔ اس بازار میں جنتی ایک دوسرے سے ملاقات کریں گے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اونچے مرتبے والا متوجہ ہو کر نچلے مرتبے والے سے ملاقات کرے گا۔ حالانکہ ان میں کوئی بھی گھٹیا مرتبے والا نہیں ہوگا۔ کم مرتبہ کا جو لباس دیکھے گا وہ اسے ڈرا دے گا[۱۶]۔ اس کی گفتگو[۱۷] کا آخری حصہ ابھی ختم نہیں ہوگا کہ وہ محسوس کرے گا کہ میرا لباس پہلے سے بھی اچھا ہے اور یہ اس لیے کہ جنت میں کسی کے لیے غمگین ہونا لائق نہیں ہے[۱۸] پھر ہم اپنے گھروں کی طرف جائیں گے اور ہماری بیویاں ہم سے ملاقات کریں گی۔ وہ مرحبا اور اھلاً کہیں گی اور کہیں گی کہ تمہارا حسن تو اس وقت سے کہیں زیادہ ہے جب تم ہم سے جدا ہوئے تھے۔ ہم کہیں گے کہ ہم نے آج اپنے رب جبار سے ہم نشینی کی ہے[۱۹] اور ہمیں حق پہنچتا ہے کہ ہم اس حال میں لوٹیں جس حال میں ہم لوٹے ہیں[۲۰] (ترمذی، ابن ماجہ)۔

امام ترمذی نے فرمایا یہ حدیث غریب ہے۔

[۱] کبار تابعین میں سے ہیں

[۲] جس کے اعمال جس قدر زیادہ ہوں گے اسی قدر اسے درجہ ملے گا۔

[۳] یعنی اس دن کے مطابق جس دن دنیا میں جمعہ ہوتا ہے۔ پروردگارِ عالم انھیں باہر نکلنے کا حکم دیں گے جیساکہ دنیا میں جمعہ کے لیے نکلتے تھے اور یہ جمعہ کے لیے نکلنے اور نماز جمعہ کے لیے جانے پر جزا کے طور پر ہوگا۔

[۴] حریم کبریا میں حاضر ہو کر اپنے رب کریم کی زیارت کا شرف پائیں گے۔

[۵] اس سے مراد اپنے بندوں پر اللہ تعالیٰ کا ظہور اور تجلی فرمانا ہے۔

[۶] یَتَبَدّٰی یاء اور تاء دونوں پر زبر، دال مشدد

[۷] جن پر وہ جلوہ افروز ہوں گے۔

[۸] اپنے اپنے اعمال واحوال کے مطابق

marfat.com
Marfat.com

۹ مرتبہ و منزلت کے اعتبار سے

۱۰ یہاں ادنیٰ کا معنی اعلیٰ کی نسبت کم درجہ ہے۔ خساست و کمینگی مراد نہیں۔ کیونکہ جنت میں اس کا وجود ہی نہیں۔

۱۱ وہ منبروں اور کرسیوں پر نہ ہوں گے۔ جیساکہ مجلس میں کچھ لوگ بطور صدارت بیٹھتے ہیں اور دیگر لوگ ان کے اردگرد خاک پر بیٹھ جاتے ہیں۔ کثبان کاف پہ پیش۔ ثاء ساکنہ۔ کثیب کی جمع بمعنی ٹیلہ ہے۔

۱۲ کیونکہ جنت میں ہر کوئی اپنے مقام و مرتبہ پر مطمئن ہوگا وہ اپنے سے بلند مرتبہ کی آرزو نہیں کرے گا اور نہ ہی کسی کے بلند مرتبہ پر اسے تکلیف و پریشانی و حسرت ہوگی۔ اگرچہ وہ جانتا ہوگا کہ فلاں مجھ سے اعلیٰ مرتبہ پر ہے اور میں اس سے پیچھے ہوں۔

۱۳ محاضرہ کا معنی آمنے سامنے بے واسطۂ ترجمان گفتگو کرنا ہوتا ہے۔

۱۴ اس سے مراد وہ گناہ و معاصی ہیں جن کے ارتکاب سے اس نے اپنے رب کا وعدہ توڑا۔

۱۵ میں نے تجھے بخش دیا۔

۱۶ اس جمع کے دو معنی ہو سکتے ہیں کیونکہ ادرع کا معنی ڈرنا اور تعجب کرنا ہے۔ پہلے معنی کی صورت میں مراد یہ ہے کہ اعلیٰ درجہ کا جنتی ادنیٰ کا لباس دیکھ کر ناپسندیدگی کا اظہار کرے گا۔ دوسرے معنی کی صورت میں مراد یہ ہے کہ وہ اپنے لباس پر تعجب کا اظہار کرے گا۔

۱۷ وہ گفتگو جو اپنے دل میں کر رہا تھا یا اپنے ملاقاتی سے۔ اعلیٰ والے پر اعلیٰ لباس کا ظہور ہوگا یا ادنیٰ والے پر اعلیٰ لباس کا۔ دوسرا معنی زیادہ مناسب ہے کیونکہ بعد کی عبارت ہے۔

۱۸ شاید ادنیٰ اپنے لباس پر غمگین ہوا ہو تو اس کا ازالہ کر دیا گیا ہو۔

۱۹ جس کی برکت سے ہمارے حال کہیں بہتر ہو گئے ہیں۔

۲۰ جو ذاتِ اقدس جو تمام انوار و حسن کا سرچشمہ ہے اس کی محبت سے ہمیں نورِ جمالی کیوں حاصل نہ ہوتا۔

۵۴۰۴/۲۶ وَعَنْ اَبِیْ سَعِیْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَدْنٰی اَھْلِ الْجَنَّۃِ الَّذِیْ لَہٗ ثَمَانُوْنَ اَلْفَ خَادِمٍ وَّاثْنَتَانِ وَسَبْعُوْنَ زَوْجَۃً وَّتُنْصَبُ لَہٗ قُبَّۃٌ مِّنْ لُؤْلُؤٍ وَّزَبَرْجَدٍ وَّیَاقُوْتٍ کَمَا بَیْنَ الْجَابِیَۃِ اِلٰی صَنْعَاءَ وَبِھٰذَا الْاِسْنَادِ قَالَ مَنْ مَّاتَ مِنْ اَھْلِ الْجَنَّۃِ مِنْ صَغِیْرٍ اَوْ کَبِیْرٍ یُرَدُّوْنَ بَنِیْ ثَلٰثِیْنَ

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ادنیٰ جنتی وہ ہوگا جس کے اسی ہزار خادم اور بہتر بیویاں ہوں۔ اس کے لیے موتیوں زبرجد اور یاقوت کا خیمہ لگایا جائے گا جیسا کہ جابیہ۱ اور صنعاء۲ کے درمیان کا فاصلہ ہے اسی سند سے ہے کہ فرمایا جو جنتی چھوٹا یا بڑا مر جائے وہ جنت میں تیس سال کا بنا دیا جائے گا۔ یہ لوگ اس عمر سے کبھی زیادہ نہ ہوں گے۔ اسی طرح آگ۳ والے لوگ، اسی

marfat.com
Marfat.com

فِی الْجَنَّۃِ لَا یَزِیْدُوْنَ عَلَیْھَا اَبَدًا وَکَذٰلِکَ اَھْلُ النَّارِ وَبِھٰذَا الْاِسْنَادِ قَالَ اِنَّ عَلَیْھِمُ التِّیْجَانَ اَدْنٰی لُؤْلُؤَۃٍ مِّنْھَا لَتُضِیْئُ مَا بَیْنَ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ وَبِھٰذَا الْاِسْنَادِ قَالَ الْمُؤْمِنُ اِذَا اشْتَھَی الْوَلَدَ فِی الْجَنَّۃِ کَانَ حَمْلُہٗ وَوَضْعُہٗ وَسِنُّہٗ فِیْ سَاعَۃٍ کَمَا یَشْتَھِیْ وَقَالَ اِسْحَاقُ ابْنُ اِبْرَاھِیْمَ فِیْ ھٰذَا الْحَدِیْثِ اِذَا اشْتَھَی الْمُؤْمِنُ فِی الْجَنَّۃِ الْوَلَدَ کَانَ فِیْ سَاعَۃٍ وَّلٰکِنْ لَا یَشْتَھِیْ (رَوَاہُ التِّرْمِذِیُّ وَقَالَ ھٰذَا حَدِیْثٌ غَرِیْبٌ وَرَوَی ابْنُ مَاجَۃَ الرَّابِعَۃَ وَالدَّارِمِیُّ الْاَخِیْرَۃَ)

اسناد سے ہے کہ فرمایا: ان پر تاج ہوں گے جن کا ادنیٰ موتی پورب پچھم کے درمیان کو چمکا دے گا اور اسی اسناد سے ہے کہ فرمایا مومن جب جنت میں اولاد کی خواہش کرے گا تو اس کا حمل اس جننا اور اس کا عمر رسیدہ ہونا پل بھر میں ہو جائے گا جیسا وہ چاہے ہے اور کہا اسحاق بن ابراہیم نے اس حدیث کے متعلق کہ جب مومن جنت میں اولاد چاہے گا تو ایک پل میں ہو جائے گی مگر وہ چاہے گا نہیں (ترمذی نے فرمایا یہ حدیث غریب ہے۔ ابن ماجہ نے چوتھی اور دارمی نے آخری حدیث نقل فرمائی ہے)

سلہ جابیہ، جیم کے ساتھ، شہر کا نام ہے اور ملک شام میں ہے

سلہ صنعاء، یمن کا شہر ہے۔

سلہ یعنی ہمیشہ تیس سال کی عمر کے رہیں گے

سلہ جس کے بارے میں اسحاق بن ابراہیم نے کہا ہے۔

٥٤٤٥/٣٧ وَعَنْ عَلِیٍّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِنَّ فِی الْجَنَّۃِ لَمُجْتَمَعًا لِلْحُوْرِ الْعِیْنِ یَرْفَعْنَ بِاَصْوَاتٍ لَمْ تَسْمَعِ الْخَلَائِقُ مِثْلَھَا یَقُلْنَ نَحْنُ الْخَالِدَاتُ فَلَا نَبِیْدُ وَنَحْنُ النَّاعِمَاتُ فَلَا نَبْأَسُ وَنَحْنُ الرَّاضِیَاتُ فَلَا نَسْخَطُ طُوْبٰی لِمَنْ کَانَ لَنَا وَکُنَّا لَہٗ (رَوَاہُ التِّرْمِذِیُّ)

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جنت میں آنکھ والی حوروں کا اجتماع ہوگا جو اپنی آوازیں بلند کرتی ہیں ایسی آواز جو مخلوق نے کبھی نہیں سنی کہتی ہیں ہم ہمیشہ رہنے والیاں ہیں کبھی نہ فنا ہوں گی اور ہم خوش رہنے والیاں ہیں کبھی غمگین نہ ہوں گی۔ ہم راضی رہنے والیاں ہیں کبھی ناراض نہیں ہوں گے اسے خوشخبری ہو جو ہمارا ہو اور ہم اس کے ہوں۔ (ترمذی)

٥٤٤٦/٣٨ وَعَنْ حَکِیْمِ بْنِ مُعَاوِیَۃَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِنَّ فِی الْجَنَّۃِ بَحْرَ الْمَآءِ وَبَحْرَ الْعَسَلِ وَبَحْرَ اللَّبَنِ وَبَحْرَ الْخَمْرِ ثُمَّ تَشَقَّقُ الْاَنْھٰرُ بَعْدُ۔

حضرت حکیم بن معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، جنت میں پانی کا دریا ہے۔ شہد کا دریا ہے اور دودھ کا اور شراب کا بھی پھر اس سے آگے نہریں نکلتی ہیں۔

marfat.com
Marfat.com

(رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَرَوَاهُ الدَّارِمِيُّ عَنْ مُعَاوِيَةَ)

(ترمذی، دارمی نے سے اسے حضرت معاویہ سے روایت کیا ہے)۔

لے جب مسلمان جنت میں داخل ہوں گے تو ان تک وہ نہریں پانی شراب وغیرہ پہنچائیں گی۔ جیسا کہ قرآن مجید میں ہے اس میں پانی کی نہریں اور دودھ کی نہریں ہیں

الفصل الثالث

تیسری فصل

۵۴۰۷/۳۹ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِنَّ الرَّجُلَ فِي الْجَنَّةِ لَيَتَّكِئُ فِي الْجَنَّةِ سَبْعِينَ مَسْنَدًا قَبْلَ أَنْ يَتَحَوَّلَ ثُمَّ تَأْتِيهِ امْرَأَةٌ فَتَضْرِبُ عَلَى مَنْكِبَيْهِ فَيَنْظُرُ وَجْهَهُ فِي خَدِّهَا أَصْفَى مِنَ الْمِرْآةِ وَإِنَّ أَدْنَى لُؤْلُؤَةٍ عَلَيْهَا تُضِيءُ مَا بَيْنَ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ فَتُسَلِّمُ عَلَيْهِ فَيَرُدُّ السَّلَامَ وَيَسْأَلُهَا مَنْ أَنْتِ فَتَقُولُ مِنَ الْمَزِيدِ وَإِنَّهُ لَيَكُونُ عَلَيْهَا سَبْعُونَ ثَوْبًا فَيَنْفُذُهَا بَصَرُهُ حَتّٰى يَرٰى مُخَّ سَاقِهَا مِنْ وَرَاءِ ذٰلِكَ وَإِنَّ عَلَيْهَا مِنَ التِّيجَانِ إِنَّ أَدْنٰى لُؤْلُؤَةٍ مِنْهَا لَتُضِيءُ مَا بَيْنَ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ (رَوَاهُ أَحْمَدُ)

حضرت ابو سعید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جنت میں ایک آدمی کروٹ لینے سے پہلے ستر تکیوں[1] سے ٹیک لگائے گا۔ پھر اس کے پاس ایک خاتون آئے گی جو اس کے کندھوں پر ہاتھ رکھے گی۔ وہ اس کے رخسار میں اپنی صورت کو آئینے سے زیادہ صاف دیکھے گا۔ اس پر چھوٹے سے چھوٹا موتی ہوگا وہ مشرق و مغرب کی درمیانی جگہ کو چمکا دے گا وہ سلام کرے گی اور یہ اس کا جواب دے گا اور پوچھے گا کہ تو کون ہے؟ کہے گی کہ میں زائد[2] نعمت ہوں۔ اس کے اوپر ستر کپڑے ہوں گے لیکن نظر ان سے پار ہو جائے گی یہاں تک کہ ان کے اندر سے اس کی پنڈلی کا گودا نظر آئے گا۔ اس عورت کے سر پر تاج ہوگا جس کا ادنیٰ موتی مشرق و مغرب کی درمیانی جگہ چمکا دے گا۔ (مسند احمد)

لے قرآنی الفاظ فرش مرفوعہ کا معنی بھی یہی ہے کہ کئی فرش تہہ بہ تہہ بچھائے گئے ہوں گے۔

لے میں ان اضافی انعامات میں سے ہوں جس کا وعدہ اللہ تعالیٰ نے نیکوکار لوگوں سے کر رکھا ہے۔ قرآن مجید میں ہے لَهُمْ مَا يَشَاءُونَ فِيهَا وَلَدَيْنَا مَزِيدٌ (بہشت میں اہل بہشت کے لیے ہر وہ چیز ہوگی جو وہ چاہیں گے اور ہمارے پاس اس سے زائد ہے) دوسرے مقام پر فرمایا لِلَّذِينَ أَحْسَنُوا الْحُسْنٰى وَزِيَادَةٌ" (نیکی کرنے والوں کے لیے بھلائی ہے اور اس پر اضافہ بھی) لفظ زیادہ کی تفسیر دیدار الٰہی سے اور حسنیٰ کی تفسیر دخول بہشت سے بھی کی گئی ہے۔

۵۴۰۸/۴۰ وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَتَحَدَّثُ وَعِنْدَهُ رَجُلٌ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم بیان فرما رہے تھے اور آپ کی

marfat.com
Marfat.com

مِنْ اَهْلِ الْبَادِيَةِ اِنَّ رَجُلًا مِّنْ اَهْلِ الْجَنَّةِ اسْتَاْذَنَ رَبَّهٗ فِى الزَّرْعِ فَقَالَ لَهٗ اَلَسْتَ فِيْمَا شِئْتَ قَالَ بَلٰى وَلٰكِنِّىْٓ اُحِبُّ اَنْ اَزْرَعَ فَبَذَرَ فَبَادَرَ الطَّرْفَ نَبَاتُهٗ وَ اسْتِوَاؤُهٗ وَاسْتِحْصَادُهٗ فَكَانَ اَمْثَالَ الْجِبَالِ فَيَقُوْلُ اللّٰهُ تَعَالٰى دُوْنَكَ يَا ابْنَ اٰدَمَ فَاِنَّهٗ لَا يُشْبِعُكَ شَيْءٌ فَقَالَ الْاَعْرَابِيُّ وَاللّٰهِ لَا تَجِدُهٗٓ اِلَّا قُرَشِيًّا اَوْ اَنْصَارِيًّا فَاِنَّهُمْ اَصْحٰبُ زَرْعٍ وَاَمَّا نَحْنُ فَلَسْنَا بِاَصْحَابِ زَرْعٍ فَضَحِكَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ (رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ)

بارگاہ میں ایک دیہاتی بھی تھا کہ اہلِ جنت میں سے ایک آدمی اپنے رب سے کاشتکاری کی اجازت مانگے گا[۱]۔ اس سے فرمایا جائے گا کیا تو اپنی پسندیدہ[۲] حالت میں نہیں۔ عرض گزار ہوگا کیوں نہیں۔ لیکن میں کاشت کرنا چاہتا ہوں[۳]۔ پس وہ بوئے گا جو کہ جھپکنے میں اُگ آئے گا۔ فصل بڑھے گی اور کاٹنے کے قابل ہوجائے گی وہ پہاڑوں کے برابر اونچی ہوگی۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا اے ابنِ آدم! جو تو چاہتا تھا حاصل کرلے۔ تو عجیب ہے کہ کوئی چیز تیرے پیٹ کو نہیں بھرتی[۴]۔ اعرابی نے کہا خدا کی قسم! میں تو وہ قریشی یا انصاری سمجھتا ہوں کیوں کہ وہ کھیتی باڑی کرتے ہیں جبکہ ہم کھیتی باڑی نہیں کرتے[۵]۔ چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس پر مسکرا دیئے[۶] (البخاری)

[۱] مجھے جنت میں کاشتکاری کی اجازت مرحمت فرمائی جائے۔

[۲] جو تو چاہ رہا ہے وہ تجھے نصیب ہے تو اب کاشتکاری کرکے کیا کرے گا۔

[۳] اسے کاشتکاری کرنے کی اجازت دے دی جائے گی۔

[۴] کہ لاتعداد انعامات کے باوجود پھر بھی تو کاشتکاری کی خواہش رکھتا ہے۔ اس حدیث سے یہ معلوم ہو رہا ہے کہ ابن آدم کی طبیعت میں حرص اور ترکِ قناعت ہے اور یہ صفت اس سے زائل نہیں ہوسکتی۔ اگرچہ جنت میں ہی داخل کیوں نہ ہوجائے۔

[۵] یعنی ہم تو اکثر دودھ اور خرما پر گزارہ کرلیتے ہیں۔

[۶] اس دیہاتی کی گفتگو پر۔

۵۲۴۹ وَعَنْ جَابِرٍ قَالَ سَاَلَ رَجُلٌ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَيَنَامُ اَهْلُ الْجَنَّةِ قَالَ النَّوْمُ اَخُو الْمَوْتِ وَلَا يَمُوْتُ اَهْلُ الْجَنَّةِ (رَوَاهُ الْبَيْهَقِيُّ فِىْ شُعَبِ الْاِيْمَانِ)

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے ہے کہ ایک شخص نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں عرض کیا کیا اہلِ جنت سوئیں گے؟ آپ نے فرمایا نیند موت کی بہن[۱] ہے اور اہلِ جنت پر موت نہیں (بیہقی، شعب الایمان)

[۱] یعنی قویٰ اور جوارح کے معطل ہونے میں نیند موت کا حکم رکھتی ہے۔

marfat.com
Marfat.com

بَابُ رُؤْيَةِ اللّٰهِ تَعَالٰى

۲۵۰۔ اللہ تعالیٰ کے دیدار کا بیان

واضح رہے اہلِ سنت کے نزدیک اللہ تعالیٰ کا دیدار عقلاً جائز ہے اور اس کے لیے کسی مکان، جہت یا مقابل ہونے کی شرط نہیں ہے۔ اور جو چیز موجود ہے اس کا دیکھنا ممکن ہوتا ہے۔ اگرچہ بصورت جسم یا جسمانی شے نہ ہو اور وہ نہ کسی مکان اور جہت پر ہو کیونکہ ان چیزوں کا دیکھنے کے لیے شرط ہونا بطورِ عادت ہوتا ہے۔ اگر قادرِ مطلق خلافِ عادت ان کو دکھا دے تو بھی جائز ہے۔ اللہ تعالیٰ قادر ہے کہ وہ آنکھوں کو قوت بصیرت عطا فرما دے۔ جس طرح ہم دنیا میں اسے بصیرت سے پا رہے ہیں کل قیامت کو اسے آنکھوں سے دیکھیں گے اور کیونکہ وہ ہر شے پر قادر ہے۔ آخرت میں اہلِ ایمان کو دیدارِ الٰہی نصیب ہوگا۔ اس پر تمام کا اتفاق ہے۔ اس پر کتاب و سنت اجماعِ صحابہ و تابعین کے دلائل بڑے واضح ہیں۔ ان دلائل پر بدعتی منکرین نے اعتراضات کیے ہیں۔ اور آیات، احادیث کی انہوں نے مختلف تاویلات کی ہیں۔ اہلِ حق نے ان تمام کا جواب کتب کلامیہ میں دیا ہے۔ مختار یہ ہے کہ دیدارِ الٰہی دنیا میں بھی ممکن ہے لیکن بالاتفاق اس کا وقوع نہیں ہوا۔ ہاں سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم کو شبِ معراج دیدار نصیب ہوا ہے۔ بعض کو اس میں بھی اختلاف ہے۔ اس پر تفصیل احادیث کی شرح میں آ رہی ہے۔ سلف و خلف میں سے کسی کا دیدارِ الٰہی کا شرف پانا صحت کے ساتھ ثابت نہیں۔ مشائخ و اولیاء میں سے کسی نے ایسا دعویٰ نہیں کیا۔ بلکہ تمام مشائخ ایسے مدعی کی تکذیب و گمراہی پر متحد ہیں۔ فقہ شافعی کی کتاب انوار میں ہے کہ جو شخص یہ کہے میں نے اس دنیا میں سر کی آنکھوں سے اللہ کا دیدار کیا ہے۔ اور اس سے بلا واسطہ گفتگو کی ہے وہ کافر ہے۔ اگر کوئی یہ سوال کرے کہ جب اللہ تعالیٰ کا دیدار ممکن ہے اور حاسہ بصریہ میں کوئی علت بھی نہیں تو اب دیدار کیوں نہیں ہوتا؟ جواب یہ ہے کہ دیدار اللہ تعالیٰ کی عادت اور تخلیق کی وجہ سے ہوتا ہے۔ حاسہ بصر اس کی علت نہیں ہوتی۔ اللہ تعالیٰ نے ہی اسے عادتاً دیکھنے کا ایک سبب بنا رکھا ہے۔ اگر وہ چاہے تو بے چشم بھی دیکھ سکتا ہے اور وہ نہ چاہے تو نہیں دیکھا جا سکتا۔ اگرچہ آنکھ موجود ہو۔ اگر آنکھوں کے سامنے مثلاً پہاڑ ہو اور اللہ تعالیٰ ان میں دیکھنے کی طاقت نہ دے تو آنکھیں اس پہاڑ کو بھی نہیں دیکھ سکتیں اور اگر کوئی اندھا مشرق میں ہو اور مچھر مغرب ہو اور اللہ تعالیٰ دکھانا چاہے تو وہ دیکھ سکتا ہے۔ اس سے انکار اور اسے بعید سمجھنا انہی لوگوں کا کام ہے جو عقل و قیاس کے غلام ہیں حالانکہ قدرتِ باری تعالیٰ کے لحاظ سے ہر شے ممکن ہے کوئی مشکل نہیں محدثین نے فرمایا کہ یہ زیارت شرف فقط ان اہلِ ایمان کو ہوگی جو جنت میں داخل ہوں گے۔ البتہ میدانِ محشر میں تمام اسے دیکھیں گے خواہ مومن ہوں یا کافر۔ کافر دیکھنے کے بعد ہمیشہ محجوب ہو جائیں گے اور دائماً حسرت و افسوس میں رہیں گے

marfat.com
Marfat.com

صحیح یہی ہے کہ جس طرح مردوں کو زیارت ہوگی اسی طرح خواتین کو بھی زیارت کا شرف نصیب ہوگا۔ بعض نے کہا خواتین کو کبھی کبھی دیدار ہوگا۔ مثلاً جمعہ اور عیدین کے موقعہ پر، کیونکہ ان اوقات میں دیدار عام ہوگا۔ بعض کی رائے یہ ہے کہ خواتین کو دیدار ہی نہیں ہوگا کیونکہ یہ پردہ میں ہوں گی۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے حُوْرٌ مَّقْصُوْرَاتٌ فِی الْخِیَامِ لیکن یہ قول غلط اور شاذ ہے۔ کیونکہ اس سلسلہ میں وارد نصوص تمام کی تمام عام ہیں وہ مردوں اور خواتین دونوں کو شامل ہیں باقی جنتی خیمے پردہ اور حجاب کا سبب نہیں بنیں گے۔ آخر کیا وجہ کہ سیدہ فاطمہ زہرا، سیدہ خدیجۃ الکبریٰ، سیدہ عائشہ اور اس طرح کی دیگر خواتین دیدارِ الٰہی ہی سے محروم ہوں۔ حالانکہ وہ ان گنت مردوں سے افضل و بہتر ہیں اور صحیح یہ ہی ہے کہ دیدار تمام اہلِ ایمان کو ہوگا خواہ ان کا تعلق بشر سے ہو یا ملائکہ و جنات سے ہو۔ بعض شوافع کے کلام سے محسوس ہوتا ہے کہ دیدار فقط ان اہلِ ایمان کو ہوگا جن کا تعلق بشریت سے ہے۔ ملائکہ اور جنات کو دیدار نہیں ہوگا لیکن یہ قول بھی درست نہیں واللہ اعلم۔

اللہ عزوجل کا دیدار خواب میں بھی ہو سکتا ہے اور یہ دیدار قلبی ہے جو مثال کے ساتھ ہوتا ہے۔ حالانکہ اللہ تعالیٰ مثل اور مثال سے پاک ہے اور یہ اسلاف سے صحت کے ساتھ منقول ہے۔ امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ کے بارے میں ہے کہ انھیں سو دفعہ یہ نعمت نصیب ہوئی۔ امام احمد بن حنبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بھی منقول ہے کہ مجھے خواب میں اللہ رب العزت کا دیدار نصیب ہوا۔ میں نے عرض کیا یا اللہ کونسی عبادت اعلیٰ و افضل ہے؟ فرمایا تلاوت قرآن، دوسری دفعہ عرض کیا سمجھ کر پڑھنا یا بغیر سمجھے پڑھنا۔ فرمایا خواہ بے سمجھے ہو یا سمجھ کر ہو۔

الفصل الاوّل

۵۶۱۰ عَنْ جَرِيْرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّكُمْ سَتَرَوْنَ رَبَّكُمْ عِيَانًا وَفِيْ رِوَايَةٍ قَالَ كُنَّا جُلُوْسًا عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَنَظَرَ اِلَى الْقَمَرِ لَيْلَةَ الْبَدْرِ فَقَالَ اِنَّكُمْ سَتَرَوْنَ رَبَّكُمْ كَمَا تَرَوْنَ هٰذَا الْقَمَرَ وَلَا تُضَامُّوْنَ فِيْ رُؤْيَتِهٖ فَاِنِ اسْتَطَعْتُمْ اَنْ لَّا تُغْلَبُوْا عَلٰى صَلٰوةٍ قَبْلَ طُلُوْعِ الشَّمْسِ وَقَبْلَ غُرُوْبِهَا فَافْعَلُوْا ثُمَّ قَرَءَ وَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ قَبْلَ طُلُوْعِ الشَّمْسِ وَقَبْلَ غُرُوْبِهَا (مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ)

پہلی فصل

حضرت جریر بن عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم اپنے رب کو واضح طور پر دیکھو گے۔ دوسری روایت میں ہے کہ ہم آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں بیٹھے تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے چودھویں کے چاند کو دیکھا پھر فرمایا تم اپنے رب کو ایسے دیکھو گے جیسے چاند کو دیکھ رہے ہو۔ تم اس کے دیکھنے میں شک نہیں کرتے تو اگر تم یہ کر سکو کہ سورج نکلنے سے پہلے اور سورج ڈھلنے سے پہلے (والی نماز) پر مغلوب نہ ہو تو کرو۔ پھر حضور نے یہ آیت تلاوت فرمائی کہ سورج نکلنے سے پہلے اور سورج ڈوبنے سے پہلے اپنے رب کی تسبیح کرو اس کی حمد کے ساتھ (بخاری و مسلم)

marfat.com
Marfat.com

۱؎ حضرت جریر بن عبداللہ البجلی رضی اللہ عنہ کبار صحابہ میں سے ہیں۔

۲؎ یہ انکشاف تام میں دیکھنے کی دیکھنے کے ساتھ تشبیہ ہے یعنی تمہارا اللہ تعالیٰ کا دیدار کرنا اس طرح شک وشبہ سے بالا ہوگا جیسے چاند کا دیکھنا۔ یہ مرئی (دیکھی جانے والی چیز) کی مرئی کے ساتھ تشبیہ نہیں ہے۔ حتیٰ کہ یہ مطلب ہو کہ جس طرح چاند تمہارے مقابل ہے، ایک جہت میں ہے اور محدود ہے اللہ تعالیٰ کی ذات بھی اسی طرح ہوگی (یعنی یہ مطلب نہیں ہے) جیسے کہ اس کے بعد فرمایا

۳؎ تضامون۔ تاء پر پیش، میم مخفف اور مضموم یا تاء پر زبر، میم مشدد دونوں طرح مروی ہے۔ پہلی صورت میں یہ ضیم سے ہے۔ جس کا معنی نقصان ظلم کے ہیں۔ یعنی باری تعالیٰ کے دیکھنے میں اس طرح کا ضرر نہ ہوگا کہ بعض اسے دیکھیں اور بعض نہ دیکھیں یا ایک دوسرے کی تکذیب وانکار سے ظلم کا ارتکاب کریں۔ دوسری صورت میں یہ ضم سے مشتق ہے اس کا معنی پیوست کرنا، اکٹھا کرنا ہے۔ یعنی جس طرح چودھویں کا چاند نہایت ہی واضح اور ظاہر ہوتا اور اس کے دیکھنے کے لیے اژدہام نہیں ہوتا۔ اسی طرح باری تعالیٰ کا دیدار بھی نہایت ہی ظاہر اور کامل طور پر واضح ہو گا۔ وہاں بھی بھیڑ یا اژدہام نہ ہوگا۔ بخلاف نئے چاند کے کہ وہاں خفا واشتباہ ہوتا ہے۔

۴؎ نمازِ فجر

۵؎ نمازِ عصر

۶؎ کیونکہ نمازوں پر مواظبت دیدارِ الٰہی کے زیادہ لائق تر بنا دیتا ہے اور اس سے دیدار کا ملکہ پیدا ہوتا ہے اس کی تائید ان ارشاداتِ نبویہ سے ہوتی ہے۔ اَنْ تَعْبُدَ رَبَّكَ كَاَنَّكَ تَرَاهُ (اپنے رب کی عبادت اس حال میں کرو کہ تم اسے دیکھ رہے ہو) جعلت قرۃ عینی فی الصلوٰۃ (نماز میں میری آنکھوں کی ٹھنڈک ہے)۔ چونکہ دنیا میں درمیان میں پردہ ہے اس طرح کانك تراہ اور جب قیامت کو پردہ نہ رہے گا تو کانك تراہ کے بجائے انك تراہ ہو جائے گا اور جعلت قرۃ عینی فی الصلوٰۃ سے مراد مشاہدہ ہے اور یہ مقام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مخصوص ہے اور تمام نمازوں کو یہی مقام حاصل ہے۔ رہا یہاں نمازِ فجر اور عصر کا مخصوص کرنا تو وہ ان کی فضیلت کی وجہ سے ہے۔ اوّل وقت غلبہ نیند اور آرام کا ہوتا ہے اور دوسرا وقت کاروبار میں مصروفیت اور بازار وغیرہ کا ہوتا ہے۔ ان دو اوقات کے شرف کی وجہ سے ان کو مخصوص کیا اور اس وجہ سے بھی کہ دیدارِ الٰہی ان اوقات میں ہی ہوگا۔

۷؎ بعض نے اس سے مراد ظہر و عصر کی نماز مراد لی ہے لیکن پہلا قول ظاہر تر ہے۔ کیونکہ الفاظ اس پر دال ہیں۔

۵۴۱۱ وَعَنْ صُهَيْبٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِذَا دَخَلَ اَهْلُ الْجَنَّةِ الْجَنَّةَ يَقُولُ اللّٰهُ تَعَالٰى تُرِيدُونَ شَيْئًا اَزِيدُكُمْ فَيَقُولُونَ اَلَمْ تُبَيِّضْ وُجُوهَنَا

حضرت صہیب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جب جنتی جنت میں داخل ہوں گے تو اللہ تعالیٰ فرمائے گا تم جو چاہتے ہو میں تم کو زائد دوں۔ وہ عرض کریں گے

marfat.com
Marfat.com

أَلَمْ تُدْخِلْنَا الْجَنَّةَ وَتُنَجِّنَا مِنَ النَّارِ قَالَ فَيُرْفَعُ الْحِجَابُ فَيَنْظُرُوْنَ إِلَى وَجْهِ اللّٰهِ تَعَالَى فَمَا أُعْطُوْا شَيْئًا أَحَبَّ إِلَيْهِمْ مِنَ النَّظَرِ إِلَى رَبِّهِمْ ثُمَّ تَلَا لِلَّذِيْنَ أَحْسَنُوا الْحُسْنٰى وَزِيَادَةٌ (رَوَاهُ مُسْلِمٌ)

کیا تو نے ہمارے منہ اجلے صاف شفاف نہ کر دیئے۔ کیا تو نے ہم کو جنت میں داخل نہیں کر دیا اور ہم کو آگ سے نجات نہ دے دی[۲]۔ فرمایا کہ رب حجاب اٹھا دے گا یہ رب کی ذات کے نظارے کریں گے تو انھیں کوئی چیز رب کے دیدار سے زیادہ پیاری نہ دی گئی[۳]۔ پھر حضور نے یہ تلاوت فرمائی۔ نیکو کاروں کے لیے اچھی چیز ہے اور وہ حسنیٰ[۴] ہے۔ (المسلم)

[۱] یا تو حسن و جمال کا اضافہ مراد ہے جو انتہائی فضل و کمال سے عبارت ہے یا حساب و کتاب سے نجات اور خلاصی پانا مراد ہے، جس نے جزا و سزا کی پریشانی سے نکال دیا۔

[۲] اس سے زیادہ ہم کیا خواہش کریں گے۔

[۳] اللہ تعالیٰ کا دیدار تمام نعمتوں کی انتہا ہے۔

[۴] حسنیٰ سے مراد جنت اور زیادۃ سے مراد اللہ تعالیٰ کا دیدار ہے۔

[۵] اگر یہ سوال ہو کہ یہ وہ ذات و صفات ہے اور اصطلاح صوفیہ میں ہے کہ یہ پردہ ہرگز نہیں اٹھ سکتا تو اب ذات سے پردہ اٹھانے کا کیا معنی؟

اس کا جواب یہ ہے کہ یہ ایک جماعت کی احدیت ذات اور اس کا تمام حسنات و اعتبارات سے منزہ ہونے کے بارے میں تحقیق ہے۔ مگر دیدار کی بنا عرف پر ہے اور جو بھی ذات کو صفات کے ساتھ دیکھتا ہے یہی کہا جاتا ہے۔ اس نے ذات کو دیکھا جیسے آپ کسی جسم کی سفیدی یا سیاہی، درازی، کوتاہی، تحرک و سکون کو دیکھتے ہیں تو یہی کہتے ہو کہ میں نے جسم دیکھا حالانکہ صفات درمیان میں تھیں۔ یہ جو فلسفی کہتے ہیں کہ مرئی اعراض میں سے ہے جوہر نہیں یہ فقط ان کی رائے ہے عرف میں اس کا اعتبار نہیں کیا جا سکتا۔ بالجملہ آخرت میں وہ چیز دیکھیں گے جس پر صادق آئے گا اور یقینی ہوگا کہ ہم نے خدا کا دیدار کیا ہے اور آنکھ کی اس میں مداخلت نہیں ہوگی۔ بعض عرفا نے فرمایا ہے کہ حق تعالیٰ کا دیکھنا اور اسے پانا دل کے ساتھ ہوگا اور جب آپ نے فرما دیا کہ آنکھوں کو اس میں دخل نہیں ہوگا تو ہم اس پر ایمان لاتے ہیں اور اس کی تصدیق کرتے ہیں۔ اگر آپ یہ فرما دیتے کہ اس میں تمہارے کان اور کندھوں کا دخل ہے تو ہم پھر بھی تصدیق کرتے چہ جائیکہ آنکھ کے بارے میں تصدیق نہ کریں۔

الفصل الثانی

۵۴۱۲ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ أَدْنٰى أَهْلِ الْجَنَّةِ

دوسری فصل

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا

marfat.com
Marfat.com

مَنْزِلَةً لِمَنْ يَّنْظُرُ اِلٰى جِنَانِهٖ وَاَزْوَاجِهٖ وَنَعِيْمِهٖ وَخَدَمِهٖ وَسُرُرِهٖ مَسِيْرَةَ اَلْفِ سَنَةٍ وَاَكْرَمَهُمْ عَلَى اللّٰهِ مَنْ يَّنْظُرُ اِلٰى وَجْهِهٖ غُدْوَةً وَّعَشِيَّةً ثُمَّ قَرَءَ وُجُوْهٌ يَّوْمَئِذٍ نَّاضِرَةٌ اِلٰى رَبِّهَا نَاظِرَةٌ

(رَوَاهُ اَحْمَدُ وَالتِّرْمِذِيُّ)

اہلِ جنت میں سب سے کم مرتبہ والا جب باغات، بیویوں انعامات، خدام اور تختوں کو دیکھے گا جو ایک ہزار سال کی مسافت تک ہوں گے اور ان میں سب سے زیادہ مرتبہ والا وہ ہوگا جو ہر صبح و شام دیدارِ الٰہی سے مشرف ہوگا آپ نے پھر یہ آیت پڑھی، کچھ منہ اس روز تر و تازہ ہوں گے اپنے رب کو دیکھتے - (مسند احمد، ترمذی)

[1] یہ جنت کی وسعت اور فراخی کا بیان ہے -

[2] یعنی دائماً یا ان دو اوقات میں کہ تجلی ان دو مخصوص اوقات میں ہوگی جیسے کہ پیچھے نمازِ فجر اور نمازِ عصر کے حوالے سے گزرا وہ بھی انھی دو اوقات کی تائید کرتا ہے - یہاں سے یہ بھی معلوم ہو گیا کہ بندگی اور بلند ہمتی یہ ہے کہ حق تعالیٰ اور اس کے دیدار کے سوا کسی اور کے ساتھ مشغول نہ ہوا جائے اور حق تعالیٰ کے علاوہ کسی کے ساتھ دل لگانا نہایت ہی پستی اور کم درجہ ہے خواہ وہ جنت ہی کیوں نہ ہو -

۵۴۱۳/۴ وَعَنْ اَبِيْ رَزِيْنٍ الْعُقَيْلِيِّ قَالَ قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَكُلُّنَا يَرٰى رَبَّهٗ مُخْلِيًا بِهٖ يَوْمَ الْقِيَامَةِ قَالَ بَلٰى قُلْتُ وَمَا اٰيَةُ ذٰلِكَ فِيْ خَلْقِهٖ قَالَ يَا اَبَا رَزِيْنٍ اَلَيْسَ كُلُّكُمْ يَرَى الْقَمَرَ لَيْلَةَ الْبَدْرِ مُخْلِيًا بِهٖ قَالَ بَلٰى قَالَ فَاِنَّمَا هُوَ خَلْقٌ مِّنْ خَلْقِ اللّٰهِ وَاللّٰهُ اَجَلُّ وَاَعْظَمُ

(رَوَاهُ اَبُوْدَاؤُدَ)

حضرت ابورزین[1] عقیلی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ کیا ہم میں ہر ایک اپنے رب کو خلوت[2] میں دیکھے گا - فرمایا کیوں نہیں - میں نے عرض کیا کہ اس کی نشانی کیا ہے[3] - فرمایا اے ابورزین! کیا تم میں سے ہر ایک چودھویں کے چاند کو خلوت میں نہیں دیکھتا؟ عرض گزار ہوئے کہ کیوں نہیں؟ فرمایا کہ وہ تو اللہ تعالیٰ کی مخلوقات میں سے ایک مخلوق ہے[4] - جبکہ اللہ تعالیٰ کی ذات تو بہت بزرگی اور عظمت والی ہے -

(ابوداؤد)

[1] ابورزین عقیلی رضی اللہ عنہ، راء پر زبر، زاء کے نیچے زیر، عقیلی، عین پر پیش، قاف پر زبر - ان کا اسم گرامی لقیط لام پر زبر، مشہور صحابی اور اہلِ طائف میں شمار ہوتے ہیں -

[2] مخلیا، میم پر زبر، خاء ساکن، لام کے نیچے زیر یا مشدد، یا میم پر پیش، خاء ساکن یا مخفف یا کسرہ لام دونوں طرح مروی ہے -

[3] مخلوقات کے یکبارگی دیکھنے پر نشانی کیا ہے؟

[4] جب اس کی یہ حالت ہے کہ اسے تمام دیکھتے ہیں اور ہر ایک منفرد و تنہا بغیر ہجوم و اژدہام کے دیکھتا ہے -

marfat.com
Marfat.com

ف۵ اجل واعظم، دونوں کا معنی ایک ہی ہے۔ بزرگی اور بزرگ ہونا۔ صراح میں ہے کہ ایک میں ذات کا اعتبار ہے اور دوسرے میں صفات کا۔

الفصل الثالث

۵۴۱۴ عَنْ اَبِیْ ذَرٍّ قَالَ سَاَلْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ هَلْ رَاَیْتَ رَبَّکَ قَالَ نُوْرٌ اَنّٰی اَرَاہُ (رَوَاہُ مُسْلِمٌ)

تیسری فصل

حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے ہے کہ میں نے رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کیا آپ نے اپنے رب کو دیکھا[۱] ہے؟ فرمایا نور کو میں کیسے دیکھتا[۲]۔ (المسلم)

ف۱ شبِ معراج

ف۲ وہ نور کے پردہ میں ہے میں اسے کیسے دیکھ سکتا ہوں۔ کیونکہ کمال نور اور شدت ظہور اس کے ادراک سے مانع ہے اور وہ آنکھوں کو خیرہ کر دیتا ہے۔ نور کا اطلاق ذات باری تعالیٰ پر ہوا ہے۔ اَللّٰہُ نُوْرُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ یعنی آسمانوں اور زمین کو روشن فرمانے والا۔ انھیں پیدا فرمانے والا یا ان میں بسنے والوں کو ہدایت عطا کرنے والا اور بندوں کے دلوں کو نور سے منور کرنے والا مراد ہے۔ ایک قراءت یہ ہے مثل نورہٖ فی قلب المومن کمشکوٰۃ فیھا مصباح اہل تحقیق کی اصطلاح میں نور اسے کہا جاتا ہے جو خود ظاہر اور دوسرے کو ظاہر کرنے والا ہو سابقہ گفتگو کے مطابق حدیث میں لفظ نور باتنوین ہے اور لفظ انّٰی ہمزہ پہ زبر، نون مشدد پر زبر بمعنی کیف ہے۔ نورانی بصورت نسبت بھی مروی ہے۔ ممکن ہے ہمزہ استفہام محذوف ہو اور یہ جملہ بطور استفہام ہی ہو یا بغیر استفہام کے روایت کا اثبات ہو اور دوسری حدیث میں موجود ہے رَاَیْتُ نُوْرًا (میں نے بصورت نور دیکھا ہے) اس میں بھی احتمال ہے کہ رویت ذات کی نفی ہو یعنی میں نے نور دیکھا جس سے آنکھیں خیرہ ہوگئیں۔ تو ذات کے دیدار کی طاقت کہاں؟ یا معنی یہ ہے کہ اس ذاتِ اقدس کی زیارت کی ہے جو منور ہے۔

۵۴۱۵ وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ مَا کَذَبَ الْفُؤَادُ مَا رَاٰی وَلَقَدْ رَاٰہُ نَزْلَۃً اُخْرٰی قَالَ رَاٰہُ بِفُؤَادِہٖ مَرَّتَیْنِ. (رَوَاہُ مُسْلِمٌ) وَفِیْ رِوَایَۃِ التِّرْمِذِیِّ قَالَ رَاٰی مُحَمَّدٌ رَبَّہٗ قَالَ عِکْرِمَۃُ قُلْتُ اَلَیْسَ اللّٰہُ یَقُوْلُ لَا تُدْرِکُہُ الْاَبْصَارُ وَھُوَ یُدْرِکُ الْاَبْصَارَ قَالَ وَیْحَکَ ذَاکَ اِذَا تَجَلّٰی بِنُوْرِہِ الَّذِیْ ھُوَ نُوْرُہٗ وَقَدْ رَاٰی

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے ان آیات کے بارے میں مروی ہے کہ دل نے نہیں جھٹلایا جو دیکھا[۱] اور بے شک اس کو دوسری بار[۲] دیکھا۔ فرمایا حضور نے رب کو اپنے دل سے دو بار[۳] دیکھا (المسلم) ترمذی کی روایت میں ہے فرمایا حضرت محمد نے اپنے رب کو دیکھا۔ عکرمہ کہتے ہیں کہ میں نے کہا کیا اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان نہیں[۴] ہے کہ اسے آنکھیں نہیں پا سکتیں[۵] اور وہ آنکھوں کو پاتا ہے فرمایا[۶] تم پر افسوس ہے یہ تب ہے جب رب اپنے خاص

marfat.com
Marfat.com

رَبَّہٗ مَرَّتَیْنِ
(رَوَاہُ مُسْلِمٌ)

نور سے تجلی فرمائے جو اس کا ذاتی نور ہے اور حضور نے یقیناً اپنے رب کو دوبار دیکھا (المسلم)

۱ اور وہ ذاتِ الٰہی جل شانہٗ کا دیدار ہے۔
۲ بایں طور کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کے دل کو آنکھوں کی مانند بنا دیا یا آنکھوں کو دل کی مانند بنا دیا۔ اب دونوں طرح کہنا جائز ہے کہ دل کی آنکھوں سے دیکھا یا چشم سر سے دیکھا کیونکہ دونوں صورتوں میں معنی ایک ہی ہے۔ یہ تعبیر و معنی کرنے کی وجہ یہ ہے کہ حضرت ابن عباس کا مذہب چشم سر سے دیدار ہے اور دل کے ساتھ دیکھنا دوسرا مذہب ہے جو ان کے مذہب کے خلاف ہے جیسا کہ آگے آرہا ہے۔
۳ مقصود یہ ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما، رؤیت سے مراد حق تعالیٰ کا دیدار لیتے ہیں۔ جمہور صحابہ کی رائے ان کے موافق ہے اور یہ دونوں، قَابَ قَوْسَيْنِ اَوْ اَدْنٰی سے شب معراج میں بارگاہِ صمدیت کا قرب مراد لیتے ہیں۔ حضرت ابن مسعود، سیدہ عائشہ اور بعض دیگر صحابہ ان سے جبرئیل کا اصل حالت میں دیکھنا آیات مذکورہ میں یہی قرب مراد لیتے ہیں۔ جیسا کہ آئندہ احادیث سے معلوم ہوتا ہے۔
۴ اپنی مدح میں
۵ آپ دیدارِ الٰہی کا کیسے قول کر سکتے ہیں۔
۶ حضرت عکرمہ کو آپ نے جواب دیا۔
۷ اس وقت ادراک مضمحل اور ادراک نابود ہو جاتا ہے اور اگر اتنی تجلی کا اظہار ہو جسے قوت بشری برداشت کر سکے تو پھر آنکھیں اس کا ادراک کر سکتی ہیں۔ شارحین نے یہ بھی کہا ہے کہ ادراک کا لغوی معنی کسی شے کا اس کی حدود کے ساتھ احاطہ کر لینے میں ہے اور اللہ تعالیٰ کی کوئی حد و انتہا ہی نہیں۔
۸ ایک مرتبہ سدرۃ المنتہیٰ پر اور دوسری مرتبہ عرش پر۔

۵۴۱۶ وَعَنِ الشَّعْبِيِّ قَالَ لَقِيَ ابْنُ عَبَّاسٍ كَعْبًا بِعَرَفَةَ فَسَأَلَهُ عَنْ شَيْءٍ فَكَبَّرَ حَتّٰى جَاوَبَتْهُ الْجِبَالُ فَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ اِنَّا بَنُوْهَاشِمٍ فَقَالَ كَعْبٌ اِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰى قَسَمَ رُؤْيَتَهٗ وَكَلَامَهٗ بَيْنَ مُحَمَّدٍ وَّمُوْسٰى فَكَلَّمَ مُوْسٰى مَرَّتَيْنِ وَرَاٰهُ مُحَمَّدٌ مَرَّتَيْنِ قَالَ مَسْرُوْقٌ فَدَخَلْتُ عَلٰى عَائِشَةَ فَقُلْتُ هَلْ رَاٰى مُحَمَّدٌ رَبَّهٗ فَقَالَتْ لَقَدْ تَكَلَّمْتَ بِشَيْءٍ قَفَّ لَهٗ شَعْرِيْ قُلْتُ رُوَيْدًا ثُمَّ قَرَأْتُ لَقَدْ رَاٰى مِنْ

حضرت شعبی سے منقول ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما عرفہ میں حضرت کعب سے ملے تو ان سے کسی چیز کے بارے میں پوچھا تو انھوں نے تکبیر کہی جس سے پہاڑ گونج اٹھے۔ تب حضرت ابن عباس نے فرمایا۔ ہم بنی ہاشم ہیں۔ حضرت کعب نے فرمایا کہ اللہ نے اپنا دیدار اور اپنا کلام محمد مصطفیٰ اور موسیٰ علیہما السلام کے درمیان تقسیم فرما دیا تو موسیٰ علیہ السلام سے دوبار کلام کیا اور محمد مصطفیٰ نے اپنے رب کو دوبار دیکھا۔ مسروق کہتے ہیں کہ پھر میں حضرت عائشہ کے پاس گیا۔ میں نے عرض کیا۔

marfat.com
Marfat.com

اٰیَاتِ رَبِّہِ الْکُبْرٰی فَقَالَتْ اَیْنَ تَذْھَبُ بِكَ اِنَّمَا ھُوَجِبْرِیْلُ مَنْ اَخْبَرَكَ اَنَّ مُحَمَّدًا رَاٰی رَبَّہٗ اَوْ کَتَمَ شَیْئًا مِمَّا اُمِرَ بِہٖ اَوْ یَعْلَمُ الْخَمْسَ الَّتِیْ قَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی اِنَّ اللّٰہَ عِنْدَہٗ عِلْمُ السَّاعَۃِ وَیُنَزِّلُ الْغَیْثَ فَقَدْ اَعْظَمَ الْفِرْیَۃَ وَلٰکِنَّہٗ رَاٰی جِبْرِیْلَ لَمْ یَرَہٗ فِیْ صُوْرَتِہٖ اِلَّا مَرَّتَیْنِ عِنْدَ سِدْرَۃِ الْمُنْتَھٰی وَمَرَّۃً فِیْ اَجْیَادٍ لَہٗ سِتُّ مِائَۃِ جَنَاحٍ قَدْ سَدَّ الْاُفُقَ رَوَاہُ التِّرْمِذِیُّ وَرَوَی الشَّیْخَانِ مَعَ زِیَادَۃٍ وَاخْتِلَافٍ وَفِیْ رِوَایَتِھِمَا قَالَ قُلْتُ لِعَائِشَۃَ فَاَیْنَ قَوْلُہٗ ثُمَّ دَنٰی فَتَدَلّٰی فَکَانَ قَابَ قَوْسَیْنِ اَوْ اَدْنٰی قَالَتْ ذَاكَ جِبْرِیْلُ عَلَیْہِ السَّلَامُ کَانَ یَاْتِیْہِ فِیْ صُوْرَۃِ الرَّجُلِ وَاِنَّہٗ اَتَاہُ ھٰذِہِ الْمَرَّۃَ فِیْ صُوْرَتِہِ الَّتِیْ ھِیَ صُوْرَتُہٗ فَسَدَّ الْاُفُقَ۔

کیا حضور نے اپنے رب کو دیکھا۔ آپ بولیں تم نے ایسی بات کہی جس سے میرے رونگٹے کھڑے ہو گئے میں نے عرض کیا جلدی نہ کرو[11] پھر میں نے یہ آیت پڑھی[12] کہ حضور نے اپنے رب کی بڑی نشانیاں دیکھیں[13]۔ آپ بولیں خیالات تمہیں کہاں لیے پھرتے ہیں[14] وہ تو حضرت جبرئیل ہیں[15] جو تمہیں خبر دیں کہ حضور نے اپنے رب کو دیکھا[16] یا جس کی تبلیغ کا[17] حکم دیا گیا تھا اس میں سے کچھ چھپایا یا حضور ان پانچ باتوں کو جانتے ہیں جن کے متعلق اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اللہ ہی کے پاس ہے قیامت کا علم اور بارش کا اتارنا، تو اس نے بڑا بہتان باندھا لیکن آپ نے حضرت جبرئیل کو دیکھا ان کی اصل صورت کبھی نہ دیکھی دو بار۔ ایک بار سدرۃ المنتہٰی کے پاس دوسری دفعہ محلہ اجیاد[18] میں، ان کے چھ صد پر[19] تھے جن کے کنارے آسمانوں کو بند کر رہے تھے (ترمذی) بخاری و مسلم نے کچھ اضافہ اور اختلاف کے ساتھ روایت کیا ہے کہ میں نے حضرت عائشہ سے عرض کیا کہ رب کا یہ فرمان کہاں[20] پھر قریب ہوا، پھر تو دو کمانوں کے بلکہ اس سے بھی قریب تر۔ آپ بولیں یہ جبرئیل علیہ السلام ہیں جو حضور کے پاس آدمی کی صورت میں آتے تھے اور اس دفعہ آپ کے پاس اپنی اصلی صورت میں آئے جو ان کی اپنی صورت ہے تو کنارہ آسمان پر[21] رہے

سلہ عرفہ کے دن عرفات میں

سلہ یعنی دیدار الٰہی کے بارے میں

سلہ حضرت ابن عباس کے اس سوال کے عظیم اور بعید از قیاس ہونے کی وجہ سے۔

سلہ یعنی اتنی بلند آواز سے تکبیر کہی کہ پہاڑوں سے صدا گونج اٹھی

شہ یعنی جو علم و فضل میں مشہور ہیں، میں نے نادانستہ سوال نہیں کیا اور کسی ایسی چیز کے بارے میں نہیں پوچھا جو محال و بعید از قیاس ہو، میں ان لوگوں میں سے ہوں جنہوں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت سے علوم و انوار کو حاصل کیا ہے

marfat.com
Marfat.com

لہٰذا خوب غور و فکر کر کے جواب دو ۔ اس سوال کو بعید از قیاس سمجھ کر جواب میں جلدی نہ کرو اور اس معاملہ میں تفکر کرو کہ دنیا میں دیدارِ الٰہی ممکن ہے ۔

۶؎ حضرت ابنِ عباس نے جب خوب زور دیا تو انھوں نے غور و فکر کے بعد جواب دیا

۷؎ ایک دفعہ وادی ایمن میں اور دوسری دفعہ کوہِ طور پر ۔

۸؎ ظاہر یہ ہے کہ یہ بات حضرت کعب نے تورات سے نقل کی ہے ۔

۹؎ جن سے حضرت شعبی نے یہ روایت نقل کی ہے ۔

۱۰؎ حضرت ابنِ عباس اور حضرت کعب کے درمیان مناظرہ اور حضرت کعب کے جواب کے بعد

۱۱؎ دیدارِ الٰہی کے انکار میں جلدی نہ کیجیے

۱۲؎ رویت باری تعالیٰ پر بطور استدلال

۱۳؎ یہ آیت مبارکہ دلیل کے خاتمہ کے طور پر ہے جو آخر حدیث میں آ رہی ہے کہ کیا اللہ تعالیٰ کا ارشاد نہیں ثُمَّ دَنٰی فَتَدَلّٰی

۱۴؎ کہ تم ان آیات کو دیدارِ الٰہی پر محمول کر رہے ہو ۔

۱۵؎ ان آیات میں قرب سے مراد حضور کا جبریل سے قرب ہے اور انھی کا دیکھنا ہے ۔ اس کے بعد سیدہ نے ان ایسی چیزوں کا تذکرہ کیا جو کسی کے لیے بھی ثابت کرنا جائز نہیں ۔

۱۶؎ معراج کی رات

۱۷؎ بصورتِ احکام و شرائع دین

۱۸؎ اجیاد ، ہمزہ پر زبر ، جیم ساکن ، متصل مکہ میں مشہور جگہ کا نام ہے یا پہاڑ ہے جس کی طرف حرم شریف کا ایک دروازہ ہے ۔ اسے باب الاجیاد بھی اسی وجہ سے کہا جاتا ہے ۔ حدیث میں بندہ کے استاذ قاضی علی بن جار اللہ جب اس حدیث پر پہنچے تو ایک ٹھنڈی آہ بھری اور کہنے لگے اے عبدالحق ہمارا کیا حال ہے ۔ یہ مقامات اور پہاڑ جو تم دیکھ رہے ہو یہ اللہ تعالیٰ کی رحمت اور اس کی تجلیات کا مرکز ہیں ۔

۱۹؎ اس بارے میں علماء کے مختلف اقوال ہیں ۔ مختار قول یہ ہے کہ پروں سے مراد قوت ملکیہ ہے ۔ جب قرآن مجید میں ملائکہ کے لیے پروں کا ذکر ہے تو ہمیں اس پر ایمان رکھنا چاہیے ۔ یہاں تک کہ ہم پر یہ حقیقت کھل جائے

۲۰؎ اگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دیدارِ الٰہی نہیں کیا تو اس آیت کا کیا معنی ہے ؟

۲۱؎ عظمت صورت کی وجہ سے ۔

۵۴۱۷ وَعَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ فِیْ قَوْلِہٖ فَکَانَ قَابَ قَوْسَیْنِ اَوْ اَدْنٰی وَفِیْ قَوْلِہٖ مَا کَذَبَ الْفُؤَادُ مَا رَاٰی وَفِیْ قَوْلِہٖ لَقَدْ رَاٰی مِنْ اٰیٰتِ

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے ان آیات کے بارے میں مروی ہے کہ تو ہوا دو کمانوں کا فاصلہ یا اور زیادہ قریب اور اس فرمانِ الٰہی کے بارے میں کہ نہیں

marfat.com
Marfat.com

رَبِّهِ الْكُبْرٰى قَالَ فِيْهَا كُلِّهَا رَاٰى جِبْرِيْلَ لَهٗ سِتُّ مِائَةِ جَنَاحٍ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ وَفِيْ رِوَايَةِ التِّرْمِذِيِّ قَالَ مَا كَذَبَ الْفُؤَادُ مَا رَاٰى قَالَ رَاٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جِبْرِيْلَ فِيْ حُلَّةٍ مِّنْ رَفْرَفٍ قَدْ مَلَاَ مَا بَيْنَ السَّمَاۗءِ وَالْاَرْضِ وَلَهٗ وَلِلْبُخَارِيِّ فِيْ قَوْلِهٖ لَقَدْ رَاٰى مِنْ اٰيَاتِ رَبِّهِ الْكُبْرٰى قَالَ رَاٰى رَفْرَفًا اَخْضَرَ سَدَّ اُفُقَ السَّمَاۗءِ وَسُئِلَ مَالِكُ ابْنُ اَنَسٍ عَنْ قَوْلِهٖ تَعَالٰى اِلٰى رَبِّهَا نَاظِرَةٌ فَقِيْلَ قَوْمٌ يَقُوْلُوْنَ اِلٰى ثَوَابِهٖ فَقَالَ مَالِكٌ كَذَبُوْا فَاَيْنَ هُمْ عَنْ قَوْلِهٖ تَعَالٰى كَلَّاۤ اِنَّهُمْ عَنْ رَّبِّهِمْ يَوْمَئِذٍ لَّمَحْجُوْبُوْنَ قَالَ مَالِكٌ اَلنَّاسُ يَنْظُرُوْنَ اِلَى اللّٰهِ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ بِاَعْيُنِهِمْ وَقَالَ لَوْ لَمْ يَرَ الْمُؤْمِنُوْنَ رَبَّهُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ لَمْ يُعَيِّرِ اللّٰهُ الْكُفَّارَ بِالْحِجَابِ فَقَالَ كَلَّاۤ اِنَّهُمْ عَنْ رَّبِّهِمْ يَوْمَئِذٍ لَّمَحْجُوْبُوْنَ

(رَوَاهُ فِيْ شَرْحِ السُّنَّةِ)

جھٹلایا دل نے جو دیکھا اور رب کے اس فرمان کے بارے میں کہ بے شک آپ نے اپنے رب کی بڑی بڑی نشانیاں دیکھیں ۔ فرمایا ان سب میں حضور نے حضرت جبرئیل کو دیکھا جن کے چھ سو بازو تھے (بخاری و مسلم) ترمذی کی روایت میں ہے فرمایا دل نے نہیں جھٹلایا جو دیکھا فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت جبرئیل کو باریک ریشم[1] کے جوڑے میں دیکھا کہ انھوں نے آسمان و زمین کو بھر دیا تھا ترمذی اور بخاری کی روایت میں رب تعالیٰ کے اس فرمان کے متعلق ہے ۔ بے شک ریشمی جوڑے میں دیکھا کہ انھوں نے آسمان و زمین کے درمیان کو بھر دیا ہے اور بخاری کی روایت میں اس آیت کے متعلق ہے کہ بے شک اپنے رب کی بڑی نشانیاں دیکھیں ۔ فرمایا آپ نے باریک سبز ریشم دیکھا جس نے آسمان کا کنارہ بھر[2] دیا تھا ۔ اور امام مالک بن انس رضی اللہ عنہ سے اس ارشاد باری تعالیٰ کے بارے میں پوچھا گیا اِلٰی رَبِّهَا نَاظِرَة کہ ایک قوم کہتی[3] ہے کہ لوگ رب کے ثواب کو دیکھیں گے ۔ تو امام نے فرمایا جھوٹ کہا وہ اس فرمان باری کو کہاں لے جا[4] رہے ہیں کہ خبردار وہ اس دن اپنے رب سے حجاب میں ہوں گے ۔ امام مالک نے فرمایا کہ قیامت کے دن لوگ اللہ تعالیٰ کو اپنی آنکھوں سے دیکھیں گے ۔ فرمایا اگر قیامت کے دن مومن اپنے رب کو نہ دیکھتے تو اللہ تعالیٰ کفار کو حجاب[5] سے عار نہ دلاتا ۔ اس نے فرمایا کہ وہ اس دن اپنے رب سے حجاب میں ہوں گے ۔ (شرح السنہ)

[1] رفرف ۔ اس کے کئی معانی ہیں ۔ وہ سبز کپڑا جو نہایت ہی باریک ریشم سے خوب صورت طریقہ سے بنایا گیا ہو ۔ بچھونا ، فراش ، سنجاف ، دامن خیمہ کے معنی میں آتا ہے ۔ یہاں اول معنی مراد ہے ۔ بعض نے اس سے جبرئیل امین کے بازو مراد لیے ہیں ۔ کیونکہ وہ بھی جا بجا فرش کی طرح بچھے ہیں ۔ رفرفہ ، پرندہ کے پروں کو کھولنا کے معنی میں آتا ہے ۔ نیچے آنے کے لیے پروں کو کشادہ کرنے کے معنی میں بھی ہے ۔

marfat.com
Marfat.com

۵۲ اہم نوٹ، سابقہ گفتگو سے معلوم ہو چکا ہے کہ شبِ معراج حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا اللہ تعالیٰ کو سَر کی آنکھوں سے دیکھنے کے بارے میں صحابہ کے درمیان اختلاف ہے ۔ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے اس کی نفی کی ہے اور حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہما نے اس کا اثبات فرمایا ہے اور ہر ایک کے ساتھ صحابہ کی رائے ہے ۔ صحابہ کے بعد تابعین، تبع تابعین میں بھی اختلاف رہا ۔ بعض نے یہ کہتے ہوئے خاموشی اختیار کی کہ کسی طرف واضح دلائل نہیں ہیں جمہور علماءِ امت نے اثبات کو اختیار کیا ۔ امام محی الدین نووی کہتے ہیں اکثر کبار علماء کے نزدیک راجح و مختار یہ ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سر کی آنکھوں سے اللہ تعالیٰ کا دیدار کیا ہے اور فرمایا جن صحابہ نے اس کا اثبات کیا ہے انھوں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے سنے بغیر نہیں کہا ۔ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے بطور دلیل اس پر کوئی فرمانِ نبوی اور حضور سے سنی کوئی چیز پیش نہیں کی ۔ بلکہ انھوں نے اللہ تعالیٰ کے ان ارشاداتِ گرامی سے استدلال و اجتہاد کیا ہے مَا کَانَ لِبَشَرٍ اَنْ یُّکَلِّمَہُ اللّٰہُ اِلَّا وَحْیًا اَوْ مِنْ وَّرَآءِ حِجَابٍ ۔ لَا تُدْرِکُہُ الْاَبْصَارُ تو ان کے اس استدلال کا جواب یہ ہے کہ پہلی آیت میں بحالتِ دیدار کلام کی نفی ہے ۔ مگر بغیر کلام کے دیدار کی نفی لازم نہیں آتی دوسری آیت میں احاطہ کی نفی ہے اور احاطہ کی نفی سے مطلق رویت کی نفی نہیں ہوتی ۔ بعض علماء نے فرمایا کہ اس سلسلہ میں حضرت ابنِ عباس کا قول معتمد و متعین ہے کیونکہ انھوں نے یہ بات آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنے بغیر نہیں کہی اور یہ جائز بھی نہیں کہ اتنا بڑا قول اپنے اجتہاد کی بناء پر کر دیا جائے ۔ حضرت ابنِ عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے اس معاملہ میں ان سے رجوع کیا اور پوچھا کیا حضور نے ربِ کریم کا دیدار کیا ہے انھوں نے فرمایا ہاں دیدار کیا ہے ۔ حضرت ابنِ عمر نے اسے تسلیم کر لیا اور کسی تردد و انکار کا اظہار نہ فرمایا ۔ عمر بن راشد کہتے ہیں کہ میرے نزدیک سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا حضرت ابنِ عباس سے زیادہ فاضل نہیں ہیں ۔

اکثر مشائخ صوفیہ کے ہاں بھی دیدارِ الٰہی ثابت ہے ۔ حقیقتِ حال یہ ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو ایسا کمال حاصل ہے جو مخلوق کے اذہان و عقول سے ماوراء ہے ۔ خصوصًا شبِ معراج جس میں آپ کو مقامِ قرب کا اتم، اکمل اور ارفع درجہ نصیب ہوا اور دنیا میں دیدارِ الٰہی کے ممکن ہونے میں کسی کو اختلاف نہیں ۔ اگر ایسے انتہائی قرب کے مقام میں بھی ممکن الوقوع کا حصول نہیں ہوا تو کسی دوسرے کو یہ کہاں اور کیسے حاصل ہو سکتا ہے ؟ (تو ممکن ہونے کا کیا فائدہ از مترجم)

البتہ یہ کہا جا سکتا ہے کہ سر کی آنکھ کے ساتھ دیکھنا دارِ آخرت کے ساتھ مخصوص اور اس عالم پر موقوف ہے لیکن اس میں کوئی قطعی دلیل نہیں ہے ہاں یہ ہو سکتا ہے کہ اس عالم میں اس عالم کے لائق سر کی آنکھ کے ساتھ دیدار کے باوجود بعض حالات اور تفصیلات دارِ آخرت پر موقوف ہوں ۔

چونکہ اس مقام پر گفتگو علم و نقل کے حوالے سے ہو رہی ہے لہٰذا اسی قدر پہ ہم اکتفا کر رہے ہیں ۔ اہلِ معرفت و تحقیق کے ہاں یہاں کلام ہی اور ہے ۔

۵۳ بعض نے کہا یہاں اِلیٰ بمعنی نعمت ہے یعنی وہ اپنے پروردگار کی نعمت کا انتظار کریں گے ۔

۵۴ یہ کفار کی مذمت و ہجو میں کلام نازل ہوا ہے

۵۵ یہ کفار کے حق میں تعذیب تب ہی بنتی ہے کہ دوسرے لوگ دیدار سے محفوظ ہوں اور کافر اس سے محروم و مخذول

marfat.com
Marfat.com

ہوں ۔ اگر اہلِ ایمان بھی محجوب ہوں تو کفار کو سرزنش کیسے ہوگی ۔

۵۴۱۸ وَعَنْ جَابِرٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْنَا اَهْلُ الْجَنَّةِ فِيْ نَعِيْمِهِمْ اِذْ سَطَعَ لَهُمْ نُوْرٌ فَرَفَعُوْا رُؤُسَهُمْ فَاِذَا الرَّبُّ قَدْ اَشْرَفَ عَلَيْهِمْ مِنْ فَوْقِهِمْ فَقَالَ اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ يَا اَهْلَ الْجَنَّةِ قَالَ وَذٰلِكَ قَوْلُهٗ تَعَالٰى سَلَامٌ قَوْلًا مِّنْ رَّبٍّ رَّحِيْمٍ قَالَ فَيَنْظُرُ اِلَيْهِمْ وَيَنْظُرُوْنَ اِلَيْهِ فَلَا يَلْتَفِتُوْنَ اِلٰى شَيْءٍ مِّنَ النَّعِيْمِ مَا دَامُوْا يَنْظُرُوْنَ اِلَيْهِ حَتّٰى يَحْتَجِبَ عَنْهُمْ وَيَبْقٰى نُوْرُهٗ (رَوَاهُ ابْنُ مَاجَةَ)

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اہلِ جنت نعمتوں کے اندر ہوں گے کہ ان کے اوپر ایک نور چھا جائے گا ۔ وہ سر اٹھا کر دیکھیں گے تو رب تعالیٰ ان کے اوپر جلوہ افروز ہوگا، فرمائے گا کہ اے اہلِ جنت تمھارے اوپر سلامتی ہو ۔ ارشاد ہوا کہ اسی لیے اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے ۔ ربِّ رحیم کی طرف سے سلام کیا جائے گا[1] ۔ فرمایا وہ ان کی طرف دیکھے گا اور یہ اس کی طرف دیکھیں گے اور جب تک اس کی طرف دیکھتے رہیں گے تو کسی اور نعمت کی طرف توجہ نہیں کریں گے یہاں تک کہ ان سے حجاب فرمائے گا اور اس کا نور[2] باقی رہ جائے گا[3] ۔ (ابن ماجہ)

[1] امام بیضاوی لکھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ ان پر سلام بھیجے گا ۔ بواسطہ ملائکہ یا بے واسطہ ۔ اس حدیث نے واضح کر دیا کہ یہ سلام بلا واسطہ ہوگا ۔

[2] دیدار کا ذوق و سرور

[3] یہ حجاب دستر بھی اس احسان فرمانے والے رحیم کی طرف سے بندوں پر لطف و مہربانی ہوگی ۔ کیونکہ ہمیشہ اس کا دیدار و شہود اور اس کے نور میں مستغرق ہونا کس کی طاقت ہے اور اس کی کسے تاب ہے ۔ کچھ وقت کے لیے اہلِ جنت اپنے حال میں لوٹ آئیں اور پھر وہ صفات جو جنت کی نعمتوں کی صورت میں ہیں اس کا مشاہدہ کریں تاکہ وہ دوسری تجلی کے مستحق ہو جائیں اور ہر بار ایک نئی لذت و سرور نصیب ہو ۔

⁂

marfat.com
Marfat.com

بَابُ صِفَةِ النَّارِ وَاَهْلِهَا

جہنم اور اہل جہنم کے بارے میں

نار کا معنی آگ ہے۔ نار اور نور کا اشتقاق ایک ہی مادہ ہے۔ نار کی جمع نیران اور نیر ہے۔ نون کے نیچے زیر اور یاء پہ زبر۔ نور، نیار اور اینار اس کا استعمال بطور مؤنث ہوتا ہے۔ لیکن مذکر کے طور پر بھی آیا ہے۔ اصطلاح شرع میں دوزخ کی آگ پر اس کا اطلاق ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اس سے ہمیں محفوظ رکھے۔ آمین۔

الفصل الاول

۵۴۱۹ عَنْ اَبِي هُرَيْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ نَارُكُمْ جُزْءٌ مِّنْ سَبْعِيْنَ جُزْءًا مِّنَ النَّارِ جَهَنَّمَ قِيْلَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنْ كَانَتْ لَكَافِيَةً قَالَ فُضِّلَتْ عَلَيْهِنَّ بِتِسْعَةٍ وَّسِتِّيْنَ جُزْءًا كُلُّهُنَّ مِثْلُ حَرِّهَا مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ وَاللَّفْظُ لِلْبُخَارِيِّ وَفِيْ رِوَايَةِ مُسْلِمٍ نَارُكُمُ الَّتِيْ يُوْقِدُ ابْنُ اٰدَمَ وَفِيْهَا عَلَيْهَا وَكُلُّهَا بَدَلَ عَلَيْهِنَّ وَكُلُّهُنَّ

پہلی فصل

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تمہاری آگ دوزخ کی آگ کا سترواں حصہ ہے[1]۔ عرض کیا گیا یا رسول اللہ یہ ہی آگ کافی تھی[2]۔ فرمایا وہ آگ ان آگوں سے انہتر درجہ زیادہ تیز[3] رکھی گئی ہے۔ ہر درجہ اس آگ کی مثل ہے۔ (بخاری و مسلم) اور مذکورہ الفاظ بخاری کے ہیں اور مسلم کی روایت میں تمہاری وہ آگ ہے جو انسان جلاتا ہے اور اس روایت میں عَلَيْهِنَّ اور كُلُّهُنَّ کی جگہ عَلَيْهَا اور كُلُّهَا ہے۔

[1] یعنی دوزخ کی آگ اس دنیوی آگ سے ستر مرتبہ زیادہ گرم ہے۔ اس عدد سے مقصد تعیین نہیں بلکہ کثرت و مبالغہ ہے۔ باقی اس عدد سے کثرت مراد مشہور و متعارف ہے۔

[2] اس سے سخت آگ پیدا کرنے میں کیا حکمت ہے؟

[3] یہ بلفظ گفتگو کی تاکید اور اسے پختہ فرمایا ہے کہ یہ اس لیے کیا گیا ہے تاکہ عذاب خدا، عذاب خلق سے ممتاز ہو جائے۔ یہی وجہ ہے کہ باقی مختلف عذابوں سے آگ کے عذاب کو ترجیح دی گئی ہے۔

marfat.com
Marfat.com

۵۴۲۰ وَعَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّى اللّٰہُ عَلَيْہِ وَسَلَّمَ يُؤْتٰى بِجَهَنَّمَ يَوْمَئِذٍ لَهَا سَبْعُوْنَ اَلْفَ زِمَامٍ مَعَ كُلِّ زِمَامٍ سَبْعُوْنَ اَلْفَ مَلَكٍ يَجُرُّوْنَهَا

(رَوَاهُ مُسْلِمٌ)

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اس دن دوزخ لائی جائے گی۔ ستر ہزار لگامیں ہوں گی ہر لگام کے ساتھ ستر ہزار فرشتے ہوں گے جو اُسے کھینچیں گے۔ (مسلم)

۵۴۲۱ وَعَنِ النُّعْمَانِ بْنِ بَشِيْرٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّى اللّٰہُ عَلَيْہِ وَسَلَّمَ اِنَّ اَهْوَنَ اَهْلِ النَّارِ عَذَابًا مَنْ لَهٗ نَعْلَانِ وَشِرَاكَانِ مِنْ نَارٍ يَغْلِيْ مِنْهُمَا دِمَاغُهٗ كَمَا يَغْلِي الْمِرْجَلُ مَا يَرٰى اَنَّ اَحَدًا اَشَدُّ مِنْهُ عَذَابًا وَاِنَّهٗ لَاَهْوَنُهُمْ عَذَابًا

(مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ)

حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: دوزخیوں میں سے سب سے ہلکے عذاب والا وہ ہوگا جس کے لیے آگ کا جوتا اور تسمے ہوں گے جس سے اس کا دماغ کھولتا ہے جیسے ہانڈی کھولتی ہے۔ وہ نہ سمجھے گا کہ کوئی بھی اس سے سخت تر عذاب والا ہے حالانکہ وہ ان سب سے ہلکے عذاب والا ہوگا۔ (بخاری و مسلم)

۵۴۲۲ وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّى اللّٰہُ عَلَيْہِ وَسَلَّمَ اَهْوَنُ اَهْلِ النَّارِ عَذَابًا اَبُوْطَالِبٍ وَهُوَ مُنْتَعِلٌ بِنَعْلَيْنِ يَغْلِيْ مِنْهُمَا دِمَاغُهٗ

(رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ)

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا دوزخیوں میں سب سے ہلکے عذاب والے ابوطالب ہوں گے وہ دو جوتے پہنے ہوں گے جن سے دماغ کھولتا ہوگا۔ (البخاری)

۵۴۲۳ وَعَنْ اَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّى اللّٰہُ عَلَيْہِ وَسَلَّمَ يُؤْتٰى بِاَنْعَمِ اَهْلِ الدُّنْيَا مِنْ اَهْلِ النَّارِ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ فَيُصْبَغُ فِي النَّارِ صَبْغَةً ثُمَّ يُقَالُ يَا ابْنَ اٰدَمَ هَلْ رَاَيْتَ خَيْرًا قَطُّ هَلْ مَرَّ بِكَ نَعِيْمٌ قَطُّ فَيَقُوْلُ لَا وَاللّٰهِ يَا رَبِّ وَيُؤْتٰى بِاَشَدِّ النَّاسِ بُؤْسًا فِي الدُّنْيَا مِنْ اَهْلِ الْجَنَّةِ فَيُصْبَغُ صَبْغَةً فِي الْجَنَّةِ فَيُقَالُ لَهٗ يَا ابْنَ اٰدَمَ هَلْ رَاَيْتَ بُؤْسًا قَطُّ وَهَلْ مَرَّ بِكَ شِدَّةٌ قَطُّ فَيَقُوْلُ لَا وَاللّٰهِ يَا رَبِّ مَا مَرَّ بِيْ

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: قیامت کے دن عیش والے دنیادار دوزخی کو لایا جائے گا اسے آگ میں ایک بار غوطہ دیا جائے گا پھر کہا جائے گا اے انسان کیا تو نے کبھی کوئی بھلائی دیکھی تھی؟ کیا تجھ پر کبھی کوئی نعمت آئی تھی؟ وہ کہے گا یارب! واللہ کبھی نہیں اور دنیا میں سخت مصیبت زدہ جنتی کو لایا جائے گا اسے جنت میں ایک غوطہ دیا جائے گا پھر اس سے کہا جائے گا اے انسان تو نے کبھی کوئی تکلیف دیکھی تھی تجھ پر کوئی سختی آئی تھی۔ وہ کہے گا یارب! واللہ کبھی نہیں نہ مجھ پر کوئی تکلیف آئی نہ میں نے کبھی کوئی

marfat.com
Marfat.com

بُؤْسًا قَطُّ وَلَا رَأَيْتُ شِدَّةً قَطُّ (رَوَاهُ مُسْلِمٌ)

سختی دیکھی ۔ (المسلم)

ا۔ جیسے کہ کپڑے کو رنگ دینے کے لیے خم میں ڈالا جاتا ہے ۔

۲۔ دوزخ کی سختی کے بعد اسے دنیا کی ہر نعمت و آسانی اس طرح بھول جائے گی جیسے اس نے اسے پایا ہی نہ تھا ۔

۳۔ یہاں اس بات کی تصریح ہے کہ اسے تکالیفِ دنیا اور اس کے مصائب ہر طرح فراموش ہو جائیں گے ، مگر دوزخی کو دوزخ کی وجہ سے اگرچہ دنیا کی آسانی سے فراموشی ہو گی مگر کچھ نہ کچھ اسے یاد ہو گا جس پر اسے حسرت و افسوس ہو گا ۔

۵۴۲۴ وَعَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ يَقُوْلُ اللّٰهُ لِأَهْوَنِ أَهْلِ النَّارِ عَذَابًا يَوْمَ الْقِيٰمَةِ لَوْ أَنَّ لَكَ مَا فِي الْأَرْضِ مِنْ شَيْءٍ أَكُنْتَ تَفْتَدِيْ بِهٖ فَيَقُوْلُ نَعَمْ فَيَقُوْلُ أَرَدْتُ مِنْكَ أَهْوَنَ مِنْ هٰذَا وَأَنْتَ فِيْ صُلْبِ اٰدَمَ أَنْ لَّا تُشْرِكَ بِيْ شَيْئًا فَأَبَيْتَ إِلَّا أَنْ تُشْرِكَ بِيْ (مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ)

انہی سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ روز قیامت ہلکے عذاب والے دوزخی سے کہے گا اگر تیرے پاس ساری زمین کی دولت ہوتی[۱] تو فدیہ میں دے دیتا وہ کہے گا ہاں[۲] ۔ پھر اللہ اس سے فرمائے گا میں نے اس سے آسان چیز طلب کی تھی جبکہ تو آدم[۳] علیہ السلام کی پیٹھ میں تھا کہ تو کسی کو میرا شریک نہ بنا[۴] تو میرے شریک ٹھہرانے کی سزا سے انکاری ہو گیا ۔ (بخاری و مسلم)

ا۔ یعنی بطور فدیہ دے دے تاکہ اس کا عذاب ختم کر دیا جائے ۔

۲۔ وہ تمام فدیہ دے کر رہائی حاصل کرنا چاہتا ہوں ۔

۳۔ یہ اس عہد و پیمان کی طرف اشارہ ہے جو روزِ ازل سے لیا گیا تھا ۔ باقی دنیاوی امر و نہی اسی عہد پر مبنی ہیں

۴۔ تو نے وہ عہد توڑ ڈالا اور میری سرکشی اور بغاوت اختیار کر لی ۔

۵۴۲۵ وَعَنْ سَمُرَةَ بْنِ جُنْدُبٍ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مِنْهُمْ مَنْ تَأْخُذُهُ النَّارُ إِلٰى كَعْبَيْهِ وَمِنْهُمْ مَنْ تَأْخُذُهُ النَّارُ إِلٰى رُكْبَتَيْهِ وَمِنْهُمْ مَنْ تَأْخُذُهُ النَّارُ إِلٰى حُجْزَتِهٖ وَمِنْهُمْ مَنْ تَأْخُذُهُ النَّارُ إِلٰى تَرْقُوَتِهٖ (رَوَاهُ مُسْلِمٌ)

حضرت سمرہ[۱] بن جندب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ان میں سے کسی کو آگ ٹخنوں تک پکڑے گی اور ان میں سے کسی کو آگ گھٹنوں تک پکڑے گی اور ان میں سے کسی کو آگ کمر تک پکڑے گی اور ان میں سے کسی کو آگ گردن[۲] تک پکڑے گی (المسلم)

ا۔ مشہور صحابی ہیں ۔ اہل بصرہ میں شمار ہوتے ہیں ۔ امام حسن بصری اور امام ابن سیرین انہی سے روایت کرتے ہیں

۲۔ ترقوۃ ۔ تاء پر زبر ، را ساکن ، قاف پر پیش گردن اور حلق کے درمیان کی ہڈی

marfat.com
Marfat.com

۵۴۲۶ وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مَا بَیْنَ مَنْكِبَیِ الْكَافِرِ فِی النَّارِ مَسِیْرَةُ ثَلٰثَةِ اَیَّامٍ لِلرَّاكِبِ الْمُسْرِعِ وَفِیْ رِوَایَةٍ ضِرْسُ الْكَافِرِ مِثْلُ اُحُدٍ وَغِلَظُ جِلْدِهٖ مَسِیْرَةُ ثَلٰثٍ (رَوَاهُ مُسْلِمٌ وَذُكِرَ حَدِیْثُ اَبِیْ هُرَیْرَةَ اِشْتَكَتِ النَّارُ اِلٰی رَبِّهَا فِیْ بَابِ تَعْجِیْلِ الصَّلٰوةِ)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ دوزخ میں کافر کے کندھوں کا درمیانی فاصلہ تیز رفتار سوار کی تین دن کی مسافت کے برابر ہوگا۔ دوسری روایت میں ہے کہ کافر کی ایک ہی داڑھ احد[1] پہاڑ کے برابر ہوگی اور اس کی جلد کی موٹائی تین دن کی مسافت کے برابر۔ (مسلم، اور اِشْتَكَتِ النَّارُ اِلٰی رَبِّهَا والی حدیث ابوہریرہ پہلے باب تعجیل الصلوٰۃ میں گزر چکی ہے۔

[1] احد۔ الف اور حاء دونوں پر پیش۔ مدینہ طیبہ کے قریب دیگر پہاڑوں سے جدا پہاڑ کا نام ہے۔ اس وجہ سے اسے احد کہا جاتا ہے۔

الفصل الثانی — دوسری فصل

۵۴۲۷ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اُوْقِدَ عَلَی النَّارِ اَلْفَ سَنَةٍ حَتّٰی احْمَرَّتْ ثُمَّ اُوْقِدَ عَلَیْهَا اَلْفَ سَنَةٍ حَتّٰی ابْیَضَّتْ ثُمَّ اُوْقِدَ عَلَیْهَا اَلْفَ سَنَةٍ حَتّٰی اسْوَدَّتْ فَهِیَ سَوْدَاءُ مُظْلِمَةٌ (رَوَاهُ التِّرْمِذِیُّ)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: دوزخ کی آگ کو ایک ہزار سال تک دھونکا گیا۔ حتیٰ کہ وہ سُرخ ہوگئی۔ پھر اس پر ہزار سال تک دھونکا گیا حتیٰ کہ سفید[1] ہوگئی۔ پھر اس پر ایک ہزار سال تک دھونکا گیا حتیٰ کہ سیاہ ہوگئی چنانچہ وہ سیاہ تاریک[2] ہے۔ (ترمذی)

[1] جب آگ تیز ہوتی ہے تو وہ صاف تر اور سفید ہوجاتی ہے۔ اس کی سرخی دھوآں بن جاتی ہے۔
[2] اب وہاں ہرگز روشنی نہیں۔

۵۴۲۸ وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ ضِرْسُ الْكَافِرِ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ مِثْلُ اُحُدٍ وَفَخِذُهٗ مِثْلُ الْبَیْضَاءِ وَمَقْعَدُهٗ مِنَ النَّارِ مَسِیْرَةُ ثَلٰثٍ مِثْلُ الرَّبَذَةِ (رَوَاهُ التِّرْمِذِیُّ)

اور انھی سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کافر کی داڑھ روزِ قیامت احد کی مانند ہوگی اور اس کی ران بیضاء[1] کی طرح اور اس کی آگ کی نشستگاہ ربذہ[2] کی طرح تین دن کی راہ ہوگی۔ (ترمذی)

[1] یہ بھی پہاڑ کا نام ہے
[2] ربذہ، راء، باء، ذال تمام پر زبر، قریہ کا نام ہے۔ مدینہ طیبہ سے تین دن کی مسافت پر ہے۔

marfat.com
Marfat.com

٥٤٢٩ / ١١ وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ غِلَظَ جِلْدِ الْكَافِرِ اثْنَانِ وَ اَرْبَعُوْنَ ذِرَاعًا وَّاِنَّ ضِرْسَهٗ مِثْلُ اُحُدٍ وَّاِنَّ مَجْلِسَهٗ مِنْ جَهَنَّمَ مَا بَيْنَ مَكَّةَ وَ الْمَدِيْنَةِ (رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ)

اور انھی سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کافر کی کھال کی موٹائی بیالیس گز ہوگی اور اس کی داڑھ احد پہاڑ کی طرح اور اس کی دوزخ کی بیٹھک ایسی ہوگی جیسی مکہ اور مدینہ کے درمیان کے قریب کی مسافت[1] ہے (ترمذی)

[1] جو بارہ یا اس سے زیادہ دنوں کی مسافت ہے۔

٥٤٣٠ / ١٢ وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ الْكَافِرَ لَيُسْحَبُ لِسَانُهُ الْفَرْسَخَ وَالْفَرْسَخَيْنِ يَتَوَطَّاهُ النَّاسُ۔ (رَوَاهُ اَحْمَدُ وَالتِّرْمِذِيُّ وَقَالَ هٰذَا حَدِيْثٌ غَرِيْبٌ)

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کافر اپنی زبان کوس دو کوس نکالے گا جسے لوگ روندیں گے۔ (مسند احمد، ترمذی اور کہا یہ حدیث غریب ہے)

٥٤٣١ / ١٣ وَعَنْ اَبِيْ سَعِيْدٍ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الصَّعُوْدُ جَبَلٌ مِّنْ نَّارٍ يَتَصَعَّدُ فِيْهِ سَبْعِيْنَ خَرِيْفًا وَّيُهْوٰى بِهٖ كَذٰلِكَ فِيْهِ اَبَدًا (رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ)

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا صعود[1] آگ کا پہاڑ ہے جس میں دوزخی ستر سال چڑھے گا اور وہاں سے گرے گا اور ہمیشہ ایسا ہی کرتا رہے گا (ترمذی)

[1] قرآن مجید میں ہے سَاُرْهِقُهٗ صَعُوْدًا، صاد پر زبر، آگ کا پہاڑ۔

٥٤٣٢ / ١٤ وَعَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ فِيْ قَوْلِهٖ كَالْمُهْلِ اَيْ كَعَكَرِ الزَّيْتِ فَاِذَا قُرِّبَ اِلٰى وَجْهِهٖ سَقَطَتْ فَرْوَةُ وَجْهِهٖ فِيْهِ (رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ)

اور انھی سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ کے ارشاد گرامی کَالْمُهْلِ[1] کے بارے میں فرمایا یعنی تیل کی تلچھٹ[2] کی طرح تو جب اس کے چہرے کے قریب کیا جائے گا تو اس کے چہرے کی کھال اس میں گر جائے گی۔ (ترمذی)

[1] کَالْمُهْلِ میم پر پیش، ہا ساکن۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد گرامی کی تشریح کی اِنَّ شَجَرَةَ الزَّقُّوْمِ طَعَامُ الْاَثِيْمِ كَالْمُهْلِ يَغْلِيْ فِي الْبُطُوْنِ (گنہ گاروں کی غذا زقوم کا درخت ہوگا اور ان کے پیٹ میں وہ تیل کی تلچھٹ کی طرح جوش مارے گا۔

[2] جسم سے پیپ جاری ہوتی ہے اسے بھی مُہْل کہا جاتا ہے۔

٥٤٣٣ / ١٥ وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ

marfat.com
Marfat.com

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِنَّ الْحَمِيْمَ لَيُصَبُّ عَلٰى رُءُوْسِهِمْ فَيَنْفُذُ الْحَمِيْمُ حَتّٰى يَخْلُصَ اِلٰى جَوْفِهٖ فَيَسْلُتُ مَا فِيْ جَوْفِهٖ حَتّٰى يَمْرُقَ مِنْ قَدَمَيْهِ وَهُوَ الصَّهْرُ ثُمَّ يُعَادُ كَمَا كَانَ

(رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا گرم پانی دوزخیوں کے سروں پر ڈالا جائے گا تو یہ گرم پانی اس میں سرایت کر جائے گا حتیٰ کہ اس کے پیٹ تک پہنچ جائے گا تو اس کے پیٹ کی چیزوں کو کاٹ ڈالے گا۔ حتیٰ کہ اس کے قدموں سے نکل جائے گا۔ یہ صَھَر[۱] یہی ہے پھر جیسا تھا ویسا لوٹا دیا[۲] جائے گا۔ (ترمذی)

۱ صھر صاد پر زبر، ہاء ساکن، اس کا معنی دل میں جلن پیدا کرنا، اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے یُصَبُّ مِنْ فَوْقِ رُءُوْسِهِمُ الْحَمِيْمُ يُصْهَرُ بِهٖ مَا فِيْ بُطُوْنِهِمْ وَالْجُلُوْدِ (ان کے سروں پر گرم پانی ڈالا جائے گا جو کچھ ان کے پیٹ میں ہوگا اسے اور ان کی کھالوں کو وہ پگھلا دے گا۔ یعنی شدت حرارت کی وجہ سے ان کے ظاہر و باطن پر اس کا اثر ہوگا۔

۲ یا پھر ان کے چمڑے، آنتیں وغیرہ دوبارہ پہلے کی طرح کر دیا جائے گا اور پھر گرم پانی ڈالا جائے گا۔ جیسا کہ قرآن مجید میں دوسرے مقام پر ہے۔ بَدَّلْنٰهُمْ جُلُوْدًا غَيْرَهَا

۵۴۲۴ وَعَنْ اَبِيْ اُمَامَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ قَوْلِهٖ يُسْقٰى مِنْ مَّآءٍ صَدِيْدٍ[۱۶] يَّتَجَرَّعُهٗ قَالَ يُقَرَّبُ اِلٰى فِيْهِ فَيَكْرَهُهٗ فَاِذَا اُدْنِيَ مِنْهُ شَوٰى وَجْهَهٗ وَوَقَعَتْ فَرْوَةُ رَاْسِهٖ فَاِذَا شَرِبَهٗ قَطَّعَ اَمْعَاءَهٗ حَتّٰى يَخْرُجَ مِنْ دُبُرِهٖ يَقُوْلُ اللّٰهُ تَعَالٰى وَسُقُوْا مَآءً حَمِيْمًا فَقَطَّعَ اَمْعَآءَهُمْ وَيَقُوْلُ وَاِنْ يَّسْتَغِيْثُوْا يُغَاثُوْا بِمَآءٍ كَالْمُهْلِ يَشْوِي الْوُجُوْهَ بِئْسَ الشَّرَابُ۔

(رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ)

حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد ربانی يُسْقٰى مِنْ مَّآءٍ صَدِيْدٍ يَّتَجَرَّعُهٗ کے متعلق فرمایا کہ جب اس کے منہ کے قریب کیا جائے گا تو اسے وہ ناپسند کرے گا۔ اس کے قریب کیا جائے گا تو اس کے چہرے کو بھون ڈالے گا اور اس کے سر کی کھال گر جائے گی جب اسے پیے گا تو اس کی آنتوں کو کاٹ ڈالے گا جو اس کے پاخانے کی جگہ سے نکل پڑیں گی۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اور وہ گرم پانی پلائے جائیں گے جو ان کی آنتیں کاٹ ڈالے گا اور فرماتا ہے اور اگر وہ پانی مانگیں گے تو انھیں تلچھٹ جیسا پانی دیا جائے گا جو برا پانی ہے۔ (ترمذی)

۵۴۲۵ وَعَنْ اَبِيْ سَعِيْدِ الْخُدْرِيِّ عَنِ النَّبِيِّ[۱۷] صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَسُرَادِقُ النَّارِ اَرْبَعَةُ جُدُرٍ كِثَفُ كُلِّ جِدَارٍ مَسِيْرَةُ اَرْبَعِيْنَ سَنَةً

(رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ)

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ دوزخ کے احاطے کی چار دیواریں[۱] ہیں۔ ہر دیوار کی موٹائی چالیس سال کی مسافت ہے۔ (ترمذی)

marfat.com
Marfat.com

۱؎ سُرادق، سین پر پیش، وہ چیز جو کسی کا احاطہ کرے مثلاً دیوار وغیرہ ۔ یہ سراپردہ سے معرب ہے ۔
۲؎ جمع جدار بمعنی دیوار، لفظ کُسُرَادِقُ دو طرح مروی ہے ۔ لام پر زبر اور قاف پر پیش یا لام کے نیچے زیر اور قاف پر بھی زیر، اوّل یہ معنی ہو گا ۔ احاطہ آگ دوزخ کی چاردیواری ہے ۔ دوسری صورت میں معنی یہ ہوگا ۔ آگ کا احاطہ چاردیواری نے کر رکھا ہے ۔

۵۴۳۶
۱۸
وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَوْ اَنَّ دَلْوًا مِّنْ غَسَّاقٍ يُّهْرَاقُ فِي الدُّنْيَا لَاَنْتَنَ اَهْلُ الدُّنْيَا (رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ)

اور انہی سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر ایک ڈول غساق۱؎ کا دنیا میں بہا دیا جائے تو دنیا والے سارے بدبودار ہو جائیں ۔ (ترمذی)

۱؎ غساق، سین پر شد یا مخفف وہ زرد پانی جو دوزخیوں کے اجسام سے بہے گا ۔ یا بعض نے ان کے آنسو مراد لیے ہیں ۔

۵۴۳۷
۱۹
وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَرَأَ هٰذِهِ الْاٰيَةَ اِتَّقُوا اللّٰهَ حَقَّ تُقَاتِهٖ وَلَا تَمُوْتُنَّ اِلَّا وَاَنْتُمْ مُّسْلِمُوْنَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَوْ اَنَّ قَطْرَةً مِّنَ الزَّقُّوْمِ قُطِرَتْ فِي دَارِ الدُّنْيَا لَاَفْسَدَتْ عَلٰى اَهْلِ الْاَرْضِ مَعَايِشَهُمْ فَكَيْفَ بِمَنْ يَّكُوْنُ طَعَامَهٗ (رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ)

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ آیت تلاوت۱؎ کی ۔ اللہ سے ڈرو جیسا کہ اس سے ڈرنے کا حق ہے اور نہ مرنا مگر حالت اسلام میں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر الزقوم۲؎ کا ایک قطرہ اس دنیا میں ڈال دیا جائے تو دنیا والوں کی زندگی برباد کر دے گا ۔ اس کا کیا حال ہوگا جو اسے کھائے گا (ترمذی نے کہا یہ حدیث حسن صحیح ہے) ۔

۱؎ تقوٰی چونکہ عذاب دوزخ سے نجات کا ذریعہ ہے اور اس کا ترک عذاب میں گرفتار ہونے کا ذریعہ ہے ۔ لہٰذا اس مناسبت سے آپ نے یہ آیت پڑھی ۔
۲؎ الزقوم، دوزخ میں ایک درخت ہے ۔

۵۴۳۸
۲۰
وَعَنْ اَبِيْ سَعِيْدٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ وَهُمْ فِيْهَا كَالِحُوْنَ قَالَ تَشْوِيْهِ النَّارُ فَتَقَلَّصُ شَفَتُهُ الْعُلْيَا حَتّٰى تَبْلُغَ وَسْطَ رَأْسِهٖ وَتَسْتَرْخِيْ شَفَتُهُ السُّفْلٰى حَتّٰى تَضْرِبَ سُرَّتَهٗ (رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ)

حضرت ابو سعید رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۱؎ وہ دوزخی دوزخ میں دانت نکالے ہوں گے ۔ فرمایا۲؎ اسے آگ بھون دے گی تو اس کا اوپر والا ہونٹ سکڑ جائے گا حتیٰ کہ اس کے سر تک پہنچ جائے گا اور نیچے والا ہونٹ لٹک جائے گا ۔ حتیٰ کہ اس کی ناف تک پڑے گا ۔ (ترمذی)

۱؎ اس آیت کا ابتدائی حصہ ہے تَلْفَحُ وُجُوْهَهُمُ النَّارُ وَهُمْ فِيْهَا كَالِحُوْنَ کَالِحُوْنَ کا معنی ترش رو

marfat.com
Marfat.com

ہونا۔ دانتوں کا ہونٹوں کے ساتھ پیوست ہوجانا۔

[2] اس آیت کی تفسیر فرماتے ہوئے۔

[3] تقلص، باب تفعّل ہے۔ قلوص کا معنی سایہ کا باہر آنا۔ دھونے کے بعد کپڑے سے پانی کا ٹپکنا۔

٥٤٣٩ / ٢١ وَعَنْ اَنَسٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ يَا اَيُّهَا النَّاسُ ابْكُوْا فَاِنْ لَّمْ تَسْتَطِيْعُوْا فَتَبَاكَوْا فَاِنَّ اَهْلَ النَّارِ يَبْكُوْنَ فِي النَّارِ حَتّٰى تَسِيْلَ دُمُوْعُهُمْ فِي وُجُوْهِهِمْ كَاَنَّهَا جَدَاوِلُ حَتّٰى يَنْقَطِعَ الدُّمُوْعُ فَتَسِيْلُ الدِّمَاءُ فَتَقَرَّحَ الْعُيُوْنُ فَلَوْ اَنَّ سُفُنًا اُزْجِيَتْ فِيْهَا لَجَرَتْ

(رَوَاهُ فِي شَرْحِ السُّنَّةِ)

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے لوگو! روؤ![1] اور اگر نہ رو سکو تو بہ تکلف[2] روؤ۔ کیونکہ دوزخی لوگ روئیں گے حتیٰ کہ ان کے آنسوان کے چہروں پر ایسے بہیں گے گویا وہ نالیاں ہیں کہ آنسو ختم ہوجائیں گے تو آنکھوں کو زخمی کردیں گے۔ اگر کشتیاں اس میں بہائی جائیں تو بہہ جائیں۔

(شرح السنہ)

[1] خدا کے خوف سے

[2] اس کے خوف کا ذکر و تصور کر کے روئیں تاکہ حال نصیب ہوجائے

٥٤٤٠ / ٢٢ وَعَنْ اَبِي الدَّرْدَاءِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُلْقٰى عَلٰى اَهْلِ النَّارِ الْجُوْعُ فَيَعْدِلُ مَا هُمْ فِيْهِ مِنَ الْعَذَابِ فَيَسْتَغِيْثُوْنَ فَيُغَاثُوْنَ بِطَعَامٍ مِّنْ ضَرِيْعٍ لَّا يُسْمِنُ وَلَا يُغْنِيْ مِنْ جُوْعٍ فَيَسْتَغِيْثُوْنَ بِالطَّعَامِ فَيُغَاثُوْنَ بِطَعَامٍ ذِيْ غُصَّةٍ فَيَذْكُرُوْنَ اَنَّهُمْ كَانُوْا يُجِيْزُوْنَ الْغُصَصَ فِي الدُّنْيَا بِالشَّرَابِ فَيَسْتَغِيْثُوْنَ بِالشَّرَابِ فَيُرْفَعُ اِلَيْهِمُ الْحَمِيْمُ بِكَلَالِيْبِ الْحَدِيْدِ فَاِذَا دَنَتْ مِنْ وُجُوْهِهِمْ شَوَتْ وُجُوْهَهُمْ فَاِذَا دَخَلَتْ بُطُوْنَهُمْ قَطَّعَتْ مَا فِيْ بُطُوْنِهِمْ فَيَقُوْلُوْنَ ادْعُوْا خَزَنَةَ جَهَنَّمَ فَيَقُوْلُوْنَ اَلَمْ تَكُ تَاْتِيْكُمْ رُسُلُكُمْ بِالْبَيِّنٰتِ قَالُوْا بَلٰى قَالُوْا

حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: دوزخیوں پر بھوک مسلط کردی جائے گی تو یہ بھوک سارے عذابوں کے برابر ہوجائے[1] گی جن میں وہ مبتلا ہیں۔ وہ فریاد کریں گے تو وہ ضریع[2] میں سے دیے جائیں گے جو نہ موٹا کرے نہ بھوک سے نجات دے پھر وہ کھانا مانگیں گے تو انھیں گلے میں لگنے والا کھانا دیا جائے گا تو انھیں یاد آئے گا کہ وہ دنیا میں کیسے پانی اتارتے تھے یعنی نگلتے تھے۔ چنانچہ وہ پانی مانگیں گے تو انھیں کھولتا ہوا پانی پیش کیا جائے گا لوہے کی کنڈیوں[3] سے۔ جب وہ ان کے منہ کے قریب ہوگا تو ان کے منہ بھون دے گا۔ پھر جب ان کے پیٹ میں داخل ہوگا تو ان کے پیٹوں کی ہر چیز کاٹ ڈالے گا تو کہیں گے دوزخ کے منتظمین کو پکارو۔ مگر منتظمین کہیں گے

marfat.com
Marfat.com

فَادْعُوا وَمَا دُعَاءُ الْكٰفِرِيْنَ اِلَّا فِيْ ضَلٰلٍ قَالَ
فَيَقُوْلُوْنَ ادْعُوْا مَالِكًا فَيَقُوْلُوْنَ يَا مَالِكُ لِيَقْضِ
عَلَيْنَا رَبُّكَ قَالَ فَيُجِيْبُهُمْ اِنَّكُمْ مَاكِثُوْنَ
قَالَ الْاَعْمَشُ نُبِّئْتُ اَنَّ بَيْنَ دُعَائِهِمْ
وَاِجَابَةِ مَالِكٍ اِيَّاهُمْ اَلْفَ عَامٍ قَالَ
فَيَقُوْلُوْنَ ادْعُوْا رَبَّكُمْ فَلَا اَحَدَ خَيْرٌ مِّنْ
رَّبِّكُمْ فَيَقُوْلُوْنَ رَبَّنَا غَلَبَتْ عَلَيْنَا شِقْوَتُنَا
وَكُنَّا قَوْمًا ضَالِّيْنَ رَبَّنَا اَخْرِجْنَا مِنْهَا
فَاِنْ عُدْنَا فَاِنَّا ظٰلِمُوْنَ قَالَ فَيُجِيْبُهُمْ
اِخْسَئُوْا فِيْهَا وَلَا تُكَلِّمُوْنَ قَالَ فَعِنْدَ ذٰلِكَ
يَئِسُوْا مِنْ كُلِّ خَيْرٍ وَعِنْدَ ذٰلِكَ يَاْخُذُوْنَ
فِي الزَّفِيْرِ وَالْحَسْرَةِ وَالْوَيْلِ قَالَ
عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ وَالنَّاسُ لَا يَرْفَعُوْنَ
هٰذَا الْحَدِيْثَ

(رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ)

کیا تمھارے پاس رسول دلائل نہیں لائے۔ کہیں گے ہاں[4] کہیں گے پکارے جاؤ کفار کی پکاریں ہیں ہی برباد۔ فرمایا پھر کہیں گے مالک[5] کو پکارو۔ کہیں گے مالک[6] اب تو تمھارا رب ہمارا فیصلہ ہی کر دے۔ فرمایا وہ انھیں جواب دے گا تم یہاں رہو گے۔ اعمش[7] کہتے ہیں مجھے خبر پہنچی ہے کہ دوزخیوں کی پکار اور مالک کے جواب دینے میں ایک ہزار سال کا فاصلہ[8] ہو گا۔ پھر کہیں گے اپنے رب کو پکارو کہ تمھارے رب سے بہتر کوئی نہیں تو کہیں گے اے ہمارے رب! ہماری بدنصیبی ہم پر غالب آگئی اور ہم گمراہ قوم تھے اے ہمارے رب! ہم کو اس سے نکال اگر اب ہم کفر کی طرف لوٹ آئیں تو ہم ظالم ہیں۔ فرمایا انھیں جواب دے گا پڑے رہو اس[9] میں مجھ سے بات[10] نہ کرو۔ فرمایا اس وقت ہر بھلائی سے ناامید ہو جائیں[11] گے اور اس وقت ندامت اور خرابی کی پکاروں[12] میں مشغول ہوں گے۔ عبداللہ بن عبدالرحمٰن[13] نے فرمایا کہ لوگ اس حدیث کو مرفوع[14] قرار نہیں دیتے (ترمذی)

ف۱ یہاں سے معلوم ہوا کہ بھوک کی آگ آتشِ دوزخ کے برابر ہے۔
ف۲ خاردار گھاس جب خشک ہو جائے تو اسے ضریع کہا جاتا ہے۔
ف۳ کَلُّوْبٌ، کلاب، زبر اور پیش دونوں کے ساتھ۔ کنڈا (وہ لوہا جس کا سر ٹیڑھا ہو) اس کی جمع کلالیب ہے۔
ف۴ انھوں نے ہمیں تبلیغ فرمائی مگر ہم نے ان کی نہ مانی اور ایمان نہ لائے۔
ف۵ دوزخی آپس میں یا ملائکہ ان سے کہیں گے۔
ف۶ جس کے سپرد دوزخ ہے۔
ف۷ اس حدیث کے ایک راوی کا نام ہے۔
ف۸ ہزار سال انتظار کرتے ہوئے عذاب چکھنا ہو گا۔
ف۹ انھیں کتوں کی طرح دھتکار دیا جائے گا خساء کا معنی ہے کتے کو دھتکارنا اور بھگانا۔
ف۱۰ یہ عذاب دور ہونے والا نہیں ہے۔
ف۱۱ کیونکہ مالک جہنم نے بھی ان کی فریاد رسی نہ کی۔ پروردگارِ عالم نے بھی ان کو دھتکار دیا اور ان کا اعتذار قبول نہ فرمایا اب وہ کس کے آگے روئیں گے۔

marfat.com
Marfat.com

[12] زفیر، گدھے کی پہلی آواز کو کہا جاتا ہے جیسا کہ شہیق آخری آواز کو کہا جاتا ہے۔

[13] راویانِ حدیث میں ایک ہیں۔

[14] اسے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد قرار نہیں دیتے بلکہ اسے حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ پر موقوف رکھتے ہیں حالانکہ اسے حدیث مرفوع ہونا چاہیے، خواہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے صراحۃً ثابت ہو یا نہ، کیونکہ دوزخ اور قیامت کے معاملات آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے سماع کے بغیر بیان کیے جا سکتے ہیں۔

۵۴۴۱ [۲۳] وَعَنِ النُّعْمَانِ بْنِ بَشِيرٍ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ أَنْذَرْتُكُمُ النَّارَ أَنْذَرْتُكُمُ النَّارَ فَمَا زَالَ يَقُولُهَا حَتَّى لَوْ كَانَ فِي مَقَامِي هٰذَا سَمِعَهُ أَهْلُ السُّوقِ وَحَتَّى سَقَطَتْ خَمِيصَةٌ كَانَتْ عَلَيْهِ عِنْدَ رِجْلَيْهِ

(رَوَاهُ الدَّارِمِيُّ)

حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا میں نے تم کو آگ سے ڈرایا۔ میں نے تم کو آگ سے ڈرایا کہا آپ[1] یہ فرماتے رہے[2] حتیٰ کہ اگر حضور میری اس جگہ ہوتے تو بازار والے سن لیتے اور حتیٰ کہ جو چادر آپ کی تھی وہ آپ کے قدموں کے پاس گر پڑی۔

(دارمی)

[1] حضرت نعمان بن بشیر نے

[2] بلند آواز سے فرمایا

۵۴۴۲ [۲۴] عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَوْ أَنَّ رَصَاصَةً مِثْلَ هٰذِهِ وَأَشَارَ إِلَى مِثْلِ الْجُمْجُمَةِ أُرْسِلَتْ مِنَ السَّمَاءِ إِلَى الْأَرْضِ وَهِيَ مَسِيرَةُ خَمْسِمِائَةِ سَنَةٍ لَبَلَغَتِ الْأَرْضَ قَبْلَ اللَّيْلِ وَلَوْ أَنَّهَا أُرْسِلَتْ مِنْ رَأْسِ السِّلْسِلَةِ لَسَارَتْ أَرْبَعِينَ خَرِيفًا اللَّيْلَ وَالنَّهَارَ قَبْلَ أَنْ تَبْلُغَ أَصْلَهَا أَوْ قَعْرَهَا

(رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ)

حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہما سے روایت ہے: آپ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سر کی کھوپڑی[1] کی مثل کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا: اگر اس کے برابر سیسے کا ٹکڑا آسمان سے زمین کی طرف گرایا جائے جب کہ یہ[2] پانچسو سال کی مسافت ہے: تو سیسے کا وہ ٹکڑا رات سے پہلے زمین تک پہنچ جائے گا[3] اور اگر زنجیر[4] کے کنارے سے وہ ٹکڑا گرایا جائے تو وہ چالیس سال دن چلتا رہے گا قبل اس کے کہ اس زنجیر کی جڑ یا (فرمایا) اس کی گہرائی تک[5] پہنچ جائے (ترمذی)

✤ ✤ ✤

[1] جُمْجُمَۃ دونوں جیموں پر پیش، اس کا معنی ہے سر کی کھوپڑی اور لکڑی کا پیالہ یعنی اگر انسان کی کھوپڑی کے برابر سیسے کا گول ٹکڑا ہو جو گول بھی ہو اور بھاری بھی۔ یہ دونوں صفتیں اس سیسے کے ٹکڑے کے تیزی سے حرکت کرنے اور گرنے کا سبب ہیں۔

[2] یعنی زمین و آسمان کے درمیان پانچ سو سال کے چلنے کی مسافت ہے۔

marfat.com
Marfat.com

۳ے یعنی تھوڑی سی مدت میں

۴ے جس کی لمبائی ستر گز ہے اور کافر کو اس میں پرو دیا جائے گا، جیسے ارشادِ ربانی ہے ثُمَّ فِیْ سِلْسِلَةٍ ذَرْعُهَا سَبْعُوْنَ ذِرَاعًا فَاسْلُكُوْهُ - الحاقۃ ۶۹/۳۲- (پھر ایسی زنجیر میں جس کا ناپ ستر ہاتھ ہے، اسے پرو دو)

۵ے یہ راوی کو شک ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے زنجیر کی جڑ فرمایا یا گہرائی فرمایا - عبارت سے ظاہر ہے کہ اَصْلُهَا یا قَعْرُهَا کی ضمیر سلسلہ (زنجیر) کی طرف راجع ہے یہ بھی احتمال ہے کہ یہ ضمیر جہنم کی طرف راجع ہو اس لیے کہ زنجیر میں پروئے ہوئے دوزخی دوزخ میں ہوں گے - پہلی صورت میں یہ اشکال پیدا ہوتا ہے کہ جب زنجیر کی لمبائی ستر ہاتھ ہے تو اس میں اتنی لمبائی کہاں سے آجائے گی؟ اس کا جواب یہ دیا جاتا ہے کہ ستر سے مخصوص عدد مراد نہیں ہے بلکہ کثرت اور مبالغہ مراد ہے - دوسرا جواب یہ ہو سکتا ہے کہ اس جہان کے ہاتھ کو اس جہان کے ہاتھ پر قیاس نہیں کیا جا سکتا - جیسے حدیث شریف میں آتا ہے کہ قیراط اُحد پہاڑ کی مثل ہے - نیز جب کافروں کے اجسام حیران کن حد تک بڑے ہوں گے - جیسے کہ احادیثِ مبارکہ میں آیا ہے، اندازہ کیا جا سکتا ہے کہ وہ زنجیر کتنی بڑی ہو گی جس میں کافروں کی گردنوں اور پاؤں کو پرو دیا جائے گا - اس تقریر کے باوجود مخفی نہ رہے کہ جہنم کی طرف ضمیر کا راجع کرنا زیادہ ظاہر اور معنی کے اعتبار سے زیادہ مناسب ہے -

۵۴۴۳/۲۵ وَعَنْ اَبِیْ بُرْدَةَ عَنْ اَبِیْهِ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِنَّ فِیْ جَهَنَّمَ لَوَادِیًا یُقَالُ لَهٗ هَبْهَبُ یَسْكُنُهٗ كُلُّ جَبَّارٍ (رَوَاهُ الدَّارِمِیُّ)

حضرت ابو بردہ[۱] نے اپنے والدِ گرامی سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ دوزخ میں ایک وادی ہے جس کا نام ھبھب[۲] ہے۔ ہر تکبر کرنے والا وہاں رہے گا (دارمی)

۱ے ابو بردہ - باء پر پیش واء ساکن حضرت ابو موسیٰ اشعری کے بیٹے ہیں - ثقہ تابعی، قاضی کوفہ میں ان کا نام حارث ہے - بعض نے کہا ان کا نام عامر ہے - بعض کے نزدیک یہی کنیت ان کا نام بھی ہے - اپنے والد کے علاوہ حضرت علی اور حضرت زبیر رضی اللہ عنہم کے شاگرد ہیں - فاضل اہلِ علم میں سے تھے - ایک سو چار ہجری میں ان کا وصال ہوا -

۲ے هَبْهَبُ، بروزن جعفر، اس کا معنی تیز اور جلدی کے ہیں - اس وادی کو یہ نام دینے کی وجہ بھی یہی ہے کہ اس کی آگ گناہ گاروں کو جلانے میں تیز تر ہو گی -

∴ ∴

marfat.com
Marfat.com

الفصل الثالث

۵۴۴۴ عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ يَعْظُمُ أَهْلُ النَّارِ حَتَّى أَنَّ بَيْنَ شَحْمَةِ أُذُنِ أَحَدِهِمْ إِلَى عَاتِقِهِ مَسِيرَةُ سَبْعِمِائَةِ عَامٍ وَإِنَّ غِلَظَ جِلْدِهِ سَبْعُونَ ذِرَاعًا وَإِنَّ ضِرْسَهُ مِثْلُ أُحُدٍ ۔

(رَوَاهُمَا أَحْمَدُ)

۵۴۴۵ وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ حَارِثِ بْنِ جَزْءٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ فِي النَّارِ حَيَّاتٌ كَأَمْثَالِ الْبُخْتِ تَلْسَعُ إِحْدٰهُنَّ اللَّسْعَةَ فَيَجِدُ حَمْوَتَهَا أَرْبَعِينَ خَرِيفًا وَإِنَّ فِي النَّارِ عَقَارِبَ كَأَمْثَالِ الْبِغَالِ الْمُوكَفَةِ تَلْسَعُ إِحْدٰهُنَّ اللَّسْعَةَ فَيَجِدُ حَمْوَتَهَا أَرْبَعِينَ خَرِيفًا ۔

(رَوَاهُمَا أَحْمَدُ)

تیسری فصل

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے ۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا : دوزخی لوگ جہنم میں بڑے ہو جائیں گے یہاں تک کہ ان میں سے ایک آدمی کے کان کی لَو سے کندھے تک سات سو برس کی مسافت کے برابر فاصلہ ہو گا اور اس کی کھال ستر گز موٹی ہو گی اور اس کی داڑھ کوہ احد کی مانند ہو گی ۔

(مسند احمد)

حضرت عبداللہ بن حارث بن جزء[1] رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا آگ میں اونٹنی[2] کی طرح کے سانپ ہیں ۔ ان میں سے ایک دوزخی کو ایک مرتبہ ڈسے گا تو اس کی تکلیف[3] چالیس سال تک محسوس کرے گا اور آگ میں پالان والے خچروں کی طرح بچھو ہیں ۔ ان میں سے ایک ڈنگ مارے گا تو اس کا ڈنگ چالیس سال تک تکلیف دے گا ۔

(مسند احمد)

[1] جزء، جیم پر زبر، زاء ساکن، اس کے بعد ہمزہ، بعض شروح مصابیح میں اس کی تصحیح یوں ہے جیم پر زبر اور زاء مشدد، صحابی ہیں ۔ فتح مصر کے وقت سے وہاں ہی ٹھہر گئے اور مصر میں صحابہ میں سے آخری ہیں ۔

[2] البخت، باء پر پیش، طاقت ور اونٹ

[3] حموۃ، حاء پر زبر، میم ساکن، شدت الم و تکلیف

۵۴۴۶ وَعَنِ الْحَسَنِ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو هُرَيْرَةَ عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الشَّمْسُ وَالْقَمَرُ ثَوْرَانِ مُكَوَّرَانِ فِي النَّارِ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ فَقَالَ الْحَسَنُ وَمَا ذَنْبُهُمَا فَقَالَ أُحَدِّثُكَ عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

حضرت حسن سے روایت ہے کہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سورج اور چاند دونوں روز قیامت پنیر کے دو بل دار ٹکڑے ہوں گے جنہیں آگ میں پھینکا جائے گا ۔ جناب حسن نے کہا ان دونوں کا کیا گناہ ہے ؟ فرمانے لگے میں تمہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی سنا رہا ہوں ۔ اس پر حسن

marfat.com
Marfat.com

فَسَكَتَ الْحَسَنُ

(رَوَاهُ الْبَيْهَقِيُّ فِي كِتَابِ الْبَعْثِ وَالنُّشُورِ)

خاموش ہو گئے۔

(بیہقی، کتاب البعث والنشور)

لے ثور، ثاء پر زبر، پنیر کا ٹکڑا

لے تم اس پر سوال کر رہے ہو؟ حضرت حسن کا سوال بطور تعجب تھا:

۵۴۴۷ / ۲۹ وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَدْخُلُ النَّارَ إِلَّا شَقِيٌّ قِيلَ يَا رَسُولَ اللهِ وَمَنِ الشَّقِيُّ قَالَ مَنْ لَمْ يَعْمَلْ لِلّٰهِ بِطَاعَةٍ وَلَمْ يَتْرُكْ لَهُ بِمَعْصِيَةٍ (رَوَاهُ ابْنُ مَاجَةَ)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ آگ میں بدنصیب ہی جائے گا۔ عرض کیا گیا یا رسول اللہ بدبخت کون ہے؟ فرمایا جو اللہ کی فرمانبرداری نہ کرے اور گناہ ترک نہ کرے (ابن ماجہ)

۳۵۲ - بَابُ خَلْقِ الْجَنَّةِ وَالنَّارِ

جنت و دوزخ کی تخلیق کا بیان

احادیث سے ثابت ہے کہ جنت و دوزخ کی تخلیق ہو چکی ہے - اب بھی روز قیامت سے پہلے وہ موجود ہیں کچھ اہل بدعت اس کا انکار کرتے ہوئے کہتے ہیں - ان کی تخلیق بعد از قیامت ہوگی -

الفصل الاوّل

۵۴۴۸ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَحَاجَّتِ الْجَنَّةُ وَالنَّارُ فَقَالَتِ النَّارُ أُوثِرْتُ بِالْمُتَكَبِّرِينَ وَالْمُتَجَبِّرِينَ وَقَالَتِ الْجَنَّةُ فَمَا لِي لَا يَدْخُلُنِي إِلَّا ضُعَفَاءُ النَّاسِ وَسَقَطُهُمْ وَغِرَّتُهُمْ قَالَ اللهُ تَعَالَى لِلْجَنَّةِ إِنَّمَا أَنْتِ رَحْمَتِي أَرْحَمُ بِكِ مَنْ أَشَاءُ مِنْ عِبَادِي وَقَالَ

پہلی فصل

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جنت و دوزخ کے درمیان مناظرہ ہوا۔ دوزخ بولی میں مغرور والوں اور جابروں کے لیے خاص کی گئی ہوں۔ جنت نے کہا میرا حال یہ ہے کہ مجھ میں صرف کمزور لوگ اور گرے پڑے سیدھے سادھے ہی داخل ہوں گے۔ اللہ تعالیٰ نے جنت سے فرمایا تو میری رحمت ہے تیرے ذریعے جس پر چاہوں گا

marfat.com
Marfat.com

لِلنَّارِ اِنَّمَا اَنْتِ عَذَابِیْ اُعَذِّبُ بِكِ مَنْ اَشَاءُ مِنْ عِبَادِیْ وَلِكُلِّ وَاحِدٍ مِّنْكُمَا مِلْؤُهَا فَاَمَّا النَّارُ فَلَا تَمْتَلِئُ حَتّٰی يَضَعَ اللّٰهُ رِجْلَهٗ يَقُوْلُ قَطْ قَطْ قَطْ فَهُنَالِكَ تَمْتَلِئُ وَيُزْوٰی بَعْضُهَا اِلٰی بَعْضٍ فَلَا يَظْلِمُ اللّٰهُ مِنْ خَلْقِهٖ اَحَدًا وَّ اَمَّا الْجَنَّةُ فَاِنَّ اللّٰهَ يُنْشِئُ لَهَا خَلْقًا

(مُتَّفَقٌ عَلَیْہِ)

رحم کروں گا اور دوزخ سے فرمایا تو میرا عذاب ہے تیرے ذریعے جس پر چاہوں گا عذاب کروں گا۔ تم میں سے ہر ایک کا بھرنا طے شدہ ہے لیکن دوزخ نہیں بھرے گی یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ اپنا مبارک پاؤں[۵] اس میں رکھے گا اور فرمائے گا بس[۴] بس بس، اس وقت وہ بھر جائے گی، اور اس کے بعض حصص دوسروں سے مل جائیں[۶] گے۔ اللہ تعالیٰ مخلوق میں سے کسی پر ظلم نہیں کرتا[۷]۔ رہی جنت تو اس کے لیے اللہ تعالیٰ ایک مخلوق اور پیدا[۸] فرمائے گا۔

(بخاری و مسلم)

[۱] یا تو ان کے درمیان مکالمہ ہوا یا ہر ایک نے شکایت کی کہ مجھ میں ایسا کیوں ہوا؟ اس کے جواب میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا یہ میری مشیت ہے جسے چاہوں رحمت وکرم کا مقام اور جسے چاہوں قہر وغضب کا محل بنا دوں۔

[۲] سقط، سین اور قاف دونوں پر زبر، ردی سامان اور بے کار شے، یہ لوگ دوسرے لوگوں کی آنکھوں میں کوئی مقام نہ رکھتے ہوں گے۔ یہ باعتبار اکثر و اغلب ہے ورنہ جنت میں انبیاء علیہم السلام، رسولانِ کرام، بادشاہ اور علماء بھی ہوں گے یا یہاں ضعفاء سے مراد وہ لوگ ہیں جو اپنے نفس کو بارگاہِ ایزدی میں تواضع اور خشوع وخضوع کے ساتھ پیش کرتے ہیں اور اپنے نفس کو خوار و پست رکھتے ہیں۔

[۳] غرمہم، غین کے نیچے زیر اور راء مشدد، مراد سادہ دل اور فریب خوردہ ہیں جیسا کہ حدیث میں ہے اَكْثَرُ اَهْلِ الْجَنَّةِ الْبُلْهُ (اکثر سادے لوگ جنتی ہوتے ہیں)۔

[۴] قط۔ قاف پر زبر، طا ساکن، بمعنی بس۔

[۵] اللہ تعالیٰ کے لیے پاؤں کا اطلاق از قبیل متشابہات ہے۔ اور متشابہات کا حکم یہ ہے ان کو قرآن و حدیث میں جس طرح بیان کیا گیا ہے، اسی طرح ان پر ایمان لانا ضروری ہے جو اس سے مراد ہے وہی حق ہے۔ ان کی کیفیت کے بیان سے بچا جائے، محفوظ مذہب یہی ہے۔ بعض نے ان کے معانی میں تاویل کی ہے تاکہ تشبیہ کا ایہام نہ ہو۔

[۶] یعنی اسے تنگ کر دیا جائے گا۔

[۷] ایسا نہ ہوگا کسی بے گناہ کو دوزخ میں ڈال دیا جائے یا کسی جماعت کو پیدا کر کے جہنم کو پُر کر دے۔ یہاں ظلم سے مراد اس کی صورت ہے ورنہ اگر کسی بے گناہ کو وہ ڈال دے درحقیقت یہ ظلم نہیں کیونکہ اس نے اپنے ملک میں تصرف فرمایا ہے نہ کہ دوسرے کی ملک میں۔ لیکن اللہ تعالیٰ صورۃً ظلم بھی نہیں فرماتا۔

[۸] یہ اس کا فضل ہے کہ کسی بے گناہ کو دوزخ میں نہیں ڈالے گا۔ مگر بے طاعت کو جنت میں داخل فرمائے گا۔

marfat.com
Marfat.com

۵۴۴۹ وَعَنْ اَنَسٍ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا تَزَالُ جَھَنَّمُ یُلْقٰی فِیْھَا وَتَقُوْلُ ھَلْ مِنْ مَّزِیْدٍ حَتّٰی یَضَعَ رَبُّ الْعِزَّۃِ فِیْھَا قَدَمَہٗ فَیَنْزَوِیْ بَعْضُھَا اِلٰی بَعْضٍ فَتَقُوْلُ قَطْ قَطْ بِعِزَّتِکَ وَکَرَمِکَ وَلَا یَزَالُ فِی الْجَنَّۃِ فَضْلٌ حَتّٰی یُنْشِئَ اللّٰہُ لَھَا خَلْقًا فَیُسْکِنُھُمْ فَضْلَ الْجَنَّۃِ (مُتَّفَقٌ عَلَیْہِ)

وَذُکِرَ حَدِیْثُ اَنَسٍ حُفَّتِ الْجَنَّۃُ بِالْمَکَارِہِ فِیْ کِتَابِ الرِّقَاقِ۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا لوگ دوزخ میں ڈالے[1] جاتے رہیں گے وہ کہے گی اور بھی[2] ہے۔ یہاں تک کہ اللہ رب العزت اس میں اپنا قدم مبارک رکھے گا تو اس کا ایک حصہ دوسرے کے قریب ہو جائے گا اور کہے گی بس بس تیری عزت اور کرم کی قسم[3] جنت میں وسعت رہے گی یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ اس کے لیے ایک مخلوق پیدا کر کے اسے جنت کے زائد حصے میں ٹھہرائے گا (اور حفت الجنۃ بالمکارہ والی حدیث انس باب[4] الرقاق میں ذکر ہو چکی ہے۔ (بخاری و مسلم)

[1] جن و انس

[2] وہ پُر نہ ہو گی اضافہ کی طلب کرے گی

[3] میں پُر ہو گئی ہوں

[4] اس کے ابتدائی الفاظ یہ ہیں

الفصل الثّانی

۵۴۵۰ عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ لَمَّا خَلَقَ اللّٰہُ الْجَنَّۃَ قَالَ لِجِبْرَئِیْلَ اِذْھَبْ فَانْظُرْ اِلَیْھَا فَذَھَبَ فَنَظَرَ اِلَیْھَا وَاِلٰی مَا اَعَدَّ اللّٰہُ لِاَھْلِھَا فِیْھَا ثُمَّ جَآءَ فَقَالَ اَیْ رَبِّ وَعِزَّتِکَ لَا یَسْمَعُ بِھَا اَحَدٌ اِلَّا دَخَلَھَا ثُمَّ حَفَّھَا بِالْمَکَارِہِ ثُمَّ قَالَ یَا جِبْرَئِیْلُ اِذْھَبْ فَانْظُرْ اِلَیْھَا قَالَ فَذَھَبَ فَنَظَرَ اِلَیْھَا ثُمَّ جَآءَ فَقَالَ اَیْ رَبِّ وَعِزَّتِکَ لَقَدْ خَشِیْتُ اَنْ لَّا یَدْخُلَھَا اَحَدٌ قَالَ فَلَمَّا خَلَقَ اللّٰہُ النَّارَ قَالَ یَا جِبْرَئِیْلُ اِذْھَبْ

دوسری فصل

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب اللہ تعالیٰ نے جنت پیدا فرمائی تو جبرئیل سے فرمایا جاؤ اسے دیکھو انھوں نے جا کر اسے دیکھا اور جو اس کے رہنے والوں کے لیے تیار کیا تھا واپس آکر عرض کیا اے رب! تیری عزت کی قسم! کوئی ایسا نہیں ہو گا جو اس میں داخل نہ ہو جائے۔ پھر اسے مشقتوں[1] سے ڈھانپ دیا پھر فرمایا اے جبرئیل! اسے جا کر دیکھو وہ کہیں گے میں گیا اور دیکھا واپس آکر عرض کرنے لگے اے رب اکرم تیری عزت کی قسم میں تو ڈرتا ہوں کہ مبادا اس میں ایک بھی داخل نہ ہو جب اللہ تعالیٰ نے جہنم پیدا کی تو جبرئیل سے فرمایا اسے جا کر

marfat.com
Marfat.com

فَانْظُرْ اِلَيْهَا قَالَ فَذَهَبَ فَنَظَرَ اِلَيْهَا ثُمَّ جَاءَ فَقَالَ اَىْ رَبِّ وَعِزَّتِكَ لَا يَسْمَعُ بِهَا اَحَدٌ فَيَدْخُلُهَا فَحَفَّهَا بِالشَّهَوَاتِ ثُمَّ قَالَ يَا جِبْرِيْلُ اِذْهَبْ فَانْظُرْ اِلَيْهَا قَالَ فَذَهَبَ فَنَظَرَ اِلَيْهَا فَقَالَ اَىْ رَبِّ وَعِزَّتِكَ لَقَدْ خَشِيْتُ اَنْ لَا يَبْقٰى اَحَدٌ اِلَّا دَخَلَهَا (رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَاَبُوْدَاؤُدَ وَالنَّسَائِيُّ)

دیکھو وہ گئے دیکھا واپس آکر عرض کیا اے میرے رب! تیری عزت کی قسم نہیں سنا جائے گا کہ اس میں ایک[۸] بھی داخل ہو پس اسے خواہشات سے ڈھانپ[۹] دیا۔ پھر فرمایا جبرئیل اب جاؤ دیکھو انھوں نے دیکھا اور آکر عرض کیا اے میرے رب تیری عزت کی قسم میں تو ڈرتا ہوں کہیں ہر کوئی اس میں داخل نہ ہو جائے۔

(ترمذی ، ابوداؤد، نسائی)

۱؎ ہم نے اسے کس قدر جمیل ولطیف بنایا ہے

۲؎ اس کا مقصد جنت کا حسن وجمال بیان کرنا ہے لیعنی جو بھی اس کے بارے میں سنے گا اس میں جانے کی تمنا کرے گا۔

۳؎ وہ چیزیں جن کو طبیعت پر بجالانا مشقت ہو جو شخص اوامرونواہی پر عمل نہیں کرے گا وہ جنت میں داخل نہ ہوگا۔

۴؎ مشقتوں سے ڈھانپنے کے بعد۔

۵؎ مقصود احکام شرعیہ پر عمل کی اہمیت کو اجاگر کرنا ہے کہ جنت کا داخلہ نہایت ہی دشوار ہے۔

۶؎ اس کی ہیبت ورعب کی وجہ سے۔

۷؎ جو چیزیں جن کی طرف نفس مائل ہوتا ہے اور وہ گناہ ومعاصی ہیں۔

۸؎ آگ یا خواہشات کو

۹؎ لیعنی ان خواہشات کی طرف ہر نفس مائل ہوگا جس کی وجہ سے وہ دوزخ میں جائے گا

الفصل الثالث

تیسری فصل

۵۴۵۱ عَنْ اَنَسٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلّٰى لَنَا يَوْمًا الصَّلٰوةَ ثُمَّ رَقِيَ الْمِنْبَرَ فَاَشَارَ بِيَدِهٖ قِبَلَ قِبْلَةِ الْمَسْجِدِ فَقَالَ قَدْ اُرِيْتُ الْاٰنَ مُنْذُ صَلَّيْتُ لَكُمُ الصَّلٰوةَ الْجَنَّةَ وَالنَّارَ مُمَثَّلَتَيْنِ فِىْ قِبَلِ هٰذَا الْجِدَارِ فَلَمْ اَرَ كَالْيَوْمِ فِى الْخَيْرِ وَالشَّرِّ (رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ)

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں نماز پڑھائی پھر منبر پر تشریف فرما ہوئے تو اپنے مبارک ہاتھ سے مسجد کے قبلہ کی طرف اشارہ کیا فرمایا ابھی جب میں نے نماز پڑھائی تو جنت و دوزخ اس دیوار کی جانب[۱] میں اپنی شکل میں دکھائی گئیں میں نے آج کے دن کی طرح خیروشر والا جامع دن نہیں دیکھا[۲] (البخاری)

marfat.com
Marfat.com

سلہ قبل، قاف کے نیچے زیر باء پر زبر یا پیش، قاف پر پیش اور باء ساکن سے مروی ہے اس کے مقابل ہے۔

سلہ بہشت کو نہایت خوبصورت اور دوزخ کو نہایت بدصورت دیکھا ہے۔

سلہ یہاں یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ جنت ودوزخ اس قدر وسیع ہونے کے باوجود دیوار، پر کیسے متمثل ہوگیں اس کا جواب یہ ہے یہ اسی طرح متمثل ہوگیا جیسے کوئی باغ یا شہر باوجود اپنی وسعت کے آئینہ یا پانی میں متمثل ہوجاتا ہے اور شے کی تمثیل کے لیے طول وعرض میں شے کے برابر ہونا ضروری نہیں ہوتا اور حدیث سے یہ بھی لازم نہیں آرہا کہ جنت ودوزخ کا تمثیل دیوار پر ہوا تھا۔ کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ نہیں فرمایا کہ دیوار پر تمثیل ہوا بلکہ فرمایا دیوار کی جانب ہوا تو کہا جاسکتا کہ تمثل اس طرف ہوا اور وہ کوئی دوسرا جہان تھا۔

بعض روایات میں الفاظ میں رایت الجنۃ والنار فی عرض ھذا الحائط (میں نے جنت ودوزخ کو اس دیوار کی چوڑائی میں دیکھا ہے) تو عرض (عین پر پیش اور راء ساکن) طرف اور جانب کے معنی میں بھی آتا ہے یہاں اس مذکورہ روایت سے اعتراض کیا جاتا ہے جس کا یہی جواب ہے۔ بعض شارحین نے فرمایا یہ مراد نہیں کہ اس دیوار کی جانب میں نے جنت دوزخ کو دیکھا ہے بلکہ مراد یہ ہے کہ میں نے اس حال میں جنت ودوزخ دیکھا جس جانب میں تھا تو اب کوئی اشکال نہیں۔ واللہ اعلم بحقیقۃ الحال۔

باب بدء الخلق وذکر الانبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام

۲۵۲ خلق کی تخلیق کی ابتداء اور حضرات انبیاء کے تذکرہ کا بیان

مخلوق کی ابتداء کا بیان ہے اور انبیاء کا ذکر کیونکہ انہی کے ذریعے دین، ملت، عالم وکائنات کے امور کی اصلاح اور انتظام ہوتا ہے۔ نوع انسان کی ابتداء سیدنا آدم علیہ السلام سے ہوئی۔ واضح رہے تمام ملتیں حتیٰ کہ مجوسی بھی اس بات کے قائل ہیں کہ عالم حادث ہے یعنی یہ عدم سے وجود میں لایا گیا ہے اور پہلے سوائے اللہ کے کوئی نہ تھا بعد میں اللہ تعالیٰ نے اس عالم کو پیدا فرمایا۔ اس سلسلہ میں سب سے اعلیٰ مخبر صادق صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے کان اللہ ولم یکن شیئ (اللہ تعالیٰ کی ذات اقدس تھی، اس کے ساتھ اور کوئی نہ تھا) پھر لوح وقلم کو پیدا فرما کر دیگر مخلوق کو پیدا کرنے سے پہلے ان کی تقدیر لکھی اس کے بعد عرش، کرسی، آسمان، زمین، فرشتے اور جن وانس پیدا کیے جیسا کہ احادیث میں آیا ہے اور اس پر تمام کا اتفاق ہے کہ اجسام مع صفات حادث ہیں بعض کی رائے یہ ہے

marfat.com
Marfat.com

کہ اجسام میں اول مخلوق پانی ہے کیونکہ وہ تمام صورتوں کے قابل ہے۔ جب لطیف ہوتا ہے تو ہوا بنتا ہے اس کے خلاصہ سے آگ پیدا ہوتی، اس کے دھویں سے آسمان ہے۔ دھویں کا آسمان پر اطلاق قرآنِ مجید میں موجود ہے۔ اس قول کی نسبت بعض حکماء کی طرف ہے جن کا نام اوثالس ملطی ہے لیکن شارحین نے فرمایا اس نے یہ قول حضور علیہ السلام کی تعلیمات سے اخذ کیا ہے۔ تورات کے صفحۂ اول میں ہے اللہ تعالیٰ نے ایک جوہر کو پیدا فرمایا پھر اس میں ہیبت وجلال کے ساتھ نظر فرمائی وہ پگھل کر پانی ہوگیا اس سے بخارات دھوئیں کے مانند اڑے اس سے آسمان پیدا فرمایا، اس پانی پہ جھاگ پیدا ہوئی اس سے زمین پیدا کردی پھر اس کے بعد پہاڑوں کو گاڑ دیا گیا اس بارے میں لوگوں کی مختلف آراء ہیں لیکن ان امور کو عقلِ دنیا سے ماپا نہیں جاسکتا ہاں وحی سے یا اس سے حاصل شدہ علم سے انھیں حاصل کیا جاسکتا ہے۔ واللہ اعلم بحقائق الامور۔

الفصل الاوّل

۵۴۵۲ عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ قَالَ اِنِّيْ كُنْتُ عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذْ جَاءَهُ قَوْمٌ مِّنْ بَنِيْ تَمِيْمٍ فَقَالَ اقْبَلُوْا الْبُشْرٰى يَا بَنِيْ تَمِيْمٍ قَالُوْا بَشَّرْتَنَا فَاَعْطِنَا فَدَخَلَ نَاسٌ مِّنْ اَهْلِ الْيَمَنِ فَقَالَ اقْبَلُوْا الْبُشْرٰى يَا اَهْلَ الْيَمَنِ اِذْ لَمْ يَقْبَلْهَا بَنُوْ تَمِيْمٍ قَالُوْا قَبِلْنَا جِئْنَاكَ لِنَتَفَقَّهَ فِي الدِّيْنِ وَلِنَسْأَلَكَ عَنْ اَوَّلِ هٰذَا الْاَمْرِ مَا كَانَ قَالَ كَانَ اللّٰهُ وَلَمْ يَكُنْ شَيْءٌ قَبْلَهٗ وَكَانَ عَرْشُهٗ عَلَى الْمَاءِ ثُمَّ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَكَتَبَ فِي الذِّكْرِ كُلَّ شَيْءٍ ثُمَّ اَتَانِيْ رَجُلٌ فَقَالَ يَا عِمْرَانُ اَدْرِكْ نَاقَتَكَ فَقَدْ ذَهَبَتْ فَانْطَلَقْتُ اَطْلُبُهَا وَاَيْمُ اللّٰهِ لَوَدِدْتُ اَنَّهَا قَدْ ذَهَبَتْ وَلَمْ اَقُمْ

(رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ)

پہلی فصل

حضرت عمران بن حصین[1] رضی اللہ عنہ سے مروی ہے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں تھا ایک قوم بنو تمیم کی آپ کی خدمت میں آئی فرمایا بشارت قبول کرو[2] وہ کہنے لگے[3] آپ نے ہمیں بشارتیں تو دے دیں ہم کو تو کچھ دیجیے پھر یمن کے کچھ لوگ آئے حضور نے فرمایا جب بنو تمیم بشارت قبول نہیں کرتے تو تم قبول کرلو، انھوں نے کہا ہم قبول کرتے ہیں۔ ہم آپ کی خدمت میں اس لیے حاضر ہوئے ہیں کہ دینی علم سیکھیں اور آپ سے اس چیز[4] کی ابتداء پوچھیں کہ کیا چیز تھی؟ فرمایا اللہ تعالیٰ تھا اور اس سے پہلے کچھ نہ تھا اس کا عرش پانی پہ تھا پھر اس نے آسمان و[5] زمین پیدا کیے اور لوح محفوظ میں ہر چیز لکھی[6]۔ پھر میرے پاس ایک شخص آیا کہنے لگا اے عمران! اپنی اونٹنی پکڑو وہ بھاگ گئی ہے[7] تو میں اسے ڈھونڈنے چلا گیا اور اللہ کی قسم میری تمنا ہے کہ وہ چلی گئی ہوتی اور میں وہاں سے نہ اٹھتا۔ (بخاری)

[1] عمران بن حصین حاء پہ پیش، صاد پر زبر، مشہور صحابی ہیں، تیس سال بستر پہ بیمار پڑے رہے یہ فرشتوں کو دیکھتے اور وہ ان کو سلام کہتے ایک بار انھوں نے داغ کے ذریعہ علاج کروایا تو ملائکہ کا دیکھنا ختم ہوگیا (دوبارہ پھر

شروع ہوگیا تھا)۔

سلہ تم ان عقائد و اعمال کو قبول کرو جو دخولِ جنت کا ذریعہ ہیں اور دارین میں کامیابی کی بشارت اور فلاح کا مدار ہیں چونکہ ان کا مطمع نظر دنیا اور اس کا متاع تھا (اس سے اللہ کی پناہ)

سلہ تو انھوں نے کہا ہم نے بشارت سن لی قبول کی مگر ہمیں دنیا کا سامان دو۔

سلہ تحقیق کے بارے میں

سلہ اس سے معلوم ہو رہا ہے کہ عرش اور پانی کی تخلیق، آسمان و زمین سے پہلے کی ہے اور پانی پر عرش کا معنی یہ ہے کہ ان کے درمیان کوئی شے نہ تھی یہ معنی نہیں کہ عرش بالکل پانی کے اوپر تھا اور اس پانی سے مراد دریا کا پانی بھی نہیں بلکہ اس سے مراد دوسرا پانی ہے جو زیر عرش تھا۔ اس کا تذکرہ باب الایمان بالقدر میں گزر چکا ہے۔

سلہ یا تو حروف ابجد فرماتے یا ملائکہ کو لکھنے کا حکم دیا ظاہر یہی ہے کہ یہ لکھنا عرش کی تخلیق سے پہلے ہے۔

سلہ عمران بن حصین رضی اللہ عنہ

سلہ حضرت عمران اپنی اونٹنی بٹھا کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے تھے کسی نے خبر دی کہ اونٹنی بھاگ گئی ہے وہ مجبوری کی وجہ سے اٹھے مگر افسوس کیا کیونکہ صحبت نبوی کے فوائد سے محروم ہو رہے تھے۔

۵۴۵۳ وَعَنْ عُمَرَ قَالَ قَامَ فِيْنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَقَامًا فَاَخْبَرَنَا عَنْ بَدْءِ الْخَلْقِ حَتّٰى دَخَلَ اَهْلُ الْجَنَّةِ مَنَازِلَهُمْ وَاَهْلُ النَّارِ مَنَازِلَهُمْ حَفِظَ ذٰلِكَ مَنْ حَفِظَهٗ وَنَسِيَهٗ مَنْ نَسِيَهٗ
(رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ)

حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمارے درمیان کھڑے ہو کر ہمیں مخلوق کی پیدائش کے بارے میں بتانا شروع فرمایا یہاں تک کہ جنتی اپنے منازل پر جنت میں داخل ہوگئے اور جہنمی اپنے ٹھکانوں پر جہنم میں پہنچ گئے، اسے یاد رکھا جس نے یاد رکھا اور وہ بھول گیا جو بھول گیا۔ (البخاری)

سلہ وعظ و نصیحت پر مشتمل خطبہ ارشاد فرمایا۔

سلہ مبداء و معاد کے احوال یعنی از ابتدا تا انتہا تمام بیان فرما دیا۔

سلہ حاصل معنی یہ ہے بعض نے یاد رکھا بعض نے بھلا دیا۔

۵۴۵۴ وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ اِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰى كَتَبَ كِتَابًا قَبْلَ اَنْ يَخْلُقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ اِنَّ رَحْمَتِيْ سَبَقَتْ غَضَبِيْ فَهُوَ مَكْتُوْبٌ عِنْدَهٗ فَوْقَ الْعَرْشِ
(مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے ہے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے آسمان و زمین پیدا کرنے سے پہلے ایک تحریر لکھی کہ میری رحمت میرے غضب سے بڑھ کر ہے پس وہ لکھا ہوا اس کے پاس عرش پر ہے۔ (بخاری و مسلم)

سلہ اس سے مراد آثار رحمت کے ظہور کی کثرت اور اس کا تمام مخلوق کو شامل اور حاصل ہونا ہے۔ رہا غضب تو

marfat.com
Marfat.com

وہ کبھی کبھی بعض مقامات پر معرض وجود میں آتا ہے۔ جیسا کہ قرآن مجید میں ارشاد گرامی ہے اِنَّ عَذَابِیْ اُصِیْبُ بِہٖ مَنْ اَشَآءُ وَرَحْمَتِیْ وَسِعَتْ کُلَّ شَیْءٍ (میرا عذاب اس کو پہنچتا ہے جس کو میں چاہوں گا اور میری رحمت ہر شے سے وسیع ہے)۔

۵۲۵۵ وَعَنْ عَائِشَةَ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ خُلِقَتِ الْمَلٰئِکَةُ مِنْ نُوْرٍ وَّخُلِقَ الْجَآنُّ مِنْ مَّارِجٍ مِّنْ نَّارٍ وَّخُلِقَ اٰدَمُ مِمَّا وُصِفَ لَکُمْ (رَوَاہُ مُسْلِمٌ)

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا فرشتوں کو نور[1] سے پیدا کیا گیا اور جنات[2] کو خالص آگ[3] سے، اور آدم کو جس چیز سے پیدا کیا گیا ہے وہ تم سے[4] بیان کر دی گئی ہے (المسلم)

[1] قاموس میں ہے نور کا معنی روشنی یا اس کی شعاع ہے، یہاں روشن جوہر مراد ہے۔ معنیٔ نور پر تفصیلی گفتگو کے لیے اس گفتگو کا مطالعہ ضروری ہے جو مفسرین کرام نے "اَللّٰہُ نُوْرُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ" کے تحت کی ہے۔ امام غزالی نے اپنی کتاب "مشکوٰۃ الانوار" میں اس پر بڑی طویل بحث کی ہے۔ ہم نے اس رسالہ کا ترجمہ کرتے ہوئے اس میں اضافات کیے ہیں۔

[2] اس کا معنی جن ہے یا جنوں کا باپ جیسا کہ لفظ آدم، بشر کے لیے بولا جاتا ہے۔

[3] ایسی آگ جو دھویں سے خالی ہو۔ نہایہ لغت میں مارج کے معنی مضطرب اور مختلط کے ہیں۔ امام بیضاوی کے بقول مارج دھوئیں سے صاف آگ ہے "من نار" کا لفظ اس کا بیان ہے۔ صحاح میں بھی یہی ہے۔ قاموس میں ہے مارج من نار سے بے دھواں آگ مراد ہے۔ بیضاوی نے بھی فرمایا ہے کہ نور سے مراد روشن جوہر ہے آگ کا حال بھی یہی ہوتا ہے۔ مگر اس میں دھوئیں کی آمیزش ہوتی ہے جب صاف و شفاف ہو محض نور کی طرح ہوتی ہے جب وہ اصلی حالت میں ہو تو اس کا نور بجھ جاتا ہے اور وہ صرف دھوئیں کی صورت میں رہ جاتی ہے۔ الغرض فرشتے اور جن کے درمیان یہی فرق ہے۔

[4] قرآن مجید میں ہے کہ اسے کیچڑ سے پیدا کیا گیا ہے۔

۵۲۵۶ وَعَنْ اَنَسٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ لَمَّا صَوَّرَ اللّٰہُ اٰدَمَ فِی الْجَنَّةِ تَرَکَہٗ مَا شَآءَ اللّٰہُ اَنْ یَّتْرُکَہٗ فَجَعَلَ اِبْلِیْسُ یُطِیْفُ بِہٖ یَنْظُرُ مَا ھُوَ فَلَمَّا رَاٰہُ اَجْوَفَ عَرَفَ اَنَّہٗ خُلِقَ خَلْقًا لَّا یَتَمَالَکُ (رَوَاہُ مُسْلِمٌ)

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب اللہ تعالیٰ نے جنت میں[1] حضرت آدم کی صورت بنائی تو جب تک چاہا اسے چھوڑے رکھا۔ ابلیس اس کے پاس یہ دیکھنے کے لیے پھیرے[2] لگاتا کہ وہ کیا[3] ہے۔ جب اس نے دیکھا کہ وہ اندر سے خالی ہے تو جان گیا یہ ایسی مخلوق پیدا کی ہے جس کو اپنے آپ پر قابو نہیں ہوگا (المسلم)

marfat.com
Marfat.com

سلہ اس حدیث کے ظاہر سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت آدم کی خلقت و صورت جنت میں بنائی گئی۔ حالانکہ اس بارے میں دیگر احادیث میں ہے کہ ان کی خلقت وادی نعمان جو کہ مکہ اور طائف کے درمیان ہے) میں ہوئی۔ تسویہ اور نفخ روح کے بعد جنت میں لے جایا گیا۔ لہٰذا مذکورہ حدیث میں ذکر جنت عاقبت اور انجام کے حوالے سے ہوگا امام تورپشتی فرماتے ہیں گمان یہ ہے کہ یہاں جنت کا ذکر راوی کا سہو ہے۔

سلہ صراح میں ہے اطاعۃ کا معنی کسی چیز کے لیے نیچے آنا اور اس کے لیے نزدیک ہونا ہے

سلہ اس کا حال کیا ہے اس کی ترکیب کیسی ہے؟

سلہ یہ بھوک اور شہوات کی وجہ سے اپنے اوپر کنٹرول نہ کر سکے گا لہٰذا ابلیس خوش ہوا اور اسے گمراہ کرنے کے لیے کمربستہ ہو گیا۔

۵۴۵۷ وَعَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِخْتَتَنَ اِبْرَاهِيْمُ النَّبِيُّ وَهُوَ ابْنُ ثَمَانِيْنَ سَنَةً بِالْقَدُّوْمِ۔ (مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا حضرت ابراہیم نبی نے قدوم[1] کے مقام پر اسی[2] سال کی عمر میں ختنہ فرمایا۔ (بخاری و مسلم)

سلہ قدوم، قاف پر زبر، دال مخفف بمعنی تیشہ۔ اگر دال مشدد ہو تو ملک شام میں جگہ کا نام ہے۔ جمع قرنہایہ میں ہے خواہ دال مخفف ہو یا مشدد جگہ کا ہی نام ہے۔ بعض نے لکھا دونوں صورتوں میں بمعنی تیشہ ہے۔ شیخ تورپشتی لکھتے ہیں لفظ قدوم میں دال مخفف ہے اور شام میں مقام کا نام ہے۔ بعض محدثین نے دال کو مشدد پڑھا ہے۔ مگر وہ غلط ہے۔ بعض لوگوں نے یہ توجیہہ کی ہے کہ اس قدوم سے ختنہ کیا جس سے لکڑی کو چھیلا جاتا ہے لیکن یہ غلط ہے اکثر کا گمان یہ ہے کہ اس لفظ میں دال مشدد ہے۔

سلہ دوسری روایت میں ایک سو بیس ہے۔

۵۴۵۸ وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمْ يَكْذِبْ اِبْرَاهِيْمُ اِلَّا ثَلٰثَ كَذِبَاتٍ ثِنْتَيْنِ مِنْهُنَّ فِيْ ذَاتِ اللّٰهِ قَوْلُهٗ اِنِّيْ سَقِيْمٌ وَقَوْلُهٗ بَلْ فَعَلَهٗ كَبِيْرُهُمْ هٰذَا وَقَالَ بَيْنَا هُوَ ذَاتَ يَوْمٍ وَّسَارَةُ اِذْ اَتٰى عَلٰى جَبَّارٍ مِّنَ الْجَبَابِرَةِ فَقِيْلَ لَهٗ اِنَّ هٰهُنَا رَجُلًا مَّعَهُ امْرَاَةٌ مِّنْ اَحْسَنِ النَّاسِ۔ فَاَرْسَلَ اِلَيْهِ فَسَاَلَهٗ عَنْهَا مَنْ هٰذِهٖ قَالَ اُخْتِيْ فَاَتٰى سَارَةَ فَقَالَ لَهَا اِنَّ هٰذَا الْجَبَّارَ

اور انہی سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ابراہیم نے جھوٹ نہیں کہا سوائے تین مرتبہ کے۔ ان میں سے دو اللہ تعالیٰ کی ذات میں تھے۔ میں بیمار ہوں اور آپ کا کہنا بلکہ یہ کام ان کے بڑے نے کیا اور فرمایا ایک دن وہ اور حضرت سارہ ہجرت کے سفر میں تھے کہ ظالمین میں سے ایک ظالم پر گزرے اسے اطلاع دی گئی کہ یہاں ایک شخص ہے جس کے ساتھ ایک خاتون ہے لوگوں میں حسین ترین۔ اس نے آپ کو بلوایا اور سارہ کے متعلق پوچھا کہ یہ کون ہیں آپ نے فرمایا

marfat.com
Marfat.com

اِنْ يَعْلَمْ اَنَّكِ امْرَأَتِيْ يَغْلِبُنِيْ عَلَيْكِ
فَاِنْ سَالَكِ فَاَخْبِرِيْهِ اِنَّكِ اُخْتِيْ
فَاِنَّكِ اُخْتِيْ فِي الْاِسْلَامِ لَيْسَ عَلٰى وَجْهِ
الْاَرْضِ مُؤْمِنٌ غَيْرِيْ وَغَيْرُكِ فَاَرْسَلَ
اِلَيْهَا فَاُتِيَ بِهَا قَامَ اِبْرَاهِيْمُ يُصَلِّيْ
فَلَمَّا دَخَلَتْ ذَهَبَ يَتَنَاوَلُهَا بِيَدِهٖ
فَاُخِذَ وَيُرْوٰى فَغُطَّ حَتّٰى رَكَضَ بِرِجْلِهٖ
فَقَالَ اُدْعِي اللّٰهَ لِيْ وَلَا اَضُرُّكِ فَدَعَتِ
اللّٰهَ فَاُطْلِقَ ثُمَّ تَنَاوَلَهَا الثَّانِيَةَ
فَاُخِذَ مِثْلَهَا اَوْ اَشَدَّ فَقَالَ اُدْعِي اللّٰهَ
لِيْ وَلَا اَضُرُّكِ فَدَعَتِ اللّٰهَ فَاُطْلِقَ فَدَعَا
بَعْضَ حَجَبَتِهٖ فَقَالَ اِنَّكَ لَمْ تَاْتِنِيْ
بِاِنْسَانٍ اِنَّمَا اَتَيْتَنِيْ بِشَيْطَانٍ فَاَخْدَمَهَا
هَاجَرَ فَاَتَتْهُ وَهُوَ قَائِمٌ يُصَلِّيْ فَاَوْمَاَ
بِيَدِهٖ مَهْيَمْ قَالَتْ رَدَّ اللّٰهُ كَيْدَ الْكَافِرِ
فِيْ نَحْرِهٖ وَاَخْدَمَ هَاجَرَ قَالَ اَبُوْهُرَيْرَةَ
تِلْكَ اُمُّكُمْ يَا بَنِيْ مَاءِ السَّمَاءِ

(مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ)

میری بہن ہیں۔ پھر آپ سارہ کے پاس آئے۔ ان سے فرمایا کہ یہ ظالم اگر جان لے گا کہ تم میری بیوی ہو تو یہ تمھارے متعلق مجھ پر غلبہ کرے گا اگر وہ تجھ سے پوچھے تو اسے بتانا کہ تم میری بہن ہو کیونکہ تم میری اسلامی بہن ہو۔ روئے زمین پر میرے اور تمھارے سوا کوئی مومن نہیں ہے۔ پھر اس نے سارہ کو بلایا آپ کو وہاں پہنچا دیا گیا جناب ابراہیم علیہ السلام کھڑے ہو کر نماز پڑھنے لگے جب آپ اس کے پاس گئیں وہ اپنے ہاتھ سے آپ کو پکڑنے لگا وہ خود پکڑا گیا۔ روایت میں ہے کہ وہ خراٹے لینے لگا حتی کہ اس کے پاؤں اکڑ گئے۔ بولا اللہ سے دعا کر دیں تم کو نقصان نہ دوں گا۔ سارہ نے اللہ تعالیٰ سے دعا کی، وہ چھوڑ دیا گیا پھر دوبارہ پکڑنا چاہا اسی طرح پکڑا گیا اور زیادہ سخت پھر اس نے آپ کو کہا میرے لیے اللہ تعالیٰ سے دعا کرو میں تم کو تکلیف نہیں دوں گا تو اللہ سے دعا کی وہ کھول دیا گیا۔ پھر اس نے جناب سارہ کو سہ بارہ پکڑنا چاہا تو پہلے سے بھی زیادہ سخت پکڑا گیا۔ بولا اللہ سے میرے لیے دعا کر دیں میں تمھیں تکلیف نہ دوں گا۔ سارہ نے اللہ سے دعا کی تو اسے کھول دیا گیا۔ پھر اس نے اپنے بعض سپاہیوں[16] کو بلایا اور کہا تم میرے پاس انسان نہیں لائے شیطان[17] لائے ہو۔ چنانچہ انھیں بی بی ہاجرہ[18] خادمہ دیں۔ آپ حضرت ابراہیم کے پاس آئیں۔ آپ کھڑے نماز پڑھ رہے تھے۔ اپنے ہاتھ سے اشارہ کیا۔ کیسے[19] گزری۔ بولیں اللہ نے کافر کا مکر اس کے سینے میں لوٹا دیا[20] اور ہاجرہ خادمہ عطا ہوئی۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا اے آسمانی پانی کے بچو یہ تمھاری ماں ہے۔

سلہ یہ ظاہر کے اعتبار سے ہے ورنہ مقصد کے اعتبار سے یہ تمام سچ تھے۔ رہا چھوٹے ھٰذَا رَبِّیْ (یہ میرا رب ہے) کا معاملہ تو آپ کے بچپن کا معاملہ ہے جب مکلف نہ تھے یوں ہی منقول ہے۔ کذبات، کاف اور ذال پر زبر

marfat.com
Marfat.com

کذبہ کی جمع ہے جیسے رکعۃ کی جمع رکعات ہے۔ کاف پر زبر اور ذال ساکن سے بھی پڑھا گیا ہے۔

سلہ اس میں کوئی ذاتی نفع مقصود نہ تھا بلکہ اللہ تعالیٰ کا حکم اور اس کی رضا کی طلب کے لیے تھا۔ اور مقصود اللہ تعالیٰ کی توحید اور تنزیہہ تھا۔ تیسرے ہذا اختی (یہ میری بہن ہے) میں بھی اگرچہ رضا الٰہی مقصد ہے۔ مگر اس میں ذاتی نفع بھی ہے۔ بعض شارحین کہتے ہیں ذات اللہ سے مراد قرآن ہے جو اللہ تعالیٰ کی صفت ہے اور اس کی ذات سے قائم ہے۔

سلہ ان میں سے ایک یہ ہے کہ میں بیمار ہوں۔ یہ آپ کا ارشادِ گرامی اس وقت کا ہے جب قوم نے آپ سے کہا ہمارے ساتھ میلہ میں شرکت کے لیے چلیں تو آپ نے یہ عذر پیش کیا میں بیمار ہوں۔ بظاہر یہ کذب محسوس ہوتا ہے کیونکہ آپ بیمار نہ تھے حالانکہ آپ کا مقصد فی الجملہ کسی دور میں بیمار ہونا تھا۔ الفاظ سے ان لوگوں نے آپ کا فی الحال بیمار ہونا محسوس کر لیا۔ بعض شارحین نے بیان کیا آپ نے علوم نجوم کی وجہ سے ان کو وہم میں ڈالا کہ میں بیمار ہو جاؤں گا۔ جیسا کہ آیت مبارکہ کے سیاق سے واضح ہے یا اس کا مفہوم یہ ہے کہ تمہارے کفر کی وجہ سے میرا دل بیمار اور متنفر ہے۔ اگر صحت کا معنی یہ ہو کہ تمام قویٰ اور ان سے اعمال کا صدور سلامتی سے ہو اور اس کی ضد بیماری ہو تو پھر بھی کوئی آدمی بیماری سے خالی نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ اب وہی صحت مند ہو گا جو تمام اعتبار سے معتدل ہو حالانکہ یہ نادر بلکہ معدوم ہے۔

اس فقیر ضعیف کو صاحبِ عالی مقام شاہ ابوالمعالی رحمہ اللہ تعالیٰ نے لوگوں کی مجالس سے شرکت سے عذر پیش کرنے کے لیے بطور نصیحت فرمایا: اگر لوگ پریشان کریں اور تفریح وغیرہ کا مطالبہ کریں تو اس کے لیے ابو الملت حضرت خلیل الرحمٰن علیہ السلام کا یہ فرمان کافی ہے: میں بیمار ہوں پھر انھوں نے اپنے شعر میں فرمایا

اگر ترا بتماشائے عید خود
خلیل وار جوابی بگو کہ بیمارم

(اگر لوگ اپنے تماشا اور میلہ پہ شرکت کا کہیں تو جواب میں حضرت خلیل علیہ السلام کا جواب کہو میں بیمار ہوں)

سلہ یہ دوسرا قول ہے، جب میلہ پر جانے کے بعد آپ نے ان کے بت توڑ ڈالے تو واپسی پر انھوں نے آپ سے پوچھا یہ کام تم نے کیا ہے؟ آپ نے فرمایا ان کے بڑے نے کیا ہے۔ یہ بات بھی سچی ہے اور اس کی تاویل یہ ہے کہ ان تمام کو توڑنے کی وجہ یہ بڑا ہے جس کی وجہ سے مجھے غصہ آیا یا یہ اس بات پر تعریض ہے کہ جب اپنے آپ کو نقصان پہنچانے سے نہیں بچا سکتے تو یہ پوجا کے لائق کیسے ہو گئے۔

سلہ یہ تیسرے قول کا بیان ہے، یہ سفرِ ہجرت شام کی طرف تھا۔

سلہ اس کا نام صادوق بن صادون ہے اور یہ قبطی تھا۔

سلہ یہ بظاہر کذب ہے مگر اس کی توجیہ آ رہی ہے۔

سلہ اور انھیں اس شر سے محفوظ رکھنے کا طریقہ بتایا۔

سلہ یعنی یہ نیت کر کے کہنا اور یہ بات درست ہے۔

سلہ یہ بیان واقعہ ہے کیونکہ اس وقت کوئی دوسرا ایمان نہ لایا تھا[۱۱]۔ (حاشیہ اگلے صفحہ پر)

marfat.com
Marfat.com

حضرت سارہ رضی اللہ عنہا آپ کی چچا زاد ہمشیرہ تھیں اور یہ آپ کے ارشاد ھٰذَا اُخْتِی کی دوسری توجیہہ ہے۔ شاید سیدنا ابراہیم علیہ السلام کا بہن فرمانا اس جہت شرف اور نسب کی وجہ سے ہے۔

سوال: آپ نے یہ کیوں نہ فرمایا یہ میری بیوی ہے کیونکہ بیوی کو کم چھینا جاتا ہے۔ باقی ظالم کو اس سے کیا غرض خاتون بیوی ہو یا بہن؟

جواب:۔ اس ظالم کی عادت یہ تھی کہ وہ بیوی چھینتا تھا نہ کہ بہن[2] کو۔ اس کی ایک وجہ یہ بھی ہے کہ وہ مجوسی تھا اور دین مجوسی میں بہن کے ساتھ بھائی کا نکاح کرنا دوسروں سے اولیٰ ہے۔ اس لیے حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اس کے دین کا سہارا لیا۔ حالانکہ اس نے اپنے دین کا خیال نہ کرتے ہوئے آپ کو گرفتار کرنے کا ارادہ کر لیا۔

سوال:۔ دین مجوس تو زردشت سے آیا ہے اور اس کا وجود حضرت ابراہیم علیہ السلام کے بعد ہے۔

جواب:۔ دین مجوس تو قدیم ہے ہاں زردشت نے اس میں اور خرافات کا اضافہ کیا

سلہ ۱۱ بارگاہ خداوندی میں دعا اور مناجات کرنے لگ گئے تاکہ اللہ تعالیٰ اس پریشانی سے نجات عطا فرمائے جیسے کہ مقربانِ بارگاہِ الٰہی کا طریقہ ہے۔ خود ہمارے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی عادت مبارکہ یہی ہے۔

سلہ ۱۲ اخذ، مجہول کا صیغہ ہے یعنی اسے قدرتِ الٰہی سے باز رکھا گیا اور حضرت سارہ کی حفاظت کر دی گئی یا معنی یہ ہے وہ گناہ میں پکڑا گیا اور اس پر عتاب ہوا یا وہ بے ہوش ہو گیا۔ اس لفظ کی یہ تین مذکورہ تفسیریں ہیں۔ ایک روایت میں یہ لفظ تشدید سے ہے جو تاخیر سے مشتق ہے جس کا معنی کسی کے دل کو فریب یا جادو وغیرہ سے گرفتار کر لینا جیسا کہ جادو کرتے ہیں اگر قصر کے ساتھ ہو۔ تو اس کا معنی جادوگر کا فریب ہے۔

سلہ ۱۳ فغط، غین پر پیش، طاء مشدد، مجہول کا صیغہ ہے، اس کا گلا پکڑا گیا اور اس طرح اس کی آواز آنے لگی جیسے سونے والا خراٹے لیتا ہے جسے غطیط سے تعبیر کرتے ہیں۔

سلہ ۱۴ اس طرح زمین پر پاؤں مارنے لگا جیسے کسی کو جادو کرایا گیا ہو یا جن نے پکڑ رکھا ہو۔

سلہ ۱۵ حضرت سارہ سے کہنے لگا۔

سلہ ۱۶ حجبہ، حا اور با اور جیم تینوں پر زبر، حاجب کی جمع ہے جیسے کہ طالب کی جمع طلبہ ہے

سلہ ۱۷ ہر سرکش کو شیطان کہا جاتا ہے خواہ جن ہو یا انس (کذا فی القاموس) امام طیبی کہتے ہیں یہاں جن مراد ہے اور یہ قوم جنات سے بہت ڈرتی تھی

سلہ ۱۸ ہاجرہ، جیم پر زبر، حضرت اسماعیل علیہ السلام کی والدہ ماجدہ ہیں حضرت سارہ سے حضرت ابراہیم علیہ السلام کی کوئی اولاد نہ تھی حضرت سارہ نے حضرت ہاجرہ کو حضرت ابراہیم علیہ السلام کے اس امید پر سپرد کر دیا شاید ان سے بیٹے ہوں

سلہ وہ سرزمین مراد ہے جہاں آپ تشریف فرما تھے۔

سلہ ملکہ اس کی عادت یہ تھی کہ شوہر کو قتل کروا دیتا جب عورت بے سہارا ہو جاتی تو وہ خود ان کے قابو میں آ جاتی۔ (مولوی امیر علی مرحوم)

marfat.com
Marfat.com

تو حضرت اسماعیل علیہ السلام کی ولادت ہوئی۔ اس وقت سیدنا ابراہیم علیہ السلام کی عمر مبارک سو سال تھی۔ اس کے بعد حضرت سارہ رضی اللہ عنہا کے ہاں حضرت اسحاق علیہ السلام پیدا ہوئے۔

ف۱۹ مہیم، میم پر زبر، ہاء ساکن یاء پر زبر، ہاتھ کے ساتھ اشارہ سے پوچھا کیسے گذری؟

ف۲۰ اس کی بد طینتی اس کی طرف لوٹا دی گئی جسے محفوظ کر لیا گیا۔

ف۲۱ یہ خطاب تمام اولاد حضرت اسماعیل علیہ السلام کو ہے۔ آسمانی پانی سے تعبیر کرنے کی وجہ ان کی طہارت ہے طہارت میں اس کی مثال دی جاتی ہے کہا جاتا ہے کہ فلاں آسمانی پانی سے بھی زیادہ پاک ہے۔ بعض کی رائے یہ ہے کہ اس طرف اشارہ ہے کہ حضرت اسماعیل علیہ السلام کی وجہ سے آبِ زمزم کا چشمہ رواں ہوا اور اس کا پانی آسمانِ قدس و طہارت سے نازل ہوا اور ہر وہ فیض جو زمین میں پیدا ہوتا ہے اللہ تعالیٰ اسے آسمان سے نازل فرماتا ہے۔

بعض شارحین کی یہ رائے ہے کہ یہ خطاب انصار کو ہے کیونکہ یہ عامر بن حارثہ ازدی کی اولاد کی اولاد میں ان کا لقب "ماء السماء" ہے۔ کیونکہ ان کی قوم اس کے سبب بارش طلب کیا کرتی تھی۔ بعض نے کہا اس سے مراد عرب ہیں ان کا نام اس وجہ سے ہے کہ وہ جہاں جہاں بارش ہوتی وہاں فصل اگاتے۔ اگرچہ تمام عرب اولاد حضرت ہاجرہ میں سے نہیں مگر تغلیبا کہہ دیا گیا اور اولاد اسماعیل کو شرف کے طور پر علیحدہ سے دیا گیا۔ بعض محدثین کی رائے یہ ہے کہ یہ بطور مشہور محاورہ کہہ دیا گیا کہ تمام عرب حضرت اسماعیل علیہ السلام کی اولاد ہیں۔

۵۴۵۹ وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَحْنُ اَحَقُّ بِالشَّكِّ مِنْ اِبْرَاهِيْمَ اِذْ قَالَ رَبِّ اَرِنِيْ كَيْفَ تُحْيِ الْمَوْتٰى وَيَرْحَمُ اللّٰهُ لُوْطًا لَقَدْ كَانَ يَاْوِيْ اِلٰى رُكْنٍ شَدِيْدٍ وَلَوْ لَبِثْتُ فِى السِّجْنِ طُوْلَ مَا لَبِثَ يُوْسُفُ لَاَجَبْتُ الدَّاعِيَ (مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ)

اور انہی سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہم حضرت ابراہیم سے زیادہ شک کے حقدار ہیں جبکہ انہوں نے عرض کیا یارب[۱]! مجھے دکھا دے تو مردوں کو کیسے زندہ کرے گا اور اللہ لوط پر رحم فرمائے وہ تو بڑے مضبوط پائے[۲] کی طرف پناہ لیے ہوئے اور اگر میں اتنی دراز مدت ٹھہرتا[۳] جتنا یوسف ٹھہرے تو بلانے والے کی بات قبول کر لیتا[۴]۔ (بخاری و مسلم)

ف۱ اس حدیث کا پس منظر یہ ہے جب اللہ تعالیٰ کی طرف سے یہ آیت نازل ہوئی قَالَ اَوَلَمْ تُؤْمِنْ قَالَ بَلٰى وَلٰكِنْ لِّيَطْمَئِنَّ قَلْبِيْ (اللہ تعالیٰ نے فرمایا کیا تم ایمان نہیں رکھتے، حضرت ابراہیم نے عرض کیا کیوں نہیں بلکہ میرے دل کے اطمینان کے لیے) بعض صحابہ نے اس پر یہ بات کی کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کو شک ہوا لیکن ہمارے آقا علیہ السلام کا معاملہ ایسا نہیں تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہم شک کے زیادہ حق دار ہیں لہٰذا اس عبادت سے محسوس ہوتا ہے کہ حضرت ابراہیم اور آپ کو شک تھا حالانکہ یہ امر محال ہے کیونکہ حضرات انبیاء صلوات اللہ وسلامہ علیہم اجمعین کو ایسا شک کیسے عارض ہو سکتا ہے جبکہ وہ سب سے پہلے صاحب ایمان و ایقان ہوتے ہیں لہٰذا اب معنی یہ ہوگا کہ اگر شک حضرت ابراہیم کو لاحق ہو سکتا ہوتا تو ہمیں بھی لاحق ہوتا اور تم جانتے ہو وہاں شک نہ تھا لہٰذا ہمیں بھی عارض نہ ہوگا۔ کیونکہ ہم بھی انکی

marfat.com
Marfat.com

طرح ہی ہیں اور ان کا سوال علم الیقین سے عین الیقین حاصل کرنا تھا جسے اطمینان قلب سے تعبیر کیا جاتا ہے یا جب حضرت ابراہیم علیہ السلام نے قوم سے کہا میرا رب موت دیتا ہے اور زندہ کرتا ہے تو یہ بھی عرض کیا کہ زندہ کر کے عملاً انھیں دکھایا جائے تاکہ دلیل پر عملی مشاہدہ ہو سکے ۔ لیکن یہاں اشکال ہے کہ اس حدیث میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی ذات پر حضرت ابراہیم علیہ السلام کو ترجیح دی ہے ۔ اس کا جواب یہ ہے کہ آپ نے یہ بات بطور تواضع فرمائی ہے یا اس وقت کی تھی جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو بذریعہ وحی بتایا گیا آپ تمام اولاد کے سربراہ ہیں ۔ یہی توجیہ اس حدیث کی ہے جس میں اشارہ ہے کہ دیگر انبیاء پر فضیلت نہ دی جائے جیسے کہ فرمایا مجھے یونس علیہ السلام پر فضیلت نہ دو ۔

۵۲ ہر شے کے قوی حصّہ کو رکن کہا جاتا ہے ۔ پس منظر یہ ہے کہ جب فرشتے انسانی شکل میں حضرت لوط علیہ السلام کے پاس آئے اور ان کی قوم ان پر کود پڑی تو انھوں نے فرمایا لَوْ اَنَّ لِیْ بِکُمْ قُوَّۃً (کاش میرے پاس تمہارے لیے قوت ہوتی) اور میں تمھیں روک سکتا ۔ او اوی الی رکن شدید یا میں کسی قوم قوی کی پناہ میں ہوتا جس کی وجہ سے میں تمھیں روک دیتا ، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان پر رحمت کی دعا کی ۔ اس لیے کہ وہ لوگوں کی پناہ کو مضبوط کہہ رہے ہیں حالانکہ اللہ تعالیٰ کی حفاظت سب سے بڑھ کر مضبوط ہے ۔ عربوں کا محاورہ ہے جب وہ دیکھتے کہ کسی نے ایسا کام کیا جو نہیں کرنا چاہیے تھا تو وہ رحم کی دعا کرتے ہیں ۔ اللہ تعالیٰ اسے معاف فرما دے ۔ حضرت لوط علیہ السلام کے قول کا حضرت ابراہیم علیہ السلام کے ساتھ ذکر کرنا اس طرف اشارہ ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کا قول بھی بغیر تقصیر اور عدم توجہ کے نہیں ہے ۔

۵۳ جیل میں

۵۴ جو بادشاہ کی طرف سے پیش کش کی تھی ۔ واقعہ یہ ہے کہ حضرت یوسف علیہ السلام نو سال تک جیل میں رہے بادشاہ وقت نے جب آپ کو یہ پیش کش کی کہ آپ کو جیل سے رہائی دے کر اپنا مقرب بنانا چاہتا ہوں تو انھوں نے اسے قبول کرتے ہوئے یہ شرط لگا دی کہ پہلے اس بات کی تحقیق کی جائے کہ خواتین کا معاملہ درست تھا یا غلط ۔ اس کے بعد رہائی کے بارے میں سوچا جائے ۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر ہم اتنی طویل مدت جیل میں رہتے اور اب رہائی کی پیش کش ہوتی تو ہم برائے تحقیق توقف نہ کرتے بلکہ پیش کش کو قبول فرما لیتے ۔ بعض شارحین نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی اس مقدس گفتگو کو حضرت یوسف علیہ السلام کے صبر قناعت اور استقامت کی تعریف پر محمول کیا کہ اس سے بڑھ کر استقامت نہیں ہو سکتی ۔ اگر وہاں ہم بھی ہوتے تو رہائی میں جلدی کر لیتے ۔ تو اس صورت میں یہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے تواضع کا اظہار ہوگا ۔ ورنہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی استقامت تو تمام اولو العزم رسل سے بھی اعلیٰ اور افضل ہے ۔ بعض نے کہا یہ سیدنا یوسف علیہ السلام کی تقصیر کی طرف اشارہ ہے کہ انھوں نے رہائی میں جلدی کیوں نہ کی ۔ حالانکہ ان کا ان لوگوں میں آنا ان کی ہدایت کا سبب تھا بلکہ وہ تو ان کی طرف مبعوث تھے ۔ یہی وجہ ہے انھوں نے جیل میں توحید کی دعوت دی ۔ یَا صَاحِبَیِ السِّجْنِ ءَاَرْبَابٌ مُّتَفَرِّقُوْنَ خَیْرٌ اَمِ اللّٰہُ الْوَاحِدُ الْقَھَّارُ (اے میرے جیل کے ساتھیو ! کیا زیادہ رب بہتر ہوتے ہیں یا ایک ہی رب بہتر ہے جو تمام ضروریات مخلوق پورا کرنے پر قادر ہو) لہذا

marfat.com
Marfat.com

الخیص فی الفور ربانی کی پیش کش کو قبول کر کے باہر آجانا چاہیے تھا اور اپنے نفس کی برأت کے لیے توقف نہیں کرنا چاہیے تھا (کذا قیل)۔ لیکن یہ گفتگو محلِ نظر ہے۔ کیونکہ ان کے نفس کی برأت ان کی دعوت و تبلیغ کے مؤثر ہونے میں نہایت ہی مفید تھی۔ واللہ اعلم۔

۵۴۶۰/۹ وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ مُوْسٰى كَانَ رَجُلًا حَيِيًّا سِتِّيْرًا لَا يُرٰى مِنْ جِلْدِهٖ شَيْءٌ اِسْتِحْيَاءً فَاٰذَاهُ مَنْ اٰذَاهُ مِنْ بَنِيْ اِسْرَائِيْلَ فَقَالُوْا مَا تَسَتَّرَ هٰذَا التَّسَتُّرَ اِلَّا مِنْ عَيْبٍ بِجِلْدِهٖ اِمَّا بَرَصٌ اَوْ اُدْرَةٌ وَّاِنَّ اللّٰهَ اَرَادَ اَنْ يُّبَرِّئَهٗ فَخَلَا يَوْمًا وَحْدَهٗ لِيَغْتَسِلَ فَوَضَعَ ثَوْبَهٗ عَلٰى حَجَرٍ فَفَرَّ الْحَجَرُ بِثَوْبِهٖ وَجَمَعَ مُوْسٰى فِيْ اَثَرِهٖ يَقُوْلُ ثَوْبِيْ يَا حَجَرُ ثَوْبِيْ يَا حَجَرُ حَتّٰى انْتَهٰى اِلٰى مَلَاءٍ مِّنْ بَنِيْ اِسْرَائِيْلَ فَرَاَوْهُ عُرْيَانًا اَحْسَنَ مَا خَلَقَ اللّٰهُ فَقَالُوْا وَاللّٰهِ مَا بِمُوْسٰى مِنْ بَاْسٍ وَّاَخَذَ ثَوْبَهٗ فَطَفِقَ بِالْحَجَرِ ضَرْبًا فَوَاللّٰهِ اِنَّ بِالْحَجَرِ ضَرْبًا فَوَاللّٰهِ اِنَّ بِالْحَجَرِ لَنَدَبًا مِّنْ اَثَرِ ضَرْبِهٖ ثَلٰثًا اَوْ اَرْبَعًا اَوْ خَمْسًا۔ (مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ)

اور انھی سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا موسیٰ بہت شرمیلے[۱] پردہ دار[۲] تھے۔ ان کے ظاہری جسم کا کوئی حصہ دیکھا نہ جاتا تھا۔ شرم کی وجہ سے تو انھیں بنی اسرائیل میں سے جس نے ایذا پہنچائی اس نے یا اذیت پہنچائی کہ انھوں نے کہا اس قدر پردہ[۳] کسی کھال کے عیب[۴] کی وجہ سے ہی ہے یا خصیوں[۵] کا ورم، اللہ تعالیٰ نے چاہا کہ ان کو بری کر دے[۶] تو ایک دن وہ اکیلے تنہائی میں غسل کے لیے گئے اپنے کپڑے[۷] پتھر پر رکھ دیے۔ پتھر آپ کے کپڑے لے کر بھاگ اٹھا موسیٰ علیہ السلام اس کے پیچھے یہ[۸] کہتے ہوئے دوڑے اے پتھر میرے کپڑے۔ حتیٰ کہ اسرائیلیوں کی ایک جماعت تک پہنچ گئے انھوں نے آپ کو برہنہ دیکھا کہ آپ اللہ کی مخلوق میں سے سب سے بہتر ہیں[۹]۔ وہ بولے اللہ کی قسم موسیٰ میں کوئی خرابی نہیں[۱۰] اپنے کپڑے لیے اور پتھر کو مارنے لگے۔ رب کی قسم آپ کے مارنے سے پتھر میں تین چار یا پانچ نشانات ہیں[۱۱]۔ (بخاری و مسلم)

[۱] حیی، حا پر زبر، یاء کے نیچے زیر۔

[۲] ستیرا، سین پر زبر یا زیر، تاء مشدد، یاء ساکن، بہت زیادہ بدن کو ڈھانپنے والا جب باقی بدن کا اتنا خیال رکھتے تو جان لیجیے پردہ اور شرمگاہ کے ڈھانپنے کا عالم کیا ہوگا، صراح میں ہے کہ پاکیزہ مرد کو رجل ستیر اور پاکیزہ خاتون کو جاریۃ ستیرۃ کہا جاتا ہے۔

[۳] اس قدر پردہ میں مبالغہ۔

[۴] برص۔ باء پر زبر۔

[۵] اُدْرَةٌ، ہمزہ پر پیش، دال ساکن۔

[۶] لوگوں پر واضح ہو جائے، ان میں ہرگز کوئی عیب نہیں۔

[۷] یہاں سے بغیر کپڑے کے غسل کرنے کا جواز نکلتا ہے اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کے اس فعل میں یہ حکمت تھی

marfat.com
Marfat.com

کہ ان کے عیب ونقصان سے مبرا ہونا ثابت کرنا تھا۔

۸ مجوع، جیم پر پیش، بھاگنا، اِثْرُ، ہمزہ کے نیچے زیر، ثاء پر فتحہ نشان

۹ اس عیب سے مبرا پایا جس کی نسبت وہ آپ کی طرف کرتے تھے۔

۱۰ یہاں سے معلوم ہو جاتا ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے دوستوں کو ہر اس عیب ونقص سے پاک رکھتا ہے جس کی وجہ سے بے عقل وشعور اور منکرین طعن کر سکتے ہوں تاکہ وہ ان سے منزّہ اور مبرا ہونے کی وجہ سے معزز ومکرم ہوں۔

۱۱ نَدَبٌ، نون اور دال دونوں پر زبر، زخم کا وہ نشان جو کھال سے بلند نہ ہو، اثر ضرب کو اثر جراحت سے تشبیہ دی گئی ہے۔

۱۲ یہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کا معجزہ ہے جس کا ظہور بوقت مصلحت ہوا۔

۵۴۶۱ وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّى اللّٰہُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْنَا اَيُّوْبُ يَغْتَسِلُ عُرْيَانًا فَخَرَّ عَلَيْهِ جَرَادٌ مِّنْ ذَهَبٍ فَجَعَلَ اَيُّوْبُ يَحْثِيْ فِيْ ثَوْبِهٖ فَنَادَاهُ رَبُّهٗ يَا اَيُّوْبُ اَلَمْ اَكُنْ اَغْنَيْتُكَ عَمَّا تَرٰى قَالَ بَلٰى وَعِزَّتِكَ وَلٰكِنْ لَا غِنٰى بِيْ عَنْ بَرَكَتِكَ

(رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ)

اور انھی سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ایک دفعہ ایوب برہنہ غسل[۱] کر رہے تھے ان ان پر سونے کی ٹڈیاں گرنے لگیں وہ انھیں سمیٹنے[۲] لگے۔ ان کے رب نے فرمایا اے ایوب جو تم دیکھ رہے ہو کیا میں نے تمھیں اس سے بے نیاز نہیں کر دیا۔ عرض گزار ہوئے خدا کی قسم کیوں نہیں، لیکن میں تیری برکت سے بے نیاز نہیں ہو سکتا۔ (البخاری)

۱ اس مرض سے صحت پانے کے بعد جس میں کافی عرصہ مبتلا رہے۔

۲ اپنے کپڑے میں

۳ کیا میں نے تمھیں اس قدر عطا نہیں فرمایا کہ اب یہ سمیٹنے کی ضرورت ہی نہیں

۴ بے شک تیرا کرم مجھ پر بہت ہے مگر نعمتوں کے اضافے سے میں بے نیاز نہیں ہو سکتا۔ اس سے معلوم ہو گیا کہ آپ نے سونے کو حرص ولالچ یا کثرت مال کی وجہ سے جمع نہیں کیا بلکہ اللہ تعالیٰ کے انعام سے لذت حاصل کرنے کے لیے یہ عمل کیا۔

۵۴۶۲ وَعَنْهُ قَالَ اسْتَبَّ رَجُلٌ مِّنَ الْمُسْلِمِيْنَ وَرَجُلٌ مِّنَ الْيَهُوْدِ فَقَالَ الْمُسْلِمُ وَالَّذِيْ اصْطَفٰى مُحَمَّدًا عَلَى الْعَالَمِيْنَ فَقَالَ الْيَهُوْدِيُّ وَالَّذِيْ اصْطَفٰى مُوْسٰى عَلَى الْعَالَمِيْنَ فَرَفَعَ الْمُسْلِمُ يَدَهٗ عِنْدَ ذٰلِكَ فَلَطَمَ وَجْهَ الْيَهُوْدِيِّ فَذَهَبَ الْيَهُوْدِيُّ اِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰہُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاَخْبَرَهٗ

اور انھی سے مروی ہے ایک مسلمان اور یہودی کے درمیان لڑائی ہو گئی۔ مسلمان نے کہا قسم ہے اس ذات کی جس نے محمد کو تمام جہانوں پر چنا۔ یہودی نے کہا قسم ہے اس ذات کی جس نے موسیٰ کو تمام جہانوں پر چنا اس پر مسلمان نے دست درازی کی اور اس کے منہ پر تھپڑ مار دیا۔ یہودی نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں

marfat.com
Marfat.com

بِمَا كَانَ مِنْ اَمْرِهٖ وَاَمْرِ الْمُسْلِمِ فَدَعَا النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمُسْلِمَ فَسَأَلَهٗ عَنْ ذٰلِكَ فَاَخْبَرَهٗ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تُخَيِّرُوْنِيْ عَلٰى مُوْسٰى فَاِنَّ النَّاسَ يَصْعَقُوْنَ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ فَاَصْعَقُ مَعَهُمْ فَاَكُوْنُ اَوَّلَ مَنْ يُّفِيْقُ فَاِذَا مُوْسٰى بَاطِشٌ بِجَانِبِ الْعَرْشِ فَلَا اَدْرِيْ كَانَ فِيْمَنْ صَعِقَ فَاَفَاقَ قَبْلِيْ اَوْ كَانَ فِيْمَنِ اسْتَثْنَى اللّٰهُ وَفِيْ رِوَايَةٍ فَلَا اَدْرِيْ اَحُوْسِبَ بِصَعْقَةِ يَوْمَ الطُّوْرِ اَوْ بُعِثَ قَبْلِيْ وَلَا اَقُوْلُ اِنَّ اَحَدًا اَفْضَلُ مِنْ يُّوْنُسَ بْنِ مَتّٰى وَفِيْ رِوَايَةِ اَبِيْ سَعِيْدٍ قَالَ لَا تُخَيِّرُوْا بَيْنَ الْاَنْبِيَآءِ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ وَفِيْ رِوَايَةِ اَبِيْ هُرَيْرَةَ لَا تُفَضِّلُوْا بَيْنَ اَنْبِيَآءِ اللّٰهِ ۔

حاضر ہو کر وہ بتایا جو اس کے اور مسلمان کے درمیان واقع ہوا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مسلمان کو بلایا اور اس بارے میں اس سے پوچھا۔ انھوں نے عرض کیا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مجھے موسیٰ پر ترجیح نہ دو کیونکہ روز قیامت تمام انسان بے ہوش ہوں گے میں بھی ان کے ساتھ بے ہوش ہوں گا تو سب سے پہلے ہوش میں آنے والا میں ہوں گا۔ اچانک موسیٰ عرش کا کنارہ پکڑے ہوں گے میں نہیں جانتا کیا وہ بے ہوش ہونے والوں میں سے تھے اور مجھ سے پہلے ہوش میں آگئے یا ان میں سے ہیں جنھیں اللہ نے مستثنیٰ فرمایا ہے۔ ایک روایت میں ہے میں نہیں جانتا کہ کیا طور کی بے ہوشی حساب میں لائی گئی یا وہ مجھ سے پہلے اٹھائے گئے اور میں نہیں کہتا کہ کوئی بھی یونس بن متی سے افضل ہے اور حضرت ابو سعید کی روایت میں ہے فرمایا انبیاء علیہم السلام کو ایک دوسرے پر فضیلت مت دو۔ (بخاری و مسلم) اور حضرت ابو ہریرہ سے مروی ہے کہ اللہ تعالیٰ کے نبیوں میں بزرگی نہ دو۔

۱؎ اس کے مقابلے میں کہا

۲؎ یہودی کا یہ قول اس پر واضح تھا کہ وہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت کا انکار کر رہا تھا ورنہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کو باقی مخلوق پر فضیلت حاصل ہے، اللہ تعالیٰ نے بنی اسرائیل کے بارے میں فرمایا فضلنا ھم علی العالمین (ہم نے انھیں جہانوں پر فضیلت دی ہے) اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کے بارے میں فرمایا انی اصطفیتك علی الناس (بلاشبہ میں نے تم کو لوگوں پر منتخب فرمایا ہے)۔

۳؎ اس بارے میں پوچھا جو اس کے اور یہودی کے درمیان ہوا تھا۔

۴؎ صعق، عذاب کی گرفت، سخت آواز اور موت کے معنی میں ہے۔

۵؎ بطش، حملہ کرنا اور سخت پکڑنا

۶؎ مجھ سے پہلے ہوش میں ہو کر عرش کو پکڑے ہوئے ہیں

۷؎ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے فصعق من فی السموات ومن فی الارض الا من شاء اللہ (اس دن ہر کوئی بے ہوش ہوگا جو آسمانوں اور زمین میں ہے مگر وہ جسے اللہ چاہے) جیسا کہ فرشتے شاید حضرت موسیٰ

marfat.com
Marfat.com

علیہ السلام بھی ان میں سے ہوں۔

۸ یعنی حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اس دن دیدار کے لیے عرض کیا، اس سے انھیں منع کر دیا گیا اور اللہ تعالیٰ نے کوہِ طور پر تجلی کا اظہار فرمایا جس کی وجہ سے حضرت موسیٰ علیہ السلام بے ہوش ہو گئے۔ روزِ قیامت اس بے ہوشی کا بدلہ اس ہوش کے ساتھ دیا گیا۔

۹ جب یہ ان کی فضیلت ثابت ہے تو تم نے مجھے ان پر کیوں فضیلت دی، یہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی تواضع ہے اور یہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی فضیلت جزئی بھی ہو سکتی ہے اور وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی فضیلت کلی کے منافی نہیں یا یہ کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی گفتگو اپنی افضلیت آگاہ کرنے سے پہلے کی ہے جیسا کہ پہلے ذکر ہوا۔ اس کے علاوہ اور وجوہ بھی ہو سکتی ہیں۔ واضح رہے اس بے ہوشی سے مراد وہ نہیں جو قیامت کے دن صور پھونکنے کی وجہ سے ہوگی کیونکہ اس دن حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کہاں ہوں گے کہ ان پر بے ہوشی طاری ہو۔ اس صعقہ سے مراد قیامت کے دن اٹھنے کا وقت ہے کہ تمام لوگ بے ہوش ہوں گے پھر افاقہ ہوگا۔ اس موقع پر فرمایا جب مجھے افاقہ ہو تو حضرت موسیٰ علیہ السلام مجھ سے پہلے عرش کا پایا پکڑے ہوں گے اور اِلَّا مَن شَاءَ اللہُ سے جو استثناء ہے وہ بھی قبل از بعث ہے۔ جیسا کہ اس حدیث سے آیت کی تفسیر بتا دی ہے۔

۱۰ متی، میم پہ زبر اور تا مشدد اور مفتوح حضرت یونس علیہ السلام کے والد گرامی، القاموس شرح ابن الملک میں جامع الاصول سے منقول ہے کہ یہ ان کی والدہ ماجدہ کا نام ہے۔ حضرت یونس علیہ السلام کا خصوصاً ذکر کی وجہ یہ ہے کہ اولوالعزم رسولوں میں سے نہیں کیونکہ وہ قوم سے ناراض ہو کر چلے گئے اور کشتی میں سوار ہو گئے (القصہ)

۱۱ لاتفضلوا، صاد کے ساتھ بھی منقول ہے، اس نہی کا محل یا تو قبل از وحی یہ تفضیل ہے یا مراد یہ ہے کہ اصل نبوت میں فضیلت نہیں یا اس طرح کی فضیلت کہ اس سے دوسرے کی تحقیر کا پہلو نکلتا ہو۔

۵۲۶۴ وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ
۱۲
صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مَا یَنْبَغِیْ لِعَبْدٍ اَنْ یَّقُوْلَ اِنِّیْ خَیْرٌ مِّنْ یُّوْنُسَ بْنِ مَتّٰی مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ وَفِیْ رِوَایَةٍ لِّلْبُخَارِیِّ قَالَ مَنْ قَالَ اَنَا خَیْرٌ مِّنْ یُّوْنُسَ بْنِ مَتّٰی فَقَدْ کَذَبَ

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کسی بندے کو یہ لائق نہیں کہ وہ کہے کہ میں یونس بن متی سے افضل ہوں[۱۳]۔ (بخاری و مسلم) بخاری کی روایت میں ہے فرمایا جو کہے کہ میں یونس بن متی علیہ السلام سے افضل ہوں اس نے جھوٹ بولا[۱۴]۔

۱۲ اس عبارت میں دو احتمال ہیں۔ ایک یہ کہ مجھے حضرت یونس سے بہتر نہ کہو، اس طریقہ پر جو پہلے معلوم ہو چکا ہے دوسرے یہ کہ کوئی اپنے آپ کو حضرت یونس سے افضل نہ کہے کیونکہ اگرچہ وہ اولوالعزم رسولوں میں شامل نہیں مگر ان کے مرتبہ کو کوئی ولی نہیں پہنچ سکتا۔ منقول ہے کہ حضرت غوث الثقلین شیخ عبدالقادر جیلانی رحمہ اللہ تعالیٰ کے دور میں ایک شیخ نے عہد کو حضرت یونس علیہ السلام پر فضیلت دی اور کہا میں ان سے افضل ہوں اور میرا مقام ان سے بلند ہے حضرت

marfat.com
Marfat.com

غوث الثقلین رضی اللہ عنہ غصہ میں آ گئے آپ کے دست اقدس میں تکیہ تھا اس کی جانب دے مارا اس کے دل اور سینہ پر لگا اور وہ وہیں ہلاک ہو گیا۔

۲؎ اگر دوسرا معنی لیا گیا تو کذب کا معنی کفر ہو گا کیونکہ جو اپنے آپ کو کسی پیغمبر سے افضل سمجھے اس کے کافر ہونے پر اتفاق ہے۔

۵۴۶۴/۱۲ وَعَنْ اُبَيِّ ابْنِ كَعْبٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ الْغُلَامَ الَّذِيْ قَتَلَهُ الْخَضِرُ طُبِعَ كَافِرًا وَلَوْ عَاشَ لَاَرْهَقَ اَبَوَيْهِ طُغْيَانًا وَّكُفْرًا (مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ)

حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا وہ لڑکا جسے خضر نے قتل کیا وہ کافر پیدا ہوا تھا[۱] اگر وہ زندہ رہتا تو اپنے ماں باپ کو سرکشی اور کفر سے سرکش کر دیتا[۲] (بخاری و مسلم)

۱؎ یعنی تقدیر الٰہی میں ہے کہ اس کا خاتمہ کفر پر ہو گا یہ حدیث کل مولود یولد علی فطرۃ الاسلام (ہر بچے کو اسلام کی فطرت پر پیدا کیا گیا ہے) کے منافی نہیں کیونکہ اس سے مراد قبول اسلام کی استعداد ہے اور یہ میرے خاتمہ کے منافی نہیں۔ الغرض فطرت غیر سابقہ ہے۔ اس پر تفصیلی گفتگو کتاب کی ابتداء میں باب الایمان بالقدر میں گزر چکی ہے۔ فتذکرہ

۲؎ حضرت خضر علیہ السلام کے ذکر سے یہاں مقصود یہ بتانا ہے کہ یہ نبی تھے خضر خاء پر زبر یا زیر، ضاد ساکن یا اس کے نیچے زیر یہ امام کرمانی کی رائے ہے۔ امام قسطلانی فرماتے ہیں لفظ خضر خاء پر زبر اور ضاد ساکن یا خاء کے نیچے زیر اور ضاد پر زبر بھی آیا ہے۔ آپ کا نام بلیا بن ملکان ہے۔ بعض کے نزدیک ابن مالک، الیاس کے بھائی تھے۔ بعض کی رائے میں حضرت آدم کی صلب سے بیٹے تھے۔ بعض نے انہیں ابن فرعون کہا ہے۔ لیکن یہ قول نہایت ہی غریب ہے۔ بعض نے کہا ان کا وجود حضرت ابراہیم خلیل علیہ السلام کے دور میں تھا بعض نے کہا یہ سات واسطہ سے حضرت نوح علیہ السلام کی اولاد میں سے ہیں اور ان کے والد حکمرانوں میں سے تھے واللہ اعلم۔ صحیح یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے نبی ہیں لیکن لوگوں کی آنکھوں سے پردہ میں ہیں، آب حیات پینے کی وجہ سے قیامت کے دن تک زندہ ہیں جمہور علماء صوفیا اور کثرت کے ساتھ صالحین کی یہی رائے ہے بعض کبار محدثین مثلاً امام بخاری، ابن مبارک اور کچھ اور لوگ مثلاً حربی[۱] اور ابن جوزی ان کی حیات کے منکر ہیں۔ شرح قصیدہ امامیہ میں اسی طرح منقول ہے۔ مشائخ کے کلام میں ان کا تذکرہ اس قدر کثرت کے ساتھ ملتا ہے کہ اس میں شک و شبہ کی گنجائش نہیں رہ جاتی حضرت غوث الثقلین شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ کے حالات میں ہے کہ ایک دن آپ خطاب فرما رہے تھے حضرت خضر علیہ السلام کا گزر وہاں سے ہوا تو آپ نے کہا اے اسرائیلی رک کر محمد کے امتی کا خطاب سنو۔ حضرت غوث الثقلین کے دور کے

۱؎ امام ابراہیم بن اسحاق کبار محدثین میں سے ہیں۔ ان کی "غریب الحدیث" مشہور کتاب ہے، امام احمد بن حنبل کے تلامذہ میں سے ہیں۔ مولوی امیر علی مرحوم۔

marfat.com
Marfat.com

مشائخ کو آپ نے یہ نصیحت فرمائی کہ تم شیخ عبد القادر رحمۃ اللہ تعالیٰ کی خدمتِ اقدس میں جایا کرو وہاں برکات کا نزول اور سعادتوں کا حصول ہوتا ہے۔ او کما قال۔

٥٤٦٥ (١٤) وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِنَّمَا سُمِّیَ الْخَضِرُ لِاَنَّهٗ جَلَسَ عَلٰى فَرْوَةٍ بَیْضَاءَ فَاِذَا هِیَ تَهْتَزُّ مِنْ خَلْفِهٖ خَضْرَاءَ (رَوَاهُ الْبُخَارِیُّ)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ان کا نام خضر اس لیے ہے کہ آپ سفید چٹیل[1] میدان میں بیٹھے تو وہاں آپ کے پیچھے سبزہ لہلہانے لگا۔ (البخاری)

[1] جس پر گھاس نہ ہو

٥٤٦٦ (١٥) وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ جَاءَ مَلَكُ الْمَوْتِ اِلٰى مُوْسَى ابْنِ عِمْرَانَ فَقَالَ لَهٗ اَجِبْ رَبَّكَ قَالَ فَلَطَمَ مُوْسٰى عَیْنَ مَلَكِ الْمَوْتِ فَفَقَاَهَا فَقَالَ فَرَجَعَ الْمَلَكُ اِلَى اللّٰهِ تَعَالٰى فَقَالَ اِنَّكَ اَرْسَلْتَنِیْ اِلٰى عَبْدٍ لَّكَ لَا یُرِیْدُ الْمَوْتَ وَقَدْ فَقَاَ عَیْنِیْ قَالَ فَرَدَّ اللّٰهُ اِلَیْهِ عَیْنَهٗ وَقَالَ ارْجِعْ اِلٰى عَبْدِیْ فَقُلِ الْحَیٰوةَ تُرِیْدُ فَاِنْ كُنْتَ تُرِیْدُ الْحَیٰوةَ فَضَعْ یَدَكَ عَلٰى مَتْنِ ثَوْرٍ فَمَا تَوَارَتْ یَدُكَ مِنْ شَعْرِهٖ فَاِنَّكَ تَعِیْشُ بِهَا سَنَةً قَالَ ثُمَّ مَهْ قَالَ ثُمَّ تَمُوْتُ قَالَ فَالْاٰنَ مِنْ قَرِیْبٍ رَبِّ اَدْنِنِیْ مِنَ الْاَرْضِ الْمُقَدَّسَةِ رَمْیَةً بِالْحَجَرِ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَاللّٰهِ لَوْ اَنِّیْ عِنْدَهٗ لَاَرَیْتُكُمْ قَبْرَهٗ اِلٰى جَنْبِ الطَّرِیْقِ عِنْدَ الْكَثِیْبِ الْاَحْمَرِ (مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ)

اور انہی سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ملک الموت[1] حضرت موسیٰ بن عمران علیہ السلام کے پاس آئے اور کہا اپنے رب کا بلاوا[2] قبول کیجیے فرمایا موسیٰ نے ملک الموت کی آنکھ پر طمانچہ مار دیا اسے نابینا کر دیا۔ فرمایا پھر وہ فرشتہ رب تعالیٰ کی طرف واپس گیا عرض کیا آپ نے مجھے ایسے بندے کے پاس بھیجا ہے جو مرنا ہی نہیں چاہتا اس نے تو میری آنکھ بیکار کر دی فرمایا[3] اللہ نے آنکھیں واپس لوٹا دیں اور فرمایا میرے بندے کی طرف لوٹو اور کہو آپ زندگی چاہتے ہیں اگر چاہتے ہوں تو اپنا ہاتھ بیل کی کھال پر رکھیے آپ کا ہاتھ جتنے بالوں کو ڈھکے[4] گا آپ ہر بال کے عوض ایک سال جئیں گے عرض کیا پھر کیا ہوگا فرمایا پھر آپ وفات پائیں گے عرض کیا تو ابھی قریب[5] ہی ہیں اے میرے رب مجھے مقدس[6] زمین سے ایک پتھر کی پھینک کے قریب کر دیجیے[7] رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ کی قسم! اگر میں اس[8] کے پاس ہوتا تو تم کو ان کی قبر کی رات کے کنارے سرخ ٹیلہ کے پاس دکھاتا[9]

(بخاری ومسلم)

[1] حضرت عزرائیل علیہ السلام
[2] بصورت قبض روح

marfat.com
Marfat.com

۳ تفقیہ نابینا کر دینا
۴ توارت، مسلم میں دو تاء کے ساتھ ہے اور بہتر وارث ہے جس کا معنی ہے جو ہاتھ ڈھانپ لے اور توارت کا معنیٰ پوشیدہ کیا گیا ہے لہٰذا اس عبارت کا معنی نہیں بنتا البتہ تاویل ہو سکتی ہے جو کر دی ہے۔
۵ میں ابھی موت چاہتا ہوں اور دعا کی کہ میری قبر ارضِ مقدس میں ہو۔
۶ بیت المقدس جو افضل دا شرف اور انبیاء و رسل کا مدفن ہے
۷ یہ حدیث واضح کر رہی ہے کہ متبرک مقامات اور صالحین کے قریب دفن ہونا مستحب و افضل ہے۔
۸ بیت المقدس

۶ بعض اذہان میں فرشتہ کا نابینا ہونا کھٹکتا ہے، فرشتہ روح قبض کے لیے آیا تھا اسے طمانچہ مارنا کہاں مناسب ہے اور اس سے دنیاوی زندگی کا پسند کرنا معلوم ہو رہا ہے جو کسی نبی و رسول کے بارے میں تصور بھی نہیں کیا جا سکتا۔ اس کا جواب[۱] یہ ہے فرشتہ بصورت انسان ان کے پاس آیا تھا، آپ نے نہ جانا کہ یہ ملک الموت ہے اور قبض روح کے لیے آیا ہے۔ جب انھوں نے دیکھا کہ ایک آدمی آیا ہے اور یہ مجھے ختم کرنا چاہ رہا ہے تو آپ نے دفاع کیا اور وہ نابینا ہو گیا نیز حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اسے جھوٹا محسوس کیا کیونکہ اس نے قبض روح کا دعویٰ کیا حالانکہ یہ کسی انسان کا کام نہیں لہٰذا اسے آپ ناراض ہو گئے اور مدعی گو پر ناراضگی للہ فی اللہ ہوا کرتی ہے اس کی کوئی برائی نہیں یہی وجہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے اس پر کوئی عتاب نہ ہوا۔ شارحین فرماتے ہیں حضرت سیدنا موسیٰ علیہ السلام کی طبع مبارکہ میں نہایت ہی حدت و شدت تھی اور ان کی ذات اس قدر جلال کی مظہر تھی کہ جب حالتِ غضب میں ہوتے تو ان کے سر اقدس کی ٹوپی سے شعلے نکلنے لگتے۔ حضرت ہارون علیہ السلام کو مارنا اور ان کو داڑھی سے پکڑنا بھی اسی باب سے ہے اور یہ تمام اللہ تعالیٰ کی طرف سے تھا۔ جب یہ حدیث صحیح ہے اور اس پر ایمان لانا ضروری ہے تو اسے اس کی صحیح تاویل پر محمول کرنا چاہیے۔

۵۴۶۷/۱۶ وَعَنْ جَابِرٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ
حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ

---

[۱] اس کا جواب اس حقیر کے نزدیک یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے بنی اسرائیل کے ساتھ ارضِ مقدسہ کا وعدہ فرمایا۔ ان کی کوتاہی کی وجہ سے انھیں مقام تیہ میں گرفتار کر دیا۔ جب اسی تیہ میں ملک الموت بصورت انسان آ گئے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے ناراض ہو کر انھیں مارا۔ شاید آپ یہ گمان کرتے تھے کہ فتح مقدس ان کے ہاتھ سے ہو گی اور یہ شخص شیطان ہے لہٰذا اسے طمانچہ دے مارا۔ دوسری دفعہ جب یہ معلوم ہوا کہ یہ فرشتہ ہے اور اتنی طویل عمر کے بعد (اگرچہ مقصود فتح مقدس آپ کے ہاتھ سے تھا) بھی تکلیف دینا ہے اور مقصود وہ زمین مقدس ہے تو اگر یہ مقصد پورا ہو جاتا ہے تو دنیا میں اتنا طویل فراق کیوں اختیار کیا جائے۔ جب ارضِ مقدس میں مدفن کی دعا قبول ہو گئی تو اسی وقت جان دینے کے لیے عرض کر دیا۔ واللہ اعلم۔ امیر علی

marfat.com
Marfat.com

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ عُرِضَ عَلَيَّ الْاَنْبِيَاءُ فَاِذَا مُوْسٰى ضَرْبٌ مِّنَ الرِّجَالِ كَاَنَّهٗ مِنْ رِّجَالِ شَنُوْءَةَ وَرَاَيْتُ عِيْسَى ابْنَ مَرْيَمَ فَاِذَا اَقْرَبُ مَنْ رَاَيْتُ بِهٖ شَبَهًا عُرْوَةُ بْنُ مَسْعُوْدٍ وَرَاَيْتُ اِبْرَاهِيْمَ فَاِذَا اَقْرَبُ مَنْ رَاَيْتُ بِهٖ شَبَهًا صَاحِبُكُمْ يَعْنِيْ نَفْسَهٗ وَرَاَيْتُ جِبْرَئِيْلَ فَاِذَا اَقْرَبُ مَنْ رَاَيْتُ بِهٖ شَبَهًا دِحْيَةُ ابْنُ خَلِيْفَةَ

(رَوَاهُ مُسْلِمٌ)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا انبیاء میرے سامنے[1] مجھے دکھلائے گئے تو حضرت موسیٰ درمیانے قد کے تھے گویا وہ شنوءہ[2] قبیلے کے مردوں سے ہیں اور میں نے حضرت عیسیٰ بن مریم کو دیکھا کہ جن کو میں نے دیکھا[3] ان میں وہ عروہ[4] بن مسعود سے زیادہ مشابہت رکھتے ہیں اور میں نے حضرت ابراہیم کو دیکھا تو وہ تمہارے صاحب سے زیادہ مشابہت[5] رکھتے ہیں یعنی اپنی ذات مراد لی اور میں نے حضرت جبرئیل کو دیکھا تو جن کو میں نے دیکھا ہے ان میں وہ دحیہ[6] بن خلیفہ سے زیادہ مشابہت رکھتے ہیں۔

[1] جیسے لشکر سربراہ کو دکھایا جاتا ہے

[2] شنوءۃ، شین پر زبر، نون پر پیش اور اس کے بعد واؤ اور اس کے بعد ہمزہ اور آخر میں تا، یہ یمن میں مشہور قبیلہ ہے اور اسے ازدشنوءہ بھی کہا جاتا ہے۔ ہمزہ پر زبر اور زاء ساکن، ضرب، کم گوشت، میانہ جسم نہ لاغر اور نہ فربہ، قبیلہ شنوءہ کے لوگ اسی قبیل سے تھے۔ اس لفظ کو اسی معنی پر محمول کرنا افضل و مناسب ہے۔

[3] شبھًا۔ شین اور واو پر زبر

[4] صحابی اور ثقفی ہیں، اس موقعہ پر اسلام لائے جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم طائف سے واپس تشریف لائے تھے اس کے بعد اپنی قوم میں چلے گئے اور انھیں اسلام کی دعوت دینے لگے۔ قوم نے ان کے پیغام کو قبول نہ کیا اپنی چھت پر کھڑے ہو کر اذان کہنے لگے تو ایک دشمن نے انھیں مارا اور شہید کر دیا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا عروہ کا واقعہ صاحب الیس کی طرح ہے جنھوں نے قوم کو دعوت دی لیکن انھیں قتل کر دیا گیا۔

[5] خود آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات اقدس، تاکہ معلوم ہو جائے حضور اور حضرت ابراہیم کے درمیان مشابہت کاملہ ہے۔

[6] دحیہ، دال پر زیر یا زبر، مشہور صحابی ہیں ان کی صورت میں حضرت جبرئیل آیا کرتے۔ اس وقت بھی انھی کی صورت پر تھے۔

۵۷۲۸ وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ رَاَيْتُ لَيْلَةَ اُسْرِيَ بِيْ مُوْسٰى رَجُلًا اٰدَمَ طُوَالًا جَعْدًا كَاَنَّهٗ مِنْ رِّجَالِ شَنُوْءَةَ وَرَاَيْتُ عِيْسٰى رَجُلًا مَرْبُوْعَ الْخَلْقِ اِلَى الْحُمْرَةِ وَالْبَيَاضِ سَبِطَ الرَّاْسِ وَرَاَيْتُ

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں نے شب معراج حضرت موسیٰ کو دیکھا گندمی رنگ کے دراز قد ہیں۔ گویا شنوءہ کے مردوں سے ہیں اور میں نے عیسیٰ کو دیکھا جو درمیانے جسم والے سرخی مائل، سفید رنگ اور سیدھے[1] بال

marfat.com
Marfat.com

مَالِكًا خَازِنَ النَّارِ وَالدَّجَّالَ فِي اٰيَاتٍ اَرَاهُنَّ اللّٰهُ اِيَّاهُ فَلَا تَكُنْ فِي مِرْيَةٍ مِّنْ لِّقَائِهٖ

(مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ)

والے ہیں اور میں نے مالک داروغہ دوزخ اور دجال کو دیکھا ان نشانیوں میں جو اللہ تعالیٰ نے صرف مجھے دکھائیں[3] پس تو ان کی ملاقات سے شک میں مبتلا نہ ہو۔

(بخاری و مسلم)

[1] ان تمام الفاظ کی تحقیق حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے شمائل شریف میں آئے گی۔

[2] شب معراج

[3] اے مخاطب! آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے مشاہدہ میں ہرگز شک نہ کر اس عبارت کی اور توجیہہ بھی ہے اور شرح میں مذکور ہے۔

۵۴۶۹ / ۱۸ وَعَنْ اَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيْلَةَ اُسْرِيَ بِيْ لَقِيْتُ مُوْسٰى فَنَعَتَهٗ فَاِذَا رَجُلٌ مُّضْطَرِبٌ رَجِلُ الشَّعْرِ كَاَنَّهٗ مِنْ رِّجَالِ شَنُوْءَةَ وَلَقِيْتُ عِيْسٰى رَبْعَةً اَحْمَرَ كَاَنَّمَا خَرَجَ مِنْ دِيْمَاسٍ يَعْنِي الْحَمَّامَ وَرَاَيْتُ اِبْرَاهِيْمَ وَاَنَا اَشْبَهُ وَلَدِهٖ بِهٖ قَالَ فَاُتِيْتُ بِاِنَائَيْنِ اَحَدُهُمَا لَبَنٌ وَالْاٰخَرُ فِيْهِ خَمْرٌ فَقِيْلَ لِيْ خُذْ اَيَّهُمَا شِئْتَ فَاَخَذْتُ اللَّبَنَ فَشَرِبْتُهٗ فَقِيْلَ لِيْ هُدِيْتَ الْفِطْرَةَ اَمَا اِنَّكَ لَوْ اَخَذْتَ الْخَمْرَ غَوَتْ اُمَّتُكَ

(مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: معراج کی رات میں حضرت موسیٰ سے ملا۔ آپ نے ان کا سراپا بیان کیا کہ وہ درمیانہ[1] قد آدمی ہیں سیدھے[2] بالوں والے گویا وہ شنوءہ قبیلہ کے مردوں سے ہیں اور میں حضرت عیسیٰ سے ملا درمیانہ قد سرخ رنگ[3] گویا حمام[4] سے نکلے ہیں میں نے حضرت ابراہیم کو دیکھا ان کی اولاد میں سے زیادہ مشابہ میں ہوں۔ فرمایا میرے پاس دو برتن لائے گئے جن میں سے ایک میں دودھ تھا جبکہ دوسرے[5] میں شراب مجھ سے کہا گیا ان میں سے جو چاہیں لیں تو میں نے دودھ[6] اختیار کیا اور اسے پی لیا تو مجھ سے کہا گیا کہ آپ کو فطرت کی ہدایت کی گئی۔ اگر آپ شراب اختیار کرتے تو آپ کی امت گمراہ ہو جاتی۔

(بخاری و مسلم)

[1] مضطرب، اس کی متعدد تفسیریں ہیں۔ بعض نے کہا اس کا معنی بلند و دراز قد والا ہے۔ حضرت قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا اس کا معنی طویل غیر شدید ہے۔ بعض نے کم گوشت والا کہا ہے جیسا کہ دوسری حدیث میں ضرب من الرجال سے اس کی تفسیر کی گئی ہے۔ بعض نے کہا یہاں اس کا معنی خوف و خشیت الٰہی میں کانپنے والا مراد ہے منقول ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نماز میں متحرک و مضطرب ہوتے تھے۔ عوارف میں اس بارے میں جو بیان ہوا اس کا حاصل یہ ہے کہ اپنے باطن میں انہیں جو مشاہدہ جلال حق اور حضور انس نصیب ہوتا تھا اس کی موجوں میں یہ ہجوم جایا کرتے

[2] رجل الشعر۔ جیم کے نیچے زیر نہ تو بال پیچھے لٹکے تھے جنہیں سبط کہا جاتا ہے اور نہ ہی اس قدر گھونگھریالے تھے

marfat.com

Marfat.com

جنھیں جعد کہتے ہیں ۔

۳ ربعۃ ، راء پر زبر ، باء ساکن

۴ سابقہ روایت میں سرخ سفید کہا اور یہاں سرخ ، سرخ سفید پر سرخ کا اطلاق ہوتا رہتا ہے ۔ گویا سرخی سفیدی پر غالب تھی ۔

۵ دیماس ۔ دال کے نیچے زیر ، یاء ساکن ۔ مقصود ان کی تر و تازگی ، صفائی و عبارت اور غلبہ روحانیت کا بیان ہے ۔

۶ لبن کے ساتھ "فیہ" نہیں جبکہ خمر کے ساتھ "فیہ" ہے ۔ ظاہر تو یہی ہے کہ یہ تفنن عبارت ہے بعض شارحین نے فرمایا کہ اس میں لبن کی کثرت اور شراب کی قلت کی طرف اشارہ ہے ۔

۷ دین و اسلام کیونکہ مخلوق کو اسی پر پیدا کیا گیا ، کیونکہ دودھ اس جہان میں پاک ، صاف ، خالص ، سفید اور شیریں ہے اور سب سے پہلی بچے کی غذا یہی بنتا ہے ۔ عالم قدس میں یہ ہدایت اور فطرت سے مثال ہے کیونکہ یہ روحانی قوت کا سبب ہے ۔ عالم قدس میں صور و امثلہ کا عالم سفلی سے ثبوت ہوتا ہے تاکہ ان کے ساتھ معانی مناسبہ کا تعلق بن سکے منقول ہے کہ اگر خواب میں دودھ دیکھا جائے یا پیا جائے تو اس سے مراد علم ، دین اور ہدایت ہے ۔ الحمد للہ علی ذلک بخلاف شراب جو سراپا خباثت ، فساد ، شر اور نقصان سے عبارت[8] ہے ۔

۵۴۷۰/۱۹ وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ سِرْنَا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْنَ الْمَكَّةِ وَالْمَدِيْنَةِ فَمَرَرْنَا بِوَادٍ فَقَالَ اَيُّ وَادٍ هٰذَا فَقَالُوْا وَادِي الْاَزْرَقِ قَالَ كَاَنِّيْ اَنْظُرُ اِلٰى مُوْسٰى فَذَكَرَ مِنْ لَوْنِهٖ وَشَعْرِهٖ شَيْئًا وَاضِعًا اِصْبَعَيْهِ فِيْ اُذُنَيْهِ لَهٗ جُؤَارٌ اِلَى اللّٰهِ بِالتَّلْبِيَةِ مَارًّا بِهٰذَا الْوَادِيْ قَالَ ثُمَّ سِرْنَا حَتّٰى اَتَيْنَا عَلٰى ثَنِيَّةٍ فَقَالَ اَيُّ ثَنِيَّةٍ هٰذِهٖ قَالُوْا هَرْشٰى اَوْ لِفْتٌ فَقَالَ كَاَنِّيْ اَنْظُرُ اِلٰى يُوْنُسَ عَلٰى نَاقَةٍ حَمْرَاءَ عَلَيْهِ جُبَّةُ صُوْفٍ خِطَامُ نَاقَتِهٖ خُلْبَةٌ مَارًّا

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے ہے ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مکہ اور مدینہ کے درمیان چلے ایک جنگل سے گزر ہوا ۔ آپ نے فرمایا یہ کونسا جنگل ہے ؟ عرض کیا ازرق[1] جنگل ہے ۔ فرمایا گویا میں موسیٰ کو دیکھ رہا ہوں ۔ پھر آپ نے ان کا رنگ[2] ، ان کے بالوں کا تذکرہ فرمایا ۔ آپ اپنی انگلیاں اپنے کانوں[3] میں دیے ہوئے بھی آپ کو اللہ سے قرب ہے ۔ تلبیہ میں مشغول ہیں اس جنگل سے گزر رہے ہیں فرماتے ہیں پھر ہم چلے حتیٰ کہ ہم ایک گھاٹی[4] پر پہنچے تو فرمایا یہ کون سی گھاٹی ہے عرض کیا ہرشا[5] ہے یا لفت[6] ، تو فرمایا گویا میں یونس علیہ السلام کو دیکھ رہا ہوں جو سرخ اونٹ پر ہیں آپ پر اونی جبہ ہے آپ کے ناقہ کی مہار کھجور کی چھال[7] کی ہے

---

۸ اس میں اشارہ ہے کہ اس امت کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے دائماً فیض نصیب ہے فافہم ۔ سید امیر علی

marfat.com
Marfat.com

بِهٰذَا الْوَادِيْ مُلَبِّيًا (رَوَاهُ مُسْلِمٌ)

اسی جنگل میں تلبیہ کہتے ہوئے گزر رہے ہیں (مسلم)

سلہ وادی ازرق، زا، را پر مقدم ہے۔ اس وادی کے نام کی وجہ یہ ہے کہ اس کی زمین زرد رنگ کی ہے۔ بعض نے کہا ایک آدمی کی طرف منسوب ہے جس کی آنکھ میں زردی تھی۔

سلہ۲ ان کا رنگ گندم گوں ہے

سلہ۳ جیسا کہ اذان کی صورت میں ہوتا ہے تاکہ آواز بلند ہو۔

سلہ۴ جیسا کہ حالت احرام میں ہوتا ہے جوار جیم پر پیش، ہمزہ مخفف، اس کے بعد الف اور آخر میں راء ہے گانے کی آواز، آیت مبارکہ میں ہے عِجْلًا جَسَدًا لَّهٗ خُوَارٌ ایک قراءت جیم کے ساتھ بھی ہے۔ دعا میں زاری اور تفرع کے لیے استعمال ہوتا ہے۔

سلہ۵ ثنیہ، ثاء پر زبر، نون کے نیچے زیر یا مشدد، پہاڑ پر بلند راستہ

سلہ۶ ہرشا، ہاء پہ زبر، راء ساکن اور شین۔ مکہ اور مدینہ کے درمیان پہاڑ کا نام ہے

سلہ۷ لفت، لام کے نیچے زیر یا زبر، فاء ساکن، یہ بھی پہاڑ کا نام ہے۔ راوی کو بیان میں شک واقع ہو گیا ہے۔

سلہ۸ خطام، خاء کے نیچے زیر

سلہ۹ خلبۃ، خاء پہ پیش، لام ساکن یا پیش

اہم نوٹ:۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرات انبیاء علیہم السلام کو یقیناً دیکھا اور فرمایا میں نے ایسے دیکھا گویا ان کی ظاہری حیات ہے۔ بعض نے کہا یہ خواب کا معاملہ ہے۔ بعض کی رائے میں یہ تمثیل و کشف ہے جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی حس مشترک پہ وارد کی گئی۔ بعض اہل تحقیق فرماتے ہیں آپ نے انھیں ان کی ظاہری حیات میں ہی دیکھا۔ مگر اس جہاں میں یہاں ماضی حال اور مستقبل یکساں ہوتے ہیں۔ اس کی تحقیق و تفصیل صوفیا کے اس کلام میں حاصل کی جائے جو انھوں نے زمان و مکان کے بارے میں کی ہے۔ بندہ مسکین عبد الحق بن سیف الدین، اللہ تعالیٰ اسے ظن و تخمین کے عیب سے پاکیزگی عطا فرمائے حب اس بات پہ تمام امت کا اتفاق ہے کہ حضرات انبیاء علیہم السلام حقیقی دنیاوی زندگی رکھتے ہیں لیکن عوام کی نظروں سے پردہ میں ہیں۔ تو اب واضح ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کو بغیر کسی خواب، مثال، اشتباہ کے انھیں دکھایا۔ اب اس پر کوئی اشکال نہیں۔

۵۴۷۱/۲۰ وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ خُفِّفَ عَلٰى دَاوُدَ الْقُرْاٰنُ فَكَانَ يَاْمُرُ بِدَوَابِّهٖ فَتُسْرَجُ فَيَقْرَاُ الْقُرْاٰنَ قَبْلَ اَنْ تُسْرَجَ دَوَابُّهٗ وَلَا يَاْكُلُ اِلَّا مِنْ عَمَلِ يَدَيْهِ

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا داؤد علیہ السلام پر قرآن آسان کر دیا گیا آپ اپنے گھوڑے کو حکم دیتے اس کی زین لگائی جاتی تو آپ گھوڑے کی زین لگائے جانے سے پہلے قرآن سلہ پڑھ لیتے اور وہ نہ کھاتے تھے

marfat.com
Marfat.com

(رَوَاہُ الْبُخَارِیُّ) مگر اپنے ہاتھ کے کام سے[۲] (البخاری)

[۱] یہ معلوم نہیں کہ حضرت داؤد علیہ السلام کے کتنے گھوڑے تھے اور ان پر زین لگانے میں کتنا وقت لگتا تھا۔ ہاں اتنا معلوم ہے کہ یہ معمول اور عادت کے خلاف ہے خصوصًا تورات کی قراءت جیسا کہ منقول ہے کہ اس کا حفظ انبیاء بنی اسرائیل کا معجزہ ہے۔ حضرت عزیر علیہ السلام کو دوبارہ زندہ ہونے پر حفظ تورات کی وجہ سے ہی پہچانا گیا تھا اور یہ حالہ از قبیل طے زماں اور بسط زماں سے ہے اور یہ اہل معرفت کے ہاں مسلمہ حقیقت ہے۔ امیر المومنین سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے بارے میں منقول ہے۔ ایک رکاب سے دوسری رکاب میں پاؤں رکھنے تک قرآن ختم فرمالیتے۔ دوسری روایت میں ہے کہ مقام ملتزم سے کعبہ کے دروازہ تک قرآن ختم کر دیتے تھے۔

[۲] اپنے ہاتھوں سے زرہ بناتے تھے۔

۵۴۷۲ وَعَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ كَانَتِ امْرَأَتَانِ[۱] مَعَهُمَا ابْنَاهُمَا جَاءَ الذِّئْبُ فَذَهَبَ بِابْنِ إِحْدَاهُمَا فَقَالَتْ صَاحِبَتُهَا إِنَّمَا ذَهَبَ بِابْنِكِ وَقَالَتِ الْأُخْرَى إِنَّمَا ذَهَبَ بِابْنِكِ فَتَحَاكَمَتَا إِلَى دَاوُدَ فَقَضَى بِهِ لِلْكُبْرَى فَخَرَجَتَا عَلَى سُلَيْمَانَ بْنِ دَاوُدَ فَأَخْبَرَتَاهُ فَقَالَ ائْتُونِي بِالسِّكِّينِ أَشُقُّهُ بَيْنَكُمَا فَقَالَتِ الصُّغْرَى لَا تَفْعَلْ يَرْحَمُكَ اللّٰهُ هُوَ ابْنُهَا فَقَضَى بِهِ لِلصُّغْرَى

(مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ)

اور انہی سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا دو عورتیں ہیں جن کے ساتھ ان کے بچے[۱] تھے۔ بھیڑیا آیا ایک کا بچہ لے گیا۔ دونوں[۲] نے جھگڑا کیا وہ دونوں داؤد علیہ السلام کے پاس کیس لے گئیں آپ نے بڑی کے حق میں فیصلہ[۳] دے دیا۔ وہ دونوں حضرت سلیمان ابن داؤد علیہما السلام کے پاس گئیں انھیں یہ اطلاع دی آپ نے فرمایا چھری لاؤ میں تم دونوں کے درمیان بچے کو دو ٹکڑوں میں تقسیم کر دوں[۴] چھوٹی بولی اللہ آپ پر رحمت فرمائے یہ نہ کریں یہ بڑی کا بچہ ہے تب آپ نے چھوٹی کے حق میں اس کا فیصلہ کر دیا[۵]

(بخاری و مسلم)

[۱] ہر ایک کا ایک بچہ تھا

[۲] ہر ایک نے کہا بھیڑیا تیرا بچہ[۱] لے گیا ہے

[۳] اس سبب سے کہ اس کے ساتھ مشابہت تھی یا اس کے قبضہ میں تھا یا اپنے اجتہاد کی وجہ سے یہ وحی کی بنا پر یہ فیصلہ نہ تھا ورنہ حضرت سلیمان علیہ السلام اس کے خلاف فیصلہ نہ کرتے۔

[۴] حضرت سلیمان علیہ السلام کا مقصد امتحان تھا تاکہ واضح ہو جائے ان میں سے ماں کون ہے؟

[۵] ظاہر یہی ہے کہ بڑی نے بھی اقرار کر لیا کہ یہ بچہ چھوٹی کا ہے لہذا اسے دے دیا گیا (کذا قیل) یہاں یہ اشکال ہے

---

[۱] ان میں سے ایک صراحۃً جھوٹی تھی وہ بچہ حاصل کرنا چاہ رہی تھی - امیر علی مرحوم

marfat.com
Marfat.com

کہ ایک پیغمبر کے حکم سے دوسرے کا حکم رد نہیں ہوتا اگرچہ اجتہاد سے ہو اس کا جواب یہ ہے کہ حضرت داؤد علیہ السلام کا فیصلہ بطریق جزم و قطع نہ تھا بلکہ بطریق احتمال تھا۔ یہ بھی کہا جا سکتا ہے کہ ان کی شریعت میں مجتہد فیہ حکم میں نسخ جائز تھا۔

۵۴۷۳/۲۲ وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ سُلَيْمَانُ لَأَطُوْفَنَّ اللَّيْلَةَ عَلٰى تِسْعِيْنَ امْرَأَةً وَفِيْ رِوَايَةٍ بِمِائَةِ امْرَأَةٍ كُلُّهُنَّ تَأْتِيْ بِفَارِسٍ يُّجَاهِدُ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ فَقَالَ لَهُ الْمَلَكُ قُلْ إِنْ شَاءَ اللّٰهُ فَلَمْ يَقُلْ وَنَسِيَ فَطَافَ عَلَيْهِنَّ فَلَمْ تَحْمِلْ مِنْهُنَّ إِلَّا امْرَأَةٌ وَاحِدَةٌ جَاءَتْ بِشِقِّ رَجُلٍ وَايْمُ الَّذِيْ نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِيَدِهٖ لَوْ قَالَ إِنْ شَاءَ اللّٰهُ لَجَاهَدُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ فُرْسَانًا أَجْمَعُوْنَ

(مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ)

اور انھی سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، حضرت سلیمان نے فرمایا کہ آج میں اپنی نوے بیویوں کے پاس جاؤں گا اور ایک روایت میں ہے کہ سو بیویوں کے پاس، جن میں سے ہر ایک شہسوار جنے گی جو اللہ کی راہ میں جہاد کرے گا فرشتے نے کہا انشاء اللہ کہہ لیجیے انھوں نے نہ کہا اور بھول گئے[۱] پس آپ انکے پاس تشریف لے گئے[۲] لیکن ان میں سے ایک کے سوا کوئی حاملہ نہ ہوئی اور وہ بھی ناتمام بچہ[۳] پیدا ہوا۔ قسم اُس ذات کی جس کے قبضہ میں محمد مصطفیٰ کی جان ہے اگر وہ انشاء اللہ کہہ[۴] لیتے تو سارے بیٹے اللہ کی راہ میں سوار ہو کر جہاد کرتے۔

(بخاری و مسلم)

[۱] بھول جانے کے سبب انشاء اللہ نہ کہہ سکے۔

[۲] یہ حضرت سلیمان علیہ السلام کی کمال قوت پر دلالت ہے، قوۃ باہ کا کم ہونا نقص ہے ایسے نقائص سے حضرات انبیاء علیہم السلام پاکیزہ ہیں۔ سید الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کا حال اس سے اقوی ہے۔ اس میں نقص بصورت رہبانیت بھی آشکار ہوتا ہے۔ اہل جنت کے احوال اس پر شاہد ہیں۔

[۳] شق، کسی چیز کا ٹکڑا، صراح میں ہے آدھی چیز کو شق کہا جاتا ہے

[۴] لیکن حضرت سلیمان علیہ السلام سے لغزش ہوگئی اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے ابتلا تھا۔ لہذا انھوں نے اس پر بارگاہِ خداوندی میں توبہ کی جیسا کہ قرآن مجید میں بیان ہوا ہے۔

۵۴۷۴/۲۳ وَعَنْهُ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ كَانَ زَكَرِيَّاءُ نَجَّارًا

(رَوَاهُ مُسْلِمٌ)

اور انھی سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا حضرت زکریا نجار[۱] تھے

(المسلم)

[۱] نجر، جیم کے ساتھ لکڑی کو تراشنا لفظ زکریا، مد اور قصر دونوں کے ساتھ ہے۔

۵۴۷۵/۲۴ وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَا أَوْلَى النَّاسِ بِعِيْسَى ابْنِ

اور انھی سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا دنیا و آخرت میں حضرت عیسیٰ بن مریم کا

marfat.com
Marfat.com

مَرْيَمَ فِي الْاُوْلٰى وَالْاٰخِرَةِ الْاَنْبِيَآءُ اِخْوَةٌ مِّنْ عَلَّاتٍ وَّاُمَّهَاتُهُمْ شَتّٰى وَدِيْنُهُمْ وَاحِدٌ وَّلَيْسَ بَيْنَنَا نَبِيٌّ
(مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ)

سب لوگوں سے زیادہ نزدیک میں[۱] ہوں۔ سارے انبیاء سوتیلے[۲] بھائی ہیں کہ ان کی مائیں[۳] الگ الگ ہیں۔ لیکن ان کا دین[۴] ایک ہے اور ہم دونوں[۵] کے درمیان کوئی اور نبی نہیں ہے۔
(بخاری و مسلم)

[۱] آغاز و انجام میں، کیونکہ میرے اور ان کے درمیان کوئی نبی نہیں۔ حضرت عیسٰی علیہ السلام نے آپ کی آمد کی بشارت دی اور آپ کی شریعت کے لیے تمہید اٹھائی اور آخری زمانہ میں آپ کے نائب اور خلیفہ بھی بنیں گے۔

[۲] ان کا والد ایک ہے

[۳] علات، عین پر زبر، لام مشدد وہ بھائی جن کا والد ایک اور مائیں متعدد ہوں جیسا کہ احناف ان بھائیوں کو کہتے ہیں جن کی ماں ایک اور والد متعدد ہوں۔ جن کے والد اور والدہ ایک ہوں انھیں ایمانی کہا جاتا ہے۔ فرمایا تمام پیغمبروں کے والد ایک اور مائیں متعدد ہیں۔ تمام انبیاء کا مقصود چونکہ مخلوق کی ہدایت اور راہنمائی ہے اسے والد کے ساتھ تشبیہ دی اور چونکہ شرائع مختلف ہیں اس لیے متعدد ماؤں کے ساتھ تشبیہ دی (کذا قالوا) بعض مشائخ نے کہا ابناء السبیل اخیاف لیس بینہم خلاف طریق حق پر چلنے والے تمام ایک ماں (شریعت) کی اولاد ہیں لیکن والد مختلف ہیں کیونکہ مشائخ و مرشدان میں سے تربیت کا طریق ہر ایک کا مختلف ہے۔

[۴] وہ توحید ہے۔ تمام انبیاء علیہم السلام عقائد دینیہ میں متحد ہیں اگرچہ بجہت حکمت و مصلحت اور لوگوں کی راہنمائی میں ان کے مختلف احوال کے پیش نظر شرائع و اعمال میں مختلف ہیں۔

[۵] حضور اور حضرت عیسٰی علیہ و علی نبینا علیہما السلام، اگرچہ قرب و اتصال معنوی تمام انبیاء علیہم السلام میں ہے لیکن اتصال صوری حضرت عیسٰی علیہ السلام کے ساتھ خصوصی ہے۔

۵۴۲۶/۲۵ وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كُلُّ بَنِيْ اٰدَمَ يَطْعَنُ الشَّيْطَانُ فِيْ جَنْبَيْهِ بِاِصْبَعَيْهِ حِيْنَ يُوْلَدُ غَيْرَ عِيْسَى ابْنِ مَرْيَمَ ذَهَبَ يَطْعَنُ فَطَعَنَ فِي الْحِجَابِ
(مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ)

اور انھی سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہر اولادِ آدم کی کروٹ میں اس کی ولادت کے وقت شیطان اپنی انگلیاں مارتا ہے۔ سوائے حضرت عیسٰی ابن مریم کے کہ وہ مارنے لگا تو وہ پردے[۱] میں جا لگیں (بخاری و مسلم)

[۱] اس سے وہ پردہ مراد ہے جس میں ان کی ولادت ہوئی اسے جیشمہ کہا جاتا ہے۔ شیطان کی انگلیاں اسے لگیں نہ حضرت عیسٰی علیہ السلام کو، اس حدیث پر گفتگو ما من مولود الا یمسہ الشیطان کے تحت باب الوسوسہ میں گزر چکی ہے۔ معلوم ہو رہا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ذاتِ اقدس اس حکم سے خارج ہے کیونکہ آپ اپنے علاوہ دیگر اولادِ آدم کا حکم بیان فرما رہے ہیں۔

۵۴۲۷/۲۶ وَعَنْ اَبِيْ مُوْسٰى عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ

حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ

marfat.com
Marfat.com

عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ کَمُلَ مِنَ الرِّجَالِ کَثِیْرًا وَلَمْ یَکْمُلْ مِنَ النِّسَاءِ اِلَّا مَرْیَمُ بِنْتُ عِمْرَانَ وَاٰسِیَۃُ امْرَاَۃُ فِرْعَوْنَ وَفَضْلُ عَائِشَۃَ عَلَی النِّسَاءِ کَفَضْلِ الثَّرِیْدِ عَلٰی سَائِرِ الطَّعَامِ مُتَّفَقٌ عَلَیْہِ وَذُکِرَ حَدِیْثُ اَنَسٍ یَا خَیْرَ الْبَرِیَّۃِ وَحَدِیْثُ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ اَیُّ النَّاسِ اَکْرَمُ وَحَدِیْثُ ابْنِ عُمَرَ اَلْکَرِیْمُ ابْنُ الْکَرِیْمِ فِی الْمُفَاخَرَۃِ وَالْعَصَبِیَّۃِ

صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مردوں میں بہت سے کامل ہوئے۔ خواتین میں سوائے مریم بنت عمران اور فرعون کی بیوی آسیہ کے کوئی کاملہ[1] ہوئیں اور جنابہ عائشہ کی بزرگی ساری عورتوں پر ایسی ہے جیسے ثرید[2] کی بزرگی تمام کھانوں پر ہے (بخاری و مسلم) اور حضرت انس کی حدیث اے خیر البریہ اور حدیث ابو ہریرہ اَیُّ النَّاس اکرم اور ابن عمر کریم بن کریم باب المفاخرہ والعصبیہ میں بیان ہو چکی۔

[1] ظاہرًا یہ حدیث دال ہے کہ یہ تمام خواتین سے افضل واکمل ہیں۔ حتیٰ کہ سیدہ فاطمہ، سیدہ خدیجہ، سیدہ عائشہ اور دیگر ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن سے بھی، اس کے جواب و توجیہ میں کہا گیا ہے کہ یہاں خواتین سے مراد سابقہ امتوں کی خواتین ہیں یا یہ اس سے پہلے کی بات ہے جب ان خواتین کی فضیلت کے بارے میں وحی نازل نہ ہوئی تھی۔ یا یہ خواتین مستثنیٰ ہیں اور اس پر وہ روایات ہیں جن میں ہے سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا تمام خواتین جنت کی سربراہ ہیں۔ بعض احادیث میں افضلیت سیدہ فاطمہ، سیدہ مریم اور سیدہ آسیہ کو مستثنیٰ کیا گیا ہے۔ الغرض اس باب میں احادیث مختلف ہیں یا توجیہات متعدد ہیں یا عمومات میں تخصیص کا قول کرنا ہوگا۔ رسالہ فارسیہ میں جو عقائد پر ہے اس بارے میں علماء کے اقوال نقل کیے ہیں۔ واللہ اعلم۔ اس مذکورہ حدیث میں سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی افضلیت بیان کی گئی ہے۔

[2] ثرید، وہ مشہور کھانا ہے جسے فارسی میں شکنہ کہا جاتا ہے۔ پیالہ میں روٹی کے ٹکڑے کرنا۔

الفصل الثانی

۵۴۷۸ عَنْ اَبِیْ رَزِیْنٍ[1] قَالَ قُلْتُ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ اَیْنَ کَانَ رَبُّنَا قَبْلَ اَنْ یَّخْلُقَ خَلْقَہٗ قَالَ کَانَ فِیْ عَمَاءٍ[2] مَا تَحْتَہٗ ھَوَاءٌ وَّمَا فَوْقَہٗ ھَوَاءٌ وَّخَلَقَ عَرْشَہٗ عَلَی الْمَاءِ (رَوَاہُ التِّرْمِذِیُّ وَقَالَ قَالَ یَزِیْدُ بْنُ ھَارُوْنَ اَلْعَمَاءُ اَیْ لَیْسَ مَعَہٗ شَیْءٌ)

دوسری فصل

حضرت ابو رزین[1] رضی اللہ عنہ سے مروی ہے میں نے عرض کیا یارسول اللہ! اللہ تعالیٰ مخلوق کی تخلیق سے پہلے کہاں تھا۔ فرمایا ہلکے[2] بادل میں تھا نہ اس کے نیچے ہوا نہ اس کے اوپر ہوا اور اپنا عرش پانی پر پیدا فرمایا (ترمذی) اور فرمایا کہ یزید بن ہارون نے کہا ہلکے بادل سے مراد ہے کہ اس کے ساتھ کوئی چیز نہ تھی۔

[1] ابو رزین، راء پر زبر، زاء کے نیچے زیر، یاء ساکن، مشہور صحابی ہیں۔ ان کا شمار اہلِ طائف میں ہوتا ہے

[2] عماء، سحاب رقیق یا کثیف جو باہم ملا ہوا ہو، عمی مد اور قصر دونوں کے ساتھ منقول ہے۔ دونوں صورتوں میں اس کی کنہ اور حقیقت سے عقل آشنا نہیں ہو سکتی۔

marfat.com
Marfat.com

سلہ ہوا اس بات سے کنایہ ہے کہ وہاں کوئی شے نہیں۔ یہی مضمون ان الفاظ میں بیان ہوا ہے "کان اللہ ولم یکن معہ شیئ" (اللہ تعالیٰ تھا اور وہاں کوئی شے نہ تھی) بعض شارحین نے فرمایا اس سے مقصد اس وہم کا ازالہ ہے کہ وہاں مکان تھا کیونکہ ابر معروف کے لیے مکان اور ہوا کے بغیر پایا جانا محال ہے۔ شیخ ازہری کہتے ہیں ہم اس پر ایمان رکھتے ہیں مگر اس کی کیفیت نہیں جان سکتے۔ بعض نے کہا سوال سے مراد یہ تھی کہ ہمارے رب کا عرش کہاں تھا؟ تو فرمایا۔

سکہ شیخ یزید بن ہارون، اعلام امت اور ائمہ حدیث میں سے ہیں۔ حافظ، ثقہ اور صحیح الحدیث ہیں۔ امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ تعالیٰ نے ان کی مدح کی ہے ان کا تعلق بخارا سے تھا، ان کے فضائل کثیر ہیں۔ ۲۱۷ ہجری میں ان کا وصال ہوا۔

۵۴۷۹ وَعَنِ الْعَبَّاسِ بْنِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ زَعَمَ أَنَّهُ كَانَ جَالِسًا فِي الْبَطْحَاءِ فِي عِصَابَةٍ وَرَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جَالِسٌ فِيْهِمْ فَمَرَّتْ سَحَابَةٌ فَنَظَرُوْا إِلَيْهَا فَقَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا تُسَمُّوْنَ هٰذِهٖ قَالُوْا السَّحَابَ قَالَ وَالْمُزْنَ قَالُوْا وَالْمُزْنَ قَالَ وَالْعَنَانَ قَالُوْا وَالْعَنَانَ قَالَ هَلْ تَدْرُوْنَ مَا بُعْدُ مَا بَيْنَ السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ قَالُوْا لَا نَدْرِيْ قَالَ إِنَّ بُعْدَ مَا بَيْنَهُمَا إِمَّا وَاحِدَةٌ وَإِمَّا اثْنَتَانِ أَوْ ثَلٰثٌ وَسَبْعُوْنَ سَنَةً وَالسَّمَاءُ الَّتِيْ فَوْقَهَا كَذٰلِكَ حَتّٰى عَدَّ سَبْعَ سَمٰوَاتٍ ثُمَّ فَوْقَ السَّمَاءِ السَّابِعَةِ بَحْرٌ بَيْنَ أَعْلَاهُ وَأَسْفَلِهٖ كَمَا بَيْنَ سَمَاءٍ إِلٰى سَمَاءٍ ثُمَّ فَوْقَ ذٰلِكَ ثَمَانِيَةُ أَوْعَالٍ بَيْنَ أَظْلَافِهِنَّ وَرُكَبِهِنَّ مِثْلُ مَا بَيْنَ سَمَاءٍ إِلٰى سَمَاءٍ ثُمَّ عَلٰى ظُهُوْرِهِنَّ الْعَرْشُ بَيْنَ أَسْفَلِهٖ وَأَعْلَاهُ مَا بَيْنَ سَمَاءٍ إِلٰى سَمَاءٍ ثُمَّ اللهُ فَوْقَ ذٰلِكَ

(رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَأَبُوْدَاؤدَ)

حضرت عباس بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں وہ بطحیٰ میں ایک جماعت میں بیٹھے تھے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھی وہاں تشریف فرما تھے ایک بادل گزرا لوگوں نے اس کی طرف دیکھا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم اس کا نام کیا رکھتے ہو؟ عرض کیا سحاب اور فرمایا اور مزن بھی عرض کیا مزن بھی فرمایا اور عنان بھی۔ عرض کیا اور عنان بھی فرمایا۔ کیا تم جانتے ہو کہ آسمان و زمین کے درمیان فاصلہ کتنا ہے عرض کیا ہم نہیں جانتے فرمایا ان کے درمیان فاصلہ اکہتر یا بہتر یا تہتر سال کا اور جو آسمان اس کے اوپر ہے وہ بھی ایسا ہی ہے حتیٰ کہ آپ نے سات آسمان گنا لیے پھر ساتویں آسمان کے اوپر ایک دریا ہے جس کے اوپر اور نچلے حصے کے درمیان اتنا فاصلہ ہے جتنا ایک آسمان سے دوسرے آسمان تک۔ پھر اس کے اوپر آٹھ بکرے ہیں جن کے کھروں اور سرین کے درمیان اتنا فاصلہ ہے جتنا ایک آسمان سے دوسرے آسمان تک۔ پھر ان کی پیٹھوں پر عرش ہے۔ جس کے اوپر اور نیچے کے درمیان اتنا فاصلہ ہے جتنا فاصلہ ایک آسمان سے دوسرے آسمان تک ہے پھر اللہ تعالیٰ اس کے اوپر ہے۔ (ترمذی، ابوداؤد)

marfat.com
Marfat.com

۱ مکہ میں جگہ کا نام ہے۔ ابطح، جاری پانی اور سنگلاخ جگہ

۲ ظاہرًا واضح ہوتا ہے کہ یہ واقعہ حضرت عباس رضی اللہ عنہ کے اسلام لانے سے پہلے کا ہے اور وہ گروہ وجماعت مسلمانوں کی نہ تھی۔

۳ یا انھوں نے اس کا نام سحاب لیا، سحاب، رفع ونصب دونوں کے منقول ہے

۴ مزن، میم پر پیش، سفید بادل کو کہتے ہیں۔

۵ عنان، قاموس میں ہے عنان وہ بادل جو پانی کو محفوظ نہ رکھے۔

۶ یہ شک راوی کو شک ہے۔

۷ دوسری روایت میں ہے زمین وآسمان کے درمیان اس طرح آسمانوں کے درمیان پانچ صد سال کا فاصلہ ہے اور ہر آسمان کے اوپر پانچ سو سال کی مقدار ہے۔ شیخ طیبی فرماتے ہیں کہ یہاں ستر سے مراد مبالغہ ہے نہ کہ عدد معین اور یہ عدد مبالغہ کے لیے اکثر طور پر مستعمل ہے

۸ دیگر احادیث میں ہے کہ حق تعالیٰ نے عرش کے نیچے دریا پیدا فرمایا۔ پھر عرش پیدا فرمایا۔ حالانکہ وہ دریا رواں تھا۔

۹ فرشتے بصورت پہاڑی بکریاں، اوعال، وعل کی جمع، واؤ پر زبر، عین ساکن پہاڑی بکری

۱۰ یہ بلندی، عظمت، حکم وقدرت اور عزت کے اعتبار سے ہے مکان، جہت اور استقرار وتمکن مراد نہیں یہ اللہ تعالیٰ کی بزرگی، برتری اور عظمت کی تمثیل وجھلک ہے کہ وہ تمام سے بلند وماورا ہے جیسا کہ قرآن مجید میں ہے وَاللّٰهُ مِنْ وَّرَآئِهِمْ مُّحِيْطٌ

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے چاہا ان لوگوں کو پست چیزوں سے نکال کر بلندی کی طرف متوجہ کیا جائے۔ تا کہ یہ ملکوت زمین وآسمان میں غور وفکر کو اپنا وطیرہ بنائیں اور ان کے ذہن میں ایسا ارتقاء پیدا ہو کہ وہ سب سے پست و ذلیل بتوں سے نکل کر خالق کی طرف متوجہ ہو جائیں [1]

۵۴۸۰ / ۲۹ وَعَنْ جُبَيْرِ بْنِ مُطْعِمٍ قَالَ أَتَى رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَعْرَابِيٌّ فَقَالَ جُهِدَتِ الْأَنْفُسُ وَجَاعَ الْعِيَالُ وَنُهِكَتِ الْأَمْوَالُ وَهَلَكَتِ الْأَنْعَامُ فَاسْتَسْقِ اللّٰهَ لَنَا فَإِنَّا نَسْتَشْفِعُ بِكَ عَلَى اللّٰهِ وَنَسْتَشْفِعُ بِاللّٰهِ عَلَيْكَ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سُبْحَانَ اللّٰهِ سُبْحَانَ اللّٰهِ فَمَا زَالَ يُسَبِّحُ حَتّٰى عُرِفَ

حضرت جبیر بن مطعم [1] رضی اللہ عنہ سے مروی ہے ایک اعرابی نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا جانیں مشقت میں پڑ گئیں۔ بال بچے بھوکے مر رہے ہیں، مال کا نقصان ہو رہا ہے۔ مویشی ہلاک ہو رہے ہیں اللہ تعالیٰ سے ہمارے لیے بارش کی دعا مانگیے ہم اللہ کی بارگاہ میں آپ کو سفارشی بناتے ہیں اور آپ کی بارگاہ میں اللہ کو سفارشی بناتے ہیں

[1] لیکن اس کی سند ضعف وغرابت سے خالی نہیں اور یہ قابل استدلال نہیں۔ مولوی امیر علی مرحوم۔

marfat.com
Marfat.com

ذَالِكَ فِيْ وُجُوْهِ اَصْحَابِهٖ ثُمَّ قَالَ وَيْحَكَ اِنَّهٗ لَا يُسْتَشْفَعُ بِاللّٰهِ عَلٰى اَحَدٍ شَاْنُ اللّٰهِ اَعْظَمُ مِنْ ذَالِكَ وَيْحَكَ اَتَدْرِيْ مَا اللّٰهُ اِنَّ عَرْشَهٗ عَلٰى سَمٰوَاتِهٖ هٰكَذَا وَقَالَ بِاَصَابِعِهٖ مِثْلَ الْقُبَّةِ عَلَيْهِ وَاِنَّهٗ لَيَئِطُّ بِهٖ اَطِيْطَ الرَّحْلِ بِالرَّاكِبِ (رَوَاهُ اَبُوْدَاؤُدَ)

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کہا سبحان اللہ سبحان اللہ پھر مسلسل[4] سبحان اللہ کہتے رہے یہاں تک کہ اصحاب کے چہروں پر[5] اس کا اثر نمایاں ہوگیا فرمایا تم پر افسوس اللہ تعالیٰ کو کسی کے سامنے سفارشی نہیں بنایا جاتا[6] اس کی شان اس[7] سے کہیں بلند ہے تم پر افسوس[8] کیا تم جانتے ہو کہ اس کا عرش آسمانوں کے اوپر ہے اور انگلیوں[9] کے اشارہ سے بتایا کہ قبے کی طرح ان پر محیط ہے اور اس سے آواز[10] نکلتی ہے جیسے کجاوہ سوار کی وجہ سے چر چراتا ہے (ابوداؤد)

[1] جبیر بن مطعم، میم پر پیش، طاء ساکن، عین کے نیچے زیر، صحابی، اشرافِ قریش اور اولاد عبد مناف میں سے ہیں فتح مکہ کے بعد فتح خیبر سے پہلے اسلام لائے۔ حضرت ابوبکر صدیق کے شاگرد ہیں۔ انساب، اخبار اور ایام عرب کے ماہر ہیں۔

[2] ہم آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو بارگاہ ایزدی میں وسیلہ بناتے ہیں تاکہ وہ بارش عطا فرمائے۔

[3] تاکہ آپ اس سے بارش کی دعا کریں۔

[4] بطور تعجب و ناراضگی

[5] صحابہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ناراضگی سے متاثر ہوئے اور ان کے چہروں پر اس کا بھی اظہار ہوا

[6] اسے وسیلہ کسی کے سامنے مت بناؤ۔

[7] کسی کے سامنے وسیلہ بنانے سے

[8] تم جانتے نہیں اس کی عظمت کیا ہے ؟

[9] گنبد کی مانند اپنے ہاتھ کی ہتھیلی پر۔ یعنی تمام آسمان اس کے احاطہ میں ہیں چہ جائیکہ زمین۔

[10] عظمت حق کی وجہ سے وہ عاجز ہے جیسے سوار سے پالان، اطیط، پالان کا آواز، زین کا آواز، بیٹ خالی ہونا، اونٹ کا کرلانا، یہ تمام اعرابی کے ذہن کے مطابق عظمت الٰہیہ کی تمثیل کا بیان ہے۔

٥٤٨١ وَعَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اُذِنَ لِيْ اَنْ اُحَدِّثَ عَنْ مَلَكٍ مِنْ مَلٰئِكَةِ اللّٰهِ مِنْ حَمَلَةِ الْعَرْشِ اَنَّ مَا بَيْنَ شَحْمَةِ اُذُنَيْهِ اِلٰى عَاتِقَيْهِ

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مجھے اجازت دی گئی کہ عرش کو اٹھانے والے فرشتوں میں سے ایک[1] کے متعلق بتا دوں کہ اس کے دونوں کانوں کی لو اور کندھوں[2] کے درمیان سات سو برس کی مسافت جتنا

marfat.com
Marfat.com

مَسِيْرَةُ سَبْعِ مِائَةِ عَامٍ (رَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ)

فاصلہ ہے (ابوداؤد)

سلہ ان کی عظمت کے بارے میں

سلہ۲ بعض نے کہا ان کے کاندھے اور گردن کے درمیان یہ فاصلہ ہے

۵۴۸۲/۳۱ وَعَنْ زُرَارَةَ بْنِ اَبِىْ اَوْفٰى اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لِجِبْرَئِيْلَ هَلْ رَاَيْتَ رَبَّكَ فَانْتَقَضَ جِبْرَئِيْلُ وَقَالَ يَا مُحَمَّدُ اِنَّ بَيْنِىْ وَبَيْنَهٗ سَبْعِيْنَ حِجَابًا مِّنْ نُّوْرٍ لَوْ دَنَوْتُ مِنْ بَعْضِهَا لَاحْتَرَقْتُ هٰكَذَا فِى الْمَصَابِيْحِ وَرَوَاهُ اَبُوْنُعَيْمٍ فِى الْحِلْيَةِ عَنْ اَنَسٍ اِلَّا اَنَّهٗ لَمْ يَذْكُرْ فَانْتَقَضَ جِبْرَئِيْلُ۔

حضرت زرارہ[1] بن ابی اوفی[2] رضی اللہ عنہ سے ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جبرئیل سے فرمایا کیا تم نے اپنے رب کو دیکھا ہے۔ حضرت جبرئیل کانپنے[3] لگے اور عرض کیا اے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) میرے اور اس کے درمیان نور کے ستر حجاب[4] ہیں اگر میں کسی کے نزدیک جاؤں تو جل[5] جاؤں گا۔ مصابیح میں اسی طرح ہے لے ابونعیم نے حلیہ میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے مگر وہاں یہ ذکر نہیں کہ جبرئیل کانپنے لگے۔

سلہ زرارہ، زا پر پیش، پہلی راء مخفف

سلہ۲ ابی اوفی، ہمزہ پر زبر، واو ساکن، ثقہ تابعی، قاضی بصرہ اپنے دور کے عظیم عباد علماء میں شامل ہیں حضرت ابن عباس اور حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہم کے شاگرد ہیں۔ ایک دن فجر کی نماز ادا کر رہے تھے یہ آیت مبارکہ پڑھی فَاِذَا نُقِرَ فِى النَّاقُوْرِ چیخ ماری اور وصال ہو گیا یہ ۹۳ ہجری ولید بن عبدالملک کا دور تھا۔

سلہ۳ انتقاض، کانپنا، حضرت جبرئیل امین اس سوال کے خوف اور تصور سے کانپ اٹھے

سلہ۴ اس سے وہ نورانی پردے مراد ہیں جو جبرئیل کی صفات ملکیہ بلکہ صفات حق بھی ہیں۔ کیونکہ صفت ہی پردہ ذات ہے۔ تعیین حد کا علم شارع ہی کو ہے۔ بعض روایات میں ستر ہزار کا ذکر ہے۔ ممکن ہے یہ کثرت حجابات سے کنایہ ہو۔ اس حدیث میں اس پر دلیل ہے۔ حق تعالیٰ کا دیدار ممکن ہے کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جبرئیل سے اس بارے میں پوچھا ہے۔ حضرت جبرئیل کی گفتگو بھی اس پر دال ہے۔ اس مسئلہ میں ملائکہ اور انسانوں میں فرق کرنا سخت زیادتی ہے۔ اگرچہ انسان روحانی یا جسمانی حجاب میں ہے۔ روز قیامت دیدار الٰہی کا زیادہ حق انسان کا ہے اور ملائکہ کی رویت میں اختلاف ہے۔

سلہ۵ شعر

اگر یک سر موئے برتر پرم　　فروغ تجلی بسوزد پرم

(اگر میں ایک بال برابر آگے بڑھتا ہوں تو انوار تجلیات سے میرے پر جل جائیں گے)

یہ عبارت واضح کر رہی ہے کہ یہ حجابات باری تعالیٰ کی صفات و انوار ذات کے درمیان ہیں۔

۵۴۸۳/۳۲ وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ اللّٰهَ خَلَقَ اِسْرَافِيْلَ

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے جس دن

marfat.com
Marfat.com

يُوْمِ خَلَقَهٗ صَافًّا قَدَمَيْهِ لَا يَرْفَعُ بَصَرَهٗ بَيْنَهٗ وَبَيْنَ الرَّبِّ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى سَبْعُوْنَ نُوْرًا مَا مِنْهَا مِنْ نُوْرٍ يَدْنُوْ مِنْهُ اِلَّا احْتَرَقَ۔

(رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَصَحَّحَهٗ)

حضرت اسرافیل کو پیدا فرمایا اپنے قدموں پر کھڑے ہیں وہ اپنی نگاہ نہیں اٹھاتے۔ ان کے اور رب تعالیٰ کے درمیان ستر نور ہیں۔ ان میں سے کوئی نور نہیں مگر جس سے وہ قریب ہو تو جل جاویں۔

(ترمذی نے روایت کر کے صحیح کہا)

[1] صور سے، اس سے مراد انتظار حکم ہے کہ کب اسے بجانے کا حکم آ جاتا ہے۔

۵۴۸۴/۲۳ وَعَنْ جَابِرٍ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَمَّا خَلَقَ اللّٰهُ اٰدَمَ وَذُرِّيَّتَهٗ قَالَتِ الْمَلٰٓئِكَةُ يَا رَبِّ خَلَقْتَهُمْ يَاْكُلُوْنَ وَيَشْرَبُوْنَ وَيَنْكِحُوْنَ وَيَرْكَبُوْنَ فَاجْعَلْ لَهُمُ الدُّنْيَا وَلَنَا الْاٰخِرَةَ قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى لَا اَجْعَلُ مَنْ خَلَقْتُهٗ بِيَدَيَّ وَنَفَخْتُ فِيْهِ مِنْ رُّوْحِيْ كَمَنْ قُلْتُ لَهٗ كُنْ فَكَانَ۔

(رَوَاهُ الْبَيْهَقِيُّ فِيْ شُعَبِ الْاِيْمَانِ)

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب اللہ تعالیٰ نے آدم اور ان کی اولاد کو پیدا فرمایا تو فرشتوں نے عرض کیا یا رب تو نے انھیں پیدا کیا، عرض کیا وہ کھائیں گے پئیں گے نکاح کریں گے سوار ہوں گے تو ان کے لیے دنیا کر دے[1] ہمارے لیے آخرت کر دے اللہ تعالیٰ نے فرمایا جسے میں نے دستِ[2] قدرت سے بنایا اور جس میں میں نے اپنی روح[3] پھونکی اسے اس مخلوق کی طرح نہ کروں گا جس سے میں نے کہا ہو جا وہ ہو گئی[4] (شعب الایمان للبیہقی)

[1] کیونکہ یہ دنیا سے متمتع ہوں گے ہم نہیں ہوں گے لہٰذا ان کی دنیا ہونی چاہیے اور ہماری آخرت، رب ان کے لیے دنیا و آخرت دونوں عطا کرنا زیادتی ہو گی۔

[2] جو جلال و جمال دونوں کو جامع ہے۔

[3] اضافت تکریم و شرف کے لیے ہے۔

[4] حضرت آدم اور ان کی اولاد کو یہ شرف بھی حاصل ہے لہٰذا وہ تمام صوری و معنوی، حس و عقلی کمالات کے جامع ہیں لہٰذا ان کے لیے دنیا و آخرت دونوں ہوں گی۔ یہ حدیث شاہد ہے کہ بشر کو ملائکہ پر فضیلت حاصل ہے۔

الفصل الثالث

تیسری فصل

۵۴۸۵/۲۴ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَلْمُؤْمِنُ اَكْرَمُ عَلَى اللّٰهِ مِنْ بَعْضِ مَلٰٓئِكَتِهٖ۔

(رَوَاهُ ابْنُ مَاجَةَ)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، مومن اللہ تعالیٰ کے نزدیک بعض فرشتوں سے زیادہ عزت[1] والا ہے۔

(ابن ماجہ)

marfat.com
Marfat.com

۱؎ اس کی تفصیل کتب علم کلام میں موجود ہے۔

۵۴۸۶/۲۵ وَعَنْہُ قَالَ اَخَذَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ بِیَدِیْ فَقَالَ خَلَقَ اللّٰہُ التُّرْبَۃَ یَوْمَ السَّبْتِ وَخَلَقَ فِیْھَا الْجِبَالَ یَوْمَ الْاَحَدِ وَخَلَقَ الشَّجَرَ یَوْمَ الْاِثْنَیْنِ وَخَلَقَ الْمَکْرُوْہَ یَوْمَ الثُّلَثَاءِ وَخَلَقَ النُّوْرَ یَوْمَ الْاَرْبِعَاءِ وَبَثَّ فِیْھَا الدَّوَابَّ یَوْمَ الْخَمِیْسِ وَخَلَقَ اٰدَمَ بَعْدَ الْعَصْرِ مِنْ یَوْمِ الْجُمُعَۃِ فِیْ اٰخِرِ الْخَلْقِ وَاٰخِرِ سَاعَۃٍ مِّنَ النَّھَارِ فِیْمَا بَیْنَ الْعَصْرِ اِلَی اللَّیْلِ (رَوَاہُ مُسْلِمٌ)

اور انھی سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے میرا ہاتھ پکڑ کر فرمایا اللہ تعالیٰ نے ہفتہ کے روز مٹی پیدا فرمائی اتوار کے دن اس میں پہاڑ پیدا کیے، پیر کے دن درخت پیدا کیے۔ منگل کے دن ناپسندیدہ چیزیں پیدا کیں، بدھ کے روز نور ۱؎ پیدا فرمایا، جمعرات کے روز اس میں جانور پھیلائے، آخری مخلوق آدم علیہ السلام کو جمعہ کے دن عصر کے بعد پیدا فرمایا اور دن کی آخری ساعت تھی جو عصر سے لے کر رات تک ہے۔ (المسلم)

۱؎ یہ مسلم میں ہے۔ دیگر میں ہے کہ بدھ کو مچھلی پیدا فرمائی، یہ کہا جا سکتا ہے کہ اس دن دونوں کو پیدا فرمایا۔

۲؎ چونکہ اس دن تمام کی پیدائش مکمل ہو گئی اس لیے اس کا نام جمعہ رکھ دیا گیا اور اس آخری ساعت کو فضیلت دی گئی۔

۵۴۸۷/۲۶ وَعَنْہُ قَالَ بَیْنَمَا نَبِیُّ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ جَالِسٌ وَاَصْحَابُہٗ اِذْ اَتٰی عَلَیْھِمْ سَحَابٌ فَقَالَ نَبِیُّ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ ھَلْ تَدْرُوْنَ مَا ھٰذَا قَالُوا اللّٰہُ وَرَسُوْلُہٗ اَعْلَمُ قَالَ ھٰذِہِ الْعَنَانُ ھٰذِہٖ رَوَایَا الْاَرْضِ یَسُوْقُھَا اللّٰہُ اِلٰی قَوْمٍ لَّا یَشْکُرُوْنَہٗ وَلَا یَدْعُوْنَہٗ ثُمَّ قَالَ ھَلْ تَدْرُوْنَ مَا فَوْقَکُمْ قَالُوا اللّٰہُ وَرَسُوْلُہٗ اَعْلَمُ قَالَ فَاِنَّمَا الرَّقِیْعُ سَقْفٌ مَّحْفُوْظٌ وَمَوْجٌ مَّکْفُوْفٌ ثُمَّ قَالَ ھَلْ تَدْرُوْنَ مَا بَیْنَکُمْ وَبَیْنَھَا خَمْسُ مِائَۃِ عَامٍ ثُمَّ قَالَ ھَلْ تَدْرُوْنَ مَا فَوْقَ ذٰلِکَ قَالُوا اللّٰہُ وَرَسُوْلُہٗ اَعْلَمُ قَالَ سَمَاءَانِ بُعْدُ مَا بَیْنَھُمَا خَمْسُ مِائَۃِ سَنَۃٍ ثُمَّ قَالَ ھَلْ تَدْرُوْنَ مَا فَوْقَ ذٰلِکَ قَالُوا اللّٰہُ وَرَسُوْلُہٗ اَعْلَمُ

اور انھی سے مروی ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے صحابہ بیٹھے تھے اچانک بادل آگیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جانتے ہو یہ کیا ہے؟ عرض کیا ۱؎ اللہ اور اس کے رسول ہی بہتر جانتے ہیں۔ فرمایا یہ بادل ہے یہ زمین کا ساقی ہے اللہ اسے اس قوم کی طرف لے جاتا ہے جو نہ اس کا شکر کریں نہ اس سے دعا مانگیں پھر فرمایا کیا تم جانتے ہو تمھارے اوپر کیا ہے۔ عرض کیا اللہ و رسول خوب جانتے ہیں۔ فرمایا آسمان ہے محفوظ چھت ہے اور رکی ہوئی موج۔ پھر فرمایا کیا تم جانتے ہو کہ تمھارے اور اس کے درمیان کتنا فاصلہ ہے؟ عرض کیا اللہ و رسول ہی جانیں فرمایا تمھارے اور آسمان کے درمیان پانچ سو سال کا فاصلہ ہے۔ پھر فرمایا کیا تم جانتے ہو کہ اس کے اوپر کیا ہے؟ عرض کیا اللہ و رسول ہی جانیں۔ فرمایا دو آسمان ان کے درمیان پانچ سو سال کا فاصلہ ہے۔ پھر

marfat.com
Marfat.com

قَالَ إِنَّ فَوْقَ ذٰلِكَ الْعَرْشَ وَبَيْنَهُ وَبَيْنَ السَّمَاءِ بُعْدُ مَا بَيْنَ السَّمَائَيْنِ ثُمَّ قَالَ هَلْ تَدْرُوْنَ مَا الَّذِيْ تَحْتَكُمْ قَالُوا اللّٰهُ وَرَسُوْلُهُ أَعْلَمُ قَالَ إِنَّهَا الْأَرْضُ ثُمَّ قَالَ هَلْ تَدْرُوْنَ مَا تَحْتَ ذٰلِكَ قَالُوا اللّٰهُ وَرَسُوْلُهُ أَعْلَمُ قَالَ إِنَّ أَرْضًا أُخْرٰى بَيْنَهُمَا مَسِيْرَةُ خَمْسِ مِائَةِ سَنَةٍ حَتّٰى عَدَّ سَبْعَ أَرَضِيْنَ بَيْنَ كُلِّ أَرَضِيْنَ مَسِيْرَةُ خَمْسِ مِائَةِ سَنَةٍ ثُمَّ قَالَ وَالَّذِيْ نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِيَدِهِ لَوْ أَنَّكُمْ دَلَّيْتُمْ بِحَبْلٍ إِلَى الْأَرْضِ السُّفْلٰى لَهَبَطَ عَلَى اللّٰهِ ثُمَّ قَرَأَ هُوَ الْأَوَّلُ وَالْآخِرُ وَالظَّاهِرُ وَالْبَاطِنُ وَهُوَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ -

رَوَاهُ أَحْمَدُ وَالتِّرْمِذِيُّ وَقَالَ التِّرْمِذِيُّ قِرَاءَةُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْآيَةَ تَدُلُّ عَلٰى أَنَّهُ أَرَادَ الْهَبْطَ عَلٰى عِلْمِ اللّٰهِ وَقُدْرَتِهِ وَسُلْطَانِهِ فِيْ كُلِّ مَكَانٍ وَهُوَ عَلَى الْعَرْشِ كَمَا وَصَفَ نَفْسَهُ فِيْ كِتَابِهِ۔

اسی طرح حتیٰ کہ سات آسمان گنائے۔ ہر دو آسمانوں کے درمیان وہ فاصلہ ہے جو آسمان و زمین کے درمیان ہے پھر فرمایا کیا تم جانتے ہو کہ ان سب کے اوپر کیا ہے عرض کیا اللہ و رسول ہی خوب جانیں فرمایا ان کے اوپر عرش ہے۔ اس کے اوپر اور آسمان کے درمیان وہ فاصلہ ہے جو دو آسمانوں کے درمیان ہے۔ پھر فرمایا کیا تم جانتے ہو کہ وہ کیا ہے جو تمھارے نیچے ہے عرض کیا اللہ و رسول ہی خوب جانیں۔ فرمایا کہ اس کے نیچے دوسری زمین ہے جن دونوں کے درمیان پانچ سو سال ہیں حتیٰ کہ سات زمینیں شمار فرمائیں۔ ہر دو زمینوں کے درمیان پانچ سو سال کا فاصلہ ہے۔ پھر فرمایا اس کی قسم جس کے قبضہ میں میری جان ہے اگر تم ایک اس نیچی زمین کی طرف لٹکاؤ تو وہ اللہ کی طرف جائے گی پھر قراءت فرمائی۔ وہ اول ہے اور آخر، ظاہر ہے اور باطن اور وہ ہر چیز کا جاننے والا ہے۔ (مسند احمد، ترمذی، ترمذی نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ آیت تلاوت فرمانا اس پر دلالت کرتا ہے کہ اس کے علم پر اس قدرت پر اس کی حکومت میں گرے، اللہ کا علم، اس کی قدرت اور اس کی بادشاہت ہر جگہ پر ہے اور وہ عرش پر ہے جیسے اس نے خود اپنی کتاب میں اپنی تعریف فرمائی۔

۱؎ اپنے معمول کے مطابق
۲؎ عنان، عین پر زبر، بادل
۳؎ روایا، راویہ کی جمع ہے، اس اونٹ کو کہتے ہیں جس سے پانی کھینچا جائے۔ بادل کو اس کے ساتھ تشبیہ دی گئی ہے۔
۴؎ وہ نعمتوں کا شکریہ ادا نہیں کرتی
۵؎ رقیع، فصل کے وزن پر، آسمان، بعض کے بقول یہ آسمانِ دنیا کا نام ہے۔

marfat.com
Marfat.com

۵۶ آسمان کو گھر کی چھت کے ساتھ تشبیہ دی ہے۔

۵۷ موج کے ساتھ بھی ہوا میں معلق ہونے میں تشبیہ ہے، آسمان بھی بے ستون قائم ہے

۵۸ اس حدیث مبارکہ سے معلوم ہو رہا ہے کہ دو زمینوں کے درمیان فاصلہ آسمانوں کی طرح ہے۔ لہٰذا یہ کہنا کہ زمینیں آپس میں متصل ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ قرآن میں ارض مفرد اور سمٰوات جمع کے طور پر آیا ہے۔ اس حدیث کے خلاف ہے۔ ممکن ہے زمین کے لیے مفرد کا لفظ لانا اس لیے ہو کہ مراد یہی زمین ہے، نیچے والی زمین مراد نہیں بخلاف آسمان کے وہ تمام مرکز فیوض و آثار ہیں۔

۵۹ چونکہ دیگر احادیث میں اللہ تعالیٰ کی عرش پر فوقیت، تقدس اور احاطہ بیان ہوا اور اس میں زمین اور اس کے نیچے اللہ تعالیٰ کی قدرت، احاطہ اور اس کی صفات و افعال کے ظہور و آثار کو بیان فرمایا تاکہ واضح ہو کہ ہر جگہ اوپر و نیچے اور زیر و بالا میں اس کی قدرت کا احاطہ ہے۔

۶۰ وھو بکل شیئ علیم "وہ ہر شے کا جاننے والا ہے" اس پر قرینہ ہے۔

۶۱ ان صفات کے آثار موجود ہیں ورنہ اللہ تعالیٰ کی صفات محتاج مکان نہیں۔

۶۲ قرآن مجید میں ہے الرحمن علی العرش استوٰی

وھو رب العرش العظیم یا اس سے مراد وہ آیات ہیں جن میں اس کے علم، وجود، قدرت اور فوق العرش کا ذکر ہے۔ مثلاً وھو اللہ فی السمٰوات والارض۔ واللہ بکل شیئ محیط بہر تقدیر یہ آیات اگرچہ بظاہر جہت اور مکان کا موہم ہیں لیکن حقیقت میں یہ ظہور علم و قدرت سے عبارت ہیں اور ان سے مراد وہ حقائق و معنی ہیں جو باری تعالیٰ شانہ و عظم برہانہ کے شایان شان ہیں۔

$\frac{5488}{37}$ وَعَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ كَانَ طُوْلُ اٰدَمَ سِتِّيْنَ ذِرَاعًا فِيْ سَبْعِ اَذْرُعٍ عَرْضًا

اور انہی سے ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ حضرت آدم کی لمبائی ساٹھ[۶۳] گز تھی، سات گز چوڑائی۔

۶۳ گز کہنی سے لے کر درمیانی انگلی کے سرے تک مراد ہے اور یہی شرعی گز ہے ہو سکتا ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام کا ہاتھ مراد ہو تو ذراع آدم مراد ہے کہ ان کا قد مبارک ان کے ہاتھ کے حساب سے ساٹھ ہاتھ تھا۔ استعارف گز ہے ظاہر یہ ہے کہ عام آدمی کا ہاتھ مراد ہے کیونکہ اگر حضرت آدم علیہ السلام کا ہاتھ مراد ہو تو لازم آئے گا کہ حضرت آدم علیہ السلام کا قد آپ کے ہاتھ کی پیمائش سے ساٹھ ہاتھ کے برابر ہو اس کا مطلب ہوگا کہ ان کا ہاتھ ان کے جسم کی لمبائی کے مقابلے میں انتہائی چھوٹا تھا اور حد تناسب سے یک لخت دور تھا جیسے کہ مخفی نہیں۔

$\frac{5489}{38}$ عَنْ اَبِيْ ذَرٍّ قَالَ قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! اَيُّ الْاَنْبِيَاءِ كَانَ اَوَّلُ؟ قَالَ اٰدَمُ قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَنَبِيٌّ كَانَ۔ قَالَ نَعَمْ نَبِيٌّ مُكَلَّمٌ قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ كَمِ الْمُرْسَلُوْنَ قَالَ ثَلٰثُمِائَةٍ وَبِضْعَةَ

حضرت ابوذر[۶۴] رضی اللہ عنہ سے ہے میں نے عرض کیا یارسول اللہ کون سے نبی پہلے ہیں۔ فرمایا آدم علیہ السلام عرض کیا یارسول اللہ کیا وہ نبی تھے؟ فرمایا ہاں کلام[۶۵] والے نبی۔ عرض کیا یارسول اللہ رسول کتنے ہیں؟ فرمایا

marfat.com
Marfat.com

عَشَرَجَمًّا غَفِيْرًا وَفِيْ رِوَايَةٍ عَنْ اَبِيْ اُمَامَةَ قَالَ اَبُوْذَرٍّ قُلْتُ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ كَمْ وَفَاءُ عِدَّةِ الْاَنْبِيَاءِ قَالَ مِائَةُ اَلْفٍ وَّاَرْبَعَةٌ وَّعِشْرُوْنَ اَلْفًا اَلرُّسُلُ مِنْ ذٰلِكَ ثَلٰثُمِائَةٍ وَّخَمْسَةَ عَشَرَجَمًّا غَفِيْرًا

تین سو اور کچھ [۴] اس بڑی جماعت اور ایک روایت میں حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے ہے کہ حضرت ابوذر نے فرمایا میں نے عرض کیا یارسول اللہ نبیوں کی تعداد کتنی ہے؟ فرمایا ایک لاکھ چوبیس ہزار۔ جن میں سے رسول بڑی جماعت تین سو پندرہ ہیں۔

۱؎ یہ صدق و زہد میں اکابر صحابہ میں سے ہیں۔
۲؎ ان پر صحیفہ نازل کیا گیا تھا
۳؎ ایک روایت میں تین سو چودہ ہے
۴؎ جمًّا، جیم پر زبر، میم مشدد بمعنی سیلاب، غفیر غفر سے ہے بمعنی ستر، یہ بھی کثرت کا فائدہ دیتا ہے کیونکہ کثیر جماعت بھی اپنے ارد گرد کو ڈھانپ لیتی ہے۔
۵؎ نبی اور رسول کے درمیان میں فرق یہ ہے۔ نبی پر صرف وحی ہوتی ہے جبکہ رسول پر کتاب بھی نازل کی جاتی ہے۔ انبیاء کی تعداد کے بارے میں دو لاکھ چوبیس ہزار کی روایت بھی ہے۔ اس اختلاف کی وجہ سے ان کی تعداد کے تعین کو منع کر دیا گیا اجمالاً یہ عقیدہ رکھنا چاہیے ہم تمام انبیاء علیہم السلام پر ایمان رکھتے ہیں۔

۵۳۹۰/۲۹ وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيْسَ الْخَبَرُ كَالْمُعَايَنَةِ اِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰى اَخْبَرَ مُوْسٰى بِمَا صَنَعَ قَوْمُهٗ فِى الْعِجْلِ فَلَمْ يُلْقِ الْاَلْوَاحَ فَلَمَّا عَايَنَ مَا صَنَعُوْا اَلْقَى الْاَلْوَاحَ فَانْكَسَرَتْ (رَوَى الْاَحَادِيْثَ الثَّلٰثَةَ اَحْمَدُ)

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اطلاع[۱] دیکھنے کی طرح نہیں۔ اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام کو وہ سب کچھ بتایا جو ان کی قوم نے بچھڑے کے متعلق کیا۔ اس وقت آپ نے تختیاں[۲] نہیں گرائیں پھر جب ان کی حرکت دیکھی تو تختیاں گرادیں وہ ٹوٹ گئیں۔
(ان تینوں احادیث کو امام احمد نے روایت کیا)

۱؎ خبر کتنی یقینی کیوں نہ ہو جو مقام دیکھنے کو حاصل ہے وہ سننے سے حاصل نہیں ہوتا۔ پھر اس پر دلیل ارشاد فرمائی۔
۲؎ جن میں تورات لکھی ہوئی تھی۔

marfat.com
Marfat.com

باب

فَضَائِلِ سَيِّدِ الْمُرْسَلِيْنَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

تمام رسولوں کے سربراہ صلی اللہ علیہ وسلم کے فضائل کا بیان

سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم کے فضائل گنتی اور شمار سے باہر ہیں۔ اوّلین و آخرین کے علوم ان کا احاطہ نہیں کر سکتے اور ان کی فضیلت سوائے آپ کے پروردگار کے کوئی نہیں جانتا۔ اس پر اتفاق ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم تمام اولادِ آدم کے سربراہ اور تمام پیغمبروں سے افضل ترین ہیں۔ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم علیہم اجمعین۔ آپ کے بعد حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام اور ان کے بعد حضرت موسیٰ علیہ السلام اور ان کے بعد علماء سے تصریح نہ ملتی۔ واللہ اعلم

الفصل الاوّل

۵۲۹۱ وَعَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بُعِثْتُ مِنْ خَيْرِ قُرُوْنِ بَنِىْ اٰدَمَ قَرْنًا فَقَرْنًا حَتّٰى كُنْتُ مِنَ الْقَرْنِ الَّذِىْ كُنْتُ مِنْهُ (رَوَاهُ الْبُخَارِىُّ)

پہلی فصل

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں اولادِ آدم کے ہر بہتر طبقہ[1] سے مبعوث ہوا ہوں حتیٰ کہ اس طبقہ تک جس سے میری آمد ہوئی۔

[1] ہر وہ طبقہ جس میں والدین کی صلب میں رہا ہوں۔ قرن سے مراد ایک زمانہ کے لوگ مثلاً صحابہ، تابعین، تبع تابعین وغیرہ۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم جس طبقہ میں رہے وہ سب سے بہتر تھا جیسا کہ حضرت اسماعیل علیہ السلام کے بعد کنانہ اور قریش ہیں اور ان کے بعد ہاشم۔

[2] خیر سے مراد فضائل حمیدہ اور فضائل شریفہ ہیں۔ جن پر اہل عقل و کرم مدح کرتے ہیں۔ اس سے دین و ایمان مراد نہیں (کذا قالوا) یہ معاملہ قرآن کا ہے۔ رہا معاملہ آپ کے آباء کرام کا وہ حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ تک تمام کفر کی میل اور نجاست شرک سے پاک رہے۔ جیسا کہ فرمایا میں پاکیزہ صلبوں سے پاکیزہ ارحام میں منتقل ہوتا رہا، اس پر متاخرین علماء حدیث نے بہت دلائل تحریر کیے ہیں۔ اللہ کی قسم یہ ایسا علم ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ان متاخرین کے ساتھ مخصوص فرمایا۔ یعنی اس بات کا علم کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے آباؤ اجداد دین توحید و اسلام پر تھے حالانکہ متقدمین کے کلام سے اس کے خلاف ظاہر ہوتا ہے۔ یہ اللہ تعالیٰ کا خصوصی فضل ہے جسے وہ چاہتا ہے عطا فرماتا ہے۔ اللہ تعالیٰ شیخ جلال الدین سیوطی کو جزائے خیر عطا فرمائے جنھوں نے اس مسئلہ پر رسائل تحریر فرما کر اسے خوب واضح فرمایا۔ اور مدعی کو ظاہر و باہر فرما دیا۔ حاشا اللہ ایسا نہیں ہو سکتا کہ اس نور پاک کو تاریک جگہ رکھا جاتا اور روز قیامت آپ کے

marfat.com
Marfat.com

آباء کی تحقیر و رسوائی کی جائے ۔

۵۴۹۲ وَعَنْ وَاثِلَةَ بْنِ الْاَسْقَعِ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ اِنَّ اللّٰہَ اصْطَفٰی کِنَانَۃَ مِنْ وُّلْدِ اِسْمٰعِیْلَ وَاصْطَفٰی قُرَیْشًا مِّنْ کِنَانَۃَ وَاصْطَفٰی مِنْ قُرَیْشٍ بَنِیْ ھَاشِمٍ وَاصْطَفَانِیْ مِنْ بَنِیْ ھَاشِمٍ (رَوَاہُ مُسْلِمٌ) وَفِیْ رِوَایَۃِ التِّرْمِذِیِّ اِنَّ اللّٰہَ اصْطَفٰی مِنْ وُّلْدِ اِبْرَاھِیْمَ اِسْمَاعِیْلَ وَاصْطَفٰی مِنْ وُّلْدِ اِسْمَاعِیْلَ بَنِیْ کِنَانَۃَ

حضرت واثلہ بن اسقع رضی اللہ عنہ سے مروی ہے میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا اللہ تعالیٰ نے اولادِ اسمٰعیل سے کنانہ[۱] کو چنا اور کنانہ سے قریش[۲] اور قریش سے بنی ہاشم اور مجھے[۳] بنی ہاشم سے چنا (المسلم) ترمذی کی روایت میں[۴] ہے اللہ تعالیٰ نے اولادِ ابراہیم میں سے اسمٰعیل اور اولادِ اسمٰعیل میں سے کنانہ کو منتخب فرمایا

۱؎ کنانہ، کاف کے پیش سے، یہ حضرت اسماعیل علیہ السلام کے چند واسطوں سے اولاد میں ہیں اور قریش سے دو واسطے پہلے ہیں ۔

۲؎ یہ نضر بن کنانہ کی اولاد سے ہیں ۔ قریش نام کی مشہور وجہ یہ ہے کہ یہ ایک سمندری چارپایہ کا نام ہے ۔ جو قوت و زور میں اپنی انتہا پر ہے ۔ صحاح میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے ہے کہ قریش کے نام کی وجہ یہ ہے کہ دریا کی مچھلی کا نام قریش ہے جو دیگر مچھلیوں کو ہڑپ کر جاتی ہے اور کوئی نہ کھا سکتی اور اس پر کوئی غالب نہ آ سکتا اس کی دیگر وجوہ بھی قاموس میں مذکور ہیں ۔

۳؎ تمام سے افضل و اعلیٰ بلکہ ان کے خلاصوں کا خلاصہ ہیں ۔

۴؎ اس کی روایت میں یہ اضافہ ہے

۵۴۹۳ وَعَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَنَا سَیِّدُ وُلْدِ اٰدَمَ یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ وَاَوَّلُ مَنْ یَّنْشَقُّ عَنْہُ الْقَبْرُ وَاَوَّلُ شَافِعٍ وَاَوَّلُ مُشَفَّعٍ (رَوَاہُ مُسْلِمٌ)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا روزِ قیامت اولادِ آدم کا سردار[۱] میں ہوں ۔ سب سے پہلے میری قبر شق ہو گی سب سے پہلے شفاعت کرنے والا میں ہوں اور سب سے پہلے میری شفاعت[۲] منظور ہو گی (المسلم)

۱؎ تمام صفات کمال میں، قیامت کی قید اسلیے ہے کہ اس دن سیادت و کرامات کا خوب ظہور ہو گا ۔ اس دن واضح ہو جائے گا کہ دن اُنہی کا دن ہے ۔ کوئی شخص بھی اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے بڑھ کر مقبول و مقرب نہیں ۔ یہ بھی واضح ہو گیا کہ آپ ملائکہ سے بھی افضل ہیں ۔ مذہب اہلِ حق یہی ہے اور ان کی تحقیق بھی یہی ہے کہ بشر ملائکہ سے افضل ہیں ۔ بعض احادیث میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی فضیلت مطلقہ تمام مخلوق پر کا تذکرہ بھی ہے مواہب لدنیہ میں حضرت سلمان ابن عساکر سے ہے کہ جبرئیل امین حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور کہا اللہ تعالیٰ کا

marfat.com
Marfat.com

فرمان ہے۔ رہنا اور اہل دنیا میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے بڑھ کر کسی کو پیدا نہیں کیا گیا تاکہ وہ آپ کی اس نبوت کی اور مرتبہ کو پہچانے جو اللہ تعالیٰ کے ہاں ہے اگر آپ نہ ہوتے میں دنیا پیدا ہی نہ کرتا لہذا ثابت ہوگیا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم تمام مخلوق سے افضل ہیں اور جو بعض احادیث میں آیا ہے مجھے انبیاء پر فضیلت نہ دو، مجھے حضرت موسیٰ اور حضرت یونس پر فضیلت نہ دو اس کا جواب پیچھے معلوم ہو چکا۔

سلے اس سے واضح ہو رہا ہے کہ سب سے پہلے آپ کی شفاعت ہی قبول کی جائے گی۔

۵۴۹۴ وَعَنْ اَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَا اَكْثَرُ الْاَنْبِيَاءِ تَبَعًا يَوْمَ الْقِيٰمَةِ وَاَنَا اَوَّلُ مَنْ يَقْرَعُ بَابَ الْجَنَّةِ (رَوَاهُ مُسْلِمٌ)

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا روز قیامت میرے امتی تمام انبیاء سے زیادہ ہوں گے اور سب سے پہلے میں ہوں جو جنت کا دروازہ کھٹکھٹائے گا۔ (المسلم)

۵۴۹۵ وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اٰتِيْ بَابَ الْجَنَّةِ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ فَاَسْتَفْتِحُ فَيَقُوْلُ الْخَازِنُ مَنْ اَنْتَ فَاَقُوْلُ مُحَمَّدٌ فَيَقُوْلُ بِكَ اُمِرْتُ اَنْ لَا اَفْتَحَ لِاَحَدٍ قَبْلَكَ (رَوَاهُ مُسْلِمٌ)

اور انہی سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بروز قیامت میں جنت کے دروازہ کے پاس جا کر اسے کھولنے کے لیے کہوں گا خازن کہے گا آپ کون ہیں؟ کہوں گا محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) پس وہ کہے گا کہ مجھے حکم دیا گیا ہے کہ آپ سے پہلے کسی کے لیے بھی نہ کھولوں۔ (المسلم)

۵۴۹۶ وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَا اَوَّلُ شَفِيْعٍ فِي الْجَنَّةِ لَمْ يُصَدَّقْ نَبِيٌّ مِنَ الْاَنْبِيَاءِ مَا صُدِّقْتُ وَاِنَّ مِنَ الْاَنْبِيَاءِ نَبِيًّا مَا صَدَّقَهُ مِنْ اُمَّتِهِ اِلَّا رَجُلٌ وَاحِدٌ (رَوَاهُ مُسْلِمٌ)

اور انہی سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں جنت میں سلے پہلا شفیع ہوں گا جتنی میری تصدیق کی گئی اس قدر کسی نبی کی نہیں کی گئی۔ بعض نبی ایسے بھی ہوں گے جن کی تصدیق فقط ایک آدمی نے کی ہوگی۔ (المسلم)

سلے جنت میں لانے کے لیے یا اس میں بلندی درجات کے لیے

سلے میری امت اور متبعین زیادہ ہوں گے یا جس قوت اعتقاد سے میری تصدیق ہوئی کسی کی نہ ہوگی۔ پہلی صورت میں کثرت اور دوسری صورت میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ زیادتی محبت اور قوت ایمانی مراد ہے۔

۵۴۹۷ وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَثَلِيْ وَمَثَلُ الْاَنْبِيَاءِ كَمَثَلِ قَصْرٍ اُحْسِنَ بُنْيَانُهُ تُرِكَ مِنْهُ مَوْضِعُ لَبِنَةٍ فَطَافَ بِهِ النُّظَّارُ يَتَعَجَّبُوْنَ مِنْ حُسْنِ

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں اور انبیاء کی مثال ایک خوبصورت مکان سلے کی سی ہے جس میں ایک اینٹ کی جگہ چھوڑ دی گئی ہو دیکھنے والے اس پر تعجب کرتے ہوئے کہتے ہیں کاش

marfat.com
Marfat.com

بُنْيَانِ اِلَّا مَوْضِعَ تِلْكَ اللَّبِنَةِ فَكُنْتُ اَنَا سَدَدْتُ مَوْضِعَ اللَّبِنَةِ خُتِمَ بِيَ الْبُنْيَانُ وَ خُتِمَ بِيَ الرُّسُلُ وَفِي رِوَايَةٍ فَاَنَا اللَّبِنَةُ وَاَنَا خَاتَمُ النَّبِيِّيْنَ (مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ)

یہ اینٹ ہوتی۔ فرمایا میں وہی اینٹ ہوں جس نے وہ جگہ پُر کر دی مجھ سے عمارت مکمل ہوگئی۔ مجھ پر رسولوں کا اختتام ہوا ایک روایت میں ہے میں وہ اینٹ ہوں اور میں انبیاء کا خاتم ہوں۔ (بخاری و مسلم)

سلہ صراح میں ہے بنیان اور گرد دیوار کو کہتے ہیں

سلہ لبنۃ، لام پر زبر، باء کے نیچے زیر یا لام کے نیچے زیر اور باء ساکن

۵۴۹۸ وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا مِنَ الْاَنْبِيَاءِ مِنْ نَبِيٍّ اِلَّا قَدْ اُعْطِيَ مِنَ الْاٰيَاتِ مَا مِثْلُهُ اٰمَنَ عَلَيْهِ الْبَشَرُ وَاِنَّمَا كَانَ الَّذِيْ اُوْتِيْتُ وَحْيًا اَوْحَى اللّٰهُ اِلَيَّ فَاَرْجُوْا اَنْ اَكُوْنَ اَكْثَرَهُمْ تَابِعًا يَوْمَ الْقِيٰمَةِ (مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ)

اور انہی سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: نبیوں کی جماعت میں کوئی نبی نہ تھا انہیں اتنے معجزات دیے گئے جتنے لوگ ان جیسے معجزات پر ایمان لائے اور جو خصوصی معجزہ مجھے عطا ہوا ہے وہ وحی ہے جو اللہ نے میری طرف بھیجی ہے تو میں امید کرتا ہوں کہ میں قیامت کے دن زیادہ تبعین میں ہوں گا۔ (بخاری و مسلم)

سلہ یعنی کوئی پیغمبر ایسا نہیں کہ اس کیفیت میں ان سے معجزہ کا اظہار نہ ہوا ہو لیکن وہ زمانہ کے ساتھ مخصوص تھا اس زمانہ کے بعد وہ معجزہ ختم ہوگیا۔

سلہ یعنی قرآن عظیم جو عظیم معجزہ ہے تاقیامت باقی ہے۔ سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کے صدق پر ہمیشہ اور تمام اہل جہاں کے لیے حق و یقین کی طرف راہنمائی کرنے والا ہے۔

سلہ یعنی میرے متبعین روز قیامت کثیر ہوں گے بوجہ بقائے معجزہ، کیونکہ جو بھی اس معجزہ کو دیکھے گا ایمان لائے گا۔

سلہ اگر کوئی کہے دیگر انبیاء پر بھی وحی و کتاب کا نزول ہوا تھا، اس کا جواب یہ ہے کہ وہ وحی اور کتاب معجزہ نہ تھے۔ اس حدیث کی شرح میں یوں ہی کہا گیا ہے۔ بعض نے کہا معنی یہ ہے کہ ہر پیغمبر کو بھی معجزہ دیا گیا وہ سابقہ کی مانند ہی تھا لیکن میرا عظیم معجزہ جو وحی کی صورت میں ہے کسی دوسرے کو نہیں دیا گیا لہذا میری اتباع کرنے والے زیادہ ہوں گے۔ یہ معنی عبارت کے اعتبار سے زیادہ ظاہر ہے۔ اگرچہ تقریر اول بہت عمدہ اور احکم ہے اور اکثر شارحین کی یہی رائے ہے۔

۵۴۹۹ وَعَنْ جَابِرٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اُعْطِيْتُ خَمْسًا لَمْ يُعْطَهُنَّ

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مجھے ایسی پانچ چیزیں عطا

marfat.com
Marfat.com

اَحَدٌ قَبْلِیْ نُصِرْتُ بِالرُّعْبِ مَسِيْرَةَ شَهْرٍ وَجُعِلَتْ لِیَ الْاَرْضُ مَسْجِدًا وَّطَهُوْرًا فَاَيُّمَا رَجُلٍ مِّنْ اُمَّتِیْ اَدْرَكَتْهُ الصَّلٰوةُ فَلْيُصَلِّ وَاُحِلَّتْ لِیَ الْغَنَائِمُ وَلَمْ تَحِلَّ لِاَحَدٍ قَبْلِیْ وَاُعْطِيْتُ الشَّفَاعَةَ وَكَانَ النَّبِیُّ يُبْعَثُ اِلٰى قَوْمِهٖ خَاصَّةً وَبُعِثْتُ اِلَى النَّاسِ عَامَّةً

(مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ)

کی گئی ہیں جو مجھ سے پہلے کسی کو نہ دی گئیں ۔ ایک ماہ[1] کی مسافت تک میرا دبدبہ ، دوسرا میرے لیے تمام[2] زمین کو جائے سجدہ اور[3] پاک کر دیا گیا ، میرا امتی جہاں نماز کا وقت پائے وہاں[4] نماز ادا کرے ۔ تیسرا میرے لیے غنائم حلال قرار دیئے ۔ حالانکہ میرے سے[5] پہلے حلال نہ تھے چوتھے[6] مجھے شفاعت دی گئی ۔ پانچویں ہر نبی کو کسی خاص[7] قوم کی طرف بھیجا گیا اور مجھے تمام لوگوں[8] کی طرف بھیجا گیا ہے

(بخاری و مسلم)

[1] یہ تخصیص حضرات انبیاء علیہم السلام کی نسبت سے ہے دیگر حکمران اور ظالم بادشاہ خارج از بحث ہیں رعب کے ساتھ فتح و ظفر سے مراد بالفعل اس کا حصول ہے ۔ فقط رعب و دبدبہ کا ہونا اس سے الگ معاملہ ہے ۔

[2] سابقہ امتوں میں مخصوص مقامات تھے مثلاً گرجے وغیرہ ان کے علاوہ نماز نہ ہوتی ۔ بعض نے کہا اس کا معنی یہ ہے کہ وہاں ہی نماز ادا کر سکتے جس جگہ کی طہارت متعین ہو ۔ لیکن ہمارے لیے ہر اس جگہ نماز جائز و روا قرار دی جو یقینی طور پر نجس نہ ہو ۔

[3] اس سے تیمم کیا جا سکتا ہے حالانکہ سابقہ امتیں فقط پانی سے طہارت حاصل کر سکتیں تھیں ۔

[4] اگر پانی نہ ملے تو تیمم کر کے نماز ادا کرے ۔ اس تقریر سے یہ بات سابقہ دونوں باتوں پر متفرع ہو سکتی ہے ۔

[5] سابقہ امتیں غنیمت حاصل کر کے حیوانات کو قتل کر دیتے وہ غنیمت حاصل کرنے والوں کی ملکیت ہوتا نہ کہ انبیاء کی لیکن ہمارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کو اخذ خمس اور اس میں سے انتخاب کا حق عطا فرمایا ، مثلاً بستر تلوار وغیرہ ۔ باقی وہ قومیں حیوانات کے علاوہ ایک مخصوص جگہ پر رکھتے آسمان سے آگ آ کر اسے جلا دیتی (کذا فی الشروح) ۔

[6] شفاعت عظمیٰ جو تمام احوال ، مقامات کو شامل ہے جیسا کہ باب شفاعت میں گزر چکا ہے ۔

[7] دوسری قوم سے انھیں کوئی سروکار نہ ہوتا ۔

[8] بلکہ تمام انس و جن کی طرف ، ممکن ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت اس فرمان کے بعد ہو گی ہو اس لیے آپ نے جنات کا ذکر نہیں فرمایا ۔ اس کی مزید تحقیق آئندہ حدیث میں ہے ۔

۵۵۰۰ / ۱۰ وَعَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ فُضِّلْتُ عَلَى الْاَنْبِيَاۗءِ بِسِتٍّ ۔ اُعْطِيْتُ بِجَوَامِعِ الْكَلِمِ وَنُصِرْتُ بِالرُّعْبِ وَاُحِلَّتْ لِیَ الْغَنَائِمُ وَجُعِلَتْ لِیَ الْاَرْضُ مَسْجِدًا وَّطَهُوْرًا وَاُرْسِلْتُ اِلَى الْخَلْقِ

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا : مجھے انبیاء پر چھ[1] چیزوں سے فضیلت دی گئی ہے ۔ مجھے جامع[2] کلمات سے نوازا گیا دبدبہ کے ساتھ میری[3] مدد کی گئی ۔ میرے لیے غنائم حلال کیے گئے اور میری خاطر تمام زمین کو جائے نماز اور پاکیزہ بنا دیا

marfat.com
Marfat.com

كَافَّةً وَخُتِمَ بِيَ النَّبِيُّوْنَ
(رَوَاهُ مُسْلِمٌ)

مجھے تمام مخلوق کی طرف بھیجا گیا اور مجھ پر انبیاء کا اختتام ہو گیا ہے
(المسلم)

لہ سابقہ حدیث میں پانچ کا اور یہاں چھ کا تذکرہ ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے خصائص حد و شمار سے باہر ہیں لیکن سوال و حالات کے پیش نظر بعض کا تذکرہ ہوا یعنی مقصود تمام کا بیان نہیں۔

۲ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نہایت ہی مختصر کلام فرماتے مگر وہ کثیر معانی پر مشتمل ہوتا یہ حضور خاتم الرسل صلی اللہ علیہ وسلم ہی کی خصوصیت ہے مثلاً اعمال کا مدار نیتوں پر ہوتا ہے۔ کسی کے اسلام کا حسن یہ ہے کہ لایعنی کاموں کو ترک کر دے۔ دین سراپا خیر خواہی ہے وغیرہ۔ ان میں سے ہر ایک معانی عظیمہ و کثیرہ پر مشتمل ہے بعض علماء نے ایسی احادیث کے لیے الگ کتاب لکھی ہے۔ بعض کی رائے یہ ہے کہ اس سے مراد قرآن ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اس میں الفاظ تھوڑے مگر معانی کثیرہ کو جمع فرما دیا ہے۔ پہلا معنی زیادہ واضح ہے۔ اس کی تائید وہ روایت کرتی ہے جس میں ہے کہ میرے لیے کلام کو مختصر کر دیا گیا ہے تو اس کی دلالت معنی اول پر ہے۔

۳ احادیث میں آیا ہے کہ ایک ماہ کی مسافت تک آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا قدرتی رعب و جلال ہوتا۔

۴ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی عمومی رسالت کی تخصیص پر یہ گفتگو کی گئی ہے کہ حضرت نوح علیہ السلام کے دور میں دوسرا کوئی پیغمبر نہیں لہٰذا اس دور کے تمام لوگوں کی طرف وہ مبعوث ہوئے ہوں گے۔ نیز جب انھوں نے قوم کے خلاف دعا کی تو تمام اہل زمین ہلاک و غرق ہو گئے جو واضح کر رہا ہے کہ تمام کی طرف مبعوث ہوئے۔ اسی طرح حضرت سلیمان علیہ السلام نے تمام روئے زمین کی سیر فرمائی۔ لوگوں کو اسلام لانے کا کہا جیسا کہ ملکہ بلقیس وغیرہا کے بارے میں ہے کہ اسلام لاؤ ورنہ جنگ کے لیے تیار ہو جاؤ تو یہ چیز بھی ان کی رسالت کے عموم پر شاہد ہے۔ اس کا جواب یہ دیا گیا ہے کہ ان کی بعثت میں عموم نہ تھا۔ مخلوق کے غرق کے بعد موجودین میں انحصار کی وجہ سے عموم لاحق ہوا۔ لیکن غرق سے پہلے یہ احتمال تھا کہ انکی بعثت اپنی مخصوص قوم کے لیے ہوئی تھی چونکہ ان کی قوم کے علاوہ دوسری قوم زمین پر نہ تھی تو اس سے بظاہر محسوس ہوا کہ ان کی بعثت عام ہے۔ باقی ان کی دعا تمام اہل زمین کے لیے اس لیے تھی کہ ان کی دعوتِ توحید اس قوم کے تمام افراد کو پہنچی، کیونکہ آپ کی عمر شریف نہایت طویل تھی لیکن انھوں نے شرک اور بغاوت کی لہٰذا وہ تمام عذاب کے مستحق ٹھہرے بعض شارحین نے فرمایا کہ بعض انبیاء علیہم السلام میں توحید عام تھی لیکن فروعات شریعت کے التزام کا علم تھا حضرت سلیمان علیہ السلام کا معاملہ تو علماء فرماتے ہیں کہ رسالت کا مفہوم فقط واجبات اور محرمات تک مخصوص ہے اور مندرجات میں جنگ کو اجازت سے رہا قتال کی دھمکی جو بظاہر واجبات کے ساتھ مخصوص نظر آتی ہے درحقیقت ان کے ساتھ مخصوص نہیں

غلہ حضرت سلیمان علیہ السلام کی شریعت بنی اسرائیل کے ساتھ ہی مخصوص تھی ہاں اگر کسی نے بنی اسرائیل کے ساتھ معارضہ و جنگ کی تو پھر آپ نے اس کا نوٹس لیا۔ جیسا کہ اہل ایران نے لہراسپ کو فارس سے نکالا اور وہ بلخ چلا گیا، بلقیس کو بھی اسی وجہ سے مطیع کیا گیا۔ (مولوی امیر علی)

marfat.com
Marfat.com

بلکہ یہ ہر اس چیز کے ساتھ مخصوص ہے جس پر آخرت میں عتاب و سزا ہے ۔ امام سیوطی نے حاشیہ نسائی میں یہی فرمایا ہے یہ بھی احتمال ہے کہ بلقیس کے ساتھ قتال بسبب حاکم ہونہ کہ بسبب رسالت اور آپ حاکم بھی تھے اور رسول بھی لہٰذا کوئی اشکال نہ رہا ۔ (کذا قیل)

۵۵۰۱ وَعَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ بُعِثْتُ بِجَوَامِعِ الْکَلِمِ وَنُصِرْتُ بِالرُّعْبِ وَبَیْنَا اَنَا نَائِمٌ رَاَیْتُنِیْ اُتِیْتُ بِمَفَاتِیْحِ خَزَائِنِ الْاَرْضِ فَوُضِعَتْ فِیْ یَدِیْ (مُتَّفَقٌ عَلَیْہِ)

اور انہی سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مجھے جامع کلمات کے ساتھ مبعوث کیا گیا ہے رعب کے ساتھ میری مدد کی گئی ہے اور میں سویا ہوا تھا کہ میں نے اپنے آپ کو دیکھا کہ زمین کے خزانوں کی کنجیاں مجھے دی گئیں اور میرے ہاتھ پر رکھ دی گئیں[1]۔

[1] اس سے مراد فتوحات ہیں جن کے دروازے شرق تا غرب اللہ تعالیٰ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی امت پر کھولے گا کنوز و دفائن سے اخراج مراد ہے مراد وہ زمین ہے جس میں چاندی و سونے کے ذخائر ہیں ۔

۵۵۰۲ وَعَنْ ثَوْبَانَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِنَّ اللّٰہَ زَوٰی لِیَ الْاَرْضَ فَرَاَیْتُ مَشَارِقَھَا وَمَغَارِبَھَا وَاِنَّ اُمَّتِیْ سَیَبْلُغُ مُلْکُھَا مَا زُوِیَ لِیْ مِنْھَا وَاُعْطِیْتُ الْکَنْزَیْنِ الْاَحْمَرَ وَالْاَبْیَضَ وَاِنِّیْ سَاَلْتُ رَبِّیْ لِاُمَّتِیْ اَنْ لَّا یُھْلِکَھَا بِسَنَۃٍ عَامَّۃٍ وَّاَنْ لَّا یُسَلِّطَ عَلَیْھِمْ عَدُوًّا مِّنْ سِوٰی اَنْفُسِھِمْ فَیَسْتَبِیْحَ بَیْضَتَھُمْ وَاِنَّ رَبِّیْ قَالَ یَا مُحَمَّدُ اِنِّیْ اِذَا قَضَیْتُ قَضَاءً فَاِنَّہٗ لَا یُرَدُّ وَاِنِّیْ اَعْطَیْتُکَ لِاُمَّتِکَ اَنْ لَّا اُھْلِکَھُمْ بِسَنَۃٍ عَامَّۃٍ وَّاَنْ لَّا اُسَلِّطَ عَلَیْھِمْ عَدُوًّا مِّنْ سِوٰی اَنْفُسِھِمْ فَیَسْتَبِیْحَ بَیْضَتَھُمْ وَلَوِ اجْتَمَعَ عَلَیْھِمْ مَّنْ بِاَقْطَارِھَا حَتّٰی یَکُوْنَ بَعْضُھُمْ یُھْلِکُ

حضرت ثوبان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے میرے لیے زمین کو سمیٹ دیا ہے تو میں نے اس کے مشرقوں اور مغربوں کو دیکھ لیا[2] ہے اور عنقریب میری امت کی حکومت وہاں تک پہنچے گی جہاں تک یہ میرے لیے سمیٹی گئی ہے اور مجھے دو خزانے عطا فرمائے گئے یعنی سرخ[3] اور سفید اور میں نے اپنے رب سے سوال کیا کہ انہیں عام قحط[4] سے ہلاک نہ کرے اور دشمنوں[5] کو ان پر مسلط نہ کرے اُن کے جوان کو جڑ سے اکھاڑ ڈالے ۔ میرے رب نے فرمایا اے محمد ! میں جب فیصلہ فرما لیتا ہوں تو وہ بدلا نہیں جاتا اور میں نے تمہاری امت کے لیے یہ چیز تمہیں عطا فرما دی کہ انہیں قحط سے ہلاک نہ کروں اور یہ کہ ان پر ان کے نفوس کے سوا دشمن کو مسلط نہ کروں کہ ان کی جڑ اکھاڑ دے اگرچہ وہ ان کے لیے چاروں طرف سے اکٹھے

[2] قرآن مجید اختصار کلام میں سب سے بڑا اعجاز رکھتا ہے ابتدائی ایمان سے اس سے ضروری معانی حاصل ہو جاتے ہیں جب کمال کا مرتبہ پاتا ہے تو مزید معانی کا حصول ہو جاتا ہے جب مرتبہ مقید پاتا ہے تو معانی عجیبہ پاتا ہے اس کے بعد مرتبہ صدیقیت جب ملتا ہے تو بلند معانی کا ادراک ہو جاتا ہے اب نبوت کے علوم کیا ہوں گے اللہ تعالیٰ ہی جانتا ہے یہ قرآنی معجزہ ہے ۔ عظمت و کبریائی اللہ ہی کے لیے ہے ۔

marfat.com
Marfat.com

بَعْضًا وَيَسْبِيْ بَعْضُهُمْ بَعْضًا (رَوَاهُ مُسْلِمٌ)

ہو جائیں لیکن یہ آپس میں ایک دوسرے کو قتل کریں گے اور ایک دوسرے کو قیدی بنائیں گے۔ (المسلم)

۱؎ میری امت مشرق و مغرب پر حکومت اور تعرف حاصل کرے گی۔

۲؎ سرخ خزانہ سے مراد وہ کاسرۂ خسروان فارس کے خزائن ہیں جن میں سونا زیادہ ہے سفید خزانہ سے مراد قیاصرہ بادشاہان روم کے خزانے ہیں جن میں چاندی غالب تھی۔ بعض شارحین کی رائے یہ ہے کہ سرخ خزانوں سے مراد ملک شام ہے کیونکہ اس کا رنگ سرخ ہے اور سفید سے مراد ملک فارس ہے اس کا رنگ سفید ہے لیکن اول معنی ظاہر و مختار ہے۔

۳؎ ایسا قحط نہ ہو جو تمام امت کو ہلاک کر ڈالے۔

۴؎ یعنی کفار کو

۵؎ بیضہ، سرا اور شہر اور قوم کی آبادی کا درمیان یعنی دشمن ان پر قبضہ کر کے ان تمام کو ہلاک نہ کر دے۔

۶؎ خواہ وہ فیصلہ عطا کا ہو یا بلا کا

۷؎ اگرچہ تمام جہان کے کافر جمع ہو جائیں

۸؎ کفار تو آپ کی امت پر غالب و مسلط نہ ہوں گے لیکن آپس میں لڑے گی اور یہ تقدیر الٰہی کا فیصلہ ہے، جو بدل نہیں سکتا ہاں اس کا حکم نہیں دیا لہٰذا حکم شرع اس سے متعلق نہ ہوگا۔

۵۵۰۳ وَعَنْ سَعْدٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَرَّ بِمَسْجِدِ بَنِيْ مُعَاوِيَةَ دَخَلَ فَرَكَعَ فِيْهِ رَكْعَتَيْنِ وَصَلَّيْنَا مَعَهٗ وَدَعَا رَبَّهٗ طَوِيْلًا ثُمَّ انْصَرَفَ فَقَالَ سَاَلْتُ رَبِّيْ ثَلٰثًا فَاَعْطَانِيْ ثِنْتَيْنِ وَمَنَعَنِيْ وَاحِدَةً سَاَلْتُ رَبِّيْ اَنْ لَّا يُهْلِكَ اُمَّتِيْ بِالسَّنَةِ فَاَعْطَانِيْهَا وَسَاَلْتُهٗ اَنْ لَّا يُهْلِكَ اُمَّتِيْ بِالْغَرَقِ فَاَعْطَانِيْهَا وَسَاَلْتُهٗ اَنْ لَّا يَجْعَلَ بَاْسَهُمْ بَيْنَهُمْ فَمَنَعَنِيْهَا (رَوَاهُ مُسْلِمٌ)

حضرت سعد رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بنو معاویہ کی مسجد سے گزرے آپ نے مسجد میں داخل ہو کر دو رکعتیں ادا کیں۔ ہم نے بھی آپ کے ساتھ نماز ادا کی۔ اس کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے رب سے طویل دعا کی پھر پلٹ کر فرمایا میں نے اپنے رب سے تین دعائیں کیں، مجھے دو عطا کر دی گئیں اور ایک سے روک دیا گیا۔ میں نے اپنے رب سے مانگا تھا میری امت قحط سے ہلاک نہ فرمانا یہ مجھے عطا کر دیا گیا۔ پھر میں نے یہ مانگا تھا میری امت کو غرق نہ فرمانا یہ بھی مجھے عطا کر دیا گیا۔ پھر میں نے یہ مانگا ان کے درمیان جنگ و جدال نہ ہو تو اس سے مجھے اللہ تعالیٰ نے منع فرما دیا۔ (المسلم)

۱؎ حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ

۲؎ یہ انصار کا قبیلہ ہے، آج بھی مدینہ مطہرہ کے باہر یہ مسجد قائم ہے اس کے صحن میں رسول اللہ صلی اللہ

marfat.com
Marfat.com

علیہ وسلم کی اونٹنی کے قدم کا نشان ہے ۔

۳ دوران تشہد یا اس کے بعد، ظاہر یہی ہے کہ بعد میں دعا کی ۔

۴ غرق ۔ راء پر زبر یا سکون ، اکثر سکون کے طور پر آیا ہے ۔

۵ باس ، عذاب ، سختی ، سخت جنگ

۶ یہاں سے واضح ہو رہا ہے کہ حضرات انبیاء علیہم السلام کی بعض دعائیں مستجاب نہیں ۔ ان کی ہر دعا کی مقبولیت کے بارے میں دوسرے مقام پر گفتگو ہے ۔ اس میں سے کچھ کا تذکرہ ہم نے نعیم البشارہ میں کیا ہے ۔

۵۵۰۴ [۱۴] وَعَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ قَالَ لَقِيْتُ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عَمْرِو بْنِ عَاصٍ قُلْتُ اَخْبِرْنِيْ عَنْ صِفَةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي التَّوْرٰتِ قَالَ اَجَلْ وَاللّٰهِ اِنَّهٗ لَمَوْصُوْفٌ فِي التَّوْرٰتِ بِبَعْضِ صِفَتِهٖ فِي الْقُرْاٰنِ يٰاَيُّهَا النَّبِيُّ اِنَّآ اَرْسَلْنٰكَ شَاهِدًا وَّمُبَشِّرًا وَّنَذِيْرًا وَّحِرْزًا لِّلْاُمِّيِّيْنَ اَنْتَ عَبْدِيْ وَرَسُوْلِيْ سَمَّيْتُكَ الْمُتَوَكِّلَ لَيْسَ بِفَظٍّ وَّلَا غَلِيْظٍ وَّلَا سَخَّابٍ فِي الْاَسْوَاقِ وَلَا يَدْفَعُ بِالسَّيِّئَةِ السَّيِّئَةَ وَلٰكِنْ يَّعْفُوْ وَيَغْفِرُ وَلَنْ يَّقْبِضَهُ اللّٰهُ حَتّٰى يُقِيْمَ بِهِ الْمِلَّةَ الْعَوْجَاءَ بِاَنْ يَّقُوْلُوْا لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَيَفْتَحُ بِهَا اَعْيُنًا عُمْيًا وَّاٰذَانًا صُمًّا وَّقُلُوْبًا غُلْفًا (رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ وَكَذَا الدَّارِمِيُّ عَنْ عَطَاءٍ عَنْ سَلَامٍ وَنَحْوَهٗ وَذُكِرَ حَدِيْثُ اَبِيْ هُرَيْرَةَ نَحْنُ الْاٰخِرُوْنَ فِيْ بَابِ الْجُمُعَةِ)

حضرت عطاء بن یسار [۱] سے مروی ہے میں حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ سے ملا ۔ میں نے عرض کیا مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے تورات [۲] میں بیان کردہ اوصاف کے بارے میں بتلایئے ۔ فرمایا ہاں [۳] اللہ کی قسم تورات میں بعض وہی آپ کی حسنات بیان ہوئی ہیں جو قرآن میں ہیں ۔ اے نبی ہم نے آپ کو شاہد [۴] مبشر [۵] نذیر [۶] اور امی لوگوں کے لیے محافظ [۷] بنایا ہے ۔ آپ میرے بندے [۸] اور رسول [۹] ہیں میں نے تمہارا نام متوکل [۱۰] رکھا آپ سخت خو اور سخت گو نہیں نہ بازار میں [۱۱] اونچی بولنے والے ہیں ، برائی کا بدلہ برائی [۱۲] سے نہیں دیتے لیکن آپ معاف اور بخشش فرمانے والے ہیں ۔ اس وقت تک اللہ تعالیٰ آپ کو وصال نہیں دے گا جب تک ٹیڑھی امت کو سیدھا نہیں فرما دیتے یہاں تک کہ وہ پڑھیں لا الٰہ الا اللہ ، اس کے ذریعے اندھی آنکھیں بینا ، بہرے کان سننے والے اور بند دل کھل جائیں (اسے بخاری نے روایت کیا اور اسی طرح دارمی نے عطاء بن سلام وغیرہ سے کیا ہے اور حدیث حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہ ہم آخر میں ہیں ۔ باب جمعہ میں گزر چکا ہے)

[۱] عطاء بن یسار ، یاء پر زبر اور سین مخفف ، مشاہیر تابعین و کبار علماء میں سے ہیں ۔ یہ حضرت میمونہ رضی اللہ عنہ کے آزاد کردہ غلام تھے ۔

[۲] ظاہر ہے حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ نے تورات کا مطالعہ کیا ہوا تھا یا حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے اس

marfat.com
Marfat.com

بارے میں انھوں نے سنا تھا یا بعض اہل کتاب سے سنا جو ایمان لاچکے تھے۔ آپ اہل علم وکتابت اور سابقہ کتب کا مطالعہ رکھتے ہیں۔ یہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث لکھا کرتے اور یہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی طرح کثیر الاحادیث تھے۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بھی کہتے ہیں کہ میرے اور حضرت عبداللہ بن عمرو کے درمیان یہی فرق ہے کہ وہ احادیث لکھا کرتے تھے اور میں لکھا نہیں کرتا۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کو حفظ میں اعلیٰ مقام حاصل تھا، جیسا کہ دیگر احادیث میں ہے۔

سے اجل، ہمزہ اور جیم پر زبر، یہ حروف تصدیق میں سے ہے اس کا معنی نعم (ہاں) ہے۔

سمہ ہم نے آپ کو احوال امت پر شاہد بنایا ہے۔

سے اتباع کرنے والوں کے لیے

سے نافرمانوں کے لیے

سے حرز، حاء کے نیچے زیر، راء ساکن، ایسی جگہ جو پناہ گاہ ہو، امیین سے مراد عرب ہیں کیونکہ ان کی اکثریت لکھنا پڑھنا نہ جانتی تھی یا اس لیے کہ ان کی نسبت ام القریٰ کی طرف ہے جو مکہ کا ایک نام ہے۔ عربوں کی وجہ تخصیص یہ ہے کہ ان میں آپ مبعوث ہوئے اور امی میں سے ہیں اور اس سبب سے کہ ان کو سطوتِ عجم سے تحفظ تھا۔ اگر حرز سے مراد شیطانی مکر و فریب اور آفات نفس ہو تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا مبارک وجود تمام جہانوں کے لیے پناہ گاہ و سہارا ہے بعض شارحین کہتے ہیں کہ حفظِ قوم سے مراد یہ ہے کہ جب تک آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان میں موجود رہے اس قوم کو ہلاک نہیں کیا گیا جیسا کہ قرآن مجید میں ہے وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيُعَذِّبَهُمْ وَاَنْتَ فِيْهِمْ

سے آپ میرے اس قدر مخصوص بندے ہیں کہ بندگی خاص میں تمہارا کوئی شریک نہیں

سہ مخلوق کی طرف میرے پیغامبر ہو

سنہ اپنے تمام معاملات کو میرے سپرد کر دینے والے، اپنی قوت و طاقت پر بھروسہ نہیں کرتے۔

سلہ ولا سخاب، خاء مشدد، بازار کا ذکر صرف بطور عادت و عرف ہے کہ وہاں شور و غوغا زیادہ ہوتا ہے۔ یہ لفظ صاد کے ساتھ صخاب بھی منقول ہے۔

سلہ جو آپ کے ساتھ برائی اور زیادتی کرتا ہے آپ اس سے بدلہ کے طور پر زیادتی نہیں فرماتے۔

الفصل الثانی

۵۵۰۹ عَنْ خَبَّابِ بْنِ الْاَرَتِّ قَالَ صَلّٰى بِنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلٰوةً فَاَطَالَهَا قَالُوْا يَارَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّيْتَ صَلٰوةً لَمْ تَكُنْ تُصَلِّيْهَا قَالَ اَجَلْ اِنَّهَا صَلٰوةُ رَغْبَةٍ

دوسری فصل

حضرت خباب بن ارت رضی اللہ عنہ سے مروی ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں نماز پڑھائی اور اسے طویل فرمایا صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پہلے کبھی اس طرح نماز نہیں پڑھائی۔ فرمایا ہاں! یہ

marfat.com
Marfat.com

قَدْ هَبَةٌ وَّاِنِّیْ سَاَلْتُ اللّٰهَ فِیْهَا ثَلٰثًا فَاَعْطَانِیْ اثْنَتَیْنِ وَمَنَعَنِیْ وَاحِدَةً سَاَلْتُهٗ اَنْ لَّا یُهْلِكَ اُمَّتِیْ بِسَنَةٍ فَاَعْطَانِیْهَا وَسَاَلْتُهٗ اَنْ لَّا یُسَلِّطَ عَلَیْهِمْ عَدُوًّا مِّنْ غَیْرِهِمْ فَاَعْطَانِیْهَا وَسَاَلْتُهٗ اَنْ لَّا یُذِیْقَ بَعْضَهُمْ بَاْسَ بَعْضٍ فَمَنَعَنِیْهَا

(رَوَاهُ التِّرْمِذِیُّ وَالنَّسَائِیُّ)

شوق و خوف[۲] کی نماز تھی ۔ اس میں میں نے اللہ تعالیٰ سے تین دعائیں کیں دو مجھے عطا کر دی گئیں اور ایک سے مجھے منع کر دیا گیا ۔ میں نے مانگا میری امت کو قحط سے ہلاک نہ کرنا یہ مجھے عطا کر دیا گیا ۔ میں نے مانگا ان پر ان کے دشمن غیر[۳] کو مسلط نہ کرنا یہ مجھے عطا کر دیا گیا میں نے مانگا یہ آپس میں نہ لڑیں[۴] اس سے مجھے منع کر دیا گیا

(ترمذی ، نسائی)

۱؎ خباب بن الارت ، خاء پر زبر ، باء مشدد ، الارت ، ہمزہ اور راء پر زبر تا مشدد مشہور صحابی ہیں ۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے دار ارقم میں منتقل ہونے سے پہلے اسلام لائے ، راہِ حق میں بڑے عذاب جھیلے اور صبر وہمت کا مظاہرہ کیا ہر غزوہ میں شریک رہے ، کوفہ میں وصال فرمانے والے پہلے صحابی ہیں ۔ امیر المومنین حضرت علی رضی اللہ عنہ نے نماز جنازہ پڑھائی ۔

۲؎ اس میں دعا و سوال کیا ہے اس کی قبولیت کی امید اور خوف خشیت کی وجہ سے نماز میں خشوع و خضوع زیادہ کیا ہے ۔

۳؎ یعنی کفار کو

۴؎ آپس میں ایک دوسرے کو قتل نہ کریں

۵۵۰۶/۱۶ وَعَنْ اَبِیْ مَالِكٍ الْاَشْعَرِیِّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ اللّٰهَ عَزَّوَجَلَّ اَجَارَكُمْ مِّنْ ثَلٰثِ خِلَالٍ اَنْ لَّا یَدْعُوَ عَلَیْكُمْ نَبِیُّكُمْ فَتَهْلِكُوْا جَمِیْعًا وَّاَنْ لَّا یَظْهَرَ اَهْلُ الْبَاطِلِ عَلٰی اَهْلِ الْحَقِّ وَاَنْ لَّا تَجْتَمِعُوْا عَلٰی ضَلٰلَةٍ

(رَوَاهُ اَبُوْ دَاوٗدَ)

حضرت ابو مالک اشعری[۱] رضی اللہ عنہ سے ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے تمہیں تین آفتوں سے بچا لیا ہے یہ کہ تمہارا نبی تمہارے خلاف دعا نہ کرے کہ تم سارے ہلاک ہو جاؤ اور اہل باطل کو اہل حق پر غلبہ[۲] کرے اور تمہیں گمراہی پر جمع[۳] نہ کرے ۔

(ابوداؤد)

۱؎ صحابی ہیں ۔ ان کے اسم گرامی میں اختلاف ، عبداللہ ، کعب وغیرہ ، نسبت میں بھی اختلاف ہے بعض اشعری اور بعض اشجعی کہتے ہیں ۔

۲؎ یعنی کفار اگرچہ وہ کتنے ہی زیادہ ہو جائیں ۔ مسلمان اگرچہ کم ہوں گے مگر دین اسلام نیست و نابود نہیں ہوگا ۔

۳؎ یہ دلیل ہے کہ اجماع امت حجت ہے ۔ اجماع ہر دور کے علماء کا کسی مسئلہ پر متفق ہونا ہے اور علماء سے مراد مجتہدین کرام ہیں ۔

marfat.com
Marfat.com

۵۵۰۷ وَعَنْ عَوْفِ بْنِ مَالِكٍ[1] قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَنْ يَجْمَعَ اللهُ عَلٰى هٰذِهِ الْاُمَّةِ سَيْفَيْنِ سَيْفًا مِّنْهَا وَسَيْفًا مِّنْ عَدُوِّهَا (رَوَاهُ اَبُوْدَاؤدَ)

حضرت عوف بن مالک[1] رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ اس امت پر دو تلواروں کو جمع نہیں فرمائے گا۔ ایک تلوار اس امت کی اور دوسری اس کی دشمن کی[2] (ابوداؤد)

[1] یہ صحابی ہیں اور سب سے پہلے غزوہ خیبر میں شریک ہوئے۔

[2] امام تورپشتی کہتے ہیں اس کا مفہوم یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اس امت پر اس طرح دو تلواریں جمع نہیں فرمائے گا کہ امت نیست و نابود ہو جائے۔ جب امت آپس میں لڑے گی تو اللہ تعالیٰ کفار سے حملہ کروا دے گا تاکہ ان کی آپس میں لڑائی ختم ہو جائے۔ امام طیبی کہتے ہیں ظاہری معنی یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے وعدہ فرمایا کہ اس امت پر دو جنگیں جمع نہیں فرمائے گا کہ خود بھی لڑیں اور کافر بھی حملہ آور ہوں بلکہ ان میں ایک ہوگا دوسرا نہیں۔

۵۵۰۸ وَعَنِ الْعَبَّاسِ اَنَّهٗ جَاءَ اِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَكَاَنَّهٗ سَمِعَ شَيْئًا فَقَامَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى الْمِنْبَرِ فَقَالَ مَنْ اَنَا فَقَالُوْا اَنْتَ رَسُوْلُ اللهِ قَالَ اَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ اِنَّ اللهَ خَلَقَ الْخَلْقَ فَجَعَلَنِيْ فِيْ خَيْرِهِمْ ثُمَّ جَعَلَهُمْ فِرْقَتَيْنِ فَجَعَلَنِيْ فِيْ خَيْرِهِمْ فِرْقَةً ثُمَّ جَعَلَهُمْ قَبَائِلَ فَجَعَلَنِيْ فِيْ خَيْرِهِمْ قَبِيْلَةً ثُمَّ جَعَلَهُمْ بُيُوْتًا فَجَعَلَنِيْ فِيْ خَيْرِهِمْ بَيْتًا فَاَنَا خَيْرُهُمْ نَفْسًا وَخَيْرُهُمْ بَيْتًا (رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ)

حضرت عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں آئے[1] محسوس ہوتا تھا کہ انھوں نے کوئی بات سنی[2] تھی تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے منبر پر تشریف فرما ہو کر[3] فرمایا میں کون ہوں؟ عرض کیا آپ اللہ کے رسول ہیں۔ فرمایا محمد بن عبد اللہ بن عبد المطلب[4] ہوں۔ اللہ تعالیٰ نے مخلوق[5] کو پیدا فرمایا تو اس نے ان میں سے مجھے بہترین کر دیا پھر انھیں دو گروہوں[6] میں کیا تو مجھے ان میں سے بہترین[7] میں کر دیا۔ پھر ان کے قبائل بنائے تو ان میں سے بہتر قبیلہ عطا فرمایا۔ پھر ان کے خاندان بنائے تو مجھے بہتر بیت[8] میں کر دیا تو میں ان سے ذات اور خاندان کے اعتبار[9] سے افضل ہوں[10] (ترمذی)

[1] غمگین حالت میں

[2] حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر کفار کی طرف سے طعن ہوا کہ عرب کے دیگر بڑے بڑے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے نبوت کے زیادہ مستحق تھے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس موقع پر اپنا مقام خصوصاً نسب شریف کا اعلیٰ، اولیٰ اور احق ہونا بیان فرمایا۔

[3] اپنی ذات اقدس کے شرف و نسب و کرامت کے اظہار کے لیے

[4] جو عربوں میں سب سے عظیم اور صاحب شرف و شہرت تھے۔

marfat.com
Marfat.com

۵ یعنی جن وانس اس میں دخولِ ملائکہ کا بھی احتمال ہے اور یہ احتمال ظاہر تر ہے کیونکہ لفظ خلق میں عموم ہے ان میں سے بہتر نوع (انسان) میں بنایا جو دوسروں سے افضل ہیں۔

۶ عرب وعجم

۷ عرب

۸ ہاشمی خاندان

۹ بہترین عرب یا تمام لوگوں سے بہتر

۱۰ لہذا میں نبوت وکتاب کا زیادہ مستحق ہوں، اس حدیث سے واضح ہو رہا ہے ہر پیغمبر عظیم نسب کے مالک ہوتے ہیں جیساکہ حدیث ہرقل سے معلوم ہوتا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ مبارک گفتگو ان کی سوچ وفکر کا ردّ بھی کہ قرآن ونبوت ہم پر کیوں نازل کی گئی ورنہ نبوت توسراسر فضل الٰہی ہے۔ اس میں حسب ونسب کا ہرگز دخل نہیں جیساکہ قرآن نے واضح کیا ہے اَللّٰہُ اَعْلَمُ حَیْثُ یَجْعَلُ رِسَالَتَہٗ (ترجمہ)

دوسرے مقام پر فرمایا

وَاللّٰہُ یَخْتَصُّ بِرَحْمَتِہٖ مَنْ یَّشَآءُ وَاللّٰہُ ذُوالْفَضْلِ الْعَظِیْمِ

وَکَانَ فَضْلُ اللّٰہِ عَلَیْکَ عَظِیْمًا

۵۵۰۹ وَعَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ قَالَ قَالُوْا یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ مَتٰی[۱] وَجَبَتْ لَکَ النُّبُوَّۃُ قَالَ وَاٰدَمُ بَیْنَ الرُّوْحِ وَالْجَسَدِ (رَوَاہُ التِّرْمِذِیُّ)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ! آپ کے لیے نبوت[۱] کب سے ثابت ہے؟ فرمایا ابھی آدم روح وجسد[۲] کے درمیان تھے (ترمذی)

۱ کون سے وقت میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کے لیے نامزدگی ہوئی؟

۲ ان کی خلقت مکمل نہ ہوئی تھی، ان کے روح کا جسم کے ساتھ تعلق نہیں ہوا تھا۔ یہ اشارہ ہے اس بات کی طرف کہ میں مقدم ہوں۔

۵۵۱۰ وَعَنِ الْعِرْبَاضِ بْنِ سَارِیَۃَ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰہِ[۲۰] صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَنَّہٗ قَالَ اِنِّیْ عِنْدَ اللّٰہِ مَکْتُوْبٌ خَاتَمُ النَّبِیِّیْنَ وَاِنَّ اٰدَمَ لَمُنْجَدِلٌ فِیْ طِیْنَتِہٖ وَسَاُخْبِرُکُمْ بِاَوَّلِ اَمْرِیْ دَعْوَۃُ اِبْرَاھِیْمَ وَبِشَارَۃُ عِیْسٰی وَرُؤْیَا اُمِّیَ الَّتِیْ رَاَتْ حِیْنَ وَضَعَتْنِیْ وَقَدْ خَرَجَ لَھَا نُوْرٌ اَضَاءَ لَھَا مِنْہُ قُصُوْرُ

حضرت عرباض بن[۱] ساریہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں اللہ تعالیٰ کے ہاں اس وقت خاتم النبیین لکھا ہوا تھا جب آدم ابھی مٹی[۲] میں تھے میں تمہیں اپنے معاملہ کی ابتداء کے بارے میں بتاتا ہوں۔ میں ابراہیم کی دعا[۳]، عیسیٰ کی بشارت[۴] اور اپنی والدہ کا خواب ہوں جو انہوں نے میری ولادت کے وقت دیکھا اس وقت ان کے بدن سے[۵] نور نکلا جس سے شام کے

marfat.com
Marfat.com

الشَّامِ ۔

محلات روشن ہوگئے

رَوَاہُ فِی شَرْحِ السُّنَّۃِ وَرَوَاہُ اَحْمَدُ عَنْ اَبِیْ اُمَامَۃَ مِنْ قَوْلِہٖ سَاُخْبِرُکُمْ اِلٰی اٰخِرِہٖ)

(شرح السنہ، امام احمد نے اسے حضرت ابوامامہ سے ساخبرکم الی اخرہ تک [۶] روایت کیا)۔

[۱] عرباض، عین کے نیچے زیر، راساکن، ساریہ، راء کے نیچے زیر اہلِ صفہ میں سے صحابی ہیں۔ جہاد کی محبت میں رونے والے لوگوں میں سے ہیں انھی کے حق میں آیت نازل ہوئی ولا علی الذین اذا ما اتوک لتحملھم الآیہ

[۲] طینت، مٹی کا ٹکڑا، جبلت اور خلقت کا معنی بھی دیتا ہے۔ اس کا حاصل وہی ہے جو لوگوں کی زبان پر مشہور ہے کنت نبیا وادم بین الماء والطین (میں اس وقت بھی نبی تھا جب آدم پانی اور مٹی کے درمیان تھے ایک روایت میں کنت کی جگہ کتبت (میں لکھا ہوا تھا) ہے یہیں سے یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ حضور کی نبوت مقدم ہونے کا کیا معنی ہے؟ اگر اللہ تعالیٰ کے علم وتقدیر میں نبی ہونا مراد ہے یہ بات تو تمام انبیاء کو شامل ہے اور اگر عملاً اور بالفعل مراد ہے تو وہ دنیا میں ہوا۔ اس کا جواب یہ ہے کہ اس سے مراد وجودِ عنصری سے پہلے ملائکہ اور ارواح کے درمیان آپ کی نبوت کا اظہار ہے جیسا کہ احادیث میں ہے کہ عرش، تمام آسمان، محلاتِ جنت، ان کے روشن دان، حوروں کے سینوں، جنتی درختوں کے پتوں، طوبیٰ کے درختوں، فرشتوں کی آنکھوں اور ابروؤں پر آپ کا اسمِ گرامی لکھا ہوا تھا۔ بعض اہلِ معرفت نے کہا ہے عالمِ ارواح میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی روح مبارکہ تمام ارواح کی تربیت فرمارہی تھی۔ جیسا کہ آپ کا جسدِ اطہر اس جہاں میں اجسام کی تربیت فرمارہا تھا اور یہ بات مسلمہ ہے کہ ارواح کی تخلیق اجسام سے پہلے کی ہے۔

[۳] جنھوں نے میری رسالت کا اعلان فرمایا۔ جیسا کہ قرآن مجید میں ان کی دعا ہے ربنا وابعث فیھم رسولا منھم الآیۃ

[۴] جیسا کہ قرآن مجید میں ہے ومبشرا برسول یاتی من بعدی اسمہ احمد

[۵] احادیث میں ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت کے وقت سیدہ آمنہ سلام اللہ علیہا سے نور ظاہر ہوا، کہ ملک شام کے محلات روشن ہوگئے۔ شارحین نے فرمایا کہ یہ بیداری کا معاملہ ہے چنانچہ یہاں رویت عینی ہے۔ سیدہ کا خواب ولادت سے پہلے کا ہے۔ اس میں یہ بھی ہے کہ آپ کے شکم میں اللہ کا پیغمبر اور تمام سے بہتر بچہ ہے۔

[۶] شرح السنہ نے اس کا ابتدائی حصہ ذکر نہیں کیا۔

۵۵۱۱ وَعَنْ اَبِیْ سَعِیْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَنَا سَیِّدُ وُلْدِ اٰدَمَ [۱] یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ وَلَا فَخْرَ وَبِیَدِیْ لِوَاءُ الْحَمْدِ وَلَا فَخْرَ وَمَا مِنْ نَبِیٍّ یَوْمَئِذٍ اٰدَمَ فَمَنْ سِوَاہُ اِلَّا تَحْتَ لِوَائِیْ وَاَنَا اَوَّلُ مَنْ

حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں روزِ قیامت [۱] تمام اولادِ آدم کا سربراہ ہوں گا مگر اس پر فخر نہیں [۲]، حمد کا جھنڈا [۳] میرے ہاتھ ہوگا مگر فخر نہیں۔ تمام انبیاء میرے جھنڈے کے نیچے ہوں گے۔ سب سے پہلے میرا مزار اقدس شق ہوگا

marfat.com
Marfat.com

تَنْشَقُّ عَنْهُ الْاَرْضُ وَلَا فَخْرَ۔
(رَوَاہُ التِّرْمِذِیُّ)

مگر فخر نہیں۔
(ترمذی)

لہ روز قیامت کی تخصیص کی وجہ یہ ہے کہ وہاں پر آپ کی سرداری و فضیلت کے تمام آثار و انوار کا عملاً ظہور ہوگا ورنہ آپ تو ہر حال میں سردار ہیں خواہ دنیا ہو یا آخرت میں۔

سلہ اور یہ بات میں بطور فخر و غرور نہیں کر رہا بلکہ فقط اپنے رب کے شکر اور تحدیث نعمت کے طور پر کہہ رہا ہوں، اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے وَاَمَّا بِنِعْمَةِ رَبِّكَ فَحَدِّثْ (اپنے رب کی نعمت کا خوب چرچا کرو)۔ اس میں یہ فائدہ بھی ہے کہ لوگ میرے بارے میں اپنے ایمان و اعمال کو صحیح کریں اور توقیر و تعظیم اور محبت و ایمان اس درجہ کے مطابق رکھیں۔

سلہ اس سے مراد تمام مخلوق سے انفرادیت و برتری ہے۔ عرب مقام شہرت پہ جھنڈا گاڑا کرتے ہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو حمد کے ساتھ خصوصی نسبت و تعلق حاصل ہے۔ آپ کے اسمائے گرامی محمد و احمد ہیں، آپ صاحب مقام محمود ہیں، آپ کی امت حمادون ہے یعنی غمی و خوشی میں اللہ تعالیٰ کی حمد کرنے والی ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم حامد و محمود بھی ہیں۔ حمد الٰہی سے آپ شفاعت کا دروازہ کھولیں گے۔ جیسا کہ باب شفاعت میں گزرا۔

سکہ یعنی میری پناہ ڈھونڈھیں گے اور میرے تابع ہوں گے۔ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے وہاں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے جھنڈا ہوگا۔ جیسا کہ بادشاہوں اور سربراہوں کے لیے ہوتا ہے اس کا نام لواءِ حمد یعنی حمد کا جھنڈا ہے۔

ھہ اس سے مراد آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا عالم برزخ سے ظہور اور تشریف لانا ہے۔

لہ فخر کے طور پر نہیں بلکہ اپنے رب اکرم کے فضل کے اعتراف اور اس کی نعمت کے شکر کے طور پر ہے جس سے اللہ تعالیٰ نے مجھے نوازا ہے۔

۵۵۱۴/۲۲ وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ جَلَسَ نَاسٌ مِّنْ اَصْحَابِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَخَرَجَ حَتّٰى اِذَا دَنَا مِنْهُمْ سَمِعَهُمْ يَتَذَاكَرُوْنَ قَالَ بَعْضُهُمْ اِنَّ اللّٰهَ اتَّخَذَ اِبْرَاهِيْمَ خَلِيْلًا وَقَالَ اٰخَرُ مُوْسٰى كَلَّمَهٗ تَكْلِيْمًا وَقَالَ اٰخَرُ فَعِيْسٰى كَلِمَةُ اللّٰهِ وَرُوْحُهٗ وَقَالَ اٰخَرُ اٰدَمُ اصْطَفَاهُ اللّٰهُ فَخَرَجَ عَلَيْهِمْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَالَ قَدْ سَمِعْتُ كَلَامَكُمْ وَعَجَبَكُمْ اِنَّ اِبْرَاهِيْمَ خَلِيْلُ اللّٰهِ وَهُوَ كَذٰلِكَ وَمُوْسٰى نَجِيُّ اللّٰهِ وَهُوَ كَذٰلِكَ وَعِيْسٰى رُوْحُ اللّٰهِ وَكَلِمَتُهٗ وَهُوَ كَذٰلِكَ وَاٰدَمُ اصْطَفَاهُ

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے صحابہ کرام بیٹھے ہوئے تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے حتیٰ کہ انھیں گفتگو کرتے ہوئے سنا۔ بعض نے کہا اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیم کو خلیل بنایا۔ دوسرے نے کہا حضرت موسیٰ کو کلیم بنایا۔ ایک نے کہا حضرت عیسیٰ اللہ تعالیٰ کے کلمہ اور روح ہیں۔ ایک نے کہا حضرت آدم کو اللہ تعالیٰ نے صفی بنایا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں نے تمھارے کلام اور تعجب کو سنا۔ ابراہیم واقعۃً خلیل اللہ ہیں، موسیٰ کلیم اللہ، عیسیٰ روح اللہ اور اس کا کلمہ، آدم اس کے صفی ہیں۔ سنو میں اللہ تعالیٰ کا حبیب ہوں مگر فخر نہیں

marfat.com
Marfat.com

اللّٰہُ وَھُوَ کَذٰلِکَ اَلَا وَاَنَا حَبِیْبُ اللّٰہِ وَلَا فَخْرَ وَاَنَا حَامِلُ لِوَاءِ الْحَمْدِ یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ تَحْتَہٗ اٰدَمُ فَمَنْ دُوْنَہٗ وَلَا فَخْرَ وَاَنَا اَوَّلُ شَافِعٍ وَاَوَّلُ مُشَفَّعٍ یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ وَلَا فَخْرَ وَاَنَا اَوَّلُ مَنْ یُّحَرِّکُ حِلَقَ الْجَنَّۃِ فَیَفْتَحُ اللّٰہُ لِیْ فَیُدْخِلُنِیْھَا وَمَعِیَ فُقَرَاءُ الْمُؤْمِنِیْنَ وَلَا فَخْرَ وَاَنَا اَکْرَمُ الْاَوَّلِیْنَ وَالْاٰخِرِیْنَ عَلَی اللّٰہِ وَلَا فَخْرَ

(رَوَاہُ التِّرْمِذِیُّ وَالدَّارِمِیُّ)

روزِ قیامت حمد کا جھنڈا میں اٹھاؤں گا۔ آدم و من سوا اس کے نیچے ہوں گے مگر فخر نہیں میں سب سے پہلے شفاعت کرنے والا، اور شفاعت قبول کیا جانے والا ہوں گا میں فخر نہیں کرتا سب سے پہلے جنت کے تالہ کو میں حرکت دوں گا۔ اللہ تعالیٰ اسے میرے لیے کھول دے گا اور مجھے داخل فرمائے گا۔ میرے ساتھ اہلِ ایمان فقراء ہوں گے مگر فخر نہیں میرا مقام اللہ تعالیٰ کے ہاں تمام اولین و آخرین سے بڑھ کر ہے مگر فخر نہیں۔ (ترمذی و دارمی)

۱؎ بغیر سبب کلمہ کن سے ولادت ہوئی اور گہوارہ میں گفتگو کی۔

۲؎ روح الامین نے اللہ تعالیٰ کی طرف سے آکر پھونک ماری تھی جس سے ان کی ولادت ہوئی۔ ان پر روحانیت کے آثار کا یوں ظہور تھا کہ مُردے زندہ فرما دیتے۔

۳؎ شارحین فرماتے ہیں کہ حبیب وہ محب ہوتا ہے جو مقام محبوبیت پر پہنچا ہوا ور خلیل محب مطلق کو کہا جاتا ہے۔ اگرچہ تمام انبیاء علیہم السلام بلکہ تمام اہلِ ایمان بارگاہ الٰہی میں محب محبوب ہیں۔ لیکن یہاں گفتگو اعلیٰ مرتبہ کمال اور خصوصی درجات میں ہو رہی ہے۔ بعض اہلِ علم و معرفت کے ہاں حبیب و خلیل کے درمیان بڑی نادر گفتگو ہے جو شرح میں مذکور ہے۔

۴؎ ان تمام مناقب و القابات میں ان سے افضل ہوں۔

۵؎ یعنی اپنے ملائکہ کو کھولنے کا حکم فرمائے گا۔

۶؎ یہاں اولین و آخرین سے مراد انبیاء ہیں۔ اگرچہ اولین میں ملائکہ کو بھی شامل کیا جانا کوئی بعید نہیں۔

۵۵۳ وَعَنْ عَمْرِو بْنِ قَیْسٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ نَحْنُ الْاٰخِرُوْنَ وَنَحْنُ السَّابِقُوْنَ یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ وَاِنِّیْ قَائِلٌ قَوْلًا غَیْرَ فَخْرٍ اِبْرَاھِیْمُ خَلِیْلُ اللّٰہِ وَمُوْسٰی صَفِیُّ اللّٰہِ وَاَنَا حَبِیْبُ اللّٰہِ وَمَعِیَ لِوَاءُ الْحَمْدِ یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ وَاِنَّ اللّٰہَ وَعَدَنِیْ فِیْ اُمَّتِیْ وَاَجَارَھُمْ مِنْ ثَلٰثٍ لَا یَعُمُّھُمْ بِسَنَۃٍ وَلَا یَسْتَاْصِلُھُمْ عَدُوٌّ وَلَا یَجْمَعُھُمْ

حضرت عمرو بن قیس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہم آخر ۱؎ میں ہیں اور روزِ قیامت ۲؎ پہلے ہوں گے اور میں بغیر فخر کہتا ہوں ابراہیم خلیل اللہ، موسیٰ صفی اللہ ہیں اور میں اللہ کا حبیب ہوں روزِ قیامت حمد ۳؎ کا جھنڈا میرے پاس ہوگا اللہ تعالیٰ نے میری امت کے بارے میں وعدہ فرمایا اور انھیں تین چیزوں ۴؎ سے محفوظ فرمایا۔ ان پر قحط مسلط نہ ہوگا۔ ان کو دشمن جڑ سے اکھاڑ نہیں سکے گا اور انھیں گمراہی پر جمع نہیں

marfat.com
Marfat.com

عَلٰی ضَلَالَۃٍ (رَوَاہُ الدَّارِمِیُّ)

فرمائے گا ۔ (دارمی)

لہ مشہور نابینا صحابی ہیں ۔ اسم گرامی ابنِ اُمِ مکتوم بعض کے نزدیک ان کا نام عبداللہ ہے لیکن پہلا قول راجح ہے ۔

لہ ہم ظہور میں آخری ہیں

لہ مقام و مرتبہ میں

لہ اس دن حامد و محمود میں ہوں گا ۔

۵۵۱۴ وَعَنْ جَابِرٍ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ اَنَا قَائِدُ الْمُرْسَلِیْنَ وَلَا فَخْرَ وَاَنَا خَاتَمُ النَّبِیِّیْنَ وَلَا فَخْرَ وَاَنَا اَوَّلُ شَافِعٍ وَمُشَفَّعٍ وَلَا فَخْرَ (رَوَاہُ الدَّارِمِیُّ)

۲۴

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں تمام رسولوں کا سربراہ[1] ہوں ۔ مگر فخر نہیں کرتا میں تمام انبیاء کا خاتم ہوں مگر فخر نہیں کرتا ۔ میں سب سے پہلے شفاعت کرنے والا اور شفاعت قبول کی جانے والا ہوں ۔ مگر فخر نہیں (دارمی)

لہ میں ان کے آگے اور وہ پیچھے ہوں گے یا جنت میں یا میدانِ قیامت میں ، قَوْدْ گھوڑے کو آگے سے کھینچنا اور سوق پیچھے سے چلانا ہے ۔

۵۵۱۵ وَعَنْ اَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَنَا اَوَّلُ النَّاسِ خُرُوْجًا اِذَا بُعِثُوْا وَاَنَا قَائِدُھُمْ اِذَا وَفَدُوْا وَاَنَا خَطِیْبُھُمْ اِذَا اَنْصَتُوْا وَاَنَا مُسْتَشْفِعُھُمْ اِذَا حُبِسُوْا وَاَنَا مُبَشِّرُھُمْ اِذَا اَیِسُوْا اَلْکَرَامَۃُ وَالْمَفَاتِیْحُ یَوْمَئِذٍ بِیَدِیْ وَلِوَاءُ الْحَمْدِ یَوْمَئِذٍ بِیَدِیْ وَاَنَا اَکْرَمُ وُلْدِ اٰدَمَ عَلٰی رَبِّیْ یَطُوْفُ عَلَیَّ اَلْفُ خَادِمٍ کَاَنَّھُمْ بَیْضٌ مَکْنُوْنٌ اَوْ لُؤْلُؤٌ مَنْثُوْرٌ ۔

۲۵

(رَوَاہُ التِّرْمِذِیُّ وَالدَّارِمِیُّ وَقَالَ

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں تمام لوگوں سے پہلے تشریف لانے والا ہوں جب وہ اٹھائے جائیں گے میں ان کا قائد ہوں گا جب وہ پیش کیے جائیں گے[1] میں ان کی طرف سے عرض کروں گا جب وہ خاموش ہو جائیں گے میں ان کے لیے شفاعت طلب کروں گا جب انہیں روک لیا جائے گا[2] اور میں انہیں خوشخبری دینے والا ہوں جب وہ مایوس[3] ہو جائیں گے عزت اور کنجیاں اس روز میرے ہاتھ میں ہوں گی ۔ لوائے حمد اس روز میرے ہاتھ میں ہو گا ۔ میں اپنے رب کے نزدیک ساری اولادِ آدم سے عزت[4] والا ہوں ۔ ایک ہزار خادم میرے ارد گرد پھر رہے ہوں گے گویا وہ چھپائے ہوئے انڈے[5] یا بکھرے ہوئے موتی ہیں[6] ۔

marfat.com
Marfat.com

التِّرْمِذِيُّ هٰذَا حَدِيْثٌ غَرِيْبٌ

(ترمذی، دارمی۔ ترمذی نے کہا یہ حدیث غریب ہے)

۱؎ بارگاہ خداوندی میں۔

۲؎ جب تمام انبیاء کبار وہاں تکلم نہ کر پائیں سکوت اختیار کریں گے تو میں پروردگار کی بارگاہ میں عرض گزار ہوں گا۔

۳؎ مستشفعہم ۔ فاء پر زبر یا زیر، دونوں طرح مروی ہے پہلی روایت کے مطابق ترجمہ ہوگا کہ میں خود بارگاہِ الٰہی سے اذن شفاعت طلب کروں گا۔

۴؎ میدانِ محشر میں

۵؎ رحمت کی بشارت دوں گا۔ جب تمام لوگ انبیاء سے شفاعت سے مایوس ہو جائیں گے اور وہ اپنے اپنے عذر کی وجہ سے شفاعت نہیں کریں گے۔ جیسا کہ حدیث شفاعت میں ہے۔

۶؎ یہ درجہ مجھے ہر حال میں نصیب مگر خصوصًا اس روز۔

۷؎ امام بیضاوی نے کانھن بیض مکنون کی تفسیر میں فرمایا۔ یہاں حوروں کو شتر مرغ کے انڈے سے تشبیہ دی گئی ہے وہ غبار سے محفوظ ہوتا ہے اور وہ حنائی وسفیدی جس کے ساتھ کچھ زردی ہوتی ہے اور یہ خوبصورت رنگ ہے۔ مجمع البحار میں ہے بیض مکنون سے مراد وہ موتی ہیں جسے ہاتھ نہیں لگے بلکہ آنکھوں نے نہیں دیکھا وہ صدف میں ہیں۔ ان تک ابھی ہاتھ پہنچا ہی نہ ہو۔

۸؎ ان کا منتشر ہونا یہ تشبیہ ہے کہ غلام متفرق طور پر حاضر ہوں گے یا اس لیے کہ مروارید متفرقہ سے زیادہ روشن و خوش نماد کھائی دیتے ہیں۔ بیض کے لیے اول معنی کی صورت میں مغائرت ظاہر ہے۔ دوسرے معنی کی صورت میں باعتبار صفت مغائرت ہے وہاں مکنون ہے اور یہاں منثور ہے۔ بعض شارحین نے فرمایا یہ راوی کا شک ہے۔

۵۳۴۵ وَعَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ فَأُكْسٰى حُلَّةً مِّنْ حُلَلِ الْجَنَّةِ ثُمَّ أَقُوْمُ عَنْ يَمِيْنِ الْعَرْشِ لَيْسَ أَحَدٌ مِّنَ الْخَلَائِقِ يَقُوْمُ ذٰلِكَ الْمَقَامَ غَيْرِيْ (رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَفِيْ رِوَايَةِ جَامِعِ الْأُصُوْلِ عَنْهُ أَنَا أَوَّلُ مَنْ تَنْشَقُّ عَنْهُ الْأَرْضُ فَأُكْسٰى)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے ہے رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سب سے پہلے مجھے جنتی جوڑوں سے ایک جوڑا[1] پہنایا جائے گا۔ پھر میں عرش کے دائیں جانب کھڑا ہوں گا اور اس مقام پر مخلوق کا کوئی فرد میرے سوا کھڑا نہ ہوگا۔ (ترمذی)

جامع الاصول کی روایت میں[2] ہے سب سے پہلے زمین سے میں اٹھوں گا اور حلہ پہنایا جاؤں گا۔

۱؎ حلہ، جنت کپڑا کہلاتا ہے۔

۲؎ جو حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ ہی سے ہے۔ اس میں یہ اضافہ ہے۔

marfat.com
Marfat.com

۵۵۱۷ / ۲۷ وَعَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ سَلُوا اللّٰهَ لِيَ الْوَسِيْلَةَ قَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَمَا الْوَسِيْلَةُ قَالَ اَعْلٰى دَرَجَةٍ فِي الْجَنَّةِ لَا يَنَالُهَا اِلَّا رَجُلٌ وَّاحِدٌ وَّاَرْجُوْ اَنْ اَكُوْنَ اَنَا هُوَ (رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ)

اور انھی سے مروی ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میرے لیے وسیلہ مانگو، صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ وسیلہ[۱] کیا ہے۔ فرمایا یہ جنت میں سب سے اعلیٰ درجہ ہے جو صرف ایک آدمی کو ملے گا اور میں امیدوار ہوں کہ وہ میں ہی ہوں[۲] گا (ترمذی)

[۱] اس سے کیا مراد ہے؟

[۲] یہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی تواضع اور بارگاہِ خداوندی کا ادب واحترام ہے ورنہ یہ حقیقت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم تمام لوگوں سے ممتاز و منفرد اور یکتا ہیں۔ واضح رہے وسیلہ کا معنی سبب اور ہاتھ لٹکانے کے ہیں آپ کے لیے طلب وسیلہ سے مقصود حصولِ شفاعت ہے۔ ظاہر ہے اس درجہ پر تمکن مرتبہ شفاعت کے حصول کا سبب ہے۔ اس پر تفصیلی گفتگو باب اجابۃ المؤذن میں گزر چکی ہے۔

۵۵۱۸ / ۲۸ وَعَنْ اُبَيِّ ابْنِ كَعْبٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِذَا كَانَ يَوْمُ الْقِيٰمَةِ كُنْتُ اِمَامَ النَّبِيِّيْنَ وَخَطِيْبَهُمْ وَصَاحِبَ شَفَاعَتِهِمْ غَيْرَ فَخْرٍ (رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ)

حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا روزِ قیامت میں تمام انبیاء کا امام اور خطیب ہوں گا اور صاحبِ شفاعت ہوں گا مگر فخر نہیں (ترمذی)

۵۵۱۹ / ۲۹ وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِكُلِّ نَبِيٍّ وُلَاةٌ مِّنَ النَّبِيِّيْنَ وَاِنَّ وَلِيِّيْ اَبِيْ وَخَلِيْلُ رَبِّيْ ثُمَّ قَرَاَ[۱] اِنَّ اَوْلَى النَّاسِ بِاِبْرٰهِيْمَ لَلَّذِيْنَ اتَّبَعُوْهُ وَهٰذَا النَّبِيُّ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَاللّٰهُ وَلِيُّ الْمُؤْمِنِيْنَ (رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ)

حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہر نبی کا انبیاء میں سے ولی اور دوست ہے، میرے دوست میرے والد گرامی اور میرے رب کے خلیل ہیں۔ پھر آپ[۱] نے یہ آیت تلاوت فرمائی۔ ابراہیم کے سب سے قریب ان کی اتباع کرتے، یہ[۲] نبی اور اہلِ ایمان ہیں اور اللہ تعالیٰ اہلِ ایمان کا ولی[۳] ہے۔ (ترمذی)

[۱] اپنی کلام کی تائید اور تقویت میں

[۲] اس میں خود اپنی ذاتِ اقدس کی طرف اشارہ ہے کہ مجھے دین و شریعت میں آپ کی متابعت و موافقت کا حکم ہے۔

[۳] ان کے معاملات کے متولی ہیں۔

۵۵۲۰ / ۳۰ وَعَنْ جَابِرٍ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِنَّ اللّٰهَ بَعَثَنِيْ لِتَمَامِ مَكَارِمِ

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے مجھے اعلیٰ اخلاق

marfat.com
Marfat.com

الْاَخْلَاقِ وَكَمَالِ مَحَاسِنِ الْاَفْعَالِ (رَوَاهُ فِي شَرْحِ السُّنَّةِ)

کی تکمیل اور محاسن افعال کے کمال کے لیے بھیجا ہے۲ (شرح السنہ)

۱ مکارم، مکرمہ کی جمع ہے یعنی پسندیدہ خصلت، اخلاق، خلق، خا پر پیش سے یعنی باطنی سیرت۔
۲ یعنی مخلوق کی ہدایت اور انھیں اعمال ظاہر اور اخلاق باطن میں اپنے کمال پر پہنچانے کے لیے۔

۵۵۲۱ وَعَنْ كَعْبٍ يَحْكِيْ عَنِ التَّوْرَاةِ قَالَ نَجِدُ مَكْتُوْبًا مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ عَبْدِيَ الْمُخْتَارُ لَا فَظٌّ وَّلَا غَلِيْظٌ وَّلَا سَخَّابٌ فِي الْاَسْوَاقِ وَلَا يَجْزِيْ بِالسَّيِّئَةِ السَّيِّئَةَ وَلٰكِنْ يَّعْفُوْ وَيَغْفِرُ مَوْلِدُهٗ بِمَكَّةَ وَهِجْرَتُهٗ بِطَيْبَةَ وَمُلْكُهٗ بِالشَّامِ وَاُمَّتُهُ الْحَمَّادُوْنَ يَحْمَدُوْنَ اللّٰهَ فِي السَّرَّاءِ وَالضَّرَّاءِ يَحْمَدُوْنَ اللّٰهَ فِيْ كُلِّ مَنْزِلَةٍ وَيُكَبِّرُوْنَهٗ عَلٰى كُلِّ شَرَفٍ رُعَاةٌ لِلشَّمْسِ يُصَلُّوْنَ الصَّلٰوةَ اِذَا جَآءَ وَقْتُهَا يَتَاَزَّرُوْنَ عَلٰى اَنْصَافِهِمْ وَيَتَوَضَّئُوْنَ عَلٰى اَطْرَافِهِمْ مُنَادِيْهِمْ يُنَادِيْ فِيْ جَوِّ السَّمَآءِ صَفُّهُمْ فِي الْقِتَالِ وَصَفُّهُمْ فِي الصَّلٰوةِ سَوَآءٌ لَّهُمْ بِاللَّيْلِ دَوِيٌّ كَدَوِيِّ النَّحْلِ هٰذَا لَفْظُ الْمَصَابِيْحِ وَرَوَى الدَّارِمِيُّ مَعَ تَغْيِيْرٍ يَسِيْرٍ۔

حضرت کعب۱ رضی اللہ عنہ سے ہے کہ ہم نے توریت میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی صفات کے بارے میں پڑھا محمد اللہ کے رسول ہیں میرے ہاں وہ مختار بندے ہیں وہ نہ سخت خو اور نہ درشت، بازار میں بلند آواز نہیں کرتے، برائی کا بدلہ برائی سے نہیں دیتے۔ معافی اور درگذر سے کام لیتے ہیں، ان کی جائے ولادت مکہ، مقام ہجرت طیبہ۲، ان کی بادشاہی شام۳ تک، امت ان کی حماد وہ خوشی اور غمی میں حمد کرتے ہیں ہر جائے۴ نزول پر اللہ کی حمد کرتے ہیں بلندی کے لیے اللہ کی تکبیر کہتے ہیں۔ سورج کی نگہداشت۵ کرنے میں وقت آنے پر نماز ادا کرتے ہیں۔ ان کے لیے تہ بند نصف۶ پنڈلیوں تک ہوں گے وہ اپنے اعضاء پر وضو کریں گے ان کا مؤذن فضا میں آواز بلند کرے گا جہاد میں ان کی صف اور نماز میں ان کی صف برابر ہوگی۔ رات کے وقت ان کی گنگناہٹ شہد کی مکھی کے بھنبھنانے جیسی ہوگی (یہ مصابیح کے الفاظ ہیں، دارمی نے تھوڑے سے تغیر کے ساتھ روایت کیا ہے۔

۱ کعب احبار، کبار تابعین میں سے ہیں، علماء و اہل کتاب میں سے ہیں۔
۲ طیبہ، طاء پر زبر، مدینہ طیبہ کا نام ہے۔
۳ بادشاہی سے مراد دین و نبوت اور ان کا ظہور و غلبہ ہے۔ اس ملک میں غزوات و جہاد کثرت کے ساتھ ہوا ورنہ تمام آفاق و اکناف عالم میں آپ کی بادشاہی ہے۔
۴ جہاں بھی اترتے ہیں یا مراد پست جگہ ہے جس پر اگلے الفاظ قرینہ ہیں۔
۵ طلوع و غروب اور زوال کا اوقات نماز کی وجہ سے خصوصی اہتمام کرتے ہیں۔

marfat.com
Marfat.com

۶ وہ ناف پر تہبند باندھے ہوں گے اور شرمگاہ چھپانے میں مبالغہ کریں گے یا مراد یہ ہے کہ ان کا کپڑا نصف ساق تک ہوگا یہ معنی ظاہر و متبادر ہے۔

۷ یعنی وہ کامل وضو کریں گے۔

۸ بلند مقام پر اذان دینا مراد ہے۔

۹ جیسا کہ حکم ہے جہاد میں کفار سے جنگ کے لیے اور نماز میں شیطان سے جنگ کے لیے

۱۰ تسبیح و تہلیل اور قرآن و ذکر

۵۵۲۲ وَعَنْ عَبْدُ اللہِ ابْنِ سَلَامٍ قَالَ مَکْتُوْبٌ[۳۲] فِی التَّوْرَاۃِ صِفَۃُ مُحَمَّدٍ وَعِیْسَی ابْنِ مَرْیَمَ یُدْفَنُ مَعَہٗ قَالَ اَبُوْ مَوْدُوْدٍ وَقَدْ بَقِیَ فِی الْبَیْتِ مَوْضِعُ قَبْرٍ۔
(رَوَاہُ التِّرْمِذِیُّ)

حضرت عبداللہ[۱] بن سلام رضی اللہ عنہ سے مروی ہے تورات میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی صفت ہے حضرت عیسیٰ بن مریم کی تدفین آپ کے ساتھ[۲] ہوگی۔ ابو مودود[۳] کہتے ہیں حجرہ میں ایک قبر کی جگہ باقی[۴] ہے۔
(ترمذی)

۱ کبار صحابہ اور علماء اہلِ کتاب میں سے ہیں یہ اسی دن ایمان لے آئے جب ان کی پہلی نظر مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرہ اقدس کے حسن و جمال پر پڑی۔

۲ حجرہ نبوی میں۔

۳ یہ راویان حدیث اور اہلِ سیر میں سے ہیں۔

۴ وہاں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی تدفین ہوگی۔ بعض صحابہ کے وہاں ارادہ دفن کے باوجود اس جگہ کے خالی رہنے کی یہی حکمت ہے بشارحین کہتے ہیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اس ارشادِ گرامی کا ایک معنی یہی ہے انا اولی بعیسی بن مریم

الفصل الثالث

۵۵۲۳ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ اِنَّ اللہَ تَعَالٰی فَضَّلَ[۳۳] مُحَمَّدًا صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ عَلَی الْاَنْبِیَاءِ وَعَلٰی اَھْلِ السَّمَاءِ فَقَالُوْا یَا اَبَا عَبَّاسٍ بِمَا فَضَّلَہُ اللہُ عَلٰی اَھْلِ السَّمَاءِ قَالَ اِنَّ اللہَ تَعَالٰی قَالَ لِاَھْلِ السَّمَاءِ وَمَنْ یَّقُلْ مِنْھُمْ اِنِّیْ اِلٰہٌ مِّنْ دُوْنِہٖ فَذٰلِکَ نَجْزِیْہِ جَھَنَّمَ کَذٰلِکَ نَجْزِی الظّٰلِمِیْنَ

تیسری فصل

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے ہے اللہ تعالیٰ نے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو انبیاء پر فضیلت دی اور آسمان والوں پر، عرض کیا اے ابو عباس آسمان والوں پر کس طرح فضیلت دی ؟ فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے آسمان والوں سے فرمایا ہے جو ان میں سے کہے کہ میں اس کے سوا معبود ہوں تو ہم بدلے میں اس کو جہنم دیں گے۔ اور ہم ظالموں کو ایسا بدلہ دیتے ہیں (۲۹:۲۱) اللہ تعالیٰ نے

marfat.com
Marfat.com

فَقَالَ اللّٰهُ تَعَالٰی لِمُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّا فَتَحْنَا لَكَ فَتْحًا مُّبِيْنًا لِيَغْفِرَ لَكَ اللّٰهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِكَ وَمَا تَاَخَّرَ قَالُوْا وَمَا فَضْلُهٗ عَلَى الْاَنْبِيَآءِ قَالَ قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰی وَمَا اَرْسَلْنَا مِنْ رَّسُوْلٍ اِلَّا بِلِسَانِ قَوْمِهٖ لِيُبَيِّنَ لَهُمْ فَيُضِلُّ اللّٰهُ مَنْ يَّشَآءُ الْاٰيَةَ وَقَالَ اللّٰهُ تَعَالٰی بِمُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَمَا اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا كَآفَّةً لِّلنَّاسِ فَاَرْسَلَهٗ اِلَى الْجِنِّ وَالْاِنْسِ۔

حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے فرمایا بلاشبہ ہم نے تمھارے لیے روشن فتح فرمادی تاکہ اللہ تعالیٰ تمھارے اگلے پچھلے ذنوب معاف فرمادے۔ عرض کیا انبیاء کرام پر فضیلت کیسے دی؟ فرمایا اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے اور نہیں بھیجا ہم نے کوئی رسول مگر اس قوم کی زبان میں تاکہ ان کے لیے بیان کر دے پس اللہ گمراہ قرار دیتا ہے جس کو چاہے اور اللہ تعالیٰ نے محمد مصطفیٰ سے فرمایا اور نہیں بھیجا ہم نے تمھیں مگر تمام انسانوں کے لیے۔ پس آپ کو جنوں اور انسانوں کا رسول بنایا ہے۔

۱ یہ حضرت ابن عباس کی کنیت ہے
۲ اہل آسمان کو اس شدت، سختی اور صولت ودبدبہ سے خطاب ہوا۔
۳ مگر آپ کو نہایت ہی شفقت ورحمت سے خطاب فرمایا اور کہا تمھارے تمام معاملات پر درگذر کا فیصلہ ہے۔
۴ ان میں سے فتح مکہ بھی ہے
۵ اس آیت کی مختلف تفاسیر ہیں۔ سب سے بہتر توجیہ یہ ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر نہایت ہی لطف وکرم ومہربانی ہے کیونکہ آپ کا کوئی گناہ نہیں ہوتا ہے کہ جب مالک اپنے بندے پر خوش ہو جاتا ہے تو وہ یہ اعلان فرمادیتے ہیں ہم نے تمھارے گناہ معاف کر دیے جو بھی تم کرو گے اس پر گرفت نہ ہوگی۔ اگرچہ اس بندے کے گناہ نہ ہوں۔
۶ احکام وشرائع
۷ یہاں آیت میں آدمیوں کی تخصیص فضل وشرافت کی وجہ سے ہے۔ آپ کا مقصد تمام آدمیوں کو شامل کرنا ہے تاکہ عربوں کی تخصیص باطل ہوجائے، جیسا کہ اہل کتاب کہتے ہیں۔ باقی جنات کے لیے آپ کی نبوت پر آیات واحادیث میں بیشتر دلائل موجود ہیں۔

۵۵۱۴ وَعَنْ اَبِيْ ذَرٍّ الْغِفَارِيِّ قَالَ قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَيْفَ عَلِمْتَ اَنَّكَ نَبِيٌّ حَتّٰى اسْتَيْقَنْتَ فَقَالَ يَا اَبَا ذَرٍّ اَتَانِيْ مَلَكَانِ وَاَنَا بِبَعْضِ بَطْحَآءِ مَكَّةَ فَوَقَعَ اَحَدُهُمَا اِلَى الْاَرْضِ وَكَانَ الْاٰخَرُ بَيْنَ السَّمَآءِ

حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے میں نے عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ کو کیسے علم ہوا آپ نبی ہیں اور آپ کو اس کا یقین ہوا۔ فرمایا ابوذر میرے پاس دو فرشتے آئے میں بطحاء مکہ میں تھا۔ ایک زمین پر آگیا اور دوسرا آسمان وزمین کے درمیان رہا

marfat.com
Marfat.com

وَالْاَرْضِ فَقَالَ اَحَدُهُمَا لِصَاحِبِهٖ اَهُوَ هُوَ قَالَ نَعَمْ قَالَ زِنْهُ بِرَجُلٍ فَوُزِنْتُ بِهٖ فَوَزَنْتُهٗ ثُمَّ قَالَ زِنْهُ بِعَشَرَةٍ فَوُزِنْتُ بِهِمْ فَرَجَحْتُهُمْ ثُمَّ قَالَ زِنْهُ بِمِائَةٍ فَوُزِنْتُ بِهِمْ فَرَجَحْتُهُمْ ثُمَّ قَالَ زِنْهُ بِاَلْفٍ فَوُزِنْتُ بِهِمْ فَرَجَحْتُهُمْ كَاَنِّيْ اَنْظُرُ اِلَيْهِمْ يَنْتَثِرُوْنَ عَلَيَّ مِنْ خِفَّةِ الْمِيْزَانِ قَالَ فَقَالَ اَحَدُهُمَا لِصَاحِبِهٖ لَوْ وَزَنْتَهٗ بِاُمَّتِهٖ لَرَجَحَهَا (رَوَاهُ الدَّارِمِيُّ)

ایک نے دوسرے ساتھی سے کہا کیا یہ وہی ہیں۔[1] اس نے کہا ہاں۔ کہنے لگا ان کا ایک شخص کے ساتھ وزن کرو میرا وزن کیا گیا تو میرا وزن زیادہ تھا۔ پھر کہا ان کا دس کے ساتھ وزن کرو میرا وزن کیا گیا تو میں راجح تھا پھر کہا ان کا سو کے ساتھ وزن کرو میرا وزن کیا گیا تو میں غالب تھا پھر ہزار کے ساتھ وزن کیا گیا تو میرا وزن زیادہ تھا گویا میں اب بھی ان ہزار کو دیکھ رہا ہوں جو مجھ سے ترازو میں ہلکے تھے۔ ایک نے دوسرے سے کہا اگر ان کا وزن پوری امت سے کرو گے تو یہ پھر بھی غالب ہوں گے (دارمی)

[1] یہاں سے واضح ہو رہا ہے یقین علم کا اعلیٰ مرتبہ اور اس کی انتہا ہے اور علم اس سے عام ہے

[2] جن کے پاس اللہ تعالیٰ نے ہمیں بھیجا ہے اور خبر دی ہے کہ یہ میرے پیغمبر ہیں۔

۵۵۲۵ / ۲۵ وَعَنْ اِبْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كُتِبَ عَلَيَّ النَّحْرُ وَلَمْ يُكْتَبْ عَلَيْكُمْ وَاُمِرْتُ بِالصَّلٰوةِ الضُّحٰى وَلَمْ تُؤْمَرُوْا بِهَا (رَوَاهُ الدَّارَقُطْنِيُّ)

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مجھ پر قربانی فرض کر دی گئی[1] اور تم پر نہیں مجھے چاشت کی نماز کا حکم دیا گیا ہے اور تمہیں نہیں۔ (دارقطنی)

[1] اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے فَصَلِّ لِرَبِّكَ وَانْحَرْ (اپنے رب کی رضا کے لیے نماز پڑھو اور قربانی دو) اور مراد یہ ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر ہر حال میں قربانی لازم ہے اگرچہ غنی نہ ہوں لیکن امت پر اس وقت لازم ہے جب وہ غنی ہوں۔

[2] ایک اور روایت میں وتر کا ذکر بھی ہے اور اس کے الفاظ یہ ہیں۔ مجھ پر چاشت کی نماز اور وتر لازم ہیں تم پر نہیں۔

marfat.com
Marfat.com

بَابُ أَسْمَاءِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَصِفَاتِهِ

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اسماء گرامی اور صفات کا بیان

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اسماءِ گرامی کثیر ہیں ۔ قرآن مجید، کتب سماویہ، سنت اور انبیاء علیہم السلام کی زبانوں سے مذکور ہیں۔ سب سے مشہور نام محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہے ۔ یہ نام آپ کے دادا عبد المطلب نے رکھا جب ان سے پوچھا گیا تم نے ان کا نام اپنے والدین کے نام پر کیوں نہ رکھا ؟ حالانکہ یہ نام تمھاری قوم میں سے کسی کا بھی نہیں انھوں نے فرمایا یہ نام اس لیے رکھا کہ تمام اہلِ زمین آپ کی ثنا کریں ۔ ایک روایت میں ہے کہ فرمایا میں چاہتا ہوں کہ آسمان میں اللہ تعالیٰ اور زمین میں لوگ آپ کی مدح کریں ۔ یہ بھی منقول ہے کہ حضرت عبد المطلب نے خواب دیکھا ۔ ان کی پشت سے چاندی کی ایک زنجیر نکلی اس کا ایک سرا آسمان دوسرا سرا مشرق، تیسرا سرا مغرب میں ہے ۔ اس کے بعد وہ زنجیر درخت بن گئی اس کے ہر پتہ پر نور ہے اہل مشرق و مغرب اس درخت کے ساتھ لٹکے ہوئے ہیں یہ خواب لوگوں میں بیان ہوا تو انھوں نے یہ تعبیر کی کہ تمھاری پشت سے ایک شخص پیدا ہوگا اہلِ مشرق و مغرب اس کے تابع ہوں گے آسمان و زمین میں ان کی مدح کی جائے گی اس وجہ سے آپ کا نام انھوں نے محمد رکھا ۔ سیدہ آمنہ رضی اللہ عنہا نے بھی خواب دیکھا کہنے والا کہہ رہا ہے تمھارے رحم میں امت کے سربراہ اور اس کے پیغمبر ہیں جب ان کی ولادت ہو تو ان کا نام محمد رکھنا ، یہ بھی منقول ہے یہ نام اس سے پہلے کسی کا نہیں ہے ۔ اہلِ کتاب نے یہ خبر دی تھی کہ آخر الزماں پیغمبر کا نام محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہوگا ۔ چار اشخاص نے اسی آرزو میں اپنے بیٹوں کا نام یہی رکھا ، شاید انھیں نبوت مل جائے ۔ چونکہ انھوں نے آپ کا اسم گرامی سن کر بعد میں نام رکھا اس لیے ان کا یہ عمل بعد کا ہے ۔ مواہب لدنیہ میں ہے ۔ آپ کے القاب و اسماء قرآن مجید میں کثیر ہیں علماء نے ان کی معین تعداد بیان نہیں کی ۔ بعض نے ننانوے نام موافق اس کے الٰہی عزوجل کے ذکر کیے قاضی عیاض فرماتے ہیں کہ حق تعالیٰ جل شانہٗ نے اپنے مبارک اسماء میں سے تیس نام اپنے حبیب کے ساتھ مخصوص فرمائے بعض نے فرمایا اگر تم سابقہ کتب اور قرآن و حدیث میں تلاش کرو تو تین صد نام ہیں ایک روایت کے مطابق چار سو ہیں ، قاضی ابوبکر بن العربی (جو عظیم علماء مالکیہ میں سے ہیں) نے فرمایا بعض صوفیاء کے نزدیک حق تعالیٰ کے ایک ہزار نام ہیں ۔

marfat.com
Marfat.com

اس کے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کے بھی ہزار ہیں - اس سے مراد اوصاف ہیں اور ہر صفت اسم مشتق ہے - امام سیوطی نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اسمائے شریفہ پر مشتمل کتاب لکھی ہے - اس کا نام "الریاض الانیقہ" ہے - شیخ طیبی نے بائیس اسماء کا ذکر کر کے شرح کی ہے - مصنف نے دو احادیث کے ضمن میں چند اسماء کا ذکر کیا ہے - یہاں صفات سے مراد احوال حلیہ شریف اور ظاہری صورت ہے - دوسرے باب میں اخلاق، شمائل اور سیرت باطنہ کا تذکرہ ہے

اللهم صل وسلم على محمد بعد واسمائك الحسنى وبعد وكل معلوم لك وعلى آله واصحابه واتباعه اجمعين

الفصل الاول

۵۵۲۶ عَنْ جُبَيْرِ بْنِ مُطْعِمٍ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ اِنَّ لِيْ اَسْمَاءً ۱ اَنَا مُحَمَّدٌ ۲ وَاَنَا اَحْمَدُ وَاَنَا الْمَاحِيْ الَّذِيْ يَمْحُو اللّٰهُ بِيَ الْكُفْرَ ۳ وَاَنَا الْحَاشِرُ الَّذِيْ يُحْشَرُ النَّاسُ عَلٰى قَدَمِيْ ۴ وَاَنَا الْعَاقِبُ ۵ وَالْعَاقِبُ الَّذِيْ لَيْسَ بَعْدَهٗ نَبِيٌّ۔

(متفق علیہ)

پہلی فصل

حضرت جبیر[۱] بن مطعم رضی اللہ عنہ سے مروی ہے میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ سنا - میرے لیے اسماء ہیں - میں محمد[۲] ہوں، میں احمد ہوں - میں مٹانے والا[۳] ہوں اللہ تعالیٰ میرے سبب سے کفر کو مٹائے گا - میں حاشر[۴] ہوں میرے قدموں پر لوگوں کو اکٹھا کیا جائے گا میں عاقب[۵] ہوں اور عاقب وہ ہوتا ہے جس کے بعد کوئی نبی نہ ہو - (بخاری و مسلم)

۱ جبیر بن مطعم، میم پر پیش، طاء ساکن، عین کے نیچے زیر، عبد مناف کی اولاد، قریشی صحابی ہیں - فتح مکہ سے پہلے اسلام لائے -

۲ بعض روایات میں محمود بھی ہے یہ تمام حمد سے مشتق ہیں - محمود جس کی ذات و صفات پر دنیا و آخرت میں مدح کی جائے نہ اس کی حد ہو نہ شمار و حصر احمد اولین و آخرین تمام جس کی مدح کریں - باری تعالیٰ نے کلام قدیم میں ان کی مدح کی ہو یا اس نے اپنے مولیٰ کی اتنی تعریف کی ہو کہ مقام محمود پر ان کے لیے حمد کے تمام دروازے کھل گئے ہوں اس طرح کسی پر نہ کھلے - اس حمد کے ساتھ وہ اپنے پروردگار کی ثنا کریں اور ان کے لیے لوائے حمد گاڑ دیا گیا -

۳ میرے وجود اور دعوت سے کفر کو مٹائے گا جیسا کہ دیگر پیغمبروں کی دعوت سے کفر مٹایا

۴ میرے قدم پر یا میرے دونوں قدموں پر، قدمی مفرد و تثنیہ دونوں طرح مروی ہے - اگر سوال ہو کہ حاشر بمعنی حشر کنندہ ہو تو ان کے سامنے حشر سے ان کا حاشر ہونا کہاں لازم آتا ہے - اس کا جواب یہ ہے - حضور صلی اللہ علیہ وسلم تمام لوگوں سے پہلے محشور ہوں گے اور باقی تمام آپ کے سامنے محشور ہوں گے - گویا تمام کے حشر کنندہ آپ ٹھہرے -

۵ یہاں مراد یہ ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم تمام انبیاء کے بعد تشریف لائے -

۵۵۲۷ وَعَنْ اَبِيْ مُوْسَى الْاَشْعَرِيِّ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُسَمِّيْ لَنَا نَفْسَهٗ

حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں اپنے اسماء بتاتے

marfat.com
Marfat.com

اَسْمَاءً فَقَالَ اَنَا مُحَمَّدٌ وَّ اَحْمَدُ وَالْمُقَفِّيْ وَالْحَاشِرُ وَنَبِيُّ التَّوْبَةِ وَنَبِيُّ الرَّحْمَةِ (رَوَاهُ مُسْلِمٌ)

ہوئے فرمایا میں محمد، احمد، مقفی[1]، حاشر، نبی توبہ[2] اور نبی رحمت[3] ہوں۔ (المسلم)

۱؎ مقفی، میم پر پیش، قاف پر زبر، فاء کے نیچے زیر، تقفیہ سے مشتق ہے بمعنی پیچھے آنا، پیروی کرنا یہاں مراد انبیاء کے آخر اور ان کا خاتم ہونا ہے، عاقب کا معنی بھی یہی ہے۔

۲؎ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی برکت سے توبہ قبول ہوتی ہے، یہ صفت تمام انبیاء میں مشترک ہے، آپ کی ذاتِ اقدس تمام میں سب سے بہتر اور کامل ہے۔

۳؎ جیسا کہ قرآن مجید میں ہے وَمَا اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِيْنَ (ہم نے آپ کو تمام جہانوں کے لیے رحمت بنا کر بھیجا ہے)۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان بھی ہے اَنَا رَحْمَةٌ مُّهْدَاةٌ (میں سراسر رحمت اور ہدایت ہوں)۔

۵۵۲۸ وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَلَا تَعْجَبُوْنَ كَيْفَ يَصْرِفُ اللّٰهُ عَنِّيْ شَتْمَ قُرَيْشٍ وَلَعْنَهُمْ يَشْتِمُوْنَ مُذَمَّمًا وَيَلْعَنُوْنَ مُذَمَّمًا وَاَنَا مُحَمَّدٌ (رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم تعجب کیوں نہیں کرو گے کہ اللہ تعالیٰ قریش کی بدزبانی اور لعنت مجھ سے کیسے پھیرتا ہے؟ وہ مذمم کو برا کہتے ہیں اور مذمم پر لعنت کرتے ہیں جبکہ میں محمد[1] ہوں۔ (بخاری)

۱؎ مشرکین (اللہ ان پر لعنت فرمائے) آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو مذمم کہتے جو محمد کی نقیض ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا وہ شتم و لعن مذمم کی کرتے ہیں اور وہ میں نہیں ہوں۔

۵۵۲۹ وَعَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ شَمِطَ مُقَدَّمُ رَاْسِهٖ وَلِحْيَتِهٖ وَكَانَ اِذَا ادَّهَنَ لَمْ يَتَبَيَّنْ وَاِذَا شَعِثَ رَاْسُهٗ تَبَيَّنَ وَكَانَ كَثِيْرَ شَعْرِ اللِّحْيَةِ فَقَالَ رَجُلٌ وَجْهُهٗ مِثْلُ السَّيْفِ قَالَ لَا بَلْ كَانَ مِثْلَ الشَّمْسِ وَالْقَمَرِ وَكَانَ مُسْتَدِيْرًا وَرَاَيْتُ الْخَاتَمَ عِنْدَ كَتِفِهٖ مِثْلَ بَيْضَةِ الْحَمَامَةِ يُشْبِهُ جَسَدَهٗ (رَوَاهُ مُسْلِمٌ)

حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سرِ اقدس کے اگلے حصے اور ریش مبارک کے کچھ بال سفید[1] تھے جب آپ تیل لگاتے تو محسوس نہ ہوتا لیکن گیسوئے مبارک بکھر جاتے تو ظاہر[2] ہو جاتا آپ کی ریش مبارک کے بال کثیر[3] تھے۔ ایک آدمی نے کہا کہ آپ کا چہرہ مبارک تلوار[4] جیسا تھا فرمایا نہیں[5] بلکہ وہ سورج اور چاند جیسا تھا اور قدرے گول[6] تھا۔ میں نے کندھوں کے قریب[7] مہر نبوت دیکھی جو کبوتر کے انڈے جیسی ہم رنگ[8] جسم اطہر تھی۔ (المسلم[9])

marfat.com
Marfat.com

سلہ شمط کالے بالوں کا سفید میں ملنا

سلہ تیل لگانے کے بعد بال مبارک آپس میں جمع اور اکٹھے ہو جاتے تو سفید بال کم ہونے کی وجہ سے نظر نہ آتے مگر جب الگ الگ ہوتے پھر سفید نظر آتے یا تیل لگانے کی وجہ سے بال مبارک چمکدار ہونے کی وجہ الگ دکھائی نہ دیتے۔ آخری عمر میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ریش مبارک اور سر اقدس میں بیس سے زیادہ بال سفید نہ تھے۔ بعض روایات میں اس سے بھی تعداد کم ہے۔

سلہ یہ دوسری روایت میں موجود الفاظ "کث اللحیۃ" کی تفسیر ہے کاف پہ زبر ثاء بشد، گھنے بال۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی داڑھی مبارک کی مقدار کیا تھی؟ اس بارے میں کچھ نہیں ملتا۔ صحابہ کرام سے داڑھی کا طویل رکھنا منقول ہے امیر المومنین حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے بارے میں منقول ہے کہ ان کی ریش مبارک ان کے تمام سینہ کو ڈھانپ لیتی تھی اس بارے میں سلف کا معمول مختلف ہے۔ غوث الثقلین سیدنا شیخ محی الدین عبدالقادر جیلانی قدس سرہ الجیلانی کے حلیہ میں ہے کہ آپ کی ڈاڑھی مبارک طویل و عریض تھی۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے بارے میں ہے کہ وہ مشت سے زائد نہ رکھتے تھے۔ الغرض قبضہ سے کم جائز نہیں اور اس سے زائد کے بارے میں روایات و آثار مختلف ہیں۔

سلہ چمک و روشنی میں

سلہ ایسا نہ کہو

سلہ تلوار میں اگرچہ چمک ہوتی ہے مگر گولائی نہیں ہوتی ایک روایت میں ہے۔

لا بل کان مثل القمر (ایسا نہیں بلکہ آپ کا چہرہ اقدس چاند کی طرح تھا)۔

دوسری روایت میں ہے:۔

کان وجہہ قطعۃ قمر (آپ کا چہرہ اقدس چاند کا ٹکڑا محسوس ہوتا)

تیسری روایت میں ہے:۔ کہ چہرہ اقدس چودھویں کے چاند کی طرح چمکتا

چوتھی روایت میں ہے:۔

چہرہ اقدس آئینہ کی طرح صاف و شفاف تھا کہ اس نور کی وجہ سے دیوار کا عکس اس میں دکھائی دیا کرتا تھا۔

مواہب لدنیہ میں ہے کہ یہ تمام تشبیہات میں جو ہر ایک نے عرف و عادت کے مطابق اپنے فہم و سمجھ کے مطابق بیان کی ہیں ورنہ مخلوقات میں سے کوئی چیز آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے صفات حسن و جمال (خواہ ان کا تعلق خلق سے ہو یا خلق سے ہو) کے ہم پلہ اور برابر نہیں ہو سکتی۔ اشعار

کسے بہ حسن و ملاحت بہ یار ما نرسد
ترا دریں سخن انکار کار ما نرسد

ہزار نقش بر آید ز کلک صنع ولے
یکے بخوبی نقش و نگار ما نرسد

کوئی بھی حسن و جمال میں ہمارے محبوب کے ہم پلہ نہیں اور اس میں کسی کو انکار بھی نہیں
ہزاروں نقش بنا سنوار کر کے آؤ مگر وہ ہمارے محبوب کے ایک نقش کے برابر نہ ہوں گے

marfat.com
Marfat.com

اے اللہ! آپ کے کمال، جمال اور حسن کی مقدار آپ پر درود وسلام کا نزول فرما

واضح رہے کہ چہرہ اقدس میں جس گولائی کا ذکر آیا ہے وہ دائرہ کی صورت نہیں جیسا کہ آفتاب، قمر اور آئینہ کی تشبیہ سے وہم ہوتا ہے کیونکہ احادیث مبارکہ میں الفاظ ہیں

لم یکن بالمکلثم آپ کا چہرہ اقدس کلیتۃً گول نہ تھا اور نہ اتنا طویل تھا بلکہ معتدل تھا جیسا کہ کسی صاحبِ حسن وجمال کا ہوتا ہے۔ آپ کے حسن وجمال کے بیان میں ضابطہ بھی یہی ہے

خوبی و شکل و شمائل حرکات سکنات آنچہ خوباں ہمہ دارند تو تنہا داری

کس نیست درجہان کہ زحسنت عجب نماند اے درکمال حسن عجب نہ زہر عجب

جس قدر حسن وجمال، شمائل دوسرے رکھتے ہیں وہ تمام کے تمام آپ صلی اللہ علیہ وسلم میں جمع ہیں

کوئی جہان میں ایسا نہیں جو تیرے حسن میں حیران نہ ہو، آپکا کمال حسن ہر عجیب تر سے عجیب ہے

اللھم صل وسلم علیہ صلی اللہ علی محمد وآلہ

۵ ایک روایت میں دونوں شانوں کے درمیان کا تذکرہ ہے بہر صورت بائیں کندھا کے زیادہ قریب تھی۔

۶ رنگ اور آب وتاب میں

۹ واضح رہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے دوشانوں کے درمیان تمام جسد اطہر سے ایک حصہ بلند تھا، جسے مہرِ ختم نبوت کہا جاتا، خاتم یا تو تاء کے نیچے زیر از ختم، بمعنی کام کا تمام ومکمل اور آخر پہ ہونا۔ یا تاء پر زبر ہے اب معنی مہر ونشان ہوگا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم انبیاء کے ختم فرمانے والے ہیں۔ اس خاتم کا تذکرہ سابقہ کتب تورات اور انجیل وغیرہ میں ہے۔ تمام انبیاء علیہم السلام نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے آخر میں تشریف لانے کی اطلاع وخبر دی اور یہ نشانی بھی بیان کی۔ المستدرک میں حضرت وہب بن منبہ سے ہے کہ کوئی نبی ایسا نہیں جس کے دائیں ہاتھ میں نشانِ نبوت نہ ہو مگر ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کہ آپ کی مہرِ نبوت پشت پر دو کندھوں کے درمیان تھی یہ اس طرح تھی جیسے خط پر مہر لگائی جاتی ہے کہ تغیر وتبدل سے محفوظ رہے، کسی نے کیا خوب کہا

نبوت را توئی. آں نامہ درمشت کہ از تعظیم دارد مہر بر پشت

(وہ نامہ نبوت آپ کے ہاتھ میں ہے جس کی پشت پر ازراہِ تعظیم مہر لگی ہوئی ہے)

آپ کو مقامِ نبوت کا نامہ ہاتھ میں ملا اور تعظیم کی خاطر مُہر پشت پر رکھی۔

بعض روایات میں ہے کہ اس پر یہ الفاظ تحریر تھے

اللہ وحدہ لا شریک لہ توجہ حیث — اللہ تعالیٰ کا ذات وصفات میں کوئی شریک نہیں، آپ

شئت فانک منصور — جہاں جائیں گے کامیابی ہوگی۔

یہ بھی منقول ہے کہ اس سے اس طرح نور کی شعاعیں نکلتیں جو نگاہوں کو خیرہ کر دیتیں۔ محدثین نے سمجھانے کے لیے اس کی مختلف چیزوں کے ساتھ تشبیہ دی ہے مثلاً کبوتری کا انڈہ، ہاتھ کی مٹھ، گوشت کا ٹکڑا وغیرہ، مگر

marfat.com

Marfat.com

اس میں سرِ عظیم ہے جو سید الانبیاء صلوات اللہ وسلامہ علیہ وعلیہم اجمعین کے ساتھ مخصوص ہے اور اسے اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی نہیں جانتا۔

۵۵۲۰ وَعَنْ عَبْدِ اللّٰہِ ابْنِ سَرْجَسٍ [1] قَالَ رَاَیْتُ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ [2] وَاَکَلْتُ مَعَہٗ خُبْزًا وَّلَحْمًا اَوْقَالَ ثَرِیْدًا [3] ثُمَّ دُرْتُ خَلْفَہٗ فَنَظَرْتُ اِلٰی خَاتَمِ النُّبُوَّۃِ بَیْنَ کَتِفَیْہِ عِنْدَ نَاغِضِ [4] کَتِفِہِ الْیُسْرٰی جُمْعًا [5] عَلَیْہِ خِیْلَانٌ [6] کَاَمْثَالِ الثَّاٰلِیْلِ [7] (رَوَاہُ مُسْلِمٌ)

حضرت عبداللہ بن سرجس رضی اللہ عنہ سے ہے میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا دیدار کیا اور آپ کے ساتھ روٹی یا ثرید کھایا پھر میں پیچھے کی جانب گیا اور مہر نبوت دیکھی جو دونوں کندھوں کے درمیان بائیں کندھے کی نرم ہڈی کے پاس تھی۔ اس پر مسوں کے مانند تل تھے (المسلم)

[1] اس نام کی تحقیق کتاب الطہارۃ میں گزر چکی اور صحیح یہی ہے کہ سین پر زبر، را ساکن اور جیم کے نیچے زیر ہے۔

[2] صحبت کا شرف میسر آیا

[3] راوی کو شک ہے ثرید سے مراد شوربا میں روٹی کے ٹکڑے ڈال کر کھانا ہے

[4] ناغض، غین کے نیچے زیر، کندھے کے کنارے پر نرم ہڈی۔ بعض نے اس کا معنی گردن کی جڑ کیا ہے بمعنی کندھا بھی ہے۔

[5] مشت کی مانند، جمع، میم پر پیش بمعنی مجموع۔ یہاں ہاتھ کی انگلیوں کا جمع ہونا مراد ہے۔ جیسے مشت کہا۔

[6] خیلان، خاء کے نیچے زیر، یا ساکن خال کی جمع ہے

[7] ثالیل، ثاء پر زبر، مد ہمزہ، ثالول کی جمع ہے وہ دانے جو چھوٹے چھوٹے جسم پر پستان کے منہ مانند نکل آتے ہیں۔

۵۵۲۱ وَعَنْ اُمِّ خَالِدٍ بِنْتِ خَالِدِ بْنِ سَعِیْدٍ قَالَتْ اُتِیَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ بِثِیَابٍ فِیْہَا خَمِیْصَۃٌ سَوْدَاءُ صَغِیْرَۃٌ فَقَالَ ائْتُوْنِیْ بِاُمِّ خَالِدٍ فَاُتِیَ بِہَا تُحْمَلُ فَاَخَذَ الْخَمِیْصَۃَ بِیَدِہٖ فَاَلْبَسَہَا قَالَ اَبْلِیْ وَاَخْلِقِیْ ثُمَّ اَبْلِیْ وَاَخْلِقِیْ وَکَانَ فِیْہَا عَلَمٌ اَخْضَرُ وَاَصْفَرُ قَالَ یَا اُمَّ خَالِدٍ ھٰذَا سَنَاہُ وَھِیَ بِالْحَبَشِیَّۃِ حَسَنَۃٌ قَالَتْ فَذَھَبْتُ اَلْعَبُ بِخَاتَمِ النُّبُوَّۃِ فَزَجَرَنِیْ اَبِیْ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ دَعْہَا۔ (رَوَاہُ الْبُخَارِیُّ)

حضرت ام خالد بنت خالد بن سعید رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا بیان ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں کچھ کپڑے پیش ہوئے ان میں ایک چھوٹی سیاہ چادر تھی فرمایا ام خالد کو میرے پاس لاؤ مجھے گود میں اٹھا کر لایا گیا آپ نے وہ چادر مجھے اوڑھائی۔ فرمایا پرانی کرو اور پھاڑو پھر پرانی کرو اور پھاڑو۔ اس میں سبز یا پیلے بوٹے تھے فرمایا ام خالد یہ بہت اچھے ہیں سناہ حبشی زبان میں اچھے کو کہا جاتا ہے۔ فرماتی ہیں میں حضور کی مہر کے ساتھ کھیلنے لگی تو مجھے والد نے ڈانٹا۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اسے چھوڑ دو (البخاری)

marfat.com
Marfat.com

[1] حضرت ام خالد رضی اللہ عنہا صحابیہ ہیں۔ ان کے والد حضرت خالد بن سعید بن العاص اموی بھی قدیم الاسلام صحابی ہیں۔ حتیٰ کہ امیر المومنین سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے پہلے اسلام لانے میں نزاع کرتے تھے۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے بعد اسلام لائے واللہ اعلم۔ انھوں نے خواب دیکھا تھا اس کی تعبیر مکہ میں نور اسلام کا ظہور تھا۔ خواب یہ تھا کہ تمام شہر مکہ تاریکی میں ڈوبا ہوا ہے حتیٰ کہ اپنے ہاتھ اس میں دکھائی نہیں دیتے اچانک ایک نور زمزم سے نکل کر آسمان کی طرف گیا خانہ کعبہ روشن ہوگیا۔ اس کے بعد مکہ بھی روشن ہوگیا اس کے بعد وہ نور نجد کی طرف گیا پھر یثرب کی طرف اور وہ تمام روشن ہوگئے انھوں نے یہ خواب اپنے بھائی عمرو بن سعید کو سنایا وہ عاقل اور صاحب الرائے تھے انھوں نے کہا یہ روشنی بنو عبد المطلب سے نکلے گی کیونکہ زمزم انھی کا کھودا ہوا ہے

[2] دعا فرمائی جو کہ نیا کپڑا پہنتے وقت معمول بھی تھا

[3] بسیار دفعہ پہناؤ

[4] راوی کو شک ہے

[5] سناہ، سین پر زبر، نون، الف، ہا ساکن۔ بغیر الف کے سنہ بھی ہے تکرار کے ساتھ سنہ سنہ اور سناہ وسناہ بھی مروی ہے۔

[6] کیونکہ میں چھوٹی تھی اور جیسا کہ بچوں کی عادت ہوتی ہے

[7] عوارف المعارف کو اس مبارک حدیث کو مشائخ کے خرقہ پر بطور استدلال لایا گیا ہے۔

۵۵۳۲ وَعَنْ اَنَسٍ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيْسَ بِالطَّوِيْلِ الْبَائِنِ وَلَا بِالْقَصِيْرِ وَلَيْسَ بِالْاَبْيَضِ الْاَمْهَقِ وَلَا بِالْاٰدَمِ وَلَيْسَ بِالْجَعْدِ الْقَطَطِ وَلَا بِالسَّبِطِ بَعَثَهُ اللّٰهُ عَلٰى رَاْسِ اَرْبَعِيْنَ سَنَةً فَاَقَامَ بِمَكَّةَ عَشْرَ سِنِيْنَ وَبِالْمَدِيْنَةِ عَشْرَ سِنِيْنَ وَتَوَفَّاهُ اللّٰهُ عَلٰى رَاْسِ سِتِّيْنَ سَنَةً وَلَيْسَ فِيْ رَاْسِهٖ وَلِحْيَتِهٖ عِشْرُوْنَ شَعْرَةً بَيْضَاءَ وَفِيْ رِوَايَةٍ يَصِفُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ كَانَ رَبْعَةً مِّنَ الْقَوْمِ لَيْسَ بِالطَّوِيْلِ وَلَا بِالْقَصِيْرِ اَزْهَرَ اللَّوْنِ وَقَالَ كَانَ شَعْرُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِلٰى اَنْصَافِ اُذُنَيْهِ

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نہ تو بہت دراز قد[1] تھے اور نہ بالکل پست[2] اور نہ خالص سفید رنگ[3] تھے اور نہ گہرے گندمی رنگ[4] والے نہ تو چھلے[5] دار بالوں والے تھے اور نہ بالکل سیدھے بالوں والے۔ اللہ نے انھیں چالیس سال کی عمر میں اعلان نبوت کا حکم دیا۔ مکہ میں دس[6] سال رہے اور مدینہ[7] میں بھی دس سال، اللہ نے ساٹھ[8] سال کی عمر میں وفات دی۔ اس وقت آپ کے سر اور داڑھی کے بیس بال بھی سفید نہ تھے ایک اور روایت حضرت انس سے ہے انھوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا حلیہ بیان کرتے ہوئے کہا آپ قوم میں درمیانہ[9] قد تھے نہ بہت دراز اور نہ بہت پست قد، چمکدار رنگت اور کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بال شریف آپ کے آدھے کانوں تک تھے

marfat.com
Marfat.com

وَفِیْ رِوَایَۃٍ بَیْنَ اُذُنَیْہِ وَعَاتِقِہٖ مُتَّفَقٌ عَلَیْہِ وَفِیْ رِوَایَۃٍ لِّلْبُخَارِیِّ قَالَ کَانَ ضَخْمَ الرَّاْسِ وَالْقَدَمَیْنِ لَمْ اَرَ بَعْدَہٗ وَلَا قَبْلَہٗ مِثْلَہٗ وَکَانَ بَسْطَ الْکَفَّیْنِ وَفِیْ اُخْرٰی قَالَ کَانَ شَثْنَ الْقَدَمَیْنِ وَالْکَفَّیْنِ

اور ایک روایت کے مطابق آپ کے کانوں اور کندھوں کے درمیان تھے۔ (بخاری و مسلم) اور بخاری کی روایت میں ہے کہ حضرت انس رضی اللہ عنہ نے فرمایا حضور بھاری سر اور بھاری قدم والے تھے۔ میں نے آپ جیسا حسین نہ آپ کے بعد دیکھا نہ آپ سے پہلے آپ کشادہ ہتھیلی تھے بخاری کی دوسری روایت میں ہے حضور بھاری قدم اور بھاری ہاتھوں والے تھے۔

سلہ اتنی درازی کہ اعتدال سے باہر ہو، اس میں قدِ انور کے دراز ہونے کی طرف اشارہ ہے لیکن اس میں زیادہ درازی نہ تھی، آپ کا قدِ انور میانہ تھا پستی کی نسبت درازی کی طرف مائل تھا اور اس میں کمال حسن و جمال ہے اور اس میں کوئی اختلاف نہیں۔ بعض روایات میں جو آیا کہ جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم لوگوں میں کھڑے ہوتے تو تمام بلند دکھائی دیتے اگرچہ ان میں دراز قد والے بھی ہوتے تو یہ طولِ قامت کی وجہ سے نہیں بلکہ عزت، رفعت عظمت اور حسن کی وجہ سے تھا اور آپ کے معجزات میں سے ایک معجزہ ہے۔

سلہ۲ یہاں زیادہ کی قید کا اضافہ نہ کیا کیونکہ پست قد کی مطلقاً نفی مقصود ہے۔

سلہ۳ امہق وہ سفیدی ہے جس میں سرخی کی آمیزش نہ ہو اور زیادہ روشن نہ ہو جیسا کہ چونا (القاموس) جوہری کا کلام بھی اسی طرح ہے مشارق میں ہے امہق ایسے سفید خالص کو کہتے ہیں جس میں سرخی، زردی، گندمی رنگ اور چمک نہ ہو۔ خلیل کہتے ہیں مہق اس سفیدی کو کہتے ہیں۔ جو نیلگوں رنگ میں پائی جائے بعض نے کہا جیسے برص کی سفیدی ہو۔

سلہ۴ جو مائل بسیاہی ہو، ادمہ کے بارے میں منقول ہے کہ سخت گندمی رنگ کو کہا جاتا ہے اور وہ رنگ جو سفیدی اور سیاہی کے درمیان ہو، آپ صلی اللہ علیہ وسلم محض گندمی رنگ والے نہ تھے بلکہ سُرخ سفید گندمی رنگ والے تھے بعض روایات میں ہے کہ آپ بہت سفید تھے، وہاں بھی مراد یہی ہے کہ اس میں سرخی کی آمیزش تھی۔ عرب ایسے رنگ کو سمرہ کہتے ہیں بعض نے کہا بدن مبارک کا جو حصہ لباس سے باہر رہتا وہ مثلاً چہرۂ اقدس، گردن اور ہاتھ یہ سرخی مائل تھے اور جو لباس کے اندر رہتا وہ خالص سفید تھا لیکن یہ بات محلِ نظر ہے کیونکہ منقول یہ ہے کہ سورج اور دھوپ یا دیگر اشیاء آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر اثر نہیں کرتیں اور آپ کا بدن اقدس جیسا کہ احادیث میں ہے روشن اور نورانی تھا۔

سلہ۵ جعد، جیم پر زبر، عین ساکن، وہ بال جن میں پیچ ہوں لیکن ان میں نرمی نہ ہو قطط قاف پر زبر طاء کے نیچے زیر یا زبر بمعنی سخت۔ جعد حبشی لوگوں کے بال جنھیں جنگلہ کہا جاتا ہے۔ سبط بالوں کا سیدھا ہونا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے موئے مبارک نہ زیادہ پیچدار تھے اور نہ سیدھے اور سخت۔

سلہ۶ جب چالیس مکمل ہوئے۔

marfat.com
Marfat.com

۸ اس میں اختلاف ہے مختار قول تیرہ سال ہے ۔

۹ اس میں اتفاق ہے کسی قسم کا کوئی اختلاف نہیں

۱۰ جب مختار یہ ہے کہ آپ مکہ میں تیرہ سال جلوہ افروز رہے تو اب وصال کے وقت عمر تریسٹھ سال ہوگی ۔ اس قول کی توجیہہ یہ ہوگی کہ راوی نے کسی کا اعتبار نہیں کیا ۔ اس لیے تیرہ کو دس اور تریسٹھ کو ساٹھ کہہ دیا اور شمار کرنے میں یہ عربوں کا معمول و عادت ہے ۔

۱۱ ربعہ ، راء پر زبر ، با ساکن ، درمیانہ قد

۱۲ ایک روایت میں کانوں کی لَو تک سے جبکہ دوسری روایت میں کندھوں تک کا ذکر ہے ۔ روایات کا اختلاف مختلف احوال کی بناء پر ہے جب آپ تیل لگا کر کنگھی فرماتے تو بال مبارک دراز دکھائی دیتے ۔ دیگر حالات میں چھوٹے دکھائی دیتے ۔

مجمع البحار میں ہے جب حجامت میں تاخیر ہوتی تو دراز اور حجامت کے بعد چھوٹے دکھائی دیتے ۔ اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم حجامت کرواتے ۔ رہا حلق تو وہ حج اور عمرہ کے علاوہ نہیں کروایا ۔

۱۳ بعض روایات میں عظیم الراس ہے ۔ اس کا معنی بھی یہی ہے سَر کا چھوٹا ہونا عیب اور قلت عقل کی علامت ہے لیکن سب سے بڑا ہونا بھی پسندیدہ نہیں ہر جگہ اعتدال معتبر ہے ۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اعضاء شریفہ اور فراخ مبارک نہایت ہی حسین وجمیل اور اس قدر معتدل کہ اس سے زیادہ کا تصور ممکن نہیں ۔ حسن وجمال آپ کا مثیل اور شریک ہو ہی نہیں سکتا ۔

ہمہ جا اسباب جمال ست رخ خوب ترا ہمہ بر وجہ کمال ست کمالا یخفی

جو بھی اسباب جمال ہیں تیرا رخِ انور اس کا خوب ہے ، تمام اعضاء کمال پر ہیں جیسا کہ مخفی نہیں

۵۵۲۲ وَعَنِ الْبَرَاءِ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَرْبُوْعًا بَعِيْدًا مَا بَيْنَ الْمَنْكِبَيْنِ لَهٗ شَعْرٌ بَلَغَ شَحْمَةَ اُذُنَيْهِ رَاَيْتُهٗ فِيْ حُلَّةٍ حَمْرَاءَ لَمْ اَرَشَيْئًا قَطُّ اَحْسَنَ مِنْهُ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ وَفِيْ رِوَايَةٍ لِّمُسْلِمٍ قَالَ مَا رَاَيْتُ مِنْ ذِيْ لِمَّةٍ اَحْسَنَ فِيْ حُلَّةٍ حَمْرَاءَ مِنْ رَّسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ شَعْرُهٗ يَضْرِبُ مَنْكِبَيْهِ بَعِيْدُ مَا بَيْنَ الْمَنْكِبَيْنِ لَيْسَ بِالطَّوِيْلِ وَلَا بِالْقَصِيْرِ ۔

حضرت براء رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میانہ قد تھے ، دونوں کندھوں کے درمیان فاصلے والے ۔ آپ کے بال آپ کے کانوں کی گدگدیوں تک تھے میں نے آپ کو سرخ جوڑے میں دیکھا ، آپ سے اچھا میں نے کبھی کوئی نہیں دیکھا (بخاری ومسلم) اور مسلم کی روایت میں ہے کہ میں نے زلفوں والا سرخ جوڑا پہنے کوئی ایسا حسین نہ دیکھا جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ حسن والا ہو ، آپ کے بال مبارک آپ کے کندھوں کو چھوتے تھے ، دو کندھوں کے درمیان فاصلہ والے نہ تو دراز قد تھے نہ پست قد ۔

marfat.com
Marfat.com

۱؎ براء بن عازب، مشاہیر صحابہ میں سے ہیں۔

۲؎ منکب، صراح میں ہے منکب کاف کے نیچے زیر، بازو کی جڑ، آپ کے دو کندھوں کے درمیان فاصلہ تھا اس سے سینہ کی فراخی بھی لازم آتی ہے۔

۳؎ بُعَید، باء پر پیش، عین پر زبر، تصغیر کا صیغہ منقول ہے یعنی دُور تھے لیکن بہت زیادہ نہیں۔

۴؎ حلہ، جوڑے کو کہا جاتا ہے یعنی تہہ بند اور چادر جو ایک ہی جنس سے ہوں، حلہ سے مراد ریشمی لباس نہیں جیسا کہ بعض کو وہم ہوا۔ حمراء سے مراد سرخ دھاریاں ہیں جیسا کہ ہمارے علاقہ میں لاچا ہوتا ہے، اس سے خالص سُرخ مراد نہیں۔ محدثین کی تحقیق یہی ہے۔ سبز اور زرد حلہ کا ذکر بھی احادیث میں آیا ہے اس سے مراد سبز یا زرد رنگ کی دھاریاں ہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک حلہ یمنی بھی تھا جس پر سرخ دھاری ہے۔

۵؎ ظاہر یہ ہے کہ فرمایا کسی مرد یا کسی شخص کو نہیں دیکھا۔ شئی کہنے میں مبالغہ ہے۔

۶؎ آدمی کے بالوں کے لیے تین الفاظ ہیں۔ جُمّہ، جیم پر پیش، میم مشدد، لِمّہ لام کے نیچے زیر میم مشدد وفرہ، واؤ پر زبر، فا ساکن، جو کان سے نیچے ہوں وہ لمہ، جو کاندھے تک ہوں وہ جمہ اور جو کانوں تک ہوں وہ وفرہ کہلاتے ہیں۔ ان الفاظ کی مشہور تفسیر یہی ہے۔ بعض لوگوں سے مختلف تفسیر بھی منقول ہے۔ بعض اوقات جمہ کا اطلاق ہر قسم کے بالوں پر کر دیا جاتا ہے۔

۵۵۳۴ وَعَنْ سِمَاكِ بْنِ حَرْبٍ عَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ضَلِيْعُ الْفَمِ اَشْكَلَ الْعَيْنِ مَنْهُوْشَ الْعَقِبَيْنِ قِيْلَ لِسِمَاكٍ مَا ضَلِيْعُ الْفَمِ قَالَ عَظِيْمُ الْفَمِ قِيْلَ مَا اَشْكَلُ الْعَيْنِ قَالَ طَوِيْلُ شَقِّ الْعَيْنِ قِيْلَ مَا مَنْهُوْشُ الْعَقِبَيْنِ قَالَ قَلِيْلُ لَحْمِ الْعَقِبِ

(رَوَاهُ مُسْلِمٌ)

حضرت سماک[1] بن حرب حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کشادہ دہن[2] تھے، آنکھیں سرخ ڈوروں والی اور ایڑیوں پر گوشت نہیں۔ سماک سے پوچھا گیا ضلیع الفم کیا ہے فرمایا کشادہ دہن۔ پوچھا گیا اشکل العین سے کیا مراد ہے؟ فرمایا گوشہ چشم کی زیادہ لمبائی، عرض کیا گیا منہوش العقبین کیا ہے؟ فرمایا تھوڑے سے گوشت والی ایڑیاں

(المسلم)

۱؎ سماک، سین کے نیچے زیر اور میم مخفف، بن حرب، حاء پر زبر را ساکن، مشہور تابعی ہیں کہتے ہیں ہیں نے تین صحابہ کی زیارت کی ہے۔ علماء کوفہ میں سے ہیں بعض محدثین نے ان کی تضعیف کی ہے، فرماتے ہیں میری نظر ختم ہو گئی تھی، میں نے اللہ تعالیٰ سے دعا کی تو اس نے میری بینائی واپس فرما دی۔

۲؎ عرب مردوں کے لیے کشادہ دہنی محبوب و پسندیدہ سمجھے اور تنگی دہن ان کے ہاں عیب تھا۔ بعض نے اس سے فصاحت و بلاغت مراد لی ہے۔

۳؎ شُکلہ، شین پر پیش، رنگ کا نام ہے، شُھرہ سین پر پیش شہلہ ہا کے ساتھ آنکھ کی سیاہی

marfat.com
Marfat.com

کے ساتھ سرخی کا ملنا ہے۔ لیکن سیاہی زیادہ نہ ہو گویا سرخی مائل ہوں۔ جیسا کہ اشعار میں نرگسِ شہلا کا تذکرہ آتا ہے۔

۴ منہوش العقبین۔ منہوش، مشارق میں سین اور شین دونوں کے ساتھ ایڑیوں کا کم گوشت ہونا۔

۵ یہ راوی حدیث ہیں

۶ اشکل کا معنی شگاف چشم کا دراز ہونا ہے

۷ منقول ہے کہ سماک کا اشکل العینین کا یہ معنی کرنا غلط ہے جواب وہی ہے جو بیان ہوا جیسا کہ علماء لغت کا اس میں اتفاق ہے۔

۵۵۲۵ وَعَنْ اَبِی الطُّفَیْلِ قَالَ رَاَیْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کَانَ اَبْیَضَ مَلِیْحًا مُقَصَّدًا

(رَوَاہُ مُسْلِمٌ)

حضرت ابوطفیل[۱] رضی اللہ عنہ سے مروی ہے میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا، آپ کا رنگ سفید[۲] نمکین اور قد انور میانہ[۳] تھا۔

(المسلم)

۱ چھوٹے صحابہ میں سے ہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات ظاہری کے آٹھ سال انھوں نے پائے اور ایک سو دس برس میں سب سے آخر میں فوت ہونے والے یہی ہیں۔ یہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کا ساتھ دینے والوں میں سے تھے تمام مواقع میں اور جنگوں میں ان کے ساتھ رہے۔ حضرت ابوبکر، حضرت عمر اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہم کے بہت مداح تھے۔ عالم و فاضل اور نہایت حاضر جواب تھے۔

۲ ملوحت، نمکین ہونا، یہ حسن کی ایسی صفت ہے جو آنکھوں میں بھاتی ہے دل میں سرور پیدا کرتی ہے اور اس کی خوبی و ثنا سے زبان قاصر ہوتی ہے۔

۳ طول و قصر میں، جسامت و نحافت میں بلکہ تمام صفات میں

وَعَنْ ثَابِتٍ قَالَ سُئِلَ اَنَسٌ عَنْ خِضَابِ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَقَالَ اِنَّہٗ لَمْ یَبْلُغْ مَا یَخْضِبُ لَوْ شِئْتُ اَنْ اَعُدَّ شَمَطَاتِہٖ فِیْ لِحْیَتِہٖ وَفِیْ رِوَایَۃٍ لَوْ شِئْتُ اَنْ اَعُدَّ شَمَطَاتٍ کُنَّ فِیْ رَاْسِہٖ فَعَلْتُ مُتَّفَقٌ عَلَیْہِ وَفِیْ رِوَایَۃٍ لِّلْمُسْلِمِ قَالَ اِنَّمَا کَانَ الْبَیَاضُ فِیْ عَنْفَقَتِہٖ وَفِی الصُّدْغَیْنِ وَفِی الرَّاْسِ نَبْذٌ

حضرت ثابت[۱] کا بیان ہے کہ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خضاب[۲] کے بارے میں پوچھا گیا۔ فرمایا آپ خضاب کی عمر کو نہیں پہنچے تھے اگر میں آپ کی ریش مبارک کے سفید بالوں کو شمار کرنا چاہتا دوسری روایت میں ہے اگر سر اقدس کے سفید بالوں کو شمار کرنا چاہتا تو کر لیتا (بخاری و مسلم) اور مسلم کی روایت میں فرمایا آپ کی بچی[۳]، کنپٹیوں اور سر مبارک میں چند سفید بال تھے۔

۱ حضرت ثابت بنانی باء پر پیش، یہ مشاہیر و کبار تابعین میں سے ہیں۔

marfat.com
Marfat.com

۲ بالوں کو رنگنا

۳ بڑھاپا بہت کم تھا ابتدائی نظر میں سفید بال دکھائی نہیں دیتے تھے جیسا کہ سیاق حدیث سے واضح ہے یا مراد یہ ہے۔ ابھی خالصتہً سفید بال نہ تھے بلکہ سرخ تھے جیسا کہ آغاز میں ہوتا ہے ایسا ہی دوسری روایت میں آیا ہے (کان شیبہ احمر) آپ کے بال شریف سرخ تھے۔

شمط، شین پر زبر، میم ساکن سفید بالوں کا سیاہ میں ملنا۔ اگر میم پر زبر ہو تو اس کا معنی سفید بال ہے

۴ سفید اس قدر قلیل تھے کہ خضاب کی ضرورت ہی پیش نہ آئی۔

۵ عنفقتہ، عین پر زبر، نون ساکن فاء وقاف پر زبر وہ بال جو ہونٹوں کے نیچے ہوتے ہیں۔

۶ الصدغین، صدغ آنکھ اور کانوں کی درمیانی جگہ کے بال صاد پر پیش، دال ساکن اور غین معجمہ جگہ کا نام ہے لیکن اس مقام پر جو بال آئیں ان پر بھی اس کا اطلاق ہوتا ہے۔

۷ نبذ نون پر پیش بلو ذال کے ساتھ یہ نبذۃ کی جمع ہے۔ باء ساکن بمعنی تھوڑی شے۔

۵۵۲۷ وَعَنْ اَنَسٍ قَالَ کَانَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَزْھَرَ اللَّوْنِ ۱ کَاَنَّ عَرَقَہٗ اللُّؤْلُؤُ ۲ اِذَا مَشٰی تَکَفَّأَ ۳ وَمَا مَسِسْتُ دِیْبَاجَۃً ۴ وَلَا حَرِیْرًا اَلْیَنَ مِنْ کَفِّ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَلَا شَمِمْتُ مِسْکًا وَلَا عَنْبَرَۃً اَطْیَبَ مِنْ رَائِحَۃِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ (مُتَّفَقٌ عَلَیْہِ)

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم چمکدار رنگت والے تھے۔ آپ کا پسینہ گویا موتی ۱ تھا جب چلتے تو طاقت ۲ سے چلتے اور میں نے موٹا باریک ریشم ۳ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مبارک ہاتھ سے زیادہ نرم نہیں چھوا اور نہ مشک ۴ و عنبر سونگھا جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی مہک ۵ سے زیادہ خوشبودار ہو (بخاری و مسلم)

۱ صفائی و رنگ اور لطافت جسمانی میں

۲ جیسا کہ قوی اور دلیر انسانوں کا طریقہ ہے ماس کا تیز چلنے میں کوئی منافات نہیں جیسا کہ دوسری روایت میں ہے کیونکہ سرعت سے اپنے قدم رکھنے کا نام ہے۔ تکفأ کا معنی ایک ہی دفعہ چیز کو زمین پر بہا دینا بھی ہے اس سے مراد آگے کی طرف جھکنا بھی ہے جیسا کہ انسان بلند جگہ سے نیچے کی طرف آتا ہے جیسا کہ فصل ثانی میں آرہا ہے۔

۳ سست، سین کے نیچے زیر بہتر ہے ہاں زبر بھی منقول ہے۔ دیباچہ، دال کے نیچے زیر ریشم کی ایک قسم

۴ شمت میم کے نیچے زیر ہے زبر بھی منقول ہے

۵ ایک روایت میں "من عرقہ" آپ کے پسینہ سے بڑھ کر آیا ہے۔

۵۵۲۸ وَعَنْ اُمِّ سُلَیْمٍ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کَانَ یَاْتِیْھَا فَیَقِیْلُ عِنْدَھَا فَتَبْسُطُ نِطْعًا فَیَقِیْلُ عَلَیْہِ وَکَانَ کَثِیْرَ الْعَرَقِ فَکَانَ

حضرت ام سلیم ۱ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان کے ہاں تشریف لائے تھے تو ان کے پاس قیلولہ کرتے تھے وہ حضور کے لیے چمڑے ۲ کا

marfat.com
Marfat.com

نَجْمَعُ عَرَقَهٗ فَنَجْعَلُهٗ فِی الطِّیْبِ فَقَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَا اُمَّ سُلَیْمٍ مَا هٰذَا قَالَتْ عَرَقُكَ نَجْعَلُهٗ فِیْ طِیْبِنَا وَهُوَ مِنْ اَطْیَبِ الطِّیْبِ وَفِیْ رِوَایَةٍ قَالَتْ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ نَرْجُوْ بَرَکَتَهٗ لِصِبْیَانِنَا قَالَ اَصَبْتِ (مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ)

بستر بچھا دیتی تھیں آپ اس پر آرام کرتے۔ حضور کو پسینہ بہت آتا تھا تو وہ حضور کا پسینہ جمع کر لیتی تھیں اسے خوشبو میں ڈال لیتی تھیں تو حضور نے فرمایا اے ام سلیم یہ کیا ہے؟ عرض کیا حضور یہ آپ کا پسینہ ہے جسے ہم اپنی خوشبو میں ڈال لیتے ہیں یہ بہترین خوشبو ہے اور ایک روایت میں ہے کہ عرض کیا یا رسول اللہ ہم اپنے بچوں کے لیے برکت کی امید[3] کرتے ہیں فرمایا تم ٹھیک کرتی ہو (بخاری و مسلم)

[1] ام سلیم سین پر پیش، صحابیہ اور حضرت انس رضی اللہ عنہ کی والدہ ہیں۔ خواتین میں نہایت ہی عقل مند اور فاضلہ ہیں۔

[2] نَطَعٌ، نون پر زبر یا زیر، طا پر زبر یا سکون یعنی چار طریقوں پر پڑھا جا سکتا ہے، چمڑہ کا بستر اس پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم دوپہر کو قیلولہ فرماتے۔ منقول ہے کہ حضرت ام سلیم رضی اللہ عنہا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے محارم میں سے ہیں یا تو رضاع کے حوالہ سے یا نسب کے حوالے سے۔ بعض نے کہا اجنبی خواتین کے ساتھ خلوت آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے جائز اور آپ کی خصوصیت ہے (المواہب اللدنیہ)

[3] ہم اسے بچوں کے چہروں اور جسموں پر لگاتے ہیں تاکہ وہ ہر طرح کی وباؤں سے محفوظ رہیں۔

۵۵۳۹ وَعَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ قَالَ صَلَّیْتُ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ صَلٰوةَ الْاُوْلٰی ثُمَّ خَرَجَ اِلٰی اَهْلِهٖ وَخَرَجْتُ مَعَهٗ فَاسْتَقْبَلَهٗ وِلْدَانٌ فَجَعَلَ یَمْسَحُ خَدَّیْ اَحَدِهِمْ وَاحِدًا وَاحِدًا وَاَمَّا اَنَا فَمَسَحَ خَدِّیْ فَوَجَدْتُ لِیَدِهٖ بَرْدًا اَوْ رِیْحًا کَاَنَّمَا اَخْرَجَهَا مِنْ جُؤْنَةِ عَطَّارٍ رَوَاهُ مُسْلِمٌ وَذُکِرَ حَدِیْثُ جَابِرٍ سَمُّوْا بِاسْمِیْ فِیْ بَابِ الْاَسَامِیْ وَحَدِیْثُ السَّائِبِ ابْنِ یَزِیْدَ نَظَرْتُ اِلٰی خَاتَمِ النُّبُوَّةِ فِیْ بَابِ اَحْکَامِ الْمِیَاهِ۔

حضرت جابر بن سمرہ[1] رضی اللہ عنہ سے مروی ہے میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ پہلی نماز پڑھی پھر آپ گھر کی طرف چلے میں آپ کے ساتھ تھا۔ آپ کے سامنے بچے آئے تو ان میں سے ہر ایک کے رخساروں پر ہاتھ پھیرنے لگے ایک ایک کر کے۔ رہا میں تو حضور نے میرے رخساروں پر ہاتھ پھیرا تو میں نے آپ کے ہاتھ کی ٹھنڈک پائی اور خوشبو، گویا عطار کے ڈبہ سے نکالا ہے (مسلم) اور حدیث جابر سموا باسمی باب اسامی میں اور حدیث سائب بن یزید کہ میں نے مہر نبوت دیکھی باب احکام المیاہ میں بیان ہو چکی ہے۔

[1] باپ بیٹا دونوں صحابی ہیں یہ حضرت سعد بن ابی وقاص کے خالہ زاد ہیں۔

marfat.com
Marfat.com

ﮯ۲ خدی، دال کے نیچے زیر یا ساکن، مفرد بعض نسخوں میں تثنیہ ہے پھر دال پہ زبر یا مشدد ہوگی یعنی میرے دونوں رخساروں پر ہاتھ پھیرا۔ منہ والی روایت کی تائید اس روایت سے ہوتی ہے کہ حضرت جابر کہتے ہیں میرا وہ رخسار جسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مس فرمایا دوسرے سے خوبصورت تھا۔

ﮯ۳ تمام نسخوں میں او ہے یہ راوی کا شک ہے۔

ﮯ۴ جُونَہ - جیم پر پیش، عطار کی ڈبیہ

الفصل الثانی

دوسری فصل

۵۵۴۰/۱۵ عَنْ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ قَالَ كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيْسَ بِالطَّوِيْلِ وَلَا بِالْقَصِيْرِ ضَخْمَ الرَّأْسِ وَاللِّحْيَةِ شَثْنَ الْكَفَّيْنِ وَالْقَدَمَيْنِ مُشْرَبًا حُمْرَةً ضَخْمَ الْكَرَادِيْسِ طَوِيْلَ الْمَسْرُبَةِ إِذَا مَشٰى تَكَفَّأَ تَكَفُّأً كَأَنَّمَا يَنْحَطُّ مِنْ صَبَبٍ لَمْ أَرَ قَبْلَهُ وَلَا بَعْدَهُ مِثْلَهُ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ (رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ)

حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نہ تو بہت دراز قد تھے اور نہ پست قد، بھاری سر و داڑھی، بھاری ہتھیلیاں اور بھاری قدم، سرخی مائل رنگ والے، بھاری جوڑوں والے دراز بالوں کی دھوری، جب چلتے تو قوت سے چلتے گویا آپ بلندی سے اتر رہے ہیں۔ میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی مثل نہ تو آپ سے پہلے دیکھا اور نہ آپ کے بعد۔ (اسے ترمذی نے روایت کرکے کہا یہ حدیث حسن صحیح ہے)

ﮯ۱ مشرب، میم پر پیش، شین ساکن، را مخفف ایک رنگ کا دوسرے سے ملنا گویا ایک رنگ نے دوسرے کو لیا ہوا ہے۔

ﮯ۲ کرادیس، کردا س کی جمع، کاف پر پیش، ہڈیوں کے وہ سرے جو آپس میں ملتے ہیں۔

ﮯ۳ مسربہ، میم پہ زبر، سین ساکن، را پر پیش۔ وہ باریک بال جو سینہ سے ناف تک ہوتے ہیں۔ سرب سین اور را پر زبر بمعنی سینہ ہے اور وہ بال بھی جو سینہ اور ناف کے درمیان ہوتے ہیں (الصراح)

ﮯ۴ یعنی آپ صلی اللہ علیہ وسلم توانائی سے چلتے اور زمین سے پاؤں قوت سے اٹھاتے۔ بعض نے کہا اس سے مراد بطریق تواضع چلنا ہے نہ کہ بطور تکبر وغیرہ۔ صبب، صاد اور با دونوں پر زبر، پست جگہ، اوپر سے نیچے پانی بہانے کے معنی میں بھی آتا ہے۔

۵۵۴۱/۱۶ وَعَنْهُ كَانَ إِذَا وَصَفَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَمْ يَكُنْ بِالطَّوِيْلِ الْمُمَّغِطِ وَلَا بِالْقَصِيْرِ الْمُتَرَدِّدِ وَكَانَ رَبْعَةً

انہی کے بارے میں ہے کہ جب وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا سراپا بیان کرتے تو کہتے آپ نہ زیادہ لمبے تھے اور نہ زیادہ پست قد، آپ میانہ قد تھے۔ نہ بالکل

marfat.com
Marfat.com

مِنَ الْقَوْمِ وَ لَمْ يَكُنْ بِالْجَعْدِ الْقَطَطِ وَلَا بِالسَّبْطِ كَانَ جَعْدًا رَجِلًا وَلَمْ يَكُنْ بِالْمُطَهَّمِ وَلَا بِالْمُكَلْثَمِ وَكَانَ بِالْوَجْهِ تَدْوِيْرٌ اَبْيَضُ مُشْرَبٌ اَدْعَجُ الْعَيْنَيْنِ اَهْدَبُ الْاَشْفَارِ جَلِيْلُ الْمُشَاشِ وَالْكَتِدِ اَجْرَدُ ذُوْ مَسْرُبَةٍ شَثْنُ الْكَفَّيْنِ وَالْقَدَمَيْنِ اِذَا مَشٰى يَتَقَلَّعُ كَاَنَّمَا يَمْشِيْ فِيْ صَبَبٍ وَاِذَا الْتَفَتَ اِلْتَفَتَ مَعًا بَيْنَ كَتِفَيْهِ خَاتَمُ النُّبُوَّةِ وَهُوَ خَاتَمُ النَّبِيِّيْنَ اَجْوَدُ النَّاسِ صَدْرًا وَاَصْدَقُ النَّاسِ لَهْجَةً وَاَلْيَنُهُمْ عَرِيْكَةً وَاَكْرَمُهُمْ عَشِيْرَةً مَنْ رَاٰهُ بَدِيْهَةً هَابَهٗ وَمَنْ خَالَطَهٗ مَعْرِفَةً اَحَبَّهٗ يَقُوْلُ نَاعِتُهٗ لَمْ اَرَ قَبْلَهٗ وَلَا بَعْدَهٗ مِثْلَهٗ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

(رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ)

مڑے ہوئے بالوں والے اور نہ بالکل سیدھے بالوں والے بلکہ قدرے خم دار بالوں والے تھے، نہ بہت موٹے تھے نہ بالکل گول چہرے والے، چہرے میں قدرے گولائی تھی رنگ سرخی کی طرف مائل تھا، سیاہ آنکھوں، دراز پلکوں بھاری جوڑوں اور سینے سے ناف تک لمبی لکیر والے تھے ہتھیلیاں اور قدم مبارک پر گوشت تھے، چلتے تو طاقت سے چلتے گویا بلندی سے اتر رہے ہیں، کسی کی طرف متوجہ ہوتے تو پوری طرح ہوتے۔ دونوں کندھوں کے درمیان مہرِ نبوت تھی آپ سارے نبیوں میں آخری تمام لوگوں سے زیادہ سخی سب سے زیادہ سچی بات کہنے والے، نرم طبع، اچھا برتاؤ کرنے والے، اگر کوئی آپ کو اچانک دیکھتا تو ڈر جاتا اور جب مل جل جاتا تو وہ آپ کو اپنا محبوب بنا لیتا، آپ کا نعت گو یہی کہتا میں نے آپ کی مثل نہ آپ سے پہلے دیکھا اور نہ آپ کے بعد (صلی اللہ علیہ وسلم)

(الترمذی)

1 ممغط، پہلی میم پر پیش، دوسری میم مشدد اور زبر، غین کے ساتھ منقول ہے۔ دوسری میم مخفف اور غین مشدد بھی منقول ہے۔ اس صورت میں عین بھی پڑھا گیا ہے۔ پہلی میم بہر صورت پیش والی ہے۔ معنی دراز اور کشادہ ہونا ہے۔

2 بعض اعضاء بعض میں گھسے ہوئے نہ تھے

3 جعد، عین پر زبر، جیم کے نیچے زیر یا زبر، قطط اور سبط کے درمیان بال، صراح میں ہے جس شخص کے بال پیچ و شکن والے ہوں اسے جعد کہا جاتا ہے مقصود یہ ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے بال مبارک سخت گھنگریالے نہیں تھے۔

4 مطہم، میم پر پیش طاء مشدد مفتوح، ہاء پر زبر، پر گوشت چہرہ اور گول، کمزور کے معنی میں آیا ہے۔

5 مکلثم، میم پر پیش، کاف پر زبر لام ساکن بمعنی کم گوشت کوتاہ چہرہ۔ بعض نے بسیار گوشت معنی کیا ہے جب معروف الفاظ میں گولائی کی نفی تھی تو آگے اس کا اثبات کیا۔

6 زیادہ گول نہ تھا

7 بعض نے کہا آنکھوں میں سفیدی خوب تھی

marfat.com
Marfat.com

۸ اشغار، شغر کی جمع ہے، شین پر پیش اور زیر، آنکھوں کے بال

۹ مشاش، شاشہ کی جمع ہے، ہڈیوں کے ملنے کی سخت جگہ

۱۰ الکتد۔ تاء پر زبر یا زیر دو کندھوں کے ملنے اوران کے درمیان جگہ جیسے کاہل کہتے ہیں

۱۱ اس حدیث سے واضح ہوتا ہے کہ اس باریک لکیر کے علاوہ بدن مبارک پر بال نہ تھے جبکہ دیگر احادیث سے دیگر مقامات پر بھی بالوں کا ہونا ثابت ہوتا ہے۔ مثلاً سینہ اقدس کے اوپر بازوؤں پر، پنڈلیوں پر اور یہاں اجرد سے مراد بھی یہی ہے۔ حقیقتاً اجرد، اشعر کے مقابل ہے جس کا معنیٰ تمام بدن پر بال کے ہیں اور اجرد وہ ہوگا جس کے تمام بدن پر بال نہ ہوں۔

۱۲ نظر کی طرف سے نہ دیکھتے جیسا کہ متکبر لوگوں کی عادت ہوتی ہے۔ بعض نے کہا ہر وقت بائیں یا دائیں گردن مبارک نہ پھیرتے جیسا کہ جلدباز اور ظلم کرنے والوں کا طریقہ ہے۔

۱۳ سینہ سے مراد دل ہے کیونکہ یہ اس کا محل ومقام ہے یعنی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی سخاوت دل وجان اور ذوق وشوق سے تھی نہ کہ بطور تکلف اور ریاکاری۔ یہ بھی احتمال ہے کہ اجود، جودت جیم پر زیر سے ہو اس کا معنیٰ ہوگا اللہ کے سوا کسی سے تعلق نہ تھا (کذا فی شرح الشیخ)

۱۴ لہجہ، ہا پر زبر، سکون بھی منقول ہے۔ بعض نے کہا سکون ضعیف ہے، بعض نے یہ معنیٰ کیا ہے کہ آپ کی مبارک زبان تمام سے درست ترین ہے یعنی آپ تمام حروف کو ان کے مخارج سے ادا فرماتے اور اس طرح دوسرا آدمی اس پر قدرت نہیں رکھتا۔

۱۵ عشرۃ، عین کے نیچے زیر بھی آیا ہے جس کا معنیٰ محبت ہے۔

۱۶ آپ کی مجلس وصحبت میں آجاتا۔

۱۷ اس سے یا تو راوی خود یا ہر نعت کہنے والا مراد ہے۔

۵۵۴۲ وَعَنْ جَابِرٍ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمْ يَسْلُكْ طَرِيقًا فَيَتْبَعُهُ اَحَدٌ اِلَّا عَرَفَ اَنَّهُ قَدْ سَلَكَهُ مِنْ طِيبِ عَرَقِهٖ اَوْ قَالَ مِنْ رِيحِ عَرَقِهٖ (رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ)

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب کسی راستہ سے گزرتے تو اگر کوئی آپ کے بعد گزرتا وہ آپ کی خوشبو[۱] یا پسینے کی خوشبو کے باعث جان لیتا کہ آپ ادھر سے گزرے ہیں (الترمذی)

۱ عرف، عرف، عین پر زبر، راء ساکن خوشبو اور بدبو دونوں پر اس کا اطلاق ہوتا ہے۔ ہاں غالب استعمال خوشبو کے لیے ہے یعنی جس راستہ سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا گزر ہوتا وہ آپ کی مہک سے اس قدر معطر ہو جاتا کہ جس سے پتہ چلتا آپ کا ادھر سے گزر ہوا ہے ظاہر (بلکہ صحیح) یہی ہے کہ آپ کے مبارک جسم اطہر کی خوشبو تھی۔ اس خوشبو کی اس کے علاوہ ہو جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم استعمال فرمایا کرتے۔

marfat.com
Marfat.com

۵۵۴۳ وَعَنْ اَبِیْ عُبَیْدَۃَ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ عَمَّارِ بْنِ یَاسِرٍ[1] قَالَ قُلْتُ لِلرُّبَیِّعِ بِنْتِ مُعَوِّذِ بْنِ عَفْرَاءَ صِفِیْ لَنَا رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَتْ یَا بُنَیَّ لَوْ رَاَیْتَہٗ رَاَیْتَ الشَّمْسَ طَالِعَۃً

(رَوَاہُ الدَّارِمِیُّ)

حضرت ابو عبیدہ[1] بن محمد بن عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ کا بیان ہے میں نے حضرت رُبیع[2] بنت معوذ بن عفراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے عرض کیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ہمیں حلیہ بیان فرمائیے۔ فرمایا بیٹے اگر تم حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھتے تو گویا طلوع ہوتا ہوا سورج دیکھتے[3] (الدارمی)

[1] یہ ثقہ تابعی ہیں

[2] رُبیع، راء پر پیش باء پر زبر یا مشدد اور مکسور، معوذ میم پر پیش، عین پر زبر، واو مشدد مکسور مشہور صحابیہ ہیں۔

[3] یعنی اس طرح جلال و نورانیت اور حسن وجمال کہ گویا آفتاب طلوع ہو گیا ہے۔

۵۵۴۴ وَعَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَۃَ قَالَ رَاَیْتُ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فِیْ لَیْلَۃٍ اِضْحِیَانٍ[1] فَجَعَلْتُ اَنْظُرُ اِلٰی رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَاِلَی الْقَمَرِ وَعَلَیْہِ حُلَّۃٌ حَمْرَاءُ فَاِذَا ھُوَ اَحْسَنُ عِنْدِیْ مِنَ الْقَمَرِ

(رَوَاہُ الدَّارِمِیُّ وَالتِّرْمِذِیُّ)

حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بیان ہے، میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو چاندنی[1] رات میں دیکھا تو میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اور چاند کو دیکھنے[2] لگا، آپ پر سرخ جوڑا[3] تھا میری نظر میں حضور[4] چاند سے زیادہ حسین تھے۔ (ترمذی و دارمی)

[1] اِضحیان، ہمزہ کے نیچے زیر، ضاد ساکن، حاء مکسور، ایسی روشن رات جس میں چاند ہو اور بادل و گرد و غبار نہ ہو۔

[2] میں کبھی حضور کو دیکھتا اور کبھی چاند کو۔

[3] سرخ جوڑے کا مفہوم پیچھے حدیث حضرت براء رضی اللہ عنہ میں بیان ہو چکا ہے۔

[4] یہ لذت و ذوق کا اظہار ہے ورنہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم واقع میں اور تمام اہلِ بیت کے ہاں چاند سے زیادہ حسین ہیں۔

۵۵۴۵ وَعَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ قَالَ مَا رَاَیْتُ شَیْئًا اَحْسَنَ مِنْ رَّسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کَاَنَّ الشَّمْسَ تَجْرِیْ فِیْ وَجْھِہٖ وَمَا رَاَیْتُ اَحَدًا اَسْرَعَ فِیْ مَشْیِہٖ مِنْ رَّسُوْلِ اللّٰہِ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے۔ میں نے کوئی چیز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ حسین نہ دیکھی گویا سورج آپ کے چہرہ میں گردش کر رہا ہے اور میں نے کوئی شخص نہ دیکھا جو رفتار میں رسول اللہ

marfat.com
Marfat.com

صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَاَنَّمَا الْاَرْضُ تُطْوٰى لَهٗ اِنَّا لَنُجْهِدُ اَنْفُسَنَا وَاِنَّهٗ لَغَيْرُ مُكْتَرِثٍ (رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ)

صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ تیز ہو گویا آپ کے لیے زمین لپیٹی جاتی تھی۔ ہم تو اپنی جانوں کو مشقت میں ڈال دیتے تھے[1] اور آپ پرواہ نہ فرماتے تھے۔ (الترمذی)

[1] ہم چلنے میں مشقت اور تکلف سے کام لیتے مگر تھک جاتے لیکن آپ صلی اللہ علیہ وسلم بے تکلف آسانی کے ساتھ چلتے نُجْهِدُ۔ نون پر پیش، جیم ساکن اور ہا مکسور، مکترث، میم پہ پیش، کاف ساکن، تاء پر زبر، راء مکسور از لکترات بمعنی پاک ہونا۔ یہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا معجزہ ہے کہ دوسرے مشقت و تھکاوٹ میں ہیں مگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم بے مشقت اور بے تکلف تمام سے تیز رفتار ہوتے۔

۵۵۲۶
۲۱
وَعَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ قَالَ كَانَ فِي سَاقَيْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حُمُوْشَةٌ وَكَانَ لَا يَضْحَكُ اِلَّا تَبَسُّمًا وَكُنْتُ اِذَا نَظَرْتُ اِلَيْهِ قُلْتُ اَكْحَلُ الْعَيْنَيْنِ وَلَيْسَ بِاَكْحَلَ (رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ)

حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ سے ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پنڈلیوں میں کچھ باریکی تھی[1] اور آپ نہ ہنستے تھے مگر مسکراہٹ سے[2] اور جب حضور کو دیکھتا تو کہتا آپ آنکھوں میں سرمہ لگائے ہوئے ہیں حالانکہ سرمہ نہ لگایا ہوتا[3]۔ (الترمذی)

[1] یعنی بھاری نہ تھیں
[2] صراح میں ہے تبسم کا معنی لبوں کا ‏ ‏ کرنا ہے۔
[3] بلکہ قدرتی طور پر آپ کی آنکھیں سرگیں تھیں

دو چشم تو کہ سیاہند سرمہ نہ کردہ ‏ ‏ بسان سرمہ سید کردہ خانہ مردم
تیری دو آنکھیں جو سیاہ ہیں اور ان میں سرمہ نہیں لگا ہے ایسے لوگوں کا گھر (سارا) ہیں جو سیاہ کا ہیں۔

الفصل الثالث

تیسری فصل

۵۵۲۷
۲۲
عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَفْلَجَ الثَّنِيَّتَيْنِ اِذَا تَكَلَّمَ رُؤِيَ كَالنُّوْرِ يَخْرُجُ مِنْ بَيْنِ ثَنَايَاهُ (رَوَاهُ الدَّارِمِيُّ)

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فراخ دانتوں[1] والے تھے جب کلام فرماتے تو آپ کے[2] دانتوں کے درمیان سے نور سا نکلتا۔ (الدارمی)

[1] یعنی دو دانتوں کے درمیان کشادگی تھی۔ فلج فاء اور لام پر زبر بمعنی کشادگی، اگلے دانتوں کو افلج الاسنان کہا جاتا ہے حلیہ مبارک میں مراد بھی یہی ہیں۔ دوسری روایت میں افلج الاسنان کے الفاظ بھی ہیں۔
[2] سامنے کے دانتوں کو اوپر سے لے کر نیچے تک "ثنایا" کہا جاتا ہے یہ لفظ تثنیہ اور جمع دونوں طرح ہے۔

marfat.com
Marfat.com

دونوں اطراف کے دانتوں کو "رباعیات" را پر زبر کہا جاتا ہے، فلج دو کے درمیان کشادگی کو کہتے ہیں۔ صاحب نہایہ کہتے ہیں رباعیات اور ثنایا کے درمیان کی درمیانی کشادگی کو فلج اور ثنایا کے درمیان کشادگی کو فرق کہا جاتا ہے (خا اور را پر زبر) لہذا یہاں فلج کو فرق کی جگہ استعمال کیا گیا ہے۔ اس حدیث کا ظاہر بتا رہا ہے کہ یہ کشادگی صرف اوپر والوں کے ساتھ مخصوص ہی نہیں بلکہ نیچے بھی تھی۔

۵۵۴۸
۲۳ وَعَنْ كَعْبِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا سُرَّ اسْتَنَارَ وَجْهُهٗ حَتّٰى كَانَ وَجْهَهٗ قِطْعَةُ قَمَرٍ وَكُنَّا نَعْرِفُ ذٰلِكَ (مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ)

حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب خوش ہوتے تو آپ کا چہرۂ انور دمک اٹھتا گویا آپ کا چہرہ چاند کا ٹکڑا ہے اور ہم یہ[1] جان لیتے تھے۔ (بخاری ومسلم)

[1] بسبب تروتازگی اور چمک کے ہم محسوس کر لیتے آپ صلی اللہ علیہ وسلم خوش ہیں۔

۵۵۴۹
۲۴ وَعَنْ أَنَسٍ أَنَّ غُلَامًا يَهُوْدِيًّا كَانَ يَخْدِمُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَمَرِضَ فَأَتَاهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَعُوْدُهٗ فَوَجَدَ أَبَاهُ عِنْدَ رَأْسِهٖ يَقْرَأُ التَّوْرَاةَ فَقَالَ لَهٗ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَا يَهُوْدِيُّ أَنْشُدُكَ بِاللّٰهِ الَّذِيْ أَنْزَلَ التَّوْرَاةَ عَلٰى مُوْسٰى هَلْ تَجِدُ فِي التَّوْرَاةِ نَعْتِيْ وَصِفَتِيْ وَمَخْرَجِيْ قَالَ لَا قَالَ الْفَتٰى بَلٰى وَاللّٰهِ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ إِنَّا نَجِدُ لَكَ فِي التَّوْرَاةِ نَعْتَكَ وَصِفَتَكَ وَمَخْرَجَكَ وَإِنِّيْ أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَأَنَّكَ رَسُوْلُ اللّٰهِ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِأَصْحَابِهٖ أَقِيْمُوْا هٰذَا مِنْ عِنْدِ رَأْسِهٖ وَلُوْا أَخَاكُمْ (رَوَاهُ الْبَيْهَقِيُّ فِيْ دَلَائِلِ النُّبُوَّةِ)

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، ایک یہودی لڑکا نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت کیا کرتا تھا وہ بیمار ہو گیا تو اس کے پاس آپ بیمار پرسی کے لیے تشریف لے گئے اور اس کے والد کو اس کے سرہانے تورات پڑھتے پایا تو اس سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے یہودی! میں تجھے اس اللہ کی قسم دیتا ہوں جس نے موسیٰ علیہ السلام پر تورات اتاری کیا تو میرے اوصاف، میری نعت، میری جائے[1] بعثت تورات میں پاتے ہو یا نہیں۔ تو جوان بولا ہاں یا رسول اللہ اللہ کی قسم ہم آپ کی نعت، آپ کی صفات، آپ کی ہجرت تورات میں پاتے ہیں اور میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور بلاشبہ آپ اللہ کے رسول ہیں تب نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے صحابہ سے فرمایا اس یہودی کو اس جوان کے پاس سے اٹھا دو اور تم اپنے بھائی کا انتظام کرو۔ (دلائل النبوۃ للبیہقی)

[1] مخرج، وقت وجائے بعثت، نعت، وصف کا ایک ہی مفہوم ہے گویا ایک سے مراد حسنات ظاہری جبکہ دوسرے سے مراد باطنی صفات ہیں۔

۵۵۵۰
۲۵ وَعَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے نبی کریم صلی اللہ

marfat.com
Marfat.com

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّهٗ قَالَ اِنَّمَا اَنَا رَحْمَةٌ مُهْدَاةٌ۔ (رَوَاهُ الدَّارِمِيُّ وَالْبَيْهَقِيُّ فِيْ شُعَبِ الْاِيْمَانِ)

علیہ وسلم نے فرمایا بلاشبہ میں سراپا رحمت اور تحفہ ہوں (دارمی، شعب الایمان للبیہقی) [۱]

[۱] میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے خصوصی رحمت ہوں۔ شیخ ابوالعباس مرسی فرماتے ہیں یہ اس امت کی تکریم و تعظیم ہے کیونکہ ہدیہ برائے تکریم ہی ہوتا ہے۔

[۲] یہاں مصنف نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خلقت اور سراپا کے بارے میں بہت سی روایات ذکر کی ہیں۔ لیکن بہت سی رہ گئیں ہیں ہم نے اس کی شرح میں کتب احادیث سے اضافات بھی کیے ہیں وہاں مطالعہ کیجیے۔

بَابٌ فِيْ اَخْلَاقِهٖ وَشَمَائِلِهٖ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اخلاق وعادات کا بیان

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اخلاق میں مہربانی، جوانمردی، شجاعت، سخاوت، نرمی، تحمل، تواضع، رحمت، حیاء وغیرہ شامل ہیں جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ظاہری صورت وسراپا سے مصنف فارغ ہوئے جیسے صورت و خَلق (خاء پر زبر) کہا جاتا ہے تو اب آپ کی باطنی صفات کا تذکرہ کرنا چاہ رہے ہیں جنھیں خُلق (خاء پر پیش) کہا جاتا ہے۔ شمائل، شمال، شین کے نیچے زیر بمعنی طبع کی جمع ہے (القاموس)

صراح میں ہے شمائل بالکسر بائیں ہاتھ اور عادت، جس شمال کا معنی بائیں ہاتھ ہے اس کی جمع اشمل آتی ہے ہاں شمائل بھی کبھی آتی ہے۔ شرح شفاء میں ہے شمال بالکسر بمعنی سیرت ہے اور خلق کے معنی میں بھی آتا ہے۔

الفصل الاوّل

پہلی فصل

۵۵۵۱ عَنْ اَنَسٍ قَالَ خَدَمْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَشْرَ سِنِيْنَ فَمَا قَالَ لِيْ اُفٍّ وَّلَا لِمَ صَنَعْتَ وَلَا اَلَّا صَنَعْتَ (مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ)

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی دس سال خدمت [۱] کی۔ آپ نے مجھے کبھی اف [۲] تک نہ کہا یہ نہ کہا یہ کیوں کیا اور کیوں [۳] نہ کیا (بخاری ومسلم)

[۱] جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے شہر مدینہ میں ہجرت فرمائی۔ حضرت انس کی والدہ یا بعض ان کے انصاری اعزہ نے

marfat.com
Marfat.com

حضرت انس رضی اللہ عنہ کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت کے لیے وقف کر دیا اس وقت ان کی عمر آٹھ یا دس سال تھی۔ شہر مدینہ میں مدتِ اقامت دس سال ہی ہے۔

۲ اف، ہمزہ پر پیش، فاء مشدد مکسور، تنوین کے ساتھ یا اس کے بغیر، اس حکم کی دلالت، کراہت، زجر، تنگی دل اور ناپسندیدہ عمل پر آواز بلند کرنا ہے۔

۳ خواہ ان کا تعلق امورِ دنیا سے تھا یا امورِ دین سے۔ یہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا کمال شفقت اور حسن اخلاق ہی ہے۔ امام طیبی لکھتے ہیں کہ اس میں حضرت انس رضی اللہ عنہ کی بھی مدح ہے۔ میں نے کبھی ایسا کام نہ کیا جس سے آپ ناراض ہوں۔ لیکن اول معنی مقام کے انسب اور موافق ہے۔ ہاں حضور کی ان پر شفقت و کرم کو یہ معنی بھی متضمن ہے۔

۵۵۵۲ وَعَنْهُ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ اَحْسَنِ النَّاسِ خُلُقًا فَاَرْسَلَنِيْ يَوْمًا لِحَاجَةٍ فَقُلْتُ وَاللّٰهِ لَا اَذْهَبُ وَفِيْ نَفْسِيْ اَنْ اَذْهَبَ لِمَا اَمَرَنِيْ بِهٖ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَخَرَجْتُ حَتّٰى اَمُرَّ عَلٰى صِبْيَانٍ وَهُمْ يَلْعَبُوْنَ فِي السُّوْقِ فَاِذَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ قَبَضَ بِقَفَايَ مِنْ وَّرَائِيْ قَالَ فَنَظَرْتُ اِلَيْهِ وَهُوَ يَضْحَكُ فَقَالَ يَا اُنَيْسُ ذَهَبْتَ حَيْثُ اَمَرْتُكَ قُلْتُ نَعَمْ اَنَا اَذْهَبُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ (رَوَاهُ مُسْلِمٌ)

انھی سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لوگوں میں سب سے اچھے اخلاق والے تھے حضور نے مجھے ایک دن کسی کام کے لیے بھیجا میں نے کہا اللہ کی قسم میں نہ جاؤں گا اور میرے دل میں[۱] یہ تھا کہ اس کام کے لیے جاؤں جس کا مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا چنانچہ میں روانہ ہو گیا حتیٰ کہ میں کچھ بچوں پر گزرا جو بازار میں کھیل رہے تھے اچانک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے میرے پیچھے سے میری گردن پکڑ لی۔ فرماتے ہیں میں نے حضور کی طرف دیکھا آپ ہنس رہے تھے۔ فرمایا اے انیس کیا تم وہاں جا رہے ہو یہاں جانے کا میں نے تم کو حکم دیا تھا میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! میں جا رہا ہوں۔ (المسلم)

۱ باوجودیکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا تھا دل میں تھا جاؤں گا لیکن زبان سے کہہ دیا میں نہیں جاؤں گا یہ واقعہ ان کی چھوٹی عمر اور بے سمجھی کا ہے اور ابھی وہ بلوغ کی عمر کو نہیں پہنچے تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی اس بات پر توجہ ہی نہ دی اور نہ اس پر ناراض ہوئے بلکہ مزاح کے انداز میں تبسم اور نرمی فرمائی۔

انیس یہ انس کی تصغیر ہے، برائے پیار و شفقت

۵۵۵۳ وَعَنْهُ قَالَ كُنْتُ اَمْشِيْ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَعَلَيْهِ بُرْدٌ نَجْرَانِيٌّ غَلِيْظُ الْحَاشِيَةِ فَاَدْرَكَهٗ

انھی سے مروی ہے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ چل رہا تھا آپ نے نجرانی[۱] موٹے کنارے والی چادر اوڑھ رکھی تھی۔ حضور کو ایک بدوی نے پکڑ لیا

marfat.com
Marfat.com

اَعْرَابِیٌّ فَجَبَذَهٗ بِرِدَائِهٖ جَبْذَةً شَدِيْدَةً وَّرَجَعَ نَبِيُّ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ نَحْرِ الْاَعْرَابِيِّ حَتّٰى نَظَرْتُ اِلٰى صَفْحَةِ عَاتِقِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ اَثَّرَتْ بِهَا حَاشِيَةُ الْبُرْدِ مِنْ شِدَّةِ جَبْذَتِهٖ ثُمَّ قَالَ يَا مُحَمَّدُ مُرْ لِيْ مِنْ مَالِ اللّٰهِ الَّذِيْ عِنْدَكَ فَالْتَفَتَ اِلَيْهِ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ ضَحِكَ ثُمَّ اَمَرَ لَهٗ بِعَطَاءٍ (مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ)

اور حضور کو آپ کی چادر سے کھینچا کہ آپ[۱] اس کے سینہ تک پہنچ گئے حتیٰ کہ میں نے آپ کی گردن مبارک پر[۲] سخت کھینچنے کی وجہ نشان دیکھا۔ پھر بولا اے محمد! اللہ کا جو مال آپ کے پاس ہے اس میں سے میرے لیے بھی حکم دیجیے۔ آپ نے اس کی طرف دیکھا، پھر ہنسے پھر اس کے لیے عطاء کا حکم فرمایا[۴]۔ (بخاری و مسلم)

۱ نجرانی، نجران، نون پر زبر، نجران کی طرف منسوب، جیم ساکن جگہ کا نام ہے۔
۲ یعنی آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس کے بہت قریب ہو گئے۔
۳ عاتق، کندھے کی چادر والی جگہ
۴ لوگوں کی طرف سے جفا کے باوجود آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے یہ کمال حلم و تحمل کا مظاہرہ ہے یہ دیہاتی اور درشت خو تھا نہ اس نے اخلاق کی تربیت پائی اور نہ ادب سیکھا۔ اس روایت میں صاحب منصب لوگوں کے لیے سبق ہے کہ وہ رعایا کی طرف سے بے عقلی اور تکلیف کے باوجود ان سے حسن سلوک کا برتاؤ کریں۔

۵۵۵۴ وَعَنْهُ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَحْسَنَ النَّاسِ وَاَجْوَدَ النَّاسِ وَاَشْجَعَ النَّاسِ وَلَقَدْ فَزِعَ اَهْلُ الْمَدِيْنَةِ ذَاتَ لَيْلَةٍ فَانْطَلَقَ النَّاسُ قِبَلَ الصَّوْتِ فَاسْتَقْبَلَهُمُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ سَبَقَ النَّاسَ اِلَى الصَّوْتِ وَهُوَ يَقُوْلُ لَمْ تُرَاعُوْا لَمْ تُرَاعُوْا وَهُوَ عَلٰى فَرَسٍ لِاَبِيْ طَلْحَةَ عُرْيٍ مَا عَلَيْهِ سَرْجٌ وَفِيْ عُنُقِهٖ سَيْفٌ فَقَالَ لَقَدْ وَجَدْتُهٗ بَحْرًا (مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ)

انہی سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تمام لوگوں میں بہت حسین[۱] اور سب سے زیادہ سخی سب سے زیادہ بہادر تھے۔ ایک رات مدینہ والے گھبرائے[۲] تو لوگ آواز کی طرف دوڑے تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم ان کی طرف روانہ ہوئے آپ لوگوں سے پہلے آواز کی طرف دوڑے اور فرماتے[۳] جاتے مت گھبراؤ، اور آپ ابوطلحہ کے ننگے گھوڑے[۴] پر تھے، جس پر زین نہ تھی اور آپ کے گلے میں تلوار تھی پھر فرمایا کہ ہم نے اسے دریا[۵] پایا۔ (بخاری و مسلم[۶])

۱ حسن و جمال، فضل و کمال، صفات حمیدہ اور اخلاق عظیمہ میں
۲ شاید کوئی ڈاکو یا دشمن آ گیا ہے۔

marfat.com
Marfat.com

سے رُدِّعَ، ڈرنا، تراعوا، تاء اور عین پر پیش
سے اس پر زین نہ تھی ۔ ھ بہت تیز رفتار
سے دوسری روایت میں ہے یہ گھوڑا نہایت ہی سست رفتار تھا اس کے بعد یہ اس قدر تیز ہوگیا کہ دوسرا گھوڑا اس کا مقابلہ نہ کر پاتا ۔ حقیقت یہ ہے جس کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی مدد اور برکت نصیب ہوجائے اگرچہ وہ لا شیٔ ہو تو وہ شیٔ ہوجاتی ہے ۔ اگر کمزور ہو تو غالب ہوجاتی ہے اگر پست ہو تو بلند ہوجاتی ہے اگر ضعیف ہو تو قوی ہوجاتی ہے ۔

تومرا دل دہ دلیرے بین روبۂ خویش خواں وشیرے بین
تو جسے دل عطا فرما پھر جرارت دیکھ تو اپنی لومڑی فرمادے پھر شیر بنتا دیکھ

۵۵۵۵ وَعَنْ جَابِرٍ قَالَ مَا سُئِلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ شَيْئًا قَطُّ فَقَالَ لَا (مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ)

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کوئی چیز نہ مانگی گئی کہ حضور نے فرمایا ہو نہیں ۔ (بخاری و مسلم)

سلہ کہ میں نہیں دیتا ۔ شیخ ابن حجر کہتے ہیں کہ کبھی بھی لا کا لفظ زبان پر نہ آیا بلکہ اگر ہوا عطا فرما دیا اگر نہ ہوا تو خاموشی اختیار فرمائی ۔ ایک اور روایت میں یہی مفہوم آیا ہے اور حضرت ابوہریرہ سے مروی حدیث کے قریب ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں کھانا پیش کیا جاتا تو اسے عیب نہ لگاتے تمنا ہوتی تو تناول فرما لیتے ورنہ ترک فرما دیتے ۔ شیخ عزالدین بن عبدالسلام سے منقول ہے کہ عطا کرنے کے لیے کبھی آپ کی زبان پر لاء نہیں آیا اور بوقت ضرورت یا بوقت عدم موجودگی پر بالطریق عذر کہنے کے منافی نہیں ۔ جیسا کہ فرمایا لَا اَجِدُ مَا اَحْمِلُكُمْ عَلَيْهِ (میں نہیں پاتا کوئی چیز جس پر تمہیں سوار کردوں) فرزدق نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی مدح میں کہا

ما قال لا قط الا فی تشہدہ لو لا التشہد کانت لاءہ نعم
(کلمہ شہادت کے علاوہ کبھی لا نہیں فرمایا اگر شہادت کا معاملہ نہ ہوتا تو وہاں لا کی جگہ نعم فرما دیتے)
کسی نے اسی مضمون کو فارسی میں (کسی کے بارے میں) یوں بیان کیا شعر
(آپ کی زبان پر لا کا کلمہ کبھی نہیں آیا ماسوائے اشہدان لآ الٰہ الا اللہ کے)
لیکن آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی صفت مخصوصہ کو کسی ظالم وفاسق کیلئے ثابت کرنا نہایت ہی تعجب والی بات ہے ہم ایسی ذلت اور گمراہی سے اللہ کی پناہ مانگتے ہیں ۔

۵۵۵۶ وَعَنْ اَنَسٍ اَنَّ رَجُلًا سَأَلَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ غَنَمًا بَيْنَ جَبَلَيْنِ فَاَعْطَاهُ اِيَّاهُ فَاَتٰى قَوْمَهٗ فَقَالَ اَیْ قَوْمِ اَسْلِمُوْا

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے ایک شخص نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے دو پہاڑوں کے درمیان بھری ہوئی بکریاں مانگیں حضور نے سب عطا کر دیں وہ اپنی قوم میں جا کر کہنے لگا اے میری قوم! مسلمان ہو جاؤ

marfat.com
Marfat.com

فَوَاللّٰهِ اِنَّ مُحَمَّدًا لَيُعْطِيْ اِعْطَاءً مَا يَخَافُ الْفَقْرَ (رَوَاهُ مُسْلِمٌ)

اللہ کی قسم محمد ایسی عطا فرماتے ہیں کہ فقر کا خوف نہیں رکھتے۔ (المسلم)

سلہ اس قدر بکریاں زیادہ تھیں کہ دونوں پہاڑوں کے درمیان وادی اُن سے پُر تھی۔

سلہ انھوں نے تمام کی تمام عطا کر دیں اور اپنے پاس کچھ نہ رکھا۔ کسی شاعر نے یہی بات یوں کہی ہے۔ شعر

جو کچھ ہاتھ میں آتا ہے تو اس سے زیادہ دیتا ہے یہ سخاوت اس کی ہے
جو فقر کو عار محسوس نہیں کرتا

۵۵۵۷ وَعَنْ جُبَيْرِ بْنِ مُطْعِمٍ بَيْنَمَا هُوَ يَسِيْرُ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَقْفَلَهُ مِنْ حُنَيْنٍ فَعَلِقَتِ الْاَعْرَابُ يَسْأَلُوْنَهُ حَتّٰى اضْطَرُّوْهُ اِلٰى سَمُرَةٍ فَخَطِفَتْ رِدَاءَهُ فَوَقَفَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ اَعْطُوْنِيْ رِدَائِيْ لَوْ كَانَ لِيْ عَدَدَ هٰذِهِ الْعِضَاهِ نَعَمٌ لَقَسَمْتُهُ بَيْنَكُمْ ثُمَّ لَا تَجِدُوْنِيْ بَخِيْلًا وَّلَا كَذُوْبًا وَّلَا جَبَانًا۔ (رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ)

حضرت جبیر بن مطعم[1] سے مروی ہے ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ چل رہے تھے حنین[2] سے واپسی پر، تو بدوی لوگ حضور سے لپٹ گئے آپ[3] سے مانگتے تھے حتیٰ کہ آپ کو ایک خاردار درخت[4] کی طرف لے گئے آپ کی چادر رکھ لی۔ پھر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ٹھہر گئے فرمایا مجھے میری چادر تو دے دو، اگر میرے پاس ان درختوں کے برابر جانور[6] ہوتے تو میں تم میں تقسیم کر دیتا۔ پھر تم مجھے نہ تو کنجوس پاتے، نہ جھوٹ بولنے والا نہ بزدل۔ (البخاری)

سلہ مُطعِم، میم پر پیش، طا ساکن، عین مکسور بن عدی بن نوفل بن عبد مناف۔ امام ذہبی "الکاشف" میں ان کے بارے میں لکھتے ہیں:۔

"اشراف قریش میں سے ہیں، انساب اخبار اور واقعات عرب کے ماہر ہیں۔ سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے شاگرد ہیں"۔

سلہ یہ غزوہ فتح مکہ کے بعد ہوا

سلہ غنائم حنین سے، اور اس غزوہ سے مالِ غنیمت بہت حاصل ہوا تھا، آپ کی بخشش بھی بہت زیادہ تھی۔ خصوصاً اہلِ مکہ کے مؤلفہ قلوب پر۔ سابقہ حدیث میں جو بکریوں کی سخاوت کا ذکر آیا ہے وہ بھی اسی جگہ کا واقعہ ہے۔

سلہ سَمُرہ، سین پر زبر، میم پر پیش، خاردار درخت جو جنگل میں ہوتا ہے۔

۵ فخطفت۔ خا پر زبر اور طا مکسور

سلہ نَعَمٌ، وہ اونٹ ہوتے یا بکریاں

marfat.com
Marfat.com

شہ نہ میں فقر سے ڈرنے والا ہوں ، جبن شجاعت کی ضد ہے ، عطا میں جوانمردی بھی از قبیلہ شجاعت ہے دینے میں بُخل سے کام لینا بزدلی کی طرح ہے ۔ بعض نے کہا "میں جھوٹا نہیں اور نہ میں بزدل ہوں" کے الفاظ الگ ہیں اور یہ بطور تتمہ صفات آئے ہیں اور صفاتِ حمیدہ پر جامع ہونے کی طرف اشارہ ہے ۔

۵۵۵۹ وَعَنْ اَنَسٍ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا صَلَّى الْغَدَاةَ جَاءَ خَدَمُ الْمَدِيْنَةِ بِاٰنِيَتِهِمْ فِيْهَا الْمَاءُ فَمَا يَاْتُوْنَ بِاِنَاءٍ اِلَّا غَمَسَ يَدَهٗ فِيْهَا فَرُبَمَا جَاءُوْهُ بِالْغَدَاةِ الْبَارِدَةِ فَيَغْمِسُ يَدَهٗ فِيْهَا (رَوَاهُ مُسْلِمٌ)

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب صبح کی نماز ادا فرماتے تو آپ کے پاس شہر مدینہ کے لونڈی غلام اپنے برتن لے آتے تھے جن میں پانی ہوتا تو وہ کوئی برتن نہ لاتے مگر حضور اس میں اپنا ہاتھ ڈبو[۱] دیتے تو بہت دفعہ وہ لوگ آپ کے پاس بہت ٹھنڈی فجر کو پانی لاتے آپ ان میں اپنا ہاتھ ڈبو[۲] دیتے ۔ (المسلم)

[۱] تاکہ وہ متبرک ہو جائے اور ان کے لیے ذریعہ شفا بن جائے

[۲] یہ کمال شفقت اور مہربانی ہے ۔ اس میں اس طرف بھی اشارہ ہے کہ مخلوق کے نفع کے لیے خود کو تکلیف میں ڈال لیتے ۔

۵۵۶۰ وَعَنْهُ قَالَ كَانَتْ اَمَةٌ مِّنْ اِمَاءِ اَهْلِ الْمَدِيْنَةِ تَاْخُذُ بِيَدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَتَنْطَلِقُ بِهٖ حَيْثُ شَاءَتْ (رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ)

اور انھی سے مروی ہے کہ اہلِ مدینہ کی خادمہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ہاتھ پکڑ لیتی تھی تو جہاں چاہتی حضور کو لے جاتی تھی[۱] (البخاری)

[۱] اپنی حاجتیں عرض کرتی ، یہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی امت پر کمال شفقت ہے حتیٰ کہ امت کے کمزور ترین فرد بھی ۔

۵۵۶۱ وَعَنْهُ اَنَّ امْرَاَةً كَانَتْ فِيْ عَقْلِهَا شَيْءٌ فَقَالَتْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنَّ لِيْ اِلَيْكَ حَاجَةً فَقَالَ يَا اُمَّ فُلَانٍ اُنْظُرِيْ اَيَّ السِّكَكِ شِئْتِ حَتّٰى اَقْضِيَ لَكِ حَاجَتَكِ فَخَلَا مَعَهَا فِيْ بَعْضِ الطُّرُقِ حَتّٰى فَرَغَتْ مِنْ حَاجَتِهَا۔ (رَوَاهُ مُسْلِمٌ)

اور انھی سے مروی ہے ایک خاتون کی عقل میں فتور تھا اس نے عرض کیا یا رسول اللہ مجھے آپ[۱] سے کام ہے فرمایا اے فلاں کی ماں ! تو سوچ لے کون سی[۲] گلی پسند کرتی ہے کہ میں وہاں جاکر تیرا کام کروں تو ایک راستہ میں حضور اس کے ساتھ کھڑے ہو گئے حتیٰ کہ وہ اپنے کام[۳] سے فارغ ہو گئی ۔ (المسلم)

[۱] آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا اُدھر سے گزر ہوا تھا ۔

marfat.com
Marfat.com

۲ یہاں تو بٹھانا یا لے جانا چاہے گی میں حاضر ہوں ۔
۳ جو عرض معروض اس نے کرنا تھی کر دی ۔

۵۵۶۱ وَعَنْهُ قَالَ لَمْ يَكُنْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاحِشًا وَلَا لَعَّانًا وَلَا سَبَّابًا كَانَ يَقُوْلُ عِنْدَ الْمَعْتِبَةِ مَالَهٗ تَرِبَ جَبِيْنُهٗ
(رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ)

انھی سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فحش گو[1]، لعنت[2] کرنے والے اور گالی دینے والے نہ تھے۔ ناراضگی کے وقت آپ فرمایا کرتے اسے کیا ہوگیا ہے اس کی پیشانی خاک[3] آلود ہو۔
(البخاری)

۱ جواب او گفتگو میں حد سے بڑھ جانا، اکثر طور پر اس کا اطلاق جماع اور اس کے متعلقات پر ہوتا ہے بے حیاء اور اہل فساد کو فاحشہ کہا جاتا ہے۔ اہلِ اصلاح اور ارباب حیاء اس سے اعراض کرتے ہوئے بطور کنایہ اور ابہام پر اکتفا کر لیتے ہیں بلکہ بول و براز کو قضائے حاجت سے تعبیر کرتے ہیں۔ فحش زیادت، کثرت اور زنا و معصیت کے معنی میں بھی آتا ہے۔

۲ لعن، اللہ تعالیٰ کی بارگاہِ رحمت سے دوری کی دعا کو کہا جاتا ہے۔ غیر مستحق پر لعنت کرنا سخت گناہوں میں سے ہے اکثر طور پر یہ کبیرہ بن جاتا ہے۔ اس پر اتفاق ہے کہ کسی معین شخص پر لعنت حرام ہے اگرچہ وہ کافر ہو مگر یہ کہ بالیقین معلوم ہو کہ وہ دنیا سے کافر فوت ہوا مثلاً ابوجہل، ابولہب وغیرہ۔ کسی کی علم وصف پر لعنت حرام نہیں مثلاً کفار پر لعنت، سود خوروں پر لعنت، ظالموں پر لعنت، واضح رہے کہ لعنت کی دو قسمیں ہیں۔ اللہ کی رحمت اور جنت سے دوری اور ہمیشہ جہنم کے عذاب میں رہنا یہ کفار کے ساتھ مخصوص ہے۔ دوسرا اللہ تعالیٰ کے قرب، خصوصی رحمت اور درجہ یقین سے دوری، یہ بعض گناہ گاروں اور بدکاروں کو شامل ہے۔ اس بحث و تحیص سے بہت سی مشکلات کا حل نکل آتا ہے۔ واللہ اعلم۔

۳ مَعْتَبَہ، تاء پر زبر یا زیر، عتاب و غصہ میں آنا، بمعنی ناز کرنا بھی آتا ہے۔

۴ یہ ذلت سے کنایہ ہے یعنی جب زیادہ ناراض ہوتے تو یہ کلمہ فرماتے، تیری ناک خاک آلود ہو۔ اس میں گالی نہیں بلکہ سجدہ کے معنی میں ہے۔

۵۵۶۲ وَعَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ قَالَ قِيْلَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اُدْعُ عَلَى الْمُشْرِكِيْنَ قَالَ اِنِّىْ لَمْ اُبْعَثْ لَعَّانًا وَاِنَّمَا بُعِثْتُ رَحْمَةً
(رَوَاهُ مُسْلِمٌ)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے ہے عرض کیا گیا یا رسول اللہ مشرکین کے خلاف دعا[1] فرمایئے فرمایا میں بددعا کرنے والا بنا کر نہیں بھیجا گیا۔ میں تو رحمت[2] ہی بنا کر بھیجا گیا ہوں (المسلم)

۱ تاکہ تمام تباہ و ہلاک ہو جائیں
۲ ہر ایک کے لیے خواہ وہ مومن ہوں یا کافر اہلِ ایمان کے لیے تو واضح ہے کفار کے لیے بایں وجہ

marfat.com
Marfat.com

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دنیا میں ان پر عذاب نہ آنے کا ذریعہ ہیں ۔ جیسا کہ قرآن مجید میں آیا ہے ۔ وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيُعَذِّبَهُمْ وَاَنْتَ فِيْهِمْ بخلاف سابقہ امم کے وہ اپنے اپنے رسولوں کی مخالف دعا سے تباہ وہلاک ہوگئیں ۔ ہاں بعض مشرکین کے خلاف بحکم الٰہی آپ نے دعا کی تو وہ ہلاک ہوگئے ، جیسا کہ بدر کے دن مشرکین قریش کا معاملہ ہے ۔

۵۵۶۳ وَعَنْ اَبِیْ سَعِیْدِنِ الْخُدْرِیِّ قَالَ كَانَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَشَدَّ حَيَاءً مِنَ الْعَذْرَاءِ فِیْ خِدْرِهَا[1] فَاِذَا رَاٰى شَيْئًا يَكْرَهُهٗ عَرَفْنَاهُ فِیْ وَجْهِهٖ (مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ) [12]

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے ۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اس سے بھی زیادہ شرمیلے تھے جیسی کنواری لڑکی اپنے پردے[1] میں شرمیلی ہوتی ہے جب کوئی ناپسند چیز دیکھتے تو ہم چہرہ انور میں اسے پہچان[2] لیتے (بخاری ومسلم)

[1] خدر ، خاء کے نیچے زیر ، دال ساکن ، خواتین کے لیے گھر یو پردہ ، نہایہ میں ہے گھر کا وہ گوشہ جس پر پردہ ہوتا ہے اور کنواری لڑکی وہاں ہوتی ہے صراح میں ہے خدر خاء کے نیچے کسرہ پردہ اور مخدر پردہ نشین خاتون

[2] چہرہ اقدس پر اثرات کی وجہ سے ہم ناپسندیدگی جان لیتے ۔ اگرچہ آپ حیاء کے پیش نظر کچھ نہ فرماتے اور اظہار ناپسندیدگی نہ فرماتے ۔

۵۵۶۴ وَعَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ مَا رَاَيْتُ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُسْتَجْمِعًا[1] قَطُّ ضَاحِكًا حَتّٰى اَرٰى مِنْهُ لَهَوَاتِهٖ[2] ، وَاِنَّمَا كَانَ يَتَبَسَّمُ[3] (رَوَاهُ الْبُخَارِیُّ) [14]

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو کبھی کھل کر[1] پورا ہنستا ہوا نہ دیکھا ۔ حتی کہ میں آپ کی داڑھیں دیکھ لیتی ۔ آپ تبسم ہی فرمایا کرتے ۔ (البخاری)

[1] بتمام وکمال ہنسنا

[2] لہوات ، یہ لہاۃ کی جمع ہے گوشت کا حصہ جو منہ کی انتہاء پر اعلائے حلق کے پاس ہوتا ہے صراح میں ہے لہاۃ کا معنی کوّے کے ہیں ، لہوات جمع لانا اجزاء کی وجہ سے ہے ۔

[3] یہ اغلب حال کا ذکر ہے کبھی کبھی اس پر اضافہ بھی ہوا ، جیسا کہ باب ضحک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں آرہا ہے ۔

۵۵۶۵ وَعَنْهَا قَالَتْ اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمْ يَكُنْ يَسْرُدُ الْحَدِيْثَ كَسَرْدِكُمْ كَانَ يُحَدِّثُ حَدِيْثًا لَوْعَدَّهُ الْعَادُّ لَاَحْصَاهُ (مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ) [15]

اور انھی سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تمھاری طرح جلدی[1] جلدی بات نہ کرتے تھے آپ باتیں یوں کرتے کہ اگر کوئی گننے والا گننا چاہتا تو انھیں گن لیتا ۔ (بخاری ومسلم)

marfat.com
Marfat.com

لے کہ اس طرح پے در پے کلمات ہوں کہ سننے والے پر خلط ملط ہو جائیں بلکہ جُدا جُدا کلمات ہوتے سرد، سین پر زبر، چمڑے کا سینا، زرہ کا سلنا، پے در پے کرنا اور مسلسل گفتگو کرنا۔

۵۵۶۶/۱۶ وَعَنِ الْاَسْوَدِ قَالَ سَاَلْتُ عَائِشَةَ مَا كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَصْنَعُ فِيْ بَيْتِهٖ قَالَتْ كَانَ يَكُوْنُ فِيْ مِهْنَةِ اَهْلِهٖ تَعْنِيْ خِدْمَةَ اَهْلِهٖ فَاِذَا حَضَرَتِ الصَّلٰوةُ خَرَجَ اِلَى الصَّلٰوةِ۔ (رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ)

حضرت اسودؒ[1] سے ہے میں نے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا نبی صلی اللہ علیہ وسلم اپنے گھر میں کیا کرتے تھے۔ فرمایا اپنے گھر میں کام کاج[2] میں مشغول رہتے یعنی گھر والوں[3] کا کام کرتے تھے پھر جب نماز آجاتی تو نماز کے لیے تشریف لے جاتے تھے۔ (البخاری)

لے یہ تابعی ہیں۔ حضور کی ظاہری حیات کو انھوں نے پایا۔ خلفاءِ اربعہ کی زیارت کا شرف پایا۔ اکابر صحابہ سے حدیث پڑھی، اسی حج اور عمرے ادا کیے، ہمیشہ روزہ رکھتے ہر رات قرآنِ مجید مکمل پڑھتے۔ ثقہ اور فقیہہ اور کثیر احادیث والے ہیں۔

لے۲ مہنۃ، میم مکسور، تاء مفتوح۔ اصمعی نے میم کے کسرہ کا انکار کیا ہے۔ ہاء ساکن بروزن کلمۃ بمعنی خدمت جیسا کہ اگلے الفاظ میں اس کی تفسیر ہے۔

لے۳ مثلاً بکریاں دوھنا، کپڑا اور نعل سینا، اس حدیث سے واضح ہو رہا ہے۔ اہلِ خانہ کی خدمت کرنا انبیاء مرسلین اور صالحین کا طریقہ ہے۔

۵۵۶۷/۱۷ وَعَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ مَا خُيِّرَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْنَ اَمْرَيْنِ قَطُّ اِلَّا اَخَذَ اَيْسَرَهُمَا مَا لَمْ يَكُنْ اِثْمًا فَاِنْ كَانَ اِثْمًا كَانَ اَبْعَدَ النَّاسِ مِنْهُ وَمَا انْتَقَمَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِنَفْسِهٖ فِيْ شَيْءٍ قَطُّ اِلَّا اَنْ تُنْتَهَكَ حُرْمَةُ اللّٰهِ فَيَنْتَقِمُ لِلّٰهِ بِهَا۔ (مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی[1] ہے: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دو کاموں میں جب بھی اختیار دیا گیا تو حضور نے ان میں سے آسان کو اختیار کیا بشرطیکہ وہ گناہ نہ ہوتا لیکن اگر گناہ ہوتا تو سب لوگوں سے زیادہ دور رہتے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی ذات کے لیے کسی چیز میں بدلہ نہ لیا۔ مگر یہ کہ اللہ تعالیٰ کے دین کی حرمت توڑی جاتی تو اللہ کے لیے اس کا بدلہ ضرور لیتے۔ (بخاری ومسلم)

لے اس حدیث میں کلام کیا گیا ہے۔ اختیار عام ہے یا اللہ تعالیٰ کی طرف سے یا مخلوق کی طرف سے جب اختیار ہوگا تو کسی جانب کا گناہ ہونا محال ہے ہاں یہ مراد ہو سکتا ہے کہ وہ گناہ کی طرف مفضی ہے مثلاً اختیار دیا گیا خزائنِ زمین لینے، کفایت روزی کے اختیار میں ان میں عبادت کے لیے فارغ نہ رہنے کا احتمال ہے تو گناہ سے امر نسبی مراد ہے گناہ مراد نہیں کیونکہ اس سے عصمت ثابت ہے (کذا قال الشیخ ابنِ حجر)۔ مجمع البحار میں ہے اگر

marfat.com
Marfat.com

اختیار از کفار و منافقین ہو تو گناہ کا ہونا واضح ہے اگر مسلمانوں کی طرف سے ہو تو اس سے مراد گناہ کی طرف لے جانے والا معاملہ ہو گا جیسا کہ مجاہدہ اور اقتصاد میں اختیار، کیونکہ جو مجاہدہ ہلاکت کی طرف لے جائے وہ جائز نہیں یا اختیار اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہو گا کہ اس میں دو یا ایک سزا ہو یا اس کے اور کفار کے درمیان ہو مثلاً قتل یا جزیہ یا حق خدا میں مجاہدہ اور اعتدال کے درمیان ہو۔

۲ شیخ ابن حجر فرماتے ہیں۔ آپ کی ذات کے حوالے سے آپ نے کبھی انتقام نہیں لیا۔ پس اب یہ اعتراض نہیں ہو سکتا کہ آپ نے ایذا دینے والے کے قتل کا حکم دیا کیوں کہ اس نے اللہ تعالیٰ کو بھی ایذا دی تھی۔ بعض نے کہا کہ یہ اس میں ہے جو شے کفر تک نہ پہنچائے۔ بعض نے کہا یہ واقعہ مال کے ساتھ مخصوص ہے یہاں عزت و حرمت مراد نہیں۔ تہک بمعنی غلبہ ہے یعنی جس نے حدود و محارم شریعت توڑنے میں مبالغہ سے کام لیا۔ صراح میں ہے نہک کپڑے کا پرانا ہونا مبالغہ کرنا مراد ہوتا ہے۔

۵۵۶۸ وَعَنْهَا قَالَتْ مَا ضَرَبَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ شَيْئًا قَطُّ بِيَدِهٖ وَلَا امْرَأَةً وَّلَا خَادِمًا اِلَّا اَنْ يُّجَاهِدَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَمَا نِيْلَ مِنْهُ شَيْءٌ قَطُّ فَيَنْتَقِمُ مِنْ صَاحِبِهٖ اِلَّا اَنْ يُّنْتَهَكَ شَيْءٌ مِّنْ مَّحَارِمِ اللّٰهِ فَيَنْتَقِمُ لِلّٰهِ (رَوَاهُ مُسْلِمٌ)

اور انھی سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے ہاتھ سے کسی کو نہ مارا، نہ کسی بیوی کو نہ کسی خادم[۱] کو۔ مگر یہ کہ اللہ کی راہ میں جہاد کرتے اور ایسا کبھی نہ ہوا کہ آپ سے کوئی چیز پائی جائے پھر اس کے کرنے والے سے بدلہ لیتے مگر اس صورت میں کہ اللہ کی محرمات میں سے کوئی حرمت توڑ دی جاتی تو اللہ کے لیے اس کا بدلہ لیتے تھے۔ (المسلم)

۱ خادم کا اطلاق مذکر و مؤنث دونوں پر آتا ہے۔

۲ خود صاحب یا صاحب چیز

الفصل الثانی

دوسری فصل

۵۵۶۹ وَعَنْ اَنَسٍ قَالَ خَدَمْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاَنَا ابْنُ ثَمَانِ سِنِيْنَ خَدَمْتُهٗ عَشْرَ سِنِيْنَ فَمَا لَامَنِيْ عَلٰى شَيْءٍ قَطُّ اُتِيَ فِيْهِ عَلٰى يَدَيَّ فَاِنْ لَامَنِيْ لَائِمٌ مِّنْ اَهْلِهٖ قَالَ دَعُوْهُ فَاِنَّهٗ لَوْ قُضِيَ شَيْءٌ كَانَ هٰذَا لَفْظُ الْمَصَابِيْحِ

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ میں نے آٹھ سال کی عمر میں دس[۱] سال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت کی۔ جو میرے[۲] ہاتھوں نقصان ہوا اس پر آپ نے کبھی مجھے ملامت نہ کی اگر آپ کے گھر کا کوئی فرد مجھے ملامت کرتا تو فرماتے اسے چھوڑ دو جو مقدر میں تھا تو وہی ہوا۔ یہ مصابیح کے الفاظ

marfat.com
Marfat.com

(رَوَاہُ الْبَیْھَقِیُّ فِیْ شُعَبِ الْاِیْمَانِ مَعَ تَغْیِیْرٍ)

(بیہقی نے شعب الایمان میں تھوڑی سی تبدیلی کے ساتھ روایت کیا ہے)۔

لہ یہ مدت اقامت مدینہ ہے

لہ اتی، مجہول کا صیغہ ہے میرے ہاتھوں سے کوئی چیز تلف ہوگی تو

لہ ہر شے کا تلف ہونا اللہ تعالیٰ کی قضاء و تقدیر سے ہے اگرچہ بظاہر اس کے ہاتھ پر ہوا ہے ہاں اگر اس میں کوئی حکم شرعی ثابت ہوگا تو وہ ضرور ہوگا اور کوئی اگر اپنا حق معاف کر دیتا ہے تو اس میں کوئی حرج نہیں۔ دوسری حدیث میں آیا ہے اگر کسی کے ہاتھوں برتن ٹوٹ جائیں تو اسے نہ مارا جائے کیونکہ ہر شے کی بقا کی ایک مدت مقرر ہے۔

۵۵۷۰ وَعَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ لَمْ يَكُنْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاحِشًا وَّلَا مُتَفَحِّشًا وَّلَا سَخَّابًا فِي الْاَسْوَاقِ وَلَا يَجْزِيْ بِالسَّيِّئَةِ السَّيِّئَةَ وَلٰكِنْ يَّعْفُوْ وَ يَصْفَحُ (رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نہ تو عادتاً فحش گو تھے اور نہ تکلفاً، نہ بازار میں شور کرنے والے تھے، برائی کا بدلہ برائی سے نہیں دیتے تھے لیکن معافی دیتے اور درگزر فرماتے (الترمذی)

لہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے فحش کا صدور نہ ہوتا نہ بالطبع نہ بتکلف۔ اور فحش کا معنیٰ حدیثِ انس سے واضح ہے۔

لہ ان صفات کا تذکرہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے فضائل میں ہو چکا ہے۔

۵۵۷۱ وَعَنْ اَنَسٍ يُحَدِّثُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّهٗ كَانَ يَعُوْدُ الْمَرِيْضَ وَيَتْبَعُ الْجَنَازَةَ وَيُجِيْبُ دَعْوَةَ الْمَمْلُوْكِ وَيَرْكَبُ الْحِمَارَ لَقَدْ رَاَيْتُهٗ يَوْمَ خَيْبَرَ عَلٰى حِمَارٍ خِطَامُهٗ لِيْفٌ (رَوَاهُ ابْنُ مَاجَةَ وَالْبَيْهَقِيُّ فِيْ شُعَبِ الْاِيْمَانِ)

حضرت انس رضی اللہ عنہ کا بیان ہے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم، بیماروں کی عیادت فرماتے، جنازوں کے ساتھ جاتے، غلام کی دعوت قبول فرماتے، دراز گوش پر سوار ہوتے، میں نے خیبر کے دن دیکھا آپ ایک دراز گوش پر سوار تھے جس کی مہار پوست کھجور کی تھی۔

(ابن ماجہ، شعب الایمان للبیہقی)

لہ چہ جائیکہ آزاد کی دعوت

لہ بوجہ انتہائی تواضع، بے تکلفی، اس میں انتہائی تواضع، ترک تکلف اور نفی تکبر ہے، بخلاف بادشاہوں اور جابر حکمرانوں کے۔

لہ حالانکہ ان دونوں میں شرکت وجلالت کا غلبہ تھا۔

marfat.com
Marfat.com

۵۵۷۲ وَعَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَخْصِفُ نَعْلَهٗ وَ يَخِيْطُ ثَوْبَهٗ وَيَعْمَلُ فِيْ بَيْتِهٖ كَمَا يَعْمَلُ اَحَدُكُمْ فِيْ بَيْتِهٖ وَقَالَتْ كَانَ بَشَرًا مِّنَ الْبَشَرِ يَفْلِيْ ثَوْبَهٗ وَ يَحْلُبُ شَاتَهٗ وَيَخْدِمُ نَفْسَهٗ (رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنا جوتا خود درست کر لیتے[1]، اپنے کپڑے سی لیتے[2] اپنے گھر میں ایسے ہی کام کرتے جیسے تم میں سے کوئی اپنے گھر کے کام کرتا ہے۔ فرماتی ہیں آپ انسانوں میں سے ایک کی سی زندگی رکھتے تھے اپنے کپڑوں کو خود دیکھ لیتے تھے[3]، بکری دودھ لیتے اپنا کام[4] خود کرتے تھے[5]
(الترمذی)

[1] خصف، ایک ٹکڑے کو دوسرے پر رکھنا۔ اصل اس کا معنی جمع کرنا اور باہم ملانا ہے۔

[2] خواہ وہ کپڑا نیا ہوتا یا پرانا اسے پیوند لگا لیتے

[3] کہیں اس میں کوئی کانٹا یا حشرات میں سے کوئی نہ ہو۔ فلی کا معنی اصل جوئیں تلاش کرنا ہوتا ہے لیکن مواہب لدنیہ میں ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے کپڑوں میں جوئیں نہیں پڑ سکتیں۔ اور امام فخر الدین رازی سے منقول ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے جسد اطہر پر مکھی اور مچھر نہ بیٹھتے اور نہ ایذا دیتے۔ چونکہ موذیات اور حشرات کا وجود تعلق کو لازم ہے لہٰذا اس قول کے بغیر چارہ نہیں کہ ان چیزوں کا تعلق خارج سے آپ کے جامہ کے ساتھ تھا نہ کہ بدن سے[10]

[4] یعنی دوسروں کو کم ہی فرماتے اپنے کام خود کرتے

[5] یہ حدیث واضح کر رہی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم جابر بادشاہ اور متکبر نہ تھے۔ کیونکہ ایسے اعمال ان سے صادر نہیں ہوتے بلکہ نبی مرسل متواضع اور حد بشریت پر تھے اور اللہ تعالیٰ نے آپ کو فضل عظیم اور خلق کے لیے ارشاد و تعلیم اور اخلاق کریمہ اور عظیمہ کے لیے مخصوص فرمایا۔

۵۵۷۳ وَعَنْ خَارِجَةَ بْنِ زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ قَالَ دَخَلَ نَفَرٌ عَلٰى زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ فَقَالُوْا لَهٗ حَدِّثْنَا اَحَادِيْثَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ كُنْتُ جَارَهٗ فَكَانَ اِذَا نَزَلَ عَلَيْهِ الْوَحْيُ

حضرت خارجہ بن زید بن ثابت سے مروی ہے ایک جماعت نے حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ کے پاس آ کر پوچھا ہم کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی باتیں سنائیے فرمایا میں حضور کا پڑوسی تھا تو جب آپ پر وحی

---

[10] یہی تاویل حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ کی اہلیہ سے منقول روایت کی ہے۔ میں آپ کے سر اقدس کو صاف کیا کرتی واللہ اعلم۔ لیکن میرے نزدیک اس کی تاویل یہ ہے کہ جب سر کو ملا جائے تو آرام ملتا ہے۔ ضروری نہیں کہ جوئیں ہی نکالی جائیں۔ مولوی امیر علی مرحوم

marfat.com
Marfat.com

بَعَثَ اِلَیَّ فَکَتَبْتُہٗ لَہٗ فَکَانَ عَلَیْہِ الْوَحْیُ بَعَثَ اِلَیَّ فَکَتَبْتُہٗ لَہٗ فَکَانَ اِذَا ذَکَرْنَا الدُّنْیَا ذَکَرَھَا مَعَنَا وَاِذَا ذَکَرْنَا الْاٰخِرَۃَ ذَکَرَھَا مَعَنَا وَاِذَا ذَکَرْنَا الطَّعَامَ ذَکَرَہٗ مَعَنَا فَکُلُّ ھٰذَا اُحَدِّثُکُمْ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ (رَوَاہُ التِّرْمِذِیُّ)

نازل ہوتی تو مجھے بلاتے میں اسے لکھتا جب ہم دنیا کا تذکرہ کرتے تو آپ بھی اسی کا ہمارے ساتھ تذکرہ کرتے تھے اور جب ہم آخرت کا تذکرہ کرتے تو آپ بھی ہمارے ساتھ اسی کا تذکرہ فرماتے ۔ جب ہم کھانے کا ذکر کرتے تو آپ بھی ہمارے ساتھ اس کا تذکرہ فرماتے یہ تمام باتیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہیں جو میں تمہیں بتا رہا ہوں ۔ (الترمذی)

لہ خارجہ بن زید بن ثابت رضی اللہ عنہ خارجہ اور جیم کے ساتھ جلیل القدر تابعی ہیں مدینہ طیبہ کے فقہاء سبعہ میں سے ہیں

لہ کسی آدمی کو بھیج کر

لہ یہ حسن معاشرت کا تذکرہ ہے ، اپنے دوستوں کی تالیف قلب ، انبساط خلق اور لوگوں کے معاملات و احوال میں موافقت ہے بشرطیکہ وہ ناپسندیدہ اور مذموم نہ ہوں اور اگر وہ مکروہ و مذموم ہوں تو ممکن ہی نہیں کہ ان کا ذکر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی مجلس مبارک میں ہو

لہ یا احوال و حکایات

۵۵۷۴ وَعَنْ اَنَسٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کَانَ اِذَا صَافَحَ الرَّجُلَ لَمْ یَنْزِعْ یَدَہٗ مِنْ یَدِہٖ حَتّٰی یَکُوْنَ ھُوَ الَّذِیْ یَنْزِعُ یَدَہٗ وَلَا یَصْرِفُ وَجْھَہٗ عَنْ وَجْھِہٖ حَتّٰی یَکُوْنَ ھُوَ الَّذِیْ یَصْرِفُ وَجْھَہٗ عَنْ وَجْھِہٖ وَلَمْ یُرَ مُقَدِّمًا رُکْبَتَیْہِ بَیْنَ یَدَیْ جَلِیْسٍ لَہٗ (رَوَاہُ التِّرْمِذِیُّ)

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب کسی شخص سے مصافحہ کرتے تو اپنا ہاتھ مبارک نہ کھینچتے حتی کہ وہ ہی اپنا ہاتھ کھینچتا تھا اور آپ اپنا منہ اس کے منہ سے نہیں پھیرتے تھے کہ وہ ہی اپنا منہ حضور کے چہرے سے پھیرتا اور حضور کو کبھی نہ دیکھا گیا کہ اپنے ہم نشین کے سامنے گھٹنے پھیلا کر بیٹھے ہوں ۔ (الترمذی)

لہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنا دست اقدس چھوڑ دیتے پیچھے نہ کرتے ۔ یہ کمال صبر و تواضع کا بیان ہے کہ آپ دوسرے کے ساتھ کامل طور پر مصافحہ فرماتے ۔

لہ مجلس میں برابر ہو کر تشریف فرما ہوتے ۔ متکبرین کی طرح زانو کھڑے نہ کرتے ۔ بعض نے کہا اس مجلس کو تعظیم کی خاطر آپ زانو باہر نہ نکالتے لیکن یہ بالعموم مشکل ہے کیونکہ منقول ہے بعض اوقات احتباء فرماتے ، یعنی دونوں زانوؤں پر کپڑا باندھ کر تشریف فرما ہوتے ۔ یا ممکن ہے یہ خلوت میں ہو یا بعض دوستوں کے ساتھ ہو ۔ بعض کہتے ہیں کہ یہاں زانو سے مراد قدم ہیں یعنی مجلس میں قدم پھیلا کر نہ بیٹھتے ۔

۵۵۷۵ وَعَنْہُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ

اور انہی سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

marfat.com
Marfat.com

كَانَ لَا يَدَّخِرُ شَيْئًا لِغَدٍ

(رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ)

کل کے لیے[1] کوئی چیز ذخیرہ نہ کرتے تھے۔

(الترمذی)

[1] اپنی ذات کے لیے، ورنہ تحقیق کے ساتھ ثابت ہے کہ ازواجِ مطہرات کے لیے ایک سال کا خرچ رکھتے

٥٥٧٦/٢٦ وَعَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ طَوِيْلَ الصَّمْتِ (رَوَاهُ فِيْ شَرْحِ السُّنَّةِ)

حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم طویل خاموشی[1] والے تھے

(شرح السنہ)

[1] یعنی بغیر ضرورت آپ صلی اللہ علیہ وسلم گفتگو نہ فرماتے

٥٥٧٧/٢٧ وَعَنْ جَابِرٍ قَالَ كَانَ فِيْ كَلَامِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَرْتِيْلٌ وَتَرْسِيْلٌ (رَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ)

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کلام مبارک میں آہستگی[1] اور ٹھہراؤ[2] تھا

(ابوداؤد)

[1] آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی مبارک گفتگو میں آہستگی اور اس کے جدا جدا کلمات ہوتے۔

[2] ترتیل و ترسیل قریب المعنی ہیں، ترسیل کا اصلاً معنی تاخیر کرنا اور سست ہونا ہے۔

٥٥٧٨/٢٨ وَعَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ مَا كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَسْرُدُ سَرْدَكُمْ هٰذَا وَلٰكِنَّهُ كَانَ يَتَكَلَّمُ بِكَلَامٍ بَيِّنٍ فَصْلٍ يَحْفَظُهُ مَنْ جَلَسَ اِلَيْهِ۔ (رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے منقول ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تمہاری[1] اس جلدی کی طرح سے جلدی نہ کرتے تھے، آپ ایسا کلام فرماتے جس کے درمیان فاصلہ[2] ہوتا، جو آپ کی خدمت میں بیٹھتا حفظ کر لیتا تھا

(الترمذی)

[1] جیسے تمہاری عادت ہے

[2] کلمات ایک دوسرے سے جدا ہوتے تھے۔

٥٥٧٩/٢٩ وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الْحَارِثِ بْنِ جَزْءٍ قَالَ مَا رَاَيْتُ اَحَدًا اَكْثَرَ تَبَسُّمًا مِّنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ (رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ)

حضرت عبداللہ بن حارث بن جزء[1] رضی اللہ عنہ کا بیان ہے میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ مسکرانے والا کوئی نہ دیکھا۔

(الترمذی)

[1] جَزْءٌ جیم پر زبر، زا ساکن، آخر میں ہمزہ، مصر میں یہ آخری صحابی ہیں۔

٥٥٨٠/٣٠ وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ ابْنِ سَلَامٍ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا جَلَسَ يَتَحَدَّثُ يُكْثِرُ اَنْ يَّرْفَعَ

حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب گفتگو کرنے بیٹھتے تو اپنی نگاہ آسمان کی

marfat.com
Marfat.com

طَرْفَهٗ اِلَى السَّمَآءِ (رَوَاهُ اَبُوْدَاوٗدَ) طرف زیادہ رکھتے [۱] (ابوداؤد)

[۱] جبریل امین کا وحی لے کر آنے کا انتظار فرماتے

الفصل الثالث

۵۵۸۱ عَنْ عَمْرِو بْنِ سَعِيْدٍ عَنْ اَنَسٍ قَالَ
۳۱
مَا رَاَيْتُ اَحَدًا كَانَ اَرْحَمَ بِالْعِيَالِ مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ اِبْرَاهِيْمُ ابْنُهٗ مُسْتَرْضِعًا فِيْ عَوَالِي الْمَدِيْنَةِ فَكَانَ يَنْطَلِقُ وَنَحْنُ مَعَهٗ فَيَدْخُلُ الْبَيْتَ وَاِنَّهٗ لَيُدَّخَنُ وَكَانَ ظِئْرُهٗ قَيْنًا فَيَاْخُذُهٗ فَيُقَبِّلُهٗ ثُمَّ يَرْجِعُ قَالَ عَمْرٌو فَلَمَّا تُوُفِّيَ اِبْرَاهِيْمُ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ اِبْرَاهِيْمَ ابْنِيْ وَاِنَّهٗ مَاتَ فِي الثَّدْيِ وَاِنَّ لَهٗ لَظِئْرَيْنِ تُكَمِّلَانِ رَضَاعَهٗ فِي الْجَنَّةِ

(رَوَاهُ مُسْلِمٌ)

تیسری فصل

حضرت عمرو[۱] بن سعید رضی اللہ عنہ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے نقل کرتے ہیں میں نے کسی کو نہ دیکھا جو بال بچوں پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ مہربان ہو۔ آپ کے فرزند ابراہیم[۲] بالائے مدینہ میں شیر خوارگی کرتے تھے تو آپ تشریف لے جاتے[۳] ہم آپ کے ساتھ ہوتے، آپ گھر میں تشریف فرما ہوتے حالانکہ وہاں دھواں ہوتا۔ ان کا رضاعی والد لوہار تھا آپ بچے کو لیتے اسے بوسہ دیتے پھر لوٹ آتے۔ پھر جب وہ (ابراہیم) وفات پا گئے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میرا بچہ ابراہیم شیر خوارگی میں وفات پا گیا اس کی دو دائیاں مقرر ہیں جو اس کی شیر خوارگی جنت میں پوری کریں گی۔ (المسلم)

[۲] حضرت ماریہ قبطیہ رضی اللہ عنہا سے تھے۔ بالائے مدینہ سے مسجد قبا اور مسجد بنو قریظہ والا علاقہ مراد ہے یعنی دودھ پلانے والی خاتون وہاں رہتی تھی۔

[۳] صاحبزادے کی دیکھ بھال اور خبر گیری کے لیے

[۴] لَيُدَّخَنُ، لام پر زبر یا مضموم، دال مشدد مفتوح اور خاء مفتوح، غایت شفقت کی وجہ سے دھواں سے

[۱] اس مقام کی تحقیق ضروری ہے تاکہ معاملہ درست ہو جائے۔ واضح رہے ابن عمرو بن سعید بن خالد بن سعید کے بھائی تھے وہ یہاں مراد نہیں بلکہ یہاں مراد عمرو بن سعید بن عمرو بن سعید بن العاص ہیں جو مشہور تابعی ہیں اور ان کے دادا صحابی عمرو بن سعید ہیں جو غزوہ فحل میں شہید ہوئے تھے۔ جیسا کہ ابو اسمٰعیل ازدی نے الفتوح میں ذکر کیا ہے ابن اشدق نہایت ظالم ہے جس نے حضرت ابن زبیر پر لشکر کشی کی تھی اور یہ بھی واضح ہے کہ قریشی صحابی کو حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی کیا محتاجی ہے؟ شاید شیخ کی مراد یہی ہو کہ ان کے دادا عمرو بن سعید صحابی اور قدیم الاسلام ہیں لیکن کاتب سے غلطی اور تحریف ہو گئی ہو۔ واللہ اعلم۔ مولوی امیر علی مرحوم

marfat.com
Marfat.com

معمور گھر میں تشریف فرما ہوئے۔

۵ ظِئرٌ، ظا کے نیچے زیر، ہمزہ ساکن یعنی دایہ اس خاتون کو کہتے ہیں جو بچے کو دودھ پلائے اور اس کی تربیت کرے، شوہر پر بھی اس کا اطلاق ہوتا ہے سیدنا ابراہیم رضی اللہ عنہ کی دایہ کا نام ام یوسف اور اس کے شوہر کا نام ابو یوسف ہے۔ قَیْنٌ، قاف پر زبر اور یا ساکن، لوہار

۶ ان کے وصال کی عمر میں اختلاف ہے مگر اس پر اتفاق ہے کہ حالت شیر خوارگی میں ہی وصال ہوا۔

۷ اب وہ جنت میں ہیں اور ان کی مدت رضاعت وہاں مکمل ہوگی (کذا قالوا)

۸ سیدنا ابراہیم رضی اللہ عنہ کے بارے میں ایک روایت ہے جس میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر ابراہیم زندہ رہتے تو نبی بنائے جاتے۔ امام نووی فرماتے ہیں یہ روایت باطل ہے۔

۵۵۸۲ وَعَنْ عَلِيٍّ اَنَّ يَهُوْدِيًّا كَانَ يُقَالُ
۳۲ لَهٗ فُلَانٌ حَبْرٌ كَانَ لَهٗ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَنَانِيْرُ فَتَقَاضَى النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ لَهٗ يَا يَهُوْدِيُّ مَا عِنْدِيْ مَا اُعْطِيْكَ قَالَ فَاِنِّيْ لَا اُفَارِقُكَ يَا مُحَمَّدُ حَتّٰى تُعْطِيَنِيْ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذًا اَجْلِسُ مَعَكَ فَجَلَسَ مَعَهٗ فَصَلّٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الظُّهْرَ وَالْعَصْرَ وَالْمَغْرِبَ وَالْعِشَاءَ الْاٰخِرَةَ وَالْغَدَاةَ وَكَانَ اَصْحَابُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَتَهَدَّدُوْنَهٗ وَيَتَوَعَّدُوْنَهٗ فَفَطِنَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا الَّذِيْ يَصْنَعُوْنَ بِهٖ فَقَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ يَهُوْدِيٌّ يَحْبِسُكَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنَعَنِيْ رَبِّيْ اَنْ اَظْلِمَ مُعَاهِدًا وَغَيْرَهٗ فَلَمَّا تَرَجَّلَ النَّهَارُ قَالَ الْيَهُوْدِيُّ اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَشْهَدُ اَنَّكَ رَسُوْلُ اللّٰهِ وَشَطْرُ مَالِيْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اَمَا وَاللّٰهِ مَا فَعَلْتُ بِكَ الَّذِيْ فَعَلْتُ بِكَ اِلَّا لِاَنْظُرَ اِلٰى

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے ایک یہودی جس کا نام فلاں تھا اس کے کچھ دینار رسول اللہ صلی اللہ علیہ کے ذمہ قرض تھے اس نے آپ سے تقاضا کیا آپ نے فرمایا میرے پاس کچھ نہیں ہے جو تجھے دوں وہ کہنے لگا میں آپ کو نہیں چھوڑوں گا حتیٰ کہ آپ مجھے قرضہ ادا کریں تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، تب تو میں تیرے ساتھ ہی بیٹھوں گا، آپ اس کے ساتھ بیٹھ گئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ظہر، عصر، مغرب، عشاء اور فجر کی نمازیں پڑھیں اور آپ کے صحابہ اسے ڈراتے دھمکاتے تھے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے محسوس فرمالیا پوچھا اس کے ساتھ تم کیا کر رہے ہو؟ صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ ایک یہودی آپ کو روکے ہوئے ہے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مجھے میرے رب نے اس سے منع فرمایا ہے کہ کسی عہد والے کافر وغیرہ پر ظلم کروں پھر جب دن چڑھ آیا تو یہودی بولا میں گواہی دیتا ہوں اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور آپ اللہ کے رسول ہیں اور میرا آدھا مال اللہ کی راہ میں ہے۔ حضور جو کچھ میں نے آپ کے ساتھ برتاؤ کیا یہ صرف اس لیے کہ میں آپ کی

marfat.com
Marfat.com

نَعْتَكَ فِي التَّوْرٰتِ مُحَمَّدُ ابْنُ عَبْدِ اللّٰهِ مَوْلِدُهٗ بِمَكَّةَ وَمُهَاجَرُهٗ بِطَيْبَةَ مُلْكُهٗ بِالشَّامِ لَيْسَ بِفَظٍّ وَلَا غَلِيْظٍ وَلَا سَخَّابٍ فِي الْاَسْوَاقِ وَلَا مُتَزَيٍّ بِالْفُحْشِ وَلَا قَوْلِ الْخَنَاءِ اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَنَّكَ رَسُوْلُ اللّٰهِ وَهٰذَا مَالِيْ فَاحْكُمْ فِيْهِ بِمَا اَرَاكَ اللّٰهُ وَكَانَ الْيَهُوْدِيُّ كَثِيْرَ الْمَالِ

(رَوَاهُ الْبَيْهَقِيُّ فِيْ دَلَائِلِ النُّبُوَّةِ)

صفات دیکھ لوں جو توریت میں ہیں کہ محمد عبداللہ کے بیٹے، ان کی جائے ولادت مکہ، جائے ہجرت طیبہ ہے ان کی سلطنت شام میں ہے، نہ تو سخت دل ہیں نہ سخت زبان، نہ بازاروں میں شور مچانے والے، نہ تو بری باتوں سے متصف اور نہ سخت کلام، نہ برے کلام والے۔ میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور یقیناً آپ اللہ کے رسول ہیں۔ اور یہ سب میرا مال آپ اس میں وہ فیصلہ فرمائیں جو اللہ آپ کو دکھائے یہودی بڑا مالدار تھا۔

(دلائل النبوۃ للبیہقی)

۵۵۸۳ وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ ابْنِ اَبِيْ اَوْفٰى قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُكْثِرُ الذِّكْرَ وَيُقِلُّ اللَّغْوَ وَيُطِيْلُ الصَّلٰوةَ وَيُقَصِّرُ الْخُطْبَةَ وَلَا يَاْنَفُ اَنْ يَّمْشِيَ مَعَ الْاَرْمِلَةِ وَالْمِسْكِيْنِ فَيَقْضِيَ لَهُ الْحَاجَةَ
۲۲

(رَوَاهُ النَّسَائِيُّ وَالدَّارِمِيُّ)

حضرت عبداللہ بن ابی اوفیٰ[۱] رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ذکر[۲] زیادہ کرتے بے فائدہ[۳] گفتگو نہ فرماتے، نماز[۴] دراز کرتے، خطبہ[۵] مختصر کرتے، بیوگان[۶] اور مساکین کے ساتھ چلنے میں عار محسوس نہ فرماتے، ان کی حاجت پوری کرتے۔

(نسائی، دارمی)

۱؎ مشہور صحابی ہیں، کوفہ میں آخری وصال پانے والے صحابی یہی ہیں

۲؎ ہر دم اور ہر گھڑی ذکر میں مشغول رہتے۔

۳؎ یہاں قلت کا معنی عدم ہے

۴؎ بوجہ غایت شوق اور حضور و شہود

۵؎ کیونکہ آپ کا ایک کلمہ بھی بے حد معانی پر مشتمل ہوتا تھا۔ یہ اکثر احوال کے اعتبار سے ہے ورنہ ضرورت کے مطابق طویل خطبات بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمائے ہیں اور ظاہراً مقصود یہ ہے، آپ کا خطبہ بہ نسبت نماز مختصر ہوتا جیسا کہ نماز عید اور جمعہ میں ہوا کرتا حدیث میں ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا نماز کا طویل اور خطبہ کا مختصر ہونا انسان کے اہلِ دانش ہونے کی دلیل ہے۔ جیسا کہ باب الجمعہ میں گزر چکا ہے۔

۶؎ ارملہ، میم پر زبر وہ خاتون جس کا شوہر فوت ہو گیا ہو، رمل وہ شوہر جس کی بیوی فوت ہو گئی ہو خواہ غنی ہو یا فقیر۔ ارامل جمع ہے لیکن جمع کا صیغہ خواتین کے ساتھ مخصوص ہے۔ ارامل کی تفسیر مساکین بھی کی جاتی ہے۔ نہایہ، صراح میں ہے ارامل سے بیوگان، درویش اور محتاج لوگ مراد ہیں۔ قاموس میں

marfat.com
Marfat.com

اسی طرح اس کا معنی بیان کیا گیا ہے ۔

۵۵۸۴ (۳۴) وَعَنْ عَلِيٍّ اَنَّ اَبَاجَهْلٍ قَالَ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا نُكَذِّبُكَ وَ لٰكِنْ نُكَذِّبُ بِمَا جِئْتَ بِهٖ فَاَنْزَلَ اللّٰهُ تَعَالٰى فِيْهِمْ فَاِنَّهُمْ لَا يُكَذِّبُوْنَكَ وَلٰكِنَّ الظّٰلِمِيْنَ بِاٰيَاتِ اللّٰهِ يَجْحَدُوْنَ (رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ)

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے[۱] ابو جہل نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا ہم آپ کو نہیں جھٹلاتے لیکن ہم تو اسے جھٹلاتے ہیں جو آپ لائے ہیں تب اللہ تعالیٰ نے ان کے بارے میں آیت نازل فرمائی یہ لوگ آپ کو نہیں جھٹلاتے لیکن ظالم لوگ اللہ کی آیات کا انکار کرتے ہیں (ترمذی)

[۱] ابو جہل (اس پر اللہ کی لعنت ہو) نے کہا ہم پر آپ کا صدق و امانت عیاں وظاہر ہے ۔ ہم تو آپ کی لائی ہوئی کتاب اور شریعت کا انکار کرتے ہیں اور ہم ان کی تکذیب کی وجہ سے تمہاری تکذیب کرتے ہیں ۔ حسد وعناد کی وجہ سے ایسا ہے یعنی اگر آپ اس کی تصدیق کا نہ کہیں تو ہمارا جھگڑا ختم ہو سکتا ہے ۔ حالانکہ یہ جاہل اور لعنتی اتنا نہیں جانتا کہ جو ذاتِ اقدس دنیا اور مخلوق کے معاملہ میں کبھی جھوٹ سے کام نہیں لیتی وہ دین اور اپنے خالق پر جھوٹ کیسے باندھ سکتی ہے ۔ جیسا کہ باب النبوت میں حدیث ہرقل میں آیا ہے ، لیکن اس کا مقصود محض حسد وعناد ہی تھا ۔

[۲] تفسیر کشاف میں اس آیت کے تحت دو وجوہ کا بیان ہے ایک یہ کہ کافر جو آپ کی تکذیب کر رہے ہیں حقیقت میں تمہاری تکذیب نہیں بلکہ آیاتِ الٰہی کی تکذیب کر رہے ہیں ۔ جیسا کہ آقا اس غلام کو کہتا ہے جسے لوگ تکلیف پہنچا رہے ہوں کہ وہ تجھے نہیں مجھے تکلیف پہنچا رہے ہیں دیکھنا میں ان کے ساتھ کیا کرتا ہوں ۔ دوسری یہ کہ یہ تیری تکذیب نہیں کرتے کیونکہ آپ تو ان کے ہاں صدق وامانت سے متصف ہیں لیکن ان کا انکار خدا کی آیات سے ہے یہ آخری وجہ اس مضمونِ حدیث کے موافق ہے ۔

۵۵۸۵ (۳۵) وَعَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَا عَائِشَةُ لَوْ شِئْتُ لَسَارَتْ مَعِيَ جِبَالُ الذَّهَبِ جَاءَنِيْ مَلَكٌ وَاِنَّ حُجْزَتَهٗ لَتُسَاوِي الْكَعْبَةَ فَقَالَ اِنَّ رَبَّكَ يَقْرَأُ عَلَيْكَ السَّلَامُ وَيَقُوْلُ اِنْ شِئْتَ نَبِيًّا عَبْدًا وَاِنْ شِئْتَ نَبِيًّا مَلِكًا فَنَظَرْتُ اِلٰى جِبْرَئِيْلَ فَاَشَارَ اِلَيَّ اَنْ ضَعْ نَفْسَكَ وَفِيْ رِوَايَةِ ابْنِ عَبَّاسٍ فَالْتَفَتَ رَسُوْلُ اللّٰهِ

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے فرمایا اگر میں[۱] چاہوں تو میرے ساتھ سونے کے پہاڑ چلیں ۔ میرے پاس فرشتہ آیا جس کی کمر کعبہ کے[۲] برابر تھی اس نے عرض کیا آپ کا رب سلام فرماتا ہے اور کہتا ہے اگر آپ چاہیں ، تو بندگی والے نبی بنیں اور اگر چاہیں تو بادشاہ نبی بنیں[۳] تو میں نے جبرئیل امین کی طرف دیکھا[۴] تو انھوں نے مجھے مشورہ دیا کہ آپ اپنی ذات میں انکساری[۵] کریں اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کی روایت میں ہے رسول اللہ

marfat.com
Marfat.com

صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِلٰی جِبْرَئِیْلَ کَالْمُسْتَشِیْرِ لَہٗ فَاَشَارَ جِبْرَئِیْلُ بِیَدِہٖ[۴] اَنْ تَوَاضَعْ فَقُلْتُ نَبِیًّا عَبْدًا قَالَتْ فَکَانَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ بَعْدَ ذَالِکَ لَایَاْکُلُ مُتَّکِئًا یَقُوْلُ اٰکُلُ کَمَا یَاْکُلُ الْعَبْدُ وَاَجْلِسُ کَمَا یَجْلِسُ الْعَبْدُ

(رَوَاہُ فِیْ شَرْحِ السُّنَّۃِ)

صلی اللہ علیہ وسلم نے جبرئیل کی طرف دیکھا۔ ان سے مشورہ لینے کی طرح، تو جناب جبرئیل نے ہاتھ سے اشارہ کیا کہ آپ انکساری کریں۔ میں نے کہا کہ میں بندگی والا نبی رہوں گا ۔ فرماتی ہیں اس کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تکیہ لگا کر نہیں کھاتے تھے فرماتے ہیں میں ایسے ہی کھاؤں گا جیسے بندہ کھاتا ہے اور ایسے ہی بیٹھوں گا جیسے بندہ بیٹھتا ہے ۔

(شرح السنۃ)

ؔ۱ اگر اللہ تعالیٰ سے مانگوں اور عرض کروں ۔

ؔ۲ مقصد اس کے قد کی درازی بیان کرنا ہے ۔ حجزہ ، حا پر پیش ، جیم ساکن ، زاء بند آزار ، بیان آزار بند کی جگہ (کمر) مراد ہے ۔

ؔ۳ جیسا کہ حضرت سلیمان علیہ السلام تھے ۔

ؔ۴ وہ کیا مشورہ دیتے ہیں ؟

ؔ۵ بادشاہ وغنی نہیں بلکہ بندہ وفقیر بنو

ؔ۶ اپنے مرتبہ وعزت اور منصب سے فروتری اختیار کرو یہ ظاہر کے اعتبار سے ہے فقر و بندگی میں مرتبہ، عزّت اور حقیقی منصب ہے۔

بَابُ الْمَبْعَثِ وَبَدْءِ الْوَحْیِ

آپ کی بعثت اور وحی کی ابتداء

مبعث سے مراد بعثت اور اس کا زمانہ ہے یعنی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا تمام مخلوق کی طرف رسول بنائے جانے کا اعلان ۔ بدء، باء پر زبر، دال ساکن اور ہمزہ بمعنی آغاز، وبدو واؤ اور دال پر پیش اور واؤ مشدد بمعنی ظہور، یہ لفظ دونوں طرح روایت ہے ۔ دونوں کا معنی ایک ہی ہے ہاں پہلا معنی اور روایت کے اعتبار سے ظاہر تر ہے وحی دراصل اشارہ ، کنایہ ، رسالت ، اطلاع ، کلام خفی ، آواز اور القاء کردہ چیز کو کہا جاتا ہے ۔ القاموس مشرق الانوار

marfat.com
Marfat.com

میں ہے ۔ وحی دراصل مخفی طور پر اور جلدی اطلاع دینے کو کہا جاتا ہے اور یہ حضور اور حضرات انبیاء علیہم السلام کے حق میں کئی انواع پر مشتمل ہوتی ہے ۔ بعض کلام عزیز کا سماع بلا واسطہ کہتے ہیں جیسا کہ سیدنا موسیٰ علیہ السلام اور شبِ معراج میں ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ مقام ملا ۔ دوسری صورت وحی کی بواسطہ فرشتہ ہے اور یہ اکثر و اغلب ہیں ۔ ایک صورت القاء کی ہے ۔ جیسا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے القی فی روعی ، راہ بہ پیش (میرے دل میں یہ بات ڈالی گئی) منقول ہے کہ حضرت داؤد علیہ السلام پر وحی اکثر طور پر اسی طریق سے ہوئی ۔ غیر انبیاء پر ہونے والی وحی کو الہام کہا جاتا ہے قرآنِ مجید میں ہے وَاَوْحَيْنَآ اِلٰٓى اُمِّ مُوْسٰٓى بمعنی امر قرآن مجید میں ہے وَاِذْ اَوْحَيْتُ اِلَى الْحَوَارِيّٖنَ بمعنی خلق ، علم طبعی ارشاد ہے وَاَوْحٰى رَبُّكَ اِلَى النَّحْلِ اللہ تعالیٰ نے شہد کی مکھی کی طرف وحی فرمائی یعنی اس کی طبیعت میں یہ چیز ودیعت فرمائی ۔ واللہ اعلم ۔ کتاب الرؤیا میں وحی اور اس کی مختلف اقسام پر گفتگو گزر چکی ہے ۔

الفصل الاوّل

پہلی فصل

۵۵۸۶ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ بُعِثَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِاَرْبَعِيْنَ سَنَةً فَمَكَثَ بِمَكَّةَ ثَلٰثَ عَشْرَةَ سَنَةً يُوْحٰى اِلَيْهِ ثُمَّ اُمِرَ بِالْهِجْرَةِ [1] فَهَاجَرَ عَشْرَ سِنِيْنَ وَمَاتَ وَهُوَ ابْنُ ثَلٰثٍ وَّسِتِّيْنَ سَنَةً (مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ)

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو چالیس سال کی عمر میں اعلانِ نبوت کا حکم دیا گیا ۔ آپ تیرہ سال مکہ میں رہے وحی نازل ہوتی رہی پھر ہجرت [1] کا حکم دیا گیا تو اس سال وہاں مقیم رہے اور وصال کے وقت عمر مبارک تریسٹھ سال تھی ۔ (متفق علیہ)

[1] مکۃ المکرمۃ سے مدینہ منورہ کی طرف

۵۵۸۷ وَعَنْهُ قَالَ اَقَامَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمَكَّةَ خَمْسَ عَشْرَةَ سَنَةً يَسْمَعُ الصَّوْتَ وَيَرَى الضَّوْءَ سَبْعَ سِنِيْنَ وَلَا يَرٰى شَيْئًا وَّثَمَانَ سِنِيْنَ يُوْحٰى اِلَيْهِ وَاَقَامَ بِالْمَدِيْنَةِ عَشْرًا وَّتُوُفِّيَ وَهُوَ ابْنُ خَمْسٍ وَّسِتِّيْنَ سَنَةً (مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ)

اور انہی سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مکہ میں [1] پندرہ سال ٹھہرے ۔ سات سال تک آپ غیبی آواز [2] سنتے ، روشنی [3] دیکھتے مگر دیکھتے کچھ نہ [4] تھے اور آٹھ [5] سال آپ پر وحی کی جاتی تھی اور مدینہ منورہ میں دس سال قیام فرمایا اور پینسٹھ سال کی عمر میں وصال فرمایا ۔ (بخاری و مسلم [6])

[1] چالیس سال کی عمر کے اور ظہور نبوت کے بعد

[2] اے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم)

[3] محسوس نور ، بعض نے کہا اس سے مراد انشراح و انکشاف ہے ۔ اوّل معنیٰ ظاہر ہے کیونکہ بعض روایات میں ہے تاریک شب میں نور دیکھتے ۔

[4] آواز آتی ، روشنی ہوتی مگر دکھائی کچھ نہ دیتا ۔

marfat.com
Marfat.com

[۵] ان پندرہ میں سے ، اس حدیث سے پتہ چلتا ہے کہ روشنی دیکھنا اور غیبی آواز کا سننا ظہورِ نبوت کے بعد ہے اور مکہ میں مدت اقامت پندرہ سال ہے حالانکہ بہت سی اور دیگر روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ ظہور نبوت سے پہلے کا واقعہ ہے اور حکمت یہ تھی کہ آپ کو عالمِ ملکوت کے ساتھ انس اور محبت ہو جائے تاکہ یکایک نزولِ وحی سے بنائے بشریت کا انہدام اور رسوم انسانیت کا اضمحلال نہ ہو جائے۔ اس کے باوجود بعض اوقات نزولِ وحی کے وقت ثقل اور تھکاوٹ سے نڈھال ہو جاتے۔ واللہ اعلم۔ جو بھی صورت ہو اس روایت سے پتہ چلتا ہے کہ ہجرت پندرہ سال کے بعد ہوئی۔

[۶] تحقیق یہ ہے کہ یہ حدیث مسلم میں ہے ، بخاری میں نہیں

۵۵۸۸ وَعَنْ اَنَسٍ قَالَ تَوَفَّاهُ اللّٰهُ عَلٰى رَاْسِ[۳] سِتِّيْنَ سَنَةً (مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ)

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرمایا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی وصال کے وقت عمر مبارک ساٹھ سال تھی (بخاری و مسلم)

۵۵۸۹ وَعَنْهُ قَالَ قُبِضَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ[۴] وَهُوَ ابْنُ ثَلٰثٍ وَّسِتِّيْنَ وَاَبُوْبَكْرٍ وَهُوَ ابْنُ ثَلٰثٍ وَّسِتِّيْنَ وَعُمَرُ وَهُوَ ابْنُ ثَلٰثٍ وَّسِتِّيْنَ رَوَاهُ مُسْلِمٌ قَالَ مُحَمَّدُ بْنُ اِسْمٰعِيْلَ الْبُخَارِيُّ ثَلٰثٌ وَّسِتِّيْنَ اَكْثَرُ)

اور انھی سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا وصال ترسیٹھ سال کی عمر میں ہوا۔ حضرت ابوبکر[۱] کی عمر ترسیٹھ سال ہوئی اور حضرت عمر کی عمر ترسیٹھ سال ہوئی (المسلم[۲] بخاری کی روایت میں ترسیٹھ سال کی روایت زیادہ ہے)

[۱] حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ آپ سے چھوٹے تھے جب ترسیٹھ سال پورے ہوئے تو وصال ہو گیا۔

[۲] مدار اختلاف قیام مکہ ہے وہ دس تیرہ یا پندرہ سال ہے۔ تیرہ کی روایت اکثر ہے اور یہی اصح ہے شرح میں بندہ نے ان روایات کے درمیان تطبیق دی ہے

۵۵۹۰ وَعَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ اَوَّلُ مَا بُدِئَ بِهٖ[۵] رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنَ الْوَحْيِ الرُّؤْيَا الصَّادِقَةُ فِي النَّوْمِ فَكَانَ لَا يَرٰى رُؤْيَا اِلَّا جَاءَتْ مِثْلَ فَلَقِ الصُّبْحِ ثُمَّ حُبِّبَ اِلَيْهِ الْخَلَاءُ وَكَانَ يَخْلُوْ بِغَارِ حِرَاءٍ فَيَتَحَنَّثُ فِيْهِ وَهُوَ التَّعَبُّدُ اللَّيَالِيَ ذَوَاتِ الْعَدَدِ قَبْلَ اَنْ يَّنْزِعَ اِلٰى اَهْلِهٖ وَيَتَزَوَّدُ لِذٰلِكَ ثُمَّ يَرْجِعُ اِلٰى خَدِيْجَةَ فَيَتَزَوَّدُ لِمِثْلِهَا حَتّٰى جَاءَهُ الْحَقُّ وَهُوَ فِيْ غَارِ حِرَاءٍ فَجَاءَهُ الْمَلَكُ فَقَالَ اقْرَاْ

سیدہ عائشہ رضی اللہ تعالی عنہا[۱] سے مروی ہے۔ اولاً جس وحی کی آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر ابتداء ہوئی وہ[۲] خوابیں تھیں ، آپ کوئی خواب نہ دیکھتے مگر وہ صبح کے ظہور کی طرح ظاہر[۳] ہو جاتی پھر حضور کو خلوت[۴] پسند ہو گئی تو غارِ حرا[۵] میں خلوت کرتے تھے۔ وہاں اس میں عبادت کرتے۔ (تحنث[۶] کے معنی اپنے گھر لوٹنے سے پہلے چند راتیں عبادت[۷] کرنا ہے) حضور اس کے لیے توشہ لے جاتے پھر جناب[۸] خدیجہ کی طرف لوٹتے تھے اور اتنی راتوں کے لیے توشہ[۹] لے جاتے حتیٰ کہ آپ پر حق آیا[۱۰]۔ جبکہ

marfat.com
Marfat.com

فَقَالَ مَا اَنَا بِقَارِئٍ قَالَ فَاَخَذَنِیْ فَغَطَّنِیْ حَتّٰی بَلَغَ مِنِّی الْجُهْدَ ثُمَّ اَرْسَلَنِیْ فَقَالَ اِقْرَاْ فَقُلْتُ مَا اَنَا بِقَارِئٍ فَاَخَذَنِیْ فَغَطَّنِی الثَّانِیَةَ حَتّٰی بَلَغَ مِنِّی الْجُهْدَ ثُمَّ اَرْسَلَنِیْ فَقَالَ اِقْرَاْ قُلْتُ مَا اَنَا بِقَارِئٍ فَاَخَذَنِیْ فَغَطَّنِی الثَّالِثَةَ حَتّٰی بَلَغَ مِنِّی الْجُهْدَ ثُمَّ اَرْسَلَنِیْ فَقَالَ اِقْرَاْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِیْ خَلَقَ خَلَقَ الْاِنْسَانَ مِنْ عَلَقٍ اِقْرَاْ وَرَبُّكَ الْاَكْرَمُ الَّذِیْ عَلَّمَ بِالْقَلَمِ عَلَّمَ الْاِنْسَانَ مَالَمْ یَعْلَمْ فَرَجَعَ بِهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَرْجُفُ فُؤَادُهٗ فَدَخَلَ عَلٰی خَدِیْجَةَ فَقَالَ زَمِّلُوْنِیْ زَمِّلُوْنِیْ فَزَمَّلُوْهُ حَتّٰی ذَهَبَ عَنْهُ الرَّوْعُ فَقَالَ لِخَدِیْجَةَ وَاَخْبَرَهَا الْخَبَرَ لَقَدْ خَشِیْتُ عَلٰی نَفْسِیْ فَقَالَتْ خَدِیْجَةُ كَلَّا وَاللّٰهِ لَا یُخْزِیْكَ اللّٰهُ اَبَدًا اِنَّكَ لَتَصِلُ الرَّحِمَ وَتَصْدُقُ الْحَدِیْثَ وَتَحْمِلُ الْكَلَّ وَتَكْسِبُ الْمَعْدُوْمَ وَتَقْرِی الضَّیْفَ وَتُعِیْنُ عَلٰی نَوَائِبِ الْحَقِّ ثُمَّ انْطَلَقَتْ بِهٖ خَدِیْجَةُ اِلٰی وَرَقَةَ بْنِ نَوْفَلٍ بْنِ عَمِّ خَدِیْجَةَ فَقَالَتْ لَهٗ یَا بْنَ عَمِّ اسْمَعْ مِنِ ابْنِ اَخِیْكَ فَقَالَ لَهٗ وَرَقَةُ یَا بْنَ اَخِیْ مَاذَا تَرٰی فَاَخْبَرَهٗ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ خَبَرَ مَا رَاٰی فَقَالَ لَهٗ وَرَقَةُ

آپ غار حرا میں تھے آپ کے پاس فرشتہ آیا عرض کیا پڑھیے۔ فرمایا میں نہیں پڑھنے والا۔ اس نے مجھے پکڑ لیا مجھے گلے سے لگایا حتیٰ کہ مجھے مشقت پہنچی، پھر مجھے چھوڑ دیا پھر کہا پڑھیے میں نے کہا میں نہیں پڑھنے والا اس نے مجھے پھر پکڑا پھر مجھے دوبارہ گلے لگایا حتیٰ کہ اس کو مجھ سے مشقت پہنچی پھر اس نے مجھے چھوڑ دیا پھر کہا پڑھیے میں نے کہا میں نہیں پڑھنے والا۔ اس نے مجھے تیسری بار پکڑا اور مجھے گلے لگایا حتیٰ کہ اسے مجھ سے مشقت پہنچی پھر مجھے چھوڑ دیا پھر کہا پڑھیے اپنے رب کا نام جس نے سب کچھ بنایا جس نے جمے خون سے انسان بنایا پڑھیے اور آپ کا رب بڑی عزت والا ہے جس نے قلم سے سکھایا، انسان کو وہ سب کچھ سکھایا جو وہ نہ جانتا تھا یہ وحی لے کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم واپس ہوئے اس طرح کہ آپ کا دل لرز رہا تھا۔ جناب خدیجہ کے پاس گئے فرمایا مجھے چادر اڑھا دو۔ انھوں نے حضور کو چادر اوڑھائی حتیٰ کہ آپ سے ڈر جاتا رہا۔ پھر حضرت خدیجہ کو یہ خبر دے کر فرمایا میں اپنی جان پر خوف محسوس کر رہا ہوں۔ خدیجہ بولیں رب کی قسم ہرگز نہیں اللہ آپکو کبھی بھی غمگین نہیں کرے گا کیونکہ آپ صلہ رحمی کرتے ہیں۔ سچی بات کرتے ہیں، دوسرے کے بوجھ بانٹتے ہیں، غریبوں کے لیے کماتے ہیں، مہمان نواز ہیں، حق کی طرف لے جانے والوں کی مدد فرماتے ہیں۔ پھر حضور کو جناب خدیجہ ورقہ بن نوفل کے پاس لے گئیں جو خدیجہ کے چچازاد تھے۔ ان سے بولیں اے چچازاد بھائی آپ اپنے بھتیجے سے سنیے۔ حضور سے ورقہ نے کہا اے میرے بھتیجے تم کیا دیکھتے ہو؟ انھیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے وہ خبریں سنائیں جو آپ نے دیکھی تھیں تو ورقہ نے کہا

marfat.com
Marfat.com

هٰذَا النَّامُوْسُ الَّذِیْ اَنْزَلَ اللّٰهُ عَلٰی مُوْسٰی یَا لَیْتَنِیْ كُنْتُ فِیْهَا جَذَعًا یَا لَیْتَنِیْ اَكُوْنُ حَیًّا اِذْ یُخْرِجُكَ قَوْمُكَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مُخْرِجِیَّ هُمْ قَالَ نَعَمْ لَمْ یَاْتِ رَجُلٌ قَطُّ بِمِثْلِ مَاجِئْتَ بِهٖ اِلَّا عُوْدِیَ وَ اِنْ یُدْرِكْنِیْ یَوْمُكَ اَنْصُرْكَ نَصْرًا مُؤَزَّرًا ثُمَّ لَمْ یَنْشَبْ وَرَقَةُ اَنْ تُوُفِّیَ وَفَتَرَ الْوَحْیُ مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ وَزَادَ الْبُخَارِیُّ حَتّٰی حَزِنَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فِیْمَا بَلَغَنَا حُزْنًا غَدَا مِنْهُ مِرَارًا كَیْ یَتَرَدّٰی مِنْ رُؤُسِ شَوَاهِقِ الْجِبَالِ فَكُلَّمَا اَوْفٰی بِذِرْوَةِ جَبَلٍ لِكَیْ یُلْقِیَ نَفْسَهٗ مِنْهُ تَبَدّٰی لَهٗ جِبْرَئِیْلُ فَقَالَ یَا مُحَمَّدُ اِنَّكَ رَسُوْلُ اللّٰهِ حَقًّا فَیَسْكُنُ لِذٰلِكَ جَاشُهٗ وَتَقِرُّ نَفْسُهٗ۔

یہ وہی فرشتہ ہے جو اللہ تعالیٰ نے موسیٰ پر اتارا تھا ہائے کاش میں اس زمانہ میں قوی جوان ہوتا، ہائے کاش! میں زندہ ہوتا جب کہ آپ کو آپ کی قوم نکالے گی۔ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ لوگ مجھے نکالیں گے؟ عرض کیا ہاں کوئی صاحب وہ پیغام نہ لائے جو آپ لائے ہیں مگر ان سے دشمنی کی گئی اگر مجھ کو آپ کا وہ زمانہ نصیب ہو تو آپ کی خوب مدد کروں پھر ورقہ نہ ٹھہرے کہ ان کی وفات ہو گئی اور وحی منقطع ہو گئی۔ (بخاری ومسلم) بخاری میں یہ اضافہ ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم غمگین ہوئے اور جو روایت ہمیں پہنچی۔ اس میں ہے آپ سخت غمگین رہے۔ بارہا صبح کے وقت گئے تاکہ اپنے کو اونچے پہاڑ کی چوٹی سے گرادیں مگر جب کبھی پہاڑ کی چوٹی پر چڑھتے تاکہ وہاں سے اپنے کو گرادیں تو حضرت جبرئیل حضور کے سامنے آتے کہتے اے محمد! آپ اللہ کے سچے رسول ہیں اس سے قلق جاتا رہتا اور آپ کا دل مطمئن ہو جاتا۔

ؔ۱ یہ بات یا تو انھوں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے سنی یا کسی اور صحابی سے کیونکہ اس موقعہ پر آپ وہاں موجود نہ تھیں

ؔ۲ یہ سلسلہ چھ ماہ تک رہا، باب رؤیا میں اس پر گفتگو گزر چکی ہے۔

ؔ۳ اس طرح اس کی تعبیر سامنے آتی کہ اس میں کوئی وہم واشتباہ باقی نہ رہتا۔ اس کلام میں رمز یہ تھی۔ شب کے بعد اب عنقریب صبح ہونے والی ہے۔

ؔ۴ خلوت و خلاء تنہا ہونا۔ یہ ظہور نبوت اور نزول وحی سے پہلے کا واقعہ ہے۔

ؔ۵ حرا، حاء کے نیچے زیر اور الف ممدودہ بعض نے زبر اور قصر کے ساتھ پڑھا ہے مکہ میں معروف پہاڑ کا نام ہے اس کو جبلِ نور بھی کہا جاتا ہے۔ اس جگہ جمالِ کعبہ بھی نظر آتا ہے۔ ہوسکتا ہے اس کے انتخاب کی وجہ بھی یہی ہو یہ بھی منقول ہے اصحابِ فیل کے موقعہ پر حضرت عبد المطلب نے وہاں جاکر دعا کی تھی۔

ؔ۶ تحنث، نون اور ثاء یعنی عبادت کرنا

ؔ۷ رات کا ذکر، خلوت کے زیادہ مناسبت کی وجہ سے ہے۔

marfat.com
Marfat.com

ش۸ گھر ان کی طرف دل راغب ہوتا۔ یہاں نزع کا معنی اشتیاق کے ہیں۔ بخاری میں ہے عبادت فرماتے اور جب دل اہلِ خانہ کے حقوق کی طرف متوجہ ہوتا تو مکہ تشریف لے آتے۔

ش۹ خلوت کی مدت ایک ماہ تھی اور وہ ماہ رمضان تھا۔ علماء کا اس میں اختلاف ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم قبل از ظہور نبوت کسی سابقہ شریعت کے تابع ہو کر عبادت فرماتے یا عقل و استحسان سے عمل فرماتے یا ہر شریعت سے اعلیٰ و افضل عمل کو منتخب فرماتے اگر شریعت کے تابع تھے تو وہ کون سی شریعت تھی؟ مختار قول یہ ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم دینِ ابراہیمی کے تابع تھے۔ یہی وجہ ہے کہ بعض روایات میں ثاء کی جگہ فاء ہے۔ یتحنف آپ دینِ حنیف پر عمل پیرا تھے اور سیدنا ابراہیم علیہ السلام کا لقب ہے۔ ظاہر یہ ہے کہ کسی شریعت یا عقل کی اتباع نہ تھی بلکہ آپ کے دلِ انور میں اللہ تعالیٰ نے نورِ رشد و ہدایت عطا فرمایا تھا کہ اس کی راہنمائی میں ایسا عمل فرماتے جو اللہ تعالیٰ کو پسند و محبوب ہوتا اس میں بھی اختلاف ہے کہ عبادت بصورت فکر تھی یا بصورت ذکر۔ صحیح یہ ہے کہ یہ ذکر تھا فکر نہ تھی۔ بندہ نے اس کی خوبصورت تفصیل شرح سفر السعادۃ میں بیان کی ہے اور آپ کی توجہ بارگاہ خداوندی کی طرف تھی۔

ش۱۰ وحی یا رسول حق یعنی روح الامین، بعض روایات میں ہے کہ اچانک ایسا ہوا، اس لیے کہا گیا ہے کہ فیضِ حق اچانک ہوا لیکن دلِ آگاہ پر ہوا۔

ش۱۱ حضرت جبرئیل امین

ش۱۲ میں نہیں پڑھ سکتا، مجھ سے پڑھنا صادر نہیں ہو سکتا۔ ممکن ہے یہ بات دلِ اقدس میں فرشتہ کے دیکھنے اور ہیبتِ مقام کی وجہ سے غایت و ہیبت و خوف کی وجہ سے پیدا ہوئی ہو۔ نہ اس وجہ سے جو متبادر ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اُمّی تھے اور امی پڑھنا نہیں جانتا کیونکہ کسی غیر کے تعلیم دینے اور پڑھانے سے پڑھنا خصوصًا صاحبِ فصاحت امی ہونے کے منافی نہیں ہوتا۔ امی ہونا کتابت اور کامل پڑھنے سے منافی ہوتا ہے۔ قاموس میں ہے امی اسے کہتے ہیں جو لکھنا نہ جانتا ہو اور نہ کتاب پڑھ سکتا ہو، بعض روایات میں ہے کہ جبرئیل امین نے جواہر سے مرصع ریشمی صحیفہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے دستِ اقدس میں دیا اور کہا پڑھو فرمایا میں نہیں پڑھ سکتا جو اس میں لکھا ہوا ہے جب میں اسے دیکھ ہی نہیں رہا تو پڑھوں کیا؟ یہ مفہوم و معنی مقصود کے زیادہ مناسب و ظاہر ہے۔

ش۱۳ غطنی، غین اور طاء کے ساتھ ہے۔ صراح میں ہے غطّہ پانی میں غوطہ دینا

ش۱۴ الجھد، جیم پر پیش یا زبر یعنی جبرئیل نے غایت طاقت خرچ کر دی۔ یا میری طاقت انتہا کو پہنچ گئی۔ یعنی میں نے پوری طاقت و تمام توانائی سے تحمل کیا۔ منقول یہ ہے کہ یہ آخری معنی پہلے سے بہتر اور اقرب ہے کیونکہ جسم بشری قوت ملکیہ کا خصوصًا ابتداء میں متحمل نہیں ہو سکتا۔ یہ جواب بھی دیا گیا کہ یہ دبانے میں مبالغہ ہے حقیقت نہیں اور جبرئیل امین اپنی حقیقی صورت اور قوت ملکیہ میں نہ تھے۔ جبرئیل امین نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے وجودِ اقدس پر تصرف اس لیے فرمایا تاکہ آپ کا باطن مبارک ملکوتی نور اور وحی اقدس کے تحمل کے لیے مستعد اور تیار ہو جائے۔

ش۱۵ تم اپنی قوت و طاقت سے نہیں بلکہ اس پروردگار کی طاقت و مدد سے پڑھو جس نے تمام کو پیدا کیا

marfat.com
Marfat.com

اور تمام پر قادر ہے۔

ف۱۶ جو کہ رحم میں تھا۔

ف۱۷ قلم سے مراد یا تو قلم اعلیٰ ہے جو تمام علوم اور کتب سماویہ کی حفاظت کا ذریعہ اور سبب ہے یا یہی قلم مراد ہے جو دنیا میں اس کا مظہر و مثال ہے۔ صاحب کشاف کہتے ہیں اگر اللہ تعالیٰ کی مصنوعات میں سے ایک قلم ہی کو دیکھیے تو کس قدر اس کے علوم کے عجائب و غرائب سامنے آئیں گے تو اللہ تعالیٰ کی قدرت کے کمال پر یہی کافی ہے۔

ف۱۸ اپنی طاقت سے اسے نہیں جان سکتا تھا یہ کلام ہے جو ابتداء میں نازل ہوا تھا۔

ف۱۹ فواذ، فاء پر پیش اور ہمزہ

ف۲۰ صراح میں ہے تزمیل کا معنی کپڑا اوڑھنا کے ہیں

ف۲۱ الردع، راء پر زبر، خوف جاتا رہا اور حالت بحال ہو گئی

ف۲۲ غایت رعب و دبدبہ کی وجہ سے کہیں میں ہلاک نہ ہو جاؤں یا کہیں دیوانہ ہو جاؤں یا یہ بار نبوت کو اٹھانے کا خوف عجز تھا یا ایذائے قوم، قتل، تکذیب اور مفارقت وطن کی وجہ سے تھا۔ بیان خشیت مشہور یہ ہے کہ یہ خوف کہانت تھا۔ عرب میں کاہنوں کی ایک ایسی جماعت تھی جن کے پاس جنات کا آنا جانا تھا وہ انھیں جھوٹی سچی باتیں بتاتے اور وہ علم غیب کا دعویٰ کرتے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اس مشاہدہ کے بعد ڈرے کہیں یہ چیز اسی قبیل سے نہ ہو۔ لیکن یہ ڈرنا آواز سننے، روشنی دیکھنے وغیرہ کے وقت تو ہو سکتا ہے۔ مگر مشاہدہ ملک نزول قرآن اور ظہور انوار وحی کے بعد یہ بات نہایت بعید ہے کیونکہ اس صورت میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو یقینا نبوت کا علم حاصل ہو چکا تھا اب ڈرنے کا احتمال کیا گنجائش رکھتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ امام قاضی ابو بکر بن العربی نے اس احتمال کو باطل قرار دیا ہے۔ واللہ اعلم۔

ف۲۳ لا یُخزیک، یاء پر پیش، خاء ساکن، زاء مکسور، یاء ساکن، خزی سے ہے۔ اس کے معنی رسوائی ہے۔ حاء اور نون کے ساتھ بھی منقول ہے۔ حزن سے ہے۔ اس صورت میں یاء پر زبر اور زاء پر ضمہ ہوگا یعنی اللہ تعالیٰ آپ کو غمگین نہیں فرمائے گا۔

ف۲۴ رشتہ داریوں میں، بعض روایات میں اضافہ ہے کہ آپ امانت ادا کرنے والے ہیں۔

ف۲۵ تحمل الکلّ، کلّ کاف پر زبر، لام مشدد بمعنی ثقل اور گرانی، بمعنی عیال بھی آیا ہے۔ ضعیفوں، غریبوں اور یتیموں پر خرچ کرنا بھی اسی میں شامل ہے۔ اس کا اشتقاق کلال سے بھی ہو سکتا ہے۔ کاف پر زبر بمعنی کاہلی، سستی اور درماندگی۔ فتح الباری میں ہے کلّ اس شخص کو کہا جاتا ہے جو کام میں اپنے پاؤں پر کھڑا نہ ہو۔

ف۲۶ آپ کسب و تجارت سے کھاتے ہیں یہ اہل عرب کے ہاں نہایت مدح کا کام ہے تاء پر پیش بھی

marfat.com
Marfat.com

منقول ہے یعنی آپ لوگوں کو تجارت کے لیے مال دیتے ہیں اور اپنا مال کارِ خیر میں خرچ کرتے ہیں۔ بعض نے معدوم سے فقیر مراد لیا ہے کیونکہ وہ تصرف نہ کر سکنے کی وجہ سے میت کی طرح ہوتے ہیں۔ یعنی فقراء کو آپ مال دے کر کاروبار کراتے ہیں۔

۲۷ تَقْرِی، تاء پر زبر، قاف ساکن، قِرَیٰ (قاف کے نیچے زیر) سے مشتق ہے۔ اس کا معنی مہمان نوازی کرنا ہے۔

۲۸ جب بھی کوئی حادثہ پیش آجاتا ہے مثلاً کسی نے قرض دینا ہے یا دیت ادا کرنی ہے تو آپ اس ادائیگی کا ذریعہ بن کر اس کی رہائی کا سبب بنتے ہیں۔ تو ایک حق اس لیے کہا کہ ناحق حادثہ مثلاً اسراف، غصب وغیرہ میں وار کرنا مذموم ہے سیدہ خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے آپ کے مکارمِ اخلاق اور اعلیٰ صفات سے اس پر استدلال کیا کہ ان کے سبب سے آپ کو دنیا و دین میں کبھی کوئی پریشانی لاحق نہیں ہوسکتی اور ان کی اعلیٰ فراست و دانائی ہے اور یہ کیوں نہ ہو کہ انھیں مدت مدید سے محبت نبوی میسر تھی۔ سب سے پہلے ایمان لانے والی بھی آپ ہی ہیں اور اس میں ان کا کوئی ثانی نہیں۔ رضی اللہ عنہا

۲۹ وَرَقَہ، واؤ، راء اور قاف پر زبر

۳۰ ابنِ عمِ خدیجہ، کیونکہ خدیجہ بنت اسد بن عبد العزیٰ اور ورقہ بن نوفل بن اسد، یہ نصرانی تھے انجیل کو انھوں نے عربی زبان دی، بہت بوڑھے اور اندھے ہو گئے تھے۔

۳۱ حضور سے، عربوں میں ایک دوسرے کو بھائی، بھائی زادہ اور چچازاد کہنا محاورہ ہے۔ بڑی عمر کی وجہ سے انھیں بھائی زادہ کہا۔ بعض نے کہا کہ ورقہ عمر و مرتبہ میں آپ کے والدِ گرامی کے برابر تھے۔

۳۲ مشائخ طریقت نے یہاں سے دلیل اخذ کی ہے کہ مرید اپنے شیخ کو مقامات اور وقائع سے آگاہ کر سکتا ہے

۳۳ بعض روایات میں لفظ نزّلَ زا کی شد سے ہے معلوم و مجہول آیا ہے۔ ناموس اور صاحب سر کہا جاتا ہے جو امر کے باطن سے آگاہ ہو۔ بعض نے کہا صاحب سر خیر کو ناموس اور صاحب سر شر کو جاسوس کہا جاتا ہے۔ یہاں حضرت جبرئیل امین مراد ہیں۔ علی موسیٰ کہا علی عیسیٰ نہیں کہا اگرچہ دین نصاریٰ کی وجہ سے عیسیٰ کہنا زیادہ مناسب تھا۔ مگر عظمتِ شانِ موسیٰ اور ان کی شریعت کی جامعیت کی وجہ سے ایسا کہا۔

۳۴ جذع، جیم پر زبر، ذال، اصل میں یہ لفظ بہائم میں استعمال ہوتا ہے، دوسرے سال کی بھیڑ، تیسرے سال کی گائے، پانچویں سال کے اونٹ کو جذع کہا جاتا ہے۔ یہاں جوانی اور قوت مراد ہے۔

---

۳۵ شاید ورقہ کسی اہلِ توحید کے ہاتھ پر اسلام لا چکے تھے۔ مشرکین نصاریٰ نے انھیں ملکِ شام سے نکال دیا تھا۔ مسلم کی روایت میں ہے اللہ تعالیٰ نے اہلِ ارض پر نظر کی وہ عربی اور عجمی تمام پر ناراض ہوا ماسوائے بقایا اہلِ کتاب کے ان سے مراد یہی لوگ ہیں ان میں سے بعض نجران، بعض فارس اور بعض بیابانوں میں چلے گئے۔

marfat.com
Marfat.com

۳۵ یعنی نبوت و شریعت، ان کے ساتھ مردودوں کی مخالفت ہوتی ہے۔ بعض روایات میں الاّ اوذی کے الفاظ ہیں جو بھی پیغمبر آیا اس کی کفار نے مخالفت کی۔

۳۶ جب اعلانِ نبوت فرمائیں، قوم آپ کو ایذا دے تو کاش اس وقت میں زندہ ہوں۔

۳۷ ازر، ہمزہ پر زبر، زاء ساکن۔ پشت کا سہارا بننا۔

۳۸ نشیب، شین پر زیر از نشوب، معروف بمعنی تاخیر کرنا اور دوسری چیز کے ساتھ متعلق کرنا۔ واضح رہے کہ حضور پر ورقہ کے ایمان لانے پر کوئی اختلاف نہیں لیکن صحبت میں اختلاف ہے۔ اگر یہ واقعہ بعد از ظہورِ نبوت ہے تو صحابی ہیں۔ اگر ابتدائی حالات کا ہے جیسا کہ واضح ہو رہا ہے تو پھر صحابی نہیں۔

۳۹ فترالوحی، یہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر قرآنی وحی کی آمد اور آپ کی نبوت کے بعد ہوا۔ فتور کا معنی ہے مسلسل وحی میں انقطاع ہو جانا۔ فترت، سستی اور دو پیغمبروں کے درمیان زمانہ کو کہا جاتا ہے۔ یہاں مسلسل وحی میں انقطاع اور کچھ مدت کے لیے مؤخر ہونا ہے۔ فتور اصل میں بمعنی ہر ضعف بعد از قوت اور مدت کے بعد سکون ہے۔ منقول ہے کہ مدت تین سال تھی۔ بعض نے چھ ماہ، بعض نے اڑھائی سال کہا ہے۔ شیخ ابنِ حجر کہتے ہیں اِقْرَاْ بِاسْمِ رَبِّكَ اور يَآ اَيُّهَا الْمُدَّثِّرُ کے درمیان فترت سے جبریل امین کا نہ آنا مراد نہیں بلکہ عدم نزولِ قرآن ہے حضرت جبریل آئے مگر قرآن نہ لائے تاخیرِ وحی میں حکمت یہ تھی تاکہ لاحق خوف ختم ہو جائے اور شوق و انتظار کی کیفیت پیدا ہو جائے۔

بیت: دیر ست کہ دلدار پیامے نفرستاد ننوشت سلامے و کلامے نفرستاد

بہت دیر ہو گئی کہ محبوب نے نہ کوئی پیغام بھیجا اور نہ سلام بھیجا۔

۴۰ یہاں تک تو بخاری اور مسلم کا اتفاق ہے۔ امام بخاری نے آگے اضافہ کیا ہے۔

۴۱ یہ راویوں کا کلام ہے۔

۴۲ شدتِ اشتیاق و فراق کی وجہ سے آپ چاہتے کہ کسی پہاڑ پر چڑھ کر چھلانگ لگا کر اپنے آپ کو ختم کر ڈالیں۔

۴۳ ذروۃ، ذال پر پیش یا زبر، ہر شے کا اوپر والا حصہ

۴۴ اس سے ظاہر یہ ہوتا ہے کہ تاکہ کہانت وغیرہ کا خوف دور ہو جائے۔ ممکن ہے مقصد یہ ہو کہ جب آپ برحق رسول ہیں تو تمام آفات سے امن میں ہیں اور دین و دنیا میں کامیاب آپ ہی ہیں۔ اگرچہ درمیان میں کچھ آزمائش اور مشقت درپیش ہے۔

۴۵ صراح میں ہے جاش، ہمزہ اور بغیر ہمزہ دونوں طرح ہے۔ دل کا اضطراب اور خوف سے دہل جانا۔

۵۵۹۱ وَعَنْ جَابِرٍ اَنَّهٗ سَمِعَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُحَدِّثُ عَنْ

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو وحی رُک جانے کے بارے میں

marfat.com
Marfat.com

فَتْرَةِ الْوَحْيِ قَالَ فَبَيْنَا اَنَا اَمْشِيْ سَمِعْتُ صَوْتًا عَنِ السَّمَآءِ فَرَفَعْتُ بَصَرِيْ فَاِذَا الْمَلَكُ الَّذِيْ جَآءَنِيْ بِحِرَاءَ قَاعِدٌ عَلٰى كُرْسِيٍّ بَيْنَ السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ فَجُئِثْتُ مِنْهُ رُعْبًا حَتّٰى هَوَيْتُ اِلَى الْاَرْضِ فَجِئْتُ اَهْلِيْ فَقُلْتُ زَمِّلُوْنِيْ زَمِّلُوْنِيْ فَزَمَّلُوْنِيْ فَاَنْزَلَ اللّٰهُ تَعَالٰى يَا اَيُّهَا الْمُدَّثِّرُ قُمْ فَاَنْذِرْ وَرَبَّكَ فَكَبِّرْ وَثِيَابَكَ فَطَهِّرْ وَالرُّجْزَ فَاهْجُرْ ثُمَّ حَمِيَ الْوَحْيُ وَتَتَابَعَ

(مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ)

فرماتے ہوئے سنا میں چل رہا تھا کہ میں نے آسمان سے ایک آواز سنی میں نے نگاہ اٹھائی تو وہی فرشتہ جو میرے پاس حرا میں آیا تھا۔ آسمان وزمین کے درمیان ایک کرسی پر بیٹھا تھا تو میں رعب[1] کی وجہ سے اس سے ڈر گیا۔ حتیٰ کہ میں زمین کی طرف مائل ہو گیا پھر میں اپنے گھر والوں کے پاس آیا۔ میں نے کہا مجھے چادر اوڑھادو[2] انھوں نے مجھے چادر اوڑھادی۔ تب اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی اے چادر اوڑھنے والے اٹھو ڈراؤ[3]، اپنے رب کی بڑائی بیان کرو[4]، کپڑے پاک[5] رکھو اور گندگی[6] دور رکھو۔ پھر وحی کا سلسلہ مسلسل ہو گیا۔ (بخاری ومسلم)

[1] جاثہ، جیم، ہمزہ اور ثاء ـ ڈرنا

[2] بعض روایات میں ایک دفعہ ہے۔ دوسری روایت میں دثرونی، از دثار، کپڑے پر کپڑا اوڑھنا۔

[3] مخلوق کو دعوت دو

[4] اور اس معاملہ میں مخلوق سے مت ڈرو

[5] بعض شارحین کہتے ہیں کہ ثیاب سے مراد صفاتِ نفس ہیں اور تطہیر سے مراد نفس کا رذائل سے پاک کرنا ہے۔

[6] اس سے مراد شرک اور بتوں کی پوجا ہے۔ اس کی تفسیر بتوں سے کی گئی ہے۔ دونوں کا حال ایک ہی ہے۔

۵۵۹۲ وَعَنْ عَائِشَةَ اَنَّ الْحَارِثَ ابْنَ هِشَامٍ سَاَلَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ كَيْفَ يَاْتِيْكَ الْوَحْيُ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَحْيَانًا يَاْتِيْنِيْ مِثْلَ صَلْصَلَةِ الْجَرَسِ وَهُوَ اَشَدُّهٗ عَلَيَّ فَيُفْصَمُ عَنِّيْ وَقَدْ وَعَيْتُ عَنْهُ مَا قَالَ وَاَحْيَانًا يَتَمَثَّلُ لِيَ الْمَلَكُ رَجُلًا فَيُكَلِّمُنِيْ

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ حارث بن ہشام نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا یا رسول اللہ آپ پر وحی کیسے آتی ہے؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کبھی تو میرے پاس گھنٹی کی آواز آتی ہے وہ مجھ پر بہت گراں ہوتی ہے تو وہ مجھ سے ختم ہو جاتی ہے۔ حالانکہ میں نے اسے یاد کر لیا ہوتا ہے جو اس نے کہا اور کبھی میرے سامنے فرشتہ مرد کی صورت میں آتا ہے، مجھ سے بات کرتا ہے

marfat.com
Marfat.com

فَاَعِیْ مَا یَقُوْلُ قَالَتْ عَائِشَۃُ وَلَقَدْ رَاَیْتُہٗ یُنْزَلُ عَلَیْہِ الْوَحْیُ فِی الْیَوْمِ الشَّدِیْدِ الْبَرْدِ فَیَفْصِمُ عَنْہُ وَاِنَّ جَبِیْنَہٗ لَیَتَفَصَّدُ عَرَقًا

(مُتَّفَقٌ عَلَیْہِ)

جو وہ کہتا ہے محفوظ کر لیتا ہوں۔ حضرت عائشہ فرماتی ہیں کہ میں نے حضور انور کو دیکھا آپ پر سخت ٹھنڈے دن میں وحی نازل ہوتی تھی تو ختم ہوتی تھی اس حالت میں کہ آپ کی پیشانی پسینہ سے شرابور ہوتی تھی

(بخاری و مسلم)

سلہ یہ صحابی ہیں اور ابو جہل کے بھائی ہیں۔ فتح مکہ سے پہلے اسلام لائے۔ دورِ جاہلیت اور اسلام سے نہایت صاحبِ اخلاق تھے۔

سلہ۲ سلسلہ، لوہے کی آواز جو ایک دوسرے سے ٹکرانے سے پیدا ہوتی ہے۔ بعد میں ہر اس آواز پر اس کا اطلاق ہونے لگا جس میں گونج ہو۔ بعض نے کہا اس مسلسل آواز کو کہا جاتا ہے جس کی ابتدا میں کوئی سمجھ نہ آئے ہاں غور و فکر کے بعد سمجھ آئے۔ اس کے ساتھ وحی کی تشبیہ عام لوگوں کو سمجھانے کے لیے ہے۔

سلہ۳ فہم، مقصد ہے کیونکہ کسی شخص سے براہِ راست گفتگو کرنے سے گھنٹی کی آواز کو سمجھنا دشوار ہوتا ہے۔ [علہ]

سلہ۴ فرشتہ یا وحی

سلہ۵ یفصم، یاء پر زبر یا پیش، صاد کے نیچے زیر یا پیش و زیر تینوں طرح مروی ہے۔ فصم، فاء کے ساتھ کسی شے کا ایسے کاٹنا کہ جدائی نہ ہو۔ اگر قاف کے ساتھ ہو تو معنی قطع اور جدائی ہوتا ہے۔ یہاں باقی رہنا مراد ہے یعنی اگرچہ منقطع ہوتی ہے مگر علاقہ و رابطہ قائم رہتا ہے۔

سلہ۶ جیسا کہ مشہور ہے کہ حضرت دحیہ کلبی رضی اللہ عنہ کی صورت میں حضرت جبرئیل امین آیا کرتے تھے۔

سلہ۷ شارحین فرماتے ہیں۔ استفادہ اور استفاضہ کے لیے متکلم اور سامع کے درمیان مناسبت شرط ہے یہاں دو طریق میں کبھی جبرئیل امین کی ملکیت اور روحانیت، حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر غالب آجاتی اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم حالتِ بشریت سے غائب و دور ہو جاتے۔ یہ قسم اول ہے اور کبھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بشریت جبرئیل پر غالب آجاتی اور جبرئیل صفت بشریت سے متصف ہو کر آتے۔ یہ دوسری قسم ہے لیکن یہ اس صورت میں ہے جب صلصلہ سے مراد آوازِ وحی ہو جیسا کہ ظاہر حدیث سے آشکارا ہو رہا ہے۔ بعض نے کہا یہ جبرئیل امین کے پروں کی آواز ہوا کرتی تھی اور اس میں حکمت یہ ہوتی تھی کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو جبرئیل کے آنے کی جہت معلوم ہو جائے اور آپ کی توجہ سماعت دوسری طرف نہ رہے (فتح الباری)

علہ بہتر یہ ہے کہ یہ نہ کہو۔ فہم مقصور میں اشکال ہے کیونکہ یہ بات خود خلاف مقصود ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں نے اس کے کہے ہوئے کو محفوظ کر لیا۔ بلکہ اشکال نزول بر دل کے حوالے سے ہے شیخ ابنِ حجر نے یہ تفصیل بیان کی ہے (مولوی امیر علی مرحوم)

marfat.com
Marfat.com

ے ظاہر یہی ہے کہ یہ وحی کی پہلی قسم میں ہوا کرتا تھا۔ ممکن ہے دوسری صورت میں بھی ایسی صورت ہوتی ہو۔

۵۵۹۲ وَعَنْ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا أُنْزِلَ عَلَيْهِ الْوَحْيُ كُرِبَ لِذَالِكَ وَتَرَبَّدَ وَجْهُهُ وَفِي رِوَايَةٍ نَكَسَ رَأْسَهُ وَنَكَسَ أَصْحَابُهُ رُءُوسَهُمْ فَلَمَّا أُتْلِيَ عَنْهُ رَفَعَ رَأْسَهُ (رَوَاهُ مُسْلِمٌ)

حضرت عبادہ[1] بن صامت[2] رضی اللہ عنہ سے مروی ہے جب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم پر وحی نازل ہوا کرتی تو آپ اس سے بڑے متفکر ہوتے[3] آپ کے چہرۂ اقدس کا رنگ بدل جاتا اور ایک روایت میں ہے آپ سر جھکا لیتے اور آپ کے صحابہ بھی۔ جب وحی ختم ہوتی[4] تو آپ اپنا سر اقدس اٹھاتے۔ (المسلم)

[1] عبادہ، عین پر پیش اور باء مخفف۔

[2] ابن صامت، مشہور صحابی اور اکابر اصحاب میں سے ہیں۔ بیعت اولیٰ، ثانیہ، بدر حتیٰ کہ تمام غزوات میں شریک ہوئے۔

[3] وحی کی شدت کی وجہ سے یا بسبب مطالعہ حقوق عبودت اور امت کی طرف سے اداء شکر نعمت کی وجہ سے کرب، کاف پر زبر، وہ غم اور تکلیف جس سے انسان کا سانس گھٹنے لگے۔

[4] اتلی مجہول ہمزہ پر پیش تاء ساکن، لام کے نیچے زیر، اس کا معنی سپرد کرنا ہے۔ باقی صحابہ کا سر جھکانا تو اس وجہ سے تھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا حال مبارک ان میں سرایت کر جاتا۔ یا بہ سبب موافقت و اتباع تھا۔

۵۵۹۴ وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ لَمَّا نَزَلَتْ وَأَنْذِرْ عَشِيرَتَكَ الْأَقْرَبِينَ خَرَجَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتّٰى صَعِدَ الصَّفَا فَجَعَلَ يُنَادِي يَا بَنِي فِهْرٍ يَا بَنِي عَدِيٍّ لِبُطُونِ قُرَيْشٍ حَتّٰى اجْتَمَعُوا فَجَعَلَ الرَّجُلُ إِذَا لَمْ يَسْتَطِعْ أَنْ يَخْرُجَ أَرْسَلَ رَسُولًا لِيَنْظُرَ مَا هُوَ فَجَاءَ أَبُو لَهَبٍ وَقُرَيْشٌ فَقَالَ أَرَأَيْتُمْ إِنْ أَخْبَرْتُكُمْ أَنَّ خَيْلًا تَخْرُجُ مِنْ سَفْحِ هٰذَا الْجَبَلِ وَفِي رِوَايَةٍ أَنَّ خَيْلًا تَخْرُجُ بِالْوَادِي تُرِيدُ أَنْ تُغِيرَ عَلَيْكُمْ أَكُنْتُمْ مُصَدِّقِيَّ قَالُوا نَعَمْ مَا

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے جب یہ آیت اتری کہ اپنے عزیزوں کو ڈرایئے تو حضور باہر نکلے حتیٰ کہ صفا پہاڑ پر چڑھے پھر پکارنے لگے اے بنی فہر! اے بنی عدی! قریش کے قبائل کے نام لے کر حتیٰ کہ وہ سب جمع ہو گئے۔ حالت یہ ہو گئی اگر کوئی نہ آسکا تو اس نے اپنا قاصد بھیج دیا کہ جا کر دیکھے کیا واقعہ ہے؟ تو ابولہب بھی آیا اور قریش بھی۔ آپ نے فرمایا بتاؤ اگر میں تم کو خبر دوں کہ ایک لشکر اس پہاڑ کے کنارے سے اور ایک روایت میں ہے کہ ایک لشکر اس جنگل سے نکلے گا جو تم پر حملہ کرنا چاہتا ہے، کیا تم میری تصدیق کرو گے۔ سب بولے ہاں! ہم نے

marfat.com
Marfat.com

جَرَّبْنَا عَلَيْكَ إِلَّا صِدْقًا قَالَ فَإِنِّي نَذِيرٌ لَكُمْ بَيْنَ يَدَيْ عَذَابٍ شَدِيدٍ قَالَ أَبُو لَهَبٍ تَبًّا لَكَ أَلِهٰذَا جَمَعْتَنَا فَنَزَلَتْ تَبَّتْ يَدَا أَبِي لَهَبٍ وَتَبَّ (مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ)

آپ پر کبھی نہ آزمایا مگر سچ ہی فرمایا: تو میں تمھارے لیے ڈرانے والا ہوں سخت عذاب کے آگے۔ ابولہب بولا کہ ہلاکت ہو تمھارے لیے کیا تو نے ہم کو اس لیے جمع کیا تھا۔ تب یہ آیت نازل ہوئی۔ تبت یدا ابی لہب۔ (بخاری و مسلم)

لہ عذاب الٰہی سے قریش کو ڈرائیے۔
لہ فہر، فاء کے نیچے زیر، ہاء ساکن۔ اس قبیلہ کے والد کا نام ہے۔
لہ بطن کا معنی پیٹ کے ہیں مراد وہ گروہ ہے جو قبیلہ سے نیچے ہو۔
لہ اس آواز کی وجہ کیا ہے؟
لہ ابولہب بن عبد المطلب، یہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا تھے اور مشرک تھے اور دوسرے قریش کے ہمراہ آئے۔
لہ یعنی مکہ میں ایک لشکر آ جائے جو تمھیں ہلاک کر دے گا۔ تغیر تاء پر پیش، غین کے نیچے زیر یاء ساکن از اغارت بمعنی حملہ کرنا۔
لہ میں تمھیں اس سخت عذاب سے ڈراتا ہوں جو تمھیں پیش آنے والا ہے۔
لہ بعض روایات میں ہے کہ ابولہب نے دونوں ہاتھوں سے پتھر اٹھا کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف پھینکا، یہ حدیث "باب تفسیر الناس" میں گزر چکی ہے۔

۵۵۹۵/۱۰ وَعَنْ عَبْدِ اللهِ ابْنِ مَسْعُودٍ قَالَ بَيْنَمَا رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّي عِنْدَ الْكَعْبَةِ وَجَمْعُ قُرَيْشٍ فِي مَجَالِسِهِمْ إِذْ قَالَ قَائِلٌ أَيُّكُمْ يَقُومُ إِلَى جَزُورِ آلِ فُلَانٍ فَيَعْمِدُ إِلَى فَرْثِهَا وَدَمِهَا وَسَلَاهَا ثُمَّ يُمْهِلُهُ حَتّٰى إِذَا سَجَدَ وَضَعَهُ بَيْنَ كَتِفَيْهِ فَانْبَعَثَ أَشْقَاهُمْ فَلَمَّا سَجَدَ وَضَعَهُ بَيْنَ كَتِفَيْهِ وَثَبَتَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَاجِدًا فَضَحِكُوا حَتّٰى مَالَ بَعْضُهُمْ عَلٰى بَعْضٍ مِنَ الضَّحِكِ فَانْطَلَقَ مُنْطَلِقٌ إِلٰى فَاطِمَةَ

حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کعبہ کے پاس نماز پڑھتے تھے اور قریش کی ایک جماعت اپنی مجلسوں میں تھی۔ ایک بولا تم میں کون ہے جو فلاں قبیلہ کے ذبیحہ اونٹ کی طرف جائے اور اس کی لید، اس کا خون اور اس کی اوجھڑی لائے، آپ کو مہلت دے حتیٰ کہ جب آپ سجدہ کریں تو اسے آپ کے کندھوں کے بیچ رکھ دے۔ تو ان میں سے بڑا بدبخت گیا پھر جب حضور نے سجدہ کیا تو اس نے وہ آپ کے کندھوں کے درمیان رکھ دی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم حالت سجدہ میں پڑے رہے۔ کفار ہنسے حتیٰ کہ بعض، بعض پر گرنے لگے ہنسی کی وجہ سے۔ پھر کوئی

marfat.com
Marfat.com

فَاَقْبَلَتْ تَسْعٰى وَثَبَتَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَاجِدًا حَتّٰى اَلْقَتْهُ عَنْهُ وَاَقْبَلَتْ عَلَيْهِمْ تَسُبُّهُمْ فَلَمَّا قَضٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الصَّلٰوةَ قَالَ اَللّٰهُمَّ عَلَيْكَ بِقُرَيْشٍ ثَلٰثًا وَكَانَ اِذَا دَعَا ثَلٰثًا وَاِذَا سَاَلَ سَاَلَ ثَلٰثًا اَللّٰهُمَّ عَلَيْكَ بِعَمْرِو بْنِ هِشَامٍ وَعُتْبَةَ ابْنِ رَبِيْعَةَ وَوَلِيْدَ بْنِ عُتْبَةَ وَاُمَيَّةَ ابْنِ خَلَفٍ وَعُقْبَةَ ابْنِ اَبِيْ مُعَيْطٍ وَعُمَارَةَ بْنِ الْوَلِيْدِ قَالَ عَبْدُ اللّٰهِ فَوَاللّٰهِ لَقَدْ رَاَيْتُهُمْ صَرْعٰى يَوْمَ بَدْرٍ ثُمَّ سُحِبُوْا اِلَى الْقَلِيْبِ قَلِيْبِ بَدْرٍ ثُمَّ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاُتْبِعَ اَصْحَابُ الْقَلِيْبِ لَعْنَةً (مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ)

جانے والا جناب فاطمہ کے پاس گیا وہ دوڑتی آئیں حالانکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سجدہ میں رہے حتیٰ کہ انھوں نے آپ سے یہ گندگی ہٹادی۔ اور ان پر متوجہ ہوئیں انھیں برا کہتی تھیں۔ پھر جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز پوری فرمائی تو عرض کیا الٰہی ان قریشیوں کو پکڑلے تین بار فرمایا اور آپ جب دعا فرماتے تو تین بار مانگتے تھے اور جب سوال کرتے تو تین بار کرتے الٰہی پکڑ ابوجہل کو، عتبہ بن ربیعہ کو، شیبہ بن ربیعہ کو، ولید بن عتبہ، امیہ بن خلف، عقبہ بن ابی معیط اور عمارہ ابن ولید کو۔ جناب عبداللہ فرماتے کہ اللہ کی قسم میں نے انھیں بدر کے دن پچھڑا ہوا دیکھا۔ پھر وہ بدر کے گھڑے کی طرف کھینچ کر پھینکے گئے۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ان گھڑے والوں پر لعنت ڈالی گئی۔ (بخاری ومسلم)

سلہ جو حرم میں لگاتے تھے۔

سلہ بخاری میں ہے ایک قریشی نے کہا جبکہ دوسری میں یہ اضافہ بھی ہے۔ کہنے والے نے کہا اس (حضور) ریاکار کو دیکھو۔ منقول یہ ہے کہ اگلی بات (کون اوجھڑی لائے گا) ابوجہل لعنۃ اللہ علیہ نے کہی تھی۔

سلہ فلاں محلہ اور قبیلہ میں اونٹ ذبح ہوا ہے۔ جزور، جیم پر زبر اور زا، اونٹ کو پارہ پارہ کرنا، بکری پر اس کا اطلاق ہوتا ہے۔

سکہ فرث، فاء پر زبر، را ساکن، گوبر دلید

ھ سلاھا، سین پر زبر، لام مخفف وہ پوست جس میں بچہ تھا ہے خواہ آدمی کا ہو یا مویشی کا۔ بعض کہتے ہیں یہ مویشی کے ساتھ مخصوص ہے۔ آدمی کے لیے مشیمہ کا لفظ استعمال ہوتا ہے۔

سلہ اس کا نام عقبہ بن ابی معیط ہے۔ میم پر پیش، عین پر زبر، یاء ساکن اسے اشقی کہنے کی وجہ یہ ہے کہ ابوجہل نے حکم دیا تھا اور وہ اشقیا کا سربراہ تھا یا یہ اس لیے کہ سبب بننے سے فعل بجالانے والا بدتر ہوتا ہے اس آیت مبارکہ میں اسی کی طرف اشارہ ہے۔ اذ انبعث اشقاہا۔ یہ اس کے بارے میں فرمایا جو اونٹنی کے درپے ہوا تھا۔

ےہ ضحک، ضاد کے نیچے زیر، حاء ساکن یا اس کے نیچے زیر ہے۔

marfat.com
Marfat.com

۸ یہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ تھے ۔

۹ اس میں سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کی جرأت، بہادری اور شرف وہمت کا بیان ہے کہ باوجود چھوٹی عمر کے انھیں سخت سُست فرمایا اور انھیں جواب کی ہمت نہ ہوئی ۔

۱۰ انھیں عذاب دے کیونکہ یہ مشرک ہیں

۱۱ عموماً اللہ تعالیٰ سے کوئی شے طلب کرتے تو تین بار عرض کرتے لیکن خصوصاً ان ازلی بدبختوں کے خلاف تین دفعہ دعا فرمائی ۔

۱۲ عمرو بن ہشام، یہ ابوجہل کا نام ہے ۔

۱۳ عتبہ، عین پر پیش، باء ساکن

۱۴ امیہ بن خلف، خاء اور لام پر زبر

۱۵ عمارہ، عین پر پیش، میم مخفف

۱۶ یہ تمام مشرکین اور اذیت دینے والوں کے سردار ہیں ۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی اذیتوں پر بہت صبر فرمایا پھر یہ اپنے اپنے انجام کو پہنچے ۔ شعر

اللہ تعالیٰ کا لطف بے شک بسیار ہے، مگر جب کوئی حد سے گزر جائے تو ذلیل کر یا جاتا ہے

۱۷ راویِ حدیث

۱۸ قلیب، بدر کا کنواں ۔ صراح میں ہے وہ کنواں جس کا سرنہ بنایا گیا ہو ۔

۱۹ انھیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خطاب فرمایا ۔ ہم نے اللہ کا وعدہ حق پایا اور تم نے بھی حق پایا ہے ۔ اس کا تتمہ کتاب الجہاد میں گزر چکا ہے ۔ ان کا کنوئیں میں ڈالنا اغلب طور پر ہے ۔ ورنہ عمارہ بن ولید بدر میں نہیں تھا بلکہ وہ حبشہ میں مرا ۔ عقبہ بن ابی معیط بدر سے واپسی پر قتل ہوا ۔ امیہ بن خلف سوج جانے اور بھاری ہونے کی وجہ سے کنوئیں میں نہ ڈالا گیا ۔

۲۰ اس پر اشکال وارد کیا گیا ہے کہ جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی پشت پر نجاست تھی تو آپ کیوں حالتِ نماز میں رہے، اس کا جواب یہ ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے جانا نہ تھا کہ پشت پر کیا ہے لہذا آپ نے نماز جاری رکھی ۔ اس پر بحث یہ ہوئی کہ بعد از علم نماز قضا نہ فرمائی ۔ شوافع فرماتے ہیں کہ ممکن ہے نماز نفلی ہو اور کسی دوسرے دوسرے وقت میں ادا کر لی ہو ۔ اگر نماز فرض تھی پھر بھی وقت میں کافی گنجائش تھی ۔ لیکن سوال یہ ہے کہ اگر قضاء فرماتے تو منقول ہوتا اور نماز فرض تو باجماعت ادا ہوتی حالانکہ کسی نے یہ بات نقل نہیں کی ۔ کچھ اہلِ علم کی رائے یہ ہے کہ اگر ابتداءً نماز پاک حالت میں شروع کی گئی درمیان میں ایسی حالت عارض ہو گئی تو نماز درست ہو گی ۔ انھوں نے اس حدیث سے استدلال کیا ہے ۔ امام بخاری کی بھی یہی رائے ہے ۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کا عمل بھی اسی پر ہے دوران نماز اپنے کپڑے پر خون دیکھتے تو نماز جاری رکھتے ہاں کپڑا اتار دیتے ۔

marfat.com

Marfat.com

۵۵۹۶ وَعَنْ عَائِشَةَ اَنَّهَا قَالَتْ
يَا رَسُوْلَ اللهِ هَلْ اَتٰى عَلَيْكَ يَوْمٌ كَانَ
اَشَدَّ مِنْ يَوْمِ اُحُدٍ فَقَالَ لَقَدْ لَقِيْتُ
مِنْ قَوْمِكِ وَكَانَ اَشَدَّ مَا لَقِيْتُ
مِنْهُمْ يَوْمَ الْعَقَبَةِ اِذَا عَرَضْتُ نَفْسِيْ
عَلَى ابْنِ عَبْدِ يَالَيْلَ ابْنِ كُلَالٍ فَلَمْ
يُجِبْنِيْ اِلٰى مَا اَرَدْتُ فَانْطَلَقْتُ
وَاَنَا مَهْمُوْمٌ عَلٰى وَجْهِيْ فَلَمْ اَسْتَفِقْ
اِلَّا بِقَرْنِ الثَّعَالِبِ فَرَفَعْتُ رَاْسِيْ
فَاِذَا اَنَا بِسَحَابَةٍ قَدْ اَظَلَّتْنِيْ فَنَظَرْتُ
فَاِذَا فِيْهَا جِبْرَئِيْلُ فَنَادَانِيْ فَقَالَ
اِنَّ اللهَ قَدْ سَمِعَ قَوْلَ قَوْمِكَ وَمَا
رَدُّوْا عَلَيْكَ وَقَدْ بَعَثَ اِلَيْكَ مَلَكَ
الْجِبَالِ فَسَلَّمَ عَلَيَّ ثُمَّ قَالَ يَا مُحَمَّدُ
اِنَّ اللهَ قَدْ سَمِعَ قَوْلَ قَوْمِكَ اَنَا
مَلَكُ الْجِبَالِ وَقَدْ بَعَثَنِيْ رَبُّكَ
اِلَيْكَ لِتَاْمُرَنِيْ بِاَمْرِكَ اِنْ شِئْتَ
اَنْ اُطْبِقَ عَلَيْهِمُ الْاَخْشَبَيْنِ فَقَالَ
رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
بَلْ اَرْجُوْ اَنْ يُّخْرِجَ اللهُ مِنْ
اَصْلَابِهِمْ مَنْ يَّعْبُدُ اللهَ وَحْدَهٗ
وَلَا يُشْرِكُ بِهٖ شَيْئًا
(مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے میں نے عرض کیا یا رسول اللہ کیا آپ پر کوئی دن ایسا بھی گزرا جو احد[1] کے دن سے زیادہ سخت ہو تو فرمایا میں نے تمہاری قوم سے بڑی مصیبتیں جھیلیں۔ احد سے سخت دن جب میں نے ان کی مصیبت جھیلی عقبہ[2] کا دن تھا۔ جبکہ میں نے اپنے کو ابن عبد یالیل بن کلال کے سامنے کیا جو میں نے چاہا تھا اس نے وہ جواب نہ دیا[3] تو میں اپنے رُخ پر چلا۔ حالانکہ میں حیران تھا مجھے اس حیرانی سے افاقہ نہ ہوا مگر مقام قرن ثعالب میں تو میں نے اپنا سر اٹھایا تو میں ایک بادل کے سامنے تھا جس نے مجھ پر سایہ کیا تھا میں نے دیکھا تو اس میں جبرئیل تھے انھوں نے مجھے پکارا، عرض کیا کہ اللہ نے آپ کی قوم کا کلام اور جو انھوں نے آپ کو جواب دیا سن لیا۔ آپ کی خدمت میں پہاڑوں کا فرشتہ بھیجا ہے تاکہ آپ ان کفار کے متعلق جو چاہیں حکم دیں۔ فرمایا کہ مجھے پہاڑوں کے فرشتے نے پکارا مجھے سلام کیا پھر فرمایا اے محمد! اللہ نے آپ کی قوم کا کلام سن لیا میں پہاڑوں کا فرشتہ ہوں مجھے آپ کے رب نے آپ کی خدمت میں بھیجا ہے تاکہ آپ مجھے اپنے فیصلے کا حکم دیں۔ اگر آپ چاہیں تو میں ان لوگوں پر دو اخشب پہاڑ ملا دوں تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بلکہ میں امید کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ ان کی پشتوں میں سے ایسے لوگ پیدا کر دے جو ایک اللہ کی عبادت کریں۔ اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ کریں گے۔ (بخاری و مسلم)

[1] یوم احد میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے مبارک دانت شہید ہوئے۔ خود کا کچھ حصہ رخسار مبارک کے اندر گھس گیا۔ اس کے علاوہ بھی تکالیف آئیں جن کا تذکرہ دیگر احادیث میں ہے۔
عقبہ۔ عین، قاف اور باء تینوں پر زبر، پہاڑی راستہ، ظاہر یہ ہے کہ منیٰ میں مقام کا نام ہے۔ اس لیے

marfat.com
Marfat.com

ایک جمرہ کا نام جمرۃ العقبہ ہے۔ جیسا کہ کتاب الحج میں گزرا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے موسم حج میں وہاں قبائل کو دعوت دینا شروع فرمائی۔ جیسا کہ اجتماعات کے موقع پر آپ کی عادت مبارکہ تھی لوگوں کو خوف و شوق دلانا شروع فرمایا۔ آپ کا گزر ثقیف کی جانب ہوا۔ ابن عبدیالیل (ی، الف لام مکسور) بن کلال۔ کاف پر پیش یہ ثقیف کا سربراہ تھا اسے بھی آپ نے دعوت دی۔

۵۲ انھوں نے میری دعوت کو قبول نہ کیا۔ وہاں کے جہال اور کھلنڈروں نے آپ کو ایذا دی اور آپ کو پتھر مار کر لہولہان کر دیا۔

۵۳ میں حیران اور غمگین تھا کہ کہاں جاؤں۔ شعر

اغیار کا زور اور دیوار سے سنگ برسے
دردمندوں پر در و دیوار سے بلائیں آتی ہیں۔

۵۵ قرن الثعالب، جگہ کا نام ہے قاف پر زبر را ساکن، نون، یہاں اہل نجد کا میقات ہے اور اسے قرن المنازل بھی کہا جاتا ہے۔

۵۶ جو انھوں نے آپ کی تکذیب کی اور آپ سے سخت رویہ اپنایا۔

۵۷ پہاڑوں کا فرشتہ جس کے حوالے زمین کا نظام ہے۔

۵۸ عذاب، ہلاکت یا پہاڑوں کے درمیان ان کو پیس دیا جائے۔

۵۹ اخشبین، مکہ میں دو پہاڑوں کا نام ہے۔

۵۵۹۷ وَعَنْ اَنَسٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كُسِرَتْ رَبَاعِيَتُهٗ يَوْمَ اُحُدٍ وَّشُجَّ فِيْ رَاْسِهٖ فَجَعَلَ يَسْلُتُ الدَّمَ عَنْهُ وَيَقُوْلُ كَيْفَ يُفْلِحُ قَوْمٌ شَجُّوْا رَاْسَ نَبِيِّهِمْ وَكَسَرُوْا رَبَاعِيَتَهٗ (رَوَاهُ مُسْلِمٌ)

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے احد کے دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی چوکڑی شہید کر دی گئی۔ آپ کے سر اقدس میں زخم آیا تو اپنے سے خون پونچھنے لگے اور فرماتے کہ وہ قوم کیسے کامیاب ہوگی جس نے اپنے نبی کا سر زخمی کر دیا اور اس کی چوکڑی شہید کر دی۔ (المسلم)

۱ رباعیہ، را پر زبر، یاء مخفف بروزن ثمانیہ، وہ چار دانت جو ثنایا اور انیاب کے درمیان ہوتے ہیں۔ دو اوپر والے اور دو نیچے والے، دائیں نیچے والے اور ہونٹ زخمی ہو گئے یہاں دانتوں کا شکستہ ہو جانا مراد ہے، جڑ سے اکھڑ جانا مراد نہیں۔ دانتوں سے کچھ ٹکڑا جدا ہونے کی وجہ سے رخنہ پیدا ہو گیا اور یہ عقبہ بن ابی عاص کے ہاتھوں ہوا جو حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کے بھائی تھے۔ اس کے اسلام لانے اور صحابی ہونے میں اختلاف ہے اس کی اولاد میں سے ہر بچہ کے دانت بوقت بلوغ گر جاتے تھے۔

۲ شج، شین پر زبر، جیم مشدد، سر میں چوٹ لگنا۔ بعض روایات میں ہے کہ کفار نے میدان میں گڑھے کھود رکھے تھے آپ صلی اللہ علیہ وسلم ایک گڑھے میں گر پڑے۔ حضرت طلحہ بن عبید اللہ نے آپ کو سنبھالا تو آپ نے

marfat.com
Marfat.com

فرمایا اَوْجَبَ طَلْحَۃُ (طلحہ نے اپنے لیے جنت لازم کرلی) خود کا حلقہ جو رخسار مبارک کے اندر چلا گیا تھا اسے حضرت ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ نے اپنے دانتوں سے نکالا جس کی وجہ سے ان کے دانت باہر آ گئے۔ حضرت مالک بن سنان رضی اللہ عنہ کا خون نوش اور چوس لیا۔ آپ نے فرمایا جس نے میرا خون پیا اس کے لیے جنت لازم ہو گی۔[۱]

[۲] سلت، برتن کا انگلیوں سے صاف کرنا، خاتون کا ہاتھ سے خضاب کو دور کرنا

[۱] منقول یہ ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ اپنے خود میں پانی لائے۔ حضرت سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا نے کپڑا جلا کر راکھ بنا کر زخم پر رکھا۔ بعض روایات میں ہے کہ جب بتقاضائے بشریت آپ نے یہ بات فرمائی تو یہ آیت مبارکہ نازل ہوئی۔ لَيْسَ لَكَ مِنَ الْاَمْرِ شَيْءٌ اَوْ يَتُوْبَ عَلَيْهِمْ اَوْ يُعَذِّبَهُمْ فَاِنَّهُمْ ظَالِمُوْنَ روایات میں یہ بھی آیا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے خون صاف فرماتے ہوئے فرمایا اگر خون کا قطرہ زمین پر گرتا تو ان پر آسمان سے عذاب آ جاتا۔ اسی لیے دعا کی اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لَهُمْ فَاِنَّهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ (اے اللہ انھیں معاف فرما دے وہ مجھے نہیں جانتے)

۵۵۹۸ [۱۲] وَعَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِشْتَدَّ غَضَبُ اللّٰهِ عَلٰى قَوْمٍ فَعَلُوْا بِنَبِيِّهٖ يُشِيْرُ اِلٰى رَبَاعِيَتِهٖ اِشْتَدَّ غَضَبُ اللّٰهِ عَلٰى رَجُلٍ يَقْتُلُهٗ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِیْ سَبِيْلِ اللّٰهِ (مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اس قوم پر اللہ کا سخت غضب ہوتا ہے جو اپنے نبی کے ساتھ ایسا کرے اور حضور اپنی چوکڑی کی طرف اشارہ کرتے تھے۔ اللہ کا غضب سخت ہے اس شخص پر جسے رسول اللہ، اللہ کی راہ میں قتل کریں۔[۱] (بخاری و مسلم)

[۱] اس سے حداً اور قصاصاً قتل سے احتراز فرمایا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے مراد یا اپنی ذاتِ اقدس مراد لی یا ہر پیغمبر، کیونکہ ہر پیغمبر کا قاتل واجب القتل اور دوزخی ہوتا ہے۔

دوسری فصل

وَهٰذَا الْبَابُ خَالٍ عَنِ الْفَصْلِ الثَّانِیْ

اور یہ باب دوسری فصل سے خالی ہے۔

---

[۱] محفوظ روایت کا معنی یہ ہے کہ جس نے میرا خون پیا اس کو دوزخ کی آگ مس نہیں کر سکتی۔

marfat.com
Marfat.com

الفصل الثالث

۵۵۹۹/۱۴ عَنْ يَحْيَى ابْنِ أَبِي كَثِيرٍ قَالَ سَأَلْتُ أَبَا سَلَمَةَ ابْنَ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ أَوَّلِ مَا نَزَلَ مِنَ الْقُرْآنِ قَالَ يَا أَيُّهَا الْمُدَّثِّرُ قُلْتُ يَقُولُونَ اِقْرَأْ بِاسْمِ رَبِّكَ قَالَ أَبُو سَلَمَةَ سَأَلْتُ جَابِرًا عَنْ ذٰلِكَ وَقُلْتُ لَهٗ مِثْلَ الَّذِي قُلْتَ لِي فَقَالَ لِي جَابِرٌ لَا أُحَدِّثُكَ إِلَّا بِمَا حَدَّثَنَا رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ جَاوَرْتُ بِحِرَاءٍ شَهْرًا فَلَمَّا قَضَيْتُ جِوَارِي هَبَطْتُ فَنُودِيتُ فَنَظَرْتُ عَنْ يَمِينِي فَلَمْ أَرَ شَيْئًا وَنَظَرْتُ عَنْ شِمَالِي فَلَمْ أَرَ شَيْئًا وَنَظَرْتُ عَنْ خَلْفِي فَلَمْ أَرَ شَيْئًا فَرَفَعْتُ رَأْسِي فَرَأَيْتُ شَيْئًا فَأَتَيْتُ خَدِيجَةَ فَقُلْتُ دَثِّرُونِي فَدَثَّرُونِي وَصَبُّوا عَلَيَّ مَاءً بَارِدًا فَنَزَلَتْ يَا أَيُّهَا الْمُدَّثِّرُ قُمْ فَأَنْذِرْ وَرَبَّكَ فَكَبِّرْ وَثِيَابَكَ فَطَهِّرْ وَالرُّجْزَ فَاهْجُرْ وَذٰلِكَ قَبْلَ أَنْ تُفْرَضَ الصَّلٰوةُ

(مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ)

تیسری فصل

حضرت یحییٰ بن ابی کثیر[1] کہتے ہیں کہ میں نے حضرت ابوسلمہ[2] بن عبدالرحمٰن سے قرآن کی پہلی نازل شدہ وحی والی آیت کے بارے میں پوچھا تو فرمایا وہ یَا اَیُّھَا الْمُدَّثِّرُ ہے۔ میں نے کہا لوگ کہتے ہیں اِقْرَاْ بِاسْمِ رَبِّکَ ہے تو انھوں نے کہا میں نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے اس بارے میں پوچھا اور میں نے ان سے اس طرح کہا جو تم نے مجھ سے کہا تو مجھ سے حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے فرمایا میں تم کو خبر نہیں دیتا مگر اس کی جو ہم کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خبر دی ہے۔ فرمایا تھا کہ میں نے حرا میں ایک ماہ اعتکاف کیا تو جب میں نے اپنا اعتکاف پورا کیا تو میں اتر آیا۔ پھر مجھے پکارا گیا میں نے داہنے دیکھا تو کچھ نہ دیکھا میں نے اپنے بائیں غور کیا تو کچھ نہ دیکھا اور میں نے اپنے پیچھے دیکھا تو کچھ نہ پایا۔ پھر میں نے اپنا سر اٹھایا تو ایک چیز دیکھی۔ پھر میں جناب خدیجہ کے پاس آیا میں نے کہا مجھے کپڑا اوڑھا دو، کپڑا مجھے اوڑھا دو اور مجھ پر ٹھنڈا پانی ڈالو تب یہ آیت اتری۔ اے کپڑے اوڑھنے والے اٹھو! ڈراؤ اور اپنے رب کی بڑائی بیان کرو، اپنے کپڑے پاک رکھو پلیدی دور کرو، یہ واقعہ نماز فرض کیے جانے سے پہلے کا ہے۔ (بخاری ومسلم)

[1] اعلام تابعین اور ثقات میں سے ہیں۔ علماء عابدین اور اثبات میں شامل ہیں۔ حضرت ابوایوب کا قول ہے کہ زمین پر یحییٰ بن ابی کثیر کی مثل کوئی نہیں رہ گیا۔

[2] یہ حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ کے بیٹے ہیں۔ یہ کبار تابعین، مشاہیر علماء اور فقہائے سبعہ میں سے ہیں۔

marfat.com
Marfat.com

۵۳ انھوں نے بھی مجھے یہی جواب دیا تھا جو میں دے رہا ہوں۔
۵۴ مراد فرشتہ ہے جس نے نبوت کی خبر دی۔
۵۵ شدت خوف و دہشت جو سرایت کر چکی تھی۔
۵۶ جو غشی اور مدہوشی کو دور کرنے کے لیے تاثیر قوی رکھتی ہے۔
۵۷ اس کی تقریر فصل اول میں حدیث جابر کے تحت گزر چکی ہے۔
۵۸ شارحین فرماتے ہیں یہاں راوی پر اشتباہ ہوگیا ہے۔ صحیح یہ ہے کہ سب سے پہلے اقراء باسم ربک الذی خلق نازل ہوا پھر وحی منقطع ہوئی پھر یا ایہا المدثر کا نزول ہوا۔ شاید راوی نے واقعہ کو مختصر طور پر بیان کیا ہے یا اس پر معاملہ اختلاط یا نسیان کی وجہ مشتبہ ہوگیا اور حقیقتِ حال وہی ہے جو فصل اول میں گزری۔

بَابُ عَلَامَاتِ النُّبُوَّةِ

علاماتِ نبوّت کا بیان

علامت، معلم اور علم (عین اور لام بہ فتح) اس نشان کو کہا جاتا ہے جو کسی راستہ کے سرے پر ہو۔ یہاں وہ علامات مراد ہیں جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت پر دلالت کرتی ہیں۔ مثلاً صفات، اخلاق، شمائل، فضائل، افعال اور احوال جو کسی بھی عاقل کے لیے آپ کی نبوت پر استدلال کا ذریعہ بنتی ہیں۔ سابقہ کتب میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے جو صفات و احوال کا تذکرہ ہے وہ بھی اسی قبیل سے ہے۔ بلاشبہ تمام معجزات نبوّت کی علامات ہیں۔ مصنف نے دو باب بنائے ایک میں علامات نبوّت اور دوسرے میں معجزات کا تذکرہ کیا۔ اس کی وجہ واضح نہ ہو سکی۔ حالانکہ دونوں باب خوارق سے تعلق رکھتے ہیں، شرح میں اس پر تفصیلی گفتگو آئے گی۔

الفصل الاوّل

۵۶۰۰ عَنْ اَنَسٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَتَاهُ جِبْرِيْلُ وَهُوَ يَلْعَبُ مَعَ الْغِلْمَانِ فَاَخَذَهٗ فَصَرَعَهٗ فَشَقَّ عَنْ قَلْبِهٖ فَاسْتَخْرَجَ مِنْهُ

پہلی فصل

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حضرت جبریل آئے جبکہ آپ بچوں کے ساتھ مشغول تھے تو حضور کو پکڑا انھیں

marfat.com
Marfat.com

عَلَقَةً فَقَالَ هٰذَا حَظُّ الشَّيْطَانِ مِنْكَ ثُمَّ غَسَلَهٗ فِيْ طَسْتٍ مِّنْ ذَهَبٍ بِمَاۤءِ زَمْزَمَ ثُمَّ لَأَمَهٗ بِهٖ وَأَعَادَهٗ فِيْ مَكَانِهٖ وَجَاۤءَ الْغِلْمَانُ يَسْعَوْنَ اِلٰى اُمِّهٖ يَعْنِيْ ظِئْرَهٗ فَقَالُوْا اِنَّ مُحَمَّدًا قَدْ قُتِلَ فَاسْتَقْبَلُوْهُ وَهُوَ مُنْتَقَعُ اللَّوْنِ قَالَ اَنَسٌ فَكُنْتُ اَرٰى اَثَرَ الْمِخْيَطِ فِيْ صَدْرِهٖ ۔
(رَوَاهُ مُسْلِمٌ)

لٹایا اور ان کا دل چاک کیا تو اس میں سے پارہ گوشت نکالا پھر کہا یہ آپ میں شیطان کا حصہ ہے۔ پھر اسے سونے کے طشت میں زمزم کے پانی سے دھویا۔ پھر اسے سی دیا اور اس کی جگہ واپس رکھ دیا۔ چند بچے حضور کی ماںؑ کے پاس دوڑتے ہوئے آئے اور کہا کہ محمد کو قتل کر دیا گیا لوگ آپ کی طرف دوڑتے آئے آپ کا رنگ بدلا ہوا تھا۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں دھاگے کا اثر آپ کے سینہ پاک میں دیکھا کرتا تھا۔
(المسلم)

۱ یہ اس وقت کا واقعہ ہے جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت حلیمہ کے ہاں تھے۔

۲ جو مفاسد اور معاصی کی جڑ تھا۔

۳ آپ کی تعظیم و تکریم کی وجہ سے، باقی سونے کا استعمال دنیا میں بطور ابتلا منع ہے، آخرت میں اس کے برتن ہوں گے۔ معراج کی رات بھی ایسا ہی ملتا ہے اور اس کا تعلق عالم غیب اور اس کے احوال سے ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے کبھی بھی سونا استعمال نہیں فرمایا۔

۴ یہاں سے معلوم ہو رہا ہے کہ آب زمزم تمام پانیوں سے افضل ہے اگرچہ وہ پانی جنت کا ہو، کیونکہ اگر اس سے کوئی افضل ہوتا تو اس سے ہی دلِ اقدس دھویا جاتا۔

۵ یہاں آپ کی رضاعی والدہ حضرت حلیمہ سعدیہ رضی اللہ عنہا مراد ہیں۔

۶ منتقع، قاف کی فتحہ کے ساتھ صراح میں ہے انتقاع کا معنی چہرہ کے رنگ کا بدلنا ہے۔

۷ مخیط کا اصلی معنی سوئی ہے۔

۸ واضح رہے کہ چار دفعہ شقِ صدر ہوا پہلی دفعہ بچپن میں حضرت حلیمہ رضی اللہ عنہا کے ہاں، دوسری دفعہ دس سال کی عمر میں، تیسری دفعہ اعلانِ نبوت کے وقت، چوتھی دفعہ معراج کی رات جب جبریل امین آپ کو لینے کے لیے آئے۔ شرح میں اس پر تفصیل ہے، اس میں اختلاف ہے کہ شقِ صدر اور اس کا غسل صرف آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ہی مخصوص ہے یا ہر پیغمبر کا ہوا۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے خبر تابوت سکینہ کے بارے میں ہے کہ اس میں ایک ایسی طشت تھی جس میں انبیاء علیہم السلام کے قلوب کو دھویا گیا تھا۔

۵۶۰۱ وَعَنْ جَابِرِ ابْنِ سَمُرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنِّيْ لَاَعْرِفُ حَجَرًا بِمَكَّةَ كَانَ يُسَلِّمُ عَلَيَّ قَبْلَ اَنْ

حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں وہ پتھر پہچانتا ہوں جو نبوت کے ظہور سے پہلے مجھے سلام کیا کرتا تھا

marfat.com
Marfat.com

اُبْعَثَ اِنِّیْ لَاَعْرِفُہُ الْاٰنَ (رَوَاہُ مُسْلِمٌ)

میں اسے اب بھی پہچانتا ہوں (المسلم)۔

لہ بعض نے کہا اس سے مراد حجر اسود ہے لیکن اکثر کی رائے یہ ہے کہ وہ پتھر مراد ہے جو سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کے گھر کے راستہ میں ہے اور اس پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی کہنی مبارک کا نشان ہے ۔ اس کی زیارت کی جاتی ہے اور اس سے برکت حاصل کی جاتی ہے ۔ امام ابن حجر مکی فرماتے ہیں اہلِ مکہ کے سلف و خلف کا یہی معمول چلا آرہا ہے اس گلی کو "زقاق الحجر" کہا جاتا ہے ۔ زقاق ، زا پر پیش اور قاف بمعنی کوچہ

۵۶۰۲ وَعَنْ اَنَسٍ قَالَ اِنَّ اَھْلَ مَکَّۃَ سَاَلُوْا رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَنْ یُّرِیَھُمْ اٰیَۃً فَاَرَاھُمُ الْقَمَرَ شِقَّتَیْنِ حَتّٰی رَاَوْا حِرَاءً بَیْنَھُمَا (مُتَّفَقٌ عَلَیْہِ)

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے اہلِ مکہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ کوئی معجزہ[لہ] دکھائیں تو حضور نے انھیں چاند کے دو ٹکڑے کر کے دکھا دیا ۔ حتیٰ کہ انھوں نے حرا کو ان دونوں کے بیچ میں دیکھا (بخاری و مسلم)

لہ اپنے صدق اور دعویٰ نبوّت پر

۵۶۰ وَعَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ انْشَقَّ الْقَمَرُ عَلٰی عَھْدِ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فِرْقَتَیْنِ فِرْقَۃٌ فَوْقَ الْجَبَلِ وَفِرْقَۃٌ دُوْنَہٗ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اشْھَدُوْا (مُتَّفَقٌ عَلَیْہِ)

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ظاہری حیات میں چاند دو ٹکڑے ہو کر چرا تھا ۔ ایک ٹکڑا پہاڑ کے اوپر جبکہ دوسرا ٹکڑا اس کے نیچے ، تب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس پر گواہ رہو[لہ]۔ (بخاری و مسلم[۲])

لہ آپ نے کفار سے فرمایا تم نے معجزہ طلب کیا تھا اس کا مشاہدہ کر لیا اب اس پر گواہ رہو۔

۲ہ واضح رہے انشقاق قمر کا معجزہ یقیناً آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے وقوع پذیر ہوا ، اسے صحابہ اور تابعین کے جم غفیر نے روایت کیا ہے ۔ اسی طرح ان سے ائمہ حدیث کے بھی ایک جم غفیر نے روایت کیا ہے ۔ امام ابن سبکی نے شرح مختصر ابن حاجب میں کہا کہ معجزہ انشقاق قمر متواتر ہے اور بخاری و مسلم اور دیگر کتب احادیث میں متعدد طرق سے مروی ہے لہٰذا اس کے وقوع میں کوئی شبہ نہیں ۔ مواہب اللدنیہ میں بھی اسی طرح ہے اور اس پر مفسرین کا اجماع ہے کہ آیت مبارکہ اِقْتَرَبَتِ السَّاعَۃُ وَانْشَقَّ الْقَمَرُ سے مراد یہی معجزہ ہے نہ کہ قیامت میں پیش آنے والا واقعہ اور سیاق آیت وَاِنْ یَّرَوْا اٰیَۃً یُّعْرِضُوْا وَیَقُوْلُوْا سِحْرٌ مُّسْتَمِرٌّ بھی اسی پر دلالت کر رہی ہے ۔ بعض اہل بدعۃ و فلسفہ نے اسے محال جانا کہ فلکیات پر خرق و التیام جائز نہیں ۔ یہ جاہل یہ نہیں جانتے کہ افلاک بھی اللہ تعالیٰ کی مخلوق ہیں اور اس کی قدرتِ کاملہ کے تحت ہیں ۔ اسی لیے روزِ قیامت ان کو لپیٹ دیا جائے گا ۔ بعض ملاحدہ کہتے ہیں کہ اگر یہ معجزہ وقوع پذیر ہوا تھا تو عوام و خواص سے منقول ہوتا اور تمام اہلِ زمین اسے دیکھتے

marfat.com
Marfat.com

فقط اہلِ مکہ دیکھنے میں مخصوص نہ ہوتے اور اربابِ تاریخ اسے تواتر سے نقل کرتے ۔ اس کا جواب یہ ہے کہ یہ چند مخصوص لوگوں نے معجزہ طلب کیا تھا تو انھیں ہی دکھانا مقصود تھا اور یہ رات کے ایک لمحہ میں ہوا جبکہ لوگ سوئے ہوئے تھے تو اس وقت چاند بعض منازل میں ظاہر تھا اور بعض میں ظاہر ہی نہ تھا جیسا کہ خسوف میں ہوتا ہے بعض اہلِ شہر اسے دیکھتے ہیں اور بعض نہیں دیکھتے ۔ روایات میں آیا ہے بعض علاقوں سے کچھ مسافر وہاں تھے تو انھوں نے اس واقعہ کی خبر دی اور اسے تواتر کے ساتھ بلا اشتباہ نقل کیا گیا ہے ، کتب سیر و تواریخ سے مالا مال ہیں اگر کفار و منکرین نے اسے نقل نہیں کیا تو کیا نقصان ؟[علہ]

۵۶۰۴ وَعَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ اَبُوْجَهْلٍ هَلْ يُعَفِّرُ مُحَمَّدٌ وَجْهَهٗ بَيْنَ اَظْهُرِكُمْ فَقِيْلَ نَعَمْ فَقَالَ وَاللَّاتِ وَالْعُزّٰى لَئِنْ رَاَيْتُهٗ يَفْعَلُ ذٰلِكَ لَاَطَاَنَّ عَلٰى رَقَبَتِهٖ فَاَتٰى رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ يُصَلِّيْ زَعَمَ لِيَطَاَ عَلٰى رَقَبَتِهٖ فَمَا فَجِئَهُمْ مِنْهُ اِلَّا وَهُوَ يَنْكُصُ عَلٰى عَقِبَيْهِ وَيَتَّقِيْ بِيَدِهٖ فَقِيْلَ لَهٗ مَا لَكَ فَقَالَ اِنَّ بَيْنِيْ وَبَيْنَهٗ لَخَنْدَقًا مِّنْ نَّارٍ وَّهَوْلًا وَّاَجْنِحَةً فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَوْ دَنَا مِنِّيْ لَاخْتَطَفَتْهُ الْمَلٰٓئِكَةُ عُضْوًا عُضْوًا (رَوَاهُ مُسْلِمٌ)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے ابوجہل نے کہا تھا کہ محمد تمھارے سامنے اپنا چہرہ گرد آلود[۱] کرتے ہیں ۔ کہا گیا ہاں تو بولا لات و عزیٰ کی قسم اگر میں نے انھیں یہ کرتے دیکھا تو ان کی گردن روندوں گا ، پھر وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا جب کہ حضور نماز پڑھ رہے تھے ارادہ کیا کہ حضور کی گردن کو روندے تو کفار کو اسی بات نے گھبراہٹ میں ڈالا کہ وہ اپنی ایڑیوں پر پیچھے لوٹ رہا تھا اور اپنے ہاتھوں[۲] سے بچاؤ کر رہا تھا اس سے پوچھا گیا تجھے کیا ہوا کہنے لگا میرے ساتھ آپ کے درمیان آگ کی خندق[۳] ہے ہیبت اور پر ہیں ۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر وہ مسجد سے قریب ہوتا تو فرشتے اس کے عضو عضو کے ٹکڑے کر دیتے ۔ (المسلم)

[۱] اس سے اس نے سجدہ مراد لیا

[۲] محسوس ہو رہا تھا کہ کسی مصیبت میں مبتلا ہے اور اس کو ہاتھوں سے دور کرنے کی کوشش میں ہے ۔

[۳] خندق ، خاء پر زبر اور دال ، جو شہر کے اردگرد کھودی جاتی ہے ۔

۵۶۰۵ وَعَنْ عَدِيِّ ابْنِ حَاتِمٍ قَالَ بَيْنَا اَنَا عِنْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذْ

حضرت عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ کا بیان ہے ، میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس تھا آپ کی خدمت میں

[علہ] تعجب ہے کیسے لوگ اس میں شک کرتے ہیں حالانکہ قرآن میں یہ مذکور ہے اور وہ متواتر ہے اس طرح اس کی تفصیل ہر دور کے لوگوں نے بیان کی ہے حتیٰ کہ یہود و نصاریٰ نے بھی ۔ بلکہ وہ اسے جادو کہا کرتے ۔ (امیر علی مرحوم)

marfat.com

Marfat.com

اَتَاهُ رَجُلٌ فَشَكَا اِلَيْهِ الْفَاقَةَ ثُمَّ اَتَاهُ الْاٰخَرُ فَشَكَا اِلَيْهِ قَطْعَ السَّبِيْلِ فَقَالَ يَا عَدِيُّ هَلْ رَاَيْتَ الْحِيْرَةَ فَاِنْ طَالَتْ بِكَ حَيٰوةٌ فَلَتَرَيَنَّ الظَّعِيْنَةَ تَرْتَحِلُ مِنَ الْحِيْرَةِ حَتّٰى تَطُوْفَ بِالْكَعْبَةِ لَا تَخَافُ اَحَدًا اِلَّا اللّٰهَ وَلَئِنْ طَالَتْ بِكَ حَيٰوةٌ لَتُفْتَحَنَّ كُنُوْزُ كِسْرٰى وَلَئِنْ طَالَتْ بِكَ حَيٰوةٌ لَتَرَيَنَّ الرَّجُلَ يُخْرِجُ مِلْاَ كَفِّهٖ مِنْ ذَهَبٍ اَوْ فِضَّةٍ يَطْلُبُ مَنْ يَقْبَلُهٗ فَلَا يَجِدُ اَحَدًا يَقْبَلُهٗ مِنْهُ وَلَيَلْقَيَنَّ اللّٰهَ اَحَدُكُمْ يَوْمَ يَلْقَاهُ وَلَيْسَ بَيْنَهٗ وَبَيْنَهٗ تَرْجُمَانٌ يُتَرْجِمُ لَهٗ فَلَيَقُوْلَنَّ اَلَمْ اَبْعَثْ اِلَيْكَ رَسُوْلًا فَيُبَلِّغُكَ فَيَقُوْلُ بَلٰى فَيَقُوْلُ اَلَمْ اُعْطِكَ مَالًا وَّاُفْضِلْ عَلَيْكَ فَيَقُوْلُ بَلٰى فَيَنْظُرُ عَنْ يَمِيْنِهٖ فَلَا يَرٰى اِلَّا جَهَنَّمَ وَيَنْظُرُ عَنْ يَسَارِهٖ اِلَّا جَهَنَّمَ اِتَّقُوا النَّارَ وَلَوْ بِشِقِّ تَمْرَةٍ فَمَنْ لَّمْ يَجِدْ فَبِكَلِمَةٍ طَيِّبَةٍ قَالَ عَدِيٌّ فَرَاَيْتُ الظَّعِيْنَةَ تَرْتَحِلُ مِنَ الْحِيْرَةِ حَتّٰى تَطُوْفَ بِالْكَعْبَةِ لَا تَخَافُ اِلَّا اللّٰهَ وَكُنْتُ فِيْمَنِ افْتَتَحَ كُنُوْزَ كِسْرَى بْنِ هُرْمُزَ وَلَئِنْ طَالَتْ بِكُمْ حَيٰوةٌ لَتَرَوُنَّ مَا قَالَ النَّبِيُّ اَبُو الْقَاسِمِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُخْرِجُ مِلْاَ كَفِّهٖ

(رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ)

ایک آدمی آیا۔ اس نے آپ سے فاقہ کی شکایت کی پھر آپ کے پاس دوسرا آیا اس نے ڈکیتی کی تو فرمایا اے عدی! کیا تم نے حیرہ دیکھا ہے اگر تمھاری زندگی لمبی ہوئی تو تم ایک بڑھیا کو دیکھو گے کہ حیرہ سے چلے گی حتیٰ کہ کعبہ کا طواف کرے گی خدا کے سوا کسی سے نہ ڈرے گی اور اگر تمھاری زندگی لمبی ہوئی تو تم کسرای کے خزانے فتح کرو گے اور اگر تمھاری زندگی لمبی ہوئی تو تم آدمی دیکھو گے کہ لپ بھر سونا یا چاندی لے کر نکلے گا کہ اسے تلاش کرے گا جو اُسے قبول کرے تو ایسا ایک شخص بھی نہ ملے گا جو اس سے قبول کر لے اور رب سے ملاقات کے دن تم میں سے ہر ایک اپنے رب کو یوں ملے گا کہ اس کے اور رب کے درمیان کوئی ترجمان نہ ہوگا جو اسے ترجمہ کرے گا۔ رب فرمائے گا کہ کیا میں نے تیری طرف رسول نہ بھیجا جو تجھے تبلیغ کرے۔ بندہ کہے گا ہاں پھر فرمائے گا کیا میں نے تجھے مال نہیں دیا تجھ پر فضل نہیں کیا۔ بندہ کہے گا ہاں۔ تو وہ اپنے داہنے نہ دیکھے گا مگر دوزخ اور اپنے بائیں دیکھے گا تو نہ دیکھے گا مگر دوزخ۔ مگر دوزخ آگ سے بچو اگرچہ چھوہارے کی تلاش کے ذریعے جو یہ بھی نہ پائے تو اچھی بات کے ذریعے۔ عدی فرماتے ہیں کہ میں نے بڑھیا کو تو دیکھ لیا کہ وہ حیرہ سے چلتی ہے حتیٰ کہ وہ کعبہ کا طواف کرتی ہے کہ اللہ کے سوا کسی سے نہیں ڈرتی اور میں خود ان لوگوں میں تھا جنھوں نے کسرای بن ہرمز کے خزانے فتح کیے اور اگر لوگوں کی عمر دراز ہوئی تو تم بھی دیکھ لو گے جو حضرت ابو القاسم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ آدمی لپ بھر سونا لے کر نکلے گا۔

(البخاری)

marfat.com
Marfat.com

سلہ عدی بن حاتم، حاتم مشہور جواد گزرے - مدی بدر کے بعد آئے اور اسلام لائے اور صحابی ٹھہرے
سلہ فاقہ اور احتیاجی کی شکایت کی
سلہ جو شہروں میں ہوا کرتی تھیں
سلہ حیرہ، حاء کے نیچے کسرہ، یاء ساکن، کوفہ کے علاقہ میں قدیم شہر کا نام ہے اور نیشا پور میں ایک محلہ کا نام بھی ہے -
سلہ حیرہ سے مکہ تک کا سفر کرے گا
سلہ یہ اس کا جواب تھا جس نے ڈاکہ زنی کی شکایت کی تھی اور فقر و فاقہ کی شکایت کا جواب دیتے ہوئے عدی بن حاتم کو مخاطب فرمایا جو مجلس میں حاضر تھے -
سلہ بادشاہ فارس کے خزانے
سلہ عدم فقر و احتیاج کی وجہ سے، سونا چاندی رفع حاجت کے لیے ہوتے ہیں جب حاجت نہ ہوگی تو سیم و زر کا کیا فائدہ؟ شارحین نے فرمایا یہ حال آخری زمانہ میں ہوگا جب حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی تشریف آوری ہوگی جیسا کہ حدیث میں آیا ہے اور باب نزول عیسیٰ علیہ السلام میں گزر چکی ہے - بعض نے فرمایا یہ حالات حضرت عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ عنہ کے دور میں بھی سامنے آئے اور یہی حدیث کا مصداق تھے - امام بیہقی نے اسی معنی پر جزم کیا اور ظاہر عبارت ولئن طالت بک حیاۃ لترین بھی اسی کی تائید کرتا ہے - فتدبر واللہ اعلم - جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو فراخی و وسعت رزق کی بشارت عطا فرمائی تو ساتھ ہی روز قیامت کی شدت و مشقت کا بھی ذکر کیا تاکہ اس بشارت و انذار کا اجتماع ہو جائے اور یہی شانِ نبوت ہے -
سلہ ترجمان، تاء بر زبر، جیم پر پیش یا دونوں پر زبر، دو آدمیوں کے درمیان ترجمانی کرنے والا یہاں مفرد بیان کرنے والا مراد ہے -
سلہ جنھوں نے انھیں دین کے احکام اور معاملات قیامت سے آگاہ فرمایا
سلہ اگرچہ شے قلیل ہو
سلہ بشرطیکہ اس سے دین میں مداہنت نہ ہو
سلہ جیسا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا
سلہ حضرت عدی بن حاتم کا وصال سن ۶۶، ۶۸ یا ۶۹ میں حضرت عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ عنہ کے دور سے پہلے ہوا -

۵۶۰۶ - وَعَنْ خَبَّابِ بْنِ الْاَرَتِّ قَالَ شَكَوْنَا اِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ مُتَوَسِّدٌ بُرْدَةً فِي ظِلِّ الْكَعْبَةِ وَلَقَدْ لَقِيْنَا

حضرت خباب بن ارت سلہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے ہم نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں شکایت کی - اس وقت آپ صلی اللہ علیہ وسلم کعبہ کے سائے میں

marfat.com
Marfat.com

مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ شِدَّةً فَقُلْنَا اَلَا تَدْعُوا اللّٰهَ فَقَعَدَ وَهُوَ مُحْمَرٌّ وَجْهُهُ وَقَالَ كَانَ الرَّجُلُ فِيْمَنْ كَانَ قَبْلَكُمْ يُحْفَرُ لَهُ فِي الْاَرْضِ فَيُجْعَلُ فِيْهِ فَيُجَاءُ بِمِنْشَارٍ فَيُوْضَعُ فَوْقَ رَأْسِهِ فَيُشَقُّ بِاثْنَيْنِ فَمَا يَصُدُّهُ ذٰلِكَ عَنْ دِيْنِهِ وَيُمْشَطُ بِاَمْشَاطِ الْحَدِيْدِ مَا دُوْنَ لَحْمِهِ مِنْ عَظْمٍ وَعَصَبٍ وَمَا يَصُدُّهُ ذٰلِكَ عَنْ دِيْنِهِ وَاللّٰهِ لَيَتِمَّنَّ هٰذَا الْاَمْرُ حَتّٰى يَسِيْرَ الرَّاكِبُ مِنْ صَنْعَاءَ اِلٰى حَضْرَمَوْتَ لَا يَخَافُ اِلَّا اللّٰهَ اَوِ الذِّئْبَ عَلٰى غَنَمِهِ وَلٰكِنَّكُمْ تَسْتَعْجِلُوْنَ

(رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ)

چادر کا تکیہ لگائے ہوئے تھے ہم نے مشرکین سے بڑی سختی جھیلی تھی تو ہم نے عرض کیا کہ حضور آپ اللہ تعالیٰ سے دعا کیوں نہیں فرماتے تو آپ اٹھ کر بیٹھ گئے، چہرہ انور سرخ تھا فرمایا تم سے اگلوں میں سے ایک شخص کے لیے گڑھا کھودا جاتا تھا اسے اس گڑھے میں دبایا جاتا تھا پھر آرا لایا جاتا تھا وہ اس کے سر پر رکھا جاتا تھا وہ قاش بیں کر کے چیر دیا جاتا تھا یہ اسے اس کے دین سے نہ روکتا اور اس کے گوشت کے نیچے ہڈیوں پٹھوں تک پہنچا کر لوہے کی کنگھیوں سے اسے کنگھی کی جاتی تھی اور یہ اسے اس کے دین سے نہ روکتا تھا۔ خدا کی قسم یہ دین پورا ہو کر رہے گا حتیٰ کہ سوار صنعاء سے حضر موت تک چلے گا کسی کو کسی سے خوف نہ کرے گا۔ ما سوائے اللہ کے۔ یا سوا بھیڑیے کے اپنی بکریوں پر۔ مگر تم لوگ جلد بازی کرتے ہو۔ (البخاری)

۱؎ خباب، خاء پر زبر اور باء مشدد۔
۲؎ بن الارت، ہمزہ پر زبر، تاء مشدد، مشہور صحابی ہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے دارِ ارقم میں تشریف فرما ہونے سے پہلے اسلام لائے تھے۔
۳؎ وساد، واؤ کے نیچے زیر، سرہانہ۔
۴؎ کفار و مشرکین کے خلاف۔
۵؎ یا تو کفار کے ظلم و ستم کی وجہ سے یا مسلمانوں کی شکایت اور بے صبری کی وجہ سے یہاں یہ معنی زیادہ مناسب ہے۔
۶؎ اور دشواری کے بعد آسانی آنے والی ہے۔
۷؎ ان دونوں شہروں میں کافی مسافت و دوری ہے۔
۸؎ صنعاء، یمن میں ایک شہر کا نام ہے جس میں دمشق کی طرح بہت درخت اور پانی ہے اور دمشق کے ایک دیہات کا نام ہے۔ (القاموس)
۹؎ حضر موت، ضاد ساکن، میم پر زبر یا پیش، یہ بھی یمن میں عابدین و صلحاء کا مقام ہے۔ یہی وجہ ہے،

marfat.com
Marfat.com

کہا گیا حضرموت نبت الاولیاء (یہ شہر اولیاء اگاتا ہے) یعنی اس شہر میں اولیاء کرام کثیر ہوئے ہیں۔ اس کی وجہ تسمیہ یہ بیان ہوئی کہ حضرت صالح علیہ السلام وہاں تشریف لائے اور وہاں اُن کی موت ہوئی۔ بعض نے کہا جرجیس کی موت کی وجہ سے ایسا کہا گیا۔

سلہ اس سے مقصود لوگوں کا ایک دوسرے کے ظلم سے محفوظ ہونا ہے جو کہ جاہلیت میں تھا یہ مقصد نہیں کہ گرگ کے حملہ سے امن ہو جائے گا کیونکہ یہ تو معمول کے ہی خلاف ہے۔ ہاں ایسا بھی ہو جائے گا لیکن جب حضرت عیسٰی علیہ السلام کی آمد کا وقت ہوگا۔

سلہ تم بے صبری کا مظاہرہ کر رہے ہو۔

۵۶۰۷ وَعَنْ اَنَسٍ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَدْخُلُ عَلٰى اُمِّ حَرَامٍ بِنْتِ مِلْحَانَ وَكَانَتْ تَحْتَ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ فَدَخَلَ عَلَيْهَا يَوْمًا فَاَطْعَمَتْهُ ثُمَّ جَلَسَتْ تَفْلِيْ رَاْسَهٗ فَنَامَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ اسْتَيْقَظَ وَهُوَ يَضْحَكُ قَالَتْ فَقُلْتُ مَا يُضْحِكُكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ اُنَاسٌ مِّنْ اُمَّتِيْ عُرِضُوْا عَلَيَّ غُزَاةً فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ يَرْكَبُوْنَ ثَبَجَ هٰذَا الْبَحْرِ مُلُوْكًا عَلَى الْاَسِرَّةِ اَوْ مِثْلَ الْمُلُوْكِ عَلَى الْاَسِرَّةِ فَقُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اُدْعُ اللّٰهَ اَنْ يَّجْعَلَنِيْ مِنْهُمْ فَدَعَا لَهُمْ ثُمَّ وَضَعَ رَاْسَهٗ فَنَامَ ثُمَّ اسْتَيْقَظَ وَهُوَ يَضْحَكُ فَقُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ مَا يُضْحِكُكَ قَالَ اُنَاسٌ مِّنْ اُمَّتِيْ عُرِضُوْا عَلَيَّ غُزَاةً فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ كَمَا قَالَ فِي الْاُوْلٰى فَقُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اُدْعُ اللّٰهَ اَنْ يَّجْعَلَنِيْ مِنْهُمْ قَالَ اَنْتِ مِنَ الْاَوَّلِيْنَ فَرَكِبَتْ اُمُّ حَرَامٍ الْبَحْرَ فِيْ زَمَنِ

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ام حرام بنت ملحان کے پاس جاتے تھے وہ حضرت عبادہ بن صامت کی بیوی تھیں ایک دن آپ ان کے پاس تشریف لے گئے انھوں نے حضور کو کچھ کھلایا پھر بیٹھ گئیں۔ آپ کے سر اقدس کو ملاحظہ کرنے لگیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آرام فرما ہوگئے پھر ہنستے ہوئے بیدار ہوئے کہتی ہیں میں نے عرض کیا آپ کو کس چیز نے ہنسایا ہے یا رسول اللہ تو فرمایا میری امت کے کچھ لوگ مجھ پر پیش کیے گئے اللہ کی راہ میں غازی جو اس سمندر کی فراخی میں سوار ہوں گے جیسے تختوں پر بادشاہ یا بادشاہوں کی طرح تختوں پر۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! اللہ سے دعا کریں کہ وہ مجھے بھی ان میں شامل فرما دے۔ آپ نے میرے لیے دعا فرمائی پھر حضور نے سر رکھا اور سو گئے۔ پھر جاگے ہنستے ہوئے تو میں نے عرض کیا یا رسول اللہ کیا چیز حضور کو ہنسا رہی ہے؟ فرمایا میری امت کے کچھ لوگ مجھ پر پیش کیے گئے اللہ کی راہ میں غازیانہ شان سے جیسا کہ پہلی بار میں فرمایا تھا تو میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! اللہ سے میرے لیے دعا فرمائیں کہ مجھے بھی ان میں شامل فرما دے۔ فرمایا تم پہلوں میں سے ہو۔ چنانچہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے

marfat.com
Marfat.com

مُعَاوِيَةَ فَصُرِعَتْ عَنْ دَابَّتِهَا حِيْنَ خَرَجَتْ مِنَ الْبَحْرِ فَهَلَكَتْ (مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ)

زمانہ میں ام حرام سمندر میں سوار ہوئیں۔ پھر جب سمندر سے نکلیں تو اپنی سواری سے گر گئیں اور فوت ہو گئیں۔ (بخاری و مسلم)

سلہ ام حرام بنت ملحان۔ حاء، راء کے ساتھ ملحان، میم کے نیچے زیر، لام ساکن۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ کی خالہ ہیں، آپ کی والدہ حضرت ام سلیم رضی اللہ عنہا کی ہمشیرہ ہیں۔ ان دونوں خواتین کا حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے رضاعی رشتہ ہے۔ بعض نے کہا کہ یہ حضور کے والدِ ماجد کی خالہ لگتی ہیں اور ان کی والدہ بنو نجار سے ہیں جو مدینہ طیبہ کا انصاری قبیلہ ہے۔

سلہ۲ یہ کبار انصار اور نقباء میں سے ہیں، حضور ان دونوں خواتین سے محرمیت کی بناء پر ان کے ہاں قیلولہ فرمایا کرتے جیسا کہ باب اسماء النبی صلی اللہ علیہ وسلم میں حضرت ام سلیم رضی اللہ عنہا سے گزر چکا ہے۔

سلہ۳ اسی مفہوم کی حدیث باب فی اخلاق النبی صلی اللہ علیہ وسلم میں گزر چکی ہے۔ صحیح بات یہی ہے کہ یہاں جوئیں تلاش کرنا مراد نہیں کیونکہ آپ کا بدنِ اقدس ان سے پاک ہے ہاں برائے نظافت غبار وغیرہ کا دور کرنا ہے

سلہ۴ ثَبَجَ، ثا اور باء دونوں پر زبر، آخر میں جیم، کاندھے اور پشت کا درمیانی حصہ، ہر چیز کا درمیان اور ٹیلہ

سلہ۵ راوی کو شک ہے مفہوم ایک ہی ہے۔

سلہ۶ اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ یہ جماعت دوسری تھی نہ کہ پہلی، یعنی باری باری لوگ جہاد کریں گے اور تم ان میں سے پہلی جماعت میں ہوں گی۔

سلہ۷ اس سے ظاہر یہ ہو رہا ہے کہ یہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے زمانہ امارت کی بات ہے۔ امام باجی اور قاضی عیاض کی یہی رائے ہے لیکن اکثریت کی رائے یہ ہے کہ یہ بات خلافتِ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے دور میں امارتِ معاویہ میں وقوع پذیر ہوئی اور اس سے سن ۲۸ ہجری میں جنگِ قبرص وارد ہے۔

۵۶۰۸ / ۹ وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ إِنَّ ضِمَادًا قَدِمَ مَكَّةَ وَكَانَ مِنْ أَزْدِشَنُوْءَةَ وَكَانَ يَرْقِيْ مِنْ هٰذَا الرِّيْحِ فَسَمِعَ سُفَهَاءَ أَهْلِ مَكَّةَ يَقُوْلُوْنَ إِنَّ مُحَمَّدًا مَجْنُوْنٌ فَقَالَ لَوْ أَنِّيْ رَأَيْتُ هٰذَا الرَّجُلَ لَعَلَّ اللّٰهَ يَشْفِيْهِ عَلٰى يَدِيْ قَالَ فَلَقِيَهٗ فَقَالَ يَا مُحَمَّدُ إِنِّيْ أَرْقِيْ مِنْ هٰذَا الرِّيْحِ فَهَلْ لَكَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ الْحَمْدَ لِلّٰهِ نَحْمَدُهٗ

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے ہے ضمادؓ[1] مکہ آئے اور قبیلہ ازد شنوءہ سے تھے۔ اس قسم کی ہوا[2] سے جھاڑ پھونک کرتے تھے۔ انھوں نے مکہ کے بیوقوف باشندوں کو کہتے ہوئے سنا محمد دیوانہ ہیں تو بولے ان کو میں دیکھ لیتا ہوں۔ شاید اللہ انھیں میرے ہاتھ سے شفا دے دے۔ فرماتے ہیں میں حضور سے ملا اور کہا اور اے محمد! میں خلل والی ہوا سے جھاڑ پھونک کرتا ہوں کیا یہ آپ کو ہے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ساری تعریفیں اللہ تعالیٰ کی ہیں ہم اسکی حمد کرتے ہیں

marfat.com
Marfat.com

وَنَسْتَعِيْنُهٗ مَنْ يَّهْدِهِ اللّٰهُ فَلَا مُضِلَّ لَهٗ وَمَنْ يُّضْلِلْهُ فَلَا هَادِيَ لَهٗ وَاَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ اَمَّا بَعْدُ فَقَالَ اَعِدْ عَلَيَّ كَلِمَاتِكَ هٰؤُلَاءِ فَاَعَادَهُنَّ عَلَيْهِ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثَلٰثَ مَرَّاتٍ فَقَالَ لَقَدْ سَمِعْتُ قَوْلَ الْكَهَنَةِ وَقَوْلَ السَّحَرَةِ وَقَوْلَ الشُّعَرَاءِ فَمَا سَمِعْتُ مِثْلَ كَلِمَاتِكَ هٰؤُلَاءِ وَلَقَدْ بَلَغْنَ قَامُوْسَ الْبَحْرِ هَاتِ يَدَكَ اُبَايِعْكَ عَلَى الْاِسْلَامِ قَالَ فَبَايَعَهٗ رَوَاهُ مُسْلِمٌ وَفِيْ بَعْضِ نُسَخِ الْمَصَابِيْحِ بَلَغْنَا نَاعُوْسَ الْبَحْرِ وَذُكِرَ حَدِيْثَا اَبِيْ هُرَيْرَةَ وَجَابِرِ ابْنِ سَمُرَةَ يَهْلِكُ كِسْرٰى وَالْاٰخَرُ لَتَفْتَحَنَّ عِصَابَةٌ فِيْ بَابِ الْمَلَاحِمِ

اسی سے مدد مانگتے ہیں جسے اللہ ہدایت دے اسے کوئی گمراہ کرنے والا نہیں اور جسے وہ گمراہ کر دے اسے کوئی ہدایت دینے والا نہیں۔ میں گواہی دیتا ہوں کہ اکیلے اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں، اس کا کوئی شریک نہیں اور گواہی دیتا ہوں کہ محمد اللہ کے بندے اور اس کے رسول ہیں۔ اس کے بعد ضماد نے کہا اپنے یہ کلمات دوبارہ فرمائیے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہی کلمات اس کے سامنے تین دفعہ دہرائے۔ وہ بولا میں نے کاہنوں کی باتیں، شاعروں کے قول سنے ہیں مگر میں نے ان باتوں کی مثل کبھی نہیں سنا۔ یہ تو سمندر کی تہ کو پہنچی ہوئی ہیں، اپنا ہاتھ لائیے میں اسلام پر آپ کی بیعت کرتا ہوں۔ فرمایا اس نے حضور کی بیعت کر لی (المسلم) مصابیح کے بعض نسخوں میں ہے کہ سمندر کی گہرائی میں پہنچ گئے ہیں اور حضرت ابوہریرہ اور حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہما سے مروی دونوں احادیث میں ہے کہ کسریٰ ہلاک ہو جائے گا۔ دوسری کہ ایک جماعت فتح کرے گی باب الملاحم میں گزر چکی ہیں۔

۱ ضماد، ضاد کے نیچے زیر یا پیش، آخر میں دال

۲ ازدشنوءۃ، ہمزہ پر زبر، زا ساکن، دال کے نیچے زیر، شین پر زبر، ن پر پیش، آخر میں تاء، یہ یمن کے علاقہ سے ہے یہ آدمی وہاں کا رہنے والا تھا۔ یہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت کے وقت وہاں ہی تھا بعض نے اسے ضمام پڑھا۔ بعض نے کہا ضمام امر ہے الاضماد اور ہے، ضمام بنو سعد بن بکر کے وفد میں تھا اور ضماد طبیب اور طالب علم تھے۔

۳ وہ بیماری جو جنات کی وجہ سے عارض ہوتی ہے جن کو نہ نظر آنے کی وجہ سے ہوا کہا جاتا ہے۔

۴ اللہ تعالیٰ کی ذات وصفات پر حمد اور میں شکر ادا کرتا ہوں اس کی نعمتوں پر اور میں اس سے اس کے ذکر، عبادت اور طاعت توفیق مانگتا ہوں۔

۵ یہ کلمات خطبات میں مشہور ہیں جیسا کہ باب جمعہ میں گزر چکا کہ یہ کلمات آپ صلی اللہ علیہ وسلم وعظ ونصیحت کے وقت پڑھا کرتے لیکن یہاں انھی الفاظ پر اکتفا فرمایا تاکہ واضح ہو ضماد پر کہ یہ شخص تمام عقلاء سے عقل مند ہے

marfat.com
Marfat.com

اور اس پر جنون، آسیب وغیرہ کے توہم کا تصور نہیں ہو سکتا اور پھر ضماد کی بشارت میں بھی اسی طرف اشارہ ہے ۔

سے۶ قاموس، وسط دریا کہ وہ سب سے زیادہ گہرا ہوتا ہے ۔ قمس، غوطہ زن اور قماس، غواص

سے۷ قاموس کی جگہ ناعوس ہے ۔ روایاتِ حدیث میں یہ دوسرا لفظ زیادہ مشہور ہے ۔ شیخ محی الدین نووی نے شرح مسلم میں فرمایا، یہ لفظ دونوں طرح محفوظ ہے ۔ ناعوس، نون وعین ہمارے علاقہ کے اکثر نسخوں میں یہی لفظ ہے قاموس، قاف ومیم، صحیح مسلم کے علاوہ روایات میں مشہور یہی ہے ۔ قاضی عیاض فرماتے ہیں بعض نے ناعوس روایت کیا ہے ۔ ہمارے شیخ ابو الحسن نے فرمایا ناعوس بمعنی قاموس ہے ۔ امام تورپشتی نے فرمایا، ناموس البحر غلط ہے اور تحریف اور راوی کا وہم ہے ۔

بعض کے ہاں قاموس بقاف وعین بھی آیا ہے ۔ لغت کی مشہور کتب میں ناعوس کا لفظ نہیں ملتا ۔

الفصل الثانی

وَهٰذَا الْبَابُ خَالٍ عَنِ الْفَصْلِ الثَّانِي

دوسری فصل

یہ باب دوسری فصل سے خالی ہے ۔

الفصل الثالث

۵۷۰۹ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ حَدَّثَنِيْ اَبُوْسُفْيَانَ بْنُ حَرْبٍ مِنْ فِيْهِ اِلٰى فِيَّ قَالَ انْطَلَقْتُ فِي الْمُدَّةِ الَّتِيْ كَانَتْ بَيْنِيْ وَبَيْنَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ فَبَيْنَا اَنَا بِالشَّامِ اِذْ جِيْءَ بِكِتَابٍ مِّنَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِلٰى هِرَقْلَ قَالَ كَانَ دِحْيَةُ الْكَلْبِيُّ جَآءَ بِهٖ فَدَفَعَهٗ اِلٰى عَظِيْمِ بُصْرٰى فَدَفَعَهٗ عَظِيْمُ بُصْرٰى اِلٰى هِرَقْلَ وَقَالَ هِرَقْلُ هَلْ هٰهُنَا اَحَدٌ مِّنْ قَوْمِ هٰذَا الرَّجُلِ الَّذِيْ يَزْعَمُ اَنَّهٗ نَبِيٌّ قَالُوْا نَعَمْ فَدُعِيْتُ فِيْ نَفَرٍ مِّنْ قُرَيْشٍ فَدَخَلْنَا عَلٰى هِرَقْلَ فَاَجْلَسَنَا بَيْنَ يَدَيْهِ فَقَالَ اَيُّكُمْ اَقْرَبُ نَسَبًا مِّنْ هٰذَا الرَّجُلِ الَّذِيْ يَزْعَمُ اَنَّهٗ نَبِيٌّ قَالَ اَبُوْسُفْيَانَ

تیسری فصل

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ مجھے ابوسفیان ابن حرب نے منہ در منہ خبر دی کہ میں اس صلح کے زمانے میں جو میرے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں تھی کہتے ہیں کہ میں شام میں تھا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان نامہ ہرقل کے پاس لایا گیا ابوسفیان نے کہا کہ یہ خط دحیہ کلبی لائے تھے اور انھوں نے بصرے کے وزیر کو دیا تھا ۔ پھر بصرے کے وزیر نے ہرقل کو پہنچایا ۔ ہرقل نے کہا کہ کیا یہاں ان صاحب کی قوم کا کوئی آدمی ہے جو دعوٰی نبوت کر رہے ہیں لوگوں نے کہا ہاں ۔ قریش کی ایک جماعت میں میں بلایا گیا تو ہم ہرقل کے پاس گئے ہم کو اس کے سامنے بٹھایا گیا اس نے کہا کہ جن صاحب نے دعوٰی نبوت کیا ہے ان سے زیادہ قریبی تم میں کون ہے ابوسفیان نے کہا

marfat.com
Marfat.com

فَقُلْتُ اَنَا فَاَجْلَسُوْنِیْ بَیْنَ یَدَیْهِ وَاَجْلَسُوْا اَصْحَابِیْ خَلْفِیْ ثُمَّ دَعَا بِتَرْجُمَانِهٖ فَقَالَ لَهُمْ اِنِّیْ سَائِلٌ هٰذَا عَنْ هٰذَا الرَّجُلِ یَزْعَمُ اَنَّهٗ نَبِیٌّ فَاِنْ کَذَبَنِیْ فَکَذِّبُوْهُ قَالَ اَبُوْسُفْیَانَ وَاَیْمُ اللّٰهِ لَوْلَا مَخَافَةُ اَنْ یُؤْثَرَ عَلَیَّ الْکَذِبُ لَکَذَبْتُهٗ ثُمَّ قَالَ لِتَرْجُمَانِهٖ سَلْهُ کَیْفَ حَسَبُهٗ فِیْکُمْ قَالَ قُلْتُ هُوَ فِیْنَا ذُوْحَسَبٍ قَالَ فَهَلْ کَانَ مِنْ اٰبَائِهٖ مِنْ مَّلِكٍ قُلْتُ لَا قَالَ فَهَلْ کُنْتُمْ تَتَّهِمُوْنَهٗ بِالْکَذِبِ قَبْلَ اَنْ یَّقُوْلَ مَا قَالَ قُلْتُ لَا قَالَ وَمَنْ یَّتَّبِعُهٗ اَشْرَافُ النَّاسِ اَمْ ضُعَفَاۤؤُهُمْ قَالَ قُلْتُ بَلْ ضُعَفَاۤؤُهُمْ قَالَ اَیَزِیْدُوْنَ اَمْ یَنْقُصُوْنَ قَالَ قُلْتُ لَا بَلْ یَزِیْدُوْنَ قَالَ هَلْ یَرْتَدُّ اَحَدٌ مِّنْهُمْ عَنْ دِیْنِهٖ بَعْدَ اَنْ یَّدْخُلَ فِیْهِ سَخْطَةً لَّهٗ قَالَ قُلْتُ لَا قَالَ فَهَلْ قَاتَلْتُمُوْهُ قُلْتُ نَعَمْ قَالَ فَکَیْفَ کَانَ قِتَالُکُمْ اِیَّاهُ قَالَ قُلْتُ یَکُوْنُ الْحَرْبُ بَیْنَنَا وَبَیْنَهٗ سِجَالًا یُصِیْبُ مِنَّا وَنُصِیْبُ مِنْهُ قَالَ فَهَلْ یَغْدِرُ قُلْتُ لَا وَنَحْنُ مِنْهُ فِیْ هٰذِهِ الْمُدَّةِ لَا نَدْرِیْ مَا هُوَ صَانِعٌ فِیْهَا قَالَ وَاللّٰهِ مَا اَمْکَنَنِیْ مِنْ کَلِمَةٍ اُدْخِلُ فِیْهَا شَیْئًا غَیْرَ هٰذِهٖ قَالَ فَهَلْ قَالَ هٰذَا الْقَوْلَ اَحَدٌ قَبْلَهٗ قُلْتُ لَا ثُمَّ

کہ میں نے کہا میں ہوں تو مجھے اس کے سامنے بٹھا دیا گیا اور میرے ساتھیوں کو میرے پیچھے بٹھا دیا۔ پھر اپنے مترجم کو بلایا اس نے کہا کہ ان لوگوں سے کہو کہ میں ان سے ان صاحب کے متعلق کچھ پوچھوں گا جو اپنے آپ کو نبی کہتے ہیں تو اگر یہ مجھ سے جھوٹ کہیں تو تم انھیں جھٹلا دینا، ابوسفیان کہتے ہیں اللہ کی قسم اگر مجھے یہ خوف نہ ہوتا کہ مجھ پر جھوٹ مشہور کیا جائے گا تو میں اس سے جھوٹ بول دیتا۔ پھر ہرقل نے اپنے ترجمان سے کہا کہ ان سے پوچھو کہ ان نبی کا خاندان تم میں کیسا ہے؟ میں نے کہا وہ عالی خاندان ہیں۔ کہا کیا ان کے باپ دادوں میں کوئی بادشاہ تھا؟ میں نے کہا نہیں۔ کہا کیا ان کے دعوٰی نبوت سے پہلے تم ان پر جھوٹ کی تہمت لگاتے تھے؟ میں نے کہا نہیں۔ کہا ان کی پیروی کون کرتا ہے؟ سردار لوگ یا کمزور لوگ؟ میں نے کہا بلکہ کمزور لوگ۔ کہا یہ لوگ بڑھ رہے ہیں یا کم ہو رہے ہیں؟ کہتے ہیں کہ میں نے کہا بلکہ بڑھ رہے ہیں کہا اس دین میں داخل ہونے کے بعد کوئی اپنے دین سے ناراض ہو کر پھر جاتا ہے؟ کہتے ہیں میں نے کہا نہیں کہا کیا تم نے کبھی ان سے جنگ کی ہے؟ میں نے کہا ہاں۔ کہا تمھاری ان سے جنگ کیسی ہوتی ہے؟ کہتے ہیں میں نے کہا کہ ہمارے اور ان کے درمیان جنگ ایک ڈول ہوتی ہے کبھی ہم پر وہ غالب ہوتے ہیں کبھی ان پر ہم غالب۔ کہا کیا بدعہدی کرتے ہیں؟ میں نے کہا نہیں آج کل ہم ان سے صلح میں ہیں۔ ہم نہیں جانتے کہ وہ اس میں کیا کریں گے؟ کہتے ہیں اللہ کی قسم اس بات کے سوا اور کوئی چیز شامل کرنے کا مجھے موقع نہیں ملا اس نے کہا کیا ان سے پہلے کسی نے یہ بات کہی تھی؟

marfat.com
Marfat.com

قَالَ لِتَرْجُمَانِهٖ قُلْ لَهٗ اِنِّیْ سَاَلْتُكَ عَنْ حَسَبِهٖ فِیْكُمْ فَزَعَمْتَ اَنَّهٗ فِیْكُمْ ذُوْحَسَبٍ وَكَذَالِكَ الرُّسُلُ تُبْعَثُ فِیْ اَحْسَابِ قَوْمِهَا وَسَاَلْتُكَ هَلْ كَانَ فِیْ اٰبَائِهٖ مَلِكٌ فَزَعَمْتَ اَنْ لَّا فَقُلْتُ لَوْ كَانَ مِنْ اٰبَائِهٖ مَلِكٌ قُلْتُ رَجُلٌ يَّطْلُبُ مُلْكَ اٰبَائِهٖ وَسَاَلْتُكَ عَنْ اَتْبَاعِهٖ اَضُعَفَاءُهُمْ اَمْ اَشْرَافُهُمْ فَقُلْتَ بَلْ ضُعَفَاءُهُمْ وَهُمْ اَتْبَاعُ الرُّسُلِ وَسَاَلْتُكَ هَلْ كُنْتُمْ تَتَّهِمُوْنَهٗ بِالْكِذْبِ قَبْلَ اَنْ يَّقُوْلَ مَا قَالَ فَزَعَمْتَ اَنْ لَّا فَعَرَفْتُ اَنَّهٗ لَمْ يَكُنْ لِيَدَعَ الْكَذِبَ عَلَى النَّاسِ ثُمَّ يَذْهَبُ فَيَكْذِبُ عَلَى اللّٰهِ وَسَاَلْتُكَ هَلْ يَرْتَدُّ اَحَدٌ مِّنْهُمْ عَنْ دِيْنِهٖ بَعْدَ اَنْ يَّدْخُلَ فِيْهِ سَخْطَةً لَهٗ فَزَعَمْتَ اَنْ لَّا وَكَذَالِكَ الْاِيْمَانُ اِذَا خَالَطَ بَشَاشَتُهُ الْقُلُوْبَ وَسَاَلْتُكَ هَلْ يَزِيْدُوْنَ اَمْ يَنْقُصُوْنَ فَزَعَمْتَ اَنَّهُمْ يَزِيْدُوْنَ وَكَذَالِكَ الْاِيْمَانُ حَتّٰى يَتِمَّ وَسَاَلْتُكَ هَلْ قَاتَلْتُمُوْهُ فَزَعَمْتَ اَنَّكُمْ قَاتَلْتُمُوْهُ فَتَكُوْنَ الْحَرْبُ بَيْنَكُمْ وَبَيْنَهٗ سِجَالًا يَنَالُ مِنْكُمْ وَتَنَالُوْنَ مِنْهُ وَكَذَالِكَ الرُّسُلُ تُبْتَلٰى ثُمَّ تَكُوْنُ لَهَا الْعَاقِبَةُ وَسَاَلْتُكَ هَلْ يَغْدِرُ فَزَعَمْتَ

میں نے کہا نہیں پھر بادشاہ نے اپنے ترجم سے کہا کہ ان سے کہو کہ میں نے تم سے ان کے نسب کے متعلق پوچھا تو تم نے کہا کہ وہ تم میں عالی نسب ہیں ۔ اسی طرح انبیاء کرام اپنی قوم کے اعلیٰ نسب میں بھیجے جاتے ہیں اور میں نے تم سے پوچھا کہ کیا ان کے باپ دادوں میں کوئی بادشاہ ہوا ہے تو تم نے کہا کہ نہیں ۔ میں کہتا ہوں اگر ان کے باپ دادوں میں بادشاہ ہوا ہوتا تو میں کہتا کہ یہ وہ صاحب ہیں جو اپنے باپ دادوں کی ملک کے طالب ہیں ۔ اور میں نے تم سے ان کے متبعین کے متعلق پوچھا کہ معمولی لوگ ہیں یا بڑے لوگ تو تم نے کہا بلکہ کمزور لوگ ہیں یہ ہی کمزور لوگ نبیوں کے متبعین رہے ہیں اور میں نے تم سے پوچھا کہ کیا ان کے اس دعویٰ سے پہلے تم انھیں جھوٹ کا الزام دیتے تھے تم نے کہا کہ نہیں ۔ میں نے پہچان لیا کہ یہ ناممکن ہے کہ وہ لوگوں پر تو جھوٹ نہ بولیں پھر اللہ پر جھوٹ باندھنے لگیں ۔ اور میں نے تم سے پوچھا کہ کیا ان میں سے کوئی اس دین میں داخل ہونے کے بعد اپنے دینِ اسلام سے ناراض ہوکر پھر بھی جاتا ہے تم نے کہا کہ نہیں ۔ ایمان کا ایسا ہی حال ہے جب اس کی لذت و فرحت دلوں میں گھل مل جاتی ہے ۔ تو میں نے تم سے پوچھا کہ مسلمان بڑھ رہے ہیں یا کم ہو رہے ہیں تو تم نے کہا کہ وہ بڑھ رہے ہیں ایمان کا یہی حال ہے حتیٰ کہ پورا ہو جاتا ہے ۔ اور میں نے تم سے پوچھا کہ کیا تم نے ان سے کبھی جنگ کی ہے تو تم نے کہا کہ تم نے ان سے جنگ کی ہے تو جنگ تمھارے اور ان کے درمیان ایک ڈول ہوتی ہے کہ وہ تم سے اور تم ان سے لیتے ہو اسی طرح انبیائے کرام آزمائے جاتے ہیں انجام انھی کے حق میں ہوتا ہے اور میں نے تم سے پوچھا کہ کیا عہد شکنی کرتے ہیں

marfat.com
Marfat.com

اَنَّہٗ لَا یَغْدِرُ وَکَذٰلِكَ الرُّسُلُ لَا تَغْدِرُ وَسَاَلْتُكَ ھَلْ قَالَ ھٰذَا الْقَوْلَ اَحَدٌ قَبْلَہٗ فَزَعَمْتَ اَنْ لَا فَقُلْتُ لَوْ کَانَ قَالَ ھٰذَا الْقَوْلَ اَحَدٌ قَبْلَہٗ قُلْتُ رَجُلٌ اِئْتَمَّ بِقَوْلٍ قِیْلَ قَبْلَہٗ قَالَ ثُمَّ قَالَ بِمَا یَاْمُرُکُمْ قُلْنَا یَاْمُرُنَا بِالصَّلٰوۃِ وَالزَّکٰوۃِ وَالصِّلَۃِ وَالْعَفَافِ قَالَ اِنْ یَّكُ مَا تَقُوْلُ حَقًّا فَاِنَّہٗ نَبِیٌّ وَقَدْ کُنْتُ اَعْلَمُ اَنَّہٗ خَارِجٌ وَلَمْ اَكُ اَظُنُّہٗ مِنْکُمْ وَلَوْ اَنِّیْ اَعْلَمُ اَنِّیْ اَخْلُصُ اِلَیْہِ لَاَحْبَبْتُ لِقَاءَہٗ وَلَوْ کُنْتُ عِنْدَہٗ لَغَسَلْتُ عَنْ قَدَمَیْہِ وَلَیَبْلُغَنَّ مُلْکُہٗ مَا تَحْتَ قَدَمَیَّ ثُمَّ دَعَا بِکِتَابِ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَقَرَاَہٗ مُتَّفَقٌ عَلَیْہِ فَقَدْ سَبَقَ تَمَامُ الْحَدِیْثِ فِیْ بَابِ الْکِتَابِ اِلَی الْکُفَّارِ

تم نے کہا کہ نہیں کرتے۔ اسی طرح انبیاء کرام عہد شکنی نہیں کرتے اور میں نے تم سے پوچھا کہ کیا کسی نے ان سے پہلے یہ دعوای کیا ہے تم نے کہا کہ نہیں۔ میں کہتا ہوں کہ اگر یہ بات ان سے پہلے کسی نے کہی ہوتی تو میں کہتا ہوں کہ ایسے صاحب ہیں جو اپنے سے پہلے کہی ہوئی بات کی پیروی کر رہے ہیں۔ پھر کہا کہ وہ تم کو کیا حکم دیتے ہیں ہم نے کہا کہ ہم کو نماز، زکوٰۃ، صلہ رحمی پاکدامنی کا حکم دیتے ہیں اس نے کہا جو تم کہتے ہو اگر یہ سچ ہے تو وہ بھیجے ہوئے نبی ہیں میں تو جانتا تھا کہ وہ ظاہر ہونے والے ہیں مگر میرا خیال یہ نہ تھا کہ وہ تم میں سے ہیں۔ اگر میں جانتا کہ ان تک پہنچ سکوں گا تو ان سے ملنا پسند کرتا اور اگر میں ان کے پاس ہوتا تو ان کے قدم دھوتا اور ان کا ملک میرے قدموں کے نیچے تک پہنچ جائے گا۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا خط منگوایا پھر اسے پڑھا (مسلم و بخاری) بقیہ پوری حدیث کتاب الی الکفار کے باب میں گزر گئی ہے۔

ملہ یعنی میرے اور ان کے درمیان کوئی واسطہ نہیں۔

ملہ۲ اس سے صلح حدیبیہ کی مدت مراد ہے۔

ملہ۳ ہرقل۔ ہاء کے نیچے زیر، راء پر زبر، قاف ساکن، یا ہاء کے نیچے زیر، راء ساکن اور قاف کے نیچے زیر ہے۔ روم کے بادشاہ کا نام ہے۔

ملہ۴ دحیہ، دال پر زبر یا زیر، مشاہیر صحابہ میں سے ہیں، قبیلہ بنو کلب سے ان کا تعلق تھا۔

ملہ۵ بصری، باء پر پیش، صاد ساکن، شام کے شہروں میں سے ایک شہر کا نام ہے۔

ملہ۶ حضرت دحیہ رضی اللہ عنہ کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا حکم بھی اسی طرح تھا کہ تم اسے عظیم بصری کو پہنچا دو اور وہ اسے ہرقل تک پہنچائے۔

ملہ۷ تجارت کے لیے اس قوم میں سے ایک آدمی (مع جماعت) آیا ہوا ہے۔

ملہ۸ بعض روایات کے متعلق ان کی تعداد تیس اور بعض کے مطابق بیس تھی۔

ملہ۹ فاجلسنا، معروف بھی پڑھا گیا ہے یعنی اس نے ہمارے بٹھانے کا حکم دیا۔

marfat.com
Marfat.com

۱۰ھ اس شخص کے جس نے نبوت کا دعوٰی کیا ہے ۔

۱۱ھ جو عربی اور رومی دونوں زبانیں جانتا تھا ۔

۱۲ھ ابوسفیان سے ۔

۱۳ھ اس عداوت ودشمنی کی وجہ سے جو حضور سے مجھے تھی

۱۴ھ صحیح بخاری میں ہے "فَكَيْفَ نَسَبُهُ فِيكُمْ" (ان کا نسب کیسا ہے؟) حسب سے مراد یہ ہے کہ انسان اس شرف وفضل پر فخر کرے خواہ اس کا اپنا ہو یا اس کے والدین کا، یہ نسب کو بھی شامل ہے یہاں بنوہاشم مراد ہیں جو تمام قریش سے افضل وبرگزیدہ تھے ۔

۱۵ھ یعنی اعلانِ نبوت سے پہلے انھوں نے کبھی جھوٹ بولا جس کی وجہ سے ان پر جھوٹ کا الزام ہو ۔

۱۶ھ اس سے پہلے کبھی ان کی طرف جھوٹ کی نسبت نہیں ہوئی ۔

۱۷ھ جنھوں نے اتباع کی ہے اور ان پر ایمان لائے ہیں

۱۸ھ یہاں اشراف سے مراد، اہل نخوت وتکبر ہیں ورنہ اولاد ہاشم مثلاً حضرت عباس، علی اور جعفر اور دیگر اکابر قریش مثلاً حضرت ابوبکر وعمر اور دیگر صحابہ از قریش سے بڑھ کر کون اشراف ہوسکتا ہے اور یہ تمام ہرقل کے سوال سے پہلے ایمان لا چکے تھے ۔

۱۹ھ ابواسحاق کی روایت میں ہے کہ ان کے متبعین ضعفاء ومساکین اور بچے ہیں ۔ صاحب نسب وشرف نہیں لیکن بطور اغلب واکثر کی بات ہے ۔

۲۰ھ کبھی ان کا ڈول پُر ہوتا اور ہمارا خالی اور کبھی ہمارا خالی اور ان کا پُر ہوتا ۔

۲۱ھ کبھی ہم سے انھیں اور کبھی ان سے ہمیں مصیبت لاحق ہوتی ہے ۔

۲۲ھ کبھی بے وفائی کی

۲۳ھ یعنی اب اس مدت میں ہمارے اور ان کے درمیان صلح ہے، اب نہیں معلوم کہ وہ اس مُدّت میں کیا کرتے ہیں اس معاہدہ کو نبھاتے ہیں یا توڑ ڈالتے ہیں ۔

۲۴ھ سوائے اس کلمہ (کہ غدر کا احتمال ہے) کے میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف کسی عیب یا نقص کی نسبت نہیں کرسکا ۔

۲۵ھ کسی نے اس سے پہلے دعوٰی نبوّت کیا ۔

۲۶ھ ابوسفیان کو

۲۷ھ یہی لوگ پیغمبروں کی دعوت کو جلدی قبول کرتے ہیں اور بڑے لوگ جاہ ومنصب اور تکبّر کی وجہ سے اس سعادت ومسابقت سے محروم رہ جاتے ہیں ۔ ہاں جب کوئی راستہ نہ رہے تنگ اور مجبور ہوکر اسلام کی طرف راغب ہوتے ہیں ۔

marfat.com
Marfat.com

۲۸ے یعنی دعوٰی نبوّت سے پہلے کبھی انھوں نے کسی معاملہ میں کذب بیانی کی ہے ۔

۲۹ے آپ کے دین کو ناپسند کرتے ہوئے اس نے آپ کو چھوڑا ہو ۔

۳۰ے ایمان کی یہی حالت ہوتی ہے کہ وہ دل سے نکلتا نہیں ۔

۳۱ے یعنی اس کے دل میں ایمان کی حلاوت ولذت حاصل ہو اگر کوئی چھوڑتا ہے تو اس کے دل میں ایمان نے قرار پکڑا ہی نہیں ۔ اسی وجہ سے صوفیاء قدس اللہ سرہم نے فرمایا "الفانی لا یرد الی اوصافہ"

۳۲ے دین وایمان کی بھی یہی کیفیت ہوتی ہے کہ وہ روز بروز بڑھتا اور کامل ہوتا چلا جاتا ہے ۔

۳۳ے اسی طرح تمام پیغمبر اعداء کے دین کے ساتھ برسرپیکار ہوئے اور آزمائش میں مبتلا کیے گئے ۔

۳۴ے آخرکار انبیاء کو اللہ تعالیٰ کی مدد ونصرت حاصل ہوتی ہے اور دین کا غلبہ ہو جاتا ہے ۔

۳۵ے ہرقل کا جاننا اور آپ کا اعلانِ نبوّت کرنا کتب قدیمہ کی خبر کی بناء پر تھا اور کہانت اور علم نجوم کی بنیاد پر بھی جیسا کہ صحیح بخاری میں ہے کہ ہرقل نے کہا میں نے نجوم میں نظر کی تو ملک ختان کو دیکھا تو میں نے پوچھا اس میں کون ہیں جو کریں گے تو انھوں نے کہا یہ عرب ہیں ۔

۳۶ے ملک روم اور شام

۳۷ے کتاب الجہاد میں

۳۸ے صحیح بخاری میں ہے کہ ہرقل نے تمام سردارانِ روم کو محل میں جمع کرکے دروازہ بند کروایا اور کہا اگر تم کامیابی اور ہدایت چاہتے ہو تو اس آخرالزماں نبی پر ایمان لے آؤ ۔ اس پر رومی وحشی گدھے کی طرح ٹپ اٹھے ، جب ہرقل نے ان کی وحشت ونفرت دیکھی تو ہرقل کہنے لگا تم اپنے حال پر ہی رہو میں نے تمہیں آزمایا ہے کہ اپنے دین میں کس قدر پکے اور سچے ہو ۔ اس پر انھوں نے ہرقل کو سجدہ کیا اور خوش ہوگئے ۔ یہ ہرقل کا آخری عمل تھا ۔ ہرقل کے ایمان میں اختلاف ہے ۔ واضح یہی ہے کہ وہ کفر پر ہی رہا ۔ مسند احمد میں ہے کہ تبوک سے اس نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں لکھا تھا کہ میں مسلمان ہوں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جھوٹ کہتا ہے وہ تو نصرانی ہی ہے ۔ قصہ ہرقل سے یہ معلوم ہو جاتا ہے کہ علم ودانش راہنمائی کے لیے کافی نہیں جب تک اللہ تعالیٰ کی توفیق رفیق نہ بنے ۔ یہود کا حال بھی یہی ہوا مصرعہ

عشق کاریست کہ موقوف ہدایت باشد

یہ بھی معلوم ہوا کہ حق پانے سے دنیا اور حکومت کی محبت آڑے آجاتی ہے ۔ واللہ اعلم ۔ ہم اللہ تعالیٰ سے عافیت ہی مانگتے ہیں ۔

marfat.com
Marfat.com

بَابٌ فِی الْمِعْرَاجِ

معراج کا بیان

عروج کا معنی بلندی یعنی اوپر جانا ہے، معراج بلندی کا آلہ یعنی سیڑھی ہے۔ گویا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے سیڑھی لگائی گئی جس سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم آسمان پر تشریف لے گئے۔ روایت میں یہ بھی آیا ہے کہ جب صخرہ سے صعود فرمایا تو آپ کے لیے سیڑھی لگائی گئی جس سے اوپر تشریف لے گئے اور یہ بھی سیڑھی[۱] ہے جس سے فرشتے اوپر نیچے آتے جاتے ہیں۔

اکثر اہلِ علم کی رائے یہ ہے کہ بعثت کے بارہویں سال معراج ربیع الاول میں ہوا۔ بعض نے ستائیس رمضان کا قول کیا ہے۔ مشہور یہی ہے کہ یہ واقعہ ستائیس رجب میں ہوا۔ اہلِ مدینہ کا عمل کہ وہ رجبیہ کو اوقاتِ مبارکہ میں شمار کرتے ہیں، اس کی تائید کرتا ہے۔ بعض نے اسے اعلانِ نبوت کے پانچویں اور بعض نے چھٹے سال قرار دیا ہے۔ واضح رہے یہاں اسراء اور معراج دونوں کا بیان ہے۔ اسراء مسجدِ حرام سے مسجدِ اقصٰی تک اور معراج مسجدِ اقصٰی سے آسمان تک ہے۔ اسراء کا ثبوت نصِ قرآنی سے ہے جس کا منکر کافر ہے، لیکن معراج احادیثِ مشہورہ سے ثابت ہے اس کا منکر گمراہ اور بدعتی ہے۔ اس بارے میں اہلِ علم کے مختلف اقوال ہیں۔ آیا یہ واقعہ خواب کا ہے یا بیداری کا۔ یہ ایک دفعہ ہوا یا متعدد دفعہ۔ صحیح اور مختار جمہور یہی ہے کہ متعدد دفعہ ہوا ایک دفعہ بیداری میں اور بارہا خواب میں۔ خواب میں بیداری کی تیاری کے لیے ہوا تاکہ اس جہان سے انس و تعلق پیدا ہو جائے۔ جیسا کہ ابتدائے نبوت میں سچی خوابوں کا سلسلہ ہوا یا بیداری میں بیت المقدس تک جسمًا اور آسمان تک روحًا معراج ہوا۔ تحقیقی بات یہ ہے کہ ایک مرتبہ مسجدِ حرام سے مسجدِ اقصٰی اور وہاں سے آسمان اور آسمان سے جہاں تک اللہ تعالیٰ نے چاہا جسم کے ساتھ معراج ہوا یہی مذہب جمہور فقہاء، متکلمین اور صوفیاء کا ہے۔ احادیثِ صحیحہ کے ظواہر اور اخبار صریحہ از صحابہ کثرت کے ساتھ اس کے بارے میں مروی ہیں اور اگر یہ واقعہ خواب کا ہوتا تو باعثِ آزمائش اور شور و اختلاف نہ بنتا، جسم کے معراج پہ آپ ختمی مرتبت صلی اللہ علیہ وسلم ہی کا خاصہ ہے اور یہ مقام سوائے آپ کے کسی نبی کو حاصل نہیں ہوا۔ اللہ تعالیٰ کی طرف سے یہ تشریف و تکریم فقط آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہی کے لیے ہے اور اس کی حقیقت کا فہم خرقِ عادت کی تنگدامنی

---

[۱] یہ روحانی چیز ہے اس پر سیڑھی کا اطلاق مجازًا کیا جا رہا ہے۔

marfat.com
Marfat.com

گرفتار لوگوں کے ادراک سے ماوراء ہے یہاں تو ایمان لے آنا چاہیے باقی کیفیت کو علم الٰہی کے سپرد کر دینا چاہیے بلکہ تمام علوم وکمالات نبوت وحی اور معجزات عقل وقیاس کے احاطہ سے باہر ہوتے ہیں اور جو کوئی قیاس کے تابع ہو کر کہے گا کہ میں اس وقت تک نہیں مانوں گا جب تک عقل ان کا ادراک نہ کرے تو وہ دولت ایمان سے محروم ہو جائے گا۔

الفصل الاوّل

۵۶۱۰ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ عَنْ مَالِكِ ابْنِ صَعْصَعَةَ اَنَّ نَبِيَّ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَدَّثَهُمْ عَنْ لَيْلَةِ اُسْرِيَ بِهٖ قَالَ بَيْنَمَا اَنَا فِي الْحَطِيْمِ وَرُبَّمَا قَالَ فِي الْحِجْرِ مُضْطَجِعًا اِذْ اَتَانِيْ اٰتٍ فَشَقَّ مَا بَيْنَ هٰذِهٖ اِلٰى هٰذِهٖ يَعْنِيْ مِنْ ثُغْرَةِ نَحْرِهٖ اِلٰى شِعْرَتِهٖ فَاسْتَخْرَجَ قَلْبِيْ ثُمَّ اُتِيْتُ بِطَسْتٍ مِّنْ ذَهَبٍ مَمْلُوْءٍ اِيْمَانًا فَغُسِلَ قَلْبِيْ ثُمَّ حُشِيَ ثُمَّ اُعِيْدَ وَفِيْ رِوَايَةٍ ثُمَّ غُسِلَ الْبَطْنُ بِمَاءِ زَمْزَمَ ثُمَّ مُلِئَ اِيْمَانًا وَّحِكْمَةً ثُمَّ اُتِيْتُ بِدَآبَّةٍ دُوْنَ الْبَغْلِ وَفَوْقَ الْحِمَارِ اَبْيَضَ يُقَالُ لَهُ الْبُرَاقُ يَضَعُ خَطْوَهٗ عِنْدَ اَقْصٰى طَرْفِهٖ فَحُمِلْتُ عَلَيْهِ فَانْطَلَقَ بِيْ جِبْرَئِيْلُ حَتّٰى اَتَى السَّمَاءَ الدُّنْيَا فَاسْتَفْتَحَ قِيْلَ مَنْ هٰذَا قَالَ جِبْرَئِيْلُ قِيْلَ وَمَنْ مَّعَكَ قَالَ مُحَمَّدٌ قِيْلَ وَقَدْ اُرْسِلَ اِلَيْهِ قَالَ نَعَمْ قِيْلَ مَرْحَبًا بِهٖ فَنِعْمَ الْمَجِيْءُ جَاءَ فَفُتِحَ فَلَمَّا خَلَصْتُ فَاِذَا فِيْهَا اٰدَمُ فَقَالَ هٰذَا اَبُوْكَ اٰدَمُ فَسَلِّمْ عَلَيْهِ فَسَلَّمْتُ عَلَيْهِ فَرَدَّ السَّلَامَ

پہلی فصل

حضرت قتادہ، وہ حضرت انس بن مالک ابن صعصعہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انھیں اس رات کے متعلق خبر دی جس میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو معراج کرائی گئی جب کہ میں حطیم لیٹا اوقات فرمایا کہ حجر میں تھا کہ میرے پاس ایک آنے والا آیا، اس نے یہاں سے یہاں تک چیرا یعنی آپ کے گلے کی گھنڈی سے لے کر آپ کے بالوں تک پھر میرا دل نکالا پھر میرے پاس سونے کا ایک طشت لایا گیا، جو ایمان سے بھرا تھا پھر میرا دل دھویا گیا پھر اسے بھر دیا گیا پھر لوٹا دیا گیا اور ایک روایت میں ہے پھر پیٹ دھویا گیا زمزم کے پانی سے پھر ایمان حکمت سے بھر دیا گیا۔ پھر میرے پاس ایک جانور لایا گیا جو خچر سے چھوٹا اور گدھے سے بڑا تھا سفید رنگ تھا جسے براق کہا جاتا ہے وہ اپنی انتہائی نظر پہ ایک قدم رکھتا ہے تو میں اس پر سوار کیا گیا پھر مجھے جبرئیل لے چلے حتیٰ کہ وہ آسمان دنیا پہ پہنچے دروازہ کھلوایا کہا گیا کون ہے فرمایا جبرئیل۔ کہا گیا تمھارے ساتھ کون ہے فرمایا حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ کہا گیا انھیں بلایا گیا ہے کہا ہاں ان کی خوش آمد ہو وہ خوب آئے پھر دروازہ کھول دیا گیا جب میں داخل ہوا تو وہاں جناب آدم علیہ السلام تھے کہا گیا یہ تمھارے والد آدم علیہ السلام ہیں انھیں سلام کرو۔ میں نے انھیں سلام کیا انھوں نے جواب دیا

marfat.com
Marfat.com

ثُمَّ قَالَ مَرْحَبًا بِالْاِبْنِ الصَّالِحِ وَالنَّبِيِّ الصَّالِحِ ثُمَّ صَعِدَ بِيْ حَتّٰى اَتَى السَّمَاءَ الثَّانِيَةَ فَاسْتَفْتَحَ قِيْلَ مَنْ هٰذَا قَالَ جِبْرَئِيْلُ قِيْلَ وَمَنْ مَّعَكَ قَالَ مُحَمَّدٌ قِيْلَ وَقَدْ اُرْسِلَ اِلَيْهِ قَالَ نَعَمْ قِيْلَ مَرْحَبًا بِهٖ فَنِعْمَ الْمَجِيُّ جَاءَ فَفُتِحَ فَلَمَّا خَلَصْتُ اِذَا يَحْيٰى وَعِيْسٰى وَهُمَا اِبْنَا خَالَةٍ قَالَ هٰذَا يَحْيٰى وَهٰذَا عِيْسٰى فَسَلِّمْ عَلَيْهِمَا فَسَلَّمْتُ فَرَدَّا ثُمَّ قَالَا مَرْحَبًا بِالْاَخِ الصَّالِحِ وَالنَّبِيِّ الصَّالِحِ ثُمَّ صَعِدَ بِيْ حَتّٰى اَتَى السَّمَاءَ الثَّالِثَةَ فَاسْتَفْتَحَ قِيْلَ مَنْ هٰذَا قَالَ جِبْرَئِيْلُ قِيْلَ وَمَنْ مَّعَكَ قَالَ مُحَمَّدٌ قِيْلَ وَقَدْ اُرْسِلَ اِلَيْهِ قَالَ نَعَمْ قِيْلَ مَرْحَبًا بِهٖ فَنِعْمَ الْمَجِيُّ جَاءَ فَفُتِحَ فَلَمَّا خَلَصْتُ اِذَا يُوْسُفُ قَالَ هٰذَا يُوْسُفُ فَسَلِّمْ عَلَيْهِ فَسَلَّمْتُ عَلَيْهِ فَرَدَّ ثُمَّ قَالَ مَرْحَبًا بِالْاَخِ الصَّالِحِ وَالنَّبِيِّ الصَّالِحِ ثُمَّ صَعِدَ بِيْ حَتّٰى اَتَى السَّمَاءَ الرَّابِعَةَ فَاسْتَفْتَحَ قِيْلَ مَنْ هٰذَا قَالَ جِبْرَئِيْلُ قِيْلَ وَمَنْ مَّعَكَ قَالَ مُحَمَّدٌ قِيْلَ وَقَدْ اُرْسِلَ اِلَيْهِ قَالَ نَعَمْ قِيْلَ مَرْحَبًا بِهٖ فَنِعْمَ الْمَجِيُّ جَاءَ فَفُتِحَ فَلَمَّا خَلَصْتُ فَاِذَا اِدْرِيْسُ فَقَالَ هٰذَا اِدْرِيْسُ فَسَلِّمْ عَلَيْهِ فَسَلَّمْتُ عَلَيْهِ فَرَدَّ

پھر فرمایا صالح فرزند صالح نبی تم خوب تشریف لائے پھر مجھے جبرئیل اوپر لے گئے حتیٰ کہ دوسرے آسمان تک پہنچے دروازہ کھلوایا گیا کہا گیا کون بولے میں ہوں جبرئیل کہا گیا تمہارے ساتھ کون ہیں کہا حضور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کہا گیا کیا انھیں بلایا گیا ہے کہا ہاں کہا خوش آمدید تم بہت ہی اچھا آنا آئے پھر دروازہ کھول دیا گیا تو جب میں اندر پہنچا تو اچانک وہاں حضرت یحییٰ علیہ السلام اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام تھے وہ دونوں خالہ زاد ہیں۔ جبرئیل نے کہا یہ یحییٰ علیہ السلام ہیں یہ عیسیٰ علیہ السلام ہیں انھیں سلام کرو، میں نے سلام کیا ان دونوں نے جواب دیا پھر کہا صالح بھائی صالح نبی آپ خوب آئے پھر جبرئیل علیہ السلام مجھے تیسرے آسمان کی طرف لے گئے دروازہ کھلوایا گیا کہا گیا کون وہ بولے جبرئیل ہوں کہا گیا تمہارے ساتھ کون ہے؟ کہا حضور محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں کہا گیا انھیں بلایا گیا ہے کہا ہاں، کہا خوش آمدید تم خوب ہی آئے پھر دروازہ کھول دیا گیا جب میں داخل ہوا تو وہاں حضرت یوسف علیہ السلام تھے جبرئیل نے کہا یہ یوسف علیہ السلام ہیں انھیں سلام کرو۔ میں نے سلام کیا انھوں نے جواب دیا پھر کہا صالح بھائی صالح نبی آپ خوب آئے۔ پھر مجھے اوپر لے گئے حتیٰ کہ چوتھے آسمان پر پہنچے دروازہ کھلوایا گیا کہا گیا کون ہے؟ فرمایا میں جبرئیل ہوں کہا گیا تمہارے ساتھ کون ہے؟ کہا حضور محمد صلی اللہ علیہ وسلم، کہا گیا انھیں بلایا گیا ہے کہا ہاں۔ کہا گیا خوش آمدید اچھا آنا آپ آئے۔ دروازہ کھولا گیا جب ہم اندر داخل ہوئے تو وہاں ادریس علیہ السلام تھے جبرئیل نے کہا یہ ادریس ہیں آپ انھیں سلام کریں میں نے انھیں سلام کیا انھوں نے جواب دیا

marfat.com
Marfat.com

ثُمَّ قَالَ مَرْحَبًا بِالْأَخِ الصَّالِحِ وَالنَّبِيِّ الصَّالِحِ ثُمَّ صَعِدَ بِيْ حَتّٰى أَتَى السَّمَاءَ الْخَامِسَةَ فَاسْتَفْتَحَ قِيْلَ مَنْ هٰذَا قَالَ جِبْرِيْلُ قِيْلَ وَمَنْ مَّعَكَ قَالَ مُحَمَّدٌ قِيْلَ وَقَدْ أُرْسِلَ إِلَيْهِ قَالَ نَعَمْ قِيْلَ مَرْحَبًا بِهٖ فَنِعْمَ الْمَجِيْءُ جَاءَ فَفُتِحَ فَلَمَّا خَلَصْتُ فَإِذَا هَارُوْنُ قَالَ هٰذَا هَارُوْنُ فَسَلِّمْ عَلَيْهِ فَسَلَّمْتُ عَلَيْهِ فَرَدَّ ثُمَّ قَالَ مَرْحَبًا بِالْأَخِ الصَّالِحِ وَالنَّبِيِّ الصَّالِحِ ثُمَّ صَعِدَ بِيْ حَتّٰى أَتَى السَّمَاءَ السَّادِسَةَ فَاسْتَفْتَحَ قِيْلَ مَنْ هٰذَا قَالَ جِبْرِيْلُ قِيْلَ وَمَنْ مَّعَكَ قَالَ مُحَمَّدٌ قِيْلَ وَقَدْ أُرْسِلَ إِلَيْهِ قَالَ نَعَمْ قِيْلَ مَرْحَبًا بِهٖ فَنِعْمَ الْمَجِيْءُ جَاءَ فَفُتِحَ فَلَمَّا خَلَصْتُ فَإِذَا مُوْسٰى قَالَ هٰذَا مُوْسٰى فَسَلِّمْ عَلَيْهِ فَسَلَّمْتُ عَلَيْهِ فَرَدَّ ثُمَّ قَالَ مَرْحَبًا بِالْأَخِ الصَّالِحِ وَالنَّبِيِّ الصَّالِحِ فَلَمَّا جَاوَزْتُ بَكٰى قِيْلَ لَهٗ مَا يُبْكِيْكَ قَالَ أَبْكِيْ لِأَنَّ غُلَامًا بُعِثَ بَعْدِيْ يَدْخُلُ الْجَنَّةَ مِنْ أُمَّتِهٖ أَكْثَرُ مِمَّنْ يَدْخُلُهَا مِنْ أُمَّتِيْ ثُمَّ صَعِدَ بِيْ إِلَى السَّمَاءِ السَّابِعَةِ فَاسْتَفْتَحَ قِيْلَ مَنْ هٰذَا قَالَ جِبْرِيْلُ قِيْلَ وَمَنْ مَّعَكَ قَالَ مُحَمَّدٌ قِيْلَ وَقَدْ بُعِثَ إِلَيْهِ قَالَ نَعَمْ قِيْلَ مَرْحَبًا بِهٖ فَنِعْمَ الْمَجِيْءُ جَاءَ فَلَمَّا خَلَصْتُ

کہا خوش آمدید اے صالح بھائی صالح نبی۔ پھر مجھے اوپر چڑھایا گیا حتیٰ کہ پانچویں آسمان پر پہنچے دروازہ کھلوایا گیا کہا گیا کون، فرمایا میں جبرئیل ہوں۔ کہا گیا تمھارے ساتھ کون ہے؟ کہا حضور محمد صلی اللہ علیہ وسلم۔ کہا گیا کیا انھیں بلایا گیا ہے؟ کہا ہاں بلایا گیا ہے۔ کہا گیا خوش آمدید آپ اچھا آنا آئے۔ دروازہ کھولا گیا جب میں اندر گیا تو وہاں حضرت ہارون علیہ السلام تھے۔ جبرئیل نے کہا یہ ہارون علیہ السلام ہیں انھیں سلام کیجیے۔ میں نے انھیں سلام کیا انھوں نے جواب دیا پھر کہا خوش آمدید اے صالح بھائی اے صالح نبی۔ پھر مجھے اوپر لے گئے حتیٰ کہ چھٹے آسمان پر پہنچے دروازہ کھلوایا گیا کہا گیا کون ہے کہا میں جبرئیل ہوں کہا گیا تمھارے ساتھ کون ہے؟ کہا حضور محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ کہا گیا انھیں بلایا گیا ہے۔ کہا ہاں۔ کہا گیا خوش آمدید آپ اچھا آنا آئے۔ دروازہ کھولا گیا جب میں اندر پہنچا تو وہاں حضرت موسیٰ تھے۔ جبرئیل نے کہا یہ موسیٰ ہیں انھیں سلام کریں۔ میں نے انھیں سلام کیا انھوں نے جواب دیا پھر کہا خوش آمدید اے صالح بھائی صالح نبی۔ جب وہاں سے آگے بڑھے تو وہ رونے لگے ان سے کہا گیا کیا چیز آپ کو رلا رہی ہے؟ کہا اس لیے کہ ایک فرزند میرے بعد نبی بنا کر بھیجا گیا کی امت میری امت سے زیادہ جنت میں جائے گی۔ پھر مجھے ساتویں آسمان کی طرف اٹھایا گیا۔ جبرئیل نے دروازہ کھلوایا۔ کہا گیا کون ہے؟ کہا میں جبرئیل ہوں۔ کہا گیا تمھارے ساتھ کون ہے؟ کہا حضور محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ کہا گیا کیا انھیں بلایا گیا ہے؟ کہا ہاں تو کہا گیا خوش آمدید آپ بہت اچھا آنا آئے پھر جب میں وہاں نکل گیا

marfat.com
Marfat.com

فَاِذَا اِبْرَاهِيْمُ فَقَالَ هٰذَا اَبُوْكَ اِبْرَاهِيْمُ فَسَلِّمْ عَلَيْهِ فَسَلَّمْتُ عَلَيْهِ فَرَدَّ السَّلَامَ ثُمَّ قَالَ مَرْحَبًا بِالْاِبْنِ الصَّالِحِ وَالنَّبِيِّ الصَّالِحِ ثُمَّ رُفِعْتُ اِلٰى سِدْرَةِ الْمُنْتَهٰى فَاِذَا نَبِقُهَا مِثْلُ قِلَالِ هَجَرَ وَاِذَا وَرَقُهَا مِثْلُ اٰذَانِ الْفِيَلَةِ قَالَ هٰذَا سِدْرَةُ الْمُنْتَهٰى فَاِذَا اَرْبَعَةُ اَنْهَارٍ نَهْرَانِ بَاطِنَانِ وَنَهْرَانِ ظَاهِرَانِ قُلْتُ مَا هٰذَانِ يَا جِبْرَئِيْلُ قَالَ اَمَّا الْبَاطِنَانِ فَنَهْرَانِ فِي الْجَنَّةِ وَ اَمَّا الظَّاهِرَانِ فَالنِّيْلُ وَالْفُرَاتُ ثُمَّ رُفِعَ اِلَى الْبَيْتِ الْمَعْمُوْرِ ثُمَّ اُتِيْتُ بِاِنَاءٍ مِّنْ خَمْرٍ وَاِنَاءٍ مِّنْ لَّبَنٍ وَاِنَاءٍ مِّنْ عَسَلٍ فَاَخَذْتُ اللَّبَنَ فَقَالَ هِيَ الْفِطْرَةُ اَنْتَ عَلَيْهَا وَاُمَّتُكَ ثُمَّ فُرِضَتْ عَلَيَّ الصَّلٰوةُ خَمْسِيْنَ صَلٰوةً كُلَّ يَوْمٍ فَرَجَعْتُ فَمَرَرْتُ عَلٰى مُوْسٰى فَقَالَ بِمَا اُمِرْتَ قُلْتُ اُمِرْتُ بِخَمْسِيْنَ صَلٰوةً كُلَّ يَوْمٍ قَالَ اِنَّ اُمَّتَكَ لَا تَسْتَطِيْعُ خَمْسِيْنَ صَلٰوةً كُلَّ يَوْمٍ وَاِنِّيْ وَاللّٰهِ قَدْ جَرَّبْتُ النَّاسَ قَبْلَكَ وَعَالَجْتُ بَنِيْ اِسْرَائِيْلَ اَشَدَّ الْمُعَالَجَةِ فَارْجِعْ اِلٰى رَبِّكَ فَسَلْهُ التَّخْفِيْفَ لِاُمَّتِكَ فَرَجَعْتُ فَوَضَعَ عَنِّيْ عَشْرًا فَرَجَعْتُ اِلٰى مُوْسٰى فَقَالَ مِثْلَهٗ فَرَجَعْتُ فَوَضَعَ عَنِّيْ عَشْرًا فَرَجَعْتُ اِلٰى مُوْسٰى فَقَالَ مِثْلَهٗ فَرَجَعْتُ فَوَضَعَ عَنِّيْ عَشْرًا فَرَجَعْتُ اِلٰى

توحضرت ابراہیم علیہ السلام وہاں تھے۔ جبرئیل نے کہا یہ آپ کے والد ابراہیم ہیں آپ انھیں سلام کریں میں نے انھیں سلام کیا انھوں نے جواب دیا پھر کہا خوب آئے اے صالح فرزند صالح نبی۔ پھر میں سدرۃ المنتہیٰ تک اٹھایا گیا تو اس کے بیر ہجر کے مٹکوں کی طرح تھے اور اس کے پتے ہاتھی کے کانوں کی طرح۔ جبرئیل نے کہا یہ سدرہ منتہیٰ ہے وہاں چار نہریں تھیں۔ دو نہریں توخفیہ تھیں اور دو ظاہر۔ میں نے کہا جبرئیل یہ کیا ہے عرض کیا کہ خفیہ نہریں توجنت کی دو نہریں ہیں لیکن ظاہری نہریں وہ نیل اور فرات ہیں۔ پھر میرے سامنے بیت المعمور لایا گیا پھر پاس ایک برتن شراب کا اور ایک برتن دودھ کا اور ایک برتن شہد کا لایا گیا۔ میں نے دودھ قبول کیا تو جبرئیل نے کہا یہ وہ فطرت ہے جس پہ آپ اور آپ کی امت ہے پھر مجھ پر ہر دن میں پچاس نمازیں فرض کی گئیں پھر میں واپس ہوا تو موسیٰ علیہ السلام پر گزرا تو انھوں نے کہا آپ کو کیا حکم دیا گیا۔ میں نے کہا ہر دن پچاس نمازوں کا۔ انھوں نے کہا کہ آپ کی امت ہر دن پچاس نمازوں کی طاقت نہیں رکھے گی اللہ کی قسم میں نے آپ سے پہلے لوگوں کی آزمائش کی اور بنی اسرائیل کو توخوب آزمایا لہذا آپ اپنے رب کی طرف لوٹیے اور اس سے اپنی امت کے لیے آسانی مانگیے چنانچہ میں واپس ہوا تو اس نے مجھ سے دس نمازیں کم کر دیں۔ پھر میں جناب موسیٰ علیہ السلام کی طرف لوٹا انھوں نے پھر وہی کہا میں پھر رب کی طرف لوٹا اس نے مجھ سے دس معاف فرما دیں میں پھر جناب موسیٰ علیہ السلام کی طرف لوٹا انھوں نے پھر وہی کہا پھر لوٹا اس نے مجھ سے دس اور معاف فرما دیں۔ میں پھر

marfat.com
Marfat.com

مُوسٰی فَقَالَ مِثْلَهٗ فَرَجَعْتُ فَوَضَعَ عَنِّیْ عَشْرًا فَاُمِرْتُ بِعَشْرِ صَلَوَاتٍ كُلَّ يَوْمٍ فَرَجَعْتُ اِلٰی مُوسٰی فَقَالَ مِثْلَهٗ فَرَجَعْتُ فَاُمِرْتُ بِخَمْسِ صَلَوَاتٍ كُلَّ يَوْمٍ فَرَجَعْتُ اِلٰی مُوسٰی فَقَالَ بِمَا اُمِرْتَ قُلْتُ اُمِرْتُ بِخَمْسِ صَلَوَاتٍ كُلَّ يَوْمٍ قَالَ اِنَّ اُمَّتَكَ لَا تَسْتَطِيْعُ خَمْسَ صَلَوَاتٍ كُلَّ يَوْمٍ وَّاِنِّیْ قَدْ جَرَّبْتُ النَّاسَ قَبْلَكَ وَعَالَجْتُ بَنِیْ اِسْرَآئِيْلَ اَشَدَّ الْمُعَالَجَةِ فَارْجِعْ اِلٰی رَبِّكَ فَسَلْهُ التَّخْفِيْفَ لِاُمَّتِكَ قَالَ سَاَلْتُ رَبِّیْ حَتّٰی اسْتَحْيَيْتُ وَلٰكِنِّیْ اَرْضٰی وَاُسَلِّمُ قَالَ فَلَمَّا جَاوَزْتُ نَادٰی مُنَادٍ اَمْضَيْتُ فَرِيْضَتِیْ وَخَفَّفْتُ عَنْ عِبَادِیْ۔

(مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ)

جناب موسیٰ علیہ السلام کی طرف لوٹا انھوں نے پھر وہی کہا میں پھر لوٹا۔ رب نے مجھ سے دس اور معاف کر دیں پھر میں جناب موسیٰ علیہ السلام کی طرف لوٹا انھوں نے پھر وہی کہا میں پھر لوٹا اور مجھے ہر دن پانچ نمازوں کا حکم دیا گیا۔ میں پھر جناب موسیٰ علیہ السلام کی طرف لوٹا انھوں نے کہا کہ آپ کو کیا حکم دیا گیا میں نے کہا ہر دن پانچ نمازیں۔ انھوں نے کہا کہ آپ کی امت ہر دن پانچ نمازوں کی طاقت نہیں رکھتی۔ میں نے آپ سے پہلے لوگوں کی آزمائش کر لی ہے اور بنی اسرائیل کو تو میں نے اچھی طرح آزما لیا ہے۔ آپ پھر اپنے رب کی طرف لوٹیے آپ اس سے اپنی امت کے لیے کمی کا سوال کریں حضور نے کہا کہ میں نے اپنے رب سے اتنے سوال کر لیے ہیں کہ اب شرم کرتا ہوں لیکن میں راضی ہوں تسلیم کرتا ہوں فرمایا پھر جب میں آگے بڑھا تو پکارنے والے نے پکارا کہ میں نے اپنا فریضہ جاری کر دیا اور اپنے بندوں سے تخفیف کر دی۔ (بخاری و مسلم)

۱؎ یہ مشاہیر تابعین میں سے ہیں۔

۲؎ مشہور صحابی ہیں۔

۳؎ مالک بن صعصعہ، دونوں صاد پر زبر، عین ساکن یہ بھی صحابی ہیں ان سے بہت کم احادیث مروی ہیں۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ نے ان سے یہ حدیث معراج روایت کی ہے جو اس باب میں سب سے جامع اور مکمل حدیث ہے۔

۴؎ حجر حطیم، حاء پر زبر، حجر حاء کے نیچے زیر، صحن کعبہ میں دو جگہوں کا نام ہے۔ اس کی تفسیر کتاب الحج میں گزر چکی ہے۔

۵؎ مراد حضرت جبرئیل امین علیہ السلام ہیں۔

۶؎ ثُغرہ، ثاء پر پیش، عین ساکن بمعنی درمیان ہونا، شِعرہ شین کے نیچے زیر عین ساکن

۷؎ یہ بطور تمثیل ہے یا ان معانی کو متمثل کر دیا گیا تھا جیسے کہ روز قیامت برائے وزن اعمال متمثل ہو کر سامنے آئیں گے۔

marfat.com
Marfat.com

ہ۵ قامت ہیں

۹ تیز رفتاری اور روشنی و چمک کی وجہ سے بجلی کی مانند ، استاذ عالم عارف سیدی شیخ عبد الوہاب متقی نے فرمایا ، اسے براق ، سواری اور دابہ کہا جائے لیکن گھوڑا نہ کہا جائے ۔ جیسا کہ بعض شعراء نے کہا ہے اور فرمایا ہر پیغمبر کے مقام و مرتبہ کے مطابق ان کا براق تھا جیسا کہ آخرت میں ہر ایک مومن کا ہو گا ۔ اہل تاویل کے کلام میں ہے کہ براق آپ کے نفس شریف کی مثال ہے اور نفس روح کی سواری اور مقام اعلیٰ پر وصول کا سبب و ذریعہ ہے ۔ یہی وجہ ہے کہ اس نے سرکشی کی جیسا کہ نفس کی خاصیت ہوتی ہے ۔ اس کے بعد اطمینان پایا ۔ یہاں سے واضح ہو جاتا ہے کہ یہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے مخصوص براق تھا ۔ بعض روایات میں جو آیا کہ اس پر حضرت ابراہیم علیہ السلام یا باقی انبیاء علیہم السلام بھی سوار ہوئے ، ان کی صحت میں کلام ہے ۔

۱۰ اس کی توجیہ بعض نے یہ کی ہے کہ اس کا آسمان تک پہنچنا صرف ایک قدم سے تھا کیونکہ زمین سے منظر آسمان تک انتہی ۔ اس طرح سات آسمان سات قدموں سے طے ہو گئے ۔

۱۱ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا براق پر سوار ہونا محض اعانت و قدرت الٰہی ہے یہ بھی ممکن ہے کہ آپ کو سوا جبرئیل امین نے اپنی قوت ملکوتی کی بنا پر کیا ہو اس میں بھی کوئی بُعد نہیں ۔ کیونکہ حضرت جبرئیل وصول فیض الٰہی اور نزول وحی الٰہی کا سبب بنتے ہیں یہ بھی خدمت ہی کی صورت ہے جو خدام بادشاہوں کی بجالاتے ہیں ۔ حضرت جبرئیل علیہ السلام اس وقت آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے چاکر اور خادم تھے ۔ روایت میں ہے کہ جبرئیل امین نے رکاب تھامی اور حضرت میکائیل نے براق کی لگام ہاتھ میں لی ۔

۱۲ اس حدیث میں واقعہ اسراء بیان ہوا ہے ۔ اس سے بعض لوگوں نے گمان کیا کہ شاید معراج شب اسراء کے علاوہ رات میں ہوئی ہے اور اس حدیث کی دلالت ہے کہ آسمان تک آپ سواری پر تھے ۔ بعض نے کہا مسجد اقصیٰ میں پہنچنے کے بعد سیڑھی پیش کی گئی جس سے آپ آسمان پر تشریف فرما ہوئے ۔ ایک روایت میں ہے کہ جبرئیل امین آپ کو اپنے بازوؤں میں اٹھا کر آسمان پر لے گئے ۔ واللہ اعلم ۔

۱۳ تمہارے ساتھ حضور میں انھیں طلب فرمایا گیا ہے یا خود آئے ہیں ؟

۱۴ بعض نے کہا کہ سوال سے مقصد یہ تھا کہ انھیں مبعوث کیا گیا ہے اور ان کی طرف وحی کا نزول ہوا ہے لیکن یہ محل نظر ہے کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت کا معاملہ ملکوت میں مشہور ہے ۔ چہ جائیکہ اس کے بارے میں سوال کیا جائے ، لیکن پہلا قول بھی ضعف سے خالی نہیں کیونکہ یہ بات بھی واضح ہے کہ بغیر اذن اور امر الٰہی جبرئیل کے ساتھ کوئی نہیں جا سکتا ۔ احسن قول یہ ہے کہ ان کا سوال آپ کی آمد اور قدم رنجہ اور بلندی پر بطور خوشی و تعجب کا اظہار کرنے کے لیے تھا ۔ یہی قول اظہر ، احسن ، نہایت پسندیدہ اور قیل مرحبًا کے زیادہ مناسب ہے ۔

۱۵ مرحبًا ، فراخ جگہ پہ آنا

۱۶ قرآن کریم اور احادیث مبارکہ اس پر شاہد و ناطق ہیں کہ آسمانوں کے دروازے ہیں اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ

marfat.com
Marfat.com

وہ بیت المقدس کے مقابل ومحاذی ہیں، فلاسفہ کا قول خرق والتیام کا بطلان اسے باطل کر دیتا ہے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ کی قدرت تمام کو شامل ہے اور آسمان بھی دیگر اجسام کی طرح ہیں اور تمام قابل خرق والتیام ہیں جو انھوں نے اس پر دلائل قائم کیے ہیں وہ تمام مدخول ومعلول ہیں۔ جب آسمان کے لیے دروازے ثابت ہیں تو اس سے خرق والتیام بھی لازم نہیں آئے گا۔

ڪ۱ شارحین نے فرمایا حضرت جبرئیل امین نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو انبیاء کو پہلے سلام کرنے کو کہا تو اس کی وجہ تواضع و شفقت کی تعلیم تھی۔ کیونکہ جبرئیل جو کچھ بھی کہہ رہے تھے وہ سراپا تعلیم الٰہی تھا۔ کیونکہ جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس مقام وبلندی پر پہنچ رہے تھے جس سے آگے بلندی کا تصور ہی ممکن نہیں تو اس کا تقاضا یہی تھا کہ آپ تواضع کا اظہار کریں۔ یہ بھی کہا گیا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم گزر رہے تھے اس لیے آپ قائم کے حکم میں تھے اور حضرات انبیاء علیہم السلام اپنے اپنے مقام پر ہونے کی وجہ سے قاعد کے حکم میں تھے اور ضابطہ یہ ہے کہ قائم قاعد کو سلام کہے خواہ وہ بزرگ ہی ہو۔

ڪ۱۸ تمام انبیاء علیہم السلام نے آپ کو صالح کہا، جس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ عظیم ورفیع مقام ہے، خود اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں انبیاء کا یہ وصف بیان کرتے ہوئے فرمایا وَكُلٌّ مِّنَ الصَّالِحِيْنَ (اور یہ تمام صالحین میں سے ہیں) وَكُلًّا جَعَلْنَا صَالِحِيْنَ (اور ان تمام کو ہم نے صالح بنایا) لفظ صلاح فساد کی ضد ہے صالح تمام صفات کے ساتھ متصف ہو جاتا ہے کیونکہ جب آدمی صالح ہو جاتا ہے تو اس کا دل تمام کمالات اور صفات جمیلہ سے مزین ہو جاتا ہے چنانچہ حضور غوث الثقلین رضی اللہ عنہ فتوح الغیب میں فرماتے ہیں صلاح بندے کا بالکلیہ اپنی ہستی وجود کو فنا کر دیتا ہے کیونکہ جب تک ہستی باقی ہے فساد باقی ہے۔ جب اللہ میں فنائیت حاصل ہوگی اللہ کے ساتھ بقا بھی کامل ہوگی اور تمام میں اکمل آنحضرت سید السادات اور افضل کائنات ہیں صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سائر النبیین وآل کلہ وسائر الصالحین

ڪ۱۹ کیونکہ حضرت مریم کی ہمشیرہ حضرت زکریا کی بیوی ہیں۔ اسی وجہ سے حضرت زکریا نے حضرت مریم کی کفالت کی ذمہ داری لی تھی۔

ڪ۲۰ اگرچہ حضرت ادریس علیہ السلام آپ کے آباء میں سے ہیں لیکن تمام انبیاء آپس میں بھائی ہیں، اور ابوہب حضرت آدم اور حضرت ابراہیم علیہما السلام مشہور ہیں۔ اس وجہ سے انبیاء نے ابن صالح کہا۔

ڪ۲۱ شارحین نے فرمایا حضرت موسیٰ علیہ السلام کا رونا ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور ایک امت کی فضیلت پر بطور حسد نہ تھا کیونکہ وہ مذموم ہے اور اس جہاں میں ہر مومن سے اسے دور کر دیا جائے گا تو ان میں یہ بات کیسے ہو سکتی ہے جو اللہ تعالیٰ کے منتخب، اس سے کلام کرنے والے اور اس کے ہمراز ہیں بلکہ اس کا سبب ان کی امت کا مخالفت کرنا اور ان کے احکام کا نہ بجالانا ہے کیونکہ اس پر رفع درجات کا مدار تھا۔ اسی وجہ سے ان میں نقص آیا جس کی وجہ سے امت کے اجر میں کمی ہوئی اور اس وجہ سے حضرت موسیٰ علیہ السلام کے اجر پر بھی اثر پڑا کیونکہ ہر پیغمبر کو

marfat.com
Marfat.com

اس کے تابعین کے مطابق اجر ملتا ہے۔ بعض نے کہا ان کا یہ رونا اپنی امت پر بطور شفقت تھا کہ انھوں نے ان کی ذات سے صحیح نفع اور فائدہ حاصل نہ کیا جس طرح کہ اس امت نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع سے فائدہ اٹھایا ہے اسی وجہ سے ان کی کثرت اس امت کی کثرت کی طرح نہ ہوئی۔ تحقیق یہ ہے کہ اپنی امت کے بارے میں جو رافت، شفقت اور رحمت ہر پیغمبر کے دل میں ہوتی ہے وہ کسی دوسرے کے دل میں کہاں ؟ تو حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اس موقعہ پر بصورت گریہ اپنی امت سے رافت و رحمت کا اظہار کیا کیونکہ یہ نہایت فضل وکرم کا وقت تھا۔ اللہ تعالیٰ اس گھڑی کی برکت سے شاید رحم فرما دے۔ بعض شارحین کہتے ہیں کہ ان کا رونا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو خوشی دلانے کے لیے تھا کہ آپ کی امت دوسرے انبیاء کی امت کی بہ نسبت زیادہ جنت میں جائے گی باقی ان کا یہ قول کہ میرے بعد اس نوجوان کو مبعوث کیا گیا الخ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی تنقیص یا حقارت کے لیے ہرگز نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ کی قدرت اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر اس کے عظیم کرم کا تذکرہ ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی عمر بھی اس قدر نہیں مگر آپ پر اللہ تعالیٰ کا اس قدر کرم ہے کہ آپ کی امت کو دیگر تمام انبیاء کی امتوں پر کثرت حاصل ہے۔ بعض اوقات لفظ غلام بول کر طاقت ور اور نوجوان مراد لیا جاتا ہے اگرچہ عمر بڑھاپے کی ہو۔ یہی وجہ ہے کہ اہل مدینہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو نوجوان کہتے اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو بوڑھا۔ حالانکہ وہ عمر میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے چھوٹے تھے۔

۲۲ سدرۃ المنتہٰی، ایک درخت کا نام ہے جو ساتویں آسمان پر ہے اور اس کی جڑیں چھٹے آسمان میں ہیں، لغت میں بیری کے درخت کو کہا جاتا ہے۔ منتہٰی کہنے کی وجہ یہ ہے کہ تمام مخلوق ملائکہ وغیرہ کے علوم وہاں تک ہی ہیں وہاں سے آگے سوائے ہمارے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے کوئی نہیں گیا۔ شعر

چناں گرم در تیہ قربت براند   کہ در سدرہ جبرئیل ازو باز ماند

۲۳ نبق، باء پر زبر یا زیر، بیری کا پھل، قِلال، قاف کے نیچے زیر قلہ کی جمع بمعنی بڑے ہجر، ہاء اور جیم دونوں پر زبر۔ مدینہ طیبہ کے پاس جگہ کا نام ہے وہاں کے کوزے بڑے ہوتے ہیں۔ جیسا کہ حدیث میں ہے۔

۲۴ فِیَلَۃ، فاء کے نیچے زیر یاء پر زبر فیل کی جمع۔ جیسا کہ دیک کی جمع دیکہ ہے باقی یہ لفظ سمجھانے کے لیے تشبیہ ہے ورنہ اس کی بڑائی حد حصر سے باہر ہے۔

۲۵ یا تو آپ کو آگاہ کرنا مقصود تھا اور اشارہ تھا اس بات کی طرف کہ آپ اس مقام رفیع پر تشریف فرما ہوئے ہیں جو عقل و علوم خلائق کی انتہا ہے یا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنگت و صحبت سے جدائی پر معذرت کی تھی

بگفتا فراتر مجالم نماند   بماندم کہ نیروے بالم نماند
اگر یک سر موئے برتر پرم   فروغ تجلّی بسوزد پرم

(اگر میں ایک بال کی مانند آگے بڑھتا ہوں تو انوار و تجلیات سے میں جل جاؤں گا)

marfat.com
Marfat.com

۲۶ امام طیبی کہتے ہیں ایک سلسبیل اور دوسری کوثر ہے ۔ شرح میں فرشتے نے کہا کہ ایک کوثر ہے اور جنتی نہر ، اسے باطن کہنے کی وجہ یہ ہے کہ وہ جنت میں ہی رواں ہے نہ کہ باہر ۔ بعض نے وجہ یہ بیان کی کہ اس کی حقیقت کا ادراک عقل نہیں کر سکتی ۔

۲۷ ظاہر یہی ہے کہ اس سے مصر کی نیل اور فرات کو مراد ہے ۔ حدیث کی بناء پر یہ پانچوں سدرہ سے نکلتے ہیں اور زمین پر رواں ہوتے ہیں ۔ مجمع الجوامع میں امام سیوطی نے نیل و فرات کے بارے میں جو احادیث ذکر کی ہیں وہ بہت سے ایسے عجائب وغرائب پر مشتمل ہیں کہ عقل ان میں حیران رہ جاتی ہے ۔ بعض نے کہا کہ از قبیلِ تشبیہ ہے کہ ان کا پانی لطافت ، مٹھاس اور منافع میں آبِ بہشت کی طرح ہے یا موافقت فقط ناموں میں ہے کہ یہ دو نہریں دنیا کی جنتی دو نہروں کے ہم نام ہیں ۔ (شرح ابن الملک)

۲۸ یہ ساتویں آسمان میں خانہ کعبہ کے مقابل ہے ۔ اگر بالفرض وہاں سے کوئی چیز سیدھی نیچے پھینکی جائے تو وہ کعبہ کی چھت پر ہی آئے گی ۔ اس کا تذکرہ اگلی حدیث میں آرہا ہے ۔

۲۹ تاکہ میں ان میں سے کسی ایک کا انتخاب کر سکوں ۔

۳۰ یعنی دین اسلام جس پر مخلوق کی تخلیق ہوتی ہے ۔ شارحین فرماتے ہیں کہ لبن اس جہان میں دین و علم کی مثال بنتا ہے حتی کہ کوئی خواب میں دودھ پیتا ہے تو تعبیر یہ ہوتی ہے کہ اسے علم حاصل ہو گا ۔ ان میں مناسبت یہ ہے کہ ابتداءً انسان کی غذا دودھ ہی بنتا ہے ، صفا ، لطافت اور مٹھاس بھی وجہ مناسبت ہے ۔

۳۱ خمر ، یہ توام الخبائث یعنی شر و فساد کی اصل ہے دوسری حدیث میں ہے جبریل امین نے کہا اگر آپ شراب پی لیتے تو آپ کی امت میں فساد آ جاتا ۔ اگرچہ اس وقت شراب مباح تھی خصوصًا شراب جنت ۔ مگر اس کی اس جہان میں تعبیر یہی ہے ۔ رہا عسل تو اگرچہ اس کی مٹھاس اور اس میں شفا ہے مگر دودھ کی لطافت و گوارائی اس سے زیادہ ہے ۔ اگلی حدیث میں عسل کا ذکر نہیں صرف خمر اور لبن کا ذکر ہی آیا ہے ۔ اس حدیث سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ ان تینوں کا ملنا آسمان کے اوپر تھا جبکہ آئندہ حدیث میں ہے کہ یہ مسجد اقصلی کے پاس ہوا تھا ۔ ظاہر یہی ہے کہ دونوں مقامات پر ہوا ۔ بیت المقدس میں دو خمر و لبن اور آسمان کے اوپر تین خمر ، لبن اور عسل پیش کیے گئے ۔

۳۲ میں نے دیکھا ہے لوگوں پر یہ شاق ہو گا ۔

۳۳ آپ کی امت چالیس ادا نہ کر سکے گی میں نے امت کو آزمایا ہوا ہے ۔

۳۴ حیا کی وجہ سے میں اب نہیں جاؤں گا ۔

۳۵ میں نے اسے تسلیم کر لیا اور امت کا معاملہ اللہ تعالیٰ اور اس کی توفیق کے سپرد کر دیا ہے ۔

۵۶۱۱/۲ وَعَنْ ثَابِتِ نِ الْبُنَانِيِّ عَنْ اَنَسٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اُتِيْتُ بِالْبُرَاقِ وَهُوَ دَابَّةٌ اَبْيَضُ طَوِيْلٌ فَوْقَ

حضرت ثابت البنانی سے وہ حضرت انس سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میرے پاس براق لایا گیا ۔ سفید دراز جانور ہے گدھے

marfat.com
Marfat.com

الْحِمَارِ وَدُوْنَ الْبَغْلِ يَقَعُ حَافِرُهٗ عِنْدَ
مُنْتَهٰى طَرْفِهٖ فَرَكِبْتُهٗ حَتّٰى اَتَيْتُ بَيْتَ
الْمُقَدَّسِ فَرَبَطْتُهٗ بِالْحَلْقَةِ الَّتِيْ تَرْبِطُ
بِهَا الْاَنْبِيَاءُ قَالَ ثُمَّ دَخَلْتُ الْمَسْجِدَ
فَصَلَّيْتُ فِيْهِ رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ خَرَجْتُ فَجَاءَنِيْ
جِبْرَئِيْلُ بِاِنَاءٍ مِّنْ خَمْرٍ وَّاِنَاءٍ مِّنَ
اللَّبَنِ فَاخْتَرْتُ اللَّبَنَ فَقَالَ جِبْرَئِيْلُ
اخْتَرْتَ الْفِطْرَةَ ثُمَّ عَرَجَ بِنَا اِلَى
السَّمَاءِ وَسَاقَ مِثْلَ مَعْنَاهُ قَالَ
فَاِذَا اَنَا بِاٰدَمَ فَرَحَّبَ بِيْ وَدَعَا لِيْ
بِخَيْرٍ وَقَالَ فِي السَّمَاءِ الثَّالِثَةِ
فَاِذَا اَنَا بِيُوْسُفَ اِذَا هُوَ قَدْ اُعْطِيَ
شَطْرَ الْحُسْنِ فَرَحَّبَ بِيْ وَدَعَا لِيْ بِخَيْرٍ وَلَمْ
يَذْكُرْ بُكَاءَ مُوْسٰى وَقَالَ فِي السَّمَاءِ
السَّابِعَةِ فَاِذَا اَنَا بِاِبْرَاهِيْمَ مُسْنِدًا
ظَهْرَهٗ اِلَى الْبَيْتِ الْمَعْمُوْرِ وَاِذَا هُوَ
يَدْخُلُهٗ كُلَّ يَوْمٍ سَبْعُوْنَ اَلْفَ مَلَكٍ
لَا يَعُوْدُوْنَ اِلَيْهِ ثُمَّ ذَهَبَ بِيْ اِلَى
السِّدْرَةِ الْمُنْتَهٰى فَاِذَا وَرَقُهَا كَاٰذَانِ
الْفِيَلَةِ وَاِذَا ثَمَرُهَا كَالْقِلَالِ فَلَمَّا غَشِيَهَا
مِنْ اَمْرِ اللّٰهِ مَا غَشِيَ تَغَيَّرَتْ فَمَا
اَحَدٌ مِّنْ خَلْقِ اللّٰهِ يَسْتَطِيْعُ اَنْ يَّنْعَتَهَا
مِنْ حُسْنِهَا وَاَوْحٰى اِلَيَّ مَا اَوْحٰى فَفَرَضَ
عَلَيَّ خَمْسِيْنَ صَلٰوةً فِيْ كُلِّ يَوْمٍ وَّلَيْلَةٍ
فَنَزَلْتُ اِلٰى مُوْسٰى فَقَالَ مَا فَرَضَ رَبُّكَ
عَلٰى اُمَّتِكَ قُلْتُ خَمْسِيْنَ صَلٰوةً
فِيْ كُلِّ يَوْمٍ وَّلَيْلَةٍ قَالَ ارْجِعْ اِلٰى

اونچا، خچر سے نیچا اپنی ٹاپ اپنی نگاہ کی حد پر رکھتا ہے میں اس پر سوار ہو گیا حتّٰی کہ میں بیت المقدس[۲] میں آیا تو میں نے اسے اس کڑے[۳] سے باندھا جس سے حضرات انبیاء باندھا کرتے تھے فرمایا پھر میں مسجد میں داخل ہوا تو اس میں دو رکعتیں پڑھیں پھر میں نکلا تو جبرئیل میرے پاس ایک برتن شراب کا اور ایک برتن دودھ کا لائے تو میں نے دودھ اختیار کیا تو جبرئیل بولے کہ آپ نے فطرت کو اختیار کیا پھر ہم کو آسمان کی طرف چڑھایا گیا اور پچھلی حدیث کے معنی بیان کیے فرمایا کہ ہم جناب آدم علیہ السلام کے پاس تھے انھوں نے مجھے مرحبا کہا اور مجھے دعائے خیر دی پھر تیسرے آسمان میں پہنچے تو میں حضرت یوسف علیہ السلام کے پاس تھا انھیں آدھا حسن[۴] دیا گیا ہے انھوں نے مجھے مرحبا کہا میرے لیے دعائے خیر کی اور جناب موسیٰ علیہ السلام کا رونا ذکر نہیں کیا اور فرمایا کہ ساتویں آسمان پر پہنچے تو ہم جناب ابراہیم علیہ السلام کے پاس تھے جو بیت المعمور[۵] سے پیٹھ لگائے تھے اس میں ہر دن ستر ہزار فرشتے داخل ہوتے ہیں جو پھر کبھی وہاں لوٹ کر نہیں آتے۔ پھر مجھے سدرۃ المنتہیٰ کے پاس لے گئے تو اس کے پتے ہاتھی کے کانوں کی طرح تھے اور اس کے پھل مٹکوں کی طرح تو جب اسے اللہ کے حکم سے ملا نورانیت[۶] چھا گئی تو سدرہ ایک دم بدل گیا اللہ کی مخلوق میں کوئی نہیں جو اس کی خوش نمائی بیان کر سکے۔ رب نے میری طرف جو وحی کی وہ کی پھر مجھ پر پانچ نمازیں ہر دن و رات[۷] میں فرض فرمائیں۔ پھر میں موسیٰ علیہ السلام تک اُتر کر پہنچا تو آپ نے فرمایا کہ آپ کے رب نے آپ کی امت پر کیا فرض کیا۔ میں نے کہا ہر دن و رات میں پچاس نمازیں انھوں نے کہا

marfat.com
Marfat.com

رَبِّكَ فَسَلْهُ التَّخْفِيْفَ فَاِنَّ اُمَّتَكَ لَا تُطِيْقُ ذَالِكَ فَاِنِّيْ بَلَوْتُ بَنِيْ اِسْرَآئِيْلَ وَخَبَرْتُهُمْ قَالَ فَرَجَعْتُ اِلٰى رَبِّيْ فَقُلْتُ يَا رَبِّ خَفِّفْ عَلٰى اُمَّتِيْ فَحَطَّ عَنِّيْ خَمْسًا فَرَجَعْتُ اِلٰى مُوْسٰى فَقُلْتُ حَطَّ عَنِّيْ خَمْسًا قَالَ اِنَّ اُمَّتَكَ لَا تُطِيْقُ ذَالِكَ فَارْجِعْ اِلٰى رَبِّكَ فَسَلْهُ التَّخْفِيْفَ قَالَ فَلَمْ اَزَلْ اَرْجِعُ بَيْنَ رَبِّيْ وَبَيْنَ مُوْسٰى حَتّٰى قَالَ يَا مُحَمَّدُ اِنَّهُنَّ خَمْسُ صَلَوٰتٍ كُلَّ يَوْمٍ وَلَيْلَةٍ لِكُلِّ صَلٰوةٍ عَشْرٌ فَذَالِكَ خَمْسُوْنَ صَلٰوةً مَنْ هَمَّ بِحَسَنَةٍ فَلَمْ يَعْمَلْهَا كُتِبَتْ لَهٗ حَسَنَةً فَاِنْ عَمِلَهَا كُتِبَتْ لَهٗ عَشْرًا وَمَنْ هَمَّ بِسَيِّئَةٍ فَلَمْ يَعْمَلْهَا لَمْ تُكْتَبْ لَهٗ شَيْئًا فَاِنْ عَمِلَهَا كُتِبَتْ لَهٗ سَيِّئَةً وَّاحِدَةً قَالَ فَنَزَلْتُ حَتّٰى انْتَهَيْتُ اِلٰى مُوْسٰى فَاَخْبَرْتُهٗ فَقَالَ ارْجِعْ اِلٰى رَبِّكَ فَسَلْهُ التَّخْفِيْفَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقُلْتُ قَدْ رَجَعْتُ اِلٰى رَبِّيْ حَتَّى اسْتَحْيَيْتُ مِنْهُ

(رواہ مسلم)

اپنے رب کی طرف لوٹیے اس سے ہلکا کرنے کی درخواست کیجیے کیونکہ آپ کی امت یہ طاقت نہیں رکھتی - میں تو بنی اسرائیل کو آزما چکا ہوں - ان پر تجربہ کر لیا ہے فرمایا پھر میں اپنے رب کی طرف لوٹا میں نے عرض کیا یا رب میری امت پر تخفیف فرما تو اس نے پانچ نمازیں کم کر دیں پھر میں جناب موسیٰ علیہ السلام کی طرف لوٹا - میں نے کہا کہ مجھ سے پانچ کم کر دیں انھوں نے کہا کہ آپ کی امت اس کی بھی طاقت نہیں رکھتی آپ اپنے رب کی طرف واپس جائیں اس سے کمی کا سوال کریں۔

فرماتے ہیں کہ میں اپنے رب اور موسیٰ علیہ السلام کے درمیان دورہ کرتا رہا حتیٰ کہ فرمایا اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم یہ ہر دن اور رات میں پانچ نمازیں ہیں - ہر نماز کا دس گنا ثواب تو یہ پچاس نمازیں ہی ہوئیں - جو کوئی کسی نیکی کا ارادہ کرے پھر وہ کرے نہیں تو اس کے لیے ایک نیکی لکھ دی جائے گی پھر اگر وہ یہ کر بھی لے تو اس کے لیے دس لکھوں گا اور جو گناہ کا ارادہ کرے پھر کرے نہیں تو اس کے لیے کچھ نہیں لکھوں گا - پھر اگر وہ کرے تو اس کے لیے ایک ہی گناہ لکھا جائے گا - فرماتے ہیں کہ پھر میں موسیٰ علیہ السلام کی طرف اترا میں نے انھیں یہ خبر دی تو انھوں نے کہا کہ اپنے رب کی طرف واپس ہو جائیے اس سے کمی کا سوال کریں تب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں نے کہا کہ میں اپنے رب کی طرف اتنا لوٹ چکا کہ اب میں اس سے شرم کرتا ہوں (مسلم)

[1] ثابت البنانی، باء پر پیش، نون مخففہ مشہور تابعی ہیں - بصرہ کے نامور علماء اور فقہاء میں سے ہیں لباس فاخرہ پہنا کرتے تھے - چالیس سال تک حضرت انس رضی اللہ عنہ کی صحبت میں رہے - اصحابِ صحاح ستہ نے ان سے روایت لی ہے - حضرت انس رضی اللہ عنہ کا بیان ہے ہر شے کے لیے قفل ہوتا ہے - لیکن ثابت خیر کی چابیوں میں سے ہے -

marfat.com
Marfat.com

۲ بیت المقدس، میم پر زبر، قاف ساکن، دال کے نیچے زیر، یا میم پر پیش، قاف پر زبر، دال پر فتحہ اور مشدد

۳ حلقہ، لام ساکن یا مفتوحہ یَرْبِطُ بِهَا ضمیر حلقہ کی طرف لوٹ رہی ہے۔ اکثر میں مذکر ضمیر معنی کے اعتبار سے ہے۔ یہاں راوی نے امامت انبیاء کا ذکر نہیں کیا۔ بوجہ اختصار یا بوجہ ذہول جیسا کہ پہلی حدیث میں بیت المقدس کا ذکر رہ گیا ہے۔

۴ واضح رہے کہ شطر بمعنی نصف یا کسی شے کا جزء خواہ وہ اس کا نصف ہو یا کم بمعنی جنت اور طرف بھی آتا ہے۔ یہاں بمعنی جزء ہے اگر بمعنی جہت عل لیں تو بھی معنی درست ہے کہ انھیں حسن کی بڑی طرف دی گئی ہے۔ الغرض حضرت یوسف علیہ السلام کے حسن وصباحت کی شان میں جو کچھ وارد ہے اس سے ذہن میں آتا ہے کہ اس باب میں انھیں حظ عظیم دیا گیا ہے جس سے وہ دوسروں سے ممتاز ہیں۔ قصہ معراج میں روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں ایسے شخص کے پاس پہنچا جو اللہ کی مخلوق میں سب سے حسین اور حسن میں مخلوق سے افزوں تر تھے جیسا کہ چاند کو دوسرے ستاروں پر فوقیت حاصل ہے۔ پھر امام ترمذی اپنی جامع میں حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے حدیث لائے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے ہر پیغمبر کو حسن اور خوش آوازی عطا فرمائی لیکن تمھارے پیغمبر ان میں زیادہ حسین اور خوش آواز ہیں۔ لہٰذا حدیث معراج حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے علاوہ مخلوق کے ساتھ مخصوص ہے جیسا کہ بعض نے کہا متکلم بعموم خطاب میں شامل نہیں ہوتا۔ شیخ ابن حجر مکی شرح شمائل میں فرماتے ہیں ایمان کے اتمام میں سے یہ اعتقاد بھی ہے کہ ظاہری صورت میں جو حسن ولطافت آپ کو حاصل ہے وہ دوسرے میں نہیں۔ جیسا کہ باطن سیرت میں فضل و کمال کی جامع شخصیت آپ سے بڑھ کر کوئی نہیں کیونکہ ظاہر باطن کا عنوان ہوتا ہے۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے وصف وتوصیف کا ضابطہ یہ ہے کہ مرتبہ الوہیت کے علاوہ جو بھی فضل وکمال ہے وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے ثابت ہے اس میں آپ سے کامل تو کجا آپ کے مساوی کوئی نہیں۔ اشعار

کسے بحسن و ملاحت بیار ما نرسد — ترا دریں سخن انکار کار ما نرسد

(حسن وملاحت میں ہمارے یار کا مقابلہ نہیں اور تمھیں ان باتوں کے انکار کا حق نہیں پہنچتا)

ہزار سکہ بیازار کائنات زدند — یکے بخوبی صاحب عیار ما نرسد

صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بمقدار حسنہ وجمالہ وفضلہ وکمالہ

۵ وہاں ہر روز ستر ہزار دوسرے فرشتے آتے ہیں۔ حدیث سابق کی شرح سے معلوم ہوا کہ بیت المعمور خانہ کعبہ کے مقابل ہے۔ منقول ہے کہ یہ وہی بیت المعمور ہے جو سیدنا آدم علیہ السلام کے لیے نیچے لایا گیا اور پھر دوبارہ اٹھا لیا گیا۔

۶ وہ انوار الٰہیہ میں پوشیدہ ہے۔ ایک حدیث میں ہے کہ وہ پروانوں کی طرح ہے جو شمع پر گرتے ہیں اور یہ سونے سے بنی ہوئی ہے۔ بعض نے کہا کہ یہاں یہ فرشتوں کے پروں کے انوار ہیں۔

marfat.com
Marfat.com

۱۰۷ جسے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے سوا کوئی نہیں جانتا، احوط اور اقرب صواب یہی ہے کہ اسے مبہم اور مجمل ہی رہنے دیا گیا اس کی تفصیل اور تفسیر بیان کی گئی۔

۱۰۸ بعض نسخوں میں ہر دن رات کا بھی تذکرہ ہے۔

۱۰۹ ہر دفعہ پانچ کم ہوتی گئیں۔ حتیٰ کہ پانچ نمازیں مقرر ہوئیں۔

۱۱۰ اس حدیث سے پتہ چل رہا ہے کہ کمی پانچ پانچ کی ہوتی رہی تو اس طرح نو بار جانا ہوا۔ سابق حدیث سے دس دس کی کمی معلوم ہوتی ہے۔ آیندہ حدیث میں شطر شطر کی کمی کا تذکرہ ہے اور شطر کا معنی نصف ہے ان روایات کے درمیان موافقت یوں ہے کہ نصف کی کمی عام ہے خواہ ایک ہی بار ہو یا متعدد دفعہ۔ اس طرح جب پانچ پانچ کم ہوئیں تو دو دفعہ دس ہوگئیں اور پانچ دفعہ پچیس۔ امام کرمانی کہتے ہیں پہلی دفعہ پچیس کی کمی ہوئی دوسری دفعہ تیرہ اور تیسری دفعہ سات کی کمی ہوئی۔ پھر اللہ تعالیٰ نے ہر ایک پر اس کا ثواب بطور فضل عطا فرما دیا۔

۱۱۱ یہ کم از کم کا ذکر ہے ورنہ دیگر احادیث میں ستر تک بلکہ صدق و اخلاص کی بناء پر اس سے زائد ثواب کا ذکر ملتا ہے۔

۱۱۲ محدثین فرماتے ہیں کہ یہ ارادہ و قصد میں ہے۔ لیکن عزم مصمم کا مرتبہ ارادہ سے بالاتر ہوتا ہے اور دل کا عمل ہے جس پر مواخذہ ہے جیسا کہ دوسری جگہ اس کی تفصیل ہے۔

۵۶۱۲/۲ وَعَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ أَنَسٍ قَالَ كَانَ أَبُوْذَرٍّ يُحَدِّثُ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ فُرِجَ عَنِّيْ سَقْفُ بَيْتِيْ وَأَنَا بِمَكَّةَ فَنَزَلَ جِبْرَئِيْلُ فَفَرَجَ صَدْرِيْ ثُمَّ غَسَلَهُ بِمَاءِ زَمْزَمَ ثُمَّ جَاءَ بِطَسْتٍ مِنْ ذَهَبٍ مُمْتَلِئٍ حِكْمَةً وَإِيْمَانًا فَأَفْرَغَهُ فِيْ صَدْرِيْ ثُمَّ أَطْبَقَهُ ثُمَّ أَخَذَ بِيَدِيْ فَعَرَجَ بِيْ إِلَى السَّمَاءِ الدُّنْيَا قَالَ جِبْرَئِيْلُ لِخَازِنِ السَّمَاءِ افْتَحْ قَالَ مَنْ هٰذَا قَالَ هٰذَا جِبْرَئِيْلُ قَالَ هَلْ مَعَكَ أَحَدٌ قَالَ نَعَمْ مَعِيَ مُحَمَّدٌ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ أُرْسِلَ إِلَيْهِ قَالَ نَعَمْ فَلَمَّا فَتَحَ

ابن شہاب حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں فرمایا کہ جناب ابوذر خبر دیتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میرے گھر کی چھت کھولی گئی جب کہ میں مکہ میں تھا پھر جناب جبرئیل اترے انھوں نے میرا سینہ کھولا پھر اسے آب زمزم سے دھویا پھر سونے کا ایک طشت لائے حکمت اور ایمان سے بھرا ہوا اسے میرے سینے میں ڈال دیا پھر اسے سی دیا پھر میرا ہاتھ پکڑا تو مجھے آسمان کی طرف لے گئے تو جب میں دنیاوی آسمان تک پہنچا تو جبرئیل نے آسمان کے خزانچی سے کہا کھولو۔ اس نے کہا کون ہے انھوں نے کہا جبرئیل ہیں۔ کہا گیا تمھارے ساتھ کوئی ہے کہا ہاں میرے ساتھ محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ اس نے کہا کیا انھیں بلایا گیا ہے؟ کہا ہاں۔ جب کھولا تو ہم

marfat.com
Marfat.com

عَلَوْنَا السَّمَآءَ الدُّنْيَا إِذَا رَجُلٌ قَاعِدٌ عَلٰى يَمِيْنِهٖ أَسْوِدَةٌ وَعَلٰى يَسَارِهٖ أَسْوِدَةٌ إِذَا نَظَرَ قِبَلَ يَمِيْنِهٖ ضَحِكَ وَإِذَا نَظَرَ قِبَلَ شِمَالِهٖ بَكٰى فَقَالَ مَرْحَبًا بِالنَّبِيِّ الصَّالِحِ وَالْاِبْنِ الصَّالِحِ قُلْتُ لِجِبْرِيْلَ مَنْ هٰذَا قَالَ هٰذَا اٰدَمُ وَهٰذِهِ الْأَسْوِدَةُ عَنْ يَمِيْنِهٖ وَعَنْ شِمَالِهٖ نَسَمُ بَنِيْهِ فَاَهْلُ الْيَمِيْنِ مِنْهُمْ اَهْلُ الْجَنَّةِ وَالْأَسْوِدَةُ الَّتِيْ عَنْ شِمَالِهٖ اَهْلُ النَّارِ فَاِذَا نَظَرَ عَنْ يَمِيْنِهٖ ضَحِكَ وَاِذَا نَظَرَ قِبَلَ شِمَالِهٖ بَكٰى حَتّٰى عُرِجَ بِيْ اِلَى السَّمَآءِ الثَّانِيَةِ فَقَالَ لِخَازِنِهَا اِفْتَحْ فَقَالَ لَهٗ خَازِنُهَا مِثْلَ مَا قَالَ الْاَوَّلُ قَالَ اَنَسٌ فَذَكَرَ اَنَّهٗ وَجَدَ فِي السَّمٰوٰتِ اٰدَمَ وَاِدْرِيْسَ وَمُوْسٰى وَعِيْسٰى وَاِبْرَاهِيْمَ وَلَمْ يُثْبِتْ كَيْفَ مَنَازِلُهُمْ غَيْرَ اَنَّهٗ ذَكَرَ وَجَدَ اٰدَمَ فِي السَّمَآءِ الدُّنْيَا وَاِبْرَاهِيْمَ فِي السَّمَآءِ السَّادِسَةِ قَالَ ابْنُ شِهَابٍ فَاَخْبَرَنِيْ ابْنُ حَزْمٍ اَنَّ ابْنَ عَبَّاسٍ وَاَبَا حَبَّةَ الْاَنْصَارِيَّ كَانَا يَقُوْلَانِ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ عُرِجَ حَتّٰى ظَهَرْتُ لِمُسْتَوًى اَسْمَعُ فِيْهِ صَرِيْفَ الْاَقْلَامِ وَقَالَ ابْنُ حَزْمٍ وَاَنَسٌ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَفَرَضَ اللّٰهُ عَلٰى اُمَّتِيْ خَمْسِيْنَ صَلٰوةً فَرَجَعْتُ بِذٰلِكَ

ہم دنیا کے آسمان میں چڑھ گئے وہاں ایک صاحب بیٹھے تھے جن کے داہنے کچھ جماعتیں تھیں اور ان کے بائیں کچھ جماعتیں تھیں تو جب اپنے داہنے دیکھتے تو ہنستے تھے اور جب بائیں دیکھتے تو روتے تھے۔ انھوں نے کہا نبی صالح فرزند صالح خوب آئے۔ میں نے جبرئیل سے کہا کہ یہ کون ہیں انھوں نے کہا یہ آدم علیہ السلام ہیں اور یہ جماعتیں جو ان کے دائیں بائیں ہیں وہ ان کی اولاد کی روحیں ہیں۔ داہنے والے ان میں سے جنتی ہیں اور وہ جماعتیں جو ان کے بائیں طرف ہیں وہ دوزخی لوگ ہیں۔ جب وہ اپنے داہنے دیکھتے ہیں تو ہنستے ہیں اور جب اپنے بائیں دیکھتے ہیں تو روتے ہیں۔ حتیٰ کہ مجھے دوسرے آسمان تک لے گئے پھر اس کے خزانچی سے کہا کھولو۔ ان سے خزانچی نے اس طرح کہا جو پہلے نے کہا۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ذکر کیا کہ آپ نے آسمانوں میں حضرت آدم علیہ السلام، حضرت ادریس، حضرت موسیٰ اور حضرت ابراہیم علیہم السلام کو پایا پر یاد نہ رہا کہ ان کے مقامات کیسے تھے بجز اس کے کہ انھوں نے ذکر کیا کہ انھوں نے پہلے آسمان سے آدم علیہ السلام کو اور چھٹے آسمان پر ابراہیم علیہ السلام کو پایا۔ ابن شہاب نے کہا کہ مجھے ابن حزم نے خبر دی کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما اور ابو حبہ انصاری رضی اللہ عنہ کہا کرتے تھے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مجھے چڑھایا گیا حتیٰ کہ میں ایک میدان میں پہنچا جس میں قلموں کی چرچراہٹ سنتا تھا اور ابن حزم اور انس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ پھر اللہ نے میری امت پر پچاس نمازیں فرض کیں۔ تو میں یہ لے کر واپس ہوا

marfat.com
Marfat.com

حَتّٰی مَرَرْتُ عَلٰی مُوْسٰی فَقَالَ مَا فَرَضَ اللّٰهُ لَكَ عَلٰی اُمَّتِكَ قُلْتُ فَرَضَ خَمْسِيْنَ صَلٰوةً قَالَ فَارْجِعْ اِلٰی رَبِّكَ فَاِنَّ اُمَّتَكَ لَا تُطِيْقُ فَرَاجَعْنِیْ فَوَضَعَ شَطْرَهَا فَرَجَعْتُ اِلٰی مُوْسٰی فَقُلْتُ وَضَعَ شَطْرَهَا فَقَالَ رَاجِعْ رَبَّكَ فَاِنَّ اُمَّتَكَ لَا تُطِيْقُ ذٰلِكَ فَرَجَعْتُ فَرَاجَعْتُ فَوَضَعَ شَطْرَهَا فَرَجَعْتُ اِلَيْهِ فَقَالَ ارْجِعْ اِلٰی رَبِّكَ فَاِنَّ اُمَّتَكَ لَا تُطِيْقُ ذٰلِكَ فَرَجَعْتُهٗ فَقَالَ هِیَ خَمْسٌ وَّهِیَ خَمْسُوْنَ لَا يُبَدَّلُ الْقَوْلُ لَدَیَّ فَرَجَعْتُ اِلٰی مُوْسٰی فَقَالَ رَاجِعْ رَبَّكَ فَقُلْتُ اسْتَحْيَيْتُ مِنْ رَّبِّیْ ثُمَّ انْطَلَقَ بِیْ حَتّٰی انْتَهٰی بِیْ اِلٰی سِدْرَةِ الْمُنْتَهٰی وَغَشِيَهَا اَلْوَانٌ لَا اَدْرِیْ مَا هِیَ ثُمَّ اُدْخِلْتُ الْجَنَّةَ فَاِذَا فِيْهَا جَنَابِذُ اللُّؤْلُؤِ وَاِذَا تُرَابُهَا الْمِسْكُ۔

(مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ)

حتی کہ موسیٰ علیہ السلام پر گزرا تو انھوں نے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کے ذریعے آپ کی امت پر کیا فرض کیا۔ میں نے کہا پچاس نمازیں فرض کیں۔ انھوں نے کہا اپنے رب کی طرف لوٹ جائیے کیونکہ آپ کی امت یہ طاقت نہیں رکھتی۔ انھوں نے مجھے واپس کر دیا۔ رب نے آدھی نمازیں معاف فرما دیں۔ میں پھر حضرت موسیٰ علیہ السلام کی طرف لوٹا تو میں نے کہا کہ اس نے آدھی معاف فرما دیں۔ انھوں نے کہا آپ اپنے رب کی طرف واپس جائیے کیونکہ آپ کی امت اس کی طاقت نہیں رکھتی۔ پھر میں واپس ہوا اس کی آدھی معاف فرما دیں۔ میں پھر موسیٰ علیہ السلام کی طرف لوٹا انھوں نے کہا رب کی طرف لوٹ جائیے کیونکہ آپ کی امت یہ طاقت نہیں رکھتی۔ پھر میں واپس گیا تو رب نے فرمایا کہ نمازیں پانچ ہیں وہ حقیقت میں پچاس ہیں ہمارے ہاں فیصلہ میں تبدیلی نہیں کی جاتی پھر جناب موسیٰ علیہ السلام کی طرف لوٹا انھوں نے کہا اپنے رب کی طرف واپس لوٹیے میں نے کہا میں اپنے رب سے شرم کرتا ہوں پھر مجھے لے گئے حتی کہ میں سدرۃ المنتہیٰ تک پہنچا اور اس پر مختلف رنگ چھا گئے۔ میں نہیں جانتا کہ وہ کیا تھے پھر مجھے جنت میں داخل کیا گیا تو اس میں موتی کی عمارتیں تھیں اور اس کی مٹی مشک تھی

(بخاری و مسلم)

لہ فرج، مجہول تخفیف اور تشدید دونوں طرح ہے۔ مقامِ اسراء کی تعیین کے بارے میں روایات مختلف ہیں بعض میں حطیم بعض میں حجر جیسا کہ حدیث اول میں آیا۔ بعض میں عند البیت بعض میں شعبِ ابی طالب اور بعض میں بیت ام ہانی یہ مشہور تر ہے۔ ان اقوال کے درمیان تطبیق دیتے ہوئے فتح الباری میں فرمایا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ام ہانی کے گھر تھے اسے آپ نے اپنا گھر قرار دیا کیونکہ رات وہاں بسر کی تھی اور وہ شعب ابی طالب میں ہی تھا وہاں سے فرشتہ کعبہ کے پاس سے آیا وہاں مسجد اقصیٰ کی طرف روانگی ہوئی۔

marfat.com
Marfat.com

۲ فرج ۔ یہاں یہ لفظ معروف اور مخفف ہی ہے ۔

۳ اس کی شرح فصل اول میں گزر چکی لیکن ظاہر یہی ہے طشت سونے کی تھی اس کے بعد قلب انور کو علم و ایمان سے پر کیا گیا ۔ اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ پہلے قلب اقدس کو آبِ زمزم سے دھویا گیا ۔ اس کے بعد حکمت و ایمان سے پُرتھال لایا گیا اور آپ کے سینہ اقدس میں ڈال دیا گیا ۔

۴ یہاں سواری براق اور مسجد اقصیٰ جانے کا ذکر نہیں ۔ اسی وجہ سے بعض لوگوں نے کہا کہ معراج ، اسراء کی رات نہیں ہوا بلکہ کسی دوسری رات میں ہوا ۔ کیونکہ براق کی سواری اسراء میں ہے ۔

۵ اسودہ ، ہمزہ پہ زبر ، سین ساکن اور نیچے زیر ، سوار کی جمع ، انسان کی ذات کو کہتے ہیں ۔ فتح الباری میں ہے کہ چیز کے شخص کو سوار کہا جاتا ہے ۔

۶ یہ بطور متمثل تھے ۔ نسم نون اور سین پر زبر بمعنی نفس ، روح ، بدن ، بمعنی انسان بھی آتا ہے

۷ یہاں سے معلوم ہوتا ہے کہ والدین اولاد کی پریشانی میں پریشان ہوتے ہیں خواہ اولاد نیک ہو یا بد ۔

۸ حدیث اول میں گزرا حضرت ابراہیم علیہ السلام ساتویں آسمان پہ تھے یہ اقوی و اثبت ہے ۔ کیونکہ حدیث جماعت میں ہے کہ آپ نے انھیں دیکھا کہ وہ بیت المعمور کے ساتھ تکیہ لگا کر تشریف فرما ہیں ۔ بالجملہ آسمانوں کی تعیین اور وہاں انبیاء سے ملاقات کے بارے میں روایات میں اختلاف ہے یہ یا تو روایات میں اشتباہ کی وجہ سے ہے یا ممکن ہے دونوں آسمانوں پر ملاقات ہوئی ہو

۹ ابن حزم ، حا اور زا ر

۱۰ اباحبّہ ، باء ، حا مشدد ، بعض نے نون لیکن باء مشہور ہے یہ صحابی ہیں ۔

۱۱ جن کے ساتھ فرشتے احکامِ الٰہی اور تقادیر لکھتے ہیں اور لوحِ محفوظ سے منتقل کرتے ہیں ۔ ان قلموں کی حقیقت یہ ہے کہ ان کے نقوش اور حروف سامنے آتے ہیں ۔

فلاسفہ کے ایک گروہ نے اس کی ظاہر سے تاویل کی ہے لیکن طریقہ اسلام یہ ہے کہ اسے ظاہر پہ ہی رکھتے ہوئے اس پہ ایمان لایا جائے اور اس کی حقیقت علمِ الٰہی کے حوالے کر دی جائے واللہ اعلم ۔

۱۲ مراجع میں سے رجوع واپس ہونا اور مراجعت واپس کرنا ہوتا ہے ۔

۱۳ بعض نسخوں میں فراجعت ہے اور یہی ظاہر ہے ۔

۱۴ عملاً پانچ مگر ثواب میں پچاس ہیں ۔

۱۵ عدم تبدیل سے مراد پانچ کی فرضیت اور اس حکم کا دائمی ہونا ہے ۔ یا مراد یہ ہے کہ یہ پانچ ، پچاس کے حکم میں ہیں اس دائمی قاعدہ کے تحت کہ ایک نیکی کا ثواب دس ملتا ہے ۔

۱۶ یہ دونوں مجہول ہیں

۱۷ ان رنگوں کی حقیقت کیا ہے ؟

marfat.com
Marfat.com

۱۸ جنابذ، جنبذہ کی جمع ہے، جیم پر پیش، نون ساکن آخر میں ذال گول عمارت جیسے قبہ عام، باء پر فتحہ پڑھتے ہیں۔ ظاہر یہی ہے کہ یہ گنبد سے معرب ہے مسلم کی روایت میں ہے کہ میں نے جنت کی سیر کی وہاں نہر دیکھی جس کے دونوں کناروں پر موتیوں کے قبے تھے۔

۱۹ مثل مشک یا اس کی حقیقت مشک تھی۔

۵۶۱۲ وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ لَمَّا أُسْرِيَ بِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ انْتُهِيَ بِهٖ اِلٰى سِدْرَةِ الْمُنْتَهٰى وَهِيَ فِي السَّمَاءِ السَّادِسَةِ اِلَيْهَا يَنْتَهِيْ مَا يُعْرَجُ بِهٖ مِنَ الْاَرْضِ فَيُقْبَضُ مِنْهَا وَاِلَيْهَا يَنْتَهِيْ مَا يُهْبَطُ بِهٖ مِنْ فَوْقِهَا فَيُقْبَضُ مِنْهَا قَالَ اِذْ يَغْشَى السِّدْرَةَ مَا يَغْشٰى قَالَ فَرَاشٌ مِنْ ذَهَبٍ قَالَ فَاُعْطِيَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثَلٰثًا اُعْطِيَ الصَّلَوَاتِ الْخَمْسَ وَاُعْطِيَ خَوَاتِيْمَ سُوْرَةِ الْبَقَرَةِ وَغُفِرَ لِمَنْ لَّا يُشْرِكُ بِاللّٰهِ مِنْ اُمَّتِهٖ شَيْئًا الْمُقْحِمَاتُ (رَوَاهُ مُسْلِمٌ)

حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرمایا جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو معراج کرائی گئی تو آپ کو سدرۃ المنتہیٰ پر لے جایا گیا۔ یہ چھٹے آسمان میں ہے جو چیزیں زمین سے اوپر اٹھائی جاتی ہیں وہ وہاں تک ہی پہنچتی ہیں پھر وہاں سے لے لی جاتی ہیں اور جو چیزیں اوپر سے اتاری جاتی ہیں وہ وہاں تک ہی پہنچتی ہیں پھر وہاں سے لے لی جاتی ہیں۔ فرمایا اچانک سدرہ پر چھا گئی جو چھا گئی فرمایا وہ سونے کے پتنگے تھے۔ پھر فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو تین چیزیں دی گئیں۔ آپ کو پانچ نمازیں دی گئیں، اور سورۂ بقرہ کی آخری آیات دی گئیں اور آپ کی امت میں سے جو اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہ کریں ان کے گناہ بخشے گئے۔

۱ حدیث مالک بن صعصعہ میں گزرا کہ سدرہ ساتویں آسمان پر ہے۔ موافقت یوں بیان کی گئی ہے کہ اس کی جڑیں چھٹے آسمان میں اور شاخیں ساتویں پر ہیں۔

۲ اعمال و علوم۔

۳ قدرت الٰہی سے ملائکہ اس سے اوپر نہیں جا سکتے۔

۴ اللہ تعالیٰ کے احکام و اوامر۔

۵ ملائکہ وہاں کھڑے ہوتے ہیں اور وہاں سے احکام حاصل کرتے ہیں۔ یہ جگہ علوم خلق اور عروج ملائکہ کی انتہا ہے۔ اسی وجہ سے اس کا نام سدرۃ المنتہیٰ ہے۔ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے علاوہ کوئی بھی اس سے اوپر نہیں گیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم تو وہاں تک تشریف لے گئے جہاں کوئی جا ہی نہیں سکتا۔ اشعار

برداشت از طبیعت امکاں کہ آں — اسرٰی بعبدہ است من المسجد الحرام
تا عرصہ وجوب کہ اقصائے عالم ست — کانجا نہ جاست و نے جہت و نے نشان
سر مست بس شگرف و انجا پیچ تا — از آشنائے عالم جان بہ بس ازیں مقام

marfat.com
Marfat.com

(وہاں نہ جگہ ہے نہ سمت نہ نشان اور نہ نام، وہ راز ہے
اس مقام کے حوالے سے کسی آشنا عالم سے پوچھ)

۶ حضور نے فرمایا یا ابنِ مسعود نے اپنے قول کی تائید میں

۷ ایسی چیز ہے جس کی حقیقت کو کوئی نہیں جان سکتا کہ وہ کون سی اور کیسی ہے۔ مقصود اس کی تعظیم وتکثیر ہے۔ شاید آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادِ گرامی "لاادری" کا مفہوم بھی یہی ہو نہ کہ حقیقتِ عدم علم ودرایت، دوسری حدیث میں ہے کہ اس کے ہر جگہ پر فرشتہ تھا جو تسبیح کہہ رہا تھا اور وہاں ذی روح سبز رنگ میں یعنی ارواحِ انبیاء واولیاء تھیں۔

۸ عالمِ ملکوتی سے نازل انوار کو فراش کے ساتھ تشبیہ دی۔ فراش۔ فاء پر زبر پروانے جو شمع کے اردگرد ہوتے ہیں یہاں نورِ اقدس رب تعالیٰ کے ساتھ محبت، شوق مستی اور سرگردانی کی طرف بھی اشارہ ہے۔ ایک روایت میں جرار مکڑی کا ذکر ہے۔ یہ بھی بطور تشبیہ وتمثیل، کیونکہ یہ درختوں پر آتے اور بیٹھتے ہیں۔ ذہب سے مراد صفائی وضیاء ہے۔ حقیقۃً ذہب بھی مراد ہو سکتا ہے اور قدرت ان چیزوں کو شامل ہے۔

۹ وہ تین چیزیں کون سی تھیں؟ المواہب میں ہے کہ ان سے مراد وہ علم، عمل اور انوار وفیوض وبرکات کی عطا ہے جو حدو گنتی سے ماوراء ہیں۔ لیکن حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا کہ ان تین چیزوں کا تعلق شرف کرامت میں امت کے ساتھ ہے۔

۱۰ جن میں اس امت پر اللہ تعالیٰ کے کمالِ رحمت، اس کے لیے آسانیاں، عفو ومغفرت اور ان کے کفار پر مدد ونصرت کا تذکرہ ہے۔

۱۱ اتمام، سختی سے ڈالنا یعنی اس امت کے عاصی لوگوں کو بہشت میں داخل کیا جائے گا۔

الفصل الثانی

فَهٰذَا الْبَابُ خَالٍ عَنِ الْفَصْلِ الثَّانِيْ

دوسری فصل

یہ باب دوسری فصل سے خالی ہے

الفصل الثالث

۵۶۱۵ وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَقَدْ رَاَيْتُنِيْ فِي الْحِجْرِ وَقُرَيْشٌ تَسْاَلُنِيْ عَنْ مَسْرَايَ فَسَاَلَتْنِيْ عَنْ اَشْيَاءَ مِنْ بَيْتِ الْمَقْدِسِ لَمْ اُثْبِتْهَا فَكُرِبْتُ كُرْبًا مَا كُرِبْتُ مِثْلَهٗ فَرَفَعَهُ اللّٰهُ

تیسری فصل

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں نے اپنے آپ کو حطیم[۱] میں دیکھا۔ قریش مجھ سے میرے سفرِ معراج کے متعلق سوالات کر رہے تھے تو انھوں نے مجھ سے بیت المقدس[۲] کی ایسی چیزوں کے متعلق

marfat.com
Marfat.com

لِيْ اَنْظُرُ اِلَيْهِ مَا يَسْأَلُوْنِيْ عَنْ شَيْءٍ اِلَّا اَنْبَأْتُهُمْ وَقَدْ رَاَيْتُنِيْ فِيْ جَمَاعَةٍ مِّنَ الْاَنْبِيَاءِ فَاِذَا مُوْسٰى قَائِمٌ يُّصَلِّيْ فَاِذَا رَجُلٌ ضَرْبٌ جَعْدٌ كَاَنَّهٗ مِنْ رِّجَالِ شَنُوْءَةَ وَاِذَا عِيْسٰى قَائِمٌ يُّصَلِّيْ اَقْرَبُ النَّاسِ بِهٖ شَبَهًا عُرْوَةُ ابْنُ مَسْعُوْدٍ الثَّقَفِيُّ وَاِذَا اِبْرَاهِيْمُ قَائِمٌ يُّصَلِّيْ اَشْبَهُ النَّاسِ بِهٖ صَاحِبُكُمْ يَعْنِيْ نَفْسَهٗ فَحَانَتِ الصَّلٰوةُ فَاَمَمْتُهُمْ فَلَمَّا فَرَغْتُ مِنَ الصَّلٰوةِ قَالَ لِيْ قَائِلٌ يَا مُحَمَّدُ هٰذَا مَالِكٌ خَازِنُ النَّارِ فَسَلِّمْ عَلَيْهِ فَالْتَفَتُّ اِلَيْهِ فَبَدَاَنِيْ بِالسَّلَامِ

(رَوَاهُ مُسْلِمٌ)

سوالات کیے جو مجھے یاد نہ رہی تھیں[3] تو میں اتنا غمگین ہوا جتنا کبھی نہ ہوا تھا تو اللہ نے میرے سامنے اسے کر دیا۔ میں اسے دیکھ رہا تھا[4] کسی چیز کے متعلق مجھ سے نہ پوچھتے تھے مگر میں انھیں بتا دیتا تھا اور میں نے اپنے کو نبیوں کی جماعت میں دیکھا تو موسیٰ علیہ السلام کھڑے ہوئے نماز پڑھ رہے تھے وہ درمیانے قد، گھونگھریالے[5] بال والے ہیں۔ گویا وہ شنوءہ[6] کے لوگوں میں سے ہیں اور عیسیٰ علیہ السلام کھڑے نماز پڑھ رہے تھے۔ ان سے قریباً ہم شکل عروہ[7] بن مسعود ثقفی ہیں اور ابراہیم علیہ السلام کھڑے نماز پڑھ رہے تھے سب میں زیادہ ان کے مشابہ تمہارے صاحب یعنی میں ہوں پھر نماز کا وقت[8] ہو گیا تو میں نے ان کی امامت[9] کی پھر جب نماز سے میں فارغ ہو گیا تو مجھ سے کسی کہنے والے نے کہا اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم! یہ آگ کے خزانچی مالک ہیں۔ انھیں سلام کیجیے۔ میں نے ان کی طرف توجہ کی تو انھوں نے مجھے سلام کرنے سے ابتداء کی۔

(مسلم)

[1] حجر، حا کے نیچے زیر، جیم ساکن، کعبہ کے ساتھ والی جگہ جس میں کعبہ کا پرنالہ ہے۔

[2] بیت المقدس کی علامات اور نشانیاں

[3] ان کے سوالات کے وقت بوجہ لحوق نسیان بلا

[4] حجابات اٹھا دیئے اور میں نے اسے اپنی نگاہوں کے سامنے دیکھا

[5] جعودت کے دو معانی ہیں بعض اوقات بالوں کا گھنگھرالا ہونا۔ بعض اوقات جسم کے بارے میں بھی آتا ہے۔

[6] شنوءۃ قبیلہ کا نام ہے

[7] ایک صحابی کا نام ہے کتاب بدأ الخلق میں گزر چکا ہے کہ وہ سرخ، سفید اور نرم تھے۔ گویا ان کے چہرے سے ابھی پانی ٹپک اٹھے گا۔

[10] ظاہر یہی ہے کہ بوجہ عدم توجہ۔ مثلاً اس کے کتنے دروازے ہیں

marfat.com
Marfat.com

ــــه اگر سوال یہ ہو کہ اس جہان میں نماز کی ادائیگی کا معنی کیا ہے تو اس کا جواب یہ ہے کہ حضرات انبیاء علیہم السلام کی حیات حقیقی اور دنیاوی ہی ہوتی ہے۔ جب وہ زندہ ہی ہیں تو ممکن ہے مکلف بھی ہوں اور یہ بھی ذہن نشین رہنا چاہیے کہ وہاں نماز وغیرہ کا لزوم و وجوب نہیں رہتا۔ باقی وجود و ثبوت تو ہو سکتا ہے

ــــه یہ امامت انبیاء بیت المقدس میں تھی۔ اس کے بعد وہ آسمانوں پر تشریف لے گئے۔ یا آسمانوں پر ان کی ارواح متمثل ہوئیں۔ مگر حضرت عیسیٰ اور حضرت ادریس علیہما السلام ان کے آسمانوں پر اجسام بھی تھے۔

ــــه میرے سلام کرنے سے پہلے اس نے سلام کہا بوجہ آپ کے غلبہ شوکت و رحمت نار اور اس کے خازن پر ظاہر یہی ہے کہ یہ آسمانوں پر ہوا۔ ہو سکتا ہے کہ وہاں بھی انبیاء کو جماعت کروائی ہو۔ لیکن سیاقِ حدیث یہی واضح کر رہا ہے کہ یہ بیت المقدس میں ہوا۔

۵۶۱۵ عَنْ جَابِرٍ اَنَّهٗ سَمِعَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ لَمَّا كَذَّبَنِيْ قُرَيْشٌ قُمْتُ فِي الْحِجْرِ فَجَلَّى اللّٰهُ لِيْ بَيْتَ الْمَقْدِسِ فَطَفِقْتُ اُخْبِرُهُمْ عَنْ اٰيَاتِهٖ وَاَنَا اَنْظُرُ اِلَيْهِ (مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ)

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، انھوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا کہ جب قریش نے مجھے جھٹلایا تو میں حطیم میں کھڑا ہو گیا اللہ تعالیٰ نے مجھ پر بیت المقدس ظاہر فرما دیا تو میں انھیں وہاں کی خبر دینے لگا حالانکہ میں انھیں دیکھ رہا تھا۔ ـــه (مسلم، بخاری)

ــــه واقعہ اسراء کے بارے میں انھوں نے بیت المقدس کی علامات پوچھیں۔

ــــه یہ بھی ممکن ہے کہ بیت المقدس کو اٹھا کر آپ کے سامنے رکھ دیا گیا۔ جیسا کہ حدیث ابن عباس میں ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ بیت المقدس کو اٹھا کر دارِ عقیل کے پاس رکھ دیا گیا یہ معجزہ کے اعتبار سے اغلب ہے جیسا کہ بلقیس کا تخت آنکھ جھپکنے میں حضرت سلیمان علیہ السلام کے پاس آگیا تھا۔

ــــه یہاں کوئی ایسی روایت نہیں آئی جس میں رویت باری کا تذکرہ ہو۔ صحابہ اور تابعین کے درمیان اس بارے میں اختلاف ہے۔ مختار قول یہی ہے کہ دیدار باری تعالیٰ حاصل ہوا۔ بعض نے کہا دل کے ساتھ۔ لیکن دل کا جاننا اور ہے اور دیکھنا اور ہے۔ اس پر تحقیقی بیان کتاب الجنۃ کے باب رویۃ اللہ میں گزر چکا ہے۔

marfat.com
Marfat.com

بَابٌ فِی الْمُعْجِزَاتِ

۳۶۱ معجزات کا بیان

معجزہ ، اعجاز سے مشتق ہے بمعنی عاجز کر دینا۔ یہ اس امر کو کہتے ہیں جو دعوٰی نبوت کے بعد خلافِ عادت واقع ہو۔ ایسی چیز اگر اعلانِ نبوت سے پہلے ہو تو اسے ارہاص کہا جاتا ہے۔ مٹی اور پتھر کے ساتھ بنیاد کو مضبوط کرنے کو کہتے ہیں۔ اس سے بھی عمارتِ نبوت کو مستحکم کیا جاتا ہے۔

خلافِ عادت امور کی چار اقسام ہیں اگر ان کا صدور کفار و فساق سے ہو تو استدراج ، اگر مسلمانوں سے صدور ہو تو معونت ، اگر اولیاء سے ہو تو کرامت ، دعوٰی نبوت کی قید سے یہ تمام خارج ہو گئے سو خلافِ عادت نہیں بلکہ اس کا ظہور اسباب کی بناء پر ہوتا ہے اور جو بھی چیز اسباب عادیہ کی بناء پر ظاہر ہو وہ خلافِ عادت نہیں ہوتی جیسا کہ ادویہ سے شفا ، جس نے بھی اسے خلاف عادت کہا اس نے ظاہر کا اعتبار کیا۔

اَلْفَصْلُ الْاَوَّلُ

۵۶۱۶ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ اَنَّ اَبَا بَكْرِ نِ الصِّدِّيْقَ قَالَ نَظَرْتُ اِلٰى اَقْدَامِ الْمُشْرِكِيْنَ عَلٰى رُءُوْسِنَا وَنَحْنُ فِى الْغَارِ فَقُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ لَوْ اَنَّ اَحَدَهُمْ نَظَرَ اِلٰى قَدَمِهٖ اَبْصَرَنَا فَقَالَ يَا اَبَا بَكْرٍ مَا ظَنُّكَ بِاثْنَيْنِ اللّٰهُ ثَالِثُهُمَا (مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ)

پہلی فصل

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ جناب ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں نے اپنے سروں کے اوپر مشرکین کے قدم دیکھے جب کہ ہم غار میں تھے تو میں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اگر ان میں سے ایک اپنے قدموں کی طرف دیکھے تو ہم کو دیکھ لے۔ فرمایا اے ابوبکر! تمہارا ان دو کے متعلق کیا خیال ہے جن کا تیسرا اللہ ہے۔ (بخاری و مسلم)

ؔ۱ ہجرت کا واقعہ اور غار میں پہنچنے اور وہاں کفار کے پہنچنے کا بیان کرتے ہوئے۔

ؔ۲ اس غار کی صورت یہ تھی کہ اگر کوئی شخص اس کے دروازے پر اس طرح کھڑا ہو کہ اس کی نظر اندرونِ غار کی طرف ہو تو اس کی نظر اپنے پاؤں پر ہو گی اور جس کی نظر وہاں پاؤں پر ہو وہ دیکھ لے گا کہ اندرونِ غار کیا ہے

marfat.com
Marfat.com

سے یعنی اللہ تعالیٰ جن کی مدد فرما رہا ہو۔ اس واقعہ میں معجزہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس غار میں تلاش و اور اس میں دیکھنے اور جھانکنے سے کفار کا رخ ہی موڑ دیا۔ حالانکہ انھیں اس بات کا یقین تھا کہ حضور رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ اس میں ہیں۔

<u>۵۶۱۷</u> وَعَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ عَنْ أَبِيهِ أَنَّهُ قَالَ لِأَبِي بَكْرٍ حَدِّثْنِي كَيْفَ صَنَعْتُمَا حِينَ سَرَيْتَ مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ أَسْرَيْنَا لَيْلَتَنَا وَمِنَ الْغَدِ حَتّٰى قَامَ قَائِمُ الظَّهِيرَةِ وَخَلَا الطَّرِيقُ لَا يَمُرُّ فِيهِ أَحَدٌ فَرُفِعَتْ لَنَا صَخْرَةٌ طَوِيلَةٌ لَهَا ظِلٌّ لَمْ تَأْتِ عَلَيْهَا الشَّمْسُ فَنَزَلْنَا عِنْدَهَا وَسَوَّيْتُ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَكَانًا بِيَدَيَّ يَنَامُ عَلَيْهِ وَبَسَطْتُ عَلَيْهِ فَرْوَةً وَقُلْتُ نَمْ يَا رَسُولَ اللّٰهِ وَأَنَا أَنْفُضُ مَا حَوْلَكَ فَنَامَ وَخَرَجْتُ أَنْفُضُ مَا حَوْلَهُ فَإِذَا أَنَا بِرَاعٍ مُقْبِلٍ قُلْتُ أَفِي غَنَمِكَ لَبَنٌ قَالَ نَعَمْ قُلْتُ أَفَتَحْلِبُ قَالَ نَعَمْ فَأَخَذَ شَاةً فَحَلَبَ فِي قَعْبٍ كُثْبَةً مِنْ لَبَنٍ وَمَعِي إِدَاوَةٌ حَمَلْتُهَا لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَرْتَوِي فِيهَا يَشْرَبُ وَيَتَوَضَّأُ فَأَتَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَكَرِهْتُ أَنْ أُوقِظَهُ فَوَافَقْتُهُ حَتَّى اسْتَيْقَظَ فَصَبَبْتُ مِنَ الْمَاءِ عَلَى اللَّبَنِ حَتّٰى بَرَدَ أَسْفَلُهُ فَقُلْتُ اشْرَبْ يَا رَسُولَ اللّٰهِ فَشَرِبَ حَتّٰى رَضِيتُ ثُمَّ قَالَ أَلَمْ يَأْنِ لِلرَّحِيلِ قُلْتُ بَلٰى قَالَ فَارْتَحَلْنَا

حضرت براء بن عازب سے وہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں انھوں نے حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ سے کہا کہ اے ابو بکر! تم مجھے بتاؤ کہ جب تم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ گئے تھے تو تم نے کیا کیا تھا۔ فرمایا ہم ساری رات چلتے رہے اور اگلی رات بھی حتیٰ کہ دوپہری کا ٹھہرنے والا ٹھہر گیا اور راستہ خالی ہو گیا کہ اس میں کوئی نہیں گزرتا تھا تو ہم کو ایک لمبا پتھر ظاہر ہوا جس کا سایہ تھا اس پر دھوپ نہیں آتی تھی۔ ہم اس کے پاس اتر گئے تو میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے ایک جگہ اپنے ہاتھ سے ہموار کر دی جس پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم سوئیں اور اس پر پوستین بچھا دی تو میں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سو جائیے میں آپ کے ارد گرد پہرہ دوں گا۔ چنانچہ آپ سو گئے اور میں آپ کے ارد گرد پہرہ دینے لگا تو میں نے ایک چرواہا سامنے سے آتا دیکھا۔ میں نے کہا کیا تیری بکریوں میں دُودھ ہے؟ وہ بولا ہاں۔ میں نے کہا کیا دودھ دے گا؟ بولا ہاں تو اس نے ایک بکری پکڑی۔ ایک پیالہ میں تھوڑا سا دودھ دوہا۔ میرے ساتھ برتن تھا جو میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے لایا تھا جس میں آپ سیراب ہوتے تھے پیتے تھے اور وضو کرتے تھے تو میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا میں نے آپ کو جگانا پسند نہیں کیا تو میں نے انتظار کیا حتیٰ کہ آپ بیدار ہو گئے پھر میں نے دودھ پہ پانی ڈالا حتیٰ کہ اس کا تلا بھی ٹھنڈا ہو گیا میں نے عرض کیا

marfat.com
Marfat.com

بَعْدَ مَا مَالَتِ الشَّمْسُ وَ اتَّبَعَتْ
سُرَاقَةُ ابْنُ مَالِكٍ فَقُلْتُ أُتِيْنَا
يَا رَسُوْلَ اللهِ فَقَالَ لَا تَحْزَنْ اِنَّ اللهَ
مَعَنَا فَدَعَا عَلَيْهِ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَارْتَطَمَتْ بِهٖ فَرَسُهٗ
اِلٰى بَطْنِهَا فِيْ جَلَدٍ مِنَ الْاَرْضِ فَقَالَ
اِنِّيْ اَرَاكُمَا دَعَوْتُمَا عَلَيَّ فَادْعُوَا لِيْ
فَاللهُ لَكُمَا اَنْ اَرُدَّ عَنْكُمَا الطَّلَبَ
فَدَعَا لَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ فَنَجَا فَجَعَلَ لَا يَلْقٰى اَحَدًا
اِلَّا قَالَ كُفِيْتُمْ مَا هٰهُنَا فَلَا يَلْقٰى
اَحَدًا اِلَّا رَدَّهٗ

(مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ)

یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حضور نہیں آپ نے پیا حتی کہ میں راضی ہو گیا پھر فرمایا کیا ابھی کوچ کا وقت نہیں ہوا میں نے عرض کیا ہاں فرمایا پھر ہم سورج ڈھلنے کے بعد چلیں اور سراقہ بن مالک ہمارے پیچھے پہنچ گئے فرمایا غم نہ کرو اللہ ہمارے ساتھ ہے پھر ان کے متعلق نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا کی۔ ان کا گھوڑا ان کے ساتھ پیٹ تک دھنس گیا سخت زمین میں۔ سراقہ نے کہا کہ میں سمجھتا ہوں کہ آپ دونوں صاحبوں نے مجھ پر بددعا کی ہے آپ دونوں کو اللہ ضامن دیتا ہوں کہ میں تم دونوں سے تلاش کرنے والوں کو دور کر دوں گا چنانچہ ان کے لیے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا کی وہ چھوٹ گئے پھر وہ یہ کرنے لگے کہ کسی سے نہیں ملتے تھے۔ مگر کہتے تھے تم کفایت کیے گئے ادھر وہ نہیں ہیں کسی سے نہ ملتے مگر اسے واپس کر دیتے۔ (بخاری و مسلم)

۱؎ جس دن آپ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ہجرت کی تھی۔

۲؎ یہاں قیام کا معنی توقف، ظہیرہ کا معنی نیم روز، قائم ظہیرہ آفتاب سے مراد اس کا نیم روز میں اس طرح کھڑا ہونا ہے کہ وہ حرکت نہیں کرتا۔

۳؎ میں ہر طرف نگاہ رکھتا ہوں، نگہبانی اور پاسبانی کا کام کرتا ہوں، ہر جانب کی خبر رکھوں گا۔ نفض، فاء و ضاد، ہر طرف نظر کرنا اور جو کچھ اس میں ہو اسے نگاہ میں رکھنا۔ نفضہ، تین حروف پر فتحہ اس جماعت کو کہا جاتا ہے جسے جاسوسی کے لیے روانہ کیا گیا ہو۔

۴؎ قعب، قاف پر زبر، عین ساکن، پیالہ جس سے آدمی سیر ہو جائے۔ کثبہ، کاف پر پیش، ثاء ساکن دودھ دھونا۔

۵؎ میں بھی سو گیا۔ وافقتہ، قاف فاء پر مقدم بھی پڑھا گیا ہے۔ میں نے صبر کیا ہے۔ توقف کرتے ہوئے آپ کو بیدار نہ کر سکا۔

۶؎ میں نے پانی زیادہ ڈالا تاکہ دودھ ٹھنڈا ہو جائے۔ اہل عرب کی عادت ہے کہ وہ دودھ میں ٹھنڈا پانی ملا کر پیتے ہیں۔ ظاہر یہ ہے کہ یہ دودھ کی حرارت کو دور کر دیتا ہے۔

۷؎ یہاں سے معلوم ہو رہا ہے کہ محب کی خوشی اور خوش دلی محبوب کے آرام و آسائش میں ہوتی ہے۔ یہاں اشکال ہوتا ہے کہ مالک کی اجازت کے بغیر دودھ کیوں حاصل کیا؟ جواب یہ ہے کہ یہ بکریاں سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ کے

marfat.com
Marfat.com

دوست کی بھیں اور انھوں نے ان کی رضا پر اعتماد کیا ۔ اہلِ مکہ کی یہ بھی عادت و معمول تھا کہ انھوں نے اپنے چرواہوں کو یہ اجازت دے رکھی تھی کہ اگر کوئی بھوکا پیاسا ہو تو اسے دودھ دے دیا کریں ۔ یہ بھی ممکن ہے کہ حضرت ابوبکر نے وہ دودھ خریدا ہو ۔

۸ بوقت زوال

۹ اہلِ مکہ نے اسے اور ایک جماعت کو ہمارے لیے مقرر کیا کہ وہ حضور کو پکڑ لائیں تو انھیں سو اونٹ انعام دیا جائے گا ۔ یہی سراقہ فتح مکہ کے بعد ایمان لائے ۔

۱۰ بعض اہلِ معرفت نے کہا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادِ گرامی اور حضرت موسیٰ علیہ السّلام کے قول کے درمیان فرق ہے انھوں نے کہا تھا اِنَّ مَعِیَ رَبِّیْ سَیَھْدِیْنِ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی نظر پہلے اللہ تعالیٰ اور اس کے کرم پر ہوئی اور اس کے بعد اپنی ذات کا ذکر کیا اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کی نظر پہلے اپنی ذات پر پھر اللہ تعالیٰ کی طرف تو پہلی صورت پس اوّل کا شہود اتم و اکمل ہے اور یہ مَا رَأَیْتُ شَیْئًا اِلَّا رَأَیْتُ اللّٰہَ قَبْلَہٗ (میں نے کسی شے کو نہیں دیکھا کہ اس سے پہلے اللہ تعالیٰ کو دیکھا) اور دوسری صورت مَا رَأَیْتُ شَیْئًا اِلَّا رَأَیْتُ اللّٰہَ مَعَہٗ اَوْ بَعْدَہٗ (میں نے کسی شے کو نہیں دیکھا مگر اس کے ساتھ یا اس کے بعد اللہ تعالیٰ کو دیکھا) کے مطابق ہے ۔ پہلی حالت اہل جذب و مشاہدہ کی ہے جبکہ دوسری اہلِ استدلال و برہان کی ہے پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے "معنا" فرمایا تاکہ امت کے فقراء کو بھی حصہ نصیب ہو ۔ جبکہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے "معی" کہا جو حرف ان کی اپنی ذات کے ساتھ ہی مخصوص تھا ۔ ایسے ہی ارِنی (مجھے دیکھا) اور اَرِنَا حَقَائِقَ الْاَشْیَآءِ (ہمیں اشیاء کے حقائق کا مشاہدہ عطا فرما) میں بھی فرق ہے ۔

۱۱ جلد، جیم و لام دونوں پر زبر، سخت زمین ۔

۱۲ ایک روایت میں تین مرتبہ کا ذکر ہے ۔

۱۳ میں نے انھیں تلاش کیا نہیں پائے اور تم یہاں ان کی تلاش نہ کرو ۔

۵۶۱۸/۲ وَعَنْ اَنَسٍ قَالَ سَمِعَ عَبْدُ اللّٰہِ ابْنُ سَلَامٍ بِمَقْدَمِ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَھُوَ فِیْ اَرْضٍ یَخْتَرِفُ فَاَتَی النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَقَالَ اِنِّیْ سَائِلُکَ عَنْ ثَلٰثٍ لَا یَعْلَمُھُنَّ اِلَّا نَبِیٌّ فَمَا اَوَّلُ اَشْرَاطِ السَّاعَۃِ وَمَا اَوَّلُ طَعَامِ اَھْلِ الْجَنَّۃِ وَمَا یَنْزِعُ الْوَلَدَ اِلٰی اَبِیْہِ اَوْ اِلٰی اُمِّہٖ

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ عبد اللہ بن سلام نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تشریف آوری کی خبر سنی، حالانکہ وہ ایک زمین میں کام کر رہے تھے تو وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے عرض کیا کہ میں آپ سے تین ایسی چیزیں پوچھتا ہوں جنھیں نبی کے علاوہ کوئی نہیں جانتا ۔ قیامت کی پہلی علامت کیا ہے اور جنتیوں کا پہلا کھانا کیا ہے اور بچے کو کون سی چیز اس کے باپ یا اس کی ماں کی طرف کھینچتی ہے

marfat.com
Marfat.com

قَالَ اَخْبَرَنِیْ بِھِنَّ جِبْرَئِیْلُ اٰنِفًا اَمَّا اَوَّلُ اَشْرَاطِ السَّاعَۃِ فَنَارٌ تَحْشُرُ النَّاسَ مِنَ الْمَشْرِقِ اِلَی الْمَغْرِبِ وَاَمَّا اَوَّلُ طَعَامٍ یَاْکُلُہٗ اَھْلُ الْجَنَّۃِ فَزِیَادَۃُ کَبِدِ حُوْتٍ وَاِذَا سَبَقَ مَاءُ الرَّجُلِ مَاءَ الْمَرْاَۃِ نَزَعَ الْوَلَدَ وَاِذَا سَبَقَ مَاءُ الْمَرْاَۃِ نَزَعَتْ قَالَ اَشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاَنَّکَ رَسُوْلُ اللّٰہِ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ اِنَّ الْیَھُوْدَ قَوْمٌ بُھْتٌ وَّاِنَّھُمْ اِنْ یَّعْلَمُوْا بِاِسْلَامِیْ مِنْ قَبْلِ اَنْ تَسْئَلَھُمْ یَبْھَتُوْنِیْ فَجَاءَتْ یَھُوْدُ فَقَالَ اَیُّ رَجُلٍ عَبْدُ اللّٰہِ ابْنُ سَلَامٍ فِیْکُمْ قَالُوْا اِنَّہٗ خَیْرُنَا وَابْنُ خَیْرِنَا وَسَیِّدُنَا وَابْنُ سَیِّدِنَا فَقَالَ اَرَاَیْتُمْ اِنْ اَسْلَمَ عَبْدُ اللّٰہِ ابْنُ سَلَامٍ قَالُوْا اَعَاذَہُ اللّٰہُ مِنْ ذٰلِکَ فَخَرَجَ عَبْدُ اللّٰہِ فَقَالَ اَشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰہِ فَقَالُوْا شَرُّنَا وَابْنُ شَرِّنَا فَانْتَقَصُوْہُ قَالَ ھٰذَا الَّذِیْ کُنْتُ اَخَافُ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ ۔
(رَوَاہُ الْبُخَارِیُّ).

راوی نے کہا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ابھی مجھے ان کی خبر جبرئیل نے دی۔ قیامت کی پہلی نشانی وہ آگ ہے جو لوگوں کو مشرق سے مغرب تک پہنچا دے گی اور پہلا وہ کھانا جسے جنتی لوگ کھائیں گے وہ مچھلی کی کلیجی کا کنارہ ہے اور جب مرد کی منی عورت کی منی پر غالب ہو جائے تو مرد بچہ کو کھینچ لیتا ہے اور جب عورت کا پانی غالب ہو جائے تو وہ کھینچ لیتی ہے عبد اللہ رضی اللہ عنہ بولے کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور بے شک آپ اللہ کے رسول ہیں۔ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہود بہتان لگانے والی قوم ہے اگر آپ کی پوچھ گچھ سے پہلے وہ میرے اسلام کو جان لیں تو مجھے بہتان لگا دیں گے چنانچہ یہود آئے تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم میں عبد اللہ[1] کیسے شخص ہیں وہ بولے کہ ہم میں بہترین ہیں اور ہمارے بہترین کے بیٹے ہیں۔ ہمارے سردار اور سردار کے بیٹے ہیں۔ فرمایا بتاؤ تو اگر عبد اللہ بن سلام مسلمان ہو جائیں[2] تو بولے انھیں اللہ اس سے پناہ دے تو عبد اللہ رضی اللہ عنہ نکلے بولے میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے رسول ہیں تو یہود بولے کہ وہ ہمارے بدترین ہیں اور ہمارے بدترین کے بیٹے ہیں ان کی بہت برائی کی۔ عبد اللہ رضی اللہ عنہ بولے یا رسول اللہ یہ ہی وہ چیز ہے جس سے میں ڈرتا تھا
(بخاری)

[1] یہ یہود کے عظیم اور نامور عالم ہیں۔

[2] اپنے باغ میں درختوں سے پھل چن رہے تھے۔ اس سے مقصود بیان واقعہ ہے یا ان کا حضور کے پاس جلدی آنے میں مبالغہ ہے کہ باوجود تنگی فرصت کے وہ آپ کے پاس آتے انھوں نے توراۃ میں آپ

marfat.com
Marfat.com

صلی اللہ علیہ وسلم کی صفات پڑھی تھیں اور وہ ظہورِ نبوت کے منتظر تھے۔ اسی وجہ سے وہ پہلے دن ہی ایمان لے آئے۔ شعر

مدّتے بود کہ مشتاق لقایت بودم لاجرم روئے ترا دیدم و از جا رفتم

(مدّت سے تیری ملاقات کا اشتیاق تھا جب تیرا چہرہ دیکھا تو میں زمین پر نہ رہا)

۳؎ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی صداقت اور نبوت پر بطور علامت

۴؎ اولاد کبھی باپ کے اور کبھی ماں کے مشابہ ہوتی ہے اس کا سبب کیا ہے؟

۵؎ اس سے اسے متوجہ کرنا تھا کہ گوش ہوش سے سنو اس لیے وحی اور نزولِ جبریل کا ذکر فرمایا۔

۶؎ مچھلی کا یہ حصہ گوشت نہایت ہی لذیذ ہوتا ہے۔ اس کا بیان باب صفۃ الجنۃ والنار میں گزر چکا ہے

۷؎ یعنی والد کا نطفہ رحم میں پہلے چلا جائے تو بیٹا اس کی مانند ہوتا ہے۔

۸؎ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ اولاد کی مشابہت مرد و عورت کی منی کی سبقت کی بناء پر ہوتی ہے۔ کتاب الطہارت کے باب الغسل کی حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ منی کے غلبہ کے سبب یا سبقت کی وجہ سے ایسا ہوتا ہے تو سبقت کو دو معانی پر مشتمل و منقسم قرار دیا جا سکتا ہے۔

۹؎ بُھت، کسی پر بہتان باندھنا بہت۔ بارہا دونوں مفہوم یا ہاء ساکن بُھُوت کی جمع۔ بروزنِ فعول مبالغہ کے لیے ہے۔

۱۰؎ حضرت عبداللہ ان سے مخفی تھے

۱۱؎ حضرت عبداللہ اولاد حضرت یوسف علیہ السلام میں سے تھے۔

۱۲؎ تو تم بھی مسلمان ہو جاؤ گے؟

۱۳؎ یعنی اسلام لانے سے۔

۱۴؎ ان کے اس بہتان سے میں ڈر رہا تھا۔

۵۶۱۹ وَعَنْہُ قَالَ اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ شَاوَرَ حِیْنَ بَلَغَنَا اِقْبَالُ اَبِیْ سُفْیَانَ وَقَامَ سَعْدُ بْنُ عُبَادَۃَ فَقَالَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ وَالَّذِیْ نَفْسِیْ بِیَدِہٖ لَوْ اَمَرْتَنَا اَنْ نُخِیْضَھَا الْبَحْرَ لَاَ خَضْنَاھَا وَلَوْ اَمَرْتَنَا اَنْ نَضْرِبَ اَکْبَادَھَا اِلٰی بَرْکِ الْغِمَادِ لَفَعَلْنَا قَالَ فَنَدَبَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ

انھیں سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مشورہ اس وقت کیا جب ہم کو ابوسفیان کی آمد کی خبر پہنچی اور سعد ابن عبادہ کھڑے ہوئے بولے یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! اس ذات کی قسم جس کے قبضہ میں میری جان ہے کہ اگر آپ ہم کو حکم دیں کہ ہم گھوڑے سمندر میں ڈالیں تو ہم ضرور ڈال دیں اور اگر آپ ہم کو حکم دیں کہ ہم ان کے سینے برک غماد تک ماریں تو ہم ایسا ضرور کریں۔ راوی نے فرمایا

marfat.com
Marfat.com

وَسَلَّمَ فَانْطَلَقُوْا حَتّٰى نَزَلُوْا بَدْرًا فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هٰذَا مَصْرَعُ فُلَانٍ وَيَضَعُ يَدَهٗ عَلَى الْاَرْضِ هٰهُنَا وَهٰهُنَا قَالَ فَمَا مَاطَ اَحَدُهُمْ عَنْ مَوْضِعِ يَدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ (رَوَاهُ مُسْلِمٌ)

کہ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں کو جہاد کے لیے بلایا تو لوگ چلے حتیٰ کہ بدر میں اُترے۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ فلاں کا فرکی قتل گاہ ہے اور اپنا ہاتھ زمین پر اِدھر اُدھر رکھتے تھے راوی نے کہا کہ ان میں سے کوئی بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ کی جگہ سے نہ ہٹا۔ (مسلم)

لہ شام سے مکہ کی طرف ابوسفیان کا قافلہ آیا یہ غزوہ بدر کے مقدمہ کا تذکرہ ہے کہ ابوسفیان اموی تجارت کے لیے شام گیا اور بہت سا سامان لایا اس کے ساتھ چالیس سوار بھی تھے جب مسلمانوں کو اس کی خبر ملی تو انھوں نے اس قافلہ کو روکنے کا ارادہ کیا۔ جب یہ خبر مکہ پہنچی تو ابوجہل بالائے کعبہ پر آیا اور لوگوں کو جمع کیا نکلنے کے لیے حالانکہ قافلہ ساحل کا راستہ اختیار کر کے نکل چکے تھے لوگوں نے اسے بتایا مگر وہ نہ مانا۔ اس نے کہا ہم بہرصورت مسلمانوں کے ساتھ جنگ کریں گے۔ پھر وہی کچھ ہوا جو کتب میں مسطور ہے۔ اس حدیث سے مقصد حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اس مبارک معجزہ کا بیان ہے کہ آپ نے مشرکین کے قتل کی جو خبر دی اور جو جو جگہ ان کے قتل کی مقدر کی اسی کے مطابق ہوا۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ سے مشورہ لیا۔

سے یہ انصار کے بڑے راہنما اور ان کے نقباء میں سے تھے۔

سے یعنی زمین کیا چیز ہے؟ آپ حکم دیں تو ہم دریا میں کود جائیں گے۔ خوض، پانی میں داخل ہونا افاضہ اس میں کود جانا۔

ہے برک الغماد، با کے پیچے زیر یا زبر، را ساکن، غماد، غین کے نیچے زیر یا اس پر پیش، بعض نے زبر بھی پڑھی ہے۔ یہ یمن کے شہروں میں سے ایک شہر ہے یا ہجر کا آخری یا معمورہ کا آخری قریہ ہے۔ ہم گھوڑوں کی جگہ ماردیں گے سے مراد ان کی تیز رفتاری ہے، کیونکہ ان کے دوڑتے وقت سواران کے مقام جگہ پر پاؤں مارتے ہیں۔

ھ بدر مکہ اور مدینہ کے درمیان مشہور جگہ ہے۔ اس کی وجہ تسمیہ پر کتاب الجہاد میں گفتگو گزر چکی ہے۔

لہ وحی آسمانی اور غیب کی خبروں پر مطلع ہونے کی وجہ سے۔

ے ان میں سے ہر بدبخت کا نام لے کر فرمایا

ہ مَیْطٌ، دور ہونا اور دور کرنا

۵۶۲۰ - ۵ وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ وَهُوَ فِيْ قُبَّةٍ يَوْمَ

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب کہ آپ

marfat.com
Marfat.com

بَدْرٍ اَللّٰهُمَّ اَنْشُدُكَ عَهْدَكَ وَوَعْدَكَ اَللّٰهُمَّ اِنْ تَشَأْ لَا تُعْبَدْ بَعْدَ الْيَوْمِ فَاَخَذَ اَبُوْبَكْرٍ بِيَدِهٖ فَقَالَ حَسْبُكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَلْحَحْتَ عَلٰى رَبِّكَ فَخَرَجَ وَهُوَ يَثِبُ فِي الدِّرْعِ وَهُوَ يَقُوْلُ سَيُهْزَمُ الْجَمْعُ وَيُوَلُّوْنَ الدُّبُرَ ۔ (رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ)

بدر کے دن ایک قبہ میں تھے ۔ الٰہی میں تجھ سے تیرا عہد و وعدہ مانگتا ہوں یعنی اگر تو چاہے تو آج کے بعد تیری عبادت نہ کی جائے تب جناب ابوبکر رضی اللہ عنہ نے آپ کا ہاتھ پکڑا ۔ عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ نے اپنے رب پر زاری کافی کر لی تو آپ اس طرح نکلے کہ آپ زرہ میں چل رہے تھے اور فرما رہے تھے کہ یہ مجمع کفار بھگا دیا جائے گا پیٹھیں پھیر دی جائیں گی ۔ (بخاری)

ف۱ جو تم نے دشمن پر فتح و نصرت کا وعدہ فرمایا تھا ۔ انشد ہمزہ پر زبر شین پر پیش نشدہ و نشدان بالکسر ۔ گم شدہ کو ڈھونڈھنا ، انشاد ، گم شدہ کی تعریف کرنا ، گویا وہ دل سے گم ہوگیا تھا اور اسے یاد کیا آپ نے یہ بھی عرض کیا ۔

ف۲ روئے زمین پر کوئی آدمی تیری پرستش نہیں کرے گا یعنی اگر مسلمانوں کی اس جماعت کو تو ہلاک فرما دے گا تو کون دوسرا تیری پرستش کرے گا ۔ یہ بات صریح الفاظ میں بھی روایت میں ہے یہ بھی روایت میں ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس قدر مناجات و زاری کی کہ آپ کی چادر نیچے گر پڑی ۔

ف۳ یہ کافی ہے جو آپ نے عرض کر دیا ہے ۔

ف۴ آپ نے دعا میں اس لیے خوب آہ و زاری فرمائی تاکہ مسلمانوں میں جرات و ثابت قدمی پیدا ہو کیونکہ وہ جانتے تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ایسے مواقع پر دعا مقبول ہوتی ہے ۔ خصوصًا جب آپ دعا میں تضرع سے کام لیں ۔

ف۵ غایت فرح و خوشی کی وجہ سے

ف۶ چونکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس وقت اللہ تعالیٰ سے وعدہ میں امید و بیم کی کیفیت میں تھے ۔ جب حضرت ابوبکر نے جانب رجاء کے یقین و طمانیت کے راجح ہونے کا اظہار کیا تو غنچہ دل نسیم امید سے کھل اٹھا اور تشریف لا کر یہ خبر دی کہ مشرکین کو شکست اور اہلِ ایمان کی مدد کی جائے گی یہ بطریق معجزہ ہے کہ آپ کو اللہ تعالیٰ نے غیبی خبر کے ذریعہ مطلع فرما دیا تھا ۔ شارحین نے فرمایا کوئی گمان نہ کرے بلکہ گمان کی جگہ بھی نہیں کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو اللہ تعالیٰ پر اعتماد و توکل حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ تھا ۔ حاشا وکلا ایسی بات ہرگز نہیں بلکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا اس موقع پر اس قدر تضرع و الحاح کی وجہ اپنے صحابہ کے دلوں کی تقویت اور ان پر شفقت تھی کیونکہ جہاد فی سبیل اللہ میں یہ اولین معرکہ تھا ۔ لہٰذا آپ نے ان کے نفوس کی تسکین اور ان کے دلوں کی تقویت کے لیے خوب تضرع سے کام لیا ۔ جب حضرت ابوبکر نے یقین و طمانیت کا اظہار کر دیا

marfat.com
Marfat.com

تو آپ کو یہ دل جمعی حاصل ہو گئی کہ صحابہ کی پریشانی دور ہو گئی ہے۔ امام غزالی رحمہ اللہ فرماتے ہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا حال اللہ تعالیٰ کی صفات غنا پر وسیع و کامل نظر کی وجہ سے اکمل و اتم ہے اور آپ کی نظر بارگاہِ خداوندی کی سطوت و جلال پر تھی اور حضرت ابوبکر کی نظر ظاہرِ وعدہ اور اس کے صدق پر تھی۔ یہ اور تحقیق ہے جسے ہم نے تسلیۃ المصاب میں بعض تحقیق کے حوالے سے نقل کیا ہے۔ شرح میں بھی ان سے کچھ چیزیں مذکور ہیں۔

۵۶۲۱ وَعَنْهُ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ يَوْمَ بَدْرٍ هٰذَا جِبْرِيْلُ اٰخِذٌ بِرَاْسِ فَرَسِهٖ عَلَيْهِ اَدَاةُ[۱] الْحَرْبِ۔ (رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ)

انھیں سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے بدر کے دن فرمایا یہ جبرئیل علیہ السلام ہیں اپنے گھوڑے کی لگام پکڑے ہیں ان پر جنگ کے ہتھیار ہیں۔ (بخاری)

[۱] جنگ کی تیاری کے لیے

[۲] یہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا معجزہ ہے کہ آپ نے بدر کے دن حضرت جبرئیل امین کو اپنے ہمراہ جنگ میں شریک دیکھا۔

۵۶۲۲ وَعَنْهُ قَالَ بَيْنَمَا رَجُلٌ مِّنَ الْمُسْلِمِيْنَ يَوْمَئِذٍ يَّشْتَدُّ فِيْ اَثَرِ رَجُلٍ مِّنَ الْمُشْرِكِيْنَ اَمَامَهٗ اِذْ سَمِعَ ضَرْبَةً بِالسَّوْطِ فَوْقَهٗ وَصَوْتَ الْفَارِسِ يَقُوْلُ اَقْدِمْ[۱] حَيْزُوْمُ اِذْ نَظَرَ اِلَى الْمُشْرِكِ اَمَامَهٗ خَرَّ مُسْتَلْقِيًا فَنَظَرَ اِلَيْهِ فَاِذَا هُوَ قَدْ خُطِمَ اَنْفُهٗ وَشُقَّ وَجْهُهٗ كَضَرْبَةِ السَّوْطِ فَاخْضَرَّ ذٰلِكَ اَجْمَعُ فَجَاءَ الْاَنْصَارِيُّ فَحَدَّثَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ صَدَقْتَ ذٰلِكَ مِنْ مَّدَدِ السَّمَاءِ الثَّالِثَةِ فَقَتَلُوْا يَوْمَئِذٍ سَبْعِيْنَ وَاَسَرُوْا سَبْعِيْنَ۔ (رَوَاهُ مُسْلِمٌ)

انھیں سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ اسی درمیان کہ ایک مسلمان آدمی اس دن ایک مشرک آدمی کے پیچھے دوڑ رہا تھا جو اس سے آگے تھا کہ ناگاہ اس نے اس کافر کے اوپر کوڑے کی مار اور سوار کی آواز سنی جو کہہ رہا تھا اے حیزوم آگے بڑھ کہ اس نے سامنے اس مشرک کو دیکھا جو مرا پڑا تھا اس نے اس مشرک میں غور کیا تو اس کی ناک پر نشان لگ گیا تھا اور اس کا چہرہ چر گیا تھا کوڑے کی مار کی طرح وہ سارا کا سارا سبز ہو گیا تھا پھر انصاری آیا اس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خبر دی تو آپ نے فرمایا تم نے سچ کہا یہ تیسرے آسمان کی مدد میں سے ہے۔ چنانچہ اس دن غازیوں نے ستر کافروں کو قتل کیا ستر کو قید کیا۔ (مسلم)

[۱] اقدام، جنگ میں آگے بڑھنا اور بہادری کا اظہار کرنا۔ یا اے حیزوم آگے بڑھ۔ اول معنی میں اقدام، ہمزہ پر زبر، قاف ساکن، دال کے نیچے زیر، دوسرے معنی کی صورت میں ہمزہ اور دال دونوں پر پیش ہے

marfat.com
Marfat.com

جیزوم، حاء پر زبر، یا ساکن، زاء پر پیش، جبرئیل امین کے گھوڑے کا نام ہے (القاموس) بعض نے کہا کہ یہ کسی ایک فرشتہ کے گھوڑے کا نام ہے۔

ے۲ خِطام، خاء کے نیچے زیر، گھوڑے کی ناک پر نشان، تحقیق سے ثابت ہے کہ بدر کے دن ولید بن مغیرہ کی ناک پر زخم لگا اور وہ اس پر قائم رہا۔ اللہ تعالیٰ کے اس ارشادِ گرامی کا یہی مفہوم ہے سَنَسِمُهٗ عَلَى الْخُرْطُوْمِ

ے جیساکہ ضرب کا اثر سبز و سیاہ باقی رہتا ہے۔

ے وہ مردِ مسلم جس نے مشرک کو اس حال میں دیکھا۔

ے مشرک پر کوڑا ابر سنے کی آواز اور اس پر زمین پر گرنا وغیرہ

۵۶۲۳ وَعَنْ سَعْدِ بْنِ اَبِيْ وَقَّاصٍ قَالَ رَاَيْتُ عَنْ يَمِيْنِ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَعَنْ شِمَالِهٖ يَوْمَ اُحُدٍ رَجُلَيْنِ عَلَيْهِمَا ثِيَابٌ بِيْضٌ يُقَاتِلَانِ كَاَشَدِّ الْقِتَالِ مَا رَاَيْتُهُمَا قَبْلُ وَلَا بَعْدُ يَعْنِيْ جِبْرَئِيْلَ وَمِيْكَائِيْلَ (مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ)

حضرت سعد بن ابی وقاص سے روایت ہے فرماتے ہیں میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے داہنے بائیں اُحد کے دن دو شخصوں کو دیکھا جن پر سفید کپڑے تھے جو سخت جنگ کر رہے تھے میں نے ان دونوں کو نہ تو پہلے دیکھا تھا نہ بعد میں دیکھا یعنی جبرئیل علیہ السلام اور میکائیل علیہ السلام (مسلم بخاری)

ےلہ وہ جبرئیل و میکائیل تھے۔ دو مردوں کی حضرت سعد کے یہ تفسیر حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے سماع اور خبر کی بناء پر ہی ہو سکتی ہے۔

۵۶۲۴ وَعَنِ الْبَرَاءِ قَالَ بَعَثَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَهْطًا اِلٰى اَبِيْ رَافِعٍ فَدَخَلَ عَلَيْهِ عَبْدُ اللهِ ابْنُ عَتِيْكٍ بَيْتَهٗ لَيْلًا وَهُوَ نَائِمٌ فَقَتَلَهٗ فَقَالَ عَبْدُ اللهِ بْنُ عَتِيْكٍ فَوَضَعْتُ السَّيْفَ فِيْ بَطْنِهٖ حَتّٰى اَخَذَ فِيْ ظَهْرِهٖ فَعَرَفْتُ اَنِّيْ قَتَلْتُهٗ فَجَعَلْتُ اَفْتَحُ الْاَبْوَابَ حَتّٰى انْتَهَيْتُ اِلٰى دَرَجَةٍ فَوَضَعْتُ رِجْلِيْ فَوَقَعْتُ فِيْ لَيْلَةٍ مُقْمِرَةٍ فَانْكَسَرَتْ سَاقِيْ فَعَصَبْتُهَا بِعِمَامَةٍ فَانْطَلَقْتُ اِلٰى

حضرت براء سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ابو رافع کی طرف ایک جماعت بھیجی تو اس پر عبداللہ بن عتیک رات میں اس کے گھر گھس گئے وہ سو رہا تھا آپ نے اسے قتل کر دیا عبداللہ ابن عتیک کہتے ہیں کہ میں نے اس کے پیٹ میں تلوار رکھی حتیٰ کہ وہ اس کی پیٹھ میں گزر گئی میں سمجھ گیا کہ میں نے اسے قتل کر دیا۔ پھر میں دروازے کھولنے لگا حتیٰ کہ میں آخری سیڑھی تک پہنچ گیا میں نے اپنا پاؤں رکھا تو میں چاندنی رات میں گر گیا۔ میری پنڈلی ٹوٹ گئی میں نے پگڑی سے اس کی پٹی باندھ دی۔ پھر میں اپنے

اَصْحَابِیْ فَانْتَهَیْتُ اِلَی النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَحَدَّثْتُهٗ فَقَالَ ابْسُطْ رِجْلَكَ فَبَسَطْتُ رِجْلِیْ فَمَسَحَهَا فَكَاَنَّمَا لَمْ اَشْتَكِهَا قَطُّ

(رَوَاهُ الْبُخَارِیُّ)

ساتھیوں کی طرف چلا۔ پھر میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم تک پہنچا تو میں نے آپ کو خبر دی تو فرمایا اپنا پاؤں پھیلاؤ۔ میں نے اپنا پاؤں پھیلایا۔ آپ نے اس پر ہاتھ پھیرا تو گویا میں نے کبھی اس کی شکایت نہ کی تھی

(بخاری)

۱ ابورافع یہودی ہے اس کی کنیت ابوالحقیق حاء پر پیش، پہلے قاف پر زبر، یاء ساکن۔ یہ حضور کے بدترین دشمنوں میں سے تھا، بدعہدی کرتا، فتنہ برپا کرتا اور اپنے قلعہ میں داخل ہو جاتا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کی ایک جماعت کو اس پر مقرر فرمایا تاکہ فساد کی جڑ اکھیڑی جائے۔

۲ عبداللہ بن عتیک، عین پر زبر، تاء کے نیچے زیر، بروزن عتیق، مشاہیر انصاری صحابہ میں سے ہیں

۳ تاکہ باہر جو جماعت صحابہ کھڑی تھی اندر آجائے اور ان کے ساتھ شریک ہو جائے۔ اس کی تفصیل کتب سیر میں موجود ہے۔ صحیح بخاری میں بھی کتاب المغازی کے اوائل میں غزوۂ بدر کے بعد اس حدیث کا ذکر ہے اور غایت درجہ عجیب ہے۔

۴ شکایت، گلہ کرنا اور درد و بیماری کے معنیٰ میں بھی آتا ہے۔

۵۶۲۵/۱۰ وَعَنْ جَابِرٍ قَالَ اِنَّا یَوْمَ الْخَنْدَقِ نَحْفِرُ فَعَرَضَتْ كُدْیَةٌ شَدِیْدَةٌ فَجَاءَ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَقَالُوْا هٰذِهٖ كُدْیَةٌ عَرَضَتْ فِی الْخَنْدَقِ فَقَالَ اَنَا نَازِلٌ ثُمَّ قَامَ وَبَطْنُهٗ مَعْصُوْبٌ بِحَجَرٍ وَلَبِثْنَا ثَلٰثَةَ اَیَّامٍ لَا نَذُوْقُ ذَوَاقًا فَاَخَذَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ الْمِعْوَلَ فَضَرَبَ فَعَادَ كَثِیْبًا اَهْیَلَ فَانْكَفَاْتُ اِلَی امْرَاَتِیْ فَقُلْتُ هَلْ عِنْدَكِ شَیْءٌ فَاِنِّیْ رَاَیْتُ بِالنَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ خَمَصًا شَدِیْدًا فَاَخْرَجَتْ جِرَابًا فِیْهِ صَاعٌ مِّنْ شَعِیْرٍ وَلَنَا بُهَیْمَةٌ دَاجِنٌ فَذَبَحْتُهَا وَطَحَنَتِ الشَّعِیْرَ حَتّٰی جَعَلْنَا اللَّحْمَ

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرمایا کہ ہم خندق کے دن کھدائی کر رہے تھے کہ ایک سخت پتھر سامنے آگیا تو لوگ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ عرض کیا کہ یہ پتھر خندق میں پیش آگیا ہے تو فرمایا ہم اتریں گے۔ حضور اُٹھے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا پیٹ پتھر سے بندھا ہوا تھا ہم تین دن تک اس طرح رہے تھے کہ کوئی چکھنے کی چیز نہیں چکھی تھی۔ پھر نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے کدال لی پتھر پر ماری تو پتھر ریگ رواں بن گیا۔ پھر میں اپنی بیوی کی طرف گیا میں نے کہا کہ تمہارے پاس کچھ ہے میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی سخت بھوک دیکھی ہے تو انھوں نے ایک تھیلا نکالا جس میں ایک صاع جو تھے اور ہمارے پاس بکری کی بچیا تھی۔ میں نے اسے ذبح کیا۔ میری بیوی نے جو پیسے۔ حتیٰ کہ ہم نے گوشت

marfat.com
Marfat.com

فِی الْبُرْمَۃِ ثُمَّ جِئْتُ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَسَارَرْتُہٗ فَقُلْتُ یَارَسُوْلَ اللّٰہِ ذَبَحْنَا بُھَیْمَۃً لَّنَا وَطَحَنْتُ صَاعًا مِّنْ شَعِیْرٍ فَتَعَالَ اَنْتَ وَنَفَرٌ مَّعَکَ فَصَاحَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَا اَھْلَ الْخَنْدَقِ اِنَّ جَابِرًا صَنَعَ سُوْرًا فَحَیَّ ھَلًا بِکُمْ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَا تُنْزِلُنَّ بُرْمَتَکُمْ وَلَا تَخْبِزُنَّ عَجِیْنَکُمْ حَتّٰی اَجِیْءَ وَجَآءَ فَاَخْرَجْتُ لَہٗ عَجِیْنًا فَبَصَقَ فِیْہِ وَبَارَکَ ثُمَّ عَمَدَ اِلٰی بُرْمَتِنَا فَبَصَقَ وَبَارَکَ ثُمَّ قَالَ اُدْعِیْ خَابِزَۃً فَلْتَخْبِزْ مَعَکِ وَاقْدَحِیْ مِنْ بُرْمَتِکُمْ وَلَا تُنْزِلُوْھَا وَھُمْ اَلْفٌ فَاُقْسِمُ بِاللّٰہِ لَاَکَلُوْا حَتّٰی تَرَکُوْہُ وَانْحَرَفُوْا وَاِنَّ بُرْمَتَنَا لَتَغِطُّ کَمَا ھِیَ وَاِنَّ عَجِیْنَنَا لَیُخْبَزُ کَمَا ھُوَ۔

(مُتَّفَقٌ عَلَیْہِ)

ہانڈی میں ڈالا پھر میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آیا میں نے آپ سے چپکے سے سرگوشی کی۔ عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! ہم نے اپنا بکری کا بچہ ذبح کیا ہے اور میری بیوی نے ایک صاع جو پیسے ہیں حضور سرکار آپ اور آپ کے ساتھ چھوٹی سی جماعت تشریف لائیں۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اعلان فرمادیا کہ اے خندق والو! جابر نے کھانا تیار کیا ہے چلو۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اپنی ہانڈی نہ اتارنا اور اپنے آٹے کی روٹی پکانا شروع نہ کرنا حتیٰ کہ میں آجاؤں۔ پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے تو حضور کے سامنے آٹا پیش کیا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے لعابِ دہن ڈالا اور دعا سے برکت کی۔ پھر ہماری ہانڈی کی طرف توجہ فرمائی اس میں لعاب ڈالا پھر فرمایا کہ روٹی پکانے والی کو بلاؤ جو تمھارے ساتھ روٹی پکائے اور اپنی ہانڈی سے شوربا نکالو اور اسے نہ اتارو، مجاہدین ایک ہزار تھے میں اللہ کی قسم کھاتا ہوں کہ ان سب نے کھایا حتیٰ کہ کھانا چھوڑ دیا اور لوٹ گئے حالانکہ ہماری ہانڈی جیسی تھی ویسی ہی جوش مار رہی تھی اور ہمارا آٹا پکایا جا رہا تھا جیسا کہ تھا۔

(مسلم، بخاری)

[1] اس سے مراد غزوۂ احزاب ہے، خندق معرب کندہ ہے شہر کے اردگرد دفاع کے لیے زمین کو کھودنا۔

[2] کدیہ، کاف پر پیش، دال ساکن، پہاڑوں کے درمیان سخت جگہ جہاں کدال وغیرہ کام نہ دے۔

[3] ذوق، ذال پر زبر، ماکولات اور مشروبات کا چکھنا یعنی ہم تین دن تک بھوکے پیاسے رہے اور کھانا پینا نہ چکھا۔

[4] معول، میم کے نیچے زیر، عین ساکن کدال جس کے ساتھ پہاڑ کو توڑا جاتا ہے، کثیب، کاف پر زبر، ثاء کے نیچے زیر، ریت کے ذرات وٹیلہ، اَھْیَلَ بروزن افعل اڑنے والی ریت۔

marfat.com
Marfat.com

۵ جب میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر بھوک کے اثرات دیکھے تو میں اپنی اہلیہ کے پاس گیا۔ جن کا نام حضرت سہلہ بنت معوذ انصاریہ ہے۔

۶ کوئی کھانے کی چیز ہے

۷ خمص، خاء پر زبر، میم ساکن یا مفتوح، بھوک، بھوک کی وجہ سے لاغر و کمزور پیٹ والے کو مخمصہ، خمیص اور خمصان کہا جاتا ہے۔

۸ جراب، جیم کے زیر یا زبر، چمڑے سے بنا ہوا پیمانہ

۹ بَہْمَۃ، باء پر زبر، ہاء ساکن بھیڑ کا بچہ، صراح میں ہے

بعض نسخوں میں البُہَیْمَۃ تصغیر ہے، داجن جیم کے ساتھ وہ حیوان جسے محبت سے گھر لایا ہو۔

۱۰ بعض نسخوں میں تحتنت تاء کے ضمہ کے ساتھ ہے۔ یعنی میں نے جو کو پیسا۔

۱۱ بُرمہ، باء پر پیش، راء ساکن، پتھر کی دیگ یہ اب بھی حرمین شریفین میں متعارف ہے۔ ایسی برمہ (دیگ) ہی کہتے ہیں۔ قدر (ہانڈی) کم ہی کہتے ہیں۔

۱۲ نفر، نون اور فاء دونوں پر زبر، دس سے کم افراد کا گروہ۔

۱۳ سُور، سین پر پیش، واؤ ساکن، وہ کھانا جس کی طرف لوگوں کو دعوت دی جائے یہ فارسی کا لفظ ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان اقدس سے جن فارسی الفاظ کو شرف ملا۔ ان میں سے ایک یہ بھی ہے۔

۱۴ ولا تنزلن، تاء پر پیش، لام پر پیش یا سکون، تجزن، تاء پر زبر واؤ پر پیش، دونوں جمع کے صیغے ہیں۔

۱۵ غط، دیگ کا جوش مارنا (ہکذا فی کلام الشارحین)

۱۶ یہ تمام اس سید السادات اور منبع البرکات صلی اللہ علیہ وسلم کی برکات ہیں جن کی برکات وانعامات سے زمین و آسمان اور ظاہر و باطن چل رہے ہیں۔ ذرا تصور تو کیجیے وہاں کے حاضرین کے دلوں کو اس کھانے سے کس قدر ذوق و سرور حاصل ہوا ہوگا ان کے باطن کس قدر خوش قسمت ہیں جنہیں رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم کی برکت نصیب ہوئی۔ ایک دفعہ اس فقیر نے صفا و مروہ کے پاس بازار میں تربیجنے والے کو دیکھا وہ اپنی تروں پر پانی پھینکتے ہوئے کہہ رہا تھا یَا بَرَکَۃَ النَّبِیِّ تَعَالَ وَائْتِنِیْ ثُمَّ لَا تَرُوْحِیْ (اے برکت والے نبی میرے پاس آ میرے پاس جلوہ فگن ہو اور پھر واپس نہ جا۔ اَللّٰھُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ وبارک وکرم علی سیدنا ومولانا وبرکتنا محمد وآلہ وصحبہ اجمعین

اشعار

زمہجوری برآمد جان عالم ترحم یا نبی اللہ ترحم

(اے آقا آپ کے ہجر کی وجہ سے جان جا رہی ہے اے اللہ کے نبی ضرور رحم فرمائیے)

marfat.com
Marfat.com

(آپ تو رحمۃ للعالمین ہیں ، آپ محروموں سے بے خبر بھی نہیں)

۵۶۲۶ وَعَنْ اَبِیْ قَتَادَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لِعَمَّارٍ حِيْنَ يَحْفِرُ الْخَنْدَقَ فَجَعَلَ يَمْسَحُ رَاْسَهٗ وَيَقُوْلُ بُؤْسَ ابْنِ سُمَيَّةَ تَقْتُلُكَ الْفِئَةُ الْبَاغِيَةُ (رَوَاهُ مُسْلِمٌ)

حضرت ابو قتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جناب عمار سے کہا جبکہ وہ خندق کھود رہے تھے تو آپ ان کے سر پہ ہاتھ پھیرنے لگے اور کہتے اے ابن سمیہ کی سختی اہم کو باغی جماعت قتل کرے گی ۔ (مسلم)

۱؎ ان کے سر سے گرد کو دور فرمایا

۲؎ سمیہ سین پر پیش ، میم پہ زبر و مشدد ، حضرت عمار کی والدہ کا نام جو مکہ میں مسلمان ہوئی تھیں جس کی وجہ سے شدید عذاب و تکلیف میں مبتلا کی گئیں ۔ ابوجہل نے ان کی فرج میں خنجر مارا تھا جس سے وہ شہید ہو گئی تھیں ، حضور نے ان کی تکلیف کو یاد فرمایا اور عمار کو آواز دی

۳؎ اس سے مراد معاویہ اور ان کی قوم ہے کیونکہ حضرت عمار جنگ صفین میں شہید ہوئے تھے اور یہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ تھے جو ان کی امارت کے حق ہونے کی بھی دلیل ہے ، اس واقعہ میں آیا ہے کہ عمرو بن عاص نے معاویہ کے پاس آکر کہا تھا کہ بہت عجیب اور پریشان کن کام ہوا ہے کہ عمار ہمارے ہاتھوں قتل ہوئے ہیں معاویہ نے کہا تو اس میں پریشانی کیا ہے ؟ تو انھوں نے کہا میں نے رسول خدا سے سنا فرمایا عمار تجھ باغی گروہ قتل کرے گا ۔ معاویہ نے کہا اسے ہم نے قتل نہیں کیا اسے علی نے قتل کیا کیونکہ وہ اسے جنگ میں لائے ہیں ۔ بعض روایات میں ہے کہ حضرت معاویہ نے عمرو بن العاص سے کہا تو عجیب آدمی ہے ۔

واللہ اعلم اس حدیث کے کثیر طرق ہیں اور یہ مرتبہ وشہرت و تواتر کو پہنچی ہوئی ہے جیسا کہ ہم نے اسے رسالہ تعمیم البشارہ میں ذکر کیا ہے یہ بطور معجزہ اخبار بالغیب ہے ، کیونکہ اس میں حضرت عمار کے قتل کے بارے میں خصوصی خبر ہے ۔

۵۶۲۷ وَعَنْ سُلَيْمَانَ ابْنِ صُرَدٍ قَالَ قَالَ النَّبِیُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِيْنَ اُجْلِیَ الْاَحْزَابُ عَنْهُ اَلْاٰنَ نَغْزُوْهُمْ وَلَا يَغْزُوْنَا نَحْنُ نَسِيْرُ اِلَيْهِمْ (رَوَاهُ الْبُخَارِیُّ)

حضرت سلیمان ابن صرد سے روایت ہے فرماتے ہیں فرمایا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے جبکہ احزاب آپ سے دور کیے گئے کہ ہم ان پر حملہ کریں گے وہ ہم پر حملہ نہ کریں گے ہم ان کی طرف جائیں گے ۔ (بخاری)

۱؎ سلیمان بن صرد ، صرد صاد پر پیش ، راء پر زبر ، ابوالمطرف خزاعی کوفی صحابی ہیں ۔ بہت بڑے فاضل عابد اور اپنی قوم میں بلند مرتبت تھے ۔ ان لوگوں کے سربراہ تھے جنھوں نے امام شہید حسین بن علی رضی اللہ عنہما کا بدلہ لیا خلق کثیر کو اس پر جمع کیا اور اسی حال میں شہید ہو گئے ۔ ۹۳ سال انھوں نے عمر پائی ۔

marfat.com
Marfat.com

۲ غزوہ خندق کو ہی غزوہ احزاب کہا جاتا ہے کیونکہ تمام مشرک یہود اور تمام کفار نے مل کر یہ حملہ کیا تھا تو اللہ تعالیٰ نے ہواؤں اور فرشتوں کے لشکر بھیجے جنھوں نے تمام کو درہم برہم کر دیا۔ جیسا کہ کتب حدیث و سیر میں مذکور ہے، اجلی، مجہول و معروف دونوں طرح مروی ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے غیبی خبر دیتے ہوئے فرمایا
۳ اسی طرح ہی ہوا کہ اس غزوہ کے بعد کافر مدینہ طیبہ میں جنگ کے لیے نہیں آئے، مسلمانوں کو اللہ تعالیٰ نے فتح عطا فرما دی۔

۵۶۲۸ وَعَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ لَمَّا رَجَعَ رَسُوْلُ اللّٰهِ[۱] صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنَ الْخَنْدَقِ[۲] وَوَضَعَ السَّلَاحَ وَاغْتَسَلَ[۳] اَتَاهُ جِبْرِيْلُ وَهُوَ يَنْفُضُ رَاْسَهُ مِنَ الْغُبَارِ[۴] فَقَالَ قَدْ وَضَعْتَ السَّلَاحَ وَاللّٰهِ مَا وَضَعْتُهُ اُخْرُجْ اِلَيْهِمْ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاَيْنَ فَاَشَارَ اِلٰى بَنِيْ قُرَيْظَةَ فَخَرَجَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِلَيْهِمْ۔ (مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ) وَفِيْ رِوَايَةٍ لِّلْبُخَارِيِّ قَالَ اَنَسٌ كَاَنِّيْ اَنْظُرُ[۵] اِلَى الْغُبَارِ سَاطِعًا فِيْ زُقَاقِ[۶] بَنِيْ غَنْمٍ[۷] مَوْكِبَ[۸] جِبْرِيْلَ عَلَيْهِ السَّلَامُ حِيْنَ سَارَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِلٰى بَنِيْ قُرَيْظَةَ

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے فرماتی ہیں کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خندق سے لوٹے اور ہتھیار رکھ دیئے اور غسل فرمایا تو آپ کے پاس حضرت جبرئیل اپنا سر غبار سے جھاڑتے ہوئے آئے، بولے آپ نے تو ہتھیار اتار دیئے۔ خدا کی قسم میں نے نہیں اتارے ان کی طرف جائیے تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کہاں۔ جبرئیل نے بنی قریظہ کی طرف اشارہ کیا تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم ان کی طرف تشریف لے گئے، اور بخاری میں روایت ہے کہ جناب انس نے فرمایا گویا میں بنی غنم کی گلیوں میں غبار پھیلا ہوا دیکھ رہا ہوں۔ حضرت جبرئیل کے سواروں سے جبکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بنی قریظہ کی طرف چلے۔

۱ کفار کی شکست کے بعد
۲ فراغتِ جنگ کی وجہ سے
۳ بعض روایات میں ہے کہ ابھی پورا غسل نہیں فرمایا تھا بلکہ ابھی سرِ اقدس کا ایک حصہ دھویا تھا۔
۴ جو غزوۂ خندق میں ان پر پڑی تھی
۵ جیسا کہ آپ دیکھ رہے ہیں
۶ اس سے مراد یہود ہیں یہ مدینہ طیبہ میں تین چار میل کے فاصلہ پر تھے اور ان کا قلعہ تھا جس کے نشان اب بھی باقی ہیں۔ محاصرہ کے دنوں میں جس جگہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے قیام فرمایا اور نمازیں ادا کیں اس جگہ مسجد بنو قریظہ بنی جو مشہور ہے اور یہ شمالی مدینہ کی جانب ہے۔
۷ بنی غنم، غین پر پیش، نون ساکن یا مفتوح، انصار کے ایک قبیلہ کا نام ہے زقاق، زا پر پیش
۸ بعض روایات میں "من کوکب" ہے اور یہی ظاہر ہے۔ موکب، کاف کے نیچے زیر پیادہ سواروں کی

جماعت (القاموس) نہایہ کی عبارت سے معلوم ہوتا ہے کہ ایسے سواروں کا گروہ جو آہستہ چلتے ہوں۔
۵؎ معجزہ اس میں یہ ہے کہ جبرئیل آمین ہتھیار سمیٹے ہوئے آئے۔ ان کے ساتھ گروہ بھی تھا، ان کے بدن پر جنگ کا غبار بھی تھا۔ حضور نے انہیں دیکھا حالانکہ وہ دکھائی نہیں دیتے۔

۵۶۳۰ / ۱۴ وَعَنْ جَابِرٍ قَالَ عَطِشَ النَّاسُ يَوْمَ الْحُدَيْبِيَةِ وَرَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْنَ يَدَيْهِ رَكْوَةٌ فَتَوَضَّأَ مِنْهَا ثُمَّ اَقْبَلَ النَّاسُ نَحْوَهُ قَالُوْا لَيْسَ عِنْدَنَا مَاءٌ نَتَوَضَّأُ بِهٖ وَنَشْرَبُ اِلَّا مَا فِيْ رَكْوَتِكَ فَوَضَعَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَدَهٗ فِي الرَّكْوَةِ فَجَعَلَ الْمَاءُ يَفُوْرُ بَيْنَ اَصَابِعِهٖ كَاَمْثَالِ الْعُيُوْنِ قَالَ فَشَرِبْنَا وَتَوَضَّأْنَا قِيْلَ لِجَابِرٍ كَمْ كُنْتُمْ قَالَ لَوْ كُنَّا مِائَةَ اَلْفٍ لَكَفَانَا كُنَّا خَمْسَ عَشَرَةَ مِائَةً۔ (مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ)

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرمایا کہ لوگ حدیبیہ کے دن پیاسے ہوئے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے ایک ڈول تھا جس سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے وضو کیا۔ پھر لوگ اس طرف دوڑ پڑے بولے ہمارے پاس پانی نہیں جس سے ہم وضو کریں اور پئیں سوائے اس پانی کے جو آپ کے ڈول میں ہے۔ پھر نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا ہاتھ اس ڈول میں رکھا تو پانی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی انگلیوں سے چشموں کی طرح پھوٹنے لگا۔ فرمایا کہ ہم نے پیا اور وضو کیا حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے کہا گیا کہ تم کتنے تھے۔ فرمایا اگر ہم ایک لاکھ بھی ہوتے تو ہم کو کافی ہوتا۔ ہم پندرہ سو تھے۔ (مسلم، بخاری)

۱؎ حدیبیہ۔ دال مشدد و مخفف دونوں طرح ہے۔
۲؎ رکوۃ، راء پر زبر، چمڑے کا وہ برتن جو وضو کے لیے بنایا گیا ہو۔
۳؎ ہم چند تھے مگر پانی اس قدر تھا کہ اگر ہم لاکھ بھی ہوتے تب بھی پانی کافی ہو جاتا۔
۴؎ مقصود کثرت کا بیان ہے۔ باقی اہل حدیبیہ الگ الگ دستوں میں تھے اور ہر دستہ تین صد افراد پر مشتمل تھا۔

۵۶۳۱ / ۱۵ وَعَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ قَالَ كُنَّا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَرْبَعَ عَشَرَةَ مِائَةً يَوْمَ الْحُدَيْبِيَةِ وَالْحُدَيْبِيَةُ بِئْرٌ فَنَزَحْنَاهَا فَلَمْ نَتْرُكْ فِيْهَا قَطْرَةً فَبَلَغَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاَتَاهَا فَجَلَسَ عَلٰى شَفِيْرِهَا ثُمَّ دَعَا بِاِنَاءٍ مِّنْ مَّاءٍ فَتَوَضَّأَ ثُمَّ مَضْمَضَ

حضرت براء ابن عازب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرمایا کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ حدیبیہ کے دن چودہ سو تھے۔ حدیبیہ ایک کنواں ہے ہم نے اس کا پانی نکال ڈالا تو اس میں ایک قطرہ بھی نہ چھوڑا۔ یہ خبر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو پہنچی، آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس کنوئیں پر آئے اس کے کنارے پر بیٹھے پھر پانی کا برتن منگوایا وضو کیا اور پھر کلی کی اور

marfat.com
Marfat.com

وَدَعَا ثُمَّ صَبَّهُ فِيهَا ثُمَّ قَالَ دَعُوهَا سَاعَةً فَأَرْوَوْا أَنْفُسَهُمْ وَرِكَابَهُمْ حَتَّى ارْتَحَلُوا (رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ)

دعا فرمائی پھر وہ پانی کنویں میں ڈال دیا پھر فرمایا اسے گھڑی بھر چھوڑ دو۔ پھر لوگ اپنے آپ کو اور اپنی سواریوں کو سیراب کرتے رہے حتیٰ کہ وہاں سے کوچ کیا۔ (بخاری)

۱؎ حضرت جابر کی روایت میں چودہ سو کا ذکر ہے۔ موافقت دیتے ہوئے بعض نے کہا کہ تعداد چودہ صد سے زیادہ تھی جس نے کسر کا خیال کیا اس نے پندرہ صد کہہ دیا اور جس نے کسر کو ترک کر دیا اس نے چودہ صد کہا یا گروہ درگروہ آتے رہے ایک وقت میں چودہ صد اور دوسرے وقت میں پندرہ صد تھے یا پندرہ صد ہی تھے مگر بطور ظن و تخمین چودہ صد کہہ دیا۔

۲؎ یہ مکۃ المکرمہ سے دس بارہ میل کے فاصلہ پر ہے۔

۳؎ تاکہ بھر جائے۔

۴؎ یعنی جب تک وہاں قیام پذیر رہے خود بھی سیراب ہوتے رہے وضو و غسل کرتے اور ان کی سواریاں بھی پانی پیتیں رہیں۔ اور وہاں مسلمانوں کا قیام بیس روز رہا۔

۵۶۳۱/۱۶ وَعَنْ عَوْفٍ عَنْ أَبِي رَجَاءٍ عَنْ عِمْرَانَ ابْنِ حُصَيْنٍ قَالَ كُنَّا فِي سَفَرٍ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاشْتَكَى إِلَيْهِ النَّاسُ مِنَ الْعَطَشِ فَنَزَلَ فَدَعَا فُلَانًا كَانَ يُسَمِّيهِ أَبُو رَجَاءٍ وَنَسِيَهُ عَوْفٌ وَدَعَا عَلِيًّا فَقَالَ اذْهَبَا فَابْتَغِيَا الْمَاءَ فَانْطَلَقَا فَتَلَقَّيَا امْرَأَةً بَيْنَ مَزَادَتَيْنِ أَوْ سَطِيحَتَيْنِ مِنْ مَاءٍ فَجَاءَا بِهَا إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاسْتَنْزَلُوهَا عَنْ بَعِيرِهَا وَدَعَا النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِإِنَاءٍ فَفَرَّغَ فِيهِ مِنْ أَفْوَاهِ الْمَزَادَتَيْنِ وَنُودِيَ فِي النَّاسِ اسْقُوا فَاسْتَقَوْا قَالَ فَشَرِبْنَا عِطَاشًا أَرْبَعِينَ رَجُلًا حَتَّى رَوِيْنَا فَمَلَأْنَا كُلَّ قِرْبَةٍ مَعَنَا وَإِدَاوَةٍ

حضرت عوف ابو رجاء سے اور وہ عمران ابن حصین سے روایت کرتے ہیں۔ فرمایا ہم ایک سفر میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے لوگوں نے پیاس کی شکایت کی، آپ صلی اللہ علیہ وسلم اترے اور فلاں کو بلایا۔ ابو رجاء جس شخص کا نام لیتے تھے اسے عوف بھول گئے اور جناب علی رضی اللہ عنہ کو بلایا پھر فرمایا تم دونوں جاؤ پانی تلاش کرو وہ چلے تو وہ دونوں ایک عورت سے ملے جو دو بڑے یا چھوٹے توشوں کے درمیان تھی تو شے پانی سے بھرے تھے وہ دونوں اسے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لائے لوگوں نے اسے اس کے اونٹ سے اتارا اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک برتن منگایا پھر ان توشوں کے منہ سے اس میں پانی انڈیلا، اور لوگوں میں آواز دی گئی کہ پی لو۔ چنانچہ لوگوں نے خوب پیا فرمایا کہ ہم چالیس پیاسے آدمیوں نے پیا حتیٰ کہ سیر ہو گئے پھر ہم نے اپنے ساتھ والے مشکیزے اور برتن بھر لیے

marfat.com
Marfat.com

وَايْمُ اللّٰهِ لَقَدْ اُقْلِعَ عَنْهَا وَاِنَّهُ لَيُخَيَّلُ اِلَيْنَا اَنَّهَا اَشَدُّ مِلْئَةً مِّنْهَا حِيْنَ اِبْتَدَاَ (مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ)

اللہ کی قسم ان سے پانی لینا جب بند کیا گیا تو ہم کو خیال ہوتا تھا کہ وہ ابتداء کے مقابلے میں اب زیادہ پُر ہیں۔ (مُسلم، بخاری)

لہ یہ تابعی ہیں۔

کہ ابو رجاء، عطاردی، کبار تابعین میں سے ہیں۔ ان کی ولادت حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ظاہری حیات میں ہی ہوئی لیکن زیارت کا شرف نہ ملا۔ ایک سو بیس سال سے زیادہ عمر پائی۔ بہت بڑے قاری، عامل و عالم عظیم تھے سن ڈیڑھ سو میں وفات پائی۔

سکہ مشہور صحابی ہیں۔

کہ ابو رجاء نے نام لیا تھا مگر عرف صحابی کا نام بھول گئے۔

ھہ مزادہ، میم پر زبر، زاء مخفف بمعنی توشہ دان، بعض کے مطابق پانی دلانے والے برتن کو بھی کہا جاتا ہے۔ یہ دو چمڑوں سے بنا ہوتا ہے بعض اوقات اس کے ساتھ تیسرا چمڑہ بھی لگا دیا جاتا ہے تاکہ کشادہ ہو جائے (القاموس) فتح الباری میں ہے اس بڑی مشک کو مزادہ کہا جاتا ہے جس میں ایک اور چمڑے کا اضافہ ہو، سطیحہ سین پر زبر، طاء کے نیچے زیر بمعنی مزادہ یا اس کی ایک قسم ہے کہ جو چمڑوں کو ملا کر بنایا جاتا ہے۔

لہ خاتون کو یا مشکیزہ کو اونٹ سے اتارا، پہلا مفہوم ظاہر تر ہے۔

شہ اسقواء، ہمزہ پر زبر یا زیر لیکن زیر افصح ہے۔

شہ رویا، راء پر زبر اور واؤ کے نیچے زیر

وہ یعنی ہر برتن جو ہمارے پاس تھا

نلہ یعنی تمام پانی پیا، برتن بھر لیے اور وہ مشکیزہ پہلے کی طرح ہی پُر رہا۔ اُقلع ہمزہ پر پیش مجہول ہے لیخیل مضارع مجہول از تخییل مِلْئَۃً میم کے نیچے زیر، سکون لام اَبْتَدِئَ یہ بھی مجہول ہے۔

۵۶۲۲ وَعَنْ جَابِرٍ قَالَ سِرْنَا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتّٰى نَزَلْنَا وَادِيًا اَفْيَحَ فَذَهَبَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقْضِيْ حَاجَتَهٗ، فَلَمْ يَرَ شَيْئًا يَسْتَتِرُ بِهٖ وَاِذَا شَجَرَتَانِ بِشَاطِئِ الْوَادِيْ فَانْطَلَقَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِلٰى اِحْدٰىهُمَا فَاَخَذَ بِغُصْنٍ مِّنْ اَغْصَانِهَا فَقَالَ

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے حتیٰ کہ ہم ایک وسیع جنگل میں اترے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قضاءِ حاجت (استنجاء) کے لیے گئے تو ایسی کوئی چیز نہ پائی جس سے آڑ کریں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے جنگل کے کناروں میں دو درخت دیکھے، تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان میں سے ایک کی طرف گئے۔ ان کی شاخوں میں سے ایک شاخ پکڑی۔ فرمایا

marfat.com
Marfat.com

اِنْقَادِیْ عَلَیَّ بِاِذْنِ اللّٰہِ تَعَالٰی فَانْقَادَتْ مَعَہٗ کَالْبَعِیْرِ الْمَخْشُوْشِ الَّذِیْ یُصَانِعُ قَائِدَہٗ حَتّٰی اَتَی الشَّجَرَۃَ الْاُخْرٰی فَاَخَذَ بِغُصْنٍ مِّنْ اَغْصَانِہَا فَقَالَ انْقَادِیْ عَلَیَّ بِاِذْنِ اللّٰہِ فَانْقَادَتْ مَعَہٗ کَذٰلِکَ حَتّٰی اِذَا کَانَ بِالْمَنْصَفِ بَیْنَہُمَا قَالَ الْتَئِمَا عَلَیَّ بِاِذْنِ اللّٰہِ فَالْتَأَمَتَا فَجَلَسْتُ اُحَدِّثُ نَفْسِیْ فَحَانَتْ مِنِّیْ لَفْتَۃٌ فَاِذَا اَنَا بِرَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مُقْبِلًا وَاِذَا الشَّجَرَتَانِ قَدِ افْتَرَقَتَا فَقَامَتْ کُلُّ وَاحِدٍ مِّنْہُمَا عَلٰی سَاقٍ

(رَوَاہُ مُسْلِمٌ)

اللہ کے حکم سے میری اطاعت کرو کہ وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ اس مہار والے اونٹ کی طرح چلے جو اپنے چلانے والے کی اطاعت کرتا ہے حتیٰ کہ آپ دوسرے درخت کے پاس پہنچے تو اس کی شاخوں میں سے ایک شاخ پکڑی۔ فرمایا اللہ کے حکم سے میری اطاعت کر۔ وہ بھی اسی طرح حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ چلا کہ جب ان دونوں کے بیچ میں ہوئے تو فرمایا اللہ کے حکم سے مجھ پر مل جاؤ۔ وہ دونوں مل گئے۔ میں بیٹھ گیا اپنے دل میں کچھ سوچتا تھا میرا اور طرف دھیان گیا تو میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو آتے ہوئے دیکھا اور درختوں کو دیکھا کہ جدا ہو گئے تھے۔ ان میں سے ہر ایک اپنی پنڈلی پر کھڑا ہو گیا تھا

(مسلم)

۱ افیح، فاء اور حاء فراخ۔

۲ ایک روایت شجرتان ہے یعنی زیادہ ظاہر ہے۔

۳ خشاش، خاء کے نیچے زیر، وہ لکڑی جو اونٹ کی ناک میں تیز رفتاری کے لیے ڈالتے ہیں۔ مصانعت رشوت دینا، مداہنت اختیار کرنا، یہاں طاعت و فرمانبرداری مراد ہے۔

۴ منصف، میم پر زبر، نون ساکن، صاد پر زبر، دو جگہوں کے درمیان جگہ

۵ التیام، متفق و اکٹھا کرنا

۶ یعنی یہ کس قدر اعلیٰ منظر و واقعہ ہے جو میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے دیکھ رہا ہوں۔ یہ کیا ہے؟ کیسے ہو رہا ہے۔ جس طرح انسان کی عادت ہے کہ اپنے آپ سے بات چیت کرتا ہے۔ اس کو حدیث نفس کہا جاتا ہے

۷ میں اپنے ساتھ ہی مشغول تھا کسی اور طرف میری توجہ نہ تھی۔

۸ جیسے کہ وہ اپنی پہلی حالت پر تھے۔

۵۶۲۳ وَعَنْ یَزِیْدَ بْنِ اَبِیْ عُبَیْدٍ قَالَ رَأَیْتُ اَثَرَ ضَرْبَۃٍ فِیْ سَاقِ سَلَمَۃَ بْنِ الْاَکْوَعِ فَقُلْتُ یَا اَبَا مُسْلِمٍ مَا ہٰذِہِ الضَّرْبَۃُ قَالَ ضَرْبَۃٌ اَصَابَتْنِیْ یَوْمَ

حضرت یزید بن ابی عبید سے روایت ہے فرمایا کہ میں نے سلمہ بن اکوع کی پنڈلی میں ایک چوٹ کا اثر دیکھا تو میں نے کہا اے ابو مسلم یہ چوٹ کیسی ہے انھوں نے فرمایا کہ یہ وہ چوٹ ہے جو مجھے خیبر کے

marfat.com
Marfat.com

خَیْبَرَ فَقَالَ النَّاسُ اُصِیْبَ سَلَمَةُ فَاَتَیْتُ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَنَفَثَ فِیْهِ ثَلٰثَ نَفَثَاتٍ فَمَا اشْتَکَیْتُهَا حَتَّی السَّاعَةِ (رَوَاهُ الْبُخَارِیُّ)

دن لگی تھی کہ لوگوں نے کہا کہ سلمہ شہید ہو گئے ۔ پھر میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا ، تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے تین بار دم فرمایا تو میں اس وقت تک تکلیف میں گرفتار نہیں ہوا ۔ (بخاری)

سلہ یزید بن ابی عبید ، عین پر پیش ، باء پر زبر تابعی حضرت سلمہ بن اکوع کے آناد کردہ غلام ہیں ۔
سلہ یہ سلمہ کی کنیت ہے ۔
سلہ یعنی ضرب اس قدر شدید تھی کہ لوگوں نے کہا سلمہ فوت ہو گئے ۔

۵۶۳۴
۱۹
وَعَنْ اَنَسٍ قَالَ نَعَی النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ زَیْدًا وَّجَعْفَرًا وَّابْنَ رَوَاحَةَ النَّاسَ قَبْلَ اَنْ یَّاْتِیَهُمْ خَبَرُهُمْ فَقَالَ اَخَذَ الرَّایَةَ زَیْدٌ فَاُصِیْبَ ثُمَّ اَخَذَ ابْنُ رَوَاحَةَ فَاُصِیْبَ وَعَیْنَاهُ تَذْرِفَانِ حَتّٰی اَخَذَ الرَّایَةَ سَیْفٌ مِّنْ سُیُوْفِ اللّٰهِ یَعْنِیْ خَالِدَ بْنَ وَلِیْدٍ حَتّٰی فَتَحَ اللّٰهُ عَلَیْهِمْ (رَوَاهُ الْبُخَارِیُّ)

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرات زید ، جعفر اور ابن رواحہ کی خبر موت لوگوں کو سنائی ۔ ان کی خبر آنے سے پہلے تو فرمایا کہ جھنڈا زید نے لیا وہ شہید ہو گئے پھر جعفر نے لیا وہ بھی شہید ہو گئے ۔ پھر ابن رواحہ نے لیا وہ بھی شہید ہو گئے ۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی آنکھیں اشکبار تھیں ۔ حتی کہ جھنڈا اللہ کی تلواروں میں سے ایک تلوار نے لیا یعنی خالد بن ولید نے حتی کہ اللہ نے ان پر فتح دی ۔ (بخاری)

سلہ یہ تینوں صحابی غزوہ موتہ (میم پر پیش) میں شریک تھے ۔ یہ شام کا شہر ہے ۔ یہ آٹھ ہجری کا واقعہ ہے مسلمان وہاں تین ہزار اور رومی ایک لاکھ تھے یہ واقعہ تفصیل کے ساتھ کتب سیر میں موجود ہے ۔
سلہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے وہاں کی صورت حال بیان کرتے ہوئے فرمایا ۔
سلہ منقول ہے کہ اس روز حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کے ہاتھ میں دس تلواریں ٹوٹیں ۔
سکہ اللہ تعالیٰ نے ان کے ہاتھ پر مسلمانوں پر فتح عطا فرما دی اور وہ محفوظ ہو گئے ۔

۵۶۳۵
۲۰
وَعَنْ عَبَّاسٍ قَالَ شَهِدْتُ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَوْمَ حُنَیْنٍ فَلَمَّا الْتَقَی الْمُسْلِمُوْنَ وَالْکُفَّارُ وَلَّی الْمُسْلِمُوْنَ مُدْبِرِیْنَ فَطَفِقَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَرْکُضُ بَغْلَتَهٗ قِبَلَ الْکُفَّارِ وَاَنَا اٰخِذٌ بِلِجَامِ

حضرت عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرمایا کہ میں حنین کے دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ حاضر ہوا تو جب مسلمان و کفار بھڑ پڑے تو مسلمان پیٹھ پھیر کر بھاگ پڑے ۔ تب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کفار کی طرف اپنے خچر کو ایڑھ مار رہے تھے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خچر کی لگام پکڑے تھا

marfat.com
Marfat.com

بَغْلَةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَكُفُّهَا إِرَادَةَ أَنْ لَّا تُسْرِعَ وَأَبُوْسُفْيَانَ ابْنُ الْحَارِثِ اٰخِذٌ بِرِكَابِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَيْ عَبَّاسُ نَادِ أَصْحَابَ السَّمُرَةِ فَقَالَ عَبَّاسٌ وَكَانَ رَجُلًا صَيِّتًا فَقُلْتُ بِأَعْلٰى صَوْتِيْ أَيْنَ أَصْحَابُ السَّمُرَةِ فَقَالَ وَاللّٰهِ لَكَأَنَّ عَطْفَتَهُمْ حِيْنَ سَمِعُوْا صَوْتِيْ عَطْفَةُ الْبَقَرِ عَلٰى أَوْلَادِهَا فَقَالُوْا يَا لَبَّيْكَ يَا لَبَّيْكَ قَالَ فَاقْتَتَلُوْا وَالْكُفَّارَ وَالدَّعْوَةُ فِي الْأَنْصَارِ يَقُوْلُوْنَ يَا مَعْشَرَ الْأَنْصَارِ يَا مَعْشَرَ الْأَنْصَارِ قَالَ ثُمَّ قُصِرَتِ الدَّعْوَةُ عَلٰى بَنِي الْحَارِثِ بْنِ الْخَزْرَجِ فَنَظَرَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ عَلٰى بَغْلَتِهٖ كَالْمُتَطَاوِلِ عَلَيْهَا إِلٰى قِتَالِهِمْ فَقَالَ هٰذَا حِيْنَ حَمِيَ الْوَطِيْسُ ثُمَّ أَخَذَ حَصَيَاتٍ فَرَمٰى بِهِنَّ وُجُوْهَ الْكُفَّارِ ثُمَّ قَالَ انْهَزَمُوْا وَرَبِّ مُحَمَّدٍ فَوَاللّٰهِ مَا هُوَ إِلَّا أَنْ رَمَاهُمْ بِحَصَيَاتِهٖ فَمَا زِلْتُ أَرٰى حَدَّهُمْ كَلِيْلًا وَّأَمْرَهُمْ مُدْبِرًا

(رَوَاهُ مُسْلِمٌ)

اسے روک رہا تھا کہ کہیں تیز نہ چل پڑے اور ابوسفیان ابن حارث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی رکاب پکڑے ہوئے تھے۔ تب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے عباس! بیعت رضوان والوں کو پکارو تو جناب عباس نے کہا اور وہ تھے بہت بلند آواز۔ آپ نے اپنی بلند آواز سے پکارا کہ بیعتِ رضوان والے کہاں ہیں؟ فرمایا اللہ کی قسم گویا جب انھوں نے میری آواز سنی تو میں نے انھیں ایسے پھیر لیا جیسے گائے اپنے بچوں پر موڑتی ہے وہ بولے ہم حاضر ہیں ہم حاضر ہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کفار سے جنگ کرو۔ انصار کے متعلق پکار یہ تھی کہ کہتے تھے اے گروہ انصار اے گروہ انصار۔ راوی نے فرمایا کہ پھر بنی حارث ابن خزرج پر بلاوا محدود ہو گیا تب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نظر دوڑائی حالانکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے خچر پر تھے۔ گویا آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس پر جہاد کفار کے منتظر تھے تو فرمایا یہ لڑائی گرم ہونے کا وقت ہے۔ پھر چند کنکریاں لیں وہ کفار کے منہ کی طرف پھینکیں پھر فرمایا قسم ہے رب محمد کی یہ بھاگ نکلے تو خدا کی قسم کچھ نہ ہوا اس کے بجز کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان پر کنکریاں پھینکیں میں دیکھتا رہا ان کی دھار کند اور ان کا معاملہ ذلت والا۔

(مسلم)

سلہ یہ فتح مکہ کے بعد ہوا۔ حنین، حاء پر پیش، یاء ساکن، عرفات کی پہلی طرف مکہ اور طائف کے درمیان مقام کا نام ہے۔

سلہ درحقیقت یہ شکست نہ تھی بلکہ یہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی پناہ میں آنا تھا۔ تاکہ آپ کی مدد سے آگے بڑھا جائے۔ الغرض مسلمانوں میں کھلبلی سی ہوئی۔

سلہ جس کا نام دلال تھا۔ قیل قاف کے نیچے زیر، باء پر زبر، یہ غایت جرأت و شجاعت کا جہان ہے

marfat.com
Marfat.com

۳؎ یہ رسول اللہ کے چچا کے بیٹے ہیں ۔ قریش کے نوجوان اور عرب کے بہادر لوگوں میں سے ہیں ۔ رکاب پکڑنے کی وجہ یہ تھی کہ سواری نہ دوڑے ۔

۴؎ سمرہ، سین پر زبر، میم پر پیش، اس درخت کا نام ہے جس کے نیچے حدیبیہ کے دن بیعت ہوئی اسے بیعت الرضوان کہا جاتا ہے ۔

۵؎ صیّت، صاد پر زبر، یاء مشدد مکسور، بلند آواز والے کو صائت کہا جاتا ہے ۔

۶؎ اصحابِ سمرہ کہاں ہیں ؟

۷؎ جو تیز رفتار اور محبت و شوق میں بھاگے چلے آتے ہیں ۔

۸؎ اظہارِ خدمت و اطاعت اور حکم کی بجا آوری کے طور پر کہنے لگے ۔

۹؎ یہ دو بھائی تھے اوس اور خزرج ۔ بنو حارث خزرج کی اولاد میں سے تھے ۔

۱۰؎ صحابہ جنگ کر رہے تھے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے سر اٹھا کر ان کو ملاحظہ فرمایا ۔

۱۱؎ وطیس، واؤ پر زبر، طاء کے نیچے زیر، تنور یہاں جنگ مراد ہے ۔ الصراح میں وطیس لوہے کا تنور، منقول ہے کہ یہ الفاظ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے کسی نے نہیں سنے تھے ۔

۵۶۳۶ وَعَنْ اَبِیْ اِسْحَاقَ قَالَ قَالَ رَجُلٌ لِلْبَرَاءِ یَا اَبَا عُمَارَۃَ فَرَرْتُمْ یَوْمَ حُنَیْنٍ قَالَ لَا وَاللّٰہِ مَا وَلّٰی رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَلٰکِنْ خَرَجَ شُبَّانُ اَصْحَابِہٖ لَیْسَ عَلَیْہِمْ کَثِیْرُ سِلَاحٍ فَلَقُوْا قَوْمًا رُمَاۃً لَا یَکَادُ یَسْقُطُ لَھُمْ سَھْمٌ فَرَشَقُوْھُمْ رَشْقًا مَا یَکَادُوْنَ یُخْطِئُوْنَ فَاَقْبَلُوْا ھُنَاکَ اِلٰی رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَرَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ عَلٰی بَغْلَتِہِ الْبَیْضَاءِ وَاَبُوْ سُفْیَانَ ابْنُ الْحَارِثِ یَقُوْدُہٗ فَنَزَلَ وَاسْتَنْصَرَ وَقَالَ اَنَا النَّبِیُّ لَا کَذِبْ اَنَا ابْنُ عَبْدِ الْمُطَّلِبْ ثُمَّ صَفَّھُمْ رَوَاہُ مُسْلِمٌ وَلِلْبُخَارِیِّ مَعْنَاہُ وَفِیْ رِوَایَۃٍ لَّھُمَا قَالَ الْبَرَاءُ کُنَّا

حضرت ابو اسحاق رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ کسی نے حضرت براء رضی اللہ عنہ سے کہا کہ اے ابو عمارہ تم حنین کے دن بھاگ گئے تھے تو فرمایا نہیں خدا کی قسم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پیٹھ نہیں پھیری لیکن حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے نوجوان صحابہ اس طرح گئے تھے کہ ان کے پاس بہت سے ہتھیار نہ تھے تو وہ تیر انداز قوم سے ملے ۔ کوئی تیر زمین پر نہ گرتا تھا تو انھوں نے مسلمانوں کو زخمی کر دیا ۔ ان کے تیر خطا نہیں کرتے تھے تب وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف بڑھے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سفید خچر پر تھے اور ابو سفیان ابن حارث آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے خچر کو کھینچ رہے تھے ۔ تب حضور صلی اللہ علیہ وسلم اُترے فتح کی دعا کی اور فرمایا میں جھوٹا نبی نہیں ہوں میں عبد المطلب کا فرزند ہوں ۔ پھر مسلمانوں کی صفیں بنائیں مسلم اور بخاری کی روایت میں ہے

وَاللّٰہِ اِذَا احْمَرَّ الْبَأْسُ نَتَّقِیْ بِہٖ وَاِنَّ الشُّجَاعَ مِنَّا لَلَّذِیْ یُحَاذِیْ بِہٖ یَعْنِی النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ

اس کے معنی ہیں ان دونوں کی روایت میں ہے کہ براء کہتے ہیں خدا کی قسم جب سخت جنگ ہوتی تھی تو ہم حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی پناہ لیتے تھے اور ہم میں بہادر وہ تھا جو ان کے یعنی رسول کے پاس کھڑا ہوتا۔

سلہ ان کا نام عمرو بن عبید اللہ بیہقی، سین پر زبر، باء کے نیچے زیر، یاء ساکن۔ سبیع کی طرف نسبت ہے۔ یہ مشاہیر تابعین سے ہیں۔ کثیر الروایہ اور ثقہ ہیں۔ ۳۸ صحابہ کے شاگرد ہیں۔

سلہ۲ یہ مشاہیر صحابہ میں سے ہیں۔

سلہ۳ یہ حضرت براء رضی اللہ عنہ کی کنیت ہے۔

سلہ۴ یعنی ان کے تیر نشانہ پر لگ رہے تھے۔

سلہ۵ جیسا کہ نمازیوں کا معمول ہوتا ہے کہ اظہارِ قوت وشجاعت اور مضبوط سہارا کا ذکر کیا جاتا ہے۔

سلہ۶ جو شرف وعزت اور کرم میں معروف ہیں۔

سلہ۷ یہ الفاظ مسلم کے ہیں۔

سلہ۸ سُرخ ہونے سے مراد سخت مرحلہ ہے۔ وقایہ کا معنی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی پناہ حاصل کرنا۔

سلہ۹ یہاں معجزہ یہ ہے کہ سنگریزوں کے ذریعے اللہ تعالیٰ نے کفار کو شکست سے دوچار کر دیا۔ جیسا کہ حدیث اول میں آیا۔ حدیث ثانی کا ذکر قصہ حنین کے اتمام کے لیے ہے۔ بعض نے کہا کہ ایسے مراحل میں بہادروں کا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی پناہ ڈھونڈھنا معجزہ ہے اور یہ معمول کے خلاف ہے۔

۵۶۳۷/۲۲ وَعَنْ سَلَمَۃَ بْنِ الْاَکْوَعِ قَالَ غَزَوْنَا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ حُنَیْنًا فَوَلّٰی صَحَابَۃُ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَلَمَّا غَشُوْا رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نَزَلَ عَنِ الْبَغْلَۃِ ثُمَّ قَبَضَ قَبْضَۃً مِّنْ تُرَابٍ مِّنَ الْاَرْضِ ثُمَّ اسْتَقْبَلَ بِہٖ وُجُوْھَھُمْ فَقَالَ شَاھَتِ الْوُجُوْہُ فَمَا خَلَقَ اللّٰہُ مِنْھُمْ اِنْسَانًا اِلَّا مَلَأَ عَیْنَیْہِ تُرَابًا بِتِلْکَ الْقَبْضَۃِ فَوَلَّوْا مُدْبِرِیْنَ فَھَزَمَھُمُ اللّٰہُ وَقَسَمَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ غَنَائِمَھُمْ

حضرت سلمہ بن اکوع سے روایت ہے فرمایا ہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ غزوہ حنین کیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کی پیٹھیں پھر گئیں۔ پھر جب کفار نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو گھیر لیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم خچر سے اتر کر پھر زمین سے مٹی کی مٹھی لی پھر اسے کفار کے چہروں کے سامنے کیا پھر فرمایا بگڑ گئے یہ چہرے تو ان میں سے اللہ نے کوئی انسان پیدا نہ فرمایا مگر اللہ نے اس کی آنکھیں اس مٹھی کی مٹی سے بھر دیں پھر وہ پیٹھ دکھا کر بھاگ گئے۔ اللہ نے انھیں شکست دے دی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انکی غنیمتیں

marfat.com
Marfat.com

بَيْنَ الْمُسْلِمِيْنَ (رَوَاهُ مُسْلِمٌ) مسلمانوں میں تقسیم فرمائیں۔ (مسلم)

لے غشوا، غین پر زبر، شین پر پیش اور مشدد۔
سے۲ جب کفار نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ خیانت کا ارادہ کیا۔
سے۳ ان کے چہرے یا ان کی ذاتیں
سے۴ یعنی ہر آدمی کی دونوں آنکھیں مٹی سے آلودہ ہوگئیں تھیں۔
سے۵ غنیمت وہ مال ہے جو حالتِ جنگ میں کفّار سے حاصل ہوتا ہے۔

۵۶۳۸
۲۳
وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ شَهِدْنَا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حُنَيْنًا فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِرَجُلٍ مِمَّنْ مَعَهٗ يَدَّعِي الْاِسْلَامَ هٰذَا مِنْ اَهْلِ النَّارِ فَلَمَّا حَضَرَ الْقِتَالُ قَاتَلَ الرَّجُلُ مِنْ اَشَدِّ الْقِتَالِ وَكَثُرَتْ بِهِ الْجِرَاحُ فَجَاءَ رَجُلٌ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَرَاَيْتَ الَّذِيْ تُحَدِّثُ اَنَّهٗ مِنْ اَهْلِ النَّارِ قَدْ قَاتَلَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ مِنْ اَشَدِّ الْقِتَالِ فَكَثُرَتْ بِهِ الْجِرَاحُ فَقَالَ اَمَا اِنَّهٗ مِنْ اَهْلِ النَّارِ فَكَادَ بَعْضُ النَّاسِ يَرْتَابُ فَبَيْنَمَا هُوَ عَلٰى ذٰلِكَ اِذْ وَجَدَ الرَّجُلُ اَلَمَ الْجِرَاحِ فَاَهْوٰى بِيَدِهٖ اِلٰى كِنَانَتِهٖ فَانْتَزَعَ سَهْمًا فَانْتَحَرَ بِهَا فَاشْتَدَّ رِجَالٌ مِّنَ الْمُسْلِمِيْنَ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَدَقَ اللّٰهُ حَدِيْثَكَ قَدِ انْتَحَرَ فُلَانٌ وَقَتَلَ نَفْسَهٗ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَللّٰهُ اَكْبَرُ اَشْهَدُ اَنِّيْ عَبْدُ اللّٰهِ وَرَسُوْلُهٗ يَا بِلَالُ قُمْ فَاَذِّنْ لَا يَدْخُلُ الْجَنَّةَ اِلَّا مُؤْمِنٌ وَاِنَّ اللّٰهَ لَيُؤَيِّدُ هٰذَا الدِّيْنَ

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ حنین میں حاضر ہوئے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے ساتھ والوں میں سے ایک شخص کے متعلق فرمایا جو دعوٰی اسلام کرتا ہے کہ یہ دوزخ والوں میں سے ہے تو جب جنگ کا وقت آیا تو اس شخص نے سخت جہاد کیا اور اس کو زخم بہت آئے تو وہ آیا عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم غور تو فرمائیے کہ جس کے متعلق حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے خبر دی کہ وہ دوزخی ہے اس نے تو اللہ کی راہ میں سخت جہاد کیا۔ حتیٰ کہ اس کو بہت زخم پہنچے تو فرمایا آگاہ ہو وہ ہے دوزخی قریب تھا کہ بعض لوگ تردد کر جائیں تو جب وہ اسی حال میں تھا کہ اس نے زخم کی تکلیف بہت محسوس کی تو اپنا ہاتھ اپنے ترکش کی طرف بڑھایا ایک تیر نکالا اس سے اپنے کو ذبح کر لیا تو کچھ مسلمان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف دوڑے بولے یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رب تعالیٰ نے آپ کی بات سچی کر دی فلاں شخص نے اپنے کو ذبح کر لیا اور خودکشی کر لی۔ تب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ اکبر میں گواہی دیتا ہوں کہ میں اللہ کا بندہ ہوں اور رسول ہوں اے بلال اٹھو! اور اعلان کر دو کہ جنت میں نہ جائے گا مگر مومن اور اللہ تعالیٰ اس دین کو

marfat.com
Marfat.com

بِالرَّجُلِ الْفَاجِرِ
(رَوَاہُ الْبُخَارِیُّ)

فاسق آدمی سے بھی قوت دے گا۔
(بخاری)

سلہ مواہب لدنیہ میں غزوۂ خیبر کے حوالے سے یہ بیان کیا ہے۔ صحیح بخاری میں اسی طرح ہے۔
سلہ اس پر کفر و نفاق کی کوئی علامت نہ تھی۔
سلہ جراحت بالکسر خستگی، زخمی ہونا، جراح بالکسر جماعت
سلہ اس قدر جنگ میں جد و جہد کر رہا ہے۔ مگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ فرمایا کہ یہ دوزخی ہے۔
سلہ اکثر روایات بخاری میں "اسہم" جمع ہے۔
سلہ صحیح البخاری کی دوسری روایت میں ہے اس آدمی نے تلوار زمین پر رکھی اور اپنا سینہ تلوار کی دھار پہ رکھ دیا اور زور لگایا تاکہ قتل ہو جائے۔ تیر چلانے اور اس میں منافات نہیں کیونکہ دونوں ہو سکتے ہیں۔ ممکن ہے پہلے تیر استعمال کیا ہو اس سے کام نہ ہوا تو پھر تلوار کو بروئے کار لایا گیا۔
سلہ آپ نے فرمایا یہ اہل نار میں سے ہے۔
سلہ کہیں کہیں جب معجزہ کا اظہار ہوتا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی رسالت پر گواہی کا اعلان کرتے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ اس موقع پر تازہ یقین پیدا ہوتا تو لوگوں کو بطور تنبیہ و تلقین کرنے کے لیے ایسا کرتے پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔
سلہ اور اس کے جہاد و قتال کی بناء پر بھی دین کو تقویت نہیں دیتا علہ
سنلہ یہ حدیث بتا رہی ہے کہ خودکشی کرنے والا دوزخی ہوتا ہے۔ مذہب یہ ہے کہ اگر مومن اور تصدیق ایمانی رکھتا ہو تو پھر دائمی دوزخی نہ ہوگا۔ یہی حکم عمداً قاتل مومن کا ہے۔ اپنے نفس کا قاتل بھی مومن کے قاتل کی طرح ہی ہے۔ قرآن مجید میں قاتل مومن کا جو حکم دائمی دوزخی ہونے کا ہے۔ اس میں علماء نے تاویل کی ہے۔ اہل ظاہر محدثین کہتے ہیں اگرچہ وہ مومن ہے لیکن مومن کی یہ قسم دائمی دوزخی ہوگی۔ یہ لوگ خلود نار کو کافر کے ساتھ مخصوص نہیں رکھتے۔ لیکن یہ قول مذہب اہل سنت و جماعت کے اجماع کے مخالف ہے۔ مذکورہ حدیث میں جس آدمی کا ذکر ہے وہ منافق تھا جیسا کہ خطیب بغدادی نے کہا واقع میں وہ منافق تھا اگرچہ نفاق کا اظہار نہیں کرتا تھا۔

۵۶۳۹/۲۴ وعن عَائِشَةَ قَالَتْ سُحِرَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتَّى إِنَّهُ لَيُخَيَّلُ

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر جادو کیا گیا۔ حتی کہ

علہ لایوید، صرف نفی ہے۔ ترجمہ میں بھی نفی ہی نہیں ہے ممکن ہے طبع کرنے والے نے ایسی تحریف کر دی ہے ورنہ بخاری کی صحیح روایت میں لام تاکید کے لیے لیوید ہے۔ یعنی اللہ تعالیٰ تقویت دیتا ہے الخ یعنی اگرچہ یہ آدمی فاسق و فاجر تھا مگر اللہ تعالیٰ نے اس کے ہاتھوں دین کو تقویت دی۔ امیر علی مرحوم

marfat.com
Marfat.com

اِلَیْهِ فَعَلَ الشَّیْءَ وَمَا فَعَلَهٗ حَتّٰی
اِذَا کَانَ ذَاتَ یَوْمٍ عِنْدِیْ دَعَا
اللّٰهَ وَدَعَاهُ ثُمَّ قَالَ اَشَعَرْتِ
یَا عَآئِشَةُ اِنَّ اللّٰهَ قَدْ اَفْتَانِیْ
فِیْمَا اسْتَفْتَیْتُهٗ جَآءَنِیْ رَجُلَانِ
جَلَسَ اَحَدُهُمَا عِنْدَ رَاْسِیْ وَالْاٰخَرُ
عِنْدَ رِجْلِیْ ثُمَّ قَالَ اَحَدُهُمَا
لِصَاحِبِهٖ مَا وَجَعُ الرَّجُلِ قَالَ
مَطْبُوْبٌ قَالَ وَمَنْ طَبَّهٗ قَالَ لَبِیْدُ
بْنُ الْاَعْصَمِ الْیَهُوْدِیُّ قَالَ فِیْمَا ذَا
قَالَ فِیْ مُشْطٍ وَّمُشَاطَةٍ وَّجُفِّ طَلْعَةِ
ذَکَرٍ قَالَ فَاَیْنَ هُوَ قَالَ فِیْ بِئْرِ
ذَرْوَانَ فَذَهَبَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ
عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فِیْ اُنَاسٍ مِّنْ اَصْحَابِهٖ
اِلَی الْبِئْرِ فَقَالَ هٰذِهِ الْبِئْرُ الَّتِیْ
اُرِیْتُهَا وَکَاَنَّ مَآءَهَا نُقَاعَةُ
الْحِنَّآءِ وَکَاَنَّ نَخْلَهَا رُءُوْسُ
الشَّیَاطِیْنِ فَاسْتَخْرَجَهٗ
(مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ)

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو خیال[1] ہوتا تھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فلاں کام کر لیا ہے حالانکہ کیا نہ ہوتا تھا حتی کہ جب ایک دن حضور صلی اللہ علیہ وسلم میرے پاس تھے تو اللہ سے دعا کی پھر دعا کی پھر[2] فرمایا اے عائشہ رضی اللہ عنہا کیا تمہیں خبر ہے کہ اللہ نے مجھے وہ بات بتا دی جو میں نے اس سے پوچھی تھی۔ میرے پاس دو شخص آئے ان میں سے ایک تو میرے سر کے پاس بیٹھا اور دوسرا میرے پاؤں کے پاس پھر ان میں سے ایک نے اپنے ساتھی سے کہا کہ ان صاحب کو کیا بیماری ہے۔ اس نے کہا ان پر جادو کیا گیا ہے۔ وہ بولا کس نے جادو[3] کیا ہے۔ لبید بن اعصم یہودی[4] نے کہا کہ وہ جادو کس چیز میں کیا گیا ہے کہا کنگھی[5] اور بالوں میں اور نر کھجور کے غلاف شگوفہ[6] میں بولا تو وہ سامان کہاں ہے کہا ذروان کنوئیں[7] میں۔ پھر نبی صلی اللہ علیہ وسلم اپنے صحابہ میں سے کچھ لوگوں کے ساتھ اس کنوئیں تک گئے۔ فرمایا یہی وہ کنواں ہے جو مجھے دکھایا گیا ہے اس کے پانی مہندی کے نچوڑ[8] کی طرح ہے۔ گویا اس کے درخت شیاطین[9] شیطانوں کے سر ہیں۔ پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے نکلوا دیا[10] (بخاری و مسلم)

[1] دوسری روایت میں ہے آپ کو یہ خیال ہوتا کہ میں فلاں اہلیہ کے پاس آیا حالانکہ آئے نہ ہوتے۔ آپ بطور نشاط و فرحت ظاہر کرتے کہ میں اہلیہ کے ساتھ ہم بستری پر قادر ہوں مگر اس پر قدرت نہ رکھتے۔ واضح رہے کہ ملاحد، جادو اور دیگر اسی طرح دیگر امراض کا رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کو عارض ہونے کا انکار کرتے ہیں اور یہ وہم کرتے ہیں کہ اس تقدیر پر آپ کی شریعت، اقوال اور افعال پر اعتماد نہیں رہے گا اور اس میں شک اور اشتباہ واقع ہو سکتا ہے کہ شاید اس کا تعلق اسی قبیل سے ہے لیکن یہ وہم زائل و باطل ہے کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے صدق و ثبوت نبوت دلائل قطعیہ یقینیہ سے ہے۔ سحر بھی ایک بیماری ہے جو حضرات انبیاء علیہم السلام کو عارض و لاحق ہو سکتی ہے جیسا کہ دیگر امراض۔ اگر بالفرض علت مرض کی وجہ سے آپ کے افعال میں

marfat.com
Marfat.com

خلل واقع بھی ہو تو وہ باقی تمام افعال میں خلل کا سبب نہیں بن سکتا کیونکہ حصولِ صحت اور زوالِ مرض کے بعد اس کا کوئی دخل نہیں رہتا جیسا کہ باقی لوگوں میں ہے۔ حضرات انبیاء علیہم السلام پر عوارضاتِ بشری مثلاً آفات، تغیرات و آلام و بیماری کا عارضہ ہوتا ہے اور حد بشریت و جبلت کی مد میں ان کے ظاہر و اجسام تک ہی محدود رہتا ہے۔ رہا ان کے ارواح اور بواطن کا معاملہ تو وہ ان سے محفوظ و مامون اور ملاءِ اعلیٰ سے متعلق رہتے ہیں اور وہاں سے علم و وحی حاصل کرتے ہیں۔ ان کے اجسام ارضی اور ارواح سماوی محاورہ کا یہی مفہوم ہے۔ کبھی حکمت کی بناء پر بطریق معجزہ اور خلافِ عادت برائے اظہار شرف و کمال اور دیگر بشروں سے امتیاز کی بناء پر آفاتِ بشری اور احکامِ جبلی سے بھی محفوظ ہوتے ہیں۔ جیسا کہ یہودی عورت کے زہر وغیرہ سے آپ کو محفوظ رکھا گیا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا یہودی عورت کے زہر سے زندہ رہنا ابن عاصم کے سحر سے کم تر نہیں۔ سحر کی تاثیر (جسمِ نبوی میں) کی حکمت تاثیر سحر کی حقانیت اور مشیتِ الٰہی کا اجراء ہے کہ سحر حق ہے اور اس سے اظہارِ نبوت اس کا ثبوت ہے کیونکہ سحر، ساحر میں تاثیر نہیں کرتا چونکہ کفار تو آپ کو ساحر کہتے ہیں تو اللہ تعالیٰ نے آپ پر سحر کی تاثیر کو ظاہر فرما کر واضح کر دیا کہ آپ ساحر نہیں، رہا معاملہ کسی فعل کا خیال کرنا اور عدم قدرت پر جماع جیسا کہ حدیث میں مذکور ہے اور آنکھوں کی بینائی کی کمزوری جیسا کہ دیگر روایات میں ہے۔ تبلیغ شریعت میں فعل اور آپ کے صدق میں رکاوٹ نہیں کیونکہ ابلاغِ شریعت پر آپ کی عصمت و طہارت پر قطعی دلائل موجود ہیں۔ بعض ان میں سے امور دنیویہ ہیں جنکی خاطر آپ کی بعثت نہیں ہوئی اور نہ ان کو فضیلت دی گئی۔ کسی حدیث یا روایت میں یہ نہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے کوئی ایسا فعل یا قول سرزد ہوا ہو جو آپ کے ابلاغ کے خلاف ہو یا نفس الامر کے خلاف ہو جو کچھ مذکور ہے یہ تو خواطر و تخیلات ہیں اور انھیں آپ صادق تصور نہیں فرماتے اور نہ ہی ان کا اثبات فرماتے۔ آپ کے تمام اعتقادات برطریق صدق و صواب ہیں اور آپ کے مبارک اقوال بھی بطریق صحت اور عدم فساد ہیں اور اگر ضعف بصری ظاہر بھی ہوا ہو تو یہ عقل و تمیز میں مخل نہیں فافہم و باللہ التوفیق۔ واقعہ جادو حدیبیہ سے واپسی پر ملو ذوالحج میں وقوع پذیر ہوا اور اسکی مدت بقا چالیس روز یا چھ ماہ یا ایک سال رہی۔ ان میں تطبیق کچھ یوں ہے کہ چالیس روز تک غلبہ رہا پھر کچھ آثار ششماہ تک اور کچھ ایک سال تک رہے۔ واللہ اعلم

۲؎ مکرر دعا فرمائی اس میں اس پر دلیل ہے۔ نزول بلاء اور حصول مکروہ کے وقت دعا مستحب و سنت ہے۔ شارحین کہتے ہیں کہ خواص اس وقت دعا کرتے ہیں کہ وہ حبیب اجابت کو پہنچتی ہے اور دیگر لوگ دعا کو چھوڑتے ہیں اور اپنے وقت میں مستجاب ہوتی ہے۔

۳؎ طب، سحر و جادو، طب کا ایک معنی سحر ہے۔

۴؎ منقول ہے کہ اس کی بیٹیوں نے اس کی شرکت سے کیا۔

۵؎ مشط، میم پر پیش، شین ساکن یا مضموم دیگر طریقوں پر بھی اس کا ضبط ہے۔ مشاطہ میم پر پیش وہ بال جو کنگھی سے جھڑتے ہیں۔

marfat.com
Marfat.com

ؔ۵۶ جف، جیم پر پیش، فاء مشدد، شگوفہ کا غلاف، طلعہ، طاء پر زبر، لام ساکن شگوفہ یہ نر اور مادہ دونوں کے لیے مستعمل ہے۔ جہاں شگوفہ نر ہوگا وہاں اس کی خصوصیت ظاہر ہے اور جف کی جگہ جب باء کے ساتھ بھی منقول ہے اور دونوں کا معنی ایک ہی ہے۔

ؔ۵۷ ذروان۔ ذال پر زبر، راء ساکن، کنوئیں کا نام ہے۔ بعض روایات میں اروان ہے۔ ہمزہ پر زبر دونوں صحیح اور مشہور ہیں۔ اول اصح اور زیادہ مشہور ہے۔

ؔ۵۸ حناء، حاء کے نیچے زیر، نون مشدد، وہ گھاس جو خوشبو میں مشہور ہو۔

ؔ۵۹ شیخ توریشتی فرماتے ہیں کبھی ذہن اس طرف جاتا ہے کہ آپ کے اس ارشادِ گرامی سے مراد وہ درخت ہیں، جو اس کنوئیں میں تھے انھیں منظر قبیح کے اعتبار سے رؤس الشیاطین سے تشبیہ دی گئی ہے۔ لیکن مراد کھجور کے وہ شگوفے جو کنوئیں میں دفن تھے، عرب سب سے بد منظر کو رؤس شیاطین سے تعبیر کرتے تھے۔ بعض نے کہا اس سے مراد خبیث سانپ ہیں ان کو شیاطین کا نام دیا گیا ہے۔

ؔ۶۰ روایتِ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما میں ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی اور حضرت عمار رضی اللہ عنہما نے ذروان کنوئیں پر سحر نکالنے کے لیے بھیجا۔ انھوں نے جب نکالا تو دیکھا کھجور کے شگوفوں میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی موم سے بنی ہوئی صورت تھی اور اس میں ہر طرف سے سوئیاں چبھی ہوئی تھیں اور اس پر گرہیں تھیں۔ اسی وقت جبرئیل امین معوذتین سورتیں لے کر نازل ہوئے۔ ہر آیت پر ایک گرہ کھل جاتی تھی اور سوئی باہر آجاتی تھی اس پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو تسکین ونصیب ہوئی۔ ممکن ہے آپ بھی تشریف لے گئے ہوں مگر کنوئیں کے اندر اترنے کا حکم حضرت علی اور حضرت عمار رضی اللہ عنہما کو فرمایا ہو تا کہ وہ اسے نکال لائیں۔ روایات میں یہ بھی آیا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان یہودیوں کو کچھ نہ فرمایا اور نہ ہی انتقام لیا بلکہ فرمایا میں فتنہ برپا کرنے کو پسند ہی نہیں کرتا۔

۵۳۲ وَعَنْ اَبِیْ سَعِیْدِ نِ الْخُدْرِیِّ قَالَ بَیْنَمَا نَحْنُ عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ یَقْسِمُ قَسْمًا اَتَاهُ ذُوالْخُوَیْصِرَةِ وَهُوَ رَجُلٌ مِّنْ بَنِیْ تَمِیْمٍ فَقَالَ یَارَسُوْلَ اللّٰهِ اِعْدِلْ فَقَالَ وَیْلَكَ فَمَنْ یَّعْدِلُ اِذَا لَمْ اَعْدِلْ قَدْ خِبْتَ وَخَسِرْتَ اِنْ لَّمْ اَكُنْ اَعْدِلُ فَقَالَ عُمَرُ ائْذَنْ لِّیْ اَنْ

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس تھے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کچھ تقسیم فرما رہے تھے ؔ۶۱ کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس چھوٹی کوکھ والا ؔ۶۲ ایک شخص آیا جو بنی تمیم سے تھا بولا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انصاف کیجیے ؔ۶۳ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تیری خرابی ہو اگر میں انصاف نہ کروں تو کون کریگا اگر میں انصاف نہ کروں ؔ۶۴ تو تو خائب وخاسر ہو جاوے تو جناب عمر نے کہا مجھے اجازت دیجیے کہ میں اس کی

marfat.com
Marfat.com

اَضْرِبْ عُنُقَهٗ فَقَالَ دَعْهُ فَاِنَّ لَهٗ
اَصْحَابًا يَحْقِرُ اَحَدُكُمْ صَلٰوتَهٗ مَعَ
صَلٰوتِهِمْ وَصِيَامَهٗ مَعَ صِيَامِهِمْ يَقْرَءُوْنَ
الْقُرْاٰنَ لَا يُجَاوِزُ تَرَاقِيَهُمْ يَمْرُقُوْنَ
مِنَ الدِّيْنِ كَمَا يَمْرُقُ السَّهْمُ مِنَ
الرَّمِيَّةِ يَنْظُرُ اِلٰى نَصْلِهٖ اِلٰى رُصَافِهٖ
اِلٰى نَضِيِّهٖ وَهُوَ قِدْحُهٗ اِلٰى قُذَذِهٖ
فَلَا يُوْجَدُ فِيْهِ شَيْءٌ سَبَقَ الْفَرْثَ
وَالدَّمَ اٰيَتُهُمْ رَجُلٌ اَسْوَدُ اِحْدٰى
عَضُدَيْهِ مِثْلُ ثَدْيِ الْمَرْاَةِ اَوْ مِثْلُ
الْبَضْعَةِ تَدَرْدَرُ وَيَخْرُجُوْنَ عَلٰى خَيْرِ
فِرْقَةٍ مِّنَ النَّاسِ قَالَ اَبُوْ سَعِيْدٍ
اَشْهَدُ اَنِّيْ سَمِعْتُ هٰذَا الْحَدِيْثَ
مِنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
وَاَشْهَدُ اَنَّ عَلِيَّ ابْنَ اَبِيْ طَالِبٍ
قَاتَلَهُمْ وَاَنَا مَعَهٗ فَاَمَرَ بِذٰلِكَ
الرَّجُلِ فَالْتُمِسَ فَاُتِيَ بِهٖ حَتّٰى نَظَرْتُ
اِلَيْهِ عَلٰى نَعْتِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الَّذِيْ نَعَتَهٗ وَفِيْ
رِوَايَةٍ اَقْبَلَ رَجُلٌ غَائِرُ الْعَيْنَيْنِ
نَاتِئُ الْجَبْهَةِ كَثُّ اللِّحْيَةِ مُشْرِفُ
الْوَجْنَتَيْنِ مَحْلُوْقُ الرَّاْسِ فَقَالَ
يَا مُحَمَّدُ اتَّقِ اللّٰهَ فَقَالَ فَمَنْ
يُّطِعِ اللّٰهَ اِذَا عَصَيْتُهٗ فَيَاْمَنُنِيَ
اللّٰهُ عَلٰى اَهْلِ الْاَرْضِ وَلَا تَاْمَنُوْنِيْ
فَسَاَلَ رَجُلٌ قَتْلَهٗ فَمَنَعَهٗ
فَلَمَّا وَلّٰى قَالَ اِنَّ مِنْ

گردن ماردوں فرمایا اسے چھوڑ دو کیونکہ اس کے کچھ ساتھی ہوں گے کہ تم میں سے ہر ایک اپنی نماز ان کی نمازوں کے مقابلہ میں اور اپنے روزے ان کے روزوں کے مقابلہ میں حقیر جانے گا۔ وہ لوگ قرآن پڑھیں گے۔ قرآن ان کے گلوں کے نیچے نہ اُترے گا۔ دین سے ایسے نکل جائیں گے جیسے تیر کمان سے نکل جاتا ہے کہ اس کی نوک، اس کے پر اس کی قدح یعنی لکڑی، اس کی نوک کے نیچے کو دیکھو تو اس میں کچھ نہیں پایا جاتا ہے حالانکہ وہ گوبر اور خون میں سے گزرا ہے۔ اس کی نشانی ایک کالا آدمی ہے جس کے بازوؤں میں سے ایک بازو عورت کے پستان کی طرح ہوگا یا گوشت کی بوٹی کی طرح جو ہلتا ہو۔ یہ لوگ مسلمانوں کے بہترین فرقے کے خلاف خروج کریں گے حضرت ابو سعید نے فرمایا میں گواہی دیتا ہوں کہ میں نے یہ حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنی اور میں گواہی دیتا ہوں کہ جناب علی بن ابی طالب نے ان لوگوں پر جہاد کیا۔ میں آپ کے ساتھ تھا تو آپ نے اس شخص کے متعلق حکم دیا وہ ڈھونڈا گیا اسے لایا گیا حتیٰ کہ میں نے اسے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی بتائی ہوئی علامت پر دیکھا اور ایک روایت میں یوں ہے کہ ایک شخص آیا دھنسی ہوئی آنکھیں ابھری ہوئی پیشانی گھنی داڑھی اونچی کنپٹی والا سر منڈا ہوا وہ بولا اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ سے ڈرو تو فرمایا کہ اگر میں اس کی نافرمانی کروں تو اللہ کی اطاعت کون کرے گا۔ اللہ تعالیٰ نے مجھے زمین والوں پر امین بنایا ہے اور تم مجھے امین نہ جانو ایک شخص نے اس کے قتل کی اجازت مانگی حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے منع فرما دیا جب وہ چلا گیا تو حضور صلی اللہ

marfat.com
Marfat.com

مِنْ ضِئْضِئِ هٰذَا قَوْمٌ يَقْرَءُوْنَ الْقُرْاٰنَ لَا يُجَاوِزُ حَنَاجِرَهُمْ يَمْرُقُوْنَ مِنَ الْاِسْلَامِ مُرُوْقَ السَّهْمِ مِنَ الرَّمِيَّةِ فَيَقْتُلُوْنَ اَهْلَ الْاِسْلَامِ وَيَدَعُوْنَ اَهْلَ الْاَوْثَانِ لَئِنْ اَدْرَكْتُهُمْ لَاَ قْتُلَنَّهُمْ قَتْلَ عَادٍ ۔ (مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ)

علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس کی پشت[۲۶] سے ایک قوم ہوگی جو قرآن پڑھے گی قرآن انکے گلے سے نیچے نہ اترے گا وہ اسلام سے نکل جائیں گے جیسے تیر شکار سے وہ مسلمانوں سے قتال کریں گے اور بت پرستوں[۲۷] کو چھوڑیں گے اگر میں انھیں پاؤں تو قوم عاد کی طرح قتل کروں ۔ (بخاری مسلم)

[۱] قسم، قاف پر زبر، بمعنی مقسوم، قسم، قاف کے نیچے زیر، بمعنی حصہ ونصیب وبخشش، یہ مال غنیمت حنین سے حاصل ہوا تھا جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مقام جعرانہ پر تقسیم فرمایا

[۲] ذوالخویصرہ ، خاء پر پیش ، واؤ پر زبر یاء ساکن ، صاد کے نیچے زیر

[۳] تمام کو برابر دے

[۴] کیونکہ تیری سودمندی اور امید برآری میرے انصاف کی وجہ سے ہے اور مجھے تمام جہانوں کے لیے رحمت اور اقامتِ عدل کے لیے بھیجا گیا ہے ۔ اگر میں عدل نہ کروں تو تمھارے پاس سوائے ناامیدی اور زیاں کاری کے کچھ نہ ہو۔

[۵] یہ ظاہری، نماز و روزہ میں تمھارے نماز و روزہ سے قوی ہیں اور نمازیوں کے قتل سے اسلام نے منع کر رکھا ہے اگرچہ ان کا نماز روزہ درجہ قبولیت نہیں پاتا ۔ اگرچہ وہ بغاوت کی وجہ سے واجب القتل ہو چکے ہیں ۔

[۶] اس سے مراد قرآن کا درجہ قبول اور محل انابت پر نہ پہنچنا ہے ۔

[۷] رصاف، راء پر پیش یا زیر، تیر کے اوپر جو پیوست ہوتا ہے ۔

[۸] نضیئ ، نون پر زبر ، ضاد کے نیچے زیر یاء مشدد

[۹] قدح ، قاف کے نیچے زیر، دال ساکن ، تیر کی لکڑی ، یہ وادی کی تفسیر ہے ۔

[۱۰] قذذہ ، قاف پر پیش ، ذال پر زبر، تیر کے پر

[۱۱] یہ فرقہ دین سے اس طرح دور ہے کہ جس طرح وہ تیر جو شکار سے اس قدر تیزی سے گزرا کہ اس پر خون وغیرہ کا کوئی اثر نہ تھا ۔ اس حدیث سے ان لوگوں نے استدلال کیا ہے جنھوں نے خوارج کی تکفیر کی ہے خطابی کہتے ہیں کہ یہاں دین سے مراد اطاعت امام ہے، بخاری، مسلم اور ابن ماجہ نے نقل کیا کہ یہ فرقہ دین سے اس طرح باہر ہے جیسے تیر شکار سے باہر جاتا ہے ۔

بعض علماء کہتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مشابہتِ ایمان کی وجہ سے خوارج کی تکفیر میں توقف فرمایا امام مالک رضی اللہ عنہ سے اہلِ اہوا کی تکفیر کے بارے میں پوچھا گیا کہ وہ کافر ہیں ۔ انھوں نے فرمایا وہ کفر سے بھاگتے ہیں ۔ ایسی ہی بات امیر المومنین حضرت علی رضی اللہ عنہ سے خوارج کے بارے میں منقول ہے۔

marfat.com
Marfat.com

ا۱۲ تَدَرْدَرُ، تا اور دال پر زبر، را ساکن اصل میں تَتَدَرْدَرُ بروزن تَتَفَعْلَلُ یعنی وہ حرکت کرے گا آگے جائے گا۔ اس وجہ سے اسے ذوالثدیہ کہا گیا ہے۔ تا پر پیش، دال پر زبر اور مشدد، یہ خوارج کا سربراہ تھا

ا۱۳ یہاں بہتر گروہ سے مراد حضرت علی اور ان کے ساتھی ہیں رضی اللہ عنہم۔

ا۱۴ جن کے بارے میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے بیان فرمایا۔

ا۱۵ قتل شدہ افراد کے درمیان اس کی تلاش کی۔

ا۱۶ حدیث کے ابتدائی الفاظ یہ ہیں۔

ا۱۷ غور کا اصلاً معنی پانی کا زمین کے نیچے جانا۔

ا۱۸ وجنہ واؤ پر تینوں حرکات کے ساتھ ہے۔

ا۱۹ یہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ظاہری حیات میں ذوالخویصرہ کی علامات تھیں۔ ذوالثدیہ جس نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کے خلاف خروج کیا وہ اسی قوم میں سے تھا۔ دونوں کو ایک قرار دینا فقط وہم ہے۔

ا۲۰ یہ بدشکل کہنے لگا

ا۲۱ خدا کی اطاعت کرتے ہوئے عدل سے کام لو

ا۲۲ یعنی میں سب سے زیادہ اللہ تعالیٰ کی اطاعت اور فرمانبرداری کرنے والا ہوں تو مجھے اطاعت کی تاکید کر رہا ہے۔

ا۲۳ مجھے اللہ تعالیٰ نے تمام اہلِ زمین پر امین بنا کر بھیجا ہے تاکہ میں ان کے درمیان عدل کروں۔

ا۲۴ لیکن تو مجھ پر اعتماد نہیں کر رہا۔

ا۲۵ اس کی اس بے ادبی پر ایک صحابی نے اس کے قتل کی اجازت چاہی۔ سابق حدیث میں گزرا، یہ حضرت فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ تھے۔

ا۲۶ ضِئْضِئِیْ دونوں ضاد کے نیچے زیر اور دو ہمزے بمعنی اصل یہاں مراد مذہب ہے نہ کہ اولاد کیونکہ خوارج ذوالخویصرہ کی اولاد میں سے نہ تھے۔

ا۲۷ بت پرستوں کے ساتھ ان کی جنگ نہ ہو گی۔

ا۲۸ قتل عاد سے مراد ان کا جڑ سے کاٹ دینا ہے۔ باقی مشاکلت کی بناء پر تعبیر ہے کیونکہ قوم عاد قتل نہیں ہوئی بلکہ ہوا نے انھیں ہلاک کیا۔

۵۶۴۱ وَعَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ قَالَ كُنْتُ اَدْعُوْ اُمِّیْ اِلَى الْاِسْلَامِ وَهِیَ مُشْرِكَةٌ[۲۶] فَدَعَوْتُهَا يَوْمًا فَاَسْمَعَتْنِیْ فِیْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ میں اپنی ماں کو اسلام کی طرف بلاتا تھا وہ مشرکہ تھی ایک دن میں نے اسے دعوت دی تو اس نے مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق وہ باتیں سنائیں

marfat.com
Marfat.com

اَكْرَهُ فَاَتَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاَنَا اَبْكِيْ فَقُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اُدْعُ اللّٰهَ اَنْ يَّهْدِيَ اُمَّ اَبِيْ هُرَيْرَةَ فَقَالَ اَللّٰهُمَّ اهْدِ اُمَّ اَبِيْ هُرَيْرَةَ فَخَرَجْتُ مُسْتَبْشِرًا بِدَعْوَةِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَمَّا صِرْتُ اِلَى الْبَابِ فَاِذَا هُوَ مُجَافٌ فَسَمِعَتْ اُمِّيْ خَشْفَ قَدَمَيَّ فَقَالَتْ مَكَانَكَ يَا اَبَا هُرَيْرَةَ وَسَمِعْتُ خَضْخَضَةَ الْمَآءِ فَاغْتَسَلَتْ فَلَبِسَتْ دِرْعَهَا وَعَجِلَتْ عَنْ خِمَارِهَا فَفَتَحَتِ الْبَابَ ثُمَّ قَالَتْ يَا اَبَا هُرَيْرَةَ اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ فَرَجَعْتُ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاَنَا اَبْكِيْ مِنَ الْفَرَحِ فَحَمِدَ اللّٰهَ وَقَالَ خَيْرًا

(رَوَاهُ مُسْلِمٌ)

جو میں ناپسند[1] کرتا ہوں تو میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں روتا[2] ہوا گیا۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رب تعالیٰ سے دعا فرمائیں کہ وہ ابوہریرہ کی ماں کو ہدایت دے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے کہا اے اللہ ابوہریرہ کی ماں کو ہدایت دے تو میں خوشی خوشی نکلا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا سے۔ تو جب میں دروازے پر پہنچا تو وہ بند تھا۔ میری ماں نے میرے قدموں کی آہٹ[3] سنی تو بولیں[4] اے ابوہریرہ[5] وہاں ہی رہو اور میں نے پانی کی چھلک[6] سنی۔ انھوں نے غسل کیا پھر اپنی قمیص پہنی اور اپنے دوپٹہ سے جلدی[7] کی۔ دروازہ کھولا پھر بولیں اے ابوہریرہ میں گواہی دیتی ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور گواہی دیتی ہوں کہ محمد اللہ کے بندے اور اس کے رسول ہیں۔ تو میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف لوٹا میں خوشی سے رو[8] رہا تھا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ کا شکر ادا کیا اور دعائے[9] خیر کی۔

(مسلم)

۱؎ میں نے اس سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں ایسی گفتگو سنی جس کا ذکر کرنا مجھے پسند نہیں ظاہر یہ ہے کہ ذکر سے قطع نظر دل سے بُرا جانا۔

۲؎ اپنی ماں کے حال پر روتا ہوا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمتِ اقدس میں حاضر ہوا

۳؎ خشف، خاء اور شین کے ساتھ قدموں کی آہٹ

۴؎ ابھی مکان میں داخل نہ ہونا اے ابوہریرہ

۵؎ اپنے نام کی تصریح ان کے حال کے اہتمام اور ان کی قبولیت و رضا کی وجہ سے ہے۔

۶؎ میں نے غسل کرنے کی آواز سنی، خضخضہ، دو خاء اور دو ضاد، پانی کا ٹپکنا

۷؎ جلدی سے لباس پہنا اور اوڑھنی سر پر لی

۸؎ کبھی رونا غم کی وجہ سے ہوتا ہے اور کبھی خوشی کی بناء پر۔ بعض خوش طبع نے کہا خوشی خوشی پر رونا اس وجہ سے ہوتا ہے کہ غم گریہ کی صورت میں باہر نکل آتا ہے۔

marfat.com
Marfat.com

۹ یہ حکم نیکی، دعا کو متضمن ہے یہاں تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا پر معجزہ کا اظہار ہے کہ باوجود سخت مخالف ہونے کے اللہ تعالیٰ کے حکم سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے دل پر تصرف فرمایا اور ان کے کفر کو اسلام سے بدل ڈالا۔

۵۶۴۲ وَعَنْہُ قَالَ اِنَّکُمْ تَقُوْلُوْنَ اَکْثَرَ اَبُوْھُرَیْرَۃَ[۱] عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَاللّٰہُ الْمَوْعِدُ وَاِنَّ اِخْوَتِیْ مِنَ الْمُھَاجِرِیْنَ کَانَ یَشْغَلُھُمُ الصَّفْقُ بِالْاَسْوَاقِ وَاِنَّ اِخْوَتِیْ مِنَ الْاَنْصَارِ کَانَ یَشْغَلُھُمْ عَمَلُ اَمْوَالِھِمْ وَکُنْتُ امْرَأً مِسْکِیْنًا اَلْزَمُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ عَلٰی مِلْءِ بَطْنِیْ وَقَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَوْمًا لَنْ یَّبْسُطَ اَحَدٌ مِّنْکُمْ ثَوْبَہٗ حَتّٰی اَقْضِیَ مَقَالَتِیْ ھٰذِہٖ ثُمَّ یَجْمَعُہٗ اِلٰی صَدْرِہٖ فَیَنْسٰی مِنْ مَّقَالَتِیْ شَیْئًا اَبَدًا فَبَسَطْتُ نَمِرَۃً لَیْسَ عَلَیَّ ثَوْبٌ غَیْرُھَا حَتّٰی قَضَی النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَقَالَتَہٗ ثُمَّ جَمَعْتُھَا اِلٰی صَدْرِیْ فَوَالَّذِیْ بَعَثَہٗ بِالْحَقِّ مَا نَسِیْتُ مِنْ مَّقَالَتِہٖ ذٰلِکَ اِلٰی یَوْمِیْ ھٰذَا۔ (مُتَّفَقٌ عَلَیْہِ)

انہیں سے روایت ہے فرمایا تم کہتے ہو کہ ابوہریرہ[۱] نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایات زیادہ کرتے ہیں اور اللہ وعدہ والا ہے میرے مہاجر[۲] بھائیوں کو بازار میں خرید و فروخت مشغول رکھتی تھی[۳] اور میرے انصاری[۴] بھائیوں کو ان کے مالوں میں کام کاج مشغول رکھتا تھا۔ میں ایک مسکین آدمی[۵] تھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا دامن دل بھر کے پکڑے رہتا تھا۔ ایک دن نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ نہیں ہو سکتا کہ تم میں سے کوئی اپنا کپڑا پھیلا دے حتیٰ کہ میں اپنا یہ کلام پورا کر لوں[۶] پھر وہ اپنے سینے سے لگا لے[۷] پھر کبھی نہ میرا کوئی کلام بھول جاوے چنانچہ میں نے کمبل[۸] پھیلا دیا۔ میرے پر اس کے سوا اور کوئی کپڑا نہ تھا۔ حتیٰ کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا کلام پورا کر لیا پھر میں نے وہ کمبل اپنے سینے سے لگا لیا تو اس کی قسم جس نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو حق کے ساتھ بھیجا میں اپنے اس دن سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا کوئی فرمان نہ بھولا۔ (بخاری، مسلم)

۱ یعنی اگر میں احادیث میں کمی بیشی کروں تو روز قیامت اللہ تعالیٰ مجھے سزا دے گا اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے

۲ اس کے بعد کثرت کے ساتھ احادیث روایت کی وجہ بیان کرتے ہوئے کہا

۳ اس سے مراد بیع و شرا ہے کیونکہ بائع و مشتری ہی اصحاب تجارت ہونے کی وجہ سے ایک ہاتھ دوسرے پر مارتے ہیں۔

۴ اہلِ مدینہ کے مال سے مراد ان کے باغات اور ان کا کھیتی باڑی کرنا ہے۔ جیسا کہ اہلِ مکہ کے ہاں اونٹ اور بکریاں، انصاری لوگ باغات اور زراعت کے مالک تھے۔

marfat.com
Marfat.com

ے جو مل جاتا اُس پر قناعت کر لیتا نہ میرا کاروبار تھا اور نہ زراعت کہ میں ان میں مشغول ہوتا تو میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی مبارک صحبت میں رہتا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے احوال و اقوال کو دیکھتا اور سنتا رہتا۔

ے اس میں اُس دعا کی طرف اشارہ ہے جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی اُمت کے حفظ، حفاظت اور آپ کی احادیث کو سن کر یاد کرنے کے بارے میں کی تھی۔

ے میں دعا کروں گا جس نے بھی جھولی پھیلا دی اس دعا کی برکت سے جب وہ اپنی چادر لپیٹا دبرا اوڑھے گا تو جو اس نے جو احادیث حاصل کی تھیں وہ اسے کبھی نہیں بھولیں گی۔

ے نمرہ، نون پر زبر، میم کے نیچے زیر وہ کمبل جس میں سیاہی و سفیدی ہو۔

۵۶۴۲
۲۸ وَعَنْ جَرِيرِ ابْنِ عَبْدِ اللهِ قَالَ قَالَ لِي رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَلَا تُرِيحُنِي مِنْ ذِي الْخَلَصَةِ فَقُلْتُ بَلَى وَكُنْتُ لَا أَثْبُتُ عَلَى الْخَيْلِ وَذَكَرْتُ ذَالِكَ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَضَرَبَ يَدَهُ عَلَى صَدْرِي حَتَّى رَأَيْتُ أَثَرَ يَدِهِ فِي صَدْرِي وَقَالَ اللّٰهُمَّ ثَبِّتْهُ وَاجْعَلْهُ هَادِيًا مَهْدِيًّا قَالَ فَمَا وَقَعْتُ عَنْ فَرَسِي بَعْدُ فَانْطَلَقَ فِي مِائَةٍ وَخَمْسِينَ فَارِسًا مِنْ أَحْمَسَ فَحَرَّقَهَا بِالنَّارِ وَكَسَّرَهَا (مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ)

حضرت جریر[ا] ابن عبداللہ سے روایت ہے فرماتے ہیں مجھ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا تم مجھ کو ذوالخلصہ[۲] سے راحت نہ دو گے۔ میں نے عرض کیا ہاں اور میں گھوڑے پر ٹھہر نہ سکتا تھا۔ میں نے یہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا دست مبارک میرے سینہ[۳] پر لگا دیا حتیٰ کہ میں نے آپکے ہاتھ کا اثر اپنے سینہ میں پایا اور فرمایا الٰہی اسے ثابت رکھ[۴]، اسے ہدایت دینے والا ہدایت یافتہ بنا دے۔ فرمایا اس کے بعد اپنے گھوڑے سے نہ[۵] گرا۔ پھر وہ ڈیڑھ سو سواروں میں گئے جو قبیلہ احمس[۶] سے تھے۔ ذی الخلصہ کو آگ میں جلا دیا اور اسے ڈھا دیا۔ (بخاری مسلم)

ے حضرت جریر بن عبداللہ بجلی رضی اللہ عنہ، یہ عزت ماٰثرف، حسن صورت و سیرت میں بے مثل تھے
ے ذوالخلصہ، خاء پر زبر، لام دونوں پر ضمہ بھی جائز، بیت خانہ کا نام ہے اسے کعبۃ اللہ الیمانیہ کہتے
ے قبیلہ خثعم کا اس میں بت تھا اس کا نام خلصہ تھا۔ خلصہ اصلاً درخت کا نام ہے جس سے خوشبو آتی ہو۔
ے تقویت ثابت اور مضبوطی کے لیے
ے اسے تمام احوال اور افعال میں ثابت رکھ
ے یہاں سے معلوم ہوتا ہے جس کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم دیں اور قوت عطا کریں وہ کمزور و ناتواں نہیں ہو سکتا اے اللہ ہمیں بھی عطا فرما۔ ے تو مرا دل دہ و دلیری بین + روبہ خویش خوان و شیری بین
تو مجھے دل عطا فرما پھر جرات دیکھ تو ہمیں لومڑی ہی قرار دے دے پھر ہمیں شیر دیکھ

marfat.com
Marfat.com

وَمَنْ يَكُنْ بِرَسُوْلِ اللّٰهِ نُصْرَتُهُ ۔ اِنْ تَلْقَهُ الْاُسْدُ فِيْ اٰجَامِهَا تَجِمِ

(جسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نصرت حاصل ہو جائے اس کے سامنے شیر بھی کمزور ہوتا ہے)

یہ فقیر جب مکہ معظمہ میں اقامت پذیر تھا تو الحاج نظر بدخشی (جو کہ راہ کے مرد اور طریقت کے شہسوار تھے) کی خدمت میں حاضر ہوا انھوں نے میری پشت پر ہاتھ پھیرا اور دو دفعہ فرمایا اے اللہ اسے استقامت عطا فرما میں کامل طور پر امید وار ہوں کہ بندہ حق اور دین پر قائم اور راسخ رہے گا انشاء اللہ تعالیٰ۔

سلہ احمس، حاء، سین بر وزن احمر، قریش کے قبائل کا نام ہے، شجاعت، سختی اور دلیری کی وجہ سے یہ نام تھا، محاسبہ کا معنی شجاعت ہوتی ہے۔

۵۶۴۴ / ۲۹ وَعَنْ اَنَسٍ قَالَ اِنَّ رَجُلًا كَانَ يَكْتُبُ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَارْتَدَّ عَنِ الْاِسْلَامِ وَلَحِقَ بِالْمُشْرِكِيْنَ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ الْاَرْضَ لَا تَقْبَلُهُ فَاَخْبَرَنِيْ اَبُوْ طَلْحَةَ اَنَّهُ اَتَى الْاَرْضَ الَّتِيْ مَاتَ فِيْهَا فَوَجَدَهُ مَنْبُوْذًا فَقَالَ مَا شَاْنُ هٰذَا فَقَالُوْا دَفَنَّاهُ مِرَارًا فَلَمْ تَقْبَلْهُ الْاَرْضُ (مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ)

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں کہ ایک شخص نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں کاتب[1] وحی تھا وہ اسلام سے پھر گیا اور مشرکین[2] سے جا ملا تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اسے زمین قبول نہیں کرے گی۔ مجھے ابوطلحہ[3] نے خبر دی کہ وہ اس زمین میں گئے جہاں وہ مرا تھا اسے باہر پھینکا ہوا پایا پوچھا اس میت کا کیا حال ہے؟ لوگوں نے کہا کہ ہم نے اس کو بار ہا دفن کیا اسے زمین نے قبول نہ کیا۔ (مسلم، بخاری)

سلہ وحی یا اس کے علاوہ کوئی چیز

سلہ یہ شخص نصرانی تھا مسلمان ہوا پھر اس نے نصرانیت اختیار کر لی۔

سلہ حضرت ابوطلحہ انصاری رضی اللہ عنہ مشاہیر صحابہ میں سے ہیں اور حضرت امّ انس رضی اللہ عنہا کے خاوند ہیں۔

۵۶۴۵ / ۳۰ وَعَنْ اَبِيْ اَيُّوْبَ قَالَ خَرَجَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَدْ وَجَبَتِ الشَّمْسُ فَسَمِعَ صَوْتًا قَالَ يَهُوْدُ تُعَذَّبُ فِيْ قُبُوْرِهَا (مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ)

حضرت ابوایوب[1] رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لے گئے سورج غروب چکا تھا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے آواز[2] سنی فرمایا یہود اپنی قبروں میں عذاب دیے جا رہے ہیں۔ (مسلم، بخاری)

سلہ یہ کبار صحابہ میں سے ہیں۔ ہجرت کے وقت سب سے پہلے حضور صلی اللہ علیہ وسلم انھی کے مہمان بنے۔

سلہ یہ آواز یہود کی فریاد کی بھی ہو سکتی ہے یا عذاب کے واقع ہونے کی یا عذاب دینے والے فرشتوں کی۔

marfat.com
Marfat.com

اوّل ظاہر ہے، طبرانی کی روایت اس پر شاہد ہے۔

٥٦٤٦/٣١ وَعَنْ جَابِرٍ قَالَ قَدِمَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ سَفَرٍ فَلَمَّا كَانَ قُرْبَ الْمَدِيْنَةِ هَاجَتْ رِيْحٌ تَكَادُ اَنْ تَدْفِنَ الرَّاكِبَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بُعِثَتْ هٰذِهِ الرِّيْحُ لِمَوْتِ مُنَافِقٍ فَقَدِمَ الْمَدِيْنَةَ فَاِذَا عَظِيْمٌ مِنَ الْمُنَافِقِيْنَ قَدْ مَاتَ (رَوَاهُ مُسْلِمٌ)

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم ایک سفر سے واپس ہوئے تو جب مدینہ سے قریب ہوئے تو ایک ہوا چلی جو سوار کو دفن کیے[1] دیتی تھی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ ہوا ایک منافق کی موت پر بھیجی گئی ہے[2]۔ پھر مدینہ منورہ پہنچے تو منافقوں کا ایک سردار مر چکا تھا۔ (مسلم)

[1] جو قریب تھا کہ سوار کو ہلاک کر دیتی۔

[2] منافق کی موت کے وقت سخت طوفان کا آنا، وحشت و پریشانی لاحق ہونا اس لیے ہوتا ہے کہ اس کے مرنے پر اسے تکلیف ہوتی ہے۔

٥٦٤٧/٣٢ وَعَنْ اَبِيْ سَعِيْدِنِ الْخُدْرِيِّ قَالَ خَرَجْنَا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتّٰى قَدِمْنَا عُسْفَانَ فَاَقَامَ بِهَا لَيَالِيَ فَقَالَ النَّاسُ مَا نَحْنُ هٰهُنَا فِيْ شَيْءٍ وَاِنَّ عِيَالَنَا لَخُلُوْفٌ مَا نَاْمَنُ عَلَيْهِمْ فَبَلَغَ ذٰلِكَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ وَالَّذِيْ نَفْسِيْ بِيَدِهٖ مَا فِي الْمَدِيْنَةِ شِعْبٌ وَلَا نَقْبٌ اِلَّا عَلَيْهِ مَلَكَانِ يَحْرُسَانِهَا حَتّٰى تَقْدَمُوْا اِلَيْهَا ثُمَّ قَالَ ارْتَحِلُوْا فَارْتَحَلْنَا وَاَقْبَلْنَا اِلَى الْمَدِيْنَةِ فَوَالَّذِيْ يُحْلَفُ بِهٖ مَا وَضَعْنَا رِحَالَنَا حِيْنَ دَخَلْنَا الْمَدِيْنَةَ حَتّٰى اَغَارَ عَلَيْنَا بَنُوْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ غَطْفَانَ وَمَا يُهَيِّجُهُمْ قَبْلَ ذٰلِكَ شَيْءٌ (رَوَاهُ مُسْلِمٌ)

حضرت ابو سعید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ ہم نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نکلے حتیٰ کہ عسفان[1] پہنچے وہاں چند شب قیام فرمایا لوگ کہتے کہ ہم یہاں کسی کام میں تو ہیں نہیں اور ہمارے بال بچے اکیلے[2] ہم سے غائب ہیں ہم ان پر مطمئن نہیں۔ یہ خبر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو پہنچی تو فرمایا اس کی قسم جس کے قبضہ میں میری جان ہے مدینہ میں نہ کوئی گھاٹی[3] ہے نہ کوئی راستہ مگر اس پر دو فرشتے ہیں جو اس کی حفاظت کر رہے ہیں حتیٰ کہ ہم لوگ وہاں پہنچیں پھر فرمایا کوچ کرو ہم نے کوچ کیا اور مدینہ پہنچ گئے۔ اس کی قسم کھائی[4] جاتی ہے کہ جب ہم مدینہ پہنچ گئے تو ابھی ہم نے سامان نہ اتارے تھے کہ ہم پر بنی عبداللہ بن غطفان[5] نے حملہ کر دیا حالانکہ اس سے پہلے انھیں کوئی چیز نہیں بھڑکاتی[6] تھی۔ (مسلم)

[1] عسفان، عین پر پیش، سین ساکن اور فاء، مکہ معظمہ سے دو مراحل پر ہے۔

[2] خلوف، خاء پر پیش، خلف یا خالف کی جمع، اس کا اطلاق موجود و غائب دونوں پر ہوتا ہے۔

marfat.com
Marfat.com

نہایۃ میں ہے خالف کہتے ہیں جب سفر کی وجہ سے غائب اور خواتین گھروں میں مقیم رہیں۔

۳؎ شعب، شین کے نیچے زیر، پہاڑوں کے درمیان راستہ۔ نقب، نون پر زبر، قاف ساکن، یہ بھی اسی طرح کے راستہ کے معنی میں آتا ہے لیکن یہاں دو شہری کوچہ کے دو محلوں کے درمیان مراد ہے۔ جیساکہ دوسری احادیث میں کہ آفتاب مدینہ پر فرشتے مقرر ہیں اور وہاں طاعون اور دجّال کا داخلہ نہ ہوگا۔

۴؎ حلف صرف اللہ تعالیٰ کے نام کا ہی اٹھایا جاسکتا ہے۔

۵؎ غطفان۔ غین اور طاء قبیلہ کا نام ہے۔

۶؎ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی وہ اطلاع سچی ثابت ہوئی کہ مدینہ کی حفاظت ہتھیار سے باہر رہنے کی صورت میں فرشتے کرتے ہیں۔

٥٦٤٨/٢٣ وَعَنْ اَنَسٍ قَالَ اَصَابَتِ النَّاسَ سَنَةٌ عَلٰى عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَبَيْنَا النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَخْطُبُ فِيْ يَوْمِ الْجُمُعَةِ قَامَ اَعْرَابِيٌّ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ هَلَكَ الْمَالُ وَجَاعَ الْعِيَالُ فَادْعُ اللّٰهَ لَنَا فَرَفَعَ يَدَيْهِ وَمَا نَرٰى فِي السَّمَآءِ قَزَعَةً فَوَالَّذِيْ نَفْسِيْ بِيَدِهٖ مَا وَضَعَهَا حَتّٰى ثَارَ السَّحَابُ اَمْثَالَ الْجِبَالِ ثُمَّ لَمْ يَنْزِلْ عَنْ مِنْبَرِهٖ حَتّٰى رَاَيْتُ الْمَطَرَ يَتَحَادَرُ عَلٰى لِحْيَتِهٖ فَمُطِرْنَا يَوْمَنَا ذٰلِكَ وَمِنَ الْغَدِ وَمِنْ بَعْدِ الْغَدِ حَتَّى الْجُمُعَةِ الْاُخْرٰى وَقَامَ ذٰلِكَ الْاَعْرَابِيُّ اَوْ غَيْرُهٗ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ تَهَدَّمَ الْبِنَآءُ وَغَرِقَ الْمَالُ فَادْعُ اللّٰهَ لَنَا فَرَفَعَ يَدَيْهِ فَقَالَ اللّٰهُمَّ حَوَالَيْنَا وَلَا عَلَيْنَا فَمَا يُشِيْرُ اِلٰى نَاحِيَةٍ مِّنَ السَّحَابِ اِلَّا انْفَرَجَتْ وَصَارَتِ الْمَدِيْنَةُ مِثْلَ الْجَوْبَةِ وَسَالَ

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں لوگوں کو سخت قحط سالی۱؎ پہنچی تو جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم خطبہ پڑھ رہے تھے جمعہ کے دن کہ ایک دیہاتی اٹھا بولا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مال برباد ہوگیا۲؎ اور بچے بھوکے ہوگئے آپ ہمارے لیے اللہ سے دعا فرمائیں تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے ہاتھ اٹھائے کہ ہم آسمان میں بادل۳؎ نہیں دیکھتے تھے تو اس کی قسم جس کے قبضہ میں میری جان ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ہاتھ نیچے نہ کیے حتی کہ بادل پہاڑوں۴؎ کی طرح اٹھا۵؎ پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم اپنے منبر سے نہ اترے حتی کہ میں نے آپ کی ڈاڑھی پر بارش ٹپکتے دیکھی پھر ہم پر آج اور کل اور پرسوں ہوتی رہی دوسرے جمعہ تک اور یہی بدوی یا کوئی دوسرا آدمی کھڑا ہوا عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عمارتیں گر گئیں، مال ڈوب گئے، آپ اللہ سے دعا۶؎ کریں تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے عرض کیا یا الٰہی ہمارے آس۷؎ پاس برسا ہم پر نہ برسا۔ پھر آپ بادل۸؎ کے کسی گوشہ کی طرف اشارہ فرماتے مگر وہ چلا جاتا اور مدینہ۹؎ تالاب کی طرح

marfat.com
Marfat.com

الْوَادِیْ قَنَاۃُ شَهْرًا وَلَمْ یَجِئْ اَحَدٌ مِّنْ نَّاحِیَةٍ اِلَّا حَدَّثَ بِالْجَوْدِ وَفِیْ رِوَایَةٍ قَالَ اَللّٰهُمَّ حَوَالَیْنَا وَلَا عَلَیْنَا اَللّٰهُمَّ عَلَی الْاٰکَامِ وَالظِّرَابِ وَبُطُوْنِ الْاَوْدِیَةِ وَمَنَابِتِ الشَّجَرِ قَالَ فَاَقْلَعَتْ وَخَرَجْنَا نَمْشِیْ فِی الشَّمْسِ۔
(مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ)

ہوگیا اور وادی قنات[۱۰] ایک مہینہ تک بہتی رہی کسی طرف سے کوئی نہ آیا مگر اس نے بارش کی خبر دی اور ایک روایت میں ہے کہ انھیں ہم پر نہ برسا ہمارے آس پاس برسا الٰہی ٹیلوں پر اور پہاڑیوں پر اور جنگلوں کے اندرون پر اور درختوں کے اگنے کی جگہ پر برسا، فرمایا تو بارش رک گئی اور ہم دھوپ میں چلنے لگے۔
(بخاری، مسلم)

[۱] سنہ، سال کے معنی دیتا ہے لیکن پھر سال قحط کا معنی اس پر غالب آچکا ہے۔

[۲] مال سے مراد باغ وزراعت اور چوپائے جو پانی نہ ملنے کی وجہ سے پریشان اور عیال تنگی معاش کی وجہ سے۔

[۳] قزع، قاف پر زبر، بادل کے ٹکڑے، قزعہ کی جمع ہے۔

[۴] جامع الاصول میں ہے، ابھی ہاتھ مبارک نیچے نہیں آئے تھے اور یہی ظاہر ہے۔

[۵] منبر سے نیچے آتے اور مسجد سے باہر نکلتے ہی بارش شروع ہوگئی۔ حدود کا معنی اوپر سے نیچے آنا ہے یہ صعود کی ضد ہے۔

[۶] بارش رکنے کی دعا فرمائیے۔

[۷] ہمارے اردگرد سے مراد کھیتیاں اور باغات ہیں۔ حوالیہ لام پر زبر نہ کہ زیر حول اور احوال کا ایک ہی معنی ہے، تکرار و تعدد کی وجہ سے لفظ تثنیہ ذکر کیا گیا ہے۔

[۸] بعض روایات میں من السحاب کی جگہ من السماء ہے۔

[۹] یعنی تمام اطرافِ مدینہ میں بارش جاری رہی مگر شہر مدینہ میں بارش رک گئی۔ جو بہ جیم پر زبر، واؤ ساکن۔ قاموس میں ہے جوب، سپر اور جوبہ گڑھا، دوسری روایت میں جوبہ کے بجائے اکلیل ہے یعنی شہر مدینہ کا بالائی حصہ تاج کی مانند ہوگیا۔

[۱۰] قناۃ، منصوب و مرفوع دونوں طرح ہے پہاڑ کی ایک طرف نالہ کا نام ہے، یعنی وہ نالہ ایک ماہ تک جاری رہا جس کا نام قناۃ ہے، یہ روایت بخاری کے موافق ہے، کیونکہ اس میں ہے وادی قناۃ جاری رہا اس صورت میں لفظ قناۃ تنوین کے بغیر مفتوح ہوگا۔

[۱۱] جود، جیم پر زبر، واؤ ساکن، کثیر بارش یا ایسی بارش جس سے بڑھ کر نہ ہو۔

[۱۲] اکام، اکمہ، الف، کاف اور میم تینوں پر زبر، وہ سخت و بلند جگہ جو ابھی پتھر نہ بنی ہو۔

marfat.com
Marfat.com

۱۳ ظِراب، ظاء کے نیچے زیر، ظَرِبٌ بر وزن کتف، فراخ پہاڑ یا چھوٹا پہاڑ
۱۴ راوی سے مراد حضرت انس رضی اللہ عنہ ہیں۔

۵۶۴۹ وَعَنْ جَابِرٍ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا خَطَبَ اسْتَنَدَ إِلٰى جِذْعِ نَخْلَةٍ مِّنْ سَوَارِي الْمَسْجِدِ فَلَمَّا صُنِعَ لَهُ الْمِنْبَرُ فَاسْتَوٰى عَلَيْهِ صَاحَتِ النَّخْلَةُ الَّتِي كَانَ يَخْطُبُ عِنْدَهَا حَتّٰى كَادَتْ أَنْ تَنْشَقَّ فَنَزَلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتّٰى أَخَذَهَا فَضَمَّهَا إِلَيْهِ فَجَعَلَتْ تَئِنُّ أَنِينَ الصَّبِيِّ الَّذِي يُسَكَّتُ حَتّٰى اسْتَقَرَّتْ قَالَ بَكَتْ عَلٰى مَا كَانَتْ تَسْمَعُ مِنَ الذِّكْرِ۔
(رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ)

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم جب خطبہ پڑھتے تو کھجور کے ایک ڈنڈے[۱] سے ٹیک لگا لیتے تھے جو مسجد کے ستونوں[۲] میں سے تھا۔ جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے منبر بنا دیا گیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس پر جلوہ گر ہوئے تو جس ڈنڈا کے پاس آپ خطبہ پڑھتے تھے وہ چیخ پڑا حتی کہ قریب تھا کہ چر جاوے[۳] نبی صلی اللہ علیہ وسلم منبر سے اُترے حتی کہ اسے پکڑا، اپنے سے چمٹایا تو وہ سسکیاں بھرنے لگا۔ اس بچے کی سسکیوں کی طرح جسے چپایا[۴] جاوے حتی کہ قرار پکڑ گیا۔ راوی نے کہا کہ وہ اس ذکر الٰہی پر رو دیا جو وہ سنا[۵] کرتا تھا۔ (بخاری)

۱ جذع، جیم کے نیچے زیر، ذال ساکن
۲ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ظاہری حیات میں مسجد کے ستون کھجور کے تھے۔ منبر بننے سے پہلے آپ صلی اللہ علیہ وسلم ستون کے ساتھ ہی ٹیک لگا کر خطبہ ارشاد فرماتے۔
۳ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے فراق کی وجہ سے
۴ لیسکت، کاف مشدد
۵ بعض روایات میں اونٹنی کے بچے کی طرح رونے کا ذکر ہے۔ حنین بمعنی شوق و محبت یہاں وہ آواز مراد ہے جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے شوق پر دلالت کر رہی ہے۔
۶ کھجور کے تنے والی حدیث صحابہ کی پوری جماعت سے کثیر طرق سے مروی ہے کہ اس میں کسی شبہ اور شک کی کوئی گنجائش نہیں۔ مواہب لدنیہ میں شیخ علامہ تاج الدین سبکی سے ہے کہ اکابر مشاہیر علماء شوافع کہتے ہیں کہ ہمارے نزدیک صحیح یہ ہے کہ حدیث کھجور متواتر ہے۔ حافظ ابن حجر، فتح الباری میں کہتے ہیں۔ کھجور اور شق چاند کا واقعہ مشہور طریقہ سے مروی ہے اور ہر اس کو یقین کا فائدہ دے گا جو حدیث کے طرق سے مطلع ہوگا۔ قاضی عیاض مشارق میں کہتے ہیں کھجور والی حدیث مشہور ہے اور اس کے بارے میں خبر متواتر ہے۔ تمام اہل صحیح نے اس روایت کو نقل کیا ہے۔ امام حسن بصری جب حدیث بیان کرتے رو پڑتے اور فرماتے اے اللہ کے

marfat.com
Marfat.com

بند و! خشک لکڑی شوق نبی صلی اللہ علیہ وسلم میں روتی ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے شوق میں تمہارا رونا زیادہ لائق ومناسب ہے کیونکہ تم لکڑی سے کم نہیں ہو۔ شعر

وہ پتھر اور گھاس جس میں خصوصیت ہے وہ اس آدمی سے بہتر ہیں جس میں معرفت نہیں۔

٥٦٥٠/٢٥ وَعَنْ سَلَمَةَ بْنِ الْاَكْوَعِ اَنَّ رَجُلاً اَكَلَ عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِشِمَالِهٖ فَقَالَ كُلْ بِيَمِيْنِكَ قَالَ لَا اَسْتَطِيْعُ قَالَ لَا اَسْتَطَعْتَ مَا مَنَعَهٗ اِلَّا الْكِبْرُ قَالَ فَمَا رَفَعَهَا اِلٰى فِيْهِ (رَوَاهُ مُسْلِمٌ)

حضرت سلمہ بن اکوع سے روایت ہے کہ ایک شخص نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس اپنے بائیں ہاتھ سے کھایا تو آپ نے فرمایا اپنے داہنے ہاتھ سے کھا وہ بولا میں اس کی طاقت نہیں رکھتا۔ فرمایا اب طاقت نہ رکھے گا[1] اسے صرف تکبر نے اس سے منع کیا۔ راوی نے فرمایا کہ وہ پھر یہ ہاتھ اپنے منہ تک نہ اٹھا سکا۔ (مسلم)

[1] بطور تکبر نہ کہ بطور عجز و کمزوری، اس میں اس وہم کا ازالہ ہے کہ عدم استطاعت کی صورت میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس کے خلاف دعا نہ فرماتے، کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات اقدس رحمۃ للعالمین ہے۔

٥٦٥١/٢٦ وَعَنْ اَنَسٍ اَنَّ اَهْلَ الْمَدِيْنَةِ فَزِعُوْا مَرَّةً فَرَكِبَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَرَسًا لِاَبِيْ طَلْحَةَ بَطِيْئًا وَكَانَ يَقْطِفُ فَلَمَّا رَجَعَ قَالَ وَجَدْنَا فَرَسَكُمْ هٰذَا بَحْرًا فَكَانَ ذٰلِكَ لَا يُجَارٰى وَفِيْ رِوَايَةٍ فَمَا سُبِقَ بَعْدَ ذٰلِكَ الْيَوْمَ (رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ)

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک بار اہل مدینہ گھبرا گئے[1] تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم ابوطلحہ کے سست گھوڑے پر سوار ہوگئے اور وہ اڑتا بھی تھا۔ جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم لوٹے تو فرمایا کہ ہم نے تمہارے اس گھوڑے کو دریا[2] پایا۔ پھر اس کے بعد وہ گھوڑا نہیں مقابلہ کیا جاتا[3] تھا اور ایک روایت میں ہے کہ اس دن کے بعد کبھی پیچھے[4] نہ رہا۔ (بخاری)

[1] چوروں یا دشمنوں کی وجہ سے

[2] یہ محاورہ اس وقت بولا جاتا ہے جب وہ تیز رفتار ہو اور دریا کی طرح روکا نہ جا سکے۔

[3] یُجَارٰی، جیم مجہول ہے، مجارات سے مشتق ہے بمعنی معارضہ ومباہات۔ اصل میں ایک دوسرے کے ساتھ چلنے کے معنی میں آتا ہے۔ دوسری روایت میں لا یحاذی، حاء اور ذال، محاذات کا معنی مقابل ہے۔ بعض روایات میں یہ ہے۔

[4] اس کے بعد کوئی اس پر سبقت نہ لے جاتا۔

٥٦٥٢/٢٧ وَعَنْ جَابِرٍ قَالَ تُوُفِّيَ اَبِيْ وَعَلَيْهِ دَيْنٌ فَعَرَضْتُ عَلٰى غُرَمَائِهٖ اَنْ يَاْخُذُوا التَّمْرَ بِمَا عَلَيْهِ فَاَبَوْا فَاَتَيْتُ النَّبِيَّ

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ میرے والد کی وفات ہوئی ان پر قرض تھا میں نے ان کے قرض خواہوں سے درخواست کی

marfat.com
Marfat.com

صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقُلْتُ قَدْ عَلِمْتَ
اَنَّ وَالِدِيْ قَدِ اسْتُشْهِدَ يَوْمَ اُحُدٍ
وَتَرَكَ دَيْنًا كَثِيْرًا وَّاِنِّيْ اُحِبُّ
اَنْ يَّرَاكَ الْغُرَمَاءُ فَقَالَ لِيْ اِذْهَبْ
فَبَيْدِرْ كُلَّ تَمْرٍ عَلٰى نَاحِيَةٍ فَفَعَلْتُ
ثُمَّ دَعَوْتُهٗ فَلَمَّا نَظَرُوْا اِلَيْهِ كَاَنَّهُمْ
اُغْرُوْا بِيْ تِلْكَ السَّاعَةَ فَلَمَّا رَاٰى
مَا يَصْنَعُوْنَ طَافَ حَوْلَ اَعْظَمِهَا بَيْدَرًا
ثَلٰثَ مَرَّاتٍ ثُمَّ جَلَسَ عَلَيْهِ ثُمَّ
قَالَ اُدْعُ لِيْ اَصْحَابَكَ فَمَا زَالَ يَكِيْلُ
لَهُمْ حَتّٰى اَدَّى اللّٰهُ عَنْ وَّالِدِيْ
اَمَانَتَهٗ وَاَنَا اَرْضٰى اَنْ يُّؤَدِّيَ اللّٰهُ
اَمَانَتَهٗ وَالِدِيْ وَلَا اَرْجِعُ اِلٰى اَخَوَاتِيْ
بِتَمْرَةٍ فَسَلَّمَ اللّٰهُ الْبَيَادِرَ كُلَّهَا
وَحَتّٰى اَنِّيْ اَنْظُرُ اِلَى الْبَيْدَرِ الَّذِيْ
كَانَ عَلَيْهِ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
كَاَنَّهَا لَمْ تَنْقُصْ تَمْرَةً وَّاحِدَةً
(رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ)

وہ اپنے قرض کے عوض موجودہ چھوارے[1] لے لیں انہوں نے انکار کیا[2] تو میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا میں نے عرض کیا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم جانتے ہیں کہ میرے والد اُحد کے دن شہید ہو گئے اور بہت سا قرض چھوڑ گئے ہیں۔ میں چاہتا ہوں کہ آپ کو قرض خواہ دیکھیں[3] فرمایا جاؤ ہر قسم کے چھواروں کا ایک ایک طرف ڈھیر لگا دو۔ میں نے یہ کام کر دیا پھر میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو بلایا۔ جب قرض خواہوں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا تو شاید وہ اس گھڑی مجھ پر بھڑک[4] گئے پھر جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان لوگوں کا یہ عمل دیکھا تو ان میں سے بڑے ڈھیر کے آس پاس تین چکر گھومے پھر اس پر بیٹھ گئے۔ پھر فرمایا اپنے قرضخواہوں[5] کو ہمارے سامنے بلاؤ پھر آپ ناپ کر دیتے رہے حتیٰ کہ اللہ تعالیٰ نے میرے باپ کا سارا قرض ادا کر دیا۔ میں اس پر راضی تھا کہ اللہ میرے والد کا قرض ادا کر دے۔ میں اپنی بہنوں[6] کو ایک چھوارا بھی نہ پہنچاؤں مگر اللہ نے سارے ڈھیر سلامت رکھے اور حتیٰ کہ میں اس ڈھیر کو دیکھتا تھا جس پر نبی صلی اللہ علیہ وسلم تھے۔ گویا اس میں سے ایک چھوارا بھی کم نہیں ہوا۔ (بخاری)

[1] جو میرے باغ سے حاصل ہوئی تھیں
[2] کیونکہ وہ قرض سے کم تھیں
[3] تاکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی وجہ سے قرض میں کمی کر دیں یا بطور معجزہ کھجوریں قرض کے مطابق ہو جائیں۔
[4] اغرُوا، ہمزہ پر پیش، غین پر سکون، را پر پیش۔ صراح میں ہے غرا مچھلی کا تڑپنا
[5] اپنے قرض خواہوں کو
[6] یہ حضرت جابر کے والد کی بیٹیاں تھیں جنہیں وہ اپنی بہنیں کہہ رہے ہیں۔ الغرض میرے والد کا قرض پورا ادا ہو جائے خواہ میں اپنی بہنوں کے لیے کچھ بھی نہ لے جاؤں۔

marfat.com
Marfat.com

۵؎ تمر پر رفع اور نصب دونوں جائز ہیں۔ جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس ڈھیر پر تشریف فرما ہوئے اور وہاں سے پیمانہ کے ساتھ قرض ادا فرمایا تو اس ڈھیر سے کمی کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔

۵۶۵۲ ۳۸ وَعَنْهُ قَالَ اِنَّ اُمَّ مَالِكٍ كَانَتْ تُهْدِيْ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ عُكَّةٍ لَّهَا سَمْنًا فَيَاْتِيْهَا بَنُوْهَا فَيَسْاَلُوْنَ الْاُدُمَ وَلَيْسَ عِنْدَهُمْ شَيْءٌ فَتَعْمِدُ اِلَى الَّذِيْ كَانَتْ تُهْدِيْ فِيْهِ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَتَجِدُ فِيْهِ سَمْنًا فَمَا زَالَ يُقِيْمُ لَهَا اُدُمَ بَيْتِهَا حَتّٰى عَصَرَتْهُ فَاَتَتِ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ عَصَرْتِيْهَا قَالَتْ نَعَمْ قَالَ لَوْ تَرَكْتِيْهَا مَا زَالَ قَائِمًا۔ (رَوَاهُ مُسْلِمٌ)

انھی سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ ام مالک ۱؎ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں اپنے ڈبہ میں گھی کا ہدیہ بھیجا کرتی تھیں۔ ان کے پاس ان کے بچے آتے ان سے سالن مانگتے حالانکہ ان کے پاس ۲؎ کچھ نہ ہوتا تو وہ اس ڈبے کی طرف جاتیں جس میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو ہدیہ بھیجا کرتی تھیں تو اس میں گھی پاتی تھیں ۳؎۔ ان کے لیے ان کے گھر کا سالن رہا حتیٰ کہ انھوں نے اسے نچوڑ لیا پھر وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس حاضر ہوئیں فرمایا کیا تم نے اسے نچوڑ لیا۔ عرض کیا ہاں! فرمایا اگر تم اسے چھوڑ دیتیں تو وہ باقی رہتا۔ (مسلم)

۱؎ ام مالک یہ صحابیات میں سے ہیں۔ عکہ، عین پر پیش کاف مشدد وہ برتن جس میں تیل اور شہد ڈالا جاتا ہے۔ ہاں تیل کے لیے یہ زیادہ مخصوص ہوتا ہے۔

۲؎ کیونکہ جو روغن تھا وہ انھوں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں بھیج دیا تھا۔ اُدم ہمزہ پر پیش دال ساکن، ادام ہمزہ کے نیچے زیر کھانے کے لیے روٹی۔

۳؎ یعنی ام مالک اس میں سے ہمیشہ روغن حاصل کرتیں اور وہ ختم نہ ہوتا۔

۵۶۵۳ ۳۹ وَعَنْ اَنَسٍ قَالَ قَالَ اَبُوْ طَلْحَةَ لِاُمِّ سُلَيْمٍ لَقَدْ سَمِعْتُ صَوْتَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ضَعِيْفًا اَعْرِفُ فِيْهِ الْجُوْعَ فَهَلْ عِنْدَكِ مِنْ شَيْءٍ فَقَالَتْ نَعَمْ فَاَخْرَجَتْ اَقْرَاصًا مِّنْ شَعِيْرٍ ثُمَّ اَخْرَجَتْ خِمَارًا لَّهَا فَلَفَّتِ الْخُبْزَ بِبَعْضِهٖ ثُمَّ دَسَّتْهُ تَحْتَ يَدِيْ وَلَاثَتْنِيْ بِبَعْضِهٖ ثُمَّ اَرْسَلَتْنِيْ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ ابو طلحہ نے ام سلیم ۱؎ سے فرمایا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی آواز کمزور سنی ہے جس میں بھوک محسوس کرتا ہوں۔ کیا تمھارے پاس کوئی چیز ہے وہ بولیں ہاں چنانچہ انھوں نے جو کی چند ٹکیاں نکالیں پھر اپنا دوپٹہ نکالا تو اس کے بعض سے روٹیاں لپیٹیں پھر اسے میرے ہاتھ سے چھپا دیا اور بعض حصہ لپیٹ ۲؎ دیا۔ پھر مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں بھیجا تو میں وہ لے گیا۔

marfat.com
Marfat.com

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَذَهَبْتُ بِهِ فَوَجَدْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْمَسْجِدِ وَمَعَهُ النَّاسُ فَسَلَّمْتُ عَلَيْهِمْ فَقَالَ لِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَرْسَلَكَ اَبُوْطَلْحَةَ قُلْتُ نَعَمْ قَالَ بِطَعَامٍ قُلْتُ نَعَمْ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِمَنْ مَعَهُ قُوْمُوْا فَانْطَلَقَ وَانْطَلَقْتُ بَيْنَ اَيْدِيْهِمْ حَتّٰى جِئْتُ اَبَا طَلْحَةَ فَاَخْبَرْتُهُ فَقَالَ اَبُوْطَلْحَةَ يَا اُمَّ سُلَيْمٍ قَدْ جَآءَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالنَّاسِ وَلَيْسَ عِنْدَنَا مَا نُطْعِمُهُمْ فَقَالَتْ اَللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ اَعْلَمُ فَانْطَلَقَ اَبُوْطَلْحَةَ حَتّٰى لَقِيَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاَقْبَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاَبُوْطَلْحَةَ مَعَهٗ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هَلُمِّيْ يَا اُمَّ سُلَيْمٍ مَا عِنْدَكِ فَاَتَتْ بِذَالِكَ الْخُبْزِ فَاَمَرَ بِهٖ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَفُتَّ وَعَصَرَتْ اُمُّ سُلَيْمٍ عُكَّةً فَاَدَمَتْهُ ثُمَّ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْهِ مَا شَآءَ اللّٰهُ اَنْ يَّقُوْلَ ثُمَّ قَالَ ائْذَنْ لِعَشَرَةٍ فَاَذِنَ لَهُمْ فَاَكَلُوْا حَتّٰى شَبِعُوْا ثُمَّ خَرَجُوْا ثُمَّ قَالَ ائْذَنْ لِعَشَرَةٍ فَاَكَلَ الْقَوْمُ كُلُّهُمْ وَشَبِعُوْا وَالْقَوْمُ سَبْعُوْنَ اَوْ ثَمَانُوْنَ رَجُلًا مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ وَفِيْ رِوَايَةٍ لِمُسْلِمٍ اَنَّهٗ قَالَ ائْذَنْ لِعَشَرَةٍ فَدَخَلُوْا فَقَالَ كُلُوْا وَسَمُّوا اللّٰهَ فَاَكَلُوْا حَتّٰى فَعَلَ ذَالِكَ بِثَمَانِيْنَ رَجُلًا ثُمَّ اَكَلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

تو میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو مسجد میں پایا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ لوگ تھے میں نے انھیں سلام کیا تو مجھ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا تم کو ابوطلحہ نے بھیجا ہے میں نے کہا ہاں۔ فرمایا کھانا دے کر۔ میں نے کہا ہاں۔ تب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے پاس والوں سے کہا اٹھو۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم چلے اور میں ان کے سامنے چلا حتیٰ کہ میں ابوطلحہ کے پاس آیا تو میں نے انھیں یہ خبر دی ابوطلحہ نے کہا اے ام سلیم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لوگوں کو لے کر تشریف لے آئے ہمارے پاس کھانا نہیں جو انھیں کھلائیں وہ بولی اللہ اور رسول ہی جانیں۔ ابوطلحہ چلے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ملے پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اور ابوطلحہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے ام سلیم جو کچھ تمھارے پاس ہے لاؤ چنانچہ یہ ہی روٹیاں لائیں۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے انھیں حکم دیا وہ توڑ دی گئیں۔ ام سلیم نے ڈبہ نچوڑا اسے سالن بنا دیا پھر اس میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے وہ پڑھا جس کا پڑھنا اللہ نے چاہا پھر فرمایا دس آدمیوں کو اجازت دو انھیں بلایا گیا۔ انھوں نے کھایا حتیٰ کہ سیر ہو گئے پھر چلے گئے پھر فرمایا اور دس کو بلاؤ پھر اور دس کو تو ساری قوم نے کھا لیا اور سیر ہو گئے قوم کل ستر یا اسی آدمی تھے (بخاری و مسلم) اور مسلم کی ایک روایت میں یوں ہے کہ دس کو بلاؤ وہ آگئے فرمایا کھاؤ بسم اللہ پڑھ کر انھوں نے کھایا حتیٰ کہ یہی معاملہ اسی آدمیوں سے کیا گیا پھر نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور

marfat.com
Marfat.com

وَاَهْلُ الْبَيْتِ وَتَرَكَ سُؤْرًا وَفِيْ رِوَايَةٍ لِّلْبُخَارِيِّ قَالَ اَدْخِلْ عَلَيَّ عَشَرَةً حَتّٰى عَدَّ اَرْبَعِيْنَ ثُمَّ اَكَلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَجَعَلْتُ اَنْظُرُ هَلْ نَقَصَ مِنْهَا شَيْءٌ وَفِيْ رِوَايَةٍ لِّمُسْلِمٍ ثُمَّ اَخَذَ مَابَقِيَ فَجَمَعَهٗ ثُمَّ دَعَا فِيْهِ بِالْبَرَكَةِ فَعَادَ كَمَا كَانَ فَقَالَ دُوْنَكُمْ هٰذَا۔

گھر والوں نے کھایا اور بقیہ چھوڑ بھی دیا اور بخاری کی ایک روایت میں یوں ہے کہ فرمایا کہ میرے پاس دس آدمی لاؤ حتیٰ کہ چالیس آدمی گنائے۔ پھر نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے کھایا تو میں دیکھنے لگا کہ کیا اس میں سے کچھ کم ہوا اور مسلم کی ایک روایت میں ہے کہ پھر بقیہ لیا اسے جمع کیا۔ فرمایا پھر اس میں برکت کی دعا کی تو وہ جیسا تھا ویسا ہی ہوگیا تو فرمایا اسے لو۔

۱؎ حضرت ام سلیم رضی اللہ عنہا یہ حضرت انس رضی اللہ عنہ کی والدہ ہیں

۲؎ لاثت، لوث سے ہے دستار باندھنا، حضرت انس رضی اللہ عنہ ان دنوں آٹھ سال کے تھے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت کیا کرتے۔

۳؎ منقول ہے کہ یہاں وہ جگہ مراد ہے جو نماز کے لیے بنائی گئی تھی اور یہ واقعہ غزوۂ خندق کا ہے جیسا کہ واقعہ حضرت جابر میں ہے۔

۴؎ حضور صلی اللہ علیہ وسلم جب مطلع ہوئے کہ حضرت انس کے پاس چند روٹیاں ہیں تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کھانا دو تین صحابہ کے ساتھ تناول فرمانا مناسب نہ جانا اور معجزہ کا ظہور بھی باعث بنا۔ آپ بھی چلے اور صحابہ کو بھی چلنے کا حکم دیا۔

۵؎ تمام کے آنے کی حکمت وہ خوب جانتے ہیں گو یا حضرت ام سلیم رضی اللہ عنہا سمجھ گئی تھیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم برائے اظہار معجزہ تشریف لا رہے ہیں اور نہایت ہی عقل مند خواتین میں شمار ہوتی تھیں اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے خصائص سے بھی آگاہ تھیں۔

اگر حضرت جابر رضی اللہ عنہ کا واقعہ پہلے کا ہو تو اس پر قیاس کرتے ہوئے فراست سے انھیں اس کا علم ہوگیا تھا۔

۶؎ فت، فاء پر زبر تاء مشدد، روٹی کے ٹکڑے ٹکڑے کرنا۔

۷؎ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس میں خیر و برکت کی دعا فرمائی۔

۸؎ ابوطلحہ کو فرمایا یا کسی اور صحابی کو جو موجود تھے۔

۹؎ دس دس طلب کرنے میں حکمت یہ ہوسکتی ہے کہ جگہ تنگ تھی اور وہ برتن جس میں کھانا تھا اس کا حلقہ دس آدمیوں کا ہی تھا۔ بعض شارحین نے فرمایا کہ حکمت یہ تھی کہ تمام کو بلا لیا جاتا اور ان کی نظر قلیل طعام پر پڑتی تو ان کی کھانے میں حرص زیادہ ہوتی کیونکہ وہ یہ گمان کرتے کہ کھانا پورا نہ ہوگا۔ حرص اور عدم کفایت کا وہم برکت کے زوال کا سبب ہوتا۔

marfat.com
Marfat.com

سنلہ حضرت ابوطلحہ کے خاندان نے

سللہ میں نے دیکھا کہ کھانا کم تو نہیں ہوگیا۔ یہ روایت اسی افراد کے منافی نہیں کیونکہ ہو سکتا ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے چالیس افراد کے بعد کھانا تناول فرمایا اور بقیہ چالیس نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد تناول کیا

۵۶۵۵ وَعَنْهُ قَالَ اُتِيَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِاِنَاءٍ وَّهُوَ بِالزَّوْرَاءِ[1] فَوَضَعَ يَدَهٗ فِي الْاِنَاءِ فَجَعَلَ الْمَاءُ يَنْبُعُ[2] مِنْ بَيْنِ اَصَابِعِهٖ فَتَوَضَّأَ الْقَوْمُ قَالَ قَتَادَةُ قُلْتُ لِاَنَسٍ كَمْ كُنْتُمْ قَالَ ثَلٰثَ مِائَةٍ اَوْ زُهَاءَ ثَلٰثِ مِائَةٍ (مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ)

انھیں سے روایت ہے فرمایا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک برتن لایا گیا آپ زوراء[1] میں تھے تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے برتن میں اپنا ہاتھ رکھا تو پانی آپ کی انگلیوں سے پھوٹنے[2] لگا۔ قوم نے وضو کرلیا۔ قتادہ کہتے ہیں کہ میں نے حضرت انس سے کہا کہ تم کتنے تھے؟ فرمایا تین سو یا چار سو کے قریب (مسلم، بخاری)

سلہ زوراء، زاء پر زبر، یہ بازار میں معروف جگہ کا نام ہے۔

سلہ ینبع، یاء اور باء

۵۶۵۶ وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ كُنَّا نَعُدُّ الْاٰيَاتِ بَرَكَةً[1] وَاَنْتُمْ تَعُدُّوْنَهَا تَخْوِيْفًا[2] كُنَّا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ سَفَرٍ فَقَلَّ الْمَاءُ فَقَالَ اطْلُبُوْا فَضْلَةً مِّنْ مَّاءٍ فَجَاءُوْا بِاِنَاءٍ فِيْهِ مَاءٌ قَلِيْلٌ فَاَدْخَلَ يَدَهٗ فِي الْاِنَاءِ ثُمَّ قَالَ حَيَّ عَلَى الطَّهُوْرِ الْمُبَارَكِ وَالْبَرَكَةُ مِنَ اللّٰهِ وَلَقَدْ رَاَيْتُ الْمَاءَ يَنْبُعُ مِنْ بَيْنِ اَصَابِعِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلَقَدْ كُنَّا نَسْمَعُ تَسْبِيْحَ الطَّعَامِ وَهُوَ يُؤْكَلُ (رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ)

حضرت عبداللہ بن مسعود سے روایت ہے، فرماتے ہیں ہم معجزات کو برکت شمار کرتے[1] تھے اور تم انھیں ڈر کی چیز[2] سمجھتے ہو ہم ایک سفر میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے تو پانی کم ہوگیا فرمایا کچھ بچا ہوا پانی تلاش کرو[3] لوگ ایک برتن لائے جس میں تھوڑا سا پانی تھا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے برتن میں اپنا ہاتھ ڈال دیا جس میں تھوڑا سا پانی تھا پھر فرمایا آؤ برکت والے پاک پانی اور اللہ کی برکت پر۔ میں نے پانی کو دیکھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی انگلیوں کے درمیان سے پھوٹ رہا ہے اور یقیناً ہم کھانے کی تسبیح سنتے تھے حالانکہ وہ کھایا جاتا تھا۔ (بخاری)

سلہ ہم اصحاب رسول ان آیات کو اپنے دلوں میں نور حاصل کرنے کا سبب سمجھتے تھے۔

سلہ کفار کے لیے جو ان کے منکر ہیں، آیات سے مراد یا تو قرآنی آیات ہیں جو آسمان سے پہنچے آئیں یا معجزات ہیں جن کا ظہور حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے ہوتا، معجزات کا مراد لینا زیادہ ظاہر ہے جیسا کہ سیاق حدیث سے واضح ہے۔ یعنی آیات اگرچہ کفار اور منکرین کے لیے خوف کا سبب ہیں لیکن اہل ایمان کے دلوں میں فزود برکت کا

marfat.com
Marfat.com

ذریعہ ہیں۔ کیونکہ ان سے محبت اور عقیدت رکھنے والے ہیں۔ یہ بھی ممکن ہے کہ دورِ صحابہ میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے معجزات کا تذکرہ بطور برکت و تبرک کیا جاتا ہو تاکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر ہو جائے کیونکہ اس وقت ان کا منکر اور مخالف کوئی موجود نہ تھا جنہیں ڈرانا مقصد ہو۔ بخلاف ہمارے دور کے اب لوگ ان میں شک اور انکار کرنے لگے ہیں لہٰذا ان کے ذکر میں مقصد ان کو خوف دلانا بھی ہوگا۔ اس کے بعد حضرت ابنِ مسعود رضی اللہ عنہ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک معجزہ کا تذکرہ کیا۔

۳؎ یعنی وہ برتن جس میں تھوڑا سا پانی تھا۔

۴؎ اس حدیث کے الفاظ واضح کر رہے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی مبارک انگلیوں سے پانی کے چشمے اُبل رہے تھے۔ جمہور علماء کی یہی رائے ہے یہی وجہ ہے کہ انھوں نے اس پانی کو اس پانی پر ترجیح دی ہے جو سیدنا موسیٰ علیہ السلام کے عصا سے پتھر سے جاری ہوا تھا۔ ہم اس قول کی طرف توجہ ہی نہیں کریں جس میں کہ پانی خود زیادہ ہو گیا تھا اور اس نے جوش مارا تو انگلیوں کے درمیان تک پہنچ گیا۔ ہم نہیں جانتے کہ اس قائل کو یہ تاویل کیوں کرنا پڑی؟ اب رہا یہ معاملہ کہ اس میں کیا راز تھا کہ تھوڑا سا پانی منگوایا حالانکہ اس کے بغیر بھی پانی موجود ہو سکتا تھا۔ اس کی حکمت یہ بیان کی گئی ہے کہ تاکہ یہ وہم نہ ہو کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم پانی پیدا کرنے والے ہیں کیونکہ ایجاد اللہ عزوجل کی طرف سے ہے لیکن یہ بات محلِ نظر ہے کہ پانی کا اضافہ بھی تو اللہ تعالیٰ کی طرف ہی سے ہے۔ اس لیے فرمایا برکت اللہ کی طرف سے ہے۔ بندہ مسکین عبدالحق بن سیف الدین (اسے اللہ تعالیٰ برکت و یقین کی دولت عطا فرمائے) کہتا ہے کہ اس طرح کا معجزہ کثرت طعام و شراب اور باقی مقامات پر بھی ہوا کہ وہاں برکت کی وجہ سے اضافہ ہو۔ کیا ہم اس کی حقیقت سے آگاہ نہیں ہو سکتے۔ اسی طرح آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرمایا کرتے اس برتن اور کھانے کو ڈھانپے رکھو اور اس کو دیکھنا نہیں حتیٰ کہ اگر دیکھا تو اثر معجزہ ختم ہو جاتا ہے۔ اہلِ علم نے اس کی متعدد وجوہ بیان کی ہیں لیکن اللہ تعالیٰ حقیقتِ حال سے زیادہ آگاہ ہے۔ اس کے بعد حضرت ابنِ مسعود رضی اللہ عنہ دوسرا معجزہ بیان کرتے ہیں۔

۵۷۵۴ وَعَنْ اَبِیْ قَتَادَۃَ قَالَ خَطَبَنَا رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَقَالَ اِنَّکُمْ تَسِیْرُوْنَ عَشِیَّتَکُمْ وَلَیْلَتَکُمْ وَتَاْتُوْنَ الْمَآءَ اِنْ شَآءَ اللّٰہُ غَدًا فَانْطَلَقَ النَّاسُ لَا یَلْوِیْ اَحَدٌ عَلٰی اَحَدٍ قَالَ اَبُوْ قَتَادَۃَ فَبَیْنَمَا رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَسِیْرُ حَتّٰی ابْھَارَّ اللَّیْلُ فَمَالَ عَنِ الطَّرِیْقِ فَوَضَعَ رَاْسَہٗ ثُمَّ قَالَ احْفَظُوْا عَلَیْنَا صَلٰوتَنَا فَکَانَ

حضرت ابوقتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ ہم کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خطبہ دیا تو فرمایا تم اپنی رات بھر ۱؎ اور کل تک چلتے رہو گے اور ان شاء اللہ کل پانی تک پہنچو گے ۲؎ تو لوگ چلے اس طرح کہ کوئی کسی پر توجہ نہیں کرتا تھا ۳؎۔ ابوقتادہ فرماتے ہیں کہ جب کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم چل رہے تھے حتیٰ کہ رات آدھی ہو گئی ۴؎ تو آپ راستہ سے ہٹ گئے آپ نے اپنا سر مبارک رکھا ۵؎ پھر فرمایا کہ ہم پر ہماری نماز کی حفاظت کرنا ۶؎

اَوَّلَ مَنِ اسْتَيْقَظَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالشَّمْسُ فِيْ ظَهْرِهٖ ثُمَّ قَالَ ارْكَبُوْا فَرَكِبْنَا فَسِرْنَا حَتّٰى اِذَا ارْتَفَعَتِ الشَّمْسُ نَزَلَ ثُمَّ دَعَا بِمِيْضَاءَةٍ كَانَتْ مَعِيَ فِيْهَا شَيْءٌ مِّنْ مَّاءٍ فَتَوَضَّأَ مِنْهَا وُضُوْءً دُوْنَ وُضُوْءٍ قَالَ وَبَقِيَ فِيْهَا شَيْءٌ مِّنْ مَّاءٍ ثُمَّ قَالَ احْفَظْ عَلَيْنَا مِيْضَاءَتَكَ فَسَيَكُوْنُ لَهَا نَبَاٌ ثُمَّ اَذَّنَ بِلَالٌ بِالصَّلٰوةِ فَصَلّٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ صَلَّى الْغَدَاةَ وَرَكِبَ وَرَكِبْنَا مَعَهٗ فَانْتَهَيْنَا اِلَى النَّاسِ حِيْنَ امْتَدَّ النَّهَارُ وَحَمِيَ كُلُّ شَيْءٍ وَهُمْ يَقُوْلُوْنَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ هَلَكْنَا وَعَطِشْنَا فَقَالَ لَا هُلْكَ عَلَيْكُمْ وَدَعَا بِالْمِيْضَاةِ فَجَعَلَ يَصُبُّ وَاَبُوْ قَتَادَةَ يَسْقِيْهِمْ فَلَمْ يَعْدُ اَنْ رَاَى النَّاسُ مَاءً فِي الْمِيْضَاةِ تَكَابُّوْا عَلَيْهَا فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَحْسِنُوا الْمَلَاَ كُلُّكُمْ سَيَرْوٰى قَالَ فَفَعَلُوْا فَجَعَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَصُبُّ وَاَسْقِيْهِمْ حَتّٰى مَا بَقِيَ غَيْرِيْ وَغَيْرُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ صَبَّ فَقَالَ لِيَ اشْرَبْ فَقُلْتُ لَا اَشْرَبُ حَتّٰى تَشْرَبَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ فَقَالَ اِنَّ سَاقِيَ الْقَوْمِ اٰخِرُهُمْ قَالَ فَشَرِبْتُ وَشَرِبَ قَالَ فَاَتَى النَّاسُ الْمَاءَ جَامِّيْنَ

تو پہلے جو صاحب جاگے وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تھے جب کہ دھوپ آپ کی پشت شریف میں تھی۔ پھر فرمایا سوار ہو چنانچہ ہم سوار ہوئے پھر چلے حتیٰ کہ جب سورج چڑھ گیا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم اترے پھر وضو کا برتن منگایا جو میرے ساتھ تھا جس میں کچھ پانی تھا تو اس سے وضو کیا ہلکا وضو کیا عام وضوؤں سے کم فرمایا کہ کچھ پانی باقی رہ گیا، فرمایا اس برتن کو میرے لیے سنبھال کے رکھنا کہ اس سے ایک قابل حکایت معجزہ ہوگا۔ پھر جناب بلال نے نماز کی اذان کہی پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دو رکعتیں پڑھیں۔ پھر فجر کے فرض پڑھے اور سوار ہو گئے ہم حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ سوار ہوئے تو ہم لوگوں تک اس وقت پہنچے جب دن چڑھ گیا اور ہر چیز گرم ہو گئی لوگ کہہ رہے تھے یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہم ہلاک ہو گئے ہم پیاسے ہو گئے تو فرمایا تم پر ہلاکت نہ آئے گی اور وضو کا برتن منگایا تو آپ انڈیلنے لگے اور ابو قتادہ لوگوں کو پلانے لگے دیر نہ ہوئی تھی کہ لوگوں نے برتن میں پانی دیکھ لیا لوگ اس پر ٹوٹ پڑے۔ تب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اخلاق اچھے رکھو تم سب سیر ہو جاؤ گے۔ راوی نے فرمایا کہ لوگوں نے ایسا ہی کیا پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انڈیلنے لگے اور میں پلانے لگا حتیٰ کہ میرے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سوا کوئی باقی نہ رہا پھر انڈیلا مجھ سے فرمایا پیو میں نے عرض کیا میں نہیں پیوں گا حتیٰ کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ پی لیں تو فرمایا قوم کو پلانے والا آخر میں ہوتا ہے فرمایا تو پی لے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے پیا فرمایا راوی نے کہ لوگ پانی پر پہنچے خوب سیر ہو کر راحت یافتہ، ان کی

marfat.com
Marfat.com

رِوَاءً رَوَاہُ مُسْلِمٌ ھٰکَذَا فِیْ صَحِیْحِہٖ وَکَذَا فِیْ کِتَابِ الْحُمَیْدِیِّ وَجَامِعِ الْاُصُوْلِ وَزَادَ فِی الْمَصَابِیْحِ بَعْدَ قَوْلِہٖ اٰخِرُھُمْ لَفْظَۃَ شُرْبًا۔

صحیح میں یوں ہی ہے اور ایسے ہی ہے کتاب حمیدی اور جامع الاصول میں اور زیادہ مصابیح میں آخرھم کے بعد لفظ شربا زیادہ فرمایا

۱ حضرت ابو قتادہ رضی اللہ عنہ مشاہیر صحابہ میں سے ہیں۔

۲ عشیہ، زوال کے بعد کا وقت

۳ اس پانی کی طرف اشارہ ہے جو بطور معجزہ ظہور پذیر ہوگا اور اس کا تذکرہ آخر حدیث میں آرہا ہے۔

۴ ہر کوئی رواں دواں ہے مگر پانی کی طرف کسی کا التفات اور اہتمام نہیں تھا۔

۵ بَھُوْرٌ ہر وہ چیز جسے درمیان کے ساتھ ملا دیا گیا ہو، ابہاد، ہمزہ کے نیچے زیر، بروزن احمار۔

۶ آرام کرنے کے لیے۔

۷ بیدار رہنا تاکہ نماز صبح قضا نہ ہو جائے۔ لیکن تمام سو گئے اور کوئی بھی نماز کے لیے بیدار نہ ہو سکا۔

۸ میضاہ، میم کے نیچے زیر، یاء ساکن، ضاد کے بعد ہمزہ، بڑا کوزہ

۹ قلت پانی کی وجہ سے میانہ وضو فرمایا

۱۰ ظہور معجزہ کی وجہ سے اس کی شان دیکھنے والی ہوگی۔

۱۱ فجر کی دو سنتیں

۱۲ یا تو صحابہ کے پاس پانی تھا جس سے انھوں نے وضو کیا یا انھوں نے تیمم کیا تھا۔ حدیث میں صراحۃً ذکر نہیں۔

۱۳ جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نماز پڑھ چکے تھے۔

۱۴ یہ پانی ظاہر ہونے کی بشارت ہے۔

۱۵ حضرت ابو قتادہ سے

۱۶ جب کوزے میں پانی دیکھا تو صحابہ وہاں رکھتے ہوں گے تاکہ پانی حاصل کریں۔ کبہ، کاف پر زبر اور ... معروف ہیں، ازدحام ہونا، لوگوں کی جماعت، لوگوں کے علاوہ کے لیے بھی یہ لفظ آتا ہے۔ صراح ... ہے سواروں کی جماعت کو کبہ کہا جاتا ہے۔ جیسا کہ کبکبہ

۱۷ مَلَأٌ، میم پر زبر، لام اور ہمزہ، خلق اور اشراف قوم کو بھی کہا جاتا ہے بلکہ خلق بھی آدمی میں اکرم و اشراف ہوتا ہے۔

۱۸ یَرْوٰی واؤ پر زبر، بمعنی سیرابی برعکس رَوِیَ یَرْوٰی از روایت

۱۹ یعنی پانی پلانے میں ادب یہی ہے کہ پہلے تمام کو پلائے اور اس کے بعد خود پیئے یہ تو حقیقت کے اعتبار سے ہے

marfat.com
Marfat.com

ورنہ ساقی آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہی تھے۔ ہاں ابوقتادہ واسطہ تھے۔

سلہ جام، جیم کے نیچے زیر عل، راحت، رِوا، رادی کی جمع بمعنی سیراب ہونے والے۔

٥٦٥٨/٤٣ وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ لَمَّا كَانَ يَوْمُ غَزْوَةِ تَبُوْكَ اَصَابَ النَّاسَ مَجَاعَةٌ فَقَالَ عُمَرُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اُدْعُهُمْ بِفَضْلِ اَزْوَادِهِمْ ثُمَّ ادْعُ اللّٰهَ لَهُمْ عَلَيْهَا بِالْبَرَكَةِ فَقَالَ نَعَمْ فَدَعَا بِنَطْعٍ فَبُسِطَ ثُمَّ دَعَا بِفَضْلِ اَزْوَادِهِمْ فَجَعَلَ الرَّجُلُ يَجِیْءُ بِكَفِّ ذُرَةٍ وَيَجِیْءُ الْاٰخَرُ بِكَفِّ تَمْرٍ وَيَجِیْءُ الْاٰخَرُ بِكِسْرَةٍ حَتّٰی اجْتَمَعَ عَلَی النَّطْعِ شَیْءٌ يَسِيْرٌ فَدَعَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالْبَرَكَةِ ثُمَّ قَالَ خُذُوْا فِیْ اَوْعِيَتِكُمْ فَاَخَذُوْا فِیْ اَوْعِيَتِهِمْ حَتّٰی مَا تَرَكُوْا فِی الْعَسْكَرِ وِعَاءً اِلَّا مَلَئُوْهُ قَالَ فَاَكَلُوْا حَتّٰی شَبِعُوْا وَفَضَلَتْ فَضْلَةٌ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَنِّیْ رَسُوْلُ اللّٰهِ لَا يَلْقَی اللّٰهَ بِهِمَا عَبْدٌ غَيْرَ شَاكٍّ فَيُحْجَبُ عَنِ الْجَنَّةِ۔

(رَوَاهُ مُسْلِمٌ)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرمایا کہ جب غزوہ تبوک سلہ کا دن ہوا تو لوگوں کو بھوک سلہ نے گھیر لیا جناب عمر نے عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان لوگوں سے ان کے بچے ہوئے توشے منگوائیے سلہ پھر ان کے لیے اللہ سے اس کھانے پر برکت کی دعا کیجیے۔ فرمایا ہاں چنانچہ دسترخوان سلہ منگوایا اسے بچھایا پھر ان کے بچے ہوئے توشے منگوائے تو کوئی شخص ایک مٹھی جوار سلہ لانے لگا اور کوئی ایک مٹھی چھوہارے اور کوئی دوسرا روٹی کا ٹکڑا سلہ حتی کہ دسترخوان پر تھوڑی سی چیز جمع ہو گئی۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے برکت کی دعا کی۔ پھر فرمایا کہ اسے اپنے برتنوں میں لے لو۔ چنانچہ لوگوں نے اپنے برتنوں میں لے لیا حتی کہ لشکر میں کوئی برتن نہ چھوڑا مگر اسے بھر لیا پھر کھایا حتی کہ سیر ہو گئے اور باقی بچ رہا تب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور میں اللہ کا رسول ہوں۔ کوئی بندہ اس گواہی کو لے کر اللہ سے نہ ملے گا جب کہ شک نہ کرے پھر وہ جنت سے حجاب میں کیا رہے (مسلم)

سلہ یہ نو ہجری رجب کا واقعہ ہے اور یہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا آخری غزوہ تھا۔ تبوک، شام اور مدینہ کے درمیان جگہ کا نام ہے۔

سلہ مجاعۃ، میم پر زبر بمعنی لوگوں کا بھوکا ہونا

سلہ حکم فرمائیں تاکہ ہر کوئی اپنے توشہ میں سے بچا ہوا سامان لائے۔

علہ یہ کاتب کی غلطی ہے جیم پر زبر ہے۔

marfat.com
Marfat.com

ــــ۴ نَطْعٌ، نون پر زبر، طاء کے نیچے زبر یا طا پر زبر یا سکون، افصح یہ ہے کہ نون کے نیچے زیر اور طاء پر زبر ہو۔

ــــ۵ ذرہ، ذال پر پیش، را مخففہ، دانہ مشہود کا نام ہے۔ صراح میں ہے ذرہ ارزن۔

ــــ۶ کسرہ، کاف کے نیچے زیر، سین ساکن

ــــ۷ فضلت، ضاد پر زبر ماضی ہے۔ فَضُلَةٌ، فاء پر زبر، ضاد ساکن۔ غزوۂ تبوک کے بارے میں منقول ہے کہ وہاں لشکر کی تعداد ایک لاکھ تھی۔

۵۶۵۹ وَعَنْ اَنَسٍ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عُرُوْسًا بِزَيْنَبَ فَعَمِدَتْ اُمِّيْ اُمُّ سُلَيْمٍ اِلٰى تَمْرٍ وَّسَمْنٍ وَّاَقِطٍ فَصَنَعَتْ حَيْسًا فَجَعَلَتْهُ فِيْ تَوْرٍ فَقَالَتْ يَا اَنَسُ اِذْهَبْ بِهٰذَا اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقُلْ بَعَثَتْ بِهٰذَا اِلَيْكَ اُمِّيْ وَهِيَ تُقْرِئُكَ السَّلَامَ وَتَقُوْلُ اِنَّ هٰذَا لَكَ مِنَّا قَلِيْلٌ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ فَذَهَبْتُ فَقُلْتُ فَقَالَ ضَعْهُ ثُمَّ قَالَ اذْهَبْ فَادْعُ لِيْ فُلَانًا وَفُلَانًا وَفُلَانًا رِجَالًا سَمَّاهُمْ وَادْعُ مَنْ لَقِيْتَ فَدَعَوْتُ مَنْ سَمّٰى وَمَنْ لَقِيْتُ فَرَجَعْتُ فَاِذَا الْبَيْتُ غَاصٌّ بِاَهْلِهٖ قِيْلَ لِاَنَسٍ عَدَدُكُمْ كَمْ كَانُوْا قَالَ زُهَاءَ ثَلٰثِمِائَةٍ فَرَاَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَضَعَ يَدَهٗ عَلٰى تِلْكَ الْحَيْسَةِ وَتَكَلَّمَ بِمَا شَاءَ اللّٰهُ ثُمَّ جَعَلَ يَدْعُوْ عَشَرَةً عَشَرَةً يَاْكُلُوْنَ مِنْهُ وَيَقُوْلُ لَهُمْ اذْكُرُوا اسْمَ اللّٰهِ وَلْيَاْكُلْ كُلُّ رَجُلٍ مِمَّا يَلِيْهِ قَالَ فَاَكَلُوْا حَتّٰى

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم جناب زینب[۱] کے نکاح میں نوشاہ تھے۔ میری ماں ام سلیم[۲] نے کچھ چھوارے گھی اور پنیر کا ارادہ کیا اس سے حلوہ[۳] بنایا اسے ایک پیالہ[۴] میں ڈالا۔ بولیں اے انس یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں لے جاؤ۔ عرض کرو کہ میری ماں نے یہ آپ کی خدمت میں بھیجا ہے وہ آپ کو سلام کہتی ہیں اور عرض کرتی ہیں کہ یہ آپ کے لیے ہماری طرف سے تھوڑا سا ہدیہ ہے اے اللہ کے رسول۔ چنانچہ میں گیا اور میں نے یہ کہا فرمایا اسے رکھ دو۔ پھر فرمایا جاؤ ہمارے پاس فلاں فلاں کو اور فلاں کو بلا لاؤ جن کا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے نام لیا اور جس سے تم ملو ہمارے پاس بلا لاؤ۔ میں انھیں بھی بلا لایا جس کا نام لیا تھا اور اسے بھی جس سے میں ملا۔ پھر میں لوٹا تو گھر حاضرین سے بھرا ہوا[۵] تھا چنانچہ انس سے کہا گیا کہ کتنے شمار کے لوگ تھے فرمایا قریبًا تین سو[۶]۔ پھر میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ اس حلوہ پر ہاتھ رکھا اور جو اللہ نے چاہا پڑھا[۷]۔ پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم دس دس کو بلانے لگے وہ اس سے کھانے لگے حضور صلی اللہ علیہ وسلم ان سے فرماتے تھے کہ اللہ کا نام لو اور ہر شخص اپنے سامنے سے کھائے[۸]۔ فرمایا کہ

شَبِعُوْا فَخَرَجَتْ طَائِفَةٌ وَدَخَلَتْ طَائِفَةٌ حَتّٰی اَکَلُوْا کُلُّهُمْ قَالَ لِیْ یَا اَنَسُ اِرْفَعْ فَرَفَعْتُ فَمَا اَدْرِیْ حِیْنَ وَضَعْتُ کَانَ اَکْثَرَ مَا حِیْنَ رَفَعْتُ (مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ)

لوگوں نے کھایا حتیٰ کہ سیر ہو گئے ایک ٹولہ نکلتا تھا، دوسرا ٹولہ آتا تھا۔ حتیٰ کہ سب نے کھا لیا پھر مجھ سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے انس اٹھا لو! میں نے اٹھا لیا جب اٹھایا تو مجھے پتہ نہیں کہ جب رکھا گیا تھا جب زیادہ تھا یا جب اٹھایا گیا ۹ (مسلم، بخاری)

۞ ۞ ۞

۱؎ زینب بنت جحش، جیم پر زبر، حاء ساکن، صراح میں ہے زن و مرد دلہن اور دولہا۔

۲؎ ام سلیم سین پر پیش، سمن سین پر زبر، میم ساکن، اقط ہمزہ پر زبر اور قاف کے نیچے زیر

۳؎ حیس، حاء پر زبر وہ کھانا جو کھجور و مکھن اور پنیر سے تیار ہوتا ہے کبھی پنیر کی جگہ ستو یا گندم کا آٹا اس میں ڈال لیا جاتا ہے۔

۴؎ تور، تاء پر زبر، واؤ ساکن پیالہ کی طرح کا وہ برتن جس میں پانی لیا جائے۔

۵؎ غاص، غین غص بمعنی پُر ہونا۔ تنگی، غصہ اس سے ہے کہ راہ نفس کو تنگ اور پُر کر دیتا ہے۔ صراح میں ہے منزل غاص، کثیر انبوہ۔

۶؎ زہار، زاء پر پیش بمعنی تعداد۔

۷؎ برکت کے لیے دعا فرمائی۔

۸؎ یہ کھانے میں کمی ادب ہے یہاں بطور اہتمام ذکر فرمایا تاکہ اضطراب وغیرہ ختم ہو جائے جو قلت طعام کی وجہ سے پیدا ہو سکتا ہے اور وہ برکت ختم نہ ہو جائے جو معجزہ کی وجہ سے پیدا ہوئی یا اس وجہ سے کہ اس سے مزید برکت پیدا ہو جائے۔

۹؎ ظاہر حدیث ہی بتا رہی ہے کہ حضرت زینب رضی اللہ عنہا کا ولیمہ اسی کھانے سے ہوا جو حضرت ام سلیم نے بھجوایا تھا۔ روایات میں مشہور یہ ہے کہ ولیمہ میں روٹی اور گوشت تھا۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے ہے کہ ان کا ولیمہ ایک بکری سے کیا گیا اور ہزار آدمی کو روٹی اور گوشت پورا ہو گیا۔ حیس کھانا خبز و لحم کے ساتھ تھا تو ہو (کذا فی شرح الشروح)

۵۶۶۰ وَعَنْ جَابِرٍ قَالَ غَزَوْتُ مَعَ رَسُوْلِ
۴۵
اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَاَنَا عَلٰی نَاضِحٍ قَدْ اَعْیٰی فَلَا یَکَادُ یَسِیْرُ فَتَلَاحَقَ بِیَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ مَا لِبَعِیْرِكَ قُلْتُ قَدْ عَیِیَ فَتَخَلَّفَ رَسُوْلُ اللّٰهِ

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ایک جہاد کیا میں اونٹنی پر تھا جو تھک گئی تھی اور چل نہ سکتی تھی مجھے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تمہارے اونٹ کو کیا ہوا، میں نے کہا کہ تھک گیا ہے تب رسول اللہ

marfat.com
Marfat.com

صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَزَجَرَهٗ فَدَعَا لَهٗ فَمَا زَالَ بَيْنَ يَدَيِ الْاِبِلِ قُدَّامَهَا يَسِيْرُ فَقَالَ لِيْ كَيْفَ تَرٰى بَعِيْرَكَ قُلْتُ بِخَيْرٍ قَدْ اَصَابَتْهُ بَرَكَتُكَ قَالَ اَفَتَبِيْعُنِيْهِ بِوُقِيَّةٍ فَبِعْتُهٗ عَلٰى اَنَّ لِيْ فَقَارَ ظَهْرِهٖ اِلَى الْمَدِيْنَةِ فَلَمَّا قَدِمَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمَدِيْنَةَ غَدَوْتُ عَلَيْهِ بِالْبَعِيْرِ فَاَعْطَانِيْ ثَمَنَهٗ وَرَدَّهٗ عَلَيَّ ۔

(مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ)

صلی اللہ علیہ وسلم پیچھے چلے اونٹ کو ڈانٹا[2] پھر اس کے لیے دعا[3] کی تو وہ دوسرے اونٹ کے آگے چلنے لگا پھر مجھ سے فرمایا اپنے اونٹ کو کیسا دیکھتے ہو میں نے کہا خیریت سے ہے اسے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی برکت پہنچ گئی فرمایا تو کیا تم اسے ایک اوقیہ[4] میں میرے ہاتھ فروخت کرو گے میں نے اونٹ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ اس شرط پر فروخت کر دیا کہ مجھے مدینہ تک اس کی پشت پر[5] سواری کا حق ہو جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ تشریف لائے میں صبح کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لے[6] گیا مجھے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی قیمت بھی دی اور اونٹ بھی لوٹا دیا

(مسلم، بخاری)

[1] ناضح، پانی کھینچنے والے اونٹ کو کہا جاتا ہے ۔
[2] دوسری روایت میں ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے ہاتھ کی چھڑی اسے لگائی ۔
[3] اس کی تیز روی کے لیے دعا فرمائی ۔
[4] وقیہ، واؤ پر زبر، قاف کے نیچے زیر یا مشدد، اوقیہ ہمزہ پر پیش اور واؤ ساکن بھی آیا ہے بمعنی چالیس درہم ۔
[5] فقار، قاف پر زبر، پشت کی ہڈیاں، اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے ایسی شرط بیع میں لگانا جائز ہے جس میں بائع کا نفع ہو لیکن شاید یہ حدیث منسوخ ہو یا یہ شرط مقصد کا حصہ نہ ہو بلکہ محض مقصد کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی عنایت تھی یا حضرت جابر کی التماس تھی ۔ اگرچہ ظاہر عبارت کے یہ خلاف ہے ۔
[6] میں نے وہ اونٹ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سپرد کر دیا ۔

۵۷۷۱/۳۹ وَعَنْ اَبِيْ حُمَيْدِ نِ السَّاعِدِيِّ قَالَ خَرَجْنَا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ غَزْوَةَ تَبُوْكَ فَاَتَيْنَا وَادِيَ الْقُرٰى عَلٰى حَدِيْقَةٍ لِامْرَاَةٍ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اُخْرُصُوْهَا فَخَرَصْنَاهَا وَخَرَصَهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَشَرَةَ اَوْسُقٍ وَقَالَ

ابو حمید ساعدی سے روایت ہے فرماتے ہیں ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ غزوۂ تبوک میں گئے تو وادی قری[1] میں ایک عورت کے باغ[2] میں پہنچے، تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس باغ میں پھلوں کا اندازہ لگاؤ[3] ہم نے لگایا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دس وسق[4] اندازہ لگایا اور اس عورت سے کہا

marfat.com
Marfat.com

اَحْصِیْہَا حَتّٰی نَرْجِعَ اِلَیْکِ اِنْ شَآءَ اللّٰہُ تَعَالٰی وَانْطَلَقْنَا حَتّٰی قَدِمْنَا تَبُوْکَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ سَتَہُبُّ عَلَیْکُمُ اللَّیْلَۃَ رِیْحٌ شَدِیْدَۃٌ فَلَا یَقُمْ فِیْہَا اَحَدٌ فَمَنْ کَانَ لَہٗ بَعِیْرٌ فَلْیَشُدَّ عِقَالَہٗ فَہَبَّتْ رِیْحٌ شَدِیْدَۃٌ فَقَامَ رَجُلٌ فَحَمَلَتْہُ الرِّیْحُ حَتّٰی اَلْقَتْہُ بِجَبَلَیْ طَیٍّ ثُمَّ اَقْبَلْنَا حَتّٰی قَدِمْنَا وَادِیَ الْقُرٰی فَسَاَلَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ الْمَرْاَۃَ عَنْ حَدِیْقَتِہَا کَمْ بَلَغَ ثَمَرُہَا فَقَالَتْ عَشَرَۃَ اَوْسُقٍ (مُتَّفَقٌ عَلَیْہِ)

کہ اس کے وزن کا خیال رکھنا حتی کہ ہم تجھ تک انشاء اللہ واپس ہوں ہم چلے گئے حتی کہ تبوک پہنچ گئے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ آج رات تم پر سخت ہوا چلے گی تو اس میں کوئی کھڑا نہ ہو جس کے پاس اونٹ ہو وہ اس کی رسی مضبوط باندھ دے چنانچہ بہت سخت ہوا چلی ایک شخص کھڑا ہو گیا اسے ہوا نے اٹھالیا حتی کہ اسے طے[6] کے پہاڑوں میں پھینک دیا۔ پھر ہم آئے حتی کہ وادی قریٰ پہنچے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس عورت سے اس کے باغ کے متعلق پوچھا کہ اس کے پھل کس حد تک پہنچے وہ بولی دس وسق۔ (مسلم بخاری)

[1] ابو حمید، حاء پر پیش، میم پر زبر از بنو ساعدہ، صحابہ کے درمیان انھوں نے کہا تھا۔ میں رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز کے بارے میں تم سے زیادہ واقف ہوں جیسا کہ کتاب الصلوٰۃ میں گزر چکا ہے۔

[2] وادی القرٰی، یہ جگہ کا نام ہے۔ یہ مدینہ طیبہ سے جانب شام تین دن کی منزل پر ہیں۔

[3] صراح ہے سبزہ باغ

[4] اخرصوا، ہمزہ پہ پیش اور راء۔ امر ہے، خرص، خاء واؤ صاد۔ درخت کے پھل کا کھیتی کی زمین پر اندازہ کرنا۔

[5] وسق، واو پر زبر، سین ساکن، ساٹھ صاع یا اونٹ کا مہار

[6] کوہ طی، یہ حاتم طائی کا علاقہ تھا۔ طی طاء پہ زبر یا مکسور مشدد، آخر میں ہمزہ۔

۵۶۶۲ وَعَنْ اَبِیْ ذَرٍّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ
۲۷
صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِنَّکُمْ سَتَفْتَحُوْنَ مِصْرَ وَہِیَ اَرْضٌ یُسَمّٰی فِیْہَا الْقِیْرَاطُ فَاِذَا فَتَحْتُمُوْہَا فَاَحْسِنُوْا اِلٰی اَہْلِہَا فَاِنَّ لَہَا ذِمَّۃً وَّرَحِمًا اَوْ قَالَ ذِمَّۃً وَّصِہْرًا وَاِذَا رَاَیْتُمْ رَجُلَیْنِ یَخْتَصِمَانِ فِیْ مَوْضِعِ لَبِنَۃٍ فَاخْرُجْ مِنْہَا قَالَ فَرَاَیْتُ عَبْدَ الرَّحْمٰنِ بْنَ شُرَحْبِیْلَ بْنِ حَسَنَۃَ وَاَخَاہُ

حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ تم مصر فتح کرو گے وہ وہ جگہ ہے جس میں قیراط[1] کا بہت نام لیا جاتا ہے تو جب تم اسے فتح کرو گے تو اس کے باشندوں سے بھلائی کرنا کیونکہ اس کا احترام ہے اور قرابت[2] داری ہے یا فرمایا کہ سسرالی رشتہ[3] ہے پھر جب تم دو شخصوں کو اینٹ[4] بھر جگہ میں جھگڑتے دیکھو تو وہاں سے نکل جانا۔[5] راوی نے فرمایا کہ میں نے عبدالرحمٰن بن شرحبیل[6] ابن حسنہ اور

وَرَبِيعَةَ يَخْتَصِمَانِ فِي مَوْضِعِ لَبِنَةٍ فَخَرَجْتُ مِنْهَا۔ (رَوَاهُ مُسْلِمٌ)

اور ان کے بھائی ربیعہ کو دیکھا کہ وہ ایک ایک اینٹ بھر جگہ میں جھگڑ رہے تھے تو میں وہاں سے نکل گیا۔ (مسلم)

سلہ اہلِ مصر کا اپنے معاملات میں اکثر قیراط کا ذکر کیا جاتا ہے یہ ان کے قلت مروّت اور عدم مصالحت کی دلیل ہے یہ اس کے منافی نہیں کہ اہل دیہات وشہر ذکر قیراط میں منافی نہیں۔ یہاں سے معلوم ہوا کہ اہل کرم کی زبان پر حقیر خسیس شے کا ذکر نہیں آتا۔ بعض حکماء (رحمہم اللہ) نے فرمایا اللہ تعالیٰ رحم فرمائے جس کی زبان پر واثق اور قیراط جاری نہیں ہوتے اس کا محل اور بھی ہے جو امام تورپشتی نے ذکر کیا ہے۔ اس کا ذکر میں نے شرح میں کیا ہے قیراط کا وزن مختلف شہروں میں مختلف ہے۔ مکہ معظمہ میں دینار کا ربع سدس یعنی چوبیس کا ایک جزء ہے۔ عراق میں نصف عشر ہے۔ یعنی بیس کا ایک حصہ، اس کے باوجود حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اہلِ مصر کے حقوق کی رعایت کی تعلیم دی

سلہ اہلِ مصر کی یہ حرمت حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے صاحبزادے سیدنا ابراہیم علیہ السلام کی وجہ سے ہے کہ ان کی والدہ حضرت ماریہ قبطیہ رضی اللہ عنہا انھیں میں سے تھیں۔

سلہ رحم، واؤ پر زبر، حا کے نیچے، قرابت از جانب، حضرت ہاجرہ والدہ اسماعیل علیہما السلام کیونکہ وہ بھی ان میں سے تھیں۔

سلہ صہرا، صاد کے نیچے زیر، ہا ساکن، یہ بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے صاحبزادے حضرت ابراہیم علیہ السلام کی وجہ سے ہے اس کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے خصائص ذکر فرمائے۔

ھ لبنہ، لام پر زبر، باء کے نیچے زیر

سلہ حضرت ابو ذر رضی اللہ عنہ کے ساتھ خطاب کی وجہ ان پر کمال شفقت ہے یہ بھی احتمال ہے کہ یہ خطاب عام ہو، تحقیق سے ثابت ہے کہ ان کی طرف سے کئی فتنے پیدا ہوئے مثلاً حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا قتل اور اس کے بعد محمد بن ابی بکر کا واقعہ

سلہ شرحبیل، شین پر پیش، ابن حسنہ، تینوں پر زبر، صحابی ہیں۔ مہاجرین حبشہ میں شامل ہیں۔ عبدالرحمٰن اور ربیعہ دونوں شرحبیل کے بیٹے ہیں۔ عبدالرحمٰن کے لیے ولایت ثابت ہے۔ ان سے جماعت صحابہ نے روایت کی ہے، حضرت ربیعہ بھی صحابی ہیں۔

۵۶۶۴/۴۸ وَعَنْ حُذَيْفَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ فِي أَصْحَابِي وَفِي رِوَايَةٍ قَالَ وَفِي أُمَّتِي اِثْنَا عَشَرَ مُنَافِقًا لَا يَدْخُلُونَ الْجَنَّةَ وَلَا يَجِدُونَ رِيحَهَا حَتّٰى يَلِجَ الْجَمَلُ فِي سَمِّ الْخِيَاطِ

حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں فرمایا میرے ساتھیوں میں اور ایک روایت میں ہے کہ فرمایا کہ میری امت میں بارہ منافق ہیں جو جنت میں داخل نہ ہوں گے اور نہ اس کی خوشبو پائیں گے حتیٰ کہ اونٹ سوئی کے ناکہ میں داخل

marfat.com
Marfat.com

ثَمَانِيَةٌ مِّنْهُمْ تَكْفِيْهِمُ الدُّبَيْلَةُ سِرَاجٌ مِّنْ نَّارٍ يَظْهَرُ فِيْ اَكْتَافِهِمْ حَتّٰى تَنْجُمَ فِيْ صُدُوْرِهِمْ رَوَاهُ مُسْلِمٌ وَسَنَذْكُرُ حَدِيْثَ سَهْلِ ابْنِ سَعْدٍ لَاُعْطِيَنَّ هٰذِهِ الرَّايَةَ غَدًا فِيْ مَنَاقِبِ عَلِيٍّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ وَحَدِيْثُ جَابِرٍ مَنْ يَّصْعَدُ الثَّنِيَّةَ فِيْ جَامِعِ الْمَنَاقِبِ اِنْ شَاءَ اللّٰهُ تَعَالٰى۔

ہو جاوے۔ ان میں سے آٹھ وہ ہیں جنھیں ایک پھوڑا[4] ہی کافی ہوگا۔ آگ کا شعلہ جو اُن کے کندھوں میں ظاہر ہوگا حتیٰ کہ ان کے سینوں میں پار ہو جائے گا (مسلم) ہم سہل ابن سعد کی حدیث کہ میں یہ جھنڈا کل دوں گا، جناب علی رضی اللہ عنہ کے فضائل میں ذکر کریں گے اور حضرت جابر کی حدیث کہ جو اس گھاٹی پر چڑھ جاوے ان شاء اللہ جامع المناقب باب[5] میں ہم ذکر کریں گے۔

[1] حضرت حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ، یہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے راز دار صحابی ہیں۔ انھیں منافقین کا علم حاصل تھا۔

[2] بہشت میں داخل ہونا تو کجا

[3] سم، سین پر زبر یا پیش، سوراخ، خیاط، سوئی یہ مبالغہ ہے بتانا یہ ہے کہ یہ محال ہے جیسا کہ قرآن مجید میں بھی ہے۔ واضح رہے کہ امت کا اطلاق اہل نفاق پہ کیا جا سکتا ہے کیونکہ وہ امت دعوت ہیں۔ ہاں صحابی کا اطلاق ان کے ظاہر کی وجہ سے ہی ہوگا۔ ان کا پردہ صحابہ کے درمیان کلمہ پڑھنے کی وجہ سے تھا اس وجہ سے انھیں امت اجابت بھی کہا جا سکتا ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے بعض خواص اور مقربین کو ان کے احوال پر مطلع فرما دیا تھا تاکہ ان کے شر و مکر سے محفوظ رہا جا سکے۔ عقبہ کی رات جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم غزوہ تبوک سے لوٹے تھے۔ اس موقع پر بھی ان کا مکر و فریب سامنے آیا تھا جیسا کہ کتب سیرت میں ہے۔ امام طیبی نے بھی امام توریشی سے نقل کیا ہے۔

[4] دُبیلہ، دال پر پیش، یاء ساکنہ وہ پھوڑا جو آدمی کے پیٹ میں پیدا ہو جاتا ہے۔ قاموس میں دبیلہ بمعنی طاعون ہے بمعنی حادثہ اور سختی بھی آتا ہے۔

[5] مصابیح میں ان دو احادیث کا تذکرہ باب معجزات میں ہے۔

الفصل الثانی

۵۶۶۴ / ۴۹ عَنْ اَبِيْ مُوْسٰى قَالَ خَرَجَ اَبُوْطَالِبٍ اِلَى الشَّامِ وَخَرَجَ مَعَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ اَشْيَاخٍ مِّنْ قُرَيْشٍ فَلَمَّا اَشْرَفُوْا عَلَى الرَّاهِبِ هَبَطُوْا فَحَلُّوْا رِحَالَهُمْ فَخَرَجَ اِلَيْهِمُ الرَّاهِبُ

دوسری فصل

حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ ابو طالب شام کی طرف گئے۔ ان کے ساتھ نبی صلی اللہ علیہ وسلم قریش کے سرداروں کی جماعت میں تشریف لے گئے جب وہ اس راہب پر پہنچے تو اُترے اپنی سواریاں کھولیں۔ ان کے پاس وہ راہب آیا حالانکہ

marfat.com
Marfat.com

وَكَانُوْا قَبْلَ ذٰلِكَ يَمُرُّوْنَ بِهٖ فَلَا يَخْرُجُ اِلَيْهِمْ قَالَ فَهُمْ يَحُلُّوْنَ رِحَالَهُمْ فَجَعَلَ يَتَخَلَّلُهُمُ الرَّاهِبُ حَتّٰى جَآءَ فَاَخَذَ بِيَدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ هٰذَا سَيِّدُ الْعَالَمِيْنَ هٰذَا رَسُوْلُ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ يَبْعَثُهُ اللّٰهُ رَحْمَةً لِّلْعَالَمِيْنَ فَقَالَ لَهٗ اَشْيَاخٌ مِّنْ قُرَيْشٍ مَا عَلَّمَكَ فَقَالَ اِنَّكُمْ حِيْنَ اَشْرَفْتُمْ مِّنَ الْعَقَبَةِ لَمْ يَبْقَ شَجَرٌ وَّلَا حَجَرٌ اِلَّا خَرَّ سَاجِدًا وَّلَا يَسْجُدَانِ اِلَّا لِنَبِيٍّ وَّاِنِّيْ اَعْرِفُهٗ بِخَاتَمِ النُّبُوَّةِ اَسْفَلَ مِنْ غُضْرُوْفِ كَتِفِهٖ مِثْلُ التُّفَّاحَةِ ثُمَّ رَجَعَ فَصَنَعَ لَهُمْ طَعَامًا فَلَمَّا اَتَاهُمْ بِهٖ وَكَانَ هُوَ فِيْ رِعْيَةِ الْاِبِلِ فَقَالُوْا اَرْسِلُوْا اِلَيْهِ فَاَقْبَلَ وَعَلَيْهِ غَمَامَةٌ تُظِلُّهٗ فَلَمَّا دَنَا مِنَ الْقَوْمِ وَجَدَهُمْ قَدْ سَبَقُوْهُ اِلٰى فَيْئِ شَجَرَةٍ فَلَمَّا جَلَسَ مَالَ فَيْئُ الشَّجَرَةِ عَلَيْهِ فَقَالَ انْظُرُوْا اِلٰى فَيْئِ الشَّجَرَةِ مَالَ عَلَيْهِ فَقَالَ اَنْشُدُكُمُ اللّٰهَ اَيُّكُمْ وَلِيُّهٗ قَالُوْا اَبُوْ طَالِبٍ فَلَمْ يَزَلْ يُنَاشِدُهٗ حَتّٰى رَدَّهٗ اَبُوْ طَالِبٍ وَبَعَثَ مَعَهٗ اَبُوْ بَكْرٍ بِلَالًا وَّزَوَّدَهُ الرَّاهِبُ مِنَ الْكَعْكِ وَالزَّيْتِ ۔

(رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ)

اس سے پہلے یہ لوگ اس پر گزرتے تھے۔ وہ ان کے پاس نہ آتا تھا فرمایا کہ یہ لوگ اپنا سامان کھول رہے تھے[1] راہب ان لوگوں کے درمیان گھسنے لگا۔ حتیٰ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ہاتھ پکڑ کر بولا یہ تمام نبیوں کے سردار ہیں، یہ رب العلمین کے رسول ہیں۔ اللہ انھیں جہانوں کے لیے رحمت بنا کر بھیجے گا، تو سرداران قریش[2] نے اس سے کہا کہ تجھے کیسے علم ہوا وہ بولا کہ تم جب اس گھاٹی سے سامنے آئے تو کوئی درخت پتھر نہ رہا مگر وہ سجدے میں گر گیا۔ یہ مخلوق نبی کے سوا کسی کو سجدہ نہیں کرتی اور میں انھیں مہر نبوت سے پہچانتا ہوں جوان کے کندھے کی ہڈی کے نیچے سیب[3] کی طرح ہے پھر وہ لوٹ گیا ان لوگوں کے لیے کھانا تیار کیا جب ان لوگوں کے پاس کھانا لایا اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم اونٹ چرانے میں مشغول تھے تو بولا انھیں بلا بھیجو۔ چنانچہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم آئے آپ پر بادل تھا جو سایہ کر رہا تھا۔ جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم قوم سے قریب ہوئے تو ان کو درخت کے سایہ میں پہلے پہنچا ہوا پایا۔ جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم بیٹھے تو درخت کا سایہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر جھک گیا[4] وہ بولا دیکھو درخت کا سایہ کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر جھک گیا۔ پھر بولا میں تم کو اللہ کی قسم[5] دیتا ہوں ان کا ولی کون ہے؟ لوگوں نے کہا ابوطالب ہیں وہ انھیں قسمیں[6] دیتا رہا۔ حتیٰ کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو ابوطالب نے لوٹا دیا[7] اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ابو بکر نے بلال کو بھیجا۔ اس راہب نے آپ کو بسکٹ اور تیل کا توشہ دیا[8] (ترمذی)

[1] تجارت کے لیے جیسا کہ اہل مکہ کی عادت تھی

[2] ان کے ساتھ قریش کے عمر رسیدہ لوگ بھی تھے اس وقت حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی عمر مبارک بارہ سال تھی

ـــه ۳ جن کا نام بحیرا تھا۔ باء پر زبر اور یاء ساکنہ، یعنی اس کی جگہ تک پہنچے جو بلادِ شام میں بصریٰ کے مقام پر تھی۔

ـــه ۴ دوسری روایت میں ہے کہ راہب اٹھا اور اس نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو گلے لگایا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے احوال وصفات مثلاً آپ کا کھانا، سونا وغیرہ کے بارے میں پوچھا تو اس نے اسی طرح پایا جو اس کی کتاب میں تھا۔

ـــه ۵ اگرچہ بادل کا سایہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر موجود تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اعزاز و امتیاز کی وجہ سے سایہ وارد ہو گیا۔ بادل کا سایہ کرنا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے معجزات میں سے ہے لیکن یہ دائمی نہ تھا بلکہ کبھی ضرورت کے وقت ہوتا تھا۔

ـــه ۶ انشد، ہمزہ پر زبر اور شین پر پیش

ـــه ۷ حضرت ابو طالب کو قسم دے کر کہا کہ اسے مکہ واپس لے جاؤ اور یہود و نصاریٰ سے اس کی حفاظت کرو۔

ـــه ۸ راہب کو یہ خوف تھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو روم نہ لے جائیں اور وہاں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو شہید کر دیا جائے۔ امام ترمذی اور امام حاکم نے ذکر کیا کہ اس سفر میں روم سے سات آدمی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے قتل کے ارادہ سے نکلے تھے۔ بحیرا سے ملاقات ہوئی پوچھا تم ادھر کیسے؟ کہنے لگے اس ماہ پیغمبر نے ادھر سفر کرنا ہے اور انھوں نے ہر راستہ پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے شہید کرنے کا انتظام کر رکھا تھا۔ بحیرا نے کہا تم نے مجھے بتایا اگر خدا کو منظور ہوا۔

ـــه ۹ اس سفر میں حضرت بلال رضی اللہ عنہ کا ساتھ بھیجنا کیا ہے؟ کیونکہ ابھی تو ان کی ولادت نہ ہوئی تھی اور سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ ابھی چھوٹے تھے کیونکہ وہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے اڑھائی سال چھوٹے ہیں اور ان دنوں سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ نے حضرت بلال کو خریدا بھی نہ تھا۔ لہذا امام ذہبی نے اس روایت کو ضعیف قرار دیا ہے بعض نے اسے باطل کہا۔ حافظ ابن حجر، اصابہ میں کہتے ہیں اس حدیث کے رجال ثقہ ہیں ہاں اس کے الفاظ منکر ہیں تو ممکن ہے وہم کی وجہ سے دوسری روایت کے الفاظ کو اس میں شامل کر دیا گیا ہو۔ امام جزری کہتے ہیں کہ اسی حدیث کے رجال بخاری و مسلم کے رجال ہیں لیکن ذکر سیدنا ابو بکر و بلال رضی اللہ عنہما غیر محفوظ ہے۔ انھوں نے وہم کی بنا پر انھیں ذکر کر دیا ہے اور شاید حضرت بلال رضی اللہ عنہ ان دنوں پیدا بھی نہ ہوئے ہوں۔

۵۶۶۵ / ۵۰ وَعَنْ عَلِیِّ ابْنِ اَبِیْ طَالِبٍ قَالَ کُنْتُ مَعَ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ بِمَکَّۃَ فَخَرَجْنَا فِیْ بَعْضِ نَوَاحِیْھَا فَمَا اسْتَقْبَلَہٗ جَبَلٌ وَّلَا شَجَرٌ اِلَّا وَھُوَ یَقُوْلُ السَّلَامُ عَلَیْکَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ۔ (رَوَاہُ التِّرْمِذِیُّ وَالدَّارِمِیُّ)

حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مکہ میں تھا ہم اس کے بعض اطراف میں گئے تو کوئی درخت پتھر آپ کے سامنے نہ آیا مگر وہ کہتا تھا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ پر سلام ہو۔ (ترمذی و دارمی)

marfat.com
Marfat.com

[1] ظاہر یہی ہے کہ یہ سلام سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے خود بھی سنا۔ ہاں یہ بھی احتمال ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے انھیں آگاہ فرمایا ہو۔

۵۶۶۶/۵۱ وَعَنْ اَنَسٍ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اُتِيَ بِالْبُرَاقِ لَيْلَةً اُسْرِيَ بِهٖ مُلْجَمًا مُسْرَجًا فَاسْتَصْعَبَ عَلَيْهِ فَقَالَ لَهٗ جِبْرِيْلُ اَبِمُحَمَّدٍ تَفْعَلُ هٰذَا فَمَا رَكِبَكَ اَحَدٌ اَكْرَمُ عَلَى اللّٰهِ مِنْهُ قَالَ فَارْفَضَّ عَرَقًا۔ (رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ هٰذَا حَدِيْثٌ غَرِيْبٌ)

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں اس رات جس رات میں معراج کرائی گئی براق لایا گیا۔ لگام و زین دیا ہوا تو آپ پر اس نے سرکشی کی تو اس سے جبرئیل علیہ السلام نے کہا کہ کیا محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تو یہ کرتا ہے ان سے زیادہ اللہ کے نزدیک عزت والا تجھ پر[2] کوئی نہیں سوار ہوا فرمایا وہ پسینہ سے نچوڑ گیا (ترمذی) یہ حدیث غریب ہے۔

[2] اس عبارت سے واضح ہو رہا ہے کہ اس براق پر دیگر انبیاء علیہم السلام بھی سوار ہوئے اس کے آخری سوار حضور صلی اللہ علیہ وسلم تھے۔ باب المعراج میں اس پر گفتگو ہوئی ہے۔

۵۶۶۷/۵۲ وَعَنْ بُرَيْدَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمَّا انْتَهَيْنَا اِلَى بَيْتِ الْمَقْدِسِ قَالَ جِبْرِيْلُ بِاِصْبَعِهٖ فَخَرَقَ بِهِ الْحَجَرَ فَشَدَّ بِهِ الْبُرَاقَ۔ (رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ)

حضرت بریدہ[1] رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جب ہم بیت المقدس تک پہنچے تو جبرئیل علیہ السلام نے اپنی انگلی سے اشارہ کیا جس سے پتھر چر گیا، اس سے براق باندھا[2] (ترمذی)

[1] حضرت بریدہ اسلمی رضی اللہ عنہ

[2] باب المعراج میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے ہے کہ براق کو وہاں ہی باندھا گیا یہاں دیگر انبیاء کی سواریاں باندھی گئی تھیں۔ گویا حلقہ سے مراد اس کی جگہ ہے شاید وہ بند ہو گیا تھا جبرئیل امین نے اسے کھول دیا۔

۵۶۶۸/۵۳ وَعَنْ يَعْلَى بْنِ مُرَّةَ الثَّقَفِيِّ قَالَ ثَلٰثَةُ اَشْيَاءَ رَاَيْتُهَا مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْنَا نَحْنُ نَسِيْرُ مَعَهٗ اِذْ مَرَرْنَا بِبَعِيْرٍ يُسْنٰى عَلَيْهِ فَلَمَّا رَاٰهُ الْبَعِيْرُ جَرْجَرَ فَوَضَعَ جِرَانَهٗ فَوَقَفَ عَلَيْهِ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ اَيْنَ صَاحِبُ هٰذَا الْبَعِيْرِ فَجَاءَهٗ

حضرت یعلی[1] ابن مرہ ثقفی[2] سے روایت ہے فرماتے ہیں میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے تین چیزیں دیکھیں جبکہ ہم حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ چل رہے تھے کہ ہم ایک اونٹ پر گزرے جس پر پانی[3] دیا جا رہا تھا تو جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا تو چیخا[4] اپنی گردن لکھ دی[5] اس پر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کھڑے ہو گئے فرمایا اس اونٹ کا مالک کہاں ہے وہ حضور صلی اللہ علیہ

فَقَالَ بِعْنِیْهِ فَقَالَ بَلْ نَهَبُهٗ لَكَ يَا رَسُوْلَ اللهِ وَاِنَّهٗ لِاَهْلِ بَيْتٍ مَا لَهُمْ مَعِيْشَةٌ غَيْرُهٗ قَالَ اَمَا اِذَا ذَكَرْتَ هٰذَا مِنْ اَمْرِهٖ فَاِنَّهٗ شَكٰى كَثْرَةَ الْعَمَلِ وَقِلَّةَ الْعَلَفِ فَاَحْسِنُوْا اِلَيْهِ ثُمَّ سِرْنَا حَتّٰى نَزَلْنَا مَنْزِلًا فَنَامَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَجَاءَتْ شَجَرَةٌ تَشُقُّ الْاَرْضَ حَتّٰى غَشِيَتْهُ ثُمَّ رَجَعَتْ اِلٰى مَكَانِهَا فَلَمَّا اسْتَيْقَظَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذَكَرْتُ لَهٗ ذٰلِكَ فَقَالَ هِيَ شَجَرَةٌ اِسْتَاْذَنَتْ رَبَّهَا فِيْ اَنْ تُسَلِّمَ عَلٰى رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاَذِنَ لَهَا ثُمَّ قَالَ سِرْنَا فَمَرَرْنَا بِمَاءٍ فَاَتَتْهُ امْرَاَةٌ بِابْنٍ لَهَا بِهٖ جِنَّةٌ فَاَخَذَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمَنْخَرِهٖ ثُمَّ قَالَ اُخْرُجْ فَاِنِّيْ مُحَمَّدٌ رَسُوْلُ اللهِ ثُمَّ سِرْنَا فَلَمَّا رَجَعْنَا مَرَرْنَا بِذٰلِكَ الْمَاءِ فَسَاَلَهَا عَنِ الصَّبِيِّ فَقَالَتْ وَالَّذِيْ بَعَثَكَ بِالْحَقِّ مَا رَاَيْنَا مِنْهُ رَيْبًا بَعْدَكَ

(رَوَاهُ فِيْ شَرْحِ السُّنَّةِ)

وسلم کے پاس آیا فرمایا اسے میرے ہاتھ بیچ دے۔ اس نے کہا یا رسول اللہ ہم یہ حضور کو ہبہ[6] کرتے ہیں۔ یہ ایسے گھر والوں کا ہے جن کے پاس اس کے سوا کوئی ذریعہ معاش نہیں۔ فرمایا جب تم نے اس کا یہ حال بیان کیا تو اس نے زیادتی کام اور چارہ کی کمی کی شکایت کی تم اس سے اچھا سلوک کرو۔ پھر ہم چلے حتی کہ ایک منزل میں اُترے تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم سو گئے ایک درخت زمین چیرتا ہوا آیا حتی کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر سایہ کر لیا پھر اپنی جگہ لوٹ گیا پھر جب بیدار ہو گئے تو میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ ذکر کیا۔ فرمایا یہ وہ درخت ہے جس نے اپنے رب سے یہ اجازت چاہی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو سلام کرے تو اسے اجازت دے دی۔ راوی نے کہا کہ پھر ہم ایک گھاٹ پر گزرے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک عورت بچہ لائی جسے دیوانگی تھی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کا بانسہ پکڑا پھر فرمایا کہ نکل میں محمد رسول اللہ ہوں۔ پھر ہم چلے تو جب لوٹے تو اس گھاٹ پر گزرے اس سے بچہ کے متعلق پوچھا۔ وہ بولی اس کی قسم جس نے آپ کو حق کے ساتھ بھیجا آپ کے بعد ہم نے اس سے کوئی شبہ کی چیز نہ دیکھی[9]

[1] حضرت یعلی بن مرہ رضی اللہ عنہ، یاء پر زبر، عین ساکن، مرہ میم پر پیش، را مشدد

[2] الثقفی، ثقیف کی طرف نسبت ہے جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اجداد میں سے تھے یہ صحابی ہیں حدیبیہ خیبر، حنین اور طائف میں حاضر تھے۔

[3] سانیہ، سین اور نون، پانی کھینچنے والا اونٹ

[4] جرجر، اونٹ کا گلے سے آواز نکالنا۔ یہاں زیادہ کرنا مراد ہے

[5] جران، جیم کے نیچے زیر اور را مخفف، گردن کا اگلا حصہ ناک تک، یعنی اونٹ نے گردن زمین پر رکھ دی۔

[6] بیچنا کیا ہے، ہم وہ تمھیں ہبہ کرتے ہیں۔

marfat.com
Marfat.com

۷ یہ تیسرا معجزہ تھا۔

۸ منخر، میم پر زبر، خاء کے نیچے زیر، میم کے نیچے زیر بھی آیا ہے۔

۹ کَمْ اَبْرَاَتْ وَصِبًا بِاللَّمْسِ رَاحَتُهٗ وَاَطْلَقَتْ اَرِبًا مِّنْ رِّبْقَةِ اللَّمَمِ

تمھارا ہاتھ لگنے سے کتنوں کو شفا ہو گئی تمھارے لمس سے کتنے قید سے آزاد ہو گئے

۵۶۶۹/۵۴ وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ اِنَّ امْرَاَةً جَاءَتْ بِابْنٍ لَّهَا اِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَتْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنَّ ابْنِيْ بِهٖ جُنُوْنٌ وَّاِنَّهٗ لَيَاْخُذُهٗ عِنْدَ غَدَائِنَا وَعَشَائِنَا فَمَسَحَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ صَدْرِهٖ وَدَعَا فَثَعَّ ثَعَّةً وَّخَرَجَ مِنْ جَوْفِهٖ مِثْلُ الْجَرْوِ الْاَسْوَدِ يَسْعٰى (رَوَاهُ الدَّارِمِيُّ)

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ایک عورت اپنا بچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں لائی بولی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرے اس بچہ کو دیوانگی ہے اور اسے جنون شام سویرے پکڑتا ہے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے سینے پر ہاتھ پھیرا اور دعا کی، اسے ۱ قے ہوئی اور اس کے پیٹ سے کالا سا پلا ۲ نکلا جو چلتا تھا۔ (دارمی)

۱ ثع، ثا، عین مشدد، قے

۲ صراح میں ہے جرو، جیم کے نیچے زیر، راء ساکن، درندہ کا بچہ، مثلاً کتا، چیتا، خرس وغیرہ

۵۶۷۰/۵۵ وَعَنْ اَنَسٍ قَالَ جَاءَ جِبْرَئِيْلُ اِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ جَالِسٌ حَزِيْنٌ قَدْ تَخَضَّبَ بِالدَّمِ مِنْ فِعْلِ اَهْلِ مَكَّةَ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ هَلْ تُحِبُّ اَنْ نُّرِيَكَ اٰيَةً قَالَ نَعَمْ فَنَظَرَ اِلٰى شَجَرَةٍ مِّنْ وَّرَائِهٖ فَقَالَ ادْعُ بِهَا فَدَعَا بِهَا فَجَاءَتْ فَقَامَتْ بَيْنَ يَدَيْهِ فَقَالَ مُرْهَا فَلْتَرْجِعْ فَاَمَرَهَا فَرَجَعَتْ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَسْبِيْ حَسْبِيْ (رَوَاهُ الدَّارِمِيُّ)

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ حضرت جبرئیل علیہ السلام، نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آئے جبکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم غمگین بیٹھے تھے مکہ والوں کی ایذا رسانی کی وجہ سے ۱ خون سے رنگین تھے، عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیا آپ چاہتے ہیں کہ آپ کو ایک نشان دکھائیں فرمایا ہاں انھوں نے آپ کے پیچھے ایک درخت کی طرف دیکھا عرض کیا اسے بلائیے، حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے بلایا وہ آگیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے کھڑا ہو گیا پھر عرض کیا اسے حکم دیجیے کہ لوٹ جائے، حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے حکم دیا وہ لوٹ گیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ۲ مجھے کافی ہے۔ مجھے کافی ہے (دارمی)

۱ اس سے مراد احد کا دن ہے، جس میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے دانت مبارک اور رخسار مبارک زخمی ہوئے تھے۔

marfat.com
Marfat.com

۲ یہ برائے تسلی اور رفع حزن تھا۔ اس موقع پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے اس معجزہ کا اظہار اس پر دلالت کر رہا ہے۔ خلافِ عادت واقعہ حصولِ یقین اور رفع غم و حزن کے لیے مؤثر ہوتا ہے تو وہ صبر سے کام لے، کیونکہ بقدر محنت و مشقت اجر ملتا ہے۔

۵۶۷۱/۵۶ وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ كُنَّا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ سَفَرٍ فَاَقْبَلَ اَعْرَابِيٌّ فَلَمَّا دَنَىٰ قَالَ لَهٗ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَاَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ قَالَ وَمَنْ يَّشْهَدُ عَلٰى مَا تَقُوْلُ قَالَ هٰذِهِ السَّلَمَةُ فَدَعَاهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ بِشَاطِئِ الْوَادِيْ فَاَقْبَلَتْ تَخُدُّ الْاَرْضَ حَتّٰى قَامَتْ بَيْنَ يَدَيْهِ فَاسْتَشْهَدَهَا ثَلٰثًا وَشَهِدَتْ ثَلٰثًا اَنَّهٗ كَمَا قَالَ ثُمَّ رَجَعَتْ اِلٰى مَنْبَتِهَا

(رَوَاهُ الدَّارِمِيُّ)

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے فرماتے ہیں ہم نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ایک سفر میں تھے کہ ایک بدوی آیا جب قریب ہوا تو اس سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کیا تو یہ گواہی دیتا ہے کہ ایک اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اس کا کوئی شریک نہیں اور یہ کہ حضور محمد صلی اللہ علیہ وسلم اس کے بندے اور اس کے رسول ہیں وہ بولا جو آپ کہتے ہیں اس پر گواہی کون دیتا ہے فرمایا درخت خاردار[۱] اسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بلایا وہ جنگل کے کنارہ پر تھا وہ زمین چیرتا[۲] ہوا آیا حتی کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے کھڑا ہو گیا۔ پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے تین بار گواہی لی، اس نے تین بار گواہی دی کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم ویسے ہی ہیں جیسے انھوں نے فرمایا پھر اپنی جھاڑی کی طرف لوٹ گیا۔ (دارمی)

۱ سلمہ، سین پر زبر اور لام بلند خاردار درخت

۲ خد، خاء پر زبر، دال مشدد، زمین پھاڑنا

۳ شعر جَاءَتْ لِدَعْوَتِهِ الْاَشْجَارُ سَاجِدَةً تَمْشِيْ اِلَيْهِ عَلٰى سَاقٍ بِلَا قَدَمٍ

آپ کے بلانے پر درخت سجدہ کرتے ہوئے آئے اور وہ بلا قدم چل کر آتے۔

۵۶۷۲/۵۷ وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ جَاءَ اَعْرَابِيٌّ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ بِمَا اَعْرِفُ اَنَّكَ نَبِيٌّ قَالَ اِنْ دَعَوْتُ هٰذَا الْعِذْقَ مِنْ هٰذِهِ النَّخْلَةِ يَشْهَدُ اَنِّيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ فَدَعَاهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَجَعَلَ يَنْزِلُ مِنَ النَّخْلَةِ

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے فرمایا کہ ایک دیہاتی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آیا بولا میں کیسے پہچانوں کہ آپ نبی ہیں۔ فرمایا اگر میں اس خوشہ[۱] کو اس درخت سے بلاؤں تو وہ گواہی دے گا کہ میں اللہ کا رسول ہوں چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بلایا وہ کھجور کے درخت سے اترنے لگا

marfat.com
Marfat.com

حَتّٰى سَقَطَ اِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ ارْجِعْ فَعَادَ فَاَسْلَمَ الْاَعْرَابِيُّ
(رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَصَحَّحَهٗ)

حتیٰ کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں گر گیا۔ پھر فرمایا لوٹ جاؤ، وہ لوٹ گیا یہ دیہاتی مسلمان ہو گیا
(ترمذی)

لے ان، ہمزہ پر زبر اور زیر دونوں طرح ہے، عذق، عین کے زیر ، دال اور قاف خوشا خرما جیسا کہ خوشہ انگور (صراح)

٥٦٧٢
٥٨ وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ جَاءَ ذِئْبٌ اِلٰى رَاعِيْ غَنَمٍ فَاَخَذَ مِنْهَا شَاةً وَطَلَبَهُ الرَّاعِيْ حَتّٰى انْتَزَعَهَا مِنْهُ قَالَ فَصَعِدَ الذِّئْبُ عَلٰى تَلٍّ فَاَقْعٰى وَاسْتَثْفَرَ وَقَالَ قَدْ عَمَدْتُ اِلٰى رِزْقٍ رَزَقَنِيْهِ اللّٰهُ اَخَذْتُهٗ ثُمَّ انْتَزَعْتَهٗ مِنِّيْ فَقَالَ الرَّجُلُ تَاللّٰهِ اِنْ رَاَيْتُ كَالْيَوْمِ ذِئْبٌ يَتَكَلَّمُ فَقَالَ الذِّئْبُ اَعْجَبُ مِنْ هٰذَا رَجُلٌ فِي النَّخَلَاتِ بَيْنَ الْحَرَّتَيْنِ يُخْبِرُكُمْ بِمَا مَضٰى وَمَا هُوَ كَائِنٌ بَعْدَكُمْ قَالَ فَكَانَ الرَّجُلُ يَهُوْدِيًّا فَجَاءَ اِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاَخْبَرَهٗ وَاَسْلَمَ فَصَدَّقَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّهَا اَمَارَاتٌ بَيْنَ يَدَيِ السَّاعَةِ قَدْ اَوْشَكَ الرَّجُلُ اَنْ يَّخْرُجَ فَلَا يَرْجِعُ حَتّٰى يُحَدِّثَهٗ نَعْلَاهُ وَسَوْطُهٗ بِمَا اَحْدَثَ اَهْلُهٗ بَعْدَهٗ
(رَوَاهُ فِيْ شَرْحِ السُّنَّةِ)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ ایک بھیڑیا کسی بکریوں کے چرواہے کی طرف گیا ان میں سے ایک بکری پکڑی اسے چرواہے نے تلاش کیا حتیٰ کہ بکری کو اس سے چھڑا لیا۔ فرمایا کہ بھیڑیا ٹیلہ پر چڑھ گیا وہاں بیٹھ[1] گیا اور دُم[2] دبالی اور بولا کہ میں نے اس روزی کا ارادہ[3] کیا جو مجھے اللہ نے دی میں نے اسے لیا پھر تو نے وہ مجھ سے چھین لی تو یہ شخص بولا اللہ کی قسم میں نے آج جیسا واقعہ کبھی نہیں دیکھا۔ بھیڑیا باتیں کر رہا ہے تو بھیڑیا بولا کہ اس سے عجیب تو یہ ہے کہ ایک صاحب[4] پہاڑوں کے بیچ کھجوروں کے جھنڈ میں تم کو گذشتہ اور آنے والی باتوں کی خبر دے رہے ہیں۔ وہ شخص یہودی تھا وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا آپ کو یہ خبر دی اور مسلمان ہو گیا۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی تصدیق فرمائی پھر نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ قیامت کے آگے نشانیاں ہیں قریب ہے کہ ایک شخص نکلے گا تو نہ لوٹے گا حتیٰ کہ اس کے جوتے اور اس کا کوڑا اسے ان باتوں کی خبر دیں گے جو اس کے پیچھے اس کے گھر والوں نے کیں۔ (شرح السنۃ)

لے اس نے رانیں زمین پر رکھیں اور پاؤں کو کھڑا کیا۔ صراح میں ہے اقعاء، کتے کا بیٹھنا
لے تَثَفَّرَ ثاء اور فاء، کتے کا دم کو پاؤں کے درمیان رکھنا
سے عمدت، تاء پر پیش یا زبر یعنی صیغہ متکلم اور خطاب اور یہ خطاب چرواہے کے ساتھ ہے

marfat.com
Marfat.com

۷؎ یعنی مدینہ طیبہ، ذات سے مراد آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذاتِ اقدس ہے۔

۵۶۷۴/۵۹ وَعَنْ اَبِی الْعَلَاءِ[1] عَنْ سَمُرَةَ بْنِ جُنْدُبٍ کُنَّا مَعَ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ نَتَدَاوَلُ مِنْ قَصْعَةٍ مِنْ غُدْوَةٍ حَتَّی اللَّیْلِ یَقُوْمُ عَشَرَةٌ وَیَقْعُدُ عَشَرَةٌ قُلْنَا فَمَا کَانَتْ تُمَدُّ قَالَ مِنْ اَیِّ شَیْءٍ تَعْجَبُ مَا کَانَتْ تُمَدُّ اِلَّا مِنْ هٰهُنَا وَاَشَارَ بِیَدِهٖ اِلَی السَّمَاءِ (رَوَاهُ التِّرْمِذِیُّ وَالدَّارِمِیُّ)

حضرت ابوالعلاء[1] رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ سمرہ ابن جندب سے راوی ہیں کہ ہم نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ایک پیالہ[2] سے صبح سے رات تک باری باری کھاتے رہتے تھے کہ دس اٹھتے اور دس بیٹھتے تھے ہم نے کہا کہ کہاں سے بڑھتا تھا۔ فرمایا تم کس چیز سے تعجب کرتے ہو وہ نہ بڑھتا تھا مگر وہاں سے اور اپنے ہاتھ سے آسمان[3] کی طرف اشارہ کیا۔ (ترمذی، دارمی)

۱؎ حضرت ابوالعلاء تابعین میں سے ہیں۔

۲؎ بوقت ظہور معجزہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم وقصعہ، قاف پہ زبر، صاد ساکن بڑا کاسہ

۳؎ کہ وہاں سے برکات کا نزول ہو رہا تھا یہ قول یا تو حضرت سمرہ کا ہے اور سائل ابوالعلاء ہیں یا یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے اور سائل صحابہ تھے۔

۵۶۷۵/۶۰ وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ ابْنِ عَمْرٍو اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ خَرَجَ یَوْمَ بَدْرٍ فِیْ ثَلٰثِ مِائَةٍ وَخَمْسَةَ عَشَرَ قَالَ اللّٰهُمَّ اِنَّهُمْ حُفَاةٌ فَاحْمِلْهُمْ اَللّٰهُمَّ اِنَّهُمْ عُرَاةٌ فَاکْسُهُمْ اَللّٰهُمَّ اِنَّهُمْ جِیَاعٌ فَاَشْبِعْهُمْ فَفَتَحَ اللّٰهُ لَهٗ فَانْقَلَبُوْا وَمَا مِنْهُمْ رَجُلٌ اِلَّا وَقَدْ رَجَعَ بِجَمَلٍ اَوْ جَمَلَیْنِ وَاکْتَسَوْا وَشَبِعُوْا (رَوَاهُ اَبُوْ دَاوٗدَ)

حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم بدر کے دن تین سو پندرہ حضرات کی جماعت میں تشریف لے گئے عرض کیا الٰہی یہ ننگے پاؤں ہیں انہیں سواریاں دے، الٰہی یہ ننگے بدن ہیں انہیں لباس دے الٰہی یہ بھوکے ہیں انہیں سیر فرما دے اللہ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو فتح دی سو غازیوں میں کوئی شخص نہ تھا مگر وہ ایک یا دو اونٹ[2] لے کر لوٹا انہیں کپڑا بھی ملا اور وہ سیر ہو گئے (ابوداؤد)

۱؎ مشہور یہ ہے کہ تین سو سترہ صحابی تھے ستتر (۷۷) مہاجرین میں سے تھے اور دو سو چھتیس (۲۳۶) انصار میں سے تھے۔

۲؎ اس وجہ سے کہ مشرکین سے خوب مالِ غنیمت حاصل ہوا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی تمام دعائیں اللہ تعالیٰ نے قبول فرمائیں۔ یہاں سے یہ بھی واضح ہو رہا ہے کہ اجابت دعا از قبیل خارق عادت ہے خصوصًا اس قدر سرعت اور ان تمام خصوصیات کے ساتھ۔

۵۶۷۶/۶۱ وَعَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے

marfat.com
Marfat.com

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِنَّكُمْ مَنْصُوْرُوْنَ وَمُصِيْبُوْنَ
وَمَفْتُوْحٌ لَكُمْ فَمَنْ اَدْرَكَ ذٰلِكَ مِنْكُمْ
فَلْيَتَّقِ اللّٰهَ وَلْيَاْمُرْ بِالْمَعْرُوْفِ وَلْيَنْهَ
عَنِ الْمُنْكَرِ
(رَوَاهُ اَبُوْدَاوٗدَ)

وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں فرمایا کہ تمھاری مدد کی جاوے گی[1] اور تم غنیمتیں پانے والے ہو تم کو فتح دی جاوے گی[2] تو جو تم میں سے یہ پائے وہ اللہ سے ڈرے بھلائیوں کا حکم دے برائیوں سے روکے۔[3] (ابوداؤد)

[1] اللہ تعالیٰ کی طرف سے

[2] تم شہروں اور علاقوں کو فتح کروگے۔ یہ مستقبل کے حوالے سے صحابہ کو اطلاع و بشارت دی جا رہی ہے۔

[3] اعتدال کی راہ پر چلنا، تکبر و غرور اور اسراف کا راستہ نہ اپنانا۔ یہ اللہ تعالیٰ کے اس مبارک ارشاد کی طرف اشارہ ہے اَلَّذِيْنَ اِنْ مَّكَّنّٰهُمْ فِي الْاَرْضِ اَقَامُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتَوُا الزَّكٰوةَ وَاَمَرُوْا بِالْمَعْرُوْفِ وَنَهَوْا عَنِ الْمُنْكَرِ (ان لوگوں کو اگر ہم زمین پر تمکن عطا کریں تو وہ نماز کا قیام، زکوٰۃ کی ادائیگی، نیکی کا حکم اور برائی سے منع کرتے ہیں)۔

۵۶۷۷ (۶۲) وَعَنْ جَابِرٍ اَنَّ يَهُوْدِيَّةً مِّنْ اَهْلِ خَيْبَرَ
سَمَّتْ شَاةً مَّصْلِيَّةً ثُمَّ اَهْدَتْهَا لِرَسُوْلِ
اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاَخَذَ رَسُوْلُ
اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الذِّرَاعَ
فَاَكَلَ مِنْهَا وَاَكَلَ رَهْطٌ مِّنْ اَصْحَابِهٖ
مَعَهٗ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ اِرْفَعُوْا اَيْدِيَكُمْ وَاَرْسَلَ اِلَى
الْيَهُوْدِيَّةِ فَدَعَاهَا فَقَالَ سَمَمْتِ هٰذِهِ
الشَّاةَ فَقَالَتْ مَنْ اَخْبَرَكَ قَالَ
اَخْبَرَتْنِيْ هٰذِهٖ فِيْ يَدِيْ لِلذِّرَاعِ قَالَتْ
نَعَمْ قُلْتُ اِنْ كَانَ نَبِيًّا فَلَنْ تَضُرَّهٗ
وَاِنْ لَّمْ يَكُنْ نَبِيًّا اِسْتَرَحْنَا مِنْهُ
فَعَفَا عَنْهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلَمْ يُعَاقِبْهَا وَتُوُفِّيَ
اَصْحَابُهُ الَّذِيْنَ اَكَلُوْا مِنَ الشَّاةِ

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ خیبر والوں میں سے ایک یہودیہ عورت[1] نے بھنی بکری میں زہر ملا دیا پھر اس نے وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں ہدیۃً[2] کردی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دستی لی اس میں کھایا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کی ایک جماعت نے کھایا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اپنے ہاتھ اٹھالو[3] اور یہودی عورت کے پاس کسی کو بھیجا اسے بلایا فرمایا کیا تو نے اس بکری میں زہر ملایا ہے؟ وہ بولی آپ کو کس نے بتایا؟ فرمایا مجھے اس دستی نے بتایا جو میرے ہاتھ میں ہے وہ بولی ہاں۔ میں نے کہا کہ اگر وہ سچے نبی ہیں تو انھیں نقصان نہ دے گا[4] اور اگر نبی نہیں ہیں تو ہم ان سے راحت پا جائیں گے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے معاف فرما دیا اسے سزا نہ دی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے جن صحابہ نے اس بکری سے کچھ کھایا تھا

marfat.com
Marfat.com

وَاحْتَجَمَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ عَلٰی کَاھِلِہٖ مِنْ اَجَلِ الَّذِیْ اَکَلَ مِنَ الشَّاۃِ حَجَمَہٗ اَبُوْھِنْدٍ بِالْقَرْنِ وَالشَّفْرَۃِ وَھُوَ مَوْلٰی لِبَنِیْ بَیَاضَۃَ مِنَ الْاَنْصَارِ (رَوَاہُ اَبُوْدَاؤدَ وَالدَّارِمِیُّ)

وہ وفات پا گئے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے کندھوں پر پچھنے لگوائے اس وجہ سے کہ آپ نے بکری سے کچھ کھایا تھا۔ ابو ہند نے پچھنے لگوائے سنگی اور چھری سے، وہ بیاضہ انصاری کے غلام تھے۔ (ابوداؤد، دارمی)

ـــ۱ اس کا نام زینب تھا، یہ سلام بن مشکم کی بیوی تھی۔ مصلیہ، میم پر زبر، صاد ساکن، لام مکسور یاء مشدد از صلی بمعنی بھونا۔

ـــ۲ منقول یہ ہے کہ اس عورت نے پوچھا تھا حضور صلی اللہ علیہ وسلم گوشت کا کون سا حصہ پسند فرماتے ہیں صحابہ نے فرمایا دستی کا گوشت اس نے بکری ذبح کی اس میں زہر ملایا۔ دستی اور کاندھے کے حصہ میں زیادہ ملایا اور پکا کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کے سامنے رکھ دیا۔

ـــ۳ کھانا نہ کھاؤ

ـــ۴ اس وجہ سے کہ حضرات انبیاء علیہم السلام کی موت میں زہر اثر نہیں کرتا یا اس وجہ سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی تمام دعوت اور اکمال دین سے پہلے موت متوقع نہیں۔ پہلے احتمال میں خلجان ہے کیونکہ کہا گیا ہے کہ موت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بتاثیرِ زہر تھی جو خیبر میں کھایا لیکن یہ روایت صحیح نہیں ہے۔ حدیث میں آیا ہے کسی نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا تھا کیا ہر سال وہ زہر آپ پر اثر کرتا ہے جو خیبر میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیا گیا تھا تو فرمایا نہیں مگر وہ ہی ہوتا ہے جو اللہ تعالیٰ چاہتا ہے۔

ـــ۵ تاکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا جسم لطیف اس کی کثافت سے پاک ہو جائے۔

ـــ۶ بنو بیاضہ، ضاد، انصاری قبیلہ کا نام ہے۔

ـــ۷ اہل روایت کا اختلاف ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس عورت کو بطور سزا قتل کروا دیا یا چھوڑ دیا اور کچھ نہ کہا۔ امام بیہقی نے حضرت ابوہریرہ سے روایت کیا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے اعراض فرمایا اور کچھ نہ کہا اور حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے نقل کیا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے سزا نہ دی۔ امام زہری کہتے ہیں کہ وہ اسلام لے آئی اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے چھوڑ دیا۔ امام بیہقی کہتے ہیں کہ پہلے اسے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے چھوڑ دیا لیکن صحابی بشر بن براء رضی اللہ عنہ شہید ہو گئے تو پھر اسے ان کے قصاص میں قتل کروا دیا۔ لیکن یہاں خلجان یہ ہے کہ حضرت بشر کی موت اور ان کے قصاص کی تخصیص کیوں؟ حالانکہ دیگر صحابہ بھی تو شہید ہوئے تھے۔ ہاں یہ امکان ہے کہ حضرت بشر رضی اللہ عنہ کا انتقال فی الفور ہو گیا ہو اور اسے قصاص میں قتل کر دیا گیا ہو اور دیگر حضرات کا وصال بعد میں ہوا ہو۔ واللہ اعلم۔

$\frac{5678}{63}$ وَعَنْ سَھْلِ بْنِ حَنْظَلِیَّۃَ اَنَّھُمْ

حضرت سہل ابن حنظلیہ سے روایت ہے

marfat.com
Marfat.com

سَارُوْا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ حُنَيْنٍ فَاَطْنَبُوا السَّيْرَ حَتّٰى كَانَ عَشِيَّةً فَجَآءَ فَارِسٌ فَقَالَ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ اِنِّيْ طَلَعْتُ عَلٰى جَبَلِ كَذَا وَكَذَا فَاِذَا اَنَا بِهَوَازِنَ عَلٰى بَكْرَةِ اَبِيْهِمْ بِظُعُنِهِمْ وَنَعَمِهِمْ اِجْتَمَعُوْا اِلٰى حُنَيْنٍ فَتَبَسَّمَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَالَ تِلْكَ غَنِيْمَةُ الْمُسْلِمِيْنَ غَدًا اِنْ شَآءَ اللّٰهُ ثُمَّ قَالَ مَنْ يَحْرُسُنَا اللَّيْلَةَ قَالَ اَنَسُ بْنُ اَبِيْ مَرْثَدٍ الْغَنَوِيُّ اَنَا يَارَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ ارْكَبْ فَرَكِبَ فَرَسًا لَّهٗ فَقَالَ اسْتَقْبِلْ هٰذَا الشِّعْبَ حَتّٰى تَكُوْنَ فِيْ اَعْلَاهُ فَلَمَّا اَصْبَحْنَا خَرَجَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِلٰى مُصَلَّاهُ فَرَكَعَ رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ قَالَ هَلْ حَسَسْتُمْ فَارِسَكُمْ فَقَالَ رَجُلٌ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ مَا حَسَسْنَا فَثُوِّبَ بِالصَّلٰوةِ فَجَعَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ يُصَلِّيْ يَلْتَفِتُ اِلَى الشِّعْبِ حَتّٰى اِذَا قَضَى الصَّلٰوةَ قَالَ اَبْشِرُوْا فَقَدْ جَآءَ فَارِسُكُمْ فَجَعَلْنَا نَنْظُرُ اِلٰى خِلَالِ الشَّجَرِ فِي الشِّعْبِ فَاِذَا هُوَ قَدْ جَآءَ حَتّٰى وَقَفَ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ اِنِّي انْطَلَقْتُ حَتّٰى كُنْتُ فِيْ اَعْلٰى هٰذَا الشِّعْبِ حَيْثُ اَمَرَنِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَمَّا اَصْبَحْتُ طَلَعْتُ الشِّعْبَيْنِ كِلَيْهِمَا فَلَمْ اَرَ اَحَدًا فَقَالَ لَهٗ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هَلْ نَزَلْتَ اللَّيْلَةَ قَالَ

کہ لوگ حنین کے دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ چلے تو انھوں نے بہت دراز سفر کیا حتی کہ شام ہوگئی تو ایک سوار آیا عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں فلاں فلاں پہاڑ پر چڑھا تو میں نے ہوازن کو دیکھا جو سارے کا سارا قبیلہ اپنی عورتوں جانوروں کے ساتھ حنین میں جمع ہوگیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تبسم فرمایا اور ارشاد کیا کہ انشاء اللہ یہ سب کچھ کل مسلمانوں کی غنیمت بنے گی۔ پھر فرمایا کہ آج رات ہماری حفاظت کون کرے گا۔ انس ابن مرثد غنوی بولے یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں کر دوں گا۔ فرمایا سوار ہو جاؤ چنانچہ وہ اپنے گھوڑے پر سوار ہوگئے۔ فرمایا اس گھاٹی کے سامنے جاؤ حتی کہ اس کی بلندی پہ پہنچ جاؤ پھر جب ہم نے سویرا کیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے مصلے پر تشریف لائے دو رکعتیں پڑھیں پھر فرمایا کہ کیا تم نے اپنے سوار کو محسوس کیا۔ ایک صاحب نے کہا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہم نے تو محسوس نہ کیا پھر نماز کی تکبیر کہی گئی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نماز پڑھتے ہوئے گھاٹی کی طرف کن انکھیوں سے دیکھنے لگے حتی کہ جب نماز پوری فرمائی تو فرمایا خوش ہو جاؤ تمھارا سوار آ پہنچا تو ہم گھاٹی میں درختوں کی طرف دیکھنے لگے تو ناگاہ وہ آ رہا تھا حتی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے آ کھڑا ہوا تو عرض کیا میں چلا حتی کہ میں اس گھاٹی کی چوٹی پر پہنچ گیا جہاں کا مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا تھا۔ پھر جب میں نے سویرا کیا تو میں ان دونوں گھاٹیوں (پہاڑوں) پر چڑھ گیا تو میں نے کسی ایک کو نہ دیکھا۔ ان سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا تم اس رات نیچے اترے عرض کیا

marfat.com
Marfat.com

لَا اِلَّا مُصَلِّیًا اَوْ قَاضِیَ حَاجَۃً قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَلَا عَلَیْكَ اَنْ لَّا تَعْمَلَ بَعْدَھَا (رَوَاہُ اَبُوْدَاوٗدَ)	نہیں سوائے نماز کے یا ادائے حاجت کے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس کے بعد کوئی عمل نہ کرنا تم کو مضر نہیں[۱۱] (ابوداؤد)

[۱] حضرت سہل بن حنظلیہ، حاء پر زبر، نون ساکن، ظاء پر زبر، لام مکسور اور یاء مشدد انصاری صحابی ہیں۔ اوّل بیت رضوان سے فاضل ہیں۔ خلوت گزیں ہوں گے کثرت کے ساتھ نماز و ذکر کا ان کا معمول تھا، حنظلیہ ان کی والدہ کا نام ہے۔

[۲] طعت اکثر نسخوں میں لام پر زبر ہاں زیر کو بھی صحیح قرار دیا گیا ہے۔

[۳] ہوازن، ہاء پر زبر، ناء کے نیچے زیر، عربوں کی ایک قوم

[۴] یہ عبارت محاورہ ہے کہ اس قوم میں تمام کے جانے کا نقارہ بج گیا تاکہ کوئی پیچھے نہ رہ جائے بکمہ، جوان اونٹ اس کی اصل یہ ہے کہ عربوں کی قوم کسی جگہ ڈیرہ ڈالتی اور وہاں سے کوچ کرتی تو جو شخص یہاں سے اونٹ پکڑتا اس پر سوار ہو جاتا حالانکہ وہ اونٹ ان سے نہ ہوتا ہاں ان کے والد سے ہوتا۔

[۵] ظعن، ظا، عین پر پیش یا ساکن ظعینہ کی جمع ہے، عورت کا ہودج میں ہونا یا وہ عورت جو ہودج میں ہو۔ کبھی اس اونٹ کو کہتے ہیں جس پر ہودج ہو۔

[۶] مرثد غنوی، میم پر زبر، راء ساکن، ثاء پر زبر، غین اور نون دونوں پر فتحہ، صحابی ہیں۔ فتح مکہ اور حنین میں شامل تھے۔

[۷] وہ جگہ جو غار کے لیے بنائی گئی تھی۔

[۸] اس سے مراد فجر کی دو سنتیں ہیں۔

[۹] اس سے واضح ہو رہا ہے کہ ضرورت کے تحت فجر کی سنتوں کے بعد گفتگو کی جا سکتی ہے، اور کتاب الصلوٰۃ میں گزرا۔

[۱۰] اس سے مصلحت دینیہ کی خاطر نماز میں التفات کا جواز واضح ہو جاتا کہ یہ دو عبادات کو جمع کرنا ہے

[۱۱] یعنی نوافل، خیرات، محنت اور جد وجہد کیونکر تھے، آج اس قدر ثواب اور فضیلت نصیب ہو گئی ہے جو کافی ہے اور تیرے گناہوں کی اس سے مغفرت و بخشش ہو جائے گی۔ یہ اس عمل کی تحسین میں مبالغہ اور مغفرت کی بشارت ہے، بعض شارحین کی رائے ہے کہ یہاں مراد جہاد سے اور یہی ظاہر تر ہے۔

۵۶۷۹/۶۴ وَعَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ قَالَ اَتَیْتُ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ بِتَمَرَاتٍ فَقُلْتُ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ اُدْعُ اللّٰہَ فِیْھِنَّ بِالْبَرَکَۃِ فَضَمَّھُنَّ ثُمَّ دَعَا لِیْ	حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں کچھ چھوارے[۱] لایا تو میں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان میں برکت کی دعا فرما دیں تو انہیں حضور

marfat.com
Marfat.com

فِيهِنَّ بِالْبَرَكَةِ قَالَ خُذْهُنَّ فَاجْعَلْهُنَّ فِي مِزْوَدِكَ كُلَّمَا اَرَدْتَ اَنْ تَاْخُذَ مِنْهُ شَيْئًا فَاَدْخِلْ فِيهِ يَدَكَ فَخُذْهُ وَلَا تَنْثُرْهُ نَثْرًا فَقَدْ حَمَلْتُ مِنْ ذَالِكَ التَّمْرِ كَذَا وَكَذَا مِنْ وَسْقٍ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ فَكُنَّا نَاْكُلُ مِنْهُ وَنُطْعِمُ وَكَانَ لَا يُفَارِقُ حَقْوِي حَتّٰى كَانَ يَوْمُ قُتِلَ عُثْمَانُ فَاِنَّهُ انْقَطَعَ

(رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ)

صلی اللہ علیہ وسلم نے ملا دیا پھر ان میں میرے لیے برکت کی دعا کی، فرمایا انھیں لے لو اسے اپنے توشہ دان[2] میں ڈال لو جب اس میں سے کچھ لینا چاہو تو اس میں اپنا ہاتھ ڈال دو اس میں سے لے لو اور کبھی جھاڑنا مت۔ میں نے ان چھواروں میں سے اتنے وسق[3] اللہ کی راہ میں خیرات کیے ہم ان میں سے کھاتے کھلاتے رہے یہ میری کمر سے کبھی جدا نہ ہوئے تھے، حتیٰ کہ جناب عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے قتل کا دن ہوا تو وہ مجھ سے گر گیا[4]

[1] منقول ہے کہ وہ اکیس تھیں۔

[2] صراح میں ہے مِزْوَدٌ میم کے نیچے زیر، توشہ دان

[3] وسق ساٹھ پیمانہ یا اونٹ کا بوجھ

[4] اس سے معلوم ہوتا ہے کہ جب لوگوں کے درمیان افتراق و انتشار بڑھ جائے تو برکت اٹھ جاتی ہے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کا فرمان ہے لوگوں کو اس دن ایک غم تھا اور مجھے دو غم تھے۔ ایک تو اس تھیلی کے گم ہونے کا اور دوسرا حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی شہادت کا۔

الفصل الثالث

٥٦٨٠ / ٦٥ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ تَشَاوَرَتْ قُرَيْشٌ لَيْلَةً بِمَكَّةَ فَقَالَ بَعْضُهُمْ اِذَا اَصْبَحَ فَاَثْبِتُوْهُ بِالْوَثَاقِ يُرِيْدُوْنَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَالَ بَعْضُهُمْ بَلِ اقْتُلُوْهُ وَقَالَ بَعْضُهُمْ بَلْ اَخْرِجُوْهُ فَاَطْلَعَ اللّٰهُ نَبِيَّهُ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلٰى ذَالِكَ فَبَاتَ عَلِيٌّ عَلٰى فِرَاشِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تِلْكَ اللَّيْلَةَ وَخَرَجَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتّٰى لَحِقَ بِالْغَارِ وَبَاتَ الْمُشْرِكُوْنَ يَحْرُسُوْنَ عَلِيًّا

تیسری فصل

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، فرماتے ہیں کہ ایک رات مکہ میں قریش نے مشورہ کیا بعض نے کہا کہ جب سویرا ہو تو انھیں رسیوں[1] سے باندھ دو یعنی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو، بعض دوسرے بولے بلکہ انھیں قتل کر دو، بعض بولے بلکہ انھیں نکال دو، اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو اس پر مطلع کر دیا[2] تو جناب علی رضی اللہ عنہ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بستر پہ رات گزاری اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لے گئے، حتیٰ کہ غار[3] پر پہنچ گئے اور مشرکین رات بھر جناب علی رضی اللہ عنہ کی نگرانی کرتے[4] رہے

marfat.com
Marfat.com

يَحْسَبُوْنَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَمَّا اَصْبَحُوْا ثَارُوْا عَلَيْهِ فَلَمَّا رَاَوْا عَلِيًّا رَدَّ اللّٰهُ مَكْرَهُمْ فَقَالُوْا اَيْنَ صَاحِبُكَ هٰذَا قَالَ لَا اَدْرِيْ فَاقْتَصُّوْا اَثَرَهٗ فَلَمَّا بَلَغُوا الْجَبَلَ اِخْتَلَطَ عَلَيْهِمْ فَصَعِدُوا الْجَبَلَ فَمَرُّوْا بِالْغَارِ فَرَاَوْا عَلٰى بَابِهٖ نَسْجَ الْعَنْكَبُوْتِ عَلٰى بَابِهٖ فَمَكَثَ فِيْهِ ثَلٰثَ لَيَالٍ
(رَوَاهُ اَحْمَدُ)

انھیں نبی صلی اللہ علیہ وسلم سمجھ کر جب[۶] صبح پائی تو ان پر دوڑے پھر جب جناب علی کو دیکھا تو اللہ نے ان کے فریب رد کر دیئے بولے تمھارے وہ ساتھی[۷] کہاں ہیں آپ نے فرمایا میں نہیں جانتا چنانچہ وہ سب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے نشانِ قدم پر کھوج[۸] لگاتے چلے جب پہاڑ پر پہنچے تو ان پر غار مشتبہ[۹] ہوگیا وہ پہاڑ پر چڑھ گئے اس غار پر پہنچے اس کے دروازے پر مکڑی کا جالا[۱۰] دیکھے[۱۱] تو بولے کہ اگر حضور صلی اللہ علیہ وسلم یہاں گھسے ہوتے تو اس کے دروازے پر جالا نہ ہوتا۔ حضور نے اس میں تین شب[۱۲] قیام فرمایا۔ (احمد)

[۱] یعنی بعض مشرکین نے یہ مشورہ دیا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو قید کر دیا جائے وثاق کسرہ و فتحہ دونوں طرح ہے بمعنی بند کرنا۔

[۲] فاطلع، ہمزہ پر زبر، طاء ساکن مخفف۔

[۳] جیسا کہ سورۃ انفال میں مذکور ہے۔

[۴] چند راتیں غار میں گزاریں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس میں تشریف فرما تھے۔ مشرکین اس کے دہانے تک پہنچے لیکن مطلع نہ ہو سکے۔ حالانکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے گفتگو بھی فرمائی۔ یہ بہت بڑا معجزہ اور واقعہ ہے۔ میں نے اسے شرح اور تاریخ مدینہ میں ذکر کیا ہے۔ ہجرت کے تذکرہ میں بھی اس کی تفصیل آئے گی۔

[۵] حضرت علی رضی اللہ عنہ اندر رہے اور مشرکین باہر کھڑے رہے۔

[۶] وہ یہی خیال کرتے رہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اندر آرام فرما رہے ہیں جیسے ہی آپ صلی اللہ علیہ وسلم باہر آئیں گے ان کا کام تمام کر دیں گے حالانکہ اب وہاں حضرت علی رضی اللہ عنہ تھے۔

[۷] اس سے مراد آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذاتِ اقدس ہے۔ ہذا کے ساتھ تحقیر و تصغیر کی طرف اشارہ ہے

[۸] تتبع، قاف اور دو صاد، کسی کے پیچھے جانا

[۱۰] اس کا نام جبلِ ثور ہے تو ان پاؤں کے نشان نقش ہو گئے۔

[۱۰] جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے وہاں داخل ہونے کے بعد اس نے بنا تھا جس کا عرض ایک بالشت اور طول ایک ہاتھ تھا۔

[۱۱] اور کبوتری کا وہاں انڈے دینا اس حدیث میں اس کا تذکرہ نہیں۔

ظَنُّوا الْحَمَامَ وَظَنُّوا الْعَنْكَبُوْتَ عَلٰى خَيْرِ الْبَرِيَّةِ لَمْ تَنْسُجْ وَلَمْ تَحُمِ

marfat.com
Marfat.com

شعر:۔ (انھوں نے یہی گمان کیا کہ کبوتر اور عنکبوت، ساری مخلوق سے افضل شخص پر کیسے تانا بنا سکتے ہیں اگر وہ یہاں داخل ہوئے ہیں)

۱۲ سوموار کو داخل ہوئے اور جمعرات کو وہاں سے نکلے۔

۵۶۸۱ ۶۶ وَعَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ قَالَ لَمَّا فُتِحَتْ خَيْبَرُ اُهْدِيَتْ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ شَاةٌ فِيْهَا سَمٌّ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اجْمَعُوْا لِيْ مَنْ كَانَ هٰهُنَا مِنَ الْيَهُوْدِ فَجَمَعُوْا لَهٗ فَقَالَ لَهُمْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنِّيْ سَائِلُكُمْ عَنْ شَيْءٍ فَهَلْ اَنْتُمْ مُصَدِّقِيَّ عَنْهُ قَالُوْا نَعَمْ يَا اَبَا الْقَاسِمِ فَقَالَ لَهُمْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ اَبُوْكُمْ قَالُوْا فُلَانٌ قَالَ كَذَبْتُمْ بَلْ اَبُوْكُمْ فُلَانٌ قَالُوْا صَدَقْتَ وَبَرَرْتَ قَالَ فَهَلْ اَنْتُمْ مُصَدِّقِيَّ عَنْ شَيْءٍ اِنْ سَاَلْتُكُمْ عَنْهُ قَالُوْا نَعَمْ يَا اَبَا الْقَاسِمِ اِنْ كَذَبْنَاكَ عَرَفْتَ كَمَا عَرَفْتَهٗ فِيْ اَبِيْنَا فَقَالَ لَهُمْ مَنْ اَهْلُ النَّارِ قَالُوْا نَكُوْنُ فِيْهَا يَسِيْرًا ثُمَّ تَخْلُفُوْنَا فِيْهَا قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اخْسَئُوْا فِيْهَا وَاللّٰهِ لَا نَخْلُفُكُمْ فِيْهَا اَبَدًا ثُمَّ قَالَ هَلْ اَنْتُمْ مُصَدِّقِيَّ عَنْ شَيْءٍ اِنْ سَاَلْتُكُمْ عَنْهُ فَقَالُوْا نَعَمْ يَا اَبَا الْقَاسِمِ قَالَ هَلْ جَعَلْتُمْ فِيْ هٰذِهِ الشَّاةِ سَمًّا قَالُوْا نَعَمْ قَالَ فَمَا حَمَلَكُمْ عَلٰى ذٰلِكَ قَالُوْا

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب خیبر فتح ہوا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں ایک بکری ہدیہ کی گئی جس میں زہر[1] تھا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جتنے یہودی یہاں ہیں انھیں ہمارے پاس جمع کرو وہ سب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے اکٹھے ہوئے تو ان سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں تم سے ایک چیز کے متعلق پوچھتا ہوں کیا تم مجھ سے سچ بولو گے[2]۔ انھوں نے کہا ہاں ابوالقاسم[3]، تو ان سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تمھارا باپ کون[4] ہے۔ وہ بولے فلاں فرمایا تم نے جھوٹ بولا بلکہ تمھارا باپ فلاں[5] ہے وہ بولے آپ نے سچ کہا اور درست کہا۔ فرمایا تو کیا اب تم مجھ سے سچ کہو گے جس چیز کے متعلق اگر میں تم سے پوچھوں۔ وہ بولے ہاں اے ابوالقاسم اور اگر ہم آپ سے جھوٹ بولیں تو آپ پہچان لیں گے جیسے ہمارے باپ کے متعلق پہچان لیا۔ تو ان سے فرمایا کہ آگ والے کون ہیں وہ بولے کچھ دن ہم اس میں[6] رہیں گے پھر اس میں ہمارے نائب[7] اور آپ لوگ ہوں گے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا دور ہے[8] ہو اس میں رہو اللہ کی قسم ہم اس میں تمھارے نائب کبھی نہیں بنیں گے۔ پھر فرمایا کیا اب مجھ سے سچ بولو گے اس چیز کے متعلق جو تم سے پوچھوں وہ بولے ہاں اے ابوالقاسم فرمایا کیا تم نے اس بکری میں زہر ڈالا ہے؟ وہ بولے ہاں فرمایا تم کو اس چیز پر کس چیز نے جرأت دی وہ بولے ہم نے

marfat.com
Marfat.com

أَرَدْنَا إِنْ كُنْتَ كَاذِبًا أَنْ نَسْتَرِيْحَ مِنْكَ وَإِنْ كُنْتَ صَادِقًا لَمْ يَضُرَّكَ (رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ)

چاہا کہ اگر آپ جھوٹے ہیں تو ہم آپ سے راحت پا جائیں اور اگر سچے ہیں تو آپ کو نقصان نہ دیں۔ (بخاری)

۱؎ سُم، سین پر زبر یا پیش، بعض نے زیر بھی پڑھی ہے۔

۲؎ میں سوال کے ذریعے تمھیں آزمانا چاہتا ہوں کہ تم سچ بولتے ہو یا جھوٹ، جیسا کہ سیاقِ حدیث سے معلوم ہو رہا ہے۔ مصدقی، میم پر پیش، صاد پر زبر، دال مشدد مکسور، قاف مکسور اور یاء مشدد

۳؎ بعض یہود کا طریقہ تھا وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی کنیت کا تذکرہ کرتے، نام نہ لیتے کیونکہ اس کا تذکرہ تورات وانجیل میں مشہور تھا جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی صحت نبوت کی دلیل تھا۔

۴؎ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے پدرکلاں کا پوچھا کیونکہ قبیلہ کا پدر تمام کا باپ ہوتا ہے۔

۵؎ بلکہ تمھارا پدر تو فلاں ہے جو تم نے نام لیا وہ نہیں

۶؎ کذبنا، ذال مخفف ہے۔

۷؎ جیسا کہ قرآنِ مجید میں ان کا قول منقول ہے لَنْ تَمَسَّنَا النَّارُ إِلَّا أَيَّامًا مَعْدُوْدَةً

۸؎ پھر ہماری جگہ مسلمانوں کو دائمی طور پر داخل کر دیا جائے گا۔ تخلفونا، نون مشدد، مخفف بھی مروی ہے جو قاعدہ نحوی کے مطابق ہے۔

۹؎ اِخْسَئُوْا کا معنی کتے کو دھتکارنا ہوتا ہے یعنی اگر تم اس جہان سے کفر پر فوت ہوگئے تو تم ہمیشہ دوزخ میں رہو گے۔

۱۰؎ اب ان سے کہا جا سکتا ہے کہ اب جبکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا صدق ظاہر ہو گیا تو اب تم ایمان کیوں نہیں لاتے۔

۵۶۸۲ وَعَنْ عَمْرِو بْنِ أَخْطَبَ الْأَنْصَارِيِّ قَالَ صَلَّى بِنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمًا الْفَجْرَ وَصَعِدَ عَلَى الْمِنْبَرِ فَخَطَبَنَا حَتّٰى حَضَرَتِ الظُّهْرُ فَنَزَلَ فَصَلّٰى ثُمَّ صَعِدَ الْمِنْبَرَ فَخَطَبَنَا حَتّٰى حَضَرَتِ الْعَصْرُ ثُمَّ نَزَلَ فَصَلّٰى ثُمَّ صَعِدَ الْمِنْبَرَ حَتّٰى غَرَبَتِ الشَّمْسُ فَأَخْبَرَنَا بِمَا هُوَ كَائِنٌ إِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ قَالَ فَأَعْلَمُنَا أَحْفَظُنَا (رَوَاهُ مُسْلِمٌ)

حضرت عمرو بن اخطب[۱] انصاری رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ہم کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک دن نمازِ فجر پڑھائی اور منبر پہ چڑھے ہم کو خطبہ دیا حتیٰ کہ ظہر کا وقت آگیا پھر اُترے پھر نماز پڑھی پھر منبر پہ چڑھے تو ہم کو خطبہ دیا حتیٰ کہ عصر کا وقت آگیا پھر اُترے پھر نماز پڑھی پھر منبر پر چڑھے حتیٰ کہ سورج ڈوب گیا تو ہم کو ان تمام چیزوں کی خبر دی جو قیامت کے دن تک ہونے والا ہے فرمایا کہ ہم میں زیادہ جاننے والا وہ تھا جو ہم میں زیادہ حافظ تھا (مسلم)

marfat.com
Marfat.com

۱ حضرت عمرو بن اخطب خدکیساتھ انصاری ہیں اور انھیں ابو زید المرج کہا جاتا ہے۔ منقول ہے کہ یہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تیرہ غزوات میں شریک ہوئے۔ ان کے سر کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مَس فرمایا اور دعا دی اب ان کا حال یہ تھا کہ عمر سَو سال کو پہنچ گئی مگر سر اور داڑھی کے چند بال ہی سفید ہوئے۔

۵۶۸۳ / ۶۸ وَعَنْ مَّعْنِ ابْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ قَالَ سَمِعْتُ عَنْ اَبِیْ قَالَ سَاَلْتُ مَسْرُوْقًا مَّنْ اٰذَنَ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ بِالْجِنِّ لَیْلَۃَ اسْتَمَعُوا الْقُرْاٰنَ فَقَالَ حَدَّثَنِیْ اَبُوْکَ یَعْنِیْ عَبْدَ اللّٰہِ ابْنَ مَسْعُوْدٍ اَنَّہٗ قَالَ اٰذَنَتْ بِھِمْ شَجَرَۃٌ (مُتَّفَقٌ عَلَیْہِ)

حضرت معن[۱] ابن عبد الرحمٰن[۲] رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ میں نے اپنے والد سے سنا فرمایا: میں نے مسروق[۳] سے پوچھا کہ جس رات جنّات نے قرآن سنا ہے تو جنات کی خبر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو کس نے دی انھوں نے کہا کہ مجھے تمھارے والد یعنی عبد الرحمٰن[۴] ابن مسعود نے بتایا کہ ان کی خبر ایک درخت[۵] نے دی۔ (بخاری، مسلم)

۱ معن، میم پر زبر، عین ساکن

۲ بن عبد الرحمٰن، یہ حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے نواسے ہیں۔ نہایت ثقہ اور جامع علوم ہیں اپنے والد سے روایت کرتے ہیں۔ ان کے والد کی نسبت سے ہی حضرت ابن مسعود کو ابو عبد الرحمٰن کہا جاتا ہے اور اپنے بھائی قاسم بن عبد الرحمٰن سے بھی روایت کرتے ہیں اور ان سے امام ثوری وغیرہ نے روایت کی ہے۔

۳ مسروق، کبار تابعین میں سے ہیں

۴ مراد حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ ہیں۔

۵ درخت نے عرض کیا یارسول اللہ جنات آئے ہیں تاکہ وہ قرآن سنیں اور ایمان لائیں۔ پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم باہر تشریف لائے جنات سے ملاقات فرمائی اور انھیں قرآن سنایا۔

۵۶۸۴ / ۶۹ وَعَنْ اَنَسٍ قَالَ کُنَّا مَعَ عُمَرَ بَیْنَ مَکَّۃَ وَالْمَدِیْنَۃِ فَتَرَاءَیْنَا الْھِلَالَ وَکُنْتُ رَجُلًا حَدِیْدَ الْبَصَرِ فَرَاَیْتُہٗ وَلَیْسَ اَحَدٌ یَّزْعُمُ اَنَّہٗ رَاٰہُ غَیْرِیْ فَجَعَلْتُ اَقُوْلُ لِعُمَرَ اَمَا تَرَاہُ فَجَعَلَ لَا یَرَاہُ قَالَ یَقُوْلُ عُمَرُ سَاَرَاہُ وَاَنَا مُسْتَلْقٍ عَلٰی فِرَاشِیْ ثُمَّ اَنْشَاَ یُحَدِّثُنَا عَنْ اَھْلِ بَدْرٍ قَالَ اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کَانَ یُرِیْنَا مَصَارِعَ اَھْلِ بَدْرٍ بِالْاَمْسِ

حضرت انس[۱] رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ ہم مکہ مدینہ کے درمیان جناب عمر کے ساتھ تھے تو ہم چاند ایک دوسرے کو دکھانے لگے۔ میں تیز نظر تھا تو میں نے دیکھ[۲] لیا۔ میرے سوا کسی نے یہ دعویٰ نہیں کیا کہ اس نے چاند دیکھا ہے جناب عمر سے کہنے لگا کہ کیا آپ دیکھتے[۳] نہیں۔ آپ اسے نہ دیکھ سکے۔ کہتے[۴] ہیں میں اسے عنقریب اپنے بستر پر لیٹے ہوئے دیکھوں گا پھر ہم کو بدر والوں کی خبریں[۵] دینے لگے۔ فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہم کو ایک دن پہلے کفار کی قتل گاہ[۶] دکھاتے

marfat.com
Marfat.com

وَيَقُوْلُ هٰذَا مَصْرَعُ فُلَانٍ غَدًا اِنْ شَآءَ اللّٰهُ وَهٰذَا مَصْرَعُ فُلَانٍ غَدًا اِنْ شَآءَ اللّٰهُ قَالَ عُمَرُ وَالَّذِيْ بَعَثَهٗ بِالْحَقِّ مَا اَخْطَأُ وَا الْحُدُوْدَ الَّتِيْ حَدَّهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ فَجُعِلُوْا فِيْ بِئْرٍ بَعْضُهُمْ عَلٰى بَعْضٍ فَانْطَلَقَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتّٰى انْتَهٰى اِلَيْهِمْ فَقَالَ يَا فُلَانَ بْنَ فُلَانٍ وَيَا فُلَانَ ابْنَ فُلَانٍ هَلْ وَجَدْتُّمْ مَا وَعَدَكُمُ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ حَقًّا فَاِنِّيْ قَدْ وَجَدْتُّ مَا وَعَدَنِيَ اللّٰهُ حَقًّا فَقَالَ عُمَرُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ كَيْفَ تُكَلِّمُ اَجْسَادًا لَا اَرْوَاحَ فِيْهَا فَقَالَ مَا اَنْتُمْ بِاَسْمَعَ لِمَا اَقُوْلُ مِنْهُمْ غَيْرَ اَنَّهُمْ لَا يَسْتَطِيْعُوْنَ اَنْ يَرُدُّوْا عَلَيَّ شَيْئًا (رَوَاهُ مُسْلِمٌ)

تھے، فرماتے تھے کہ انشاء اللہ کل یہ جگہ فلاں کی قتل گاہ ہوگی اور انشاء اللہ کل یہ جگہ فلاں کی قتل گاہ ہوگی[۴] جناب عمر فرماتے ہیں کہ اس کی قسم جس نے انھیں حق کے ساتھ بھیجا کہ وہ لوگ ان حدود سے جو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے مقرر فرمائی تھیں بالکل نہ ہٹے پھر وہ اوپر تلے ایک کنوئیں میں ڈال دیے گئے۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لے گئے حتیٰ کہ ان تک پہنچ گئے فرمایا اے فلاں ابن فلاں اے ابن فلاں کیا تم نے وہ سب باتیں درست پائیں جن کا تم سے اللہ نے اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے وعدہ کیا تھا کیونکہ میں نے وہ درست پایا جو اللہ نے مجھ سے وعدہ کیا تھا۔ جناب عمر نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ ان جسموں سے کیسے کلام کرتے ہیں جن میں جان نہیں تو فرمایا بات تم ان سے زیادہ نہیں سنتے بجز اس کے کہ وہ مجھے کچھ جواب نہیں دے سکتے[۸]۔ (مسلم)

۱؎ میرے علاوہ کسی نے نہ کہا کہ میں نے چاند دیکھا۔

۲؎ میں انھیں دکھاتا رہا لیکن انھیں نظر نہیں آرہا تھا۔

۳؎ حاجت نہیں کہ اب میں چاند دیکھنے میں مشقت اٹھاؤں جب ایک دن کے بعد یہ نمایاں ہو جائے گا یعنی جب ضرورت اور حاجت نہ ہو تو اس کام میں مشقت لایعنی ہوتی ہے۔

۴؎ یا مراد یہ ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے بیان کیا یا حضرت انس رضی اللہ عنہ مراد ہیں۔

۵؎ ان کے مرنے سے پہلے ایک دن خبر دے دی کہ فلاں بدبخت کہاں مرے گا۔

۶؎ ہر ایک کے مرنے کی جگہ الگ الگ متعین کر دی۔

۷؎ یہ تم سے زیادہ سن رہے ہیں یا سننے میں تمہارے برابر ہیں۔

۸؎ کتاب الجہاد میں اس کی تفصیل ہے۔

۵۶۸۵ وَعَنْ اُنَيْسَةَ بِنْتِ زَيْدِ بْنِ اَرْقَمَ عَنْ اَبِيْهَا اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَخَلَ عَلٰى زَيْدٍ يَعُوْدُهٗ مِنْ مَرَضٍ

حضرت انیسہ[۱] بنت زید ابن ارقم سے روایت ہے وہ اپنے والد سے راوی کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم جناب زید کے پاس ایک مرض میں مزاج پرسی کے لیے تشریف لائے

marfat.com
Marfat.com

كَانَ بِهٖ قَالَ لَيْسَ عَلَيْكَ مِنْ مَّرَضِكَ بَأْسٌ وَّلٰكِنْ كَيْفَ لَكَ إِذَا عُمِّرْتَ بَعْدِيْ فَعَمِيْتَ قَالَ أَحْتَسِبُ وَأَصْبِرُ قَالَ إِذًا تَدْخُلُ الْجَنَّةَ بِغَيْرِ حِسَابٍ قَالَتْ فَعَمِيَ بَعْدَ مَا مَاتَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ رَدَّ اللّٰهُ عَلَيْهِ بَصَرَهٗ ثُمَّ مَاتَ

فرمایا اس بیماری سے تم پر کوئی خطرہ نہیں مگر تمھارا اس وقت کیا حال ہوگا جب تم کو میرے بعد دراز عمر ملے گی تو تم نابینا ہو جاؤ گے ۔ عرض کیا میں صبر اور طلب اجر کروں گا ۔ فرمایا تو جنت میں بے حساب جاؤ گے فرماتی ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد وہ نابینا ہو گئے پھر اللہ نے ان کی نظر لوٹا دی پھر وہ فوت ہو گئے ۔

۱ انیسہ ، ہمزہ پر پیش ، نون پر زبر

۲ بنت زید بن ارقم ، یہ تابعیہ ہیں ان کی نسبت سے حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ کو ابو انیسہ کہا جاتا ہے انھیں ابو سعید بھی کہتے ہیں بلکہ مشہور ان کی یہی کنیت ہے ۔

۵۶۸۶ / ۶۱ وَعَنْ أُسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ تَقَوَّلَ عَلَيَّ مَا لَمْ أَقُلْ فَلْيَتَبَوَّأْ مَقْعَدَهٗ مِنَ النَّارِ وَذٰلِكَ أَنَّهٗ بَعَثَ رَجُلًا فَكَذَبَ عَلَيْهِ فَدَعَا عَلَيْهِ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَوُجِدَ مَيِّتًا وَقَدِ انْشَقَّ بَطْنُهٗ وَلَمْ تَقْبَلْهُ الْأَرْضُ (رَوَاهُمَا الْبَيْهَقِيُّ فِيْ دَلَائِلِ النُّبُوَّةِ)

حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما سے روایت ہے فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جو مجھ پر وہ بات تھوپے[۱] جو میں نے نہ کہی ہو وہ اپنا ٹھکانا آگ میں بنا لے[۲] یہ اس طرح ہوا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص کو بھیجا اس نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر جھوٹ باندھ دیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس پر بددعا کر دی تو وہ مردہ پایا گیا کہ اس کا پیٹ چر گیا تھا اسے زمین نے قبول نہ کیا ۔ یہ دونوں حدیثیں بیہقی نے دلائل النبوۃ میں روایت کیں ۔

۱ تقول ، تاء ، ق پر زبر ، واو مشدد ، کسی کی طرف جھوٹ منسوب کرنا ۔

۲ یہ دوزخی ہونے کی علامت ہے ۔

۵۶۸۷ / ۶۲ وَعَنْ جَابِرٍ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جَاءَهٗ رَجُلٌ يَسْتَطْعِمُهٗ فَأَطْعَمَهٗ شَطْرَ وَسْقِ شَعِيْرٍ فَمَا زَالَ الرَّجُلُ يَأْكُلُ مِنْهُ وَامْرَأَتُهٗ وَضَيْفُهُمَا حَتّٰى كَالَهٗ فَفَنِيَ فَأَتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک شخص کھانا مانگنے آیا ۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے جو کا آدھا وسق عطا فرمایا ۔ وہ شخص اس کی بیوی اور اس کا مہمان اس سے کھاتے رہے حتی کہ اس نے ناپ لیا تو ختم ہو گیا پھر وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا ۔ فرمایا اگر وہ

marfat.com
Marfat.com

فَقَالَ لَوْ لَمْ تَكِلْهُ لَأَكَلْتُمْ مِنْهُ وَلَقَامَ لَكُمْ (رَوَاهُ مُسْلِمٌ)

اسے نہ ناپتی تو تم سب اس سے کھاتے رہتے تو وہ تمھارے پاس رہتا (مسلم)

$\frac{5688}{73}$ وَعَنْ عَاصِمِ بْنِ كُلَيْبٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ رَجُلٍ مِنَ الْأَنْصَارِ قَالَ خَرَجْنَا مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي جَنَازَةٍ فَرَأَيْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ عَلَى الْقَبْرِ يُوصِي الْحَافِرَ يَقُولُ أَوْسِعْ مِنْ قِبَلِ رِجْلَيْهِ أَوْسِعْ مِنْ قِبَلِ رَأْسِهِ فَلَمَّا رَجَعَ اسْتَقْبَلَهُ دَاعِيَ امْرَأَتِهِ فَأَجَابَ وَنَحْنُ مَعَهُ فَجِيءَ بِالطَّعَامِ فَوَضَعَ يَدَهُ ثُمَّ وَضَعَ الْقَوْمُ فَأَكَلُوا فَنَظَرْنَا إِلَى رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَلُوكُ لُقْمَةً فِي فِيهِ ثُمَّ قَالَ أَجِدُ لَحْمَ شَاةٍ أُخِذَتْ بِغَيْرِ إِذْنِ أَهْلِهَا فَأَرْسَلَتِ الْمَرْأَةُ تَقُولُ يَا رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنِّي أَرْسَلْتُ إِلَى النَّقِيعِ وَهُوَ مَوْضِعٌ يُبَاعُ فِيهِ الْغَنَمُ لِيُشْتَرَى شَاةٌ فَلَمْ تُوجَدْ فَأَرْسَلْتُ إِلَى جَارٍ لِي قَدِ اشْتَرَى شَاةً أَنْ يُرْسِلَ بِهَا إِلَيَّ بِثَمَنِهَا فَلَمْ يُوجَدْ فَأَرْسَلْتُ إِلَى امْرَأَتِهِ فَأَرْسَلَتْ إِلَيَّ بِهَا فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَطْعِمِي هٰذَا الطَّعَامَ الْأَسْرٰى (رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ وَالْبَيْهَقِيُّ فِي دَلَائِلِ النُّبُوَّةِ)

حضرت عاصم ابن کلیب[1] سے وہ اپنے والد سے وہ ایک انصاری صاحب سے روایت کرتے ہیں کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ایک جنازہ میں گئے تو میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم قبر پر تشریف فرما تھے کھودنے والے کو سمجھاتے تھے۔ فرماتے تھے کہ اس کے پاؤں کی طرف فراخ کرو اس کے سر کی طرف فراخ کرو۔ پھر جب واپس ہوئے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے اس کی بیوی کی طرف سے بلانے والا آیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے منظور فرمایا ہم آپ کے ساتھ تھے کھانا لایا گیا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا ہاتھ رکھا پھر قوم نے کھا سب کھانے لگے تو ہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے منہ میں لقمہ پھرا رہے ہیں پھر فرمایا میں ایسی بکری کا گوشت محسوس کرتا ہوں جو اس کے مالک کے بغیر لی گئی ہے۔ اس عورت نے کہلا بھیجا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں نے نقیع کی طرف[2] سے بھیجا تھا یہ وہ جگہ تھی جہاں بکریاں فروخت کی جاتی تھیں تاکہ میرے لیے بکری خریدے بکری نہ ملی تو میں نے اپنے پڑوسی کے پاس آدمی بھیجا جس نے بکری خریدی تھی یہ کہ وہ مجھے بکری قیمتاً دے دے وہ نہیں تو میں نے اس کی بیوی کے پاس بھیجا اس نے وہ میرے پاس بھیج دی۔ تب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ کھانا قیدیوں کو کھلا دو (ابوداؤد، بیہقی، دلائل النبوۃ)

---

[1] عاصم بن کلیب، کاف پر پیش، لام پر زبر، ثقہ اور اپنے دور کے بڑے فاضل اور عابد ہیں حضرت

marfat.com
Marfat.com

سفیان ثوری اور حضرت سفیان بن عیینہ رضی اللہ عنہما نے ان سے روایت لی ۔ بعض نے کہا ان کا تعلق قبیلہ جرم سے ہے ۔

۲؎ کلیب ، تابعی ہیں

۳؎ ہم بطور طفیلی چلے گئے یا جماعت کی بھی دعوت تھی ۔

۴؎ یہ مقام نقیع وادی عقیق کی طرف ہے اور مدینہ سے بیس میل پر ہے ۔ یہ لفظ بقیع نہیں وہ تو مدینہ طیبہ کا قبرستان ہے ۔ امام خطابی کہتے ہیں اسے باء کے ساتھ پڑھنے والے خطا پر ہیں ۔ لیکن جنھوں نے باء کے ساتھ پڑھا ان کا کہنا ہے کہ بقیع بازار ہوتا ہے ۔

۵؎ کیونکہ قیدی کا فرشتے اور وہ مکلف نہیں ۔ ظاہر یہی ہے کہ صاحب بکری نہ ملا ورنہ ان سے بات ہو جاتی ۔

۵۶۸۹/۳ وَعَنْ حِزَامِ بْنِ هِشَامٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ جَدِّهٖ حُبَيْشِ بْنِ خَالِدٍ وَهُوَ أَخُ أُمِّ مَعْبَدٍ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِيْنَ أُخْرِجَ مِنْ مَكَّةَ خَرَجَ مُهَاجِرًا إِلَى الْمَدِيْنَةِ هُوَ وَأَبُوْ بَكْرٍ وَمَوْلَى أَبِيْ بَكْرٍ عَامِرُ بْنُ فُهَيْرَةَ وَدَلِيْلُهُمَا عَبْدُ اللّٰهِ اللَّيْثِيُّ مَرُّوْا عَلٰى خَيْمَتَيْ أُمِّ مَعْبَدٍ فَسَأَلُوْهَا لَحْمًا وَتَمْرًا لِيَشْتَرُوْا مِنْهَا فَلَمْ يُصِيْبُوْا عِنْدَهَا شَيْئًا مِنْ ذٰلِكَ وَكَانَ الْقَوْمُ مُرْمِلِيْنَ مُسْنِتِيْنَ فَنَظَرَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلٰى شَاةٍ فِيْ كِسْرِ الْخَيْمَةِ فَقَالَ مَا هٰذِهِ الشَّاةُ يَا أُمَّ مَعْبَدٍ قَالَتْ شَاةٌ خَلَّفَهَا الْجَهْدُ عَنِ الْغَنَمِ قَالَ هَلْ بِهَا مِنْ لَبَنٍ قَالَتْ هِيَ أَجْهَدُ مِنْ ذٰلِكَ قَالَ أَتَأْذَنِيْنَ لِيْ أَنْ أَحْلُبَهَا قَالَتْ بِأَبِيْ أَنْتَ وَأُمِّيْ إِنْ رَأَيْتَ بِهَا حَلْبًا فَاحْلُبْهَا فَدَعَا بِهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

حضرت حزام رضی اللہ عنہ ابن ہشام سے وہ اپنے والد سے وہ اپنے دادا سے حُبیش ابن خالد سے روایت کرتے ہیں وہ ام معبد رضی اللہ عنہا کے بھائی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب مکہ معظمہ سے باہر کیے گئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ منورہ کی طرف ہجرت کر کے روانہ ہوئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم اور ابو بکر صدیق اور ابو بکر کے غلام عامر رضی اللہ عنہ بن فہیرہ اور ان کے رہبر عبداللہ لیثی ام معبد کے خیمے پر گزرے انھوں نے آپ سے گوشت چھوہارے مانگے تاکہ ان سے خریدیں ۔ انھوں نے کوئی چیز اُمِّ معبد کے پاس نہ پائی ۔ یہ حضرات بے توشہ تھے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک بکری دیکھی ، جو خیمے کے کنارے میں تھی فرمایا اے اُمِّ معبد یہ بکری کیسی ہے انھوں نے عرض کیا کہ یہ ایسی بکری ہے جسے دُبلے پن نے بکریوں سے پیچھے کر دیا ہے ۔ فرمایا کیا اس میں دودھ ہے وہ بولیں کہ وہ اس سے بہت دُور ہے فرمایا کیا تم مجھے اجازت دیتی ہو کہ اسے دوہ لوں بولیں آپ پر میرے ماں باپ قربان ہوں اگر آپ اس میں دودھ دیکھیں تو دوہ لیں اسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے

marfat.com
Marfat.com

فَمَسَحَ بِيَدِهٖ ضَرْعَهَا وَسَمَّى اللّٰهُ تَعَالٰى وَدَعَالَهَا فِيْ شَاتِهَا فَتَفَاجَّتْ عَلَيْهِ وَدَرَّتْ وَاجْتَرَّتْ فَدَعَا بِاِنَاءٍ يُرْبِضُ الرَّهْطَ فَحَلَبَ فِيْهِ ثَجًّا حَتّٰى عَلَاهُ الْبَهَاءُ ثُمَّ سَقَاهَا حَتّٰى رَوِيَتْ وَسَقٰى اَصْحَابَهٗ حَتّٰى رَوُوْا ثُمَّ شَرِبَ اٰخِرَهُمْ ثُمَّ حَلَبَ فِيْهِ ثَانِيًا بَعْدَ بَدْءٍ حَتّٰى مَلَاَ الْاِنَاءَ ثُمَّ غَادَرَهٗ عِنْدَهَا وَبَايَعَهَا وَارْتَحَلُوْا عَنْهَا رَوَاهُ فِيْ شَرْحِ السُّنَّةِ وَابْنُ عَبْدِ الْبَرِّ فِي الْاِسْتِيْعَابِ وَابْنُ الْجَوْزِيِّ فِيْ كِتَابِ الْوَفَاءِ وَفِي الْحَدِيْثِ قِصَّةٌ۔

بلایا اس کے تھن پر ہاتھ پھیرا اللہ تعالیٰ کا نام لیا اور ان کے لیے ان کی بکری میں دعا کی تو اس نے ٹانگیں[۸] چیر دیں اور دودھ اتار لائی جگالی کرنے[۹] لگی تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسا برتن منگایا جو ایک جماعت کو سیر[۱۱] کر دے اس میں دوہا، چھلکتا[۱۰] ہوا حتیٰ کہ جھاگ اوپر آگئی پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ام معبد کو پلایا حتیٰ کہ وہ سیر[۱۲] ہو گئیں اور اپنے ساتھیوں کو پلایا حتیٰ کہ وہ بھی سیر ہو گئے۔ پھر ان کے آخر میں خود[۱۳] پیا پھر اس میں پہلی بار کے بعد دوہا حتیٰ کہ برتن بھر دیا یہ ام معبد کے پاس چھوڑ دیا اور ان سے بیعت[۱۴] لی اور وہاں سے ان سب نے کوچ کر دیا[۱۵] (شرح السنہ)

۱؎ حزام، حاء کے نیچے زیر

۲؎ حبیش بن خالد، حاء پر پیش

۳؎ اُمِّ معبد، میم پر زبر، عین ساکن، باء پر زبر، ان کا اسم گرامی عاتکہ بنت خالد خزاعیہ ہے یہ وہی خاتون ہیں کہ ہجرت کے آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان کے خیمہ میں تشریف فرما ہوئے۔ یہ اپنے صحن میں بیٹھتیں اور فقراء و مساکین کو پانی و کھانا پیش کرتیں۔

۴؎ عامر بن فہیرہ، فاء پر پیش، ہاء پر زبر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے دار ارقم میں تشریف لانے سے پہلے انھوں نے اسلام قبول کیا۔

۵؎ یہ چار افراد تھے جو مدینہ طیبہ پہنچے۔

۶؎ کِسر، کاف کے نیچے زیر، سین ساکن یا زبر، خیمہ کی طرف وجانب

۷؎ یہ دودھ نہیں دیتی آپ کیا دھوئیں گے۔ حلب، لام ساکن، دودھ دھونا۔ زبر بھی پڑھی گئی ہے۔

۸؎ تفاجّت، جیم مشدد

۹؎ جیسا کہ دودھ دھوتے وقت جانور کی عادت ہوتی ہے

۱۰؎ جِرّۃ، جیم کے نیچے زیر، راء مشدد

۱۱؎ مراح میں ہے ربض، یُربِضُ یاء پر پیش، باء کے نیچے زیر از ارباض، محبوب سیراب کرنا۔ رھط قوم کا گروہ۔

marfat.com
Marfat.com

۱۳ ثجّ ، ثاء ، جیم مشدد ، پانی کا رواں ہونا
۱۳ حتی روبلی ، واؤ پر پیش
۱۴ خود فرمایا کہ قوم کا ساقی آخر میں پیتا ہے ۔
۱۵ اُمِّ معبد اسلام لے آئیں
۱۶ جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مکہ سے مدینہ ہجرت کی تو اہلِ مکہ نہ جانتے تھے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کہاں تشریف لے گئے ہیں ۔ ایک جن جبلِ ابوقبیس پر آیا اور اس نے اشعار کہے ان میں سے دو یہ ہیں ۔

جَزَی اللّٰہُ رَبُّ النَّاسِ خَیْرَ جَزَائِہٖ رَفِیْقَیْنِ حَلَّا خَیْمَۃَ اُمِّ مَعْبَدِ
ھُمَا نَزَلَا بِالْبِرِّ ثُمَّ تَرَحَّلَا فَاَفْلَحَ مَنْ اَمْسٰی رَفِیْقَ مُحَمَّدِ

(اللہ تعالیٰ جو رب الناس ہے انھیں جزا دے جو خیمہ ام معبد میں آپ کے رفیق تھے وہ وہاں بخوشی اترے اور بخیر و خوبی وہاں سے روانہ ہوئے وہ کامیاب ہوئے جنھوں نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی رفاقت اختیار کی)

احادیث میں یہ بھی آیا جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم وہاں سے روانہ ہو گئے ۔ اُمِّ معبد کے خاوند ابو معبد آئے اپنے گھر میں دودھ دیکھ کر حیران ہوئے پوچھا تو حضرت ام معبد رضی اللہ عنہا نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے شمائل و سراپا بڑی ہی وضاحت سے بیان کیا ۔ ابو معبد نے کہا یہی وہ صاحب قریش ہیں ۔ میں نے یہی صفات ان کی مکہ میں سنی تھیں ۔ اللہ کی قسم میں بھی بوقت فرصت ان کی صحبت میں جاؤں گا ۔

بَابُ الْکَرَامَاتِ

کرامات کا بیان

تمام اہلِ حق اولیاء سے کرامات کے جواز کے قائل ہیں ۔ ولی اس شخص کو کہتے ہیں جو بقدر طاقت بشری اللہ تعالیٰ کی ذات و صفات کا عارف ہو ، ہمیشہ طاعت بجالائے اور منع کردہ لذات و شہوات سے رو کنے والا ہو ۔ تقوٰی اور اتباع میں بحسبِ مراتب کامل ہوتا ہے ۔ وقوع کرامت یہ کتاب و سنت اور صحابہ کی اخبار تواتر سے ہیں اور یہ تواتر معنوی ہے انصاف اور ترک عناد کی صورت میں ان کے انکار کی مجال نہیں ہو سکتی خصوصًا اکابر مشائخ طریقت اور ان کے سادات مثلاً غوث الثقلین سیدنا شیخ محی الدین عبد القادر جیلانی اور ان کے علاوہ

marfat.com
Marfat.com

دیگر بزرگ لوگوں کی کرامات اس قدر ہیں کہ وہ ان گنت ہیں، آپ رضی اللہ عنہ کے اور ان کے بزرگوں کا بیان ہے کہ آپ کی کرامات موتیوں کی لڑی کی طرح ہے جو پے درپے ہیں۔ اگر کوئی ہم سے اس بارے میں پوچھے تو ہم تو ایک ہی مجلس کی اس قدر کرامات بیان کردیں۔ امام عبداللہ یافعی کہتے ہیں آپ کی کرامات میں کوئی شبہ اور شک نہیں اور اس پر بھی اتفاق ہے کہ کرامات میں شیوخ آفاق، کا آپ مقابلہ نہیں کرسکتے۔ معتزلہ اور ان کے متبعین کرامات کا انکار کرتے ہیں۔ بعض کہتے ہیں کہ ولی کے قصد واختیار سے کرامات صادر نہیں ہوتی اگر صادر ہو تو بھی بلا قصد ہوتی ہے۔ بعض نے کہا کرامت کا تعلق جنس معجزہ سے نہیں۔ مثلاً قلیل طعام کا کثیر ہونا، انگلیوں سے پانی جاری ہونا، کرامت کا وقوع خواہ بالقصد ہو یا بلاقصد از جنس معجزہ ہو یا نہ ہو اس پر تفصیلی گفتگو اور اس پر شبہات کا جواب علم کلام میں ہے تو مشاہدہ کے بعد بیان کی ضرورت نہیں رہتی۔

الفصل الاوّل

۵۶۹۰ عَنْ اَنَسٍ اَنَّ اُسَيْدَ بْنَ حُضَيْرٍ وَّعَبَّادَ بْنَ بِشْرٍ تَحَدَّثَا عِنْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ حَاجَةٍ لَّهُمَا حَتّٰى ذَهَبَ مِنَ اللَّيْلِ سَاعَةٌ فِيْ لَيْلَةٍ شَدِيْدَةِ الظُّلْمَةِ ثُمَّ خَرَجَا مِنْ عِنْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَنْقَلِبَانِ وَبِيَدِ كُلِّ وَاحِدٍ مِّنْهُمَا عُصَيَّةٌ فَاَضَاءَتْ عَصَا اَحَدِهِمَا لَهُمَا حَتّٰى مَشِيَا فِيْ ضَوْئِهَا حَتّٰى اِذَا افْتَرَقَتْ بِهِمَا الطَّرِيْقُ اَضَاءَتْ لِلْاٰخَرِ عَصَاهُ فَمَشٰى كُلُّ وَاحِدٍ مِّنْهُمَا فِيْ ضَوْءِ عَصَاهُ حَتّٰى بَلَغَ اَهْلَهٗ

(رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ)

پہلی فصل

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اسید[1] بن حضیر[2] اور عباد[3] ابن بشر[4] نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس اپنے کاموں کے متعلق بات چیت کرتے رہے حتیٰ کہ رات کا ایک حصہ گزر گیا۔ یہ واقعہ سخت اندھیری رات میں ہوا پھر وہ دونوں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس سے واپسی کے لیے نکلے۔ ان میں سے ہر ایک کے پاس چھوٹی لاٹھی تھی ان میں سے ایک کی لاٹھی چمک گئی حتیٰ کہ وہ دونوں اس کی روشنی میں چلے۔ حتیٰ کہ جب ان کو راستہ نے علیحدہ کیا تو دوسرے کی لاٹھی بھی روشن ہوگئی تو ان میں سے ہر ایک اپنی لاٹھی کی روشنی میں چلا حتیٰ کہ اپنے گھر پہنچ گیا[5] (بخاری)

[1] اُسَید، ہمزہ پر پیش، سین پر زبر۔
[2] بن حُضَیر۔ حاء پر پیش، ضاد پر زبر۔
[3] عَبّاد، عین پر زبر، باء مشدد۔
[4] بن بشر، باء کے نیچے زیر شین ساکن، یہ دونوں جلیل القدر صحابی ہیں۔
[5] اپنے گھر کی طرف۔

marfat.com
Marfat.com

۶ آگے راستہ جدا جدا تھے۔

۷ بخاری میں کتاب الصلوٰۃ کی روایت میں ہے کہ دو صحابی تاریک رات میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس سے واپس ہوئے۔ ان کے پاس چراغ کی مانند دو چیزیں تھیں۔ جب جدا ہوئے تو جدا جدا ان کے پاس چراغ تھا حتیٰ کہ وہ اپنے گھر پہنچ گئے۔

۵۶۹۱ (۲) وَعَنْ جَابِرٍ قَالَ لَمَّا حَضَرَ اُحُدٌ دَعَانِىْ اَبِىْ مِنَ اللَّيْلِ فَقَالَ مَا اُرَانِىْ اِلَّا مَقْتُوْلًا فِىْ اَوَّلِ مَنْ يُّقْتَلُ مِنْ اَصْحَابِ النَّبِىِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاِنِّىْ لَا اَتْرُكُ بَعْدِىْ اَعَزَّ عَلَىَّ مِنْكَ غَيْرَ نَفْسِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاِنَّ عَلَىَّ دَيْنًا فَاقْضِ وَاسْتَوْصِ بِاَخَوَاتِكَ خَيْرًا فَاَصْبَحْنَا فَكَانَ اَوَّلَ قَتِيْلٍ وَّدَفَنْتُهٗ مَعَ اٰخَرَ فِىْ قَبْرٍ (رَوَاهُ الْبُخَارِىُّ)

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں کہ جب غزوۂ اُحد ہوا تو رات میں مجھے میرے باپ نے بلایا کہا کہ میں اپنے متعلق خیال کرتا ہوں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ میں پہلا شہید میں ہوں گا[۱] اور میں اپنے نزدیک تم سے زیادہ پیارا کسی کو نہیں چھوڑتا سوائے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات کے اور مجھ پر قرض ہے تم ادا کر دینا اور اپنی بہنوں کے لیے بھلائی کی وصیت قبول کرو ہم نے سویرا پایا تو پہلے شہید وہ ہی تھے اور میں نے انہیں دوسرے کے ساتھ ایک قبر میں دفن کیا[۲] (بخاری)

۱ اس سے واضح ہو رہا ہے اگر ولی بطریق کرامت خبر دے تو وہ بطریق ظن دیتا ہے۔ بخلاف نبی کے وہ وحی کی وجہ سے خبر دیتے ہیں۔

۲ شہداء اُحد کے بارے میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہی حکم تھا کہ متعدد کو ایک قبر میں دفن کرو ان کے ساتھ دوسرے حضرت عمرو بن جموح تھے جو ان کے دوست اور ان کی ہمشیرہ کے شوہر تھے۔

۵۶۹۲ (۳) وَعَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ اَبِىْ بَكْرٍ قَالَ اِنَّ اَصْحَابَ الصُّفَّةِ كَانُوْا اُنَاسًا فُقَرَاءَ وَاِنَّ النَّبِىَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ كَانَ عِنْدَهٗ طَعَامُ اثْنَيْنِ فَلْيَذْهَبْ بِثَالِثٍ وَّمَنْ كَانَ عِنْدَهٗ طَعَامُ اَرْبَعَةٍ فَلْيَذْهَبْ بِخَامِسٍ اَوْ سَادِسٍ وَّاِنَّ اَبَا بَكْرٍ جَاءَ بِثَلٰثَةٍ وَّانْطَلَقَ النَّبِىُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِعَشَرَةٍ وَّاِنَّ اَبَا بَكْرٍ تَعَشّٰى عِنْدَ النَّبِىِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ لَبِثَ حَتّٰى صُلِّيَتِ الْعِشَاءُ ثُمَّ رَجَعَ فَلَبِثَ حَتّٰى

حضرت عبدالرحمٰن بن ابی بکر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ صفہ والے مسکین لوگ[۱] تھے اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس کے پاس دو آدمیوں کا کھانا ہو وہ تیسرے کو لے جائے اور جس کے پاس چار کا کھانا ہو وہ پانچویں کو یا چھٹے کو لے جائے[۲] اور حضرت ابوبکر تین شخص لائے اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم دس حضرات لائے۔ ابوبکر صدیق نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس رات کا کھانا کھایا پھر کچھ ٹھہرے حتیٰ کہ عشاء کی نماز پڑھ لی گئی آپ پھر لوٹ گئے پھر کچھ ٹھہرے حتیٰ کہ

marfat.com
Marfat.com

تَعَشَّى النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَجَاءَ بَعْدَ مَا مَضٰى مِنَ اللَّيْلِ مَا شَاءَ اللّٰهُ قَالَتْ لَهُ امْرَأَتُهُ مَا حَبَسَكَ عَنْ أَضْيَافِكَ قَالَ أَوَمَا عَشَّيْتِيهِمْ قَالَتْ أَبَوْا حَتّٰى تَجِيءَ فَغَضِبَ وَقَالَ وَاللّٰهِ لَا أَطْعَمُهُ أَبَدًا فَحَلَفَتِ الْمَرْأَةُ أَنْ لَا تَطْعَمَهُ وَحَلَفَ الْأَضْيَافُ أَنْ لَا يَطْعَمُوهُ وَقَالَ أَبُوبَكْرٍ كَانَ هٰذَا مِنَ الشَّيْطٰنِ فَدَعَا بِالطَّعَامِ فَأَكَلَ وَأَكَلُوا فَجَعَلُوا لَا يَرْفَعُونَ لُقْمَةً إِلَّا رَبَتْ مِنْ أَسْفَلِهَا أَكْثَرُ مِنْهَا فَقَالَ لِامْرَأَتِهِ يَا أُخْتَ بَنِي فِرَاسٍ مَا هٰذَا قَالَتْ وَقُرَّةِ عَيْنِي إِنَّهَا الْآنَ لَأَكْثَرُ مِنْهَا قَبْلَ ذٰلِكَ بِثَلٰثِ مِرَارٍ فَأَكَلُوا وَبَعَثَ بِهَا إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَذُكِرَ أَنَّهُ أَكَلَ مِنْهَا مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ وَذُكِرَ حَدِيثُ عَبْدِ اللّٰهِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ كُنَّا نَسْمَعُ تَسْبِيحَ الطَّعَامِ فِي الْمُعْجِزَاتِ۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے شام کا کھانا کھالیا[3]۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم آگئے اس کے بعد رات کا مشیت الٰہی کے بقدر حصہ گزر گیا۔ ان سے ان کی بیوی نے کہا کہ تمھیں تمھارے مہمانوں سے کس نے روکا[4]۔ آپ نے کہا کیا تم نے انھیں کھانا نہیں کھلایا۔ بولیں کہ انھوں نے تمھارے آنے تک کھانے سے انکار کیا آپ ناراض ہوئے اور بولے خدا کی قسم میں یہ کبھی نہ کھاؤں گا۔ آپ کی بیوی نے قسم کھائی کہ وہ بھی نہ کھائیں گی اور مہمانوں نے قسم کھالی کہ وہ بھی نہ کھائیں گے۔ جناب صدیق نے کہا کہ یہ قسم شیطان[5] کی طرف سے ہوگئی۔ آپ نے کھانا منگوایا پھر کھایا[6] پھر ان سب نے کھایا تو وہ لوگ کوئی لقمہ نہ اٹھاتے تھے مگر اس کے نیچے سے زیادہ بڑھتا تھا۔ آپ نے اپنی بیوی سے فرمایا کہ اے بنی فراش کی بہن کیا وہ بولیں میری آنکھ کی ٹھنڈک کی قسم یہ کھانا پہلے سے تین گنا زیادہ ہے۔ ان سب نے یہ کھانا کھایا اور اسے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں بھیجا گیا۔ کہا گیا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی اس میں سے کھایا (مسلم بخاری) اور حضرت عبداللہ بن مسعود کی حدیث کہ ہم کھانے کی تسبیح سنتے تھے

[1] عبدالرحمٰن، یہ سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے بڑے صاحبزادے ہیں۔ ان کی والدہ کا نام حضرت ام رومان ہے اور یہی سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی بھی والدہ ہیں، حدیبیہ کے سال ایمان لائے ان کا نام عبدالکعبہ تھا، حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کا نام عبدالرحمٰن رکھا۔

[2] صفہ، یہ مسجد کی ایک جانب چھتی ہوئی جگہ تھی یہاں طلبہ صحابہ رہتے تھے۔ یہ گھر، اہل، مال و متاع نہ رکھتے تھے۔

[3] او کا کلمہ تخفیف کے لیے ہے بعض کو بیان کر دیا اور بعض کو چھوڑ دیا۔

[4] یہ تکرار ہے تاکہ واقعہ از سر نو بیان ہو۔ یہ بھی ہے کہ پہلے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے کھانے کا بیان پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے کھانے کا تذکرہ آیا۔ اس وقت میں حضرت ابوبکر کے اہل و عیال اور مہمان انتظار میں رہے

marfat.com
Marfat.com

۵۵ آپ نے دیر کر دی اور مہمان انتظار میں رہ گئے۔

۵۶ یہ میرا غصہ اور قسم اٹھانا شیطان کی طرف سے تھا ہم اس سے باز آتے ہیں۔

۵۷ آپ کی قسم یا تو مقید تھی کہ اس وقت نہیں کھاؤں گا یا اس جہت سے نہیں کھاؤں گا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا مبارک فرمان ہے کوئی آدمی خیر کے خلاف قسم اٹھالے تو وہ قسم توڑ دے، کفارہ ادا کرے اور وہ نیکی کا کام بھی کرلے۔

۵۸ بنی فراس، فاء کے نیچے زیر۔ یہ قبیلہ کا نام ہے اس خاتون کا اسم گرامی ام رومان ہے۔

۵۹ یہاں مراد سیدنا ابوبکر ہیں۔ بعض نے کہا مراد حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ذاتِ اقدس ہے۔ قرۃ العین سے خوشی اور محبوب کا دیکھنا مراد ہے کیونکہ یہ یا تو قُرّۃ بالضم بمعنی ٹھنڈک یا قر بالفتح بمعنی محبوب کو دیکھنے سے آنکھ کا ٹھنڈک پانا مراد ہے۔

الفصل الثانی

دوسری فصل

۵۶۹۳ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ لَمَّا مَاتَ النَّجَاشِيُّ كُنَّا نَتَحَدَّثُ اَنَّهٗ لَا يَزَالُ يُرٰى عَلٰى قَبْرِهٖ نُوْرٌ
(رَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے فرماتی ہیں کہ جب نجاشی[۱] نے وفات پائی تو ہم سوچا کرتے تھے کہ ان کی قبر پر نور دیکھا جاتا رہتا ہے[۲]
(ابوداؤد)

۱ نجاشی، جیم مخفف، یاء ساکنہ، حبشہ کا بادشاہ، نصرانی تھا، حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لایا، حبشہ میں ہی فوت ہو گئے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ طیبہ میں ان کی غائبانہ نماز جنازہ ادا فرمائی۔

۲ ظاہر یہی ہے کہ اس سے نور حسی مراد ہے جیسے نور چراغ یا مادہ آفتاب یا مشاہدہ قبر اور اس کی زیارت سے جو دلوں میں نور و اطمینان پیدا ہوتا ہے وہ بھی مراد ہو سکتا ہے۔

۵۶۹۴ وَعَنْهَا قَالَتْ لَمَّا اَرَادُوْا غُسْلَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالُوْا لَا نَدْرِيْ اَنُجَرِّدُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ ثِيَابِهٖ كَمَا نُجَرِّدُ مَوْتَانَا اَمْ نَغْسِلُهٗ وَعَلَيْهِ ثِيَابُهٗ فَلَمَّا اخْتَلَفُوْا اَلْقَى اللّٰهُ عَلَيْهِمُ النَّوْمَ حَتّٰى مَا مِنْهُمْ رَجُلٌ اِلَّا وَذَقْنُهٗ فِيْ صَدْرِهٖ ثُمَّ كَلَّمَهُمْ مُكَلِّمٌ

انہی سے روایت ہے فرماتی ہیں کہ جب صحابہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو غسل دینے کا ارادہ کیا تو بولے ہم کو خبر نہیں کہ کیا ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کپڑے اتار دیں جیسے کہ ہم اپنے مُردوں کو برہنہ کرتے ہیں یا ہم اسی طرح آپ کو غسل دیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر کپڑے ہوں جب ان میں اختلاف[۱] ہوا تو اللہ نے ان پر نیند طاری کر دی۔ حتیٰ کہ ان میں کوئی شخص نہ تھا مگر اس کی ٹھوڑی اس کے سینے[۲] میں تھی پھر گھر کے

marfat.com
Marfat.com

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا دراصل معجزہ ہوتی ہیں (کما قالوا)

۵۶۹۷ وَعَنْ سَعِيْدِ بْنِ عَبْدِ الْعَزِيْزِ قَالَ لَمَّا كَانَ اَيَّامُ الْحَرَّةِ لَمْ يُؤَذَّنْ فِيْ مَسْجِدِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثَلٰثًا وَلَمْ يَبْرَحْ سَعِيْدُ بْنُ الْمُسَيَّبِ الْمَسْجِدَ وَكَانَ لَا يَعْرِفُ وَقْتَ الصَّلٰوةِ اِلَّا بِهَمْهَمَةٍ يَسْمَعُهَا مِنْ قَبْرِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ (رَوَاهُ الدَّارِمِيُّ)

حضرت سعید[1] ابن العزیز سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ جب جنگ حرہ[2] کا زمانہ ہوا تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی مسجد میں تین دن نہ اذان کی گئی نہ تکبیر[3] کہی گئی اور سعید ابن مسیب[4] مسجد سے نہ ہٹے وہ نماز کا وقت نہیں پہچانتے تھے مگر ایک گنگناہٹ[5] سے جسے وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر سے سنتے تھے۔ (دارمی)

[1] یہ امام اوزاعی (جو کہ اہل شام کے امام تھے) کے اور وہیں فقہی اہل شام تھے۔ امام احمد کا قول ہے کہ شام میں اوزاعی اور ان سے بڑھ کر حدیث میں صحیح تر کوئی نہیں اور یہ دونوں برابر ہیں اور میرے نزدیک ثقہ ثبت اور تبع تابعین میں سے ہیں۔

[2] حرہ، حاء پر زبر، راء مشدد، سخت زمین، اس سے مراد زمین مدینہ ہے۔ واقعہ حرہ سے مراد وہ واقعہ ہے جب یزید نے مدینہ طیبہ پر لشکر کشی کی تھی۔ اس کی شناعت اس قدر ہے کہ اس کا بیان ہی مناسب نہیں۔ ہاں اس کا کچھ حصہ تاریخ مدینہ میں بیان ہوا ہے اس کی برائیوں میں سے ایک یہ ہے۔

[3] تین دن تک کوئی نمازی مسجد نبوی میں نہ آسکا۔

[4] سعید بن مسیب، کبار تابعین میں سے ہیں

[5] ھاء اور میم مکرر بروزن دحرجۃ وہ آواز جو سمجھ نہ آئے، صراح میں اس کا معنی ہے سینہ کے اندر آواز۔

۵۶۹۸/۹ وَعَنْ اَبِيْ خَلْدَةَ قَالَ قُلْتُ لِاَبِي الْعَالِيَةِ سَمِعَ اَنَسٌ مِنَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ خَدَمَهُ عَشْرَ سِنِيْنَ وَدَعَا لَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَكَانَ لَهُ بُسْتَانٌ يَحْمِلُ فِيْ كُلِّ سَنَةٍ الْفَاكِهَةَ مَرَّتَيْنِ وَكَانَ فِيْهَا رَيْحَانٌ يَجِيْءُ مِنْهُ رِيْحُ الْمِسْكِ (رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ غَرِيْبٌ)

حضرت ابو خلدہ[1] رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ میں نے ابو العالیہ سے کہا کہ کیا حضرت انس نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے کچھ سنا ہے؟ فرمایا انھوں نے دس[2] سال حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت کی ہے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے لیے دعا فرمائی ہے ان کا ایک باغ تھا جو ہر سال میں دو بار میوہ[3] دیتا تھا اور اس باغ میں ایک گھاس تھی جس سے مشک کی خوشبو آتی تھی (ترمذی، اور فرمایا یہ حدیث حسن غریب ہے)۔

marfat.com
Marfat.com

۱؎ ابو الخلدہ، خاء پر زبر، لام ساکن، ان کا اسم گرامی خالد بن دینار ہے یہ تابعی ہیں۔
۲؎ ابو العالیہ، کبار تابعین میں سے ہیں
۳؎ حب حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ طیبہ ہجرت فرمائی تو حضرت انس رضی اللہ عنہ کی عمر آٹھ سال تھی، ان کی والدہ ماجدہ انھیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں لائیں اور وہ تا وصال آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں رہے۔
۴؎ یہ بھی منقول ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی عمر مال اور اولاد میں برکت کی دعا کی تو ان کی عمر سو سال سے زیادہ ہوئی، ان کی اولاد ایک صد اور ستر ہوئی۔ ان کے بیٹے تین اور ستائیس بیٹیاں تھیں۔ مال میں وہ برکت ہوئی جس کا ذکر روایت میں ہے اور اس کا ذکر اس لیے کر دیا کہ خرقِ عادت میں واضح تھا۔
یہ تمام کرامات سیدنا انس رضی اللہ عنہ کے لیے ثابت ہیں یہ ساری برکت حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا سے ہوئی۔

الفصل الثالث

۵۶۹۹ عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ اَنَّ سَعِيْدَ بْنَ زَيْدِ بْنِ عَمْرِو بْنِ نُفَيْلٍ خَاصَمَتْهُ اَرْوٰى بِنْتُ اَوْسٍ اِلٰى مَرْوَانَ بْنِ الْحَكَمِ وَادَّعَتْ اَنَّهُ اَخَذَ شَيْئًا مِّنْ اَرْضِهَا فَقَالَ سَعِيْدٌ اَنَا كُنْتُ اٰخُذُ مِنْ اَرْضِهَا شَيْئًا بَعْدَ الَّذِيْ سَمِعْتُ مِنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَا ذَا سَمِعْتَ مِنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ مَنْ اَخَذَ شِبْرًا مِّنَ الْاَرْضِ ظُلْمًا طُوِّقَهُ اللّٰهُ اِلٰى سَبْعِ اَرَضِيْنَ فَقَالَ لَهُ مَرْوَانُ لَا اَسْاَلُكَ بَيِّنَةً بَعْدَ هٰذَا فَقَالَ سَعِيْدٌ اَللّٰهُمَّ اِنْ كَانَتْ كَاذِبَةً فَاَعْمِ بَصَرَهَا وَاقْتُلْهَا فِيْ اَرْضِهَا قَالَ فَمَا مَاتَتْ حَتّٰى ذَهَبَ بَصَرُهَا وَبَيْنَمَا هِيَ تَمْشِيْ فِيْ اَرْضِهَا

تیسری فصل

حضرت عروہ۱؎ بن زبیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سعید ابن۲؎ زید ابن عمرو ابن نفیل سے اروی۳؎ بنت اوس نے مروان۴؎ ابن حکم کی کچہری میں جھگڑا (مقدمہ) کیا اور دعوای کیا کہ انھوں نے اس کی زمین کا ایک حصہ لے لیا ہے تو سعید نے کہا کہ کیا میں اس کی زمین کا کچھ حصہ لے سکتا ہوں اس کے بعد کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سن چکا ہوں۔ مروان نے کہا کہ تم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا کہ جو کسی کی ایک بالشت زمین ظلماً لے لے تو سات زمین تک کی زمین گلے میں طوق ڈال دی جائے گی ان سے مروان نے کہا کہ اس کے بعد میں تم سے کوئی دلیل۵؎ نہیں مانگتا تو سعید نے کہا انھیں اگر یہ جھوٹی ہو اس کی آنکھیں اندھی کر دے اور اسے اس کی زمین میں مار دے راوی نے فرمایا کہ وہ نہ مری حتیٰ کہ اس کی آنکھیں جاتی رہیں اور جب وہ اپنی زمین میں چل رہی تھی کہ وہ ایک

marfat.com
Marfat.com

اِذْ وَقَعَتْ فِیْ حُفْرَةٍ فَمَاتَتْ مُتَّفَقٌ عَلَیْہِ وَفِیْ رِوَایَةٍ لِمُسْلِمٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ زَیْدِ بْنِ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ عُمَرَ بِمَعْنَاہُ وَاَنَّہٗ رَاٰھَا عَمْیَاءَ تَلْتَمِسُ الْجُدُرَ تَقُوْلُ اَصَابَتْنِیْ دَعْوَةُ سَعِیْدٍ وَاَنَّھَا مَرَّتْ عَلٰی بِئْرٍ فِی الدَّارِ الَّتِیْ خَاصَمَتْہُ فِیْھَا فَوَقَعَتْ فِیْھَا فَکَانَتْ قَبْرَھَا

گڑھے میں گر کر مر گئی (مسلم بخاری) اور مسلم کی روایت میں محمد[7] بن زید ابن عبداللہ ابن عمر سے اس کے معنی[8] مروی ہیں کہ انھوں نے اسے اندھا دیکھا جو دیواریں ٹٹولتی تھی کہ مجھے سعید کی دعا لگ گئی اور وہ اس کنوئیں پر گزری جو اس گھر میں تھا جس کے بارے میں اس نے سعید سے جھگڑا کیا تھا تو وہ اس میں گر گئی تھی وہ ہی اس کی قبر بن گئی۔

[1] عروہ، کبار تابعین میں سے ہیں۔ ان کے والد حضرت زبیر رضی اللہ عنہ عشرہ مبشرہ میں سے ہیں۔

[2] سعید بن زید بن عمرو بن نفیل، نون پر پیش، فا پر زبر، سعید بن زید بھی عشرہ مبشرہ میں سے ہیں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی ہمشیرہ فاطمہ کے شوہر ہیں مستجاب الدعوات تھے۔

[3] اروی، ہمزہ پر زبر، را ساکن، واو پر زبر۔

[4] بنت اوس، ہمزہ پر زبر، واو ساکن، مشکوٰۃ کے نسخوں میں اس طرح ہے اور جامع الاصول میں ہے کہ مجھے یہ نہیں ملیں نہ صحابہ میں نہ تابعین میں۔

[5] مروان۔ یہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی طرف سے مدینہ طیبہ کے گورنر تھے۔

[6] آپ پر قسم لازم آ رہی تھی لیکن میں اس حدیث کی بنا پر تمھیں سچا مانتا ہوں یمین کے بجائے یہاں ذکر گواہوں کا ہے۔ مراد یہ ہے کہ میں تم سے گواہ طلب نہیں کرتا۔

[7] محمد بن زید بن عبداللہ بن عمر، تابعی مدنی صدوق ہیں۔ ابن حبان نے ان کا تذکرہ ثقات میں کیا یہ اپنے دادا اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں اور ان سے ان کے بیٹے اور اعمش اور معمر نے روایت لی ہے۔

[8] مفہوم ایک ہی ہے ہاں الفاظ مختلف ہیں۔

۵۷۰۰ وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ اَنَّ عُمَرَ بَعَثَ جَیْشًا وَاَمَّرَ عَلَیْھِمْ رَجُلًا یُدْعٰی سَارِیَةَ فَبَیْنَمَا عُمَرُ یَخْطُبُ فَجَعَلَ یَصِیْحُ یَا سَارِیَةُ الْجَبَلَ فَقَدِمَ رَسُوْلٌ مِّنَ الْجَیْشِ فَقَالَ یَا اَمِیْرَ الْمُؤْمِنِیْنَ لَقِیْنَا عَدُوَّنَا فَھَزَمُوْنَا فَاِذَا بِصَائِحٍ یَصِیْحُ یَا سَارِیَةُ الْجَبَلَ فَاَسْنَدْنَا ظُھُوْرَنَا اِلَی الْجَبَلِ فَھَزَمَھُمْ

حضرت ابن عمر سے روایت ہے کہ جناب عمر نے ایک لشکر بھیجا اور ان پر ایک شخص کو امیر بنایا جنھیں ساریہ کہا جاتا تھا تو جبکہ جناب عمر خطبہ پڑھ رہے تھے کہ اچانک چیخنے لگے۔ اے ساریہ پہاڑ کو لو۔ پھر لشکر سے ایک قاصد آیا بولا اے امیر المومنین ہم کو ہمارا دشمن ملا انھوں نے ہم کو بھگا دیا تو کوئی چیخنے والا بولا اے ساریہ پہاڑ کو لو تو ہم نے اپنی پیٹھیں پہاڑ کی طرف لگائیں

marfat.com
Marfat.com

اللہ تعالیٰ
(رَوَاہُ الْبَیْہَقِیُّ فِیْ دَلَائِلِ النُّبُوَّۃِ)

تب انھیں اللہ تعالیٰ نے بھگا دیا۔
(بیہقی دلائل النبوۃ)

[1] بعض روایات میں جبل کا لفظ مکرر ہے۔ امیر المومنین حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو مدینہ طیبہ سے کشف ہوا حالانکہ حضرت ساریہ نہاوند میں تھے۔

٥٧٠١/١٢ وَعَنْ نُبَیْہَۃَ بْنِ وَھْبٍ اَنَّ کَعْبًا دَخَلَ عَلٰی عَائِشَۃَ فَذَکَرُوْا رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَقَالَ کَعْبٌ مَّا مِنْ یَّوْمٍ یَطْلُعُ اِلَّا نَزَلَ سَبْعُوْنَ اَلْفًا مِّنَ الْمَلٰٓئِکَۃِ حَتّٰی یَحُفُّوْا بِقَبْرِ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَضْرِبُوْنَ بِاَجْنِحَتِہِمْ وَ یُصَلُّوْنَ عَلٰی رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ حَتّٰی اِذَا اَمْسَوْا عَرَجُوْا وَھَبَطَ مِثْلُھُمْ فَصَنَعُوْا مِثْلَ ذٰلِکَ حَتّٰی اِذَا انْشَقَّتْ عَنْہُ الْاَرْضُ خَرَجَ فِیْ سَبْعِیْنَ اَلْفًا مِّنَ الْمَلٰٓئِکَۃِ یَزُفُّوْنَ
(رَوَاہُ الدَّارِمِیُّ)

حضرت نبیھہ[1] ابن وہب[2] سے روایت ہے کہ کعب حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں آئے سب نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر کیا تو جناب کعب بولے نہیں ہے کوئی دن مگر ستر ہزار فرشتے اترتے ہیں حتی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر شریف کو گھیر لیتے ہیں اپنے پر بچھا دیتے ہیں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر درود شریف پڑھتے رہتے ہیں۔ حتی کہ جب شام پاتے ہیں تو وہ چڑھ جاتے ہیں اور ان کی مثل[3] اترتے ہیں وہ بھی اسی طرح کرتے[4] ہیں حتی کہ جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے زمین کھلے گی تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم ستر ہزار فرشتوں میں نکلیں گے جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو پہنچائیں[5] گے (دارمی)

[1] نبیھۃ، نون پر پیش، باء پر زبر، مشکوٰۃ کے نسخوں میں اسی طرح ہے۔ اسماء رجال کی کتب میں بغیر تاء کے ہے اور یہی صواب ہے۔

[2] بن وہب، واؤ پر زبر، ہاء ساکن تابعی ہیں یہ شیبہ بن عثمان حجبی کے بھتیجے ہیں۔ ابن حبان نے انھیں ثقات میں ذکر کیا۔ بعض نے ان کے بارے لا باس کہا ہے (ان میں کوئی حرج نہیں)

[3] ستر ہزار فرشتے۔

[4] برائے طواف مزار عالی، اپنے پروں کو مس کرنا اور درود شریف بھیجنا۔

[5] زفاف، جلدی چلنا اور دلہن کا شوہر کے گھر جانا۔ پہلے معنی کے اعتبار سے زاء کے نیچے زیر ہے۔ ثانی معنی کی بناء پر پیش ہے۔ اس سے مراد محبوب کا حبیب کی طرف جانا ہے۔ گویا حضرت کعب رضی اللہ عنہ نے فرشتوں کو دیکھا۔ ہوسکتا ہے سابقہ کتب سماویہ سے منقول ہو تب کرامت نہ ہوگی۔

marfat.com
Marfat.com

باب

اکثر نسخے اسی طرح ہیں۔ بغیر عنوان کے باب ہے کچھ نسخوں میں باب وفات النبی صلی اللہ علیہ وسلم ہے یہ اولی واظہر ہے، کیونکہ مولف کی عادت یہ ہے کہ ذکر موافق اور متممات ابواب کے لیے مطلقًا باب کا ذکر کر دیتے ہیں۔ یہاں معاملہ یہ نہیں بلکہ اس میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال سے متعلق مباحث ہیں۔ لہذا مناسب یہی تھا کہ باب وفات النبی صلی اللہ علیہ وسلم قائم کرتے پھر بعد میں مطلقًا باب کا تذکرہ بھی ہے۔ پس ظاہر یہی ہے کہ یہ باب عنوان کے ساتھ ہوتا اور آئندہ باب بغیر عنوان کے ساتھ ہوتا۔

واضح رہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے مرض کی ابتداء ایسے ہوئی۔ صفر کی آخری راتوں میں سر درد شروع ہوا صفر کی ایک رات رہتی تھی یا دو راتیں۔ بعض نے کہا مرض کی ابتداء ربیع الاول کی پہلی تاریخ کو ہوئی۔ امام ابن جوزی نے الوفاء میں کہا کہ ابتدائے مرض صفر کے آخر میں ہوئی اور ابھی صفر کی دو راتیں رہتی تھیں اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا وصال بارہ ربیع الاول کو ہوا۔ شیخ سلیمان تیمی (جو ثقہ ہیں)، ان کا جزم ہے کہ مرض کی ابتدا بروز شنبہ ہوئی اور اس دن صفر کی بائیس تاریخ تھی اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا وصال بروز سوموار دو ربیع الاول کو ہوا۔ واللہ اعلم۔ اس قول کو اہل علم نے ترجیح دی ہے۔ کیونکہ سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کا وصال تین رمضان کو ہوا اور اس پر اتفاق ہے کہ وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد فقط چھ ماہ زندہ رہیں۔ اس کے بعد سر درد اور بخار میں اضافہ ہوتا چلا گیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم صاحب فراش ہو گئے اور فرمایا ہم انبیاء کے گروہ سے بڑھ کر کسی پر سخت آزمائش نہیں آتی لہذا ہمارا اجر بھی زیادہ ہے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم بارہ یا گیارہ دن (کیونکہ ابتداء مرض میں اختلاف ہے) بیمار رہے دوران مرض آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے چالیس غلام آزاد فرمائے۔ تین دن کے علاوہ باقی نمازیں صحابہ کے ساتھ ادا کیں بعض سے منقول ہے کہ سترہ نمازوں میں سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ کو فرمایا وہ صحابہ کو جماعت کروائیں۔ ایک دن آپ صلی اللہ علیہ وسلم باہر تشریف لائے نماز ادا کی اور فرمایا میں تمہیں الوداع کہتے ہوئے اللہ تعالیٰ کے سپرد کر رہا ہوں تم پر میرے بعد اللہ تعالیٰ ہے۔ میری طرف سے یہ نصیحت ہے کہ اس کا تقویٰ اختیار کرو اور اسی طرح اطاعت کرو جس طرح میں نے زندگی میں کی ہے اور اب میں تم سے جدا ہو رہا ہوں۔ اس بارے میں روایات متعارض ہیں کہ اس نماز میں ابوبکر امام تھے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابوبکر کے علاوہ کسی امتی کے پیچھے نماز ادا نہیں کی۔ ہاں دوران سفر حضرت عبدالرحمٰن بن عوف کے پیچھے ایک رکعت ادا فرمائی۔ مرض وصال میں یہ واقعہ پیش آیا کہ جب جمعرات کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا مرض زیادہ بڑھ گیا تو آپ صلی اللہ

marfat.com
Marfat.com

علیہ وسلم نے حضرت عبدالرحمٰن بن عوف کو فرمایا بکری کے کندھے کی ہڈی یا تختی لاؤ تاکہ ابوبکر کے بارے میں تحریر کردوں جب وہ لینے جانے لگے تو فرمایا نہ لاؤ ضرورت نہیں، اللہ تعالیٰ کو یہ پسند نہیں کہ اہل ایمان ابوبکر کے بارے میں اختلاف کریں۔ یہ بھی روایت ہے کہ حضرت عباس نے حضرت علی سے فرمایا۔ میں جانتا ہوں پسران عبدالمطلب کا رویہ موت کے وقت کیا ہوتا ہے۔ مجھے ڈر ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس مرض سے نہیں اٹھیں گے۔ تم جاکر آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے طلب کرو۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کہا کیا تمھیں علم نہیں اگر میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے طلب کیا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے نہ دیا تو لوگ کہیں گے انھیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نہ دیا تو پھر وہ کبھی نہیں دیں گے لہٰذا میں ہرگز مطالبہ نہیں کروں گا۔ مرض میں یہ واقعہ بھی ہوا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس سات دینار تھے وہ بھی صدقہ کر دیئے تاکہ کوئی چیز باقی نہ رہے۔ مرض کے دوران جس بارے میں زیادہ اور بار بار وصیت فرمائی وہ نماز کا اہتمام اور ملازمین کا احسان تھا۔ امام دمیری نے حیوۃ الحیوان میں نقل کیا کہ جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال کا شک گزرا تو حضرت اسماء بنت عمیس رضی اللہ عنہا نے اپنا ہاتھ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے دونوں شانوں کے درمیان رکھا اور کہا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا وصال ہوگیا ہے کیونکہ مہر نبوت اٹھالی گئی ہے ایک روایت میں حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کا بیان ہے میں نے وصال کے روز آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سینہ اقدس پر ہاتھ رکھا مجھ پہ کئی جمعے گزرے میں کھانا بھی کھاتی ہوں ہاتھ دھوتی بھی ہوں مگر میرے ہاتھ سے خوشبو نہیں گئی۔ شواہد النبوۃ میں ہے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے ان کی قوت حفظ کے بارے میں پوچھا گیا تو فرمایا جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو غسل دیا گیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی پلکوں میں پانی جمع تھا میں نے اسے زبان سے چوس لیا اس کی برکت سے مجھے یہ قوت حفظ نصیب ہوگئی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو روئی کے تین کپڑوں میں کفن دیا گیا۔ اس میں قمیص اور عمامہ نہ تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے کفن کے بارے میں روایات مختلف ہیں۔ صحیح وہی ہے جو حدیث عائشہ ہے لیکن قول عائشہ کہ اس میں نہ قمیص تھی اور نہ عمامہ کی تفسیر میں اختلاف ہے۔ بعض نے کہا تین کپڑوں سے مراد چادر قمیص اور عمامہ ہے کہ کل پانچ کپڑے تھے۔ شارحین فرماتے ہیں کہ اس عبارت کا صحیح مفہوم یہی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے مبارک کفن میں قمیص اور عمامہ نہ تھے۔ امام نووی فرماتے ہیں کہ جمہور علماء کی یہی رائے ہے۔ حنابلہ فرماتے ہیں کہ تین کپڑوں سے زائد کفن مکروہ ہے۔ امام شافعی کے نزدیک جائز ہے مگر مستحب نہیں۔ مالکیہ کے نزدیک مردوں کے لیے مستحب اور خواتین کے لیے زیادہ بہتر ہے۔ حنفیہ کے نزدیک کفن تین کپڑے قبہ بند، قمیص اور لفافہ ہے۔ متاخرین احناف کے ہاں علماء کے لیے عمامہ مستحب ہے۔ اس کی تفصیل کتب فقہ میں ملاحظہ کیجیے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر نماز تنہا تنہا ادا کی گئی کسی نے اس کی امامت نہیں کرائی۔ گروہ در گروہ لوگ حاضری دیتے رہے۔ جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو مزارِ عالی میں رکھا گیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے خادم شقران نے قطیفہ نجرانیہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے نیچے بچھا دیا اور کہا میں نہیں چاہتا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد اسے کوئی اوڑھے۔ یہ وہ کپڑا تھا جو خیبر کے دن حاصل ہوا اور اسے آپ صلی اللہ علیہ وسلم

marfat.com
Marfat.com

کبھی اوپر اوڑھتے اور کبھی نیچے بچھایا کرتے۔

کچی اینٹوں سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر تیار کی گئی۔ شارحین فرماتے ہیں کہ مجموعہ کا مجموعہ اینٹ نہ تھی جب اینٹیں رکھ چکے تو قطیفہ کو باہر نکال لیا۔ علماء کا اس پر اتفاق ہے کہ قطیفہ وغیرہ میت کے نیچے رکھا جاسکتا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر انور سطوح صورت میں بنائی گئی اور اس پر پانی کا چھڑکاؤ کیا مشہور یہ ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر انور مسنّم (اونٹ کی کوہان کی مانند) بنائی گئی۔ اس لیے قبر کو کوہان کی شکل میں بنانا مستحب ہے۔ آئمہ اربعہ اور دیگر اہلِ علم کی یہی رائے ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا وصال مبارک سوموار کو ہوا اور تدفین بدھ کی رات ہوئی۔ بعض کہتے ہیں کہ آفتاب ڈوبنے کے بعد منگل کی رات ہوئی لیکن اول قول صحیح تر ہے۔ اہلِ بیت اور صحابہ روئے اور مرثیہ کہے۔ میں نے مرض، وصال اور تدفین کے تفصیلی حالات ایک مستقل رسالہ میں بیان کیے ہیں جس کا نام "ماثبت فی السّنۃ من احکام السّنۃ" یہاں اسی قدر کافی ہیں۔

الفصل الاوّل

۵۷۰۲ عَنِ الْبَرَاءِ ابْنِ عَازِبٍ[1] قَالَ اَوَّلُ مَنْ قَدِمَ عَلَيْنَا مِنْ اَصْحَابِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُصْعَبُ بْنُ عُمَيْرٍ وَّابْنُ اُمِّ مَكْتُوْمٍ فَجَعَلَ يُقْرِاٰنِنَا الْقُرْاٰنَ ثُمَّ جَاءَ عَمَّارٌ وَّبِلَالٌ وَسَعْدٌ ثُمَّ جَاءَ عُمَرُ ابْنُ الْخَطَّابِ فِيْ عِشْرِيْنَ مِنْ اَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ جَاءَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَمَا رَاَيْتُ اَهْلَ الْمَدِيْنَةِ فَرِحُوْا بِشَيْءٍ فَرَحَهُمْ بِهٖ حَتّٰى رَاَيْتُ الْوَلَائِدَ وَالصِّبْيَانَ يَقُوْلُوْنَ هٰذَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ جَاءَ حَتّٰى قَرَاْتُ سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْاَعْلَى فِيْ سُوَرٍ مِّثْلِهَا مِنَ الْمُفَصَّلِ

رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ

پہلی فصل

حضرت براءؓ ابن عازبؓ[1] رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ میں سے جو پہلے ہمارے پاس پہنچے وہ مصعب ابن عمیر اور ابن ام مکتومؓ[2] تھے وہ دونوں ہم کو قرآن پڑھانے لگے پھر جناب عمار و بلال اور سعد آگئے۔ پھر حضرت عمر ابن خطاب بیس صحابہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی جماعت میں آ پہنچے پھر خود نبی صلی اللہ علیہ وسلم بنفس نفیس تشریف لائے تو میں نے مدینہ والوں کو نہیں دیکھا کہ وہ کسی چیز پر خوش ہوئے جیسا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی تشریف آوری سے خوش ہوگئے۔ حتیٰ کہ میں نے بچیوں اور بچوں کو کہتے سنا کہ یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لے آئے پھر آپ نہ آئے حتیٰ کہ سبح اسم ربک الاعلیٰ جیسی مفصل سورتوں کے درمیان میں پڑھ چکا تھا۔

(بخاری)

[1] براء بن عازب یہ مشاہیر صحابہ میں سے ہیں۔ سب سے پہلے غزوہ خندق میں شریک ہوئے پہلے چھوٹے تھے انھوں نے رے اور قزوین فتح کیے۔ جنگ جمل، صفین اور نہروان میں امیر المومنین حضرت علی رضی اللہ عنہ کے

ساتھ شریک ہوئے ۔ کوفہ میں مُصعَب بن زبیر کے دور میں ان کا وصال ہوا وہ اپنے بھائی عبداللہ بن زبیر کی جانب سے وہاں سے حاکم تھے ۔

۲ مکہ سے مدینہ یعنی انصار کے پاس آنے والے یہی دو صحابہ تھے ۔ حدیث میں ہے کہ انصار کی درخواست پر مدینہ طیبہ میں تعلیم قرآن و احکام دین اور دیگر مصالح کے لیے ان دو جلیل القدر صحابہ کو روانہ فرمایا تھا ۔

۳ ولائد، ولیدہ کی جمع ہے تاء کے ساتھ دختر اور بغیر تاء کے بیٹا

۴ یہ سورت میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی آمد سے پہلے سیکھی تھی ۔

۵ مفصل کی تعریف کتاب الصلوٰۃ کے باب القراۃ میں آچکی ہے ۔ یہ حدیث بتاتی ہے کہ مذکورہ سورت مکہ معظمہ میں نازل ہوئی اور یہ بات محل نظر ہے جس کا ذکر میں نے شرح میں کیا ہے ۔

۵۷۰۳ وَعَنْ اَبِیْ سَعِیْدِنِ الْخُدْرِیِّ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ جَلَسَ عَلَی الْمِنْبَرِ فَقَالَ اِنَّ عَبْدًا خَیَّرَهُ اللّٰهُ بَیْنَ اَنْ یُّؤْتِیَهٗ مِنْ زَهْرَةِ الدُّنْیَا مَا شَآءَ وَبَیْنَ مَا عِنْدَهٗ فَاخْتَارَ مَا عِنْدَهٗ فَبَکٰی اَبُوْبَکْرٍ قَالَ فَدَیْنَاكَ بِاٰبَآئِنَا وَاُمَّهَاتِنَا فَعَجِبْنَا لَهٗ فَقَالَ النَّاسُ اُنْظُرُوْا اِلٰی هٰذَا الشَّیْخِ یُخْبِرُ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ عَنْ عَبْدٍ خَیَّرَهُ اللّٰهُ بَیْنَ اَنْ یُّؤْتِیَهٗ مِنْ زَهْرَةِ الدُّنْیَا وَبَیْنَ مَا عِنْدَهٗ وَهُوَ یَقُوْلُ فَدَیْنَاكَ بِاٰبَآئِنَا وَاُمَّهَاتِنَا فَكَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ هُوَ الْمُخَیَّرُ وَكَانَ اَبُوْبَکْرٍ اَعْلَمَنَا (مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ)

حضرت ابو سعید خدری سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم منبر پر تشریف فرما ہوئے تو فرمایا کہ ایک بندے کو اللہ نے اس کا اختیار دیا کہ اسے دنیا کی تروتازگی اتنی عطا کرے جتنی وہ چاہے اور وہ نعمتیں جو اس کے پاس ہیں تو اس بندے نے اللہ کے پاس کی نعمتیں اختیار کر لیں حضرت ابوبکر رونے لگے عرض کیا آپ پر ہمارے ماں باپ فدا ہم نے ان پر تعجب کیا لوگ بولے ان بزرگ کو تو دیکھو کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس بندے کے متعلق خبر دے رہے ہیں جسے اللہ نے اختیار دیا کہ اسے دنیا کی سرسبزی دے اور وہ جو اس کے پاس ہے وہ دے اور آپ کہتے ہیں کہ آپ پر ہمارے ماں باپ فدا ہوں ۔ پھر پتہ لگا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہی اختیار دیئے ہوئے تھے اور حضرت ابوبکر صدیق ہم سب میں زیادہ علم والے تھے ۔ (متفق علیہ)

۱ وصال سے پانچ دن پہلے

۲ بندہ سے مراد خود آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذاتِ اقدس ہے ۔

۵۷۰۴ وَعَنْ عُقْبَةَ ابْنِ عَامِرٍ قَالَ اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ صَلّٰی عَلٰی قَتْلٰی

حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے شہداء احد پر آٹھ سال کے

marfat.com
Marfat.com

أُحُدٍ بَعْدَ ثَمَانِ سِنِيْنَ كَالْمُوَدِّعِ لِلْاَحْيَاءِ وَالْاَمْوَاتِ ثُمَّ طَلَعَ الْمِنْبَرَ فَقَالَ اِنِّيْ بَيْنَ اَيْدِيْكُمْ فَرَطٌ وَاَنَا عَلَيْكُمْ شَهِيْدٌ وَاِنَّ مَوْعِدَكُمُ الْحَوْضُ وَاِنِّيْ لَاَنْظُرُ اِلَيْهِ وَاَنَا فِيْ مَقَامِيْ هٰذَا وَاِنِّيْ قَدْ اُعْطِيْتُ مَفَاتِيْحَ خَزَائِنِ الْاَرْضِ وَاِنِّيْ لَسْتُ اَخْشٰى عَلَيْكُمْ اَنْ تُشْرِكُوْا بَعْدِيْ وَلٰكِنِّيْ اَخْشٰى عَلَيْكُمُ الدُّنْيَا اَنْ تَنَافَسُوْا فِيْهَا وَزَادَ بَعْضُهُمْ فَتَقْتَتِلُوْا فَتَهْلِكُوْا كَمَا هَلَكَ مَنْ كَانَ قَبْلَكُمْ (مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ)

بعد نماز پڑھی ۔ زندہ مردوں کو رخصت فرمانے والوں کی طرح ۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم منبر پر چڑھے فرمایا کہ میں تمھارے آگے پیش رو[3] ہوں اور میں تمھارا نگران گواہ[4] ہوں اور تمھارے وعدہ کی جگہ حوض[5] ہے اور میں اسے اپنی جگہ دیکھ رہا ہوں اور مجھے زمین کے خزانوں کی کنجیاں[6] عطا کی گئیں ۔ میں تم پر یہ خوف نہیں کرتا کہ تم میرے بعد شرک کرو گے لیکن میں تم پر دنیا کا خوف کرتا ہوں کہ تم اس میں رغبت[7] کر جاؤ اور بعض نے یہ زیادتی کی پھر تم جنگ کرو تو اسی طرح ہلاک ہو جاؤ جیسے تم سے پہلے والے ہلاک ہوئے ۔ (مسلم، بخاری)

[1] عقبہ بن عامر مشہور صحابی ہیں، ان کے احوال متعدد جگہ بیان ہو چکے ہیں۔

[2] زندوں سے الوداع دنیا سے رحلت کی وجہ سے ہے اور مردوں سے انقطاع دعا اور استغفار کی وجہ سے ہے یہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے آخری دنوں کا واقعہ ہے اور نماز سے مراد نماز جنازہ ہے یہ مذہب احناف کی تائید ہے کیونکہ وہ شہداء پر جنازہ کے قائل ہیں ۔ شوافع چونکہ قائل نہیں اس لیے وہ اس سے دعا مراد لیتے ہیں اس کی تفصیل شرح سفر السعادۃ میں ہے اس شرح میں بھی اپنے مقام پر بحث گزری ہے ۔

[3] فرط سے مراد وہ شخص ہوتا ہے جو منزل پر پہلے جائے اور وہاں کنواں وغیرہ پر رسی اور ڈول کا انتظام کرے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا دار آخرت میں پہلے تشریف لے جانا اس لیے تھا کہ وہاں امت کے لیے نجات و شفاعت کا انتظام فرمائیں ۔

[4] قبول دین وطاعت پر ۔

[5] میری اور تمھاری ملاقات حوض کوثر پر ہوگی ۔

[6] اس میں امت کے خزائن ملوک ماضیہ اور دیگر خزائن کے مالک بننے کی طرف اشارہ ہے اور خزائن معنوی سے مراد آسمان ، زمین ، ملک اور ملکوت کی چابیاں مراد ہوں گی پھر زمین کیساتھ تخصیص کیوں ہوگی تنافس، نفیس چیز میں رغبت کرنا اور منافست کسی اعلیٰ چیز میں بطور مقابلہ رغبت کرنا ۔

۵۷۰۵ وَعَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ اِنَّ مِنْ نِعَمِ اللّٰهِ تَعَالٰى عَلَيَّ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تُوُفِّيَ فِيْ بَيْتِيْ وَفِيْ يَوْمِيْ وَبَيْنَ سَحْرِيْ وَنَحْرِيْ

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ مجھ پر اللہ کی نعمتوں میں سے یہ ہے کہ رسول اللہ[1] صلی اللہ علیہ وسلم نے میرے گھر[2] میں اور میرے ان[3] اور میرے گلے اور سینے[4] کے درمیان وفات پائی

marfat.com
Marfat.com

وَاَنَّ اللّٰهَ جَمَعَ بَيْنَ رِيْقِيْ وَرِيْقِهٖ عِنْدَ مَوْتِهٖ دَخَلَ عَلَىَّ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ اَبِيْ بَكْرٍ وَّبِيَدِهٖ سِوَاكٌ وَّاَنَا مُسْنِدَةٌ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَرَاَيْتُهٗ يَنْظُرُ اِلَيْهِ وَعَرَفْتُ اَنَّهٗ يُحِبُّ السِّوَاكَ فَقُلْتُ اٰخُذُهٗ لَكَ فَاَشَارَ بِرَاْسِهٖ اَنْ نَعَمْ فَتَنَاوَلْتُهٗ فَاشْتَدَّ عَلَيْهِ وَقُلْتُ اُلَيِّنُهٗ لَكَ فَاَشَارَ بِرَاْسِهٖ اَنْ نَعَمْ فَلَيَّنْتُهٗ فَاَمَرَّهٗ وَبَيْنَ يَدَيْهِ رَكْوَةٌ فِيْهَا مَاءٌ فَجَعَلَ يُدْخِلُ يَدَيْهِ فِي الْمَاءِ فَيَمْسَحُ بِهِمَا وَجْهَهٗ وَيَقُوْلُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ اِنَّ لِلْمَوْتِ سَكَرَاتٍ ثُمَّ نَصَبَ يَدَهٗ فَجَعَلَ يَقُوْلُ فِي الرَّفِيْقِ الْاَعْلٰى حَتّٰى قُبِضَ وَمَالَتْ يَدُهٗ

(رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ)

اور اللہ نے میرے تھوک اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے تھوک کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے وقت جمع فرمایا[1] کہ میرے پاس عبدالرحمٰن بن ابی بکر صدیق آئے کہ ان کے ہاتھ میں مسواک تھی اور میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو تکیہ دیئے بیٹھی تھی میں نے آپ کو دیکھا کہ آپ عبدالرحمٰن کی طرف دیکھ رہے ہیں میں پہچان گئی کہ آپ مسواک چاہتے ہیں۔ میں نے عرض کیا کہ کیا میں اسے آپ کے لیے لے دوں تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سر سے اشارہ فرمایا کہ ہاں تو میں نے وہ لے لی تھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر مسواک سخت ہوئی۔ میں نے کہا کہ کیا اسے آپ کے لیے نرم کر دوں؟ تو سر مبارک سے اشارہ فرمایا ہاں۔ چنانچہ میں نے نرم کر دی تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے اپنے دانتوں پر پھیرا اور آپ کے سامنے برتن تھا[2] جس میں پانی تھا۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے دونوں ہاتھ پانی میں ڈالتے۔ پھر انھیں منہ پر پھیرنے لگے فرماتے تھے کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں بے شک موت کی بہت سختیاں ہیں۔ پھر اپنا ہاتھ کھڑا کیا۔ پھر فرمانے لگے کہ اوپر والے ساتھیوں میں حتیٰ کہ جان شریف قبض کر لی گئی اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ہاتھ جھک گیا (بخاری)

[1] کیونکہ حضور سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے مرض وصال کے دن بغیر ازواج مطہرات کی اجازت کے سیدہ عائشہ کے ہاں ہی بسر فرمائے۔

[2] اگرچہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مرض کے تمام دن سیدہ عائشہ کے ہاں بسر کیے۔ مگر وصال کا دن بھی انھی کا دن تھا۔

[3] سحر، سین پر زبر، حاء ساکن، سینہ اور ناک کا درمیانی حصہ۔ کیونکہ اس وقت آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سیدہ عائشہ کے ساتھ تکیہ لگایا ہوا تھا۔

[4] اللہ تعالیٰ کی نعمتوں میں سے ایک یہ بھی تھی کہ لعاب جمع ہوا۔ ایسا عمل ہر مرتبہ نعمت ہے خصوصًا وصال کے وقت کیونکہ اس وقت برکات کی انتہا تھی یا یہ بیان واقع ہے کہ اس وقت یہ نعمت حاصل ہوئی۔

marfat.com
Marfat.com

۵۵ عبدالرحمٰن کی طرف یا مسواک کی طرف

۵۶ میں نے عبدالرحمٰن کے ہاتھ سے مسواک لی اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو پیش کی۔

۵۷ رکوہ، را پر زبر، پانی کا کوزہ

۵۸ سکرۃ۔ سین اور کاف پر زبر، شدت، غم اور غشی یہ سکر سے ہے جس کا معنی مستی کے ہیں۔ یہاں سے یہ معلوم ہوا سکرات کی وجہ سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو گرمی محسوس ہوئی جس کی وجہ سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم پانی سے اسے ٹھنڈا فرما رہے تھے۔ مخلوق پر بھی شدائد آتے ہیں مگر سب سے زیادہ شدت آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر ہوئی جو آپ کے حال کے مطابق تھی۔ سیدہ عائشہ کہا کرتیں میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال کے لمحات میں شدت دیکھ کر کبھی بھی آسان موت پر رشک نہیں کرتی۔

۵۹ ایک روایت میں ہے اِخْتَرْتُ الرَّفِيْقَ الْاَعْلٰى (میں رفیقِ اعلیٰ کو اختیار کرتا ہوں)

۶۰ رفیقِ اعلیٰ سے کیا مراد ہے۔ بعض نے کہا اس سے مراد انبیاء ہیں جو اعلیٰ علیین میں بارگاہِ اقدس میں ہیں جیسا کہ دوسری حدیث میں مَعَ النَّبِيِّيْنَ وَالصِّدِّيْقِيْنَ وَالشُّهَدَآءِ وَالصَّالِحِيْنَ وَحَسُنَ اُولٰٓئِكَ رَفِيْقًا کے الفاظ ہیں۔ رفیق اسم جنس ہے یہ ایک یا زیادہ پر بولا جاتا ہے یا مراد ملاءِ اعلیٰ اور ملکوت ہے۔ بعض شارحین فرماتے ہیں کہ اس سے مراد اللہ رب العزت کی ذات اقدس ہے اور اس پر رفیق کا اطلاق آیا ہے۔ حدیث میں ہے اِنَّ اللّٰهَ رَفِيْقٌ يُحِبُّ الرِّفْقَ فِي الْاَمْرِ (اللہ تعالیٰ رفیق ہے اور معاملہ میں رفق کو پسند کرتا ہے) بعض روایات اس کی تائید کرتی ہیں جن میں ہے کہ اللہ تعالیٰ مشتاق ہے وہ آپ کو اختیار دے رہا ہے دنیا کا یا اس کے پاس جانے کا اس موقع پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اِخْتَرْتُ الرَّفِيْقَ الْاَعْلٰى (میں رفیقِ اعلیٰ کو پسند کرتا ہوں) واللہ اعلم۔ بعض نے رفیقِ اعلیٰ سے مراد جنت لیا ہے۔ رفق کا معنی نرم کرنا اور نفع حاصل کرنا بھی آیا ہے تو پھر رفق سے مراد نرم جگہ ہوگی۔

۵۷۰۶ وَعَنْهَا قَالَتْ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ مَا مِنْ نَبِيٍّ يَمْرَضُ اِلَّا خُيِّرَ بَيْنَ الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ وَكَانَ فِي شَكْوَاهُ الَّذِيْ قُبِضَ اَخَذَتْهُ بُحَّةٌ شَدِيْدَةٌ فَسَمِعْتُهُ يَقُوْلُ مَعَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ مِنَ النَّبِيِّيْنَ وَالصِّدِّيْقِيْنَ وَالشُّهَدَآءِ وَالصَّالِحِيْنَ فَعَلِمْتُ اَنَّهٗ خُيِّرَ
(مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ)

انھیں سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا کہ نہیں بیمار ہوتے کوئی نبی مگر انھیں دنیا و آخرت میں اختیار دیا جاتا ہے کہ آپ اپنے اس مرض میں تھے جس میں وفات دیے گئے تو آپ کو سخت خراٹے نے پکڑ لیا۔ میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو کہتے ہوئے سنا کہ ان لوگوں کے ساتھ جن پر تو نے انعام فرمایا یعنی انبیاء و صدیقین شہداء اور صالحین کے ساتھ تو میں نے جان لیا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اختیار دے دیا گیا ہے (مسلم، بخاری)

marfat.com
Marfat.com

سلہ ان کو اختیار دے دیا گیا خواہ وہ دنیا میں رہیں یا آخرت کو پسند کرلیں۔
سلہ بعض نسخوں میں بعض غیر کے الفاظ بھی ہیں۔
سلہ مجۃ بہ سین پر پیش، حاء مشدد، آواز کی سختی، صراح میں جگہ جگہ جاتا کے معنی ہیں۔
سلہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دنیا سے پردہ فرمانے کو پسند فرمالیا ہے۔

۵۷۰۷ وَعَنْ اَنَسٍ قَالَ لَمَّا ثَقُلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جَعَلَ يَتَغَشَّاهُ الْكَرْبُ فَقَالَتْ فَاطِمَةُ وَا كَرْبَ اَبَاهُ فَقَالَ لَهَا لَيْسَ عَلَى اَبِيْكِ كَرْبٌ بَعْدَ الْيَوْمِ فَلَمَّا مَاتَ قَالَتْ يَا اَبَتَاهُ اَجَابَ رَبًّا دَعَاهُ يَا اَبَتَاهُ مِنْ جَنَّةِ الْفِرْدَوْسِ مَاْوَاهُ يَا اَبَتَاهُ اِلٰى جِبْرِيْلَ نَنْعَاهُ فَلَمَّا دُفِنَ قَالَتْ فَاطِمَةُ يَا اَنَسُ اَطَابَتْ اَنْفُسُكُمْ اَنْ تَحْثُوْا عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ التُّرَابَ (رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ)

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی بیماری سخت ہوگئی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر بے چینی چھانے لگی۔ جناب فاطمہ بولیں ہائے اباجان کی تکلیف تو فرمایا کہ آج کے بعد تمہارے باپ کو اب کبھی تکلیف سلہ نہ ہوگی پھر جب وفات پائی تو فاطمہ بولیں ہائے اباجان آپ نے اپنے رب کا بلاوا قبول کرلیا۔ ہائے اباجان آپ کا مقام تو جنت الفردوس ہوگیا۔ ہائے اباجان ہم جبرئیل کو تعزیت سلہ دیتے تو جناب فاطمہ بولیں کہ اے انس کیا تمہارے دلوں نے گوارہ کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر مٹی ڈالو سلہ (بخاری)

سلہ محنت، شدت اور مرض کی وجہ سے اس حال میں تھے۔
سلہ یہ دنیا میں ہے ورنہ آخرت میں سرور ہی سرور ہے۔
سلہ نَنْعَی، نون پر فتحہ، عین ساکن، کسی کی موت کی خبر پہنچانا۔
سلہ متون مصحح اس طرح ہیں نسخہ شیخ میں التراب کا لفظ نہیں۔ حثی کسی پر مٹی ڈالنا۔

الفصل الثانی

دوسری فصل

۵۷۰۸ عَنْ اَنَسٍ قَالَ لَمَّا قَدِمَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمَدِيْنَةَ لَعِبَتِ الْحَبَشَةُ بِحِرَابِهِمْ فَرَحًا لِقُدُوْمِهِ رَوَاهُ اَبُوْدَاؤدَ وَفِيْ رِوَايَةِ الدَّارِمِيِّ قَالَ مَا رَاَيْتُ يَوْمًا قَطُّ كَانَ اَحْسَنَ وَلَا اَضْوَءَ مِنْ يَوْمٍ دَخَلَ عَلَيْنَا فِيْهِ

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ میں تشریف لائے سلہ تو حبشی نیچے اپنے نیزوں سے کھیلنے لگے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی تشریف آوری کی خوشی میں (ابوداؤد) اور دارمی کی روایت میں یوں ہے کہ میں نے کوئی دن اس دن سے زیادہ خوبصورت اور زیادہ روشن نہ دیکھا جس دن میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے پاس تشریف لائے۔ اور نہ بہت تاریک دیکھا اس دن سے

marfat.com
Marfat.com

رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَمَا رَاَیْتُ یَوْمًا کَانَ اَقْبَحَ وَلَا اَظْلَمَ مِنْ یَوْمٍ مَاتَ فِیْہِ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَفِیْ رِوَایَۃِ التِّرْمِذِیِّ قَالَ لَمَّا کَانَ الْیَوْمُ الَّذِیْ دَخَلَ فِیْہِ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ الْمَدِیْنَۃَ اَضَاءَ مِنْھَا کُلُّ شَیْءٍ فَلَمَّا کَانَ الْیَوْمُ الَّذِیْ مَاتَ فِیْہِ اَظْلَمَ مِنْھَا کُلُّ شَیْءٍ وَمَا نَفَضْنَا اَیْدِیَنَا عَنِ التُّرَابِ وَاِنَّا لَفِیْ دَفْنِہٖ حَتّٰی اَنْکَرْنَا قُلُوْبَنَا۔

جس میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے وفات پائی اور ترمذی کی روایت میں ہے کہ جب وہ دن تھا جس میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ منورہ میں تشریف فرما ہوئے تو مدینہ کی ہر چیز چمک گئی۔ پھر جب وہ دن ہوا جس میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے وفات پائی تو مدینہ کی ہر چیز تاریک ہو گئی اور ہم نے مٹی سے اپنے ہاتھ نہ جھاڑے حالانکہ ہم حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے دفن میں مشغول تھے کہ ہم نے اپنے دلوں کو غیر پایا

ا؎ تمام لوگوں نے خوب خوشی کا اظہار کیا۔

۲؎ جیسا کہ حبشیوں کا معمول تھا۔ حراب، حاء کے نیچے زیر حربہ کی جمع، چھوٹا نیزہ۔ صراح میں ہے حرب دستی کی لکڑی اور تازیانہ، حراب، جماعت۔

۳؎ بوجہ اندوہ، مصیبت، وحشت وقلوب جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی برکت، کمالیت اور نورانیت سے محرومی کی وجہ سے ہوا۔

۴؎ یہ اس نور وصفائی کی طرف اشارہ ہے جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے مشاہدہ وزیارت سے حاصل ہوتا ہے یا اس تفاوت کی طرف اشارہ ہے جو حضور کی غیبت اور انقطاع وحی اور فقدان نورانیت کی وجہ سے ہوا۔ اس کی تفصیل ہم نے اپنے رسالہ مرج البحرین میں کی ہے۔

۵۷۰۹ وَعَنْ عَائِشَۃَ قَالَتْ لَمَّا قُبِضَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اخْتَلَفُوْا فِیْ دَفْنِہٖ فَقَالَ اَبُوْبَکْرٍ سَمِعْتُ مِنْ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ شَیْئًا قَالَ مَا قَبَضَ اللّٰہُ نَبِیًّا اِلَّا فِی الْمَوْضِعِ الَّذِیْ یُحِبُّ اَنْ یُّدْفَنَ فِیْہِ اُدْفُنُوْہُ فِیْ مَوْضِعِ فِرَاشِہٖ

(رَوَاہُ التِّرْمِذِیُّ)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات ہوئی، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے دفن میں لوگوں نے اختلاف ا؎ کیا تو ابوبکر صدیق نے کہا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ایک بات سنی کہ اللہ نے کسی نبی کو وفات نہیں دی مگر اسی جگہ جہاں ان کا دفن کیا جانا پسند تھا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بستر کی جگہ میں ہی دفن کرو۔ (ترمذی)

ا؎ جب صحابہ میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی جائے تدفین میں اختلاف ہوا بعض نے مکہ معظمہ، بعض نے مدینہ طیبہ، بعض نے بقیع بیت المقدس کے بارے میں کہا، کیونکہ وہاں دیگر انبیاء کے بھی مزارات ہیں۔

marfat.com
Marfat.com

الفصل الثالث

۵۷۱۰/۹ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ وَهُوَصَحِيْحٌ اَنَّهٗ لَنْ يُّقْبَضَ نَبِيٌّ حَتّٰى يُرٰى مَقْعَدَهٗ مِنَ الْجَنَّةِ ثُمَّ يُخَيَّرُ قَالَتْ عَائِشَةُ فَلَمَّا نَزَلَ بِهٖ وَرَاْسُهٗ عَلٰى فَخِذِیْ غُشِيَ عَلَيْهِ ثُمَّ اَفَاقَ فَاَشْخَصَ بَصَرَهٗ اِلَى السَّقْفِ ثُمَّ قَالَ اَللّٰهُمَّ الرَّفِيْقَ الْاَعْلٰى قُلْتُ اِذَنْ لَا يَخْتَارُنَا قَالَتْ وَعَرَفْتُ اَنَّهُ الْحَدِيْثُ الَّذِیْ كَانَ يُحَدِّثُنَا بِهٖ وَهُوَصَحِيْحٌ فِیْ قَوْلِهٖ اَنَّهٗ لَنْ يُّقْبَضَ نَبِيٌّ قَطُّ حَتّٰى يُرٰى مَقْعَدَهٗ مِنَ الْجَنَّةِ ثُمَّ يُخَيَّرُ قَالَتْ عَائِشَةُ فَكَانَ اٰخِرُ كَلِمَةٍ تَكَلَّمَ بِهَا النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَوْلُهٗ اَللّٰهُمَّ الرَّفِيْقَ الْاَعْلٰى

(مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ)

تیسری فصل

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی تندرستی میں فرماتے تھے کہ اللہ تعالیٰ کسی نبی کو وفات نہیں دیتا حتیٰ کہ انھیں ان کا جنتی مقام[1] دکھا دیا جائے پھر انھیں اختیار دے دیا جاتا ہے[2]۔ جناب عائشہ فرماتی ہیں کہ جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر نزع[3] طاری ہوا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا سر میری ران پر تھا تو آپ پر غشی آگئی۔ پھر افاقہ ہوا تو اپنی نظر چھت کی طرف اٹھائی[4] پھر فرمایا الٰہی میں نے اوپر والے ساتھی کو قبول کیا۔ میں بولی کہ اب حضور ہمیں اختیار نہیں کریں گے۔ فرماتی ہیں کہ میں پہچان گئی کہ یہ وہ ہی حدیث ہے جس کی حضور اپنی تندرستی میں خبر دیتے تھے اس فرمان کے متعلق کہ کوئی نبی وفات نہیں دیا جاتا حتیٰ کہ اس کو اس کا جنتی مقام دکھا دیا جاتا ہے۔ پھر اختیار دیا جاتا ہے جناب عائشہ فرماتی ہیں کہ آخری بات جو حضور نے کی وہ یہ ہی تھی کہ میں نے اوپر کے ساتھی قبول کیے۔ (مسلم، بخاری)

[1] یُرٰی۔ یاء پر زبر بھی آتی ہے یعنی پیغمبر جنت میں اپنے مقام کا مشاہدہ کرتے ہیں۔

[2] خواہ وہ دنیا کو اختیار کریں یا اللہ تعالیٰ کی بارگاہ کو یہ اختیار ان کے شرف عزت کے اظہار جو انھیں اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں حاصل ہے ورنہ حکم تو اٹل ہے اور انبیاء بھی اسے ہی اختیار کرتے ہیں۔

[3] نزل، نون پر پیش، زا کے نیچے زیر، دونوں پر فتحہ بھی ہے۔ ایک روایت میں نزلت ہے، یعنی موت کا نزول۔

[4] یہ جنت کی طرف دیکھنا تھا اور اَللّٰهُمَّ الرَّفِيْقَ الْاَعْلٰى کا جملہ اختیار پر جواب دینا تھا۔ اس سے رفیق اعلیٰ سے بہشت مراد ہونے پر تائید لائی جاسکتی ہے۔

۵۷۱۱/۱۰ وَعَنْهَا قَالَتْ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ فِیْ مَرَضِهِ الَّذِیْ

انھیں سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے اس مرض میں فرماتے تھے جس میں

marfat.com
Marfat.com

مَاتَ فِيْهِ يَا عَائِشَةُ مَا اَزَالُ اَجِدُ اَلَمَ الطَّعَامِ الَّذِيْ اَكَلْتُ بِخَيْبَرَ وَهٰذَا اَوَانُ وَجَدْتُ اِنْقِطَاعَ اَبْهَرِيْ مِنْ ذَالِكَ السَّمِّ (رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ)

وفات پائی کہ اے عائشہ میں اس کھانے کا اثر پاتا رہتا ہوں جو میں نے خیبر[1] میں کھایا تھا اور یہ وہ وقت ہے کہ میں اپنے دل کی رگ کا[2] ٹوٹنا اس زہر سے محسوس کر رہا ہوں۔ (بخاری)

[1] بکری کا گوشت جس میں زہر ملایا گیا تھا۔ اگرچہ ظہور معجزہ کی وجہ سے وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو شہید نہ کر سکا مگر گاہے گاہے اس کی تکلیف کا اظہار ہوتا۔

[2] ابہر، ہمزہ پر زبر، باء ساکن، ہاء پر زبر رگ دل۔ صراح، قاموس میں ہے کہ ابہر سے مراد پشت اور گردن کی رگیں ہیں چونکہ ان کا تعلق دل سے ہوتا ہے اس لیے انھیں دل کی رگیں بھی کہا جاتا ہے۔ ظاہراً حکمت الٰہی یہی تھی کہ بوقت وصال زہر کا اثر ظاہر ہوتا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی مرتبہ شہادت حاصل ہو جائے جیسا کہ یہ بھی کہا جاتا ہے کہ سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی شہادت اس زہر سے ہوئی تھی، جو سانپ نے انھیں غارِ ثور میں کاٹا تھا۔

۵۷۱۲
۱۱
وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ لَمَّا حُضِرَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَفِي الْبَيْتِ رِجَالٌ فِيْهِمْ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هَلُمُّوْا اَكْتُبْ لَكُمْ كِتَابًا لَنْ تَضِلُّوْا بَعْدَهٗ فَقَالَ عُمَرُ قَدْ غَلَبَ عَلَيْهِ الْوَجَعُ وَعِنْدَكُمُ الْقُرْاٰنُ حَسْبُكُمْ كِتَابُ اللّٰهِ فَاخْتَلَفَ اَهْلُ الْبَيْتِ وَاخْتَصَمُوْا فَمِنْهُمْ مَنْ يَّقُوْلُ قَرِّبُوْا يَكْتُبْ لَكُمْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَمِنْهُمْ مَنْ يَّقُوْلُ مَا قَالَ عُمَرُ فَلَمَّا اَكْثَرُوا اللَّغَطَ وَالْاِخْتِلَافَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قُوْمُوْا عَنِّيْ قَالَ عُبَيْدُ اللّٰهِ فَكَانَ ابْنُ عَبَّاسٍ يَقُوْلُ اِنَّ الرَّزِيَّةَ مَا حَالَ بَيْنَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَبَيْنَ اَنْ يَّكْتُبَ لَهُمْ ذَالِكَ الْكِتَابَ لِاخْتِلَافِهِمْ وَلَغَطِهِمْ وَفِيْ رِوَايَةِ سُلَيْمَانَ ابْنِ اَبِيْ مُسْلِمٍ

ابن عباس سے روایت ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا وقت وفات قریب آیا اور گھر میں کچھ لوگ تھے۔ جن میں حضرت عمر ابن خطاب بھی تھے تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا لاؤ میں تمہارے لیے ایسی تحریر لکھ دوں جس کے بعد تم کبھی نہ بہکو گے تو حضرت عمر نے کہا کہ آپ پر تکلیف کا غلبہ ہے اور تمہارے پاس قرآن موجود ہے تم کو اللہ کی کتاب کافی ہے گھر والے اختلاف کر بیٹھے جھگڑنے لگے بعض کہتے تھے کہ پیش کر دو تاکہ تمہارے لیے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تحریر لکھ دیں۔ بعض وہی کہتے تھے جو حضرت عمر نے کہا پھر جب انھوں نے شور اور اختلاف زیادہ کیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میرے پاس سے اٹھ جاؤ۔ عبید اللہ کہتے ہیں کہ حضرت ابن عباس کہتے ہیں کہ پوری مصیبت وہ تھی جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کی تحریر فرمانے کے درمیان حائل ہو گئی ان کے اختلاف اور ان کے شور کی وجہ سے اور سلیمان بن ابی مسلم

marfat.com
Marfat.com

الْاَحْوَلِ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ يَوْمُ الْخَمِيْسِ وَمَا يَوْمُ الْخَمِيْسِ ثُمَّ بَكٰى حَتّٰى بَلَّ دَمْعُهُ الْحَصٰى قُلْتُ يَا ابْنَ عَبَّاسٍ وَمَا يَوْمُ الْخَمِيْسِ قَالَ اشْتَدَّ بِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَجَعُهُ فَقَالَ ائْتُوْنِيْ بِكَتِفٍ اَكْتُبْ لَكُمْ كِتَابًا لَا تَضِلُّوْا بَعْدَهُ اَبَدًا فَتَنَازَعُوْا وَلَا يَنْبَغِيْ عِنْدَ نَبِيٍّ تَنَازُعٌ فَقَالُوْا مَا شَانُهُ اَهَجَرَ اسْتَفْهِمُوْهُ فَذَهَبُوْا يَرُدُّوْنَ عَلَيْهِ فَقَالَ دَعُوْنِيْ ذَرُوْنِيْ فَالَّذِيْ اَنَا فِيْهِ خَيْرٌ مِّمَّا تَدْعُوْنَنِيْ اِلَيْهِ فَاَمَرَهُمْ بِثَلٰثٍ فَقَالَ اَخْرِجُوا الْمُشْرِكِيْنَ مِنْ جَزِيْرَةِ الْعَرَبِ وَاَجِيْزُوا الْوَفْدَ بِنَحْوِ مَا كُنْتُ اُجِيْزُهُمْ وَسَكَتَ عَنِ الثَّالِثَةِ اَوْ قَالَ فَنَسِيْتُهَا قَالَ سُفْيَانُ هٰذَا مِنْ قَوْلِ سُلَيْمَانَ۔

(مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ)

احول کی روایت میں ہے کہ حضرت ابن عباس نے فرمایا کہ ہائے جمعرات کا دن اور کیا ہی تھا جمعرات کا دن پھر آپ روئے حتیٰ کہ آپ کے آنسوؤں نے کنکر تر کردیئے۔ میں نے کہا اے ابن عباس جمعرات کا دن کیا ہے۔ فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر آپ کی بیماری سخت ہوگئی تو فرمایا کہ میرے پاس کندھے کی ہڈی لاؤ میں تمہارے لیے ایسی تحریر لکھ دوں کہ تم اس کے بعد کبھی بہکو گے نہیں مگر لوگ جھگڑ پڑے۔ نبی کے پاس جھگڑا نہیں چاہیئے تو لوگ بولے کہ حضور کا خیال مبارک کیا ہے۔ کیا آپ پریشان باتیں کر رہے ہیں۔ آپ سے پوچھ لو چنانچہ وہ آپ سے بار بار پوچھنے لگے تو فرمایا کہ مجھے چھوڑ دو جس میں میں مشغول ہوں وہ اس سے اچھا ہے جس کی طرف تم مجھے بلاتے ہو۔ پھر ان کو تین چیزوں کا حکم دیا مشرکوں کو جزیرہ عرب سے نکالو وفود کو ان کا حق دو جیسا کہ ہم انھیں دیا کرتے تھے اور تیسری سے خاموشی فرمائی یا حضور سے وہ بات کہی مگر بھول گیا۔ سفیان کہتے ہیں کہ یہ سلیمان کا قول ہے۔

۵۱ اس سے مراد آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے مرض وصال کے ایام ہیں اور یہ جمعرات کا روز تھا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا وصال سوموار کو ہوا۔

۵۲ سنت بھی اس کے تابع اور اس کی تفسیر ہے۔ شارحین فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے خلافت کے حوالے سے کسی ایک صحابی کا تعین چاہا تھا تاکہ صحابہ کے درمیان اختلاف نہ ہو۔ بعض نے کہا آپ صلی اللہ علیہ وسلم مہمات احکام کی تفصیل و تلخیص لکھوانا چاہتے تھے تاکہ منصوص بہ اتفاق رہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی تکلیف و درد کا احساس کرتے ہوئے اور یہ سمجھتے ہوئے کہ یہ حکم آپ صلی اللہ علیہ وسلم بطور لازم و فرض نہیں بلکہ برائے مصلحت صحابہ ہے اگر کرلیں تو بہتر ورنہ ان کی مرضی کہ۔ اور یہ معمول تھا کہ اگر حکم لازم نہ ہوتا تو صحابہ کو اس میں اجازت دی جاتی اور اگر حکم لازمی ہوتا تو پھر انھیں اجازت نہ دی جاتی بلکہ انھیں پابند کر دیا جاتا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے بھی یہ محسوس کیا کہ شاید یہ معاملہ صحابہ پر شاق و سخت ہو اور ان کے لیے کہیں موجب امتحان و آزمائش نہ ہو اس وجہ سے انھوں نے کہا اس کا ترک ہی اولیٰ ہے۔ خود حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی اسے ترک فرما دیا

marfat.com
Marfat.com

اس کی مثال وہی ہے جو ابتدائے کتاب میں گزری کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابُوہریرہ رضی اللہ عنہ کو فرمایا جاؤ اعلان کردو جس نے لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللہُ کہہ دیا وہ جنت میں داخل ہوگا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے یہ کہتے ہوئے انھیں روک دیا لوگ اسی پر تکیہ کرکے عمل میں سُستی کریں گے۔ ایک جماعت کا مؤقف یہ ہے کہ یہ امر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ابتدائً نہیں فرمایا تھا بلکہ بعض صحابہ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے طلب کیا تھا کہ تحریر فرمادیں تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی بات پر فرمایا جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دیکھا کچھ لوگ اس طرف راغب نہیں جیسا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے ترک فرمادیا تھا۔ قاضی عیاض نے شفا میں اسی طرح بیان فرمایا۔ واللہ اعلم۔ امام بیہقی فرماتے ہیں کہ حضرت سفیان بن عیینہ نے اہلِ علم سے نقل کیا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم چاہتے تھے کہ خلافت حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو لکھ دی جائے۔ اللہ تعالیٰ کی تقدیر اور اس پر اعتماد کرتے ہوئے کہ اہلِ ایمان زیادتی نہیں کریں گے چنانچہ فرمایا یَاْبَى اللّٰهُ وَالْمُؤْمِنُوْنَ اِلَّآ اَبَا بَكْرٍ (اللہ تعالیٰ اور اہلِ ایمان ابوبکر کے علاوہ ہر ایک کا انکار کریں گے) جیسا کہ فصل ثالث میں حدیثِ بخاری میں آرہا ہے رشیعہ کا یہ کہنا کہ یہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کو خلافت لکھ کر دینا تھا تناقض و تضاد سے خالی نہیں کیونکہ ان کا کہنا یہ ہے کہ غدیر خم کے مقام پر یہ حضرت علی رضی اللہ عنہ ہمیشہ کے لیے خلیفہ نص صریح کے ساتھ بنا دیا گیا تھا تو اب دوبارہ لکھنے کی کیا ضرورت؟ اس پر تفصیلی بحث حضرت علی رضی اللہ عنہ کے مناقب میں آئے گی

۳ اسباب کتابت لاؤ تاکہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تحریر فرمادیں۔

۴ لَغط، لام پر زبر، غین پہ زبر، ساکن بھی آیا ہے۔ طاء، آواز یا ایسی آواز جو سمجھ نہ آرہی ہو۔

۵ کاش یہ اختلاف دشور نہ ہوتا، حضور صلی اللہ علیہ وسلم تحریر فرمادیتے اور امت میں اختلاف نہ ہوتا۔ ازیہ بروزن خطیئہ مصیبت ازراہ جماعت

۶ جو کہ ثقہ ہیں اور امام ہیں انھوں نے حضرت سفیان بن عیینہ سے روایت کیا۔

۷ اس واقعہ کی طرف اشارہ ہے جو اس دن ہوا تھا۔

۸ ظاہر یہ ہے کہ اس سے مراد ابن سلیمان احول ہیں لیکن ایسا نہیں بلکہ یہ قائل حضرت ابن سعید بن جبیر ہیں جن سے سلیمان احول نے روایت کی اور وہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے راوی ہیں۔ جیسا کہ کلام بخاری کے سیاق سے واضح ہے۔

۹ شارحین کہتے ہیں کہ یہ عبارت بتارہی ہے کہ اس سے مراد تفصیلی احکام تھے۔

۱۰ یہ الفاظ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کے ہیں جو بطور ادراج ہیں۔ بعض کی رائے کے مطابق یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے الفاظ ہی ہیں۔

۱۱ بعض صحابہ کرام نے کہا آپ کا کیا حال ہے؟ اور آپکو کیا ہوا ہے؟ کیا آپکا کلام مخلوط ہے؟ کیا آپکا کلام بیماری کی وجہ سے مخلوط ہوگیا ہے؟ یہ ان حضرات کا انکار ہے جو کہتے تھے لکھو، یعنی آپ لکھنے سے کیوں منع کرتے ہیں؟ کیا آپ کے خیال میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا

marfat.com
Marfat.com

کلام مخلوط ہو چکا ہے ہمیں عقیدہ ہے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں نہیں لکھا جا سکتا۔ ھُجر کا معنی فحش اور ہذیان بھی آیا ہے۔ یہ بھی نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے محال ہے لہذا آپ کو لکھنے دیں۔ یہ کلام استفہام انکاری پر محمول ہے۔ اگر بعض روایات میں حرف استفہام مذکور نہ ہو تو مقدر ہے۔

سلہ حق کی طرف مراقبہ اور اس کی ملاقات کی طرف متوجہ ہونا، اس تمھارے معاملہ سے کہیں بہتر ہے۔

سلہ سفراء کو تنگ نہ کرنا خواہ وہ مسلمان ہوں یا کافر۔

سلہ وہ تیسرا لشکر اسامہ کا معاملہ تھا جسے آپ صلی اللہ علیہ وسلم تیار فرما رہے تھے اور ان دنوں مرض شروع ہو گیا یا قبر پرستی کا معاملہ تھا جیسے کہ فرمایا میری قبر کی پوجا نہ کرنا۔

۵۷۱۳ وَعَنْ اَنَسٍ قَالَ قَالَ اَبُوْبَكْرٍ لِعُمَرَ بَعْدَ وَفَاةِ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنْطَلِقْ بِنَا اِلٰى اُمِّ اَيْمَنَ نَزُوْرُهَا كَمَا كَانَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَزُوْرُهَا فَلَمَّا انْتَهَيْنَا اِلَيْهَا بَكَتْ فَقَالَا لَهَا مَا يُبْكِيْكِ اَمَا تَعْلَمِيْنَ اَنَّ مَا عِنْدَ اللهِ خَيْرٌ لِرَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَتْ اِنِّيْ لَا اَبْكِيْ اَنِّيْ لَا اَعْلَمُ اَنَّ مَا عِنْدَ اللهِ تَعَالٰى خَيْرٌ لِرَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلٰكِنْ اَبْكِيْ اَنَّ الْوَحْيَ قَدِ انْقَطَعَ مِنَ السَّمَاءِ فَهَيَّجَتْهُمَا عَلَى الْبُكَاءِ فَجَعَلَا يَبْكِيَانِ مَعَهَا
(رَوَاهُ مُسْلِمٌ)

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ابوبکر نے جناب عمر سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد فرمایا کہ ہم کو ام ایمن سلہ کے پاس لے چلو ہم ان کی ملاقات کریں جیسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان کی ملاقات فرماتے تھے تو جب ہم سلہ ان تک پہنچے تو وہ رونے سلہ لگیں۔ ان سے ابوبکر صدیق نے کہا کہ آپ کو کیا چیز رلاتی ہے؟ کیا آپ نہیں جانتی کہ اللہ کے پاس کی نعمتیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے بہتر ہیں وہ بولیں کہ میں اس لیے نہیں روتی کہ میں یہ نہیں جانتی کہ اللہ کے پاس کی نعمتیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے بہتر ہیں مگر میں تو اس لیے روتی ہوں کہ آسمان سے وحی آنا بند ہو گئی انھوں نے ان دونوں کو بھی رونے پر بھڑکا دیا وہ دونوں بھی اُن کے ساتھ رونے لگے۔ (مسلم)

سلہ ام ایمن، ہمزہ پر زبر، یہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی آزاد شدہ خادمہ تھیں جو والد ماجد کی طرف سے آپ کو بطور ورثہ ملی تھیں۔ یہ زید بن حارثہ کی بیوی اور اسامہ بن زید کی والدہ ہیں۔

سلہ اس سے پتہ چلتا ہے کہ حضرت انس رضی اللہ عنہ بھی ساتھ تھے۔ بعض نسخوں میں تثنیہ کا لفظ ہے پھر دو حضرات ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما ہی مراد ہوں گے۔

سلہ درجات و ثواب

۵۷۱۴ وَعَنْ اَبِيْ سَعِيْدِنِ الْخُدْرِيِّ قَالَ خَرَجَ عَلَيْنَا رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے اس مرض میں

marfat.com
Marfat.com

فِي مَرَضِهِ الَّذِي مَاتَ فِيهِ وَنَحْنُ فِي الْمَسْجِدِ عَاصِبًا رَأْسَهُ بِخِرْقَةٍ حَتَّى أَهْوَى نَحْوَ الْمِنْبَرِ فَاسْتَوَى عَلَيْهِ وَاتَّبَعْنَاهُ قَالَ وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ إِنِّي لَأَنْظُرُ إِلَى الْحَوْضِ مِنْ مَقَامِي هٰذَا ثُمَّ قَالَ إِنَّ عَبْدًا عُرِضَتْ عَلَيْهِ الدُّنْيَا وَزِينَتُهَا فَاخْتَارَ الْآخِرَةَ قَالَ فَلَمْ يَفْطِنْ لَهَا أَحَدٌ غَيْرُ أَبِي بَكْرٍ فَذَرَفَتْ عَيْنَاهُ فَبَكَى ثُمَّ قَالَ بَلْ نَفْدِيكَ بِآبَائِنَا وَأُمَّهَاتِنَا وَأَنْفُسِنَا وَأَمْوَالِنَا يَا رَسُولَ اللّٰهِ قَالَ ثُمَّ هَبَطَ فَمَا قَامَ عَلَيْهِ حَتَّى السَّاعَةِ۔
(رَوَاهُ الدَّارِمِيُّ)

ہمارے سامنے آئے جس میں آپ کی وفات ہوئی۔ ہم لوگ مسجد میں تھے۔ آپ ایک کپڑے[۱] سے پٹی باندھے آئے حتیٰ کہ منبر کی طرف تشریف لے گئے۔ اس پر جلوہ گر ہوئے ہم حضور کے پیچھے ہو گئے۔ فرمایا اس کی قسم جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے۔ کہ میں اپنی اس جگہ سے حوض دیکھ رہا ہوں۔ پھر فرمایا کہ ایک بندہ پر دنیا اور اس کی زینت پیش کی گئی تو اس نے آخرت کو اختیار کر لیا۔ فرماتے ہیں کہ یہ بات سوائے ابوبکر کے کوئی نہیں سمجھا[۳] تو آپ کی آنکھیں اشکبار ہو گئیں پھر عرض کیا ہم آپ پر اپنے ماں باپ اپنی جانیں اپنے مال[۴] فدا کریں گے۔ یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم اترے پھر منبر پر اس گھڑی[۵] تک نہ کھڑے ہوئے۔ (دارمی)

[۱] عصب، سر پر کپڑا باندھنا، عصابہ، سربند، کپڑے کا ٹکڑا۔

[۲] بعض روایات میں ہے کہ حضرت جبریل امین آئے اور عرض کیا اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم اگر تم دنیا چاہو تو ہم دنیا کو تمھارے سپرد کرتے ہیں اور پہاڑ سونے اور چاندی کے بنا دیتے ہیں اور تمھارے ثواب و درجات میں بھی کمی نہیں آئے گی اور اگر چاہو تو میرے پاس آ جاؤ۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے سرِ اقدس نیچے جھکا لیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک خادم نے عرض کیا حضور چند روز یہاں اور زیادہ ٹھہر جائیں تاکہ آپ کی بدولت ہم نفع حاصل کر لیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے جبریل امین کی طرف دیکھا اور سمجھ گئے کہ مقصود کیا ہے۔ فرمایا میں یہی چاہتا کہ وہاں ہی چلا جاؤں جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بیان فرمایا۔

[۳] یفطن، یاء پر زبر، فا ساکن از فطنت، دانا ہونا، زیرکی اور کلام غیر کا سمجھنا۔

[۴] پھر جمال محمدی کے عاشق صادق نے کہا

[۵] یہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی منبر شریف پر آخری تشریف آوری تھی۔

۵۷۱۵/۱۴ وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ لَمَّا نَزَلَتْ إِذَا جَاءَ نَصْرُ اللّٰهِ وَالْفَتْحُ دَعَا رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاطِمَةَ قَالَ نُعِيَتْ إِلَيَّ نَفْسِي فَبَكَتْ قَالَ لَا تَبْكِي

حضرت ابن عباس سے روایت ہے کہ جب آیت إِذَا جَاءَ نَصْرُ اللّٰهِ الخ نازل ہوئی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جناب فاطمہ کو بلایا فرمایا مجھے اپنی موت کی خبر دے[۱] دی گئی ہے وہ روئیں[۲] تو فرمایا مت روؤ

marfat.com
Marfat.com

فَاِنَّكِ اَوَّلُ اَهْلِيْ لَاحِقٌ بِيْ فَضَحِكَتْ فَرَاٰهَا بَعْضُ اَزْوَاجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقُلْنَ يَا فَاطِمَةُ رَاَيْنَاكِ بَكَيْتِ ثُمَّ ضَحِكْتِ قَالَتْ اِنَّهٗ اَخْبَرَنِيْ اَنَّهٗ قَدْ نُعِيَتْ اِلَيْهِ نَفْسُهٗ فَبَكَيْتُ فَقَالَ لَا تَبْكِيْ فَاِنَّكِ اَوَّلُ اَهْلِيْ لَاحِقٌ بِيْ فَضَحِكْتُ وَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا جَآءَ نَصْرُ اللّٰهِ وَالْفَتْحُ وَجَآءَ اَهْلُ الْيَمَنِ هُمْ اَرَقُّ اَفْئِدَةً وَالْاِيْمَانُ يَمَانٍ وَالْحِكْمَةُ يَمَانِيَةٌ

(رَوَاهُ الدَّارِمِيُّ)

کیونکہ میرے گھر والوں میں سے پہلے مجھ سے تم ملوگی[۱] آپ ہنس پڑیں۔ انھیں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی بعض بیویوں[۲] نے دیکھ لیا وہ بولیں اے فاطمہ ہم نے تم کو دیکھا کہ تم روئیں پھر ہنس پڑیں۔ آپ بولیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے خبر دی کہ آپ کو آپ کی وفات کی خبر دی گئی تو میں رونے لگی تو فرمایا مت روؤ کیونکہ تم میرے سب گھر والوں سے پہلے مجھے ملوگی[۳] تو میں ہنس پڑی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ إِذَا جَآءَ نَصْرُ اللّٰهِ وَالْفَتْحُ الخ اور یمن[۴] والے آئے وہ دلوں کے نرم[۵] ہیں، ایمان[۶] تو یمن والوں کا ہے اور حکمت یمن[۷] والوں کی۔ (دارمی)

[۱] اس سورت نے خبر دی ہے کہ اللہ تعالیٰ کی فتح و نصرت سے لوگ اسلام میں داخل ہوں گے اور مجھے تسبیح تحمید اور استغفار کا حکم دیا گیا ہے جو بتا رہا ہے کہ دعوت کا کام مکمل اور آخرت کی طرف رجوع کی تیاری ہے۔

[۲] حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے فراق کی وجہ سے۔

[۳] سب سے پہلے تیرا وصال ہوگا اور تم مجھ سے ملوگی لہٰذا تمھارا تکلیف کا دور بہت کم ہے۔ اسی طرح ہوا، سیدہ کا وصال آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد بقول صحیح چھ ماہ بعد ہوگیا۔ ایک قول میں آٹھ ماہ، دوسرے میں تین ماہ اور دو ماہ کا تذکرہ بھی آیا ہے۔ بعض نے ستر روز بھی کہا ہے۔

[۴] یہ سیدہ عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا تھیں۔ بعض روایات میں ان کا نام موجود ہے۔ اس حدیث کے الفاظ بتا رہے ہیں کہ متعدد تھیں۔

[۵] بعض میں ہے کہ سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا نہیں بتاتی تھیں۔ فرمایا کرتیں یہ میرے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے درمیان راز ہے۔ ہاں آپ کے وصال کے بعد انھوں نے بتایا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی انھیں مخفی طور پر بتایا تھا۔

[۶] اہل یمن سے مراد حضرت ابو موسیٰ اشعری اور ان کے ساتھی، مقصود اللہ تعالیٰ کے فرمان وَرَاَيْتَ النَّاسَ يَدْخُلُوْنَ فِيْ دِيْنِ اللّٰهِ اَفْوَاجًا کی تفسیر ہے کہ ناس سے مراد اہلِ یمن ہیں۔ اس کے بعد اہلِ یمن کی مدح فرمائی۔

[۷] اجابت و قول احکام اور تذکرۂ مواعظ میں وہ نرم دل ہیں۔

[۸] یہ اہلِ یمن کے کمال کی طرف اشارہ ہے جو انھیں ایمان، اطاعت کی وجہ سے ہوا۔ ان کی مدح

marfat.com
Marfat.com

میں مبالغہ ہے۔

۹ حکمت سے مراد اشیاء کے حقائق اور ان کے احوال ہیں یمن کی طرف اشارہ کا مقصود یہ ہے کہ مبداء و معاد، حقائق و معارف کے حوالے سے حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ نے سوالات کیے تھے۔ جیسا کہ کتاب بدأ الخلق میں گزرا۔ بعض نے کہا ایمان و حکمت کی یمن کی طرف نسبت کرنے کی حکمت یہ ہے کہ ایمان مکہ سے پیدا ہوا اور مکہ تہامہ سے ہے اور تہامہ یمن سے ہے۔ منقول ہے کہ یہ کلام آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے تبوک کے مقام پر فرمایا جو جانبِ شام میں ہے۔ مکہ و مدینہ وہاں سے یمن کی طرف ہیں تو مراد مکہ اور مدینہ کی مدح مخفی نہ رہے کہ اس حدیث کا سیاق بتا رہا ہے کہ یہ گفتگو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مرض وصال میں فرمائی۔ مگر یہ کہا جا سکتا ہے راوی حدیث نے ایک دوسری حدیث کے الفاظ تقریب کی وجہ سے یہاں ذکر کر دیے ہیں۔ واللہ اعلم۔ ابوعبیدہ کا کہنا یہ ہے کہ مراد انصار ہیں کہ وہ اصلاً یمنی ہیں تو ایمان و حکمت کی نسبت ان کی طرف کی گئی ہے۔ صاحب فتوحاتِ مکیہ نے حدیث اِنِّی لَاَجِدُ نَفَسَ الرَّحْمٰنِ مِنْ جَانِبِ الْيَمَنِ (میں یمن سے رحمٰن کی خوشبو پاتا ہوں) کو اسی پر محمول کیا ہے۔ کیونکہ اہلِ شرک سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو آرام انصار کی وجہ سے حاصل ہوا۔

۵۷۱۶ وَعَنْ عَائِشَةَ اَنَّهَا قَالَتْ وَرَاْسَاهُ[۱] فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذَاكِ لَوْكَانَ وَاَنَا حَيٌّ فَاَسْتَغْفِرُ لَكِ وَاَدْعُوْ لَكِ فَقَالَتْ عَائِشَةُ وَاثُكْلِيَاهُ وَاللّٰهِ اِنِّيْ لَاَظُنُّكَ تُحِبُّ مَوْتِيْ فَلَوْكَانَ ذٰلِكَ لَظَلَلْتَ اٰخِرَ يَوْمِكَ مُعَرِّسًا بِبَعْضِ اَزْوَاجِكَ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَلْ اَنَا وَرَاْسَاهُ لَقَدْ هَمَمْتُ اَوْاَرَدْتُّ اَنْ اُرْسِلَ اِلٰى اَبِيْ بَكْرٍ وَّابْنِهٖ وَاَعْهَدَ اَنْ يَّقُوْلَ الْقَائِلُوْنَ اَوْ يَتَمَنَّى الْمُتَمَنُّوْنَ ثُمَّ قُلْتُ يَاْبَى اللّٰهُ وَيَدْفَعُ الْمُؤْمِنُوْنَ اَوْ يَدْفَعُ اللّٰهُ وَيَاْبَى الْمُؤْمِنُوْنَ (رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ انھوں نے کہا ہائے میرا سر[۱] تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر یہ ہو گیا کہ میں زندہ ہوا تو تمھارے لیے دعاءِ مغفرت کروں گا تو جنابِ عائشہ بولیں ہائے ہلاکت[۱] رب کی قسم میں آپ کے رب کے متعلق گمان کرتی ہوں کہ آپ میری موت چاہتے ہیں اگر ایسا ہو گیا تو آپ اس دن کے آخر میں اپنی بعض بیویوں سے آرام فرمائیں گے تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بلکہ ہائے میرا سر[۲] میں نے قصد یا ارادہ کیا تھا کہ ابوبکر اور ان کے بیٹے کو بلاؤں اور ولی عہد کر دوں اس خطرہ سے کہ کہنے والے کہیں یا تمنا کرنے والے تمنا کریں۔ پھر میں نے سوچا کہ اللہ انکار کرے گا اور مسلمان دفع کریں گے یا اللہ دفع کرے گا اور مسلمان انکار کریں گے (بخاری)

---

[۱] سیدہ عائشہ کے سر میں درد ہوا انھوں نے اس پر پریشانی کا اظہار کیا۔ بعض نے کہا یہاں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا سر اقدس مراد ہے جس سے اپنے وصال کی طرف اشارہ ہے۔

marfat.com
Marfat.com

۲ ثکل، ثاء پر زبر یا پیش، اس کا معنی مرنا اور ہلاک ہونا ہے، دوست یا اولاد کا گم ہونا، یہاں موت مراد ہے۔ مرض کا ذکر بھی موت کی یاد دلاتا ہے۔ یہ کلمہ عربوں کے ہاں مصیبت و مشقت کے وقت بولا جاتا ہے اور اس سے حقیقی مرنا مراد نہیں ہوتا۔

۳ بوجہ جوان کے درمیان ناز و نیاز محبت تھا۔

۴ صراح میں ہے عرس، اعراس، جماع کرنا، حدیث میں اعراس کا لفظ تقدیس سے ہے جس کا معنی شب کے آخری حصہ میں آنا۔ مقصود یہ تھا کہ آپ جسے بھول جائیں گے اور دیگر کے ساتھ مشغول ہو جائیں گے۔

در مردنم ایں نالہ نہ از رفتن جان است — از یار جدا میشوم ایں نالہ از آنست

(مرنے میں یہ پریشانی نہیں کہ جان جا رہی ہے بلکہ پریشانی تو یہ ہے کہ یار سے جدائی ہو رہی ہے)

۵ اپنے درد کی بات چھوڑو میرے درد اور موت کی بات کرو میں اس جہان سے جا رہا ہوں تم میرے بعد کافی دیر زندہ رہو گی۔ وحی کے ذریعہ آپ کو اطلاع دی گئی۔ اس کے بعد آپ نے ذکر موت کی مناسبت سے خلافت ابی بکر کا تذکرہ کیا جس میں سیدہ عائشہ کو بشارت دینا مقصود تھا۔

۶ اس سے مراد حضرت عبدالرحمٰن ہیں۔

۷ اس وجہ سے نہ میں طلب کر رہا ہوں اور نہ وصیت کیونکہ میں جان رہا ہوں کہ اس کے خلاف نہیں ہوگا اور واقعۃً آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خبر کے مطابق ہی ہوا۔

۵۸۱۷ وَعَنْهَا قَالَتْ رَجَعَ اِلَیَّ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ ذَاتَ یَوْمٍ مِّنْ جَنَازَۃٍ مِّنَ الْبَقِیْعِ فَوَجَدَنِیْ وَاَنَا اَجِدُ صُدَاعًا وَاَنَا اَقُوْلُ وَارَاْسَاہُ قَالَ بَلْ اَنَا یَا عَائِشَۃُ وَمَا ضَرَّكِ لَوْ مُتِّ قَبْلِیْ فَغَسَّلْتُكِ وَكَفَّنْتُكِ وَصَلَّیْتُ عَلَیْكِ وَدَفَنْتُكِ قُلْتُ لَكَاَنِّیْ بِكَ وَاللّٰہِ لَوْ فَعَلْتَ ذٰلِكَ لَرَجَعْتَ اِلٰی بَیْتِیْ فَعَرَّسْتَ فِیْہِ بِبَعْضِ نِسَائِكَ فَتَبَسَّمَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ ثُمَّ بُدِئَ فِیْ وَجَعِہِ الَّذِیْ مَاتَ فِیْہِ (رَوَاہُ الدَّارِمِیُّ)

انہیں سے روایت ہے کہ ایک دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک جنازہ سے بقیع[۱] سے واپس ہوئے تو مجھے پایا کہ میں درد سر محسوس کرتی تھی۔ اور کہتی تھی ہائے رے سر، فرمایا اے عائشہ بلکہ میں کہتا ہوں کہ ہائے رے سر تم کو مضر نہیں اگر تم مجھ سے پہلے مرگئیں تو میں تم کو غسل دوں گا کفن پہناؤں گا اور تم پر نماز پڑھوں گا اور تمہیں دفن کروں گا۔ میں بولی گویا میں آپ کو محسوس کرتی ہوں خدا کی قسم اگر آپ یہ کرتے تو آپ میرے گھر واپس آئیں گے۔ اس میں بعض بیویوں کے ساتھ اکرام کریں گے تب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مسکرائے پھر آپ کا وہ مرض شروع ہوگیا جس میں آپ کی وفات ہوئی۔ (دارمی)

۱ بقیع، مدینہ طیبہ کا قبرستان

marfat.com
Marfat.com

٥٧١٨/١٧ وَعَنْ جَعْفَرِ ابْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ اَبِيْهِ اَنَّ رَجُلًا مِّنَ الْقُرَيْشِ دَخَلَ عَلٰى اَبِيْهِ عَلِيِّ بْنِ الْحُسَيْنِ قَالَ لَا اُحَدِّثُكَ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ بَلٰى حَدِّثْنَا عَنْ اَبِي الْقَاسِمِ قَالَ لَمَّا مَرِضَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَتَاهُ جِبْرَئِيْلُ فَقَالَ يَا مُحَمَّدُ اِنَّ اللّٰهَ اَرْسَلَنِيْ اِلَيْكَ تَكْرِيْمًا لَّكَ وَتَشْرِيْفًا لَّكَ خَاصَّةً لَّكَ يَسْئَلُكَ عَمَّا هُوَ اَعْلَمُ بِهٖ مِنْكَ يَقُوْلُ كَيْفَ تَجِدُكَ قَالَ اَجِدُنِيْ يَا جِبْرَئِيْلُ مَغْمُوْمًا وَّاَجِدُنِيْ يَا جِبْرَئِيْلُ مَكْرُوْبًا ثُمَّ جَاءَهُ الْيَوْمَ الثَّانِيْ فَقَالَ لَهٗ ذٰلِكَ فَرَدَّ عَلَيْهِ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَمَا رَدَّ اَوَّلَ يَوْمٍ ثُمَّ جَاءَهُ الْيَوْمَ الثَّالِثَ فَقَالَ لَهٗ كَمَا قَالَ اَوَّلَ يَوْمٍ وَرَدَّ عَلَيْهِ كَمَا رَدَّ عَلَيْهِ وَجَاءَ مَعَهٗ مَلَكٌ يُّقَالُ لَهٗ اِسْمَاعِيْلُ عَلٰى مِائَةِ اَلْفِ مَلَكٍ كُلُّ مَلَكٍ عَلٰى مِائَةِ اَلْفِ مَلَكٍ فَاسْتَاْذَنَ عَلَيْهِ فَسَاَلَهٗ عَنْهُ ثُمَّ قَالَ جِبْرَئِيْلُ هٰذَا مَلَكُ الْمَوْتِ يَسْتَاْذِنُ عَلَيْكَ مَا اسْتَاْذَنَ عَلٰى اٰدَمِيٍّ قَبْلَكَ وَلَا يَسْتَاْذِنُ عَلٰى اٰدَمِيٍّ بَعْدَكَ فَقَالَ ائْذَنْ لَهٗ فَاَذِنَ لَهٗ فَسَلَّمَ عَلَيْهِ ثُمَّ قَالَ يَا مُحَمَّدُ اِنَّ اللّٰهَ اَرْسَلَنِيْ اِلَيْكَ فَاِنْ اَمَرْتَنِيْ اَنْ اَقْبِضَ رُوْحَكَ قَبَضْتُ وَاِنْ اَمَرْتَنِيْ اَنْ اَتْرُكَهٗ تَرَكْتُهٗ فَقَالَ اَتَفْعَلُ يَا مَلَكَ الْمَوْتِ قَالَ نَعَمْ

حضرت جعفر ابن محمد سے وہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ ایک قریشی آدمی ان کے والد علی ابن حسین کے پاس آیا بولا کیا میں تم کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث نہ سناؤں - آپ نے فرمایا ہاں ہم کو ابوالقاسم صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث سناؤ - وہ بولا کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بیمار ہوئے تو آپ کے پاس جبرئیل آئے عرض کیا اے محمد مجھے اللہ نے آپ کے پاس بھیجا ہے خصوصیت سے آپ کی عزت افزائی فرمانے احترام فرمانے کے لیے رب آپ سے اس کے متعلق پوچھتا ہے جو وہ آپ سے زیادہ جانتا ہے کہ آپ اپنے کو کیسا پاتے ہیں - فرمایا اے جبرئیل میں اپنے آپ کو غمگین پاتا ہوں اور اپنے کو ملول پاتا ہوں پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں دوسرے دن حاضر ہوئے آپ سے یہی عرض کیا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے یہی جواب دیا جو پہلے دیا تھا اور ان کے ساتھ ایک فرشتہ آیا جسے اسمٰعیل کہا جاتا ہے وہ ایک لاکھ ایسے فرشتوں کا سردار ہے جو ہر ایک لاکھ پہ سردار ہے اس نے حضور سے اجازت مانگی پھر آپ سے اسی کے متعلق پوچھا پھر جبرئیل نے کہا کہ یہ موت کا فرشتہ ہے آپ سے اجازت مانگ رہا ہے - اس نے آپ سے پہلے کسی انسان سے اجازت نہ مانگی اور نہ آپ کے بعد کسی آدمی سے اجازت مانگے گا - فرمایا اسے اجازت دے دو انھوں نے اسے اجازت دے دی - پھر کہا اے محمد ! اللہ نے مجھے آپ کی خدمت میں بھیجا ہے تو اگر آپ مجھے اجازت دیں تو میں آپ کی جان قبض کر لوں اور اگر آپ مجھے چھوڑنے کا حکم دیں تو اسے چھوڑ دوں تو فرمایا اے ملک الموت کیا تم یہ کام کرو گے عرض کیا ہاں

marfat.com
Marfat.com

بِذَالِكَ اُمِرْتُ وَاُمِرْتُ اَنْ اُطِيْعَكَ قَالَ فَنَظَرَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِلٰى جِبْرِيْلَ فَقَالَ جِبْرِيْلُ يَا مُحَمَّدُ اِنَّ اللّٰهَ قَدِ اشْتَاقَ اِلٰى لِقَائِكَ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِمَلَكِ الْمَوْتِ اِمْضِ لِمَا اُمِرْتَ بِهٖ فَقَبَضَ رُوْحَهٗ فَلَمَّا تُوُفِّيَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَجَاءَتِ التَّعْزِيَةُ سَمِعُوْا صَوْتًا مِّنْ نَّاحِيَةِ الْبَيْتِ اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ اَهْلَ الْبَيْتِ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهٗ اِنَّ فِي اللّٰهِ عَزَآءً مِّنْ كُلِّ مُصِيْبَةٍ وَّخَلَفًا مِّنْ كُلِّ هَالِكٍ وَّدَرَكًا مِّنْ كُلِّ فَائِتٍ فَبِاللّٰهِ فَاتَّقُوْا وَاِيَّاهُ فَارْجُوْا فَاِنَّمَا الْمُصَابُ مَنْ حُرِمَ الثَّوَابَ فَقَالَ عَلِيٌّ اَتَدْرُوْنَ مَنْ هٰذَا هُوَ الْخَضِرُ عَلَيْهِ السَّلَامُ۔

(رَوَاهُ الْبَيْهَقِيُّ فِيْ دَلَائِلِ النُّبُوَّةِ)

مجھے اسی کا حکم ہے اور مجھے حکم دیا گیا ہے کہ آپ کی اطاعت کروں۔ فرماتے ہیں نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت جبرئیل کی طرف دیکھا تو جبرئیل نے عرض کیا کہ اے محمد! اللہ تعالیٰ آپ کی ملاقات کا مشتاق ہے تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ملک الموت سے فرمایا کہ جس کا تم کو حکم دیا گیا ہے وہ کر گزرو چنانچہ انھوں نے آپ کی روح قبض کر لی۔ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے وفات پائی اور تعزیت کا وقت آگیا تو لوگوں نے گھر کے کنارہ سے آواز سنی کہ اے گھر والو تم پر سلام اور اللہ کی رحمت اور اس کی برکتیں ہوں اللہ کی راہ میں ہر مصیبت پر صبر کرنا اور ہر فوت شدہ کا خلیفہ ہے اور ہر گزر جانے والے کا عوض ہے تو اللہ ہی سے ڈرو اور اس سے امید رکھو۔ پورا مصیبت زدہ وہ ہے جو ثواب سے محروم کر دیا گیا۔ حضرت علی نے فرمایا کہ کیا تم جانتے ہو کہ یہ کون ہے۔ یہ خضر علیہ السلام ہیں۔ (بیہقی دلائل النبوۃ)

سلہ مراد امام محمد باقر رضی اللہ عنہ، ابیہ سے مراد امام زین العابدین بن امام شہید حسین بن علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہم وسلام اجمعین۔

سلہ۲ یہ غم و پریشانی اُمت و دین کے حوالے سے تھی کہ اس کا کیا بنے گا؟

سلہ۳ شارحین فرماتے ہیں کہ یہ پہلے آسمان کے صاحب اسماعیل ہیں، حدیث میں ملک الموت کا ذکر واضح ہونے کی وجہ سے نہیں آیا یا ممکن ہے ملک الموت حضرت جبرئیل امین اور مذکورہ فرشتہ کے بعد آئے ہوں۔ امام سیوطی نے کتاب الحبایک فی اخبار الملائک میں امام بیہقی کی دلائل النبوۃ سے لائے کہ تیسرے دن جبرئیل امین آئے ان کے ساتھ ملک الموت یا دو فرشتے جو ہوا میں ہوتے ہیں۔ اس کا نام اسماعیل ہے اس کے تحت ستر ہزار فرشتے اور ان میں ہر فرشتہ ستر ستر ہزار فرشتے پر مؤکل ہے۔

سلہ۴ جبرئیل امین نے اس فرشتہ کے بارے میں بتایا۔

۵ یہ شرف و کرامت صرف آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ہی مخصوص ہے ورنہ ہر ایک کی جان وہ بغیر پوچھے نکال لیتا ہے۔

marfat.com
Marfat.com

۶؎ بعض نسخوں میں لما امرت پہلے ہے۔

۷؎ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے جبریل امین، ملک الموت اور دیگر فرشتوں کی آواز اور ان سے گفتگو کے درمیان کچھ وقت فرصت پایا اور اس کی خبر صحابہ کو دی اور اس کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا وصال ہوگیا۔ یا جو بعض صحابہ وہاں حاضر تھے انھیں اس کا مشاہدہ ومکاشفہ ہوگیا اور ان میں یہ صحابی یا تابعی بھی تھے۔ جنھیں قریشی سے تعبیر کیا گیا۔

اس آدمی کا باطن اس قدر اعلیٰ تھا کہ ان کی صورت میں حضرت خضر علیہ السلام امام زین العابدین رضی اللہ عنہ کے پاس آئے اور حدیث بیان کی اس لیے لفظ مبہم کے ساتھ تعبیر کیا۔ واللہ اعلم

۸؎ تعزیت، مصیبت زدہ کو تسلی دینا، عزا، صبر ہے۔ بعض نسخوں میں وجاءت ہے

۹؎ ایسی جماعت جو گھر میں تھی۔

۱۰؎ اس عبارت کے چند معانی ہو سکتے ہیں، کتابِ خدا میں ہر مصیبت پر تسلی ہے۔ اس میں اللہ تعالیٰ کے اس ارشادِ گرامی کی طرف اشارہ ہے اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّآ اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ تو یہاں عزا بمعنی تعزیہ ہے یا دین خدا میں تعزیہ ہے کیونکہ شارع علیہ السلام نے اس کی ترغیب وتشویق دلائی ہے۔ بعض نے کہا اس کا مفہوم یہ ہے اللہ تعالیٰ صبر کے لیے فرماتے ہوئے تسلی دے رہا ہے اسے زبانِ عرب میں علم تجرید کہا جاتا ہے۔ مثلاً رائیت فی زید اسد یعنی میں نے زید کو شیر کی طرح پایا۔ یہ معنی اگلی عبارت کے زیادہ مناسب ہے۔

۱۱؎ خلف بمعنی خلیفہ جو کسی کے بعد کام کی ذمہ داری لینا ہے۔

۱۲؎ یہ مفہوم بھی ہو سکتا ہے کہ ہر مصیبت میں صبر کرنے والا ہی اللہ تعالیٰ سے ثواب کی امید رکھے کہ وہ اس نقصان کو پورا فرمائے گا۔ یہ تمام معانی ایک دوسرے سے ملتے جلتے ہیں۔ تمام کا حاصل یہ ہے کہ ہر چیز سے کافی ہے اور کوئی چیز کافی نہیں ہو سکتی۔

۱۳؎ بعض نسخوں میں فاتقوا ہے یعنی اللہ تعالیٰ کا تقویٰ اختیار کرو۔

۱۴؎ یعنی دنیا کی مصیبت اصل مصیبت نہیں کیونکہ اس پر آخرت میں ثواب موجود ہے۔ حقیقی مصیبت تو یہ ہے کہ صبر نہ کیا اور ثواب سے محرومی ہوگئی۔

۱۵؎ یہ تعزیت کرنے والے کون ہیں۔؟

ظاہراً محسوس یہی ہوتا ہے کہ اس سے امیر المومنین علی رضی اللہ عنہ مراد ہیں۔ جو اس وقت وہاں حاضر تھے لیکن یہ احتمال بھی ہے کہ مراد امام علی زین العابدین رضی اللہ عنہ ہوں جو بوقت روایت مجلس میں موجود تھے۔ حصن حصین میں مستدرک سے ہے کہ جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا وصال ہوا تو ملائکہ نے تعزیت کی۔ اس کے بعد لکھا کہ اس کے بعد ایک سفید ریش خوبصورت آدمی تیز رفتاری کی صورت میں آئے روئے اور صحابہ کی طرف دیکھا اور کہا ان فی اللہ عزاء تو حضرت ابو بکر وعلی رضی اللہ عنہما نے فرمایا یہ حضرت خضر تھے۔ یہ روایت

marfat.com
Marfat.com

واضح کر رہی ہے کہ حدیث سابق میں علی سے مراد حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ ہی ہیں۔

باب

سابقہ ابواب کے تتمات اور لواحق کا بیان

الفصل الاول

پہلی فصل

۵۷۱۹ عَنْ عَائِشَۃَ قَالَتْ مَا تَرَکَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ دِیْنَارًا وَّلَا دِرْھَمًا وَّلَا شَاۃً وَّلَا بَعِیْرًا وَّلَا اَوْصٰی بِشَیْءٍ۔ (رَوَاہُ مُسْلِمٌ)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نہ دینار چھوڑا نہ درہم نہ بکری نہ اونٹ اور نہ کسی چیز[1] کی وصیت فرمائی (مسلم)

[1] کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کوئی مال چھوڑا ہی نہیں جو وصیت کرتے۔ رہا مال بنو نضیر، فدک وغیرہ تو وہاں سے نفقہ عیال کے بعد باقی مسلمانوں پر خرچ فرما دیا کرتے۔

۵۷۲۰ وَعَنْ عَمْرِو بْنِ الْحَارِثِ اَخِیْ جُوَیْرِیَۃَ مَا تَرَکَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ عِنْدَ مَوْتِہٖ دِیْنَارًا وَّلَا دِرْھَمًا وَّلَا عَبْدًا وَّلَا اَمَۃً وَّلَا شَیْئًا اِلَّا بَغْلَتَہُ الْبَیْضَاءَ وَسِلَاحَہٗ وَاَرْضًا جَعَلَھَا صَدَقَۃً (رَوَاہُ الْبُخَارِیُّ)

حضرت عمرو ابن حارث سے روایت ہے جو جویریہ[1] کے بھائی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی وفات کے وقت نہ اشرفی چھوڑی نہ درہم نہ غلام نہ لونڈی نہ کوئی اور چیز سوا اپنے سفید خچر[2] کے اور اپنے ہتھیار[3] اور زمین کے جنہیں وقف فرمایا۔ (بخاری)

[1] حضرت جویریہ رضی اللہ عنہا ازواج مطہرات میں سے ہیں۔

[2] اس کا نام دلدل تھا، مقوقس (میم پہ پیش، قاف پر زبر، دوسرے قاف کے نیچے زیر) سکندریہ کے حاکم نے یہ بطور ہدیہ پیش کی تھی۔

[3] بعض روایات میں صرف زرہ کا ذکر ہے جو ایک یہودی کے ہاں گروی تھی۔

[4] جو فقراء اور اپنے اہل پر صدقہ کی تھی۔ یہ زمین، بنو نضیر کے درخت اور فدک وغیرہ تھے۔

marfat.com
Marfat.com

٥٧٢١ وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا تَقْتَسِمُ وَرَثَتِیْ دِیْنَارًا مَا تَرَكْتُ بَعْدَ نَفَقَةِ نِسَائِیْ وَمُؤْنَةِ عَامِلِیْ فَهُوَ صَدَقَةٌ [3]

(مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہمارے وارثین اشرفی تقسیم نہ کریں ہم نے جو چھوڑیں ، ہماری بیویوں کے خرچے [1] اور ہمارے [2] نوکروں کی تنخواہ کے بعد وہ وقف [3] ہے ۔ (مسلم ، بخاری)

[1] شارحین فرماتے ہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواج مطہرات تمام عمر حکم حالت عدت میں ہیں کیونکہ ان کا آگے نکاح ہو ہی سکتا ہے لہذا ان کا نفقہ لازم رہے گا۔

[2] عامل سے مراد آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا خلیفہ ہے جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے معمول کے مطابق مصارف پر خرچ کرے گا مُؤْنَۃٌ کا معنی بوجھ اٹھانا ہے ۔

[3] جوان سے بچے وہ فقراء پر صدقہ جیسا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ظاہری حیات میں ہوتا ہے ۔

٥٧٢٢ وَعَنْ اَبِیْ بَكْرٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ لَا نُوْرَثُ مَا تَرَكْنَاهُ صَدَقَةٌ [1]

(مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ)

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہم وارث نہیں ہوتے جو کچھ ہم چھوڑیں وہ صدقہ [1] ہے ۔ (مسلم و بخاری)

[1] اس حدیث کو سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ نے اس وقت روایت کیا جب سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا نے میراث طلب فرمائی اور عرض کیا میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا خلیفہ ہوں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے مطابق ہی خرچ کروں گا۔ ہاں تمہارا خیال میرا فرض ہے جیسا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کیا کرتے تھے۔ میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے انبیاء کی وراثت نہیں ہوتی۔ یہ بات انھوں نے صرف حضرت فاطمہ سیدہ رضی اللہ عنہا سے ہی نہیں کہی تھی بلکہ تمام ازواج مطہرات سے بھی کہی تھی جنھوں نے میراث کا مطالبہ کیا تھا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ان کا متولی حضرت عباس اور حضرت علی رضی اللہ عنہما کو بنایا۔ پھر جب ان میں نزاع ہو گیا تو کہا گیا ان کے درمیان تقسیم کردو لیکن انھوں نے بے تقسیم ہی ان کے حوالے کر دی۔ کافی مدت تک اس کی تولیت اہل بیت نبوی کے پاس ہی رہی۔ پھر حکومت مروانیہ نے بہ ظلم و زیادتی ان سے یہ چھین لی اور یہ میراث نہ ہونے کی بات صرف حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے ہی نہیں کی تھی بلکہ انھوں نے کبار صحابہ کو بلا کر پوچھا تھا اور تمام نے ہی کہا ہم نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے ہی سنا تھا جیسا کہ دیگر احادیث میں موجود ہے ۔

٥٧٢٣ وَعَنْ اَبِیْ مُوْسٰی عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَنَّهٗ قَالَ اِنَّ اللّٰهَ اِذَا اَرَادَ رَحْمَةَ اُمَّةٍ مِّنْ عِبَادِهٖ [1]

حضرت ابوموسیٰ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ جب اپنے بندوں [1] میں سے کسی گروہ پر رحمت چاہتا ہے

marfat.com
Marfat.com

قَبَضَ نَبِيَّهَا قَبْلَهَا فَجَعَلَهُ لَهَا فَرَطًا وَّسَلَفًا بَيْنَ يَدَيْهَا وَاِذَا اَرَادَ هَلَكَةَ اُمَّةٍ عَذَّبَهَا وَنَبِيُّهَا حَيٌّ فَاَهْلَكَهَا وَهُوَ يَنْظُرُ فَاَقَرَّ عَيْنَيْهِ بِهَلَكَتِهَا حِيْنَ كَذَّبُوْهُ وَعَصَوْا اَمْرَهٗ
(رَوَاهُ مُسْلِمٌ)

تو اس کے نبی کو اس سے پہلے وفات[2] دیتا ہے پھر اس نبی کو اس کے آگے پیشرو[3] بناتا ہے اور جب کسی گروہ کی ہلاکت[4] کا ارادہ کرتا ہے تو اسے اس کے نبی کی زندگی میں عذاب دیتا ہے کہ نبی اسے دیکھتا ہے پھر اس کی ہلاکت سے اپنی آنکھیں ٹھنڈی[5] کرتا ہے جب وہ اسے جھٹلاتے ہیں اور اس کے حکم کی خلاف ورزی[6] کرتے ہیں (مسلم)

[1] وہ جماعت جس کی طرف اللہ تعالیٰ پیغمبر بھیجتا ہے۔

[2] نزولِ عذاب سے پہلے

[3] فرط، فاء، راء پر زبر، سلف کا بھی یہی وزن ہے۔ فرط جو منزل پر پہلے جائے اور وہاں جا کر قافلہ کے لیے ضروریات اکٹھی کرے مثلاً کنواں، ڈول۔ سلف سے مراد گزرے ہوئے لوگ مثلاً والدین اور رشتہ دار یہاں دونوں کا ایک ہی معنی ہے۔

[4] هلكه۔ ہاء اور لام پر زبر، هلك، ہاء پر پیش لام ساکن بغیر تاء کے ہلاک ہونا۔

[5] قرۃ العین سے مراد خوشی و شادمانی ہے اس کی تحقیق و معنی کسی جگہ پر گزری ہے۔

[6] اس حدیث میں بشارت ہے کہ امت پر نزولِ عذاب سے پہلے آپ صلی اللہ علیہ تشریف لے گئے۔

۵۷۴۲ وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالَّذِيْ نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِيَدِهٖ لَيَاْتِيَنَّ عَلٰى اَحَدِكُمْ يَوْمٌ وَّلَا يَرَانِيْ ثُمَّ لَاَنْ يَّرَانِيْ اَحَبُّ اِلَيْهِ مِنْ اَهْلِهٖ وَمَالِهٖ مَعَهُمْ۔
(رَوَاهُ مُسْلِمٌ)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس کی قسم جس کے قبضہ میں محمد کی جان ہے کہ تم میں سے کسی پر وہ دن آوے گا کہ وہ مجھے نہ دیکھے[1] تو اسے میرا دیکھنا زیادہ پیارا[2] ہو گا اپنے گھر والوں سے جبکہ اس کا مال بھی ان کے ساتھ ہو۔ (مسلم)

[1] میرے وصال فرما جانے کی وجہ سے

[2] دیدار سے مراد ظاہری حیات کا دیدار و محبت حاصل کرنا یا وصال کے بعد خواب میں دیدار یا بیداری میں بلکہ سیاق کلام کے یہ مناسب تر ہے۔ مشتاقانِ جمال نبوی کا حال یہی ہوتا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے تصور جمال میں مستغرق اور ڈوبے رہتے ہیں۔

marfat.com
Marfat.com

بَابُ مَنَاقِبِ قُرَيْشٍ وَذِكْرِ الْقَبَائِلِ

قریش کے مناقب اور قبائل کا ذکر

مناقب، منقبت کی جمع ہے بمعنی فضیلت و شرف، قاموس میں ہے منقبت فخر کرنا، صراح میں ہے لوگوں کے ہنرمند کو ہرانا۔ اس کی ضد مثلبت ہے جس کی جمع مثالب ہے۔ نقیب، بہتر، دانا قوم، نقبا کا معنی جماعت کی حفاظت کرنا۔ سیبویہ سے منقول ہے کہ نقابت نون کے نیچے زیر اسم بمعنی نقیبی۔ اگر زبر ہو تو نقیب کرنا نقب کا اصل معنی پہاڑی۔ راستہ، ہنر اچھا راستہ، نقب بمعنی تفتیش اور تحقیق خبر بھی آتا ہے۔ قریش عرب کا خصوصی قبیلہ ہے۔ ان کا اصل بیٹے کا نام نضر بن کنانہ ہے۔ والد کے نام پر تھا۔ اصل اس چارپائے کا نام ہے جو دریا کے تمام جانوروں سے زیادہ طاقت ور ہوتا ہے، دریا کی اس مچھلی کا نام ہے جو تمام مچھلیوں پر غلبہ رکھتی ہو۔ دیگر بھی اس کے معانی مشہور ہیں۔ قبائل قبیلہ کی جمع ہے بمعنی اولاد یک پدر، قبیلہ کا اصلاً معنی کاسہ کا سر ہے اور قبائل اس کے اجزاء، قبائل سب سے اوپر اس کے بعد شعب، اس کے بعد عمارہ اس کے بعد بطن اس کے بعد فخذ اور حی کا معنی بھی قبیلہ ہے۔ الصحاح۔

الفصل الاوّل

۵۷۲۵ عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ النَّاسُ تَبَعٌ لِقُرَيْشٍ فِيْ هٰذَا الشَّأْنِ مُسْلِمُهُمْ تَبَعٌ لِمُسْلِمِهِمْ وَكَافِرُهُمْ تَبَعٌ لِكَافِرِهِمْ (مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ)

پہلی فصل

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: لوگ اس معاملہ سرداری میں قریش کے تابع رہیں گے کہ مسلمان ان کے مسلمانوں کے تابع رہیں گے۔ اور کافران کے کافروں[1] کے تابع ہوں گے۔ (بخاری، مسلم)

[1] مسلم و کافر سے جنس مراد ہے واضح رہے کہ سیاق حدیث سے یہی ظاہر ہے کہ اس سے مراد وجوداً اور عدماً شانِ دین ہے۔ قریش ایمان و کفر میں اور امر دین میں اسبق و اقدم اور لوگوں کے پیشوا ہیں۔ لہٰذا مسلمان ان کے مسلمانوں کے تابع اور کافران کے کافروں کے تابع ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ عرب قریش کے ایمان کے انتظار میں تھے جب مکہ فتح ہوا، عرب جوق در جوق اسلام میں داخل ہوئے سورۃ اذا جاء نصر اللہ سے اسی طرف اشارہ ہے

marfat.com
Marfat.com

مقصود عہد اسلام و جاہلیت میں ان کی ریاست اور تقدم کو بیان کرنا ہے لیکن فضل و شرف اسلام کی وجہ سے ہے نہ کہ جاہلیت کی وجہ سے ۔ مگر جب مطلق ریاست کا بیان مقصود ہو خواہ دین کے اعتبار سے ہو یا دنیا کے اعتبار سے ۔ دور جاہلیت میں بیت اللہ اور اس کے خدمت کے تمام مناصب مثلاً زمزم پلانا وغیرہ ان ہی کے پاس تھی بعض نے کہا اس سے مراد شان خلافت امامت ہے جیسا کہ احادیث میں آیا تو مراد لوگوں کا قریش کے تابع ہونا ہے اگر قریش مخالفت کریں تو لوگ ان کی مخالفت نہیں کرتے بلکہ اتباع کرتے ہیں ۔

۵۷۲۶ وَعَنْ جَابِرٍ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ النَّاسُ تَبَعٌ لِقُرَيْشٍ فِي الْخَيْرِ وَالشَّرِّ (رَوَاهُ مُسْلِمٌ)

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا : لوگ بھلائی اور برائی میں قریش کے تابع ہیں (مسلم)

۵۷۲۷ وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا يَزَالُ هٰذَا الْاَمْرُ فِي قُرَيْشٍ مَا بَقِيَ مِنْهُمُ اثْنَانِ (مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ)

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ، ہمیشہ یہ خلافت[1] قریش میں رہے گی جب تک ان میں دو[2] آدمی بھی باقی رہے ۔ (بخاری ، مسلم)

[1] خلافت انھی میں رہنی چاہیے اور غیر کے لیے شرعاً جائز نہیں ۔ صحابہ کے دور میں اس پر اجماع ہوا اور مہاجرین نے اسے ہی انصار کے خلاف دلیل بنایا ۔

[2] ان دو میں سے ایک خلیفہ ہوگا اور دوسرا تابع ۔ یہ بات بطور مبالغہ ہے ورنہ دو سے نظام خلافت نہیں بنتا ۔

۵۷۲۸ وَعَنْ مُعَاوِيَةَ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ اِنَّ هٰذَا الْاَمْرَ فِي قُرَيْشٍ لَا يُعَادِيْهِمْ اَحَدٌ اِلَّا كَبَّهُ اللّٰهُ عَلٰى وَجْهِهٖ مَا اَقَامُوا الدِّيْنَ (رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ)

حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا ، بیشک یہ خلافت[1] قریش میں رہے گی جو ان کی مخالفت کرے گا تو اللہ تعالیٰ اسے منہ کے بل اوندھا[2] کر دے گا جب تک دین کو قائم رکھیں[3] گے ۔ (بخاری)

[1] امر سے مراد خلافت ہے ۔

[2] اسے خوار و ذلیل فرماتا ہے ۔

[3] احکام دین کی اشاعت و ترویج سے کام لیں اور اگر ایسا نہ کریں تو انھیں معزول کر دیا جائے ۔ بعض کہتے ہیں کہ دین سے مراد نماز ہے اور دین و ایمان کا نماز پر اطلاق آتا ہے ۔ کیونکہ دوسری روایت میں اقاموا الصلوٰۃ ، بعض نے کہا انھیں نماز پر شوق و ذوق دلانا ہے کہ اگر انھوں نے اسے ترک کر دیا تو دیگر لوگ ان پر غالب آجائیں گے ۔

marfat.com
Marfat.com

۵۷۲۹ وَعَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ[۱] قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ لَا يَزَالُ الْإِسْلَامُ عَزِيْزًا اِلٰى اثْنَيْ عَشَرَ خَلِيْفَةً كُلُّهُمْ مِنْ قُرَيْشٍ وَفِيْ رِوَايَةٍ لَا يَزَالُ اَمْرُ النَّاسِ مَاضِيًا مَا وَلِيَهُمُ اثْنَا عَشَرَ رَجُلًا كُلُّهُمْ مِنْ قُرَيْشٍ وَفِيْ رِوَايَةٍ لَا يَزَالُ الدِّيْنُ قَائِمًا حَتّٰى تَقُوْمَ السَّاعَةُ اَوْ يَكُوْنَ عَلَيْهِمْ اثْنَا عَشَرَ خَلِيْفَةً كُلُّهُمْ مِنْ قُرَيْشٍ
(مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ)

حضرت جابر بن سمرہ[۱] رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا کہ بارہ خلفاء تک اسلام متواتر غالب رہے گا اور وہ سب قریش سے ہوں گے۔ دوسری روایت میں ہے کہ ہمیشہ لوگوں کا کام جاری رہے گا جب تک ان کے بارہ حکمران ہوں گے جو سارے قریش سے ہوں گے۔ ایک اور روایت میں ہے کہ دین ہمیشہ قائم رہے گا یہاں تک کہ قیامت آجائے گی یا ان پر بارہ خلفاء ہوں گے جو سارے قریش سے ہوں گے۔
(بخاری، مسلم)[۲]

[۱] جابر بن سمرہ، یہ حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کے بھانجے ہیں۔ یہ بیان کرتے ہیں بچے کھیل رہے تھے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا وہاں سے گزر ہوا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی کے ایک، اور کسی کے دونوں رخساروں پر شفقت ورحمت سے ہاتھ پھیرا۔ ان میں میں بھی شامل تھا تو میرا وہ رخسار دوسرے رخسار سے بہتر اور خوبصورت بنے

[۲] بعض طرق حدیث میں یہ بھی آیا ہے وَلَا يَكُوْنُ بَعْدِيْ لَا يَلْبَثُ اِلَّا قَلِيْلًا

اس روایت میں اشکال یہ ہے کہ ظاہراً حدیث سے معلوم ہو رہا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد مسلسل بارہ خلفاء ہوں گے اور ان کی وجہ سے احکام دین اور اسلام جاری وساری ہوں گے حالانکہ بعد کے حالات اس پر گواہی نہیں دیتے کیونکہ ان میں ایسے لوگ بھی ہیں جن میں ظلم وجور تھا مثلاً بنو مروان کا طریقہ پسندیدہ نہ تھا اور نہ ان کی سیرت بہتر تھی۔ نیز حدیث میں یہ آیا ہے میرے بعد خلافت تیس سال ہو گی پھر ملوکیت ہو گی۔ اس پر علماء کا اتفاق ہے تیس سال کے بعد ملوکیت ہے نہ کہ خلافت۔ اس اشکال کی مختلف توجیہات کی گئی ہیں۔ پہلی یہ ہے کہ مراد بارہ افراد ہیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی سلطنت وہ چلائیں گے اور وہ مسلمانوں کے امور کو سرانجام دیں گے خواہ ان میں جابر اور دائرہ عمل سے خارج ہوں گے تو ولید بن یزید بن عبد الملک جو بارہویں ہیں کے دور میں اختلال واقع ہوا، اس کے چچا ہشام کی نوتیدگی پر لوگوں نے اسے سربراہ بنایا اور چار سال بعد اس کے خلاف اٹھ کھڑے ہوئے اور اسے قتل کر دیا پھر فتنے شروع ہو گئے اور احوال میں تبدیلی آگئی۔ یہ قاضی عیاض مالکی کی توجیہ ہے۔ شیخ ابن حجر عسقلانی نے فرمایا کہ اس حدیث میں راجح ترین قول یہی ہے یہ بھی کہا گیا کہ اس کی تائید دوسری روایت کے ان الفاظ سے ہوئی ہے کلمۃ یجتمع علیہ امر الناس (ان پر لوگوں کا معاملہ جمع ہو گا) اجتماع سے مراد ان کی بیعت پر اتفاق اور ان کی اطاعت ہے اگرچہ بکراہت ہی ہو اور حدیث ان کے دین، عدالت اور حقانیت کی مدح کے لیے نہیں مگر ان کے انتظام، اجتماع اور اتحاد پر ہے اور تیس سال والی خلافت، خلافتِ کبریٰ ہے

marfat.com
Marfat.com

جو خلافت نبوت ہے اور یہ مذکور خلافت امارت ہے کیونکہ خلفاء راشدین کے بعد بھی امراء پر خلفاء کا لفظ شائع رہا جیسا کہ کہا جاتا ہے خلفاءِ عباسیہ اگرچہ مجازاً سہی۔ واضح رہے یہ قول سیاقِ حدیث سے مناسبت نہیں رکھتا کیونکہ اس میں ہے کہ اسلام ہمیشہ غالب اور دین قائم رہے گا۔ ہاں دوسری روایت کے مناسب ہے لَا يَزَالُ أَمْرُ النَّاسِ مَاضِيًا تو پہلی حدیث میں واضح طور پر ان کی عدالت اور قوتِ اسلام کا تذکرہ ہے۔ واللہ اعلم۔ دوسری توجیہ یہ ہے کہ مراد خلفاء عادل اور اچھے امراء ہیں جو حقیقۃً اسمِ خلافت کے مستحق ہیں لیکن کہاں لازم ہے کہ وہ مسلسل ہوں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان پورا ہوگا خواہ قربِ قیامت تک ہو۔ شیخ توریشتی کہتے ہیں اس حدیث کا یہی معنی درست و جامع ہے۔ تیسری توجیہ یہ ہے یہ امام مہدی کے وصال کے بعد کی بات ہے اور اس میں اس کی خبر دی گئی ہے۔ دوسری حدیث میں ہے کہ جب امام مہدی کا وصال ہوگا تو پانچ آدمی امام حسن مجتبیٰ کی اولاد سے سربراہ بنیں گے۔ پھر امام حسین شہید رضی اللہ عنہ کی اولاد سے پانچ امراء ہوں گے۔ ان میں سے آخری اولادِ حسن کے وصیت کرے گا پھر اس کے بعد اس کی اولاد حکومت بنائے گی۔ اس طرح بارہ پورے ہو جائیں گے۔ ان میں سے ہر کوئی امام عادل، ہادی اور مہدی ہوں گے یہ توجیہ خوب ہے۔ اگر اس میں یہ حدیث صحیح وارد ہے اور حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہما سے امام مہدی کے اوصاف میں مروی ہے۔ اللہ تعالیٰ ان کے وجود اور عدل کی وجہ سے غم و پریشانی دور کرے گا۔ ظلم و فساد ختم فرما دے گا۔ ان کے بعد ڈیڑھ صدی تک بارہ افراد امراء بنیں گے پھر زمانہ ختم ہو جائے گا۔ چوتھی توجیہ یہ ہے کہ مراد ایک ہی زمانہ میں بارہ افراد ہیں اور ہر ایک کی ایک ایک طائفہ اتباع کرے گا اس کی تائید وہ واقعات کرتے ہیں جو خلفاء کے زمانہ کے بعد ہوتے تو اب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا مقصود اس کے بعد فتنوں کا ظہور ہے کہ ایک ہی وقت میں بارہ خلفاء ہوں گے۔ الغرض ان خلفاء کے دور تک اسلام کا غلبہ ہوگا مگر ان کے دور میں حالات خراب ہو جائیں گے لیکن سابقہ توجیہات سے پتہ چلتا ہے کہ ان بارہ خلفاء کے دور میں نظم اور انتظام خوب ہوگا اور ان کے بعد اختلال پیدا ہوگا۔ اس حدیث کے تحت شارحین نے بھی بیان کیا۔ واللہ اعلم بمراد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

۵۷۳۰ وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ غِفَارٌ غَفَرَ اللّٰهُ لَهَا وَأَسْلَمُ سَالَمَهَا اللّٰهُ وَعُصَيَّةُ عَصَتِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهُ.
(مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ)

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: غفار[1] قبیلے کو اللہ تعالیٰ نے معاف فرما دیا۔ اسلم[2] قبیلے کو اللہ تعالیٰ نے سلامت رکھا اور عصیہ قبیلے نے اللہ اور اس کے رسول کی نافرمانی کی۔ (مسلم، بخاری)

[1] غِفار، غین کے نیچے زیر، قبیلہ کا نام ہے، حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ اسی سے ہیں۔ ان کے لیے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا فرمائی، یہ بھی احتمال ہے کہ ان کی مغفرتِ الٰہی کی خبر دی ہو۔
[2] اسلم، یہ بھی قبیلہ کا نام ہے، اس کی نسبت اسلمی کی طرف ہے۔

marfat.com
Marfat.com

۳؎ ان کے موافق معاملہ فرماتے اور ان کو تکلیف نہ دے ان کے لیے دعا کی وجہ یہ ہے کہ لڑائی کے بغیر ایمان لائے، اس میں بھی خبر کا احتمال ہے۔

۴؎ عصیہ۔ عین پر پیش، صاد پر فتحہ، یا مشدد

۵؎ یہ وہ قبیلہ ہے جس نے بئرِ معونہ کے پاس حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے قرّاء کو شہید کیا تھا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے خلاف قنوت کی صورت میں دعا کی۔ یہ قطعی طور پر خبر ہے اس میں دعا کا ہرگز احتمال نہیں یہ واضح کر رہی ہے کہ پہلی بھی خبر ہی ہے۔

۵۷۲۱ وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قُرَیْشٌ وَالْاَنْصَارُ وَجُهَیْنَةُ وَمُزَیْنَةُ وَاَسْلَمُ وَغِفَارٌ وَاَشْجَعُ مَوَالِیَّ لَیْسَ لَهُمْ مَوْلٰى دُوْنَ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ (مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: قریش، انصار، جہینہ[۱]، مزینہ[۲]، اسلم، غفار اور اشجع[۳] مجھے عزیز ہیں۔ اللہ اور اس کے رسول کے سوا ان کا کوئی دوست[۴] نہیں ہے۔

۱؎ جہینہ، جیم پر پیش، ہاء پر زبر، یاء ساکن

۲؎ مزینہ، میم پر پیش، ناء پر زبر، یاء ساکن

۳؎ اشجع، ہمزہ پر زبر، شین ساکن اور جیم

۴؎ مولیٰ، ناصر، محب، اس صورت میں موالی کی یاء پر زبر اور یہ مولیٰ کی جمع ہے لیکن موال بھی آیا ہے میم پر زبر، لام کے نیچے زیر بار تنوین۔ یعنی ان میں سے بعض، بعض کے مددگار ہیں۔

۵۷۲۲ وَعَنْ اَبِیْ بَكْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَسْلَمُ وَغِفَارٌ وَمُزَیْنَةُ وَجُهَیْنَةُ خَیْرٌ مِّنْ بَنِیْ تَمِیْمٍ وَّمِنْ بَنِیْ عَامِرٍ وَالْحَلِیْفَیْنِ بَنِیْ اَسَدٍ وَغَطَفَانَ (مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ)

حضرت ابوبکرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اسلم، غفار، مزینہ، اور جہینہ چاروں بنی تمیم سے بہتر ہیں۔ نیز بنی اسد[۱] اور غطفان سے بھی۔ (بخاری، مسلم)

۱؎ سبقت اسلام اور حسن اعمال کی وجہ سے، بنو تمیم کے حوالے سے بخاری میں حدیث غریب ہے، حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے انھیں فرمایا بنو تمیم تمھیں بشارت ہو جوابًا انھوں نے کہا ہمیں دنیوی بشارت دو یعنی بشارت موقوف ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم ناراض ہوئے اور قبیلہ اشعری سے فرمایا تمھیں بشارت ہو۔ اشعری قبیلہ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی بشارت کو قبول فرمالیا۔ یہ عدم قبولیت کی وجہ سے بنو تمیم پر غایت درجہ کی احتیاج، اضطرار اور دنیا کی طرف رغبت ہوگی نہ کہ از روئے کفر و انکار۔ اس قبیلہ کی شدت و جفا کے متعدد واقعات منقول ہیں انھیں کیا بیان کریں۔ عفا اللہ عنہم۔

marfat.com
Marfat.com

سلہ بنو اسد اور بنو غطفان، غین پر زبر، یہ دونوں آپس میں حلیف تھے اور ایک دوسرے کے ساتھ تعاون پر قسم کھائی ہوئی تھی جیسا کہ عربوں کا معمول تھا۔

۵۶۲۲ وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ مَا زِلْتُ اُحِبُّ بَنِیْ تَمِیْمٍ مُنْذُ ثَلٰثٍ سَمِعْتُ مِنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ فِیْهِمْ سَمِعْتُهٗ یَقُوْلُ هُمْ اَشَدُّ اُمَّتِیْ عَلَی الدَّجَّالِ وَقَالَ وَجَاءَتْ صَدَقَاتُهُمْ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ هٰذِهٖ صَدَقَاتُ قَوْمِنَا وَكَانَتْ سَبِیَّةٌ مِّنْهُمْ عِنْدَ عَائِشَةَ فَقَالَ اَعْتِقِیْهَا فَاِنَّهَا مِنْ وُّلْدِ اِسْمٰعِیْلَ (مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ تین باتوں کے باعث میں ہمیشہ بنی تمیم سے محبت رکھتا ہوں کیونکہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ان کے متعلق فرماتے ہوئے سنا۔ میری امت میں یہ دجال پر سب سے زیادہ سخت ہوں گے۔ ان کے صدقے آئے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: یہ ہماری قوم کے صدقے ہیں۔ ان میں سے ایک لونڈی حضرت عائشہ کے پاس تھی تو فرمایا کہ اسے آزاد کر دو کیونکہ یہ حضرت اسمٰعیل کی اولاد سے ہے (بخاری، مسلم)

سلہ دجال کے ساتھ جدال و نزاع اور اجتناب میں۔
سلہ بجہت تکریم و شرافت
سلہ سبیۃ، سین پر زبر یا ومشدد
سلہ یعنی یہ عربی ہے اور عرب اولادِ اسمٰعیل ہیں۔ یہ صفت اگرچہ تمام عربوں میں مشترک ہے اور یہ بنو تمیم کے ساتھ مخصوص نہیں لیکن اس کے باوجود یہ کلمات عنایت اور تشریف کے ہیں۔ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ عربوں کو غلام بنانا جائز ہے۔

الفصل الثانی

دوسری فصل

۵۶۲۳ عَنْ سَعْدٍ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ یُّرِدْ هَوَانَ قُرَیْشٍ اَهَانَهُ اللّٰهُ۔ (رَوَاهُ التِّرْمِذِیُّ)

حضرت سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو قریش کی اہانت کا ارادہ کرے گا تو اللہ تعالیٰ اس کو ذلیل کرے گا (ترمذی)

سلہ آئمہ ہوں یا غیر آئمہ۔ اگر آئمہ ہیں تو بات واضح ہے اور اگر آئمہ نہیں تو اس وجہ سے کہ انہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نسبت کی وجہ سے شرف فضل حاصل ہے۔

۵۶۲۵ وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَللّٰهُمَّ

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا مانگی: اے اللہ!

marfat.com
Marfat.com

اَذَقْتَ اَوَّلَ قُرَيْشٍ نَكَالًا فَاَذِقْ اٰخِرَهُمْ نَوَالًا (رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ)

تو نے قریش کے پہلے لوگوں کو عذاب[1] چکھایا تو ان کے پچھلے لوگوں پر عنایتیں[2] فرما۔ (ترمذی)

[1] نکال، نون پر زبر، عمل کی سزا دینا تاکہ دوسرے عبرت حاصل کریں۔ نوال، عطاء واحسان

[2] قریش میں خواری، ذلت، رسوائی، حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے انکار کی وجہ سے تھے اور جو (اسلام لانے پر) ان کو عزت، دولت، امارت نصیب ہو وہ بیان سے باہر ہے۔

٥٧٣٦ / ١٢ عَنْ اَبِيْ عَامِرِنِ الْاَشْعَرِيِّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نِعْمَ الْحَيُّ الْاَسْدُ وَالْاَشْعَرُوْنَ لَا يَفِرُّوْنَ فِي الْقِتَالِ وَلَا يَغُلُّوْنَ وَهُمْ مِنِّيْ وَاَنَا مِنْهُمْ (رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ هٰذَا حَدِيْثٌ غَرِيْبٌ)

حضرت ابوعامر اشعری[1] رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اچھا قبیلہ اسد[2] اور اشعریوں کا ہے جو نہ جہاد کے وقت بھاگیں اور نہ غنیمتوں میں خیانت[3] کریں لہذا وہ مجھ سے ہیں اور میں ان سے ہوں۔ اسے ترمذی نے روایت کیا اور کہا کہ یہ حدیث غریب ہے۔

[1] ابوعامر اشعری، کبار صحابہ سے ہیں، غزوہ حنین کے موقعہ پر شہید ہوئے۔ اوطاس کے موقعہ پر امیر تھے جب ان کی شہادت کی خبر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو پہنچی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا کے لیے ہاتھ اٹھا دیئے اور عرض کیا اسے اپنے بندوں میں بلند مقام عطا فرما۔

[2] اسد، ہمزہ پر زبر، سین ساکن، ان کے والد کا تعلق یمن سے تھا اسے ازد شنوءہ بھی کہتے ہیں انصار اس کی اولاد ہیں۔ اشعر، عمرو بن حارثہ اسدی کا لقب ہے یہ بھی یمنی قبیلہ ہے۔ حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ اور ان کی قوم انھی کی اولاد میں سے ہیں۔ اس وجہ سے انھیں اشعریین کہا جاتا ہے۔ اشعرون یعنی یاء کو حذف بھی کر دیتے ہیں۔

[3] لا یغلون، یاء پر زبر غین پر پیش، غنیمت میں خیانت نہیں کرتے۔

٥٧٣٧ / ١٢ وَعَنْ اَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَلْاَزْدُ اَزْدُ اللّٰهِ فِي الْاَرْضِ يُرِيْدُ النَّاسُ اَنْ يَّضَعُوْهُمْ وَيَاْبَى اللّٰهُ اِلَّا اَنْ يَّرْفَعَهُمْ وَلَيَاْتِيَنَّ عَلَى النَّاسِ زَمَانٌ يَقُوْلُ الرَّجُلُ يَا لَيْتَ اَبِيْ كَانَ اَزْدِيًّا وَيَا لَيْتَ اُمِّيْ كَانَتْ اَزْدِيَّةً۔ (رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ هٰذَا حَدِيْثٌ غَرِيْبٌ)

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: قبیلہ ازد[1] والے زمین میں اللہ کی فوج ہیں لوگ انھیں پست کرنا چاہیں گے جب کہ اللہ تعالیٰ ایسا نہیں چاہے گا بلکہ انھیں رفعت دے گا اور لوگوں پر ایک زمانہ ایسا ضرور آئے گا جب کہ آدمی کہے گا: کاش میرے ابا جان ازدی[2] ہوتے کاش میری امی جان ازد قبیلے سے ہوتیں۔ اسے ترمذی نے روایت کیا اور کہا کہ یہ حدیث غریب ہے۔

marfat.com
Marfat.com

[1] اس لقب کی شہرت کی وجہ سے یا برائے شرف جیسے ناقۃ اللہ یا حزب خدا اور نصرت رسول کی وجہ سے لقب، بعض نے کہا اسد اللہ بمعنی اسد اللہ ہے کہ معرکہ میں جرأت وشجاعت کے شیر تھے۔

[2] مرتبہ ازدیاں اس قدر بلند ہے کہ ہر کوئی رشک کرتے ہوئے کہے گا کاش ہم ان میں سے ہوتے۔

۵۷۳۸ [14] وَعَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ قَالَ مَاتَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ يَكْرَهُ ثَلٰثَةَ اَحْيَاءٍ ثَقِيْفٍ وَبَنِيْ حُنَيْفَةَ وَبَنِيْ اُمَيَّةَ (رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ هٰذَا حَدِيْثٌ غَرِيْبٌ)

حضرت عمران بن حصین[1] رضی اللہ عنہ نے فرمایا: کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے وفات پائی تو آپ تین قبائل کو ناپسند فرماتے تھے۔ ثقیف[2]، بنی حنیفہ[3] اور بنی امیہ[4] کو۔ اسے ترمذی نے روایت کیا اور کہا کہ یہ حدیث غریب ہے۔

[1] عمران بن حصین، حصین، حاء پہ پیش، صاد پر زبر مشاہیر صحابہ میں سے ہیں۔ خیبر کے سال حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ اسلام لائے۔ تیس سال اس طرح بستر بیماری پر رہے کہ اٹھنے بیٹھنے کی قوت نہ تھی۔ ملائکہ انھیں سلام کہتے۔ ایک دوست نے حالت بیماری میں دیکھا تو رو پڑے، فرمایا مت رو، میں تمھیں بتاتا ہوں ملائکہ میری ملاقات کے لیے آتے ہیں اور سلام کہتے ہیں اور میں ان کا سلام سنتا ہوں مگر تجھے قسم دلاتا ہوں جب تک میں زندہ ہوں کسی سے یہ راز فاش نہ کرنا۔

[2] ثقیف، حجاج بن یوسف مشہور ظالم اسی قبیلہ سے تھا۔

[3] بنو حنیفہ، مسیلمہ کذاب ان سے تھا۔

[4] بنو امیہ، عبیداللہ بن زیاد قاتل امام حسین بن علی رضی اللہ عنہم ان ہی میں سے ہے اسی طرح کہا گیا ہے اس قائل پہ تعجب ہے کہ اس نے یزید کا نام نہیں لیا جس نے عبیداللہ بن زیاد کو قتل کا حکم دیا تھا بلکہ جو کچھ ہوا اسی کے حکم اور رضا سے ہوا۔ باقی بنو امیہ نے بھی اپنے اعمال میں کوتاہیاں نہیں کیں۔ یزید اور عبیداللہ کو کیا کہا جائے۔ حدیث میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خواب میں دیکھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے منبر پہ بندر کھیل رہے ہیں۔ اس کی تعبیر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بنو امیہ سے فرمائی۔ دیگر بہت سی چیزیں ہیں۔ کیا کیا بیان کیا جائے؟

۵۷۳۹ [15] وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ ثَقِيْفٍ كَذَّابٌ وَّمُبِيْرٌ قَالَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عَصْمَةَ يُقَالُ الْكَذَّابُ هُوَ الْمُخْتَارُ بْنُ اَبِيْ عُبَيْدٍ وَالْمُبِيْرُ هُوَ الْحَجَّاجُ بْنُ يُوْسُفَ وَقَالَ هِشَامُ بْنُ حَسَّانٍ اَحْصَوْا مَا قَتَلَ الْحَجَّاجُ

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ثقیف میں ایک بہت جھوٹا اور ایک بہت بڑا ظالم[1] ہے۔ عبداللہ بن عصمہ[2] نے فرمایا کہا جاتا ہے کہ بہت جھوٹا تو مختار بن ابو عبید[3] ہے اور بہت بڑا ظالم حجاج بن یوسف ہے ہشام[4] بن حسان نے فرمایا۔ حجاج نے جن کو باندھ کر

marfat.com
Marfat.com

صَبْرًا فَبَلَغَ مِائَةَ أَلْفٍ وَعِشْرِينَ أَلْفًا -

رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَرَوَى مُسْلِمٌ فِي الصَّحِيحِ حِينَ قَتَلَ الْحَجَّاجُ عَبْدَ اللّٰهِ ابْنَ الزُّبَيْرِ قَالَتْ أَسْمَاءُ إِنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَدَّثَنَا أَنَّ فِي ثَقِيفٍ كَذَّابًا وَّمُبِيرًا فَأَمَّا الْكَذَّابُ فَرَأَيْنَاهُ وَأَمَّا الْمُبِيرُ فَلَا إِخَالُكَ إِلَّا إِيَّاهُ. وَسَيَجِيءُ تَمَامُ الْحَدِيثِ فِي الْفَصْلِ الثَّالِثِ -

قتل کیا، لوگوں نے شمار کیا تو ان کی تعداد ایک لاکھ بیس[۵] ہزار تک پہنچی۔

ترمذی اور مسلم نے اپنی صحیح میں روایت کی ہے کہ جب حجاج نے حضرت عبداللہ بن زبیر کو شہید کیا تو حضرت اسماء[۶] نے فرمایا۔ بیشک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم سے ارشاد فرمایا تھا کہ ثقیف میں ایک بہت جھوٹا اور ایک بہت بڑا ظالم ہے۔ پس بہت ہی جھوٹے کو تو ہم نے دیکھ لیا[۷]۔ رہا بہت ظالم تو میرے خیال میں وہ یہی ہے اور مکمل حدیث عنقریب تیسری[۸] فصل میں آرہی ہے۔

[۱] مبیر، میم پر پیش، باء کے نیچے زیر، یاء ساکن

[۲] عبداللہ بن عصمہ، تابعی حجازی ثقہ ہیں۔ یہ کذاب اور مبیر کا تعین ہے۔

[۳] مختار بن ابی عبیدہ، عین پر پیش

[۴] ہشام بن حسان، سین مشدد، ثقہ ہیں یہ بڑے بڑے آئمہ حدیث کے شاگرد ہیں مثلاً امام حسن، ابن سیرین اور یہ امام حسن بصری کی احادیث سے سب سے زیادہ آگاہ ہیں اور بہت بڑے بزرگ تھے۔

[۵] یہ بھی منقول ہے کہ اس کی جیل سے پچاس ہزار آدمی برآمد ہوئے اور اس کی جیل کی چھت نہیں ہوا کرتی تھی۔

[۶] یہ ابن زبیر رضی اللہ عنہ کی والدہ ہیں۔

[۷] یہ حجاج سے خطاب تھا۔

[۸] حجاج کے احوال تو مشہور ہیں، ان کے ذکر کی ضرورت ہی نہیں۔ مختار بن ابی عبید بن مسعود ثقفی، ان کے والد اجل[۱] صحابہ میں سے ہیں۔ مختار کی ولادت سال ہجرت میں ہوئی اس کو صحبت و روایت حاصل نہیں۔ منقول ہے کہ پہلے علم، فضل، خیر میں مشہور تھا۔ باطن اس کے خلاف ہے حتیٰ کہ عبداللہ بن زبیر سے جدا ہوا، طلب امارت کی اور دنیا کی رغبت کا اظہار کیا تو اس وقت باطن کو ظاہر کیا اور بطلان عقیدہ کو ظاہر کیا۔ پھر اس سے کسی ایسے کبائر کا اظہار ہوا جو دین کے مخالف تھیں یہ بھی منقول ہے اس نے دعویٰ نبوت اور نزول وحی بھی کیا واللہ اعلم۔ ان کے والد حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے دور میں امیر تھے۔ مختار اپنے چچا کی صحبت میں تھا اور ان کیساتھ

---

[۱] شیخ نے یہ کیا فرما دیا ان کے والد تو بالاتفاق ثقہ تابعی ہیں۔ مولوی امیر علی مرحوم

marfat.com
Marfat.com

صحیح عقیدہ اور اہلِ بیت کی محبت کا دم بھرتا۔ ان کے بعد اہلِ بیت کے ساتھ اس کی عداوت سامنے آئی۔ امام حسین رضی اللہ عنہ کی شہادت کے بعد ان سے اظہارِ محبت کیا اور یزیدیوں سے بدلہ لیتے ہوئے بڑے لوگ قتل کیے منقول یہی ہے کہ اس نے یہ سارا کچھ طلبِ دنیا اور امارت کے لیے ہی کیا حتیٰ کہ ۶۷ھ میں حضرت مصعب بن زبیر کی امارت کے دور میں کوفہ میں قتل ہوا۔ اہلِ علم اسے کذابوں میں شمار کرتے ہیں۔ اس حدیث کو جس میں کہ ثقیف سے کذاب اور مبیر ہوں گے حجاج پر محمول کرتے ہیں۔

۵۷۴۰/۱۶ وَعَنْ جَابِرٍ قَالَ قَالُوْا يَارَسُوْلَ اللّٰهِ اَحْرَقَتْنَا نِبَالُ ثَقِيْفٍ فَادْعُ اللّٰهَ عَلَيْهِمْ قَالَ اَللّٰهُمَّ اهْدِ ثَقِيْفًا (رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ)

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ لوگ عرض گزار ہوئے یا رسول اللہ! ثقیف کے تیروں نے ہمیں جلا ڈالا ہے۔ لہٰذا آپ اللہ تعالیٰ سے ان کے خلاف دعا کریں۔ آپ نے کہا اے اللہ ثقیف کو ہدایت دے۔ (ترمذی)

۵۷۴۱/۱۷ وَعَنْ عَبْدِ الرَّزَّاقِ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ مِيْنَاءَ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ كُنَّا عِنْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَجَاءَ رَجُلٌ اَحْسِبُهُ مِنْ قَيْسٍ فَقَالَ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ الْعَنْ حِمْيَرًا فَاَعْرَضَ عَنْهُ ثُمَّ جَاءَهُ مِنَ الشِّقِّ الْاٰخَرِ فَاَعْرَضَ عَنْهُ ثُمَّ جَاءَهُ مِنَ الشِّقِّ الْاٰخَرِ فَاَعْرَضَ عَنْهُ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَحِمَ اللّٰهُ حِمْيَرًا اَفْوَاهُهُمْ سَلَامٌ وَاَيْدِيْهِمْ طَعَامٌ وَهُمْ اَهْلُ اَمْنٍ وَاِيْمَانٍ (رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ هٰذَا حَدِيْثٌ غَرِيْبٌ لَا نَعْرِفُهُ اِلَّا مِنْ حَدِيْثِ عَبْدِ الرَّزَّاقِ وَيُرْوٰى عَنْ مِيْنَاءَ هٰذَا اَحَادِيْثُ مَنَاكِيْرُ)

عبدالرزاق[1]، ان کے والد ماجد[2]، میناء[3] حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر تھے تو ایک آدمی آیا جو میرے خیال میں قیس[4] سے تھا اور عرض گزار ہوا یا رسول اللہ! حمیر پر لعنت[5] فرمائیے۔ آپ نے اس کی طرف سے منہ پھیر لیا پھر وہ اس جانب سے آیا تب بھی منہ پھیر لیا پھر وہ سامنے آیا اور تب بھی منہ پھیر لیا اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم یوں گویا ہوئے۔ اللہ تعالیٰ حمیر پر رحم فرمائے کہ ان کے منہ سلامتی والے، ان کے ہاتھ کھانے[6] والے اور وہ امن و ایمان والے ہیں اسے ترمذی نے روایت کیا اور کہا کہ یہ حدیث غریب ہے اسے ہم نہیں پہچانتے مگر حدیث عبدالرزاق سے اور اس میناء سے منکر حدیثیں روایت کی جاتی ہیں۔

---

[1] عبدالرزاق بن ہمام، اعلام و اعیان ملت میں سے ہیں۔ صاحب تصانیف کثیرہ ہیں۔ امام احمد بن حنبل اور امام یحییٰ بن حصین دونوں ان کے تلامذہ میں سے ہیں۔

[2] ہمام بن نافع

[3] میناء، میم کے نیچے زیر۔ ضعیف تابعی ہیں اور یہ حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ کے

marfat.com
Marfat.com

آزاد کردہ غلام ہیں۔

۴ قیس، قبیلہ کا نام ہے، قاف پر زبر یاء ساکن

۵ حِمْیَرْ حاء کے نیچے زیر، میم ساکن، یمن کا مشہور قبیلہ ہے۔

۶ وہ صفات کے جامع ہیں، ان میں تواضع اور سخاوت ہے جو مکارم اخلاق اور لوگوں کے حقوق کی ادائیگی میں اوّل ہیں۔

۷ اگرچہ امام عبدالرزاق ثقہ اور قوی ہیں۔ مگر مِیناء ضعیف ہے

۵۷۴۲/۱۸ وَعَنْهُ قَالَ قَالَ لِيَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِمَّنْ اَنْتَ قُلْتُ مِنْ دَوْسٍ قَالَ مَاكُنْتُ اُرٰى اَنَّ فِيْ دَوْسٍ اَحَدًا فِيْهِ خَيْرٌ۔

(رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ)

ان ہی سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے فرمایا: تم کس قبیلے سے ہو؟ عرض گزار ہوا کہ دوس[1] سے۔ فرمایا کہ میں گمان نہیں کرتا تھا کہ دوس میں کوئی ایک بھی ایسا ہو جس میں بھلائی ہو[2]۔ (ترمذی)

۱ دوس، دال پہ زبر، واؤ ساکن، آخر میں سین

۲ اس میں حضرت ابُوہریرہ رضی اللہ عنہ کی منقبت ہے اور دوس کی مذمت کہ اگر اس میں ابوہریرہ نہ ہوتے تو اس میں خیر نہ ہوتی۔

۵۷۴۳/۱۹ وَعَنْ سَلْمَانَ قَالَ قَالَ لِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تُبْغِضْنِيْ فَتُفَارِقَ دِيْنَكَ قُلْتُ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ كَيْفَ اُبْغِضُكَ وَبِكَ هَدَانَا اللّٰهُ قَالَ تُبْغِضُ الْعَرَبَ فَتُبْغِضُنِيْ۔

(رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ غَرِيْبٌ)

حضرت سلمان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے فرمایا: مجھ سے عداوت نہ رکھنا ورنہ تم دین سے دُور ہو جاؤ گے۔ میں عرض گزار ہوا کہ یارسول اللہ! میں آپ سے کس طرح عداوت رکھ سکتا ہوں جب کہ اللہ تعالیٰ نے ہمیں آپ کے ذریعے ہدایت فرمائی ہے۔ فرمایا کہ تم نے اہلِ عرب سے عداوت رکھی تو مجھ سے عداوت[1] رکھی۔ اسے ترمذی نے روایت کیا۔

۱ یا یہ معنی ہے کہ تم عجمیت کی وجہ سے عرب کی مخالفت کرتے ہو، کیونکہ اصلاً ان میں تکبرا ورعربوں کے ساتھ سوءِ ادب تھا یا بعض دیہاتیوں کے ساتھ ہو سکتا ہے۔ تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے انھیں اس میں احتیاط کا حکم دیا تاکہ بُغض پیدا ہی نہ ہو۔

۵۷۴۴/۲۰ وَعَنْ عُثْمَانَ بْنِ عَفَّانَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ غَشَّ

حضرت عثمان بن عفّان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، جو اہلِ عرب کو

marfat.com
Marfat.com

الْعَرَبَ لَمْ يَدْخُلْ فِیْ شَفَاعَتِیْ وَلَمْ تَنَلْهُ مَوَدَّتِیْ - رَوَاهُ التِّرْمِذِیُّ وَقَالَ هٰذَا حَدِیْثٌ غَرِیْبٌ لَا نَعْرِفُهٗ اِلَّا مِنْ حَدِیْثِ حُصَیْنِ بْنِ عُمَرَ وَلَیْسَ هُوَ عِنْدَ اَهْلِ الْحَدِیْثِ بِذَاكَ الْقَوِیِّ

دھوکا دے وہ میری شفاعت پانے والوں میں داخل نہیں ہوگا اور اسے میری محبت میسر نہیں آئے گی ۔ روایت کیا اسے ترمذی نے اور کہا یہ حدیث غریب ہے ، ہم اسے نہیں پہچانتے مگر حدیث حصین بن عمر[۱] سے اور وہ محدثین کے نزدیک زیادہ قوی نہیں ہے ۔

[۱] حصین بن عمرو ، حا پر پیش ، صاد پر زبر

۵۷۴۵/۲۱ وَعَنْ اُمِّ الْحَرِیْرِ مَوْلَاةِ طَلْحَةَ بْنِ مَالِكٍ قَالَتْ سَمِعْتُ مَوْلَایَ یَقُوْلُ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مِنْ اِقْتِرَابِ السَّاعَةِ هِلَاكُ الْعَرَبِ

(رَوَاهُ التِّرْمِذِیُّ)

ام حریر[۱] مولاۃ طلحہ بن مالک[۲] سے روایت ہے کہ میں نے اپنے آقا کو فرماتے ہوئے سنا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا : اہلِ عرب کا ہلاک ہونا قیامت کے قریب آجانے کی نشانی ہے ۔

(ترمذی)

[۱] اُمّ الحریر ، حاء پر زبر ، راء کے نیچے زیر ، تابعیہ ہیں ۔

[۲] طلحہ بن مالک ، صحابی ہیں ۔

۵۷۴۶/۲۲ وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ الْمُلْكُ فِیْ قُرَیْشٍ وَالْقَضَاءُ[۱] فِی الْاَنْصَارِ وَالْاَذَانُ فِی الْحَبْشَةِ وَالْاَمَانَةُ فِی الْاَزْدِ یَعْنِی الْیَمَنَ وَفِیْ رِوَایَةٍ مَوْقُوْفًا

(رَوَاهُ التِّرْمِذِیُّ وَقَالَ هٰذَا اَصَحُّ)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا : بادشاہی قریش میں ، قضا انصار[۱] میں ، اذان حبشہ[۲] میں اور امانت ازد یعنی یمن میں ہے ۔ اس حدیث کی ایک روایت موقوف ہے ۔ اسے ترمذی نے روایت کیا اور کہا یہ بہت ہی صحیح ہے ۔

[۱] اس سے مراد فقاہت ہے جیسا کہ بارہ نقباء انصار ہی سے تھے بلکہ مراد بمعنی شور قضا ہے ۔ جیسا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کو قضا کے لیے بھیجا تھا ۔

[۲] جیسا کہ حضرت بلال رضی اللہ عنہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے مؤذن بنے ۔

الفصل الثالث

تیسری فصل

۵۷۴۷/۲۳ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مُطِیْعٍ عَنْ اَبِیْهِ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ یَوْمَ الْفَتْحِ مَكَّةَ لَا یُقْتَلُ قُرَشِیٌّ

عبداللہ بن مطیع[۱] کے والد ماجد نے فرمایا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فتح مکہ کے روز فرماتے ہوئے سنا کہ آج کے بعد قیامت تک کسی قریشی کو باندھ کر

marfat.com
Marfat.com

صَبْرًا بَعْدَ هٰذَا الْيَوْمِ اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ (رَوَاهُ مُسْلِمٌ)

قتل نہ کیا جائے۔ (مسلم)

لہ عبداللہ بن مطیع، سادات قریش میں سے ہیں۔
لہ۲ مطیع صحابی ہیں۔ ان کا نام عاصی تھا، حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کا نام مطیع رکھا۔
لہ۳ بعض نے کہا کہ مراد یہ ہے کسی قریشی کو حبس کے ساتھ قتل نہ کیا جائے۔ بعض نے کہا کہ ان میں سے کسی کو بسبب ارتداد قتل نہیں کیا جائے گا۔

$\frac{۵۷۴۸}{۲۴}$ وَعَنْ اَبِیْ نَوْفَلٍ مُعَاوِيَةَ بْنِ مُسْلِمٍ قَالَ رَأَيْتُ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ الزُّبَيْرِ عَلٰى عَقَبَةِ الْمَدِيْنَةِ قَالَ فَجَعَلَتْ قُرَيْشٌ تَمُرُّ عَلَيْهِ وَالنَّاسُ حَتّٰى مَرَّ عَلَيْهِ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ فَوَقَفَ عَلَيْهِ فَقَالَ السَّلَامُ عَلَيْكَ اَبَا خُبَيْبٍ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ اَبَا خُبَيْبٍ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ اَبَا خُبَيْبٍ اَمَا وَاللّٰهِ لَقَدْ كُنْتُ اَنْهَاكَ عَنْ هٰذَا اَمَا وَاللّٰهِ لَقَدْ كُنْتُ اَنْهَاكَ عَنْ هٰذَا اَمَا وَاللّٰهِ لَقَدْ كُنْتُ اَنْهَاكَ عَنْ هٰذَا اَمَا وَاللّٰهِ اِنْ كُنْتَ مَا عَلِمْتُ صَوَّامًا قَوَّامًا وَصُوْلًا لِلرَّحِمِ اَمَا وَاللّٰهِ لَاُمَّةٌ اَنْتَ شَرُّهَا لَاُمَّةُ سُوْءٍ وَفِيْ رِوَايَةٍ لَاُمَّةُ خَيْرٍ ثُمَّ نَفَذَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ فَبَلَغَ الْحَجَّاجَ مَوْقِفُ عَبْدِ اللّٰهِ وَقَوْلُهٗ وَاَرْسَلَ اِلَيْهِ فَاُنْزِلَ عَنْ جِذْعِهٖ فَاُلْقِيَ فِيْ قُبُوْرِ الْيَهُوْدِ ثُمَّ اَرْسَلَ اِلٰى اُمِّهٖ اَسْمَاءَ بِنْتِ اَبِيْ بَكْرٍ فَاَبَتْ اَنْ تَاْتِيَهٗ فَاَعَادَ عَلَيْهَا الرَّسُوْلَ لَتَاْتِيَنِّيْ اَوْلَاَبْعَثَنَّ اِلَيْكِ مَنْ يَّسْحَبُكِ بِقُرُوْنِكِ قَالَ فَاَبَتْ وَقَالَتْ وَاللّٰهِ لَا اٰتِيْكَ حَتّٰى تَبْعَثَ اِلَيَّ مَنْ يَّسْحَبُنِيْ

ابو نوفل معاویہ بن مسلم سے روایت ہے کہ میں نے حضرت عبداللہ بن زبیر کو مدینہ منورہ کی گھاٹی پر دیکھا کہ قریشی اور دوسرے لوگ ان کے پاس سے گزر رہے تھے۔ یہاں تک کہ حضرت عبداللہ بن عمر ان کے پاس سے گزرے اور ان کے پاس کھڑے ہو کر کہا، اے ابوخبیب آپ پر سلام ہو اے ابوخبیب آپ پر سلام ہو، خدا کی قسم میں آپ کو اس سے منع کیا کرتا تھا۔ خدا کی قسم میں آپکو اس سے منع کیا کرتا تھا، خدا کی قسم میں آپ کو اس سے منع کیا کرتا تھا۔ حالانکہ خدا کی قسم میں جانتا ہوں کہ آپ بہت زیادہ روزے رکھنے والے، قیام کرنے والے اور صلہ رحمی کرنے والے ہیں۔ خدا کی قسم جو جماعت آپکو بُرا سمجھتی ہے وہ درحقیقت خود بُری ہے۔ ایک روایت میں ہے کہ اچھے گروہ کو۔ پھر حضرت عبداللہ بن عمر چلے گئے۔ پس حجاج کو حضرت عبداللہ کے ٹھہرنے اور گفتگو فرمانے کی خبر پہنچی تو آدمی بھیج کر انھیں لکڑی سے اتروا دیا گیا یہود کی قبروں میں ڈلوا دیا۔ پھر ان کی والدہ محترمہ حضرت اسماء بنت ابوبکر کو بلوایا تو انھوں نے آنے سے انکار کر دیا۔ اس نے دوبارہ قاصد بھیجا کہ میرے پاس آجاؤ، ورنہ ایسا آدمی بھیجوں گا جو تمھیں سر کے بالوں سے پکڑ کر لے آئے گا۔ انھوں نے انکار کیا اور فرمایا کہ خدا کی قسم میں تیرے پاس نہیں آؤں گی جب تک وہ آدمی

marfat.com
Marfat.com

یقْرُوْنِیْ قَالَ فَقَالَ اَرُوْنِیْ سِبْتَیَّ فَاَخَذَ نَعْلَیْہِ ثُمَّ انْطَلَقَ یَتَوَذَّفُ حَتّٰی دَخَلَ عَلَیْہَا فَقَالَ کَیْفَ رَاَیْتِنِیْ صَنَعْتُ بِعَدُوِّ اللّٰہِ قَالَتْ رَاَیْتُکَ اَفْسَدْتَ عَلَیْہِ دُنْیَاہُ وَاَفْسَدَ عَلَیْکَ اٰخِرَتَکَ بَلَغَنِیْ اَنَّکَ تَقُوْلُ لَہٗ یَا ابْنَ ذَاتِ النِّطَاقَیْنِ اَنَا وَاللّٰہِ ذَاتُ النِّطَاقَیْنِ اَمَّا اَحَدُھُمَا فَکُنْتُ بِہٖ اَرْفَعُ طَعَامَ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَطَعَامَ اَبِیْ بَکْرٍ مِّنَ الدَّوَآبِّ وَاَمَّا الْاٰخَرُ فَنِطَاقُ الْمَرْاَۃِ الَّتِیْ لَا تَسْتَغْنِیْ عَنْہُ اَمَا اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ حَدَّثَنَا اَنَّ فِیْ ثَقِیْفٍ کَذَّابًا وَّمُبِیْرًا فَاَمَّا الْکَذَّابُ فَرَاَیْنَاہُ وَاَمَّا الْمُبِیْرُ فَلَا اِخَالُکَ اِلَّا اِیَّاہُ قَالَ فَقَامَ عَنْہَا فَلَمْ یُرَاجِعْہَا (رَوَاہُ مُسْلِمٌ)

نہ آجائے جو مجھے سر کے بالوں سے پکڑ کر تیرے پاس نہ لے جائے۔ اس نے کہا کہ مجھے میرے جوتے دکھاؤ[۱۴] پس اپنے جوتے پہنے اور اکڑا ہوا چلا۔ یہاں تک کہ ان کے پاس پہنچ گیا کہا تم نے دیکھا کہ میں نے اللہ کے دشمن کے ساتھ کیا سلوک کیا؟ فرمایا میں نے دیکھا کہ تو نے اس کی دنیا خراب کر دی اور اس نے تیری عاقبت برباد کر دی۔[۱۴] مجھے یہ بات پہنچی ہے کہ تو اس سے ابن ذات النطاقین[۱۵] کہتا تھا۔ خدا کی قسم میں واقعی دو کمر بند والی ہوں۔ ان میں سے ایک تو وہ ہے جس کے ساتھ میں نے جانوروں سے حفاظت کی خاطر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت ابو بکر کے لیے کھانا باندھا[۱۶] تھا اور دوسرا کمر بند وہی ہے جس سے کوئی عورت بے نیاز نہیں[۱۷] ہوتی۔ آگاہ رہ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم سے ارشاد فرمایا تھا کہ ثقیف میں ایک بہت بڑا جھوٹا[۱۸] اور ایک بہت بڑا ظالم ہے۔ پس بہت بڑے جھوٹے کو تو ہم نے دیکھ لیا لیکن بہت بڑے ظالم کے متعلق میرا خیال نہیں تھا کہ وہ یہی ہے۔ راوی کا بیان ہے کہ وہ ان کے پاس سے اٹھ کھڑا ہوا اور انھیں کوئی جواب[۱۹] نہ دیا۔ (مسلم)

[۱۰] ابو نوفل معاویہ بن مسلم۔ تابعی ہیں، حضرت ابن عباس اور حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کے شاگرد ہیں اور ان سے حضرت شعبہ نے روایت لی ہے۔

[۱۱] عقبہ مکہ جو راہ مدینہ میں واقع ہے۔ اس وجہ سے اس کی نسبت مدینہ طیبہ کی طرف کر دی۔ حضرت عبد اللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ مکہ میں تھے۔ حجاج ظالم نے انھیں شہید کر دیا اور سولی پر لٹکایا۔

[۱۲] ابو خبیب، خاء پر پیش، باء پر زبر یا ساکنہ۔ یہ حضرت عبد اللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کی کنیت ہے

[۱۳] دعوائے خلافت و لطافت کے ساتھ خروج مراد ہے۔ حضرت عبد اللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ نے یزید کی بیعت نہ کی مکہ میں تشریف فرما رہے اور اس کی ولایت اپنے تصرف میں لے آئے۔ اس طرح یزید کے بعد مروان تک اور مروان کے بعد عبد الملک تک ہوا۔ پھر عبد الملک نے حجاج کو مکہ میں ان کی طرف بھیجا۔ اس نے انھیں شہید کیا اور ان کا سر مدینہ منورہ بھیجا اور ان کا جسد اطہر سولی پر مکہ میں لٹکا دیا۔ خود یزید نے بھی مدینہ طیبہ کی تباہی اور وہاں کے

marfat.com
Marfat.com

باشندوں کو شہید کرنے کے لیے لشکر کشی کی تھی جس کا نام واقعہ حرہ ہے۔ وہی لشکر مکہ آیا تا کہ حضرت عبد اللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کو شہید کرے لیکن اسی حال میں یزید دنیا سے دفع ہو گیا۔ اسی وجہ سے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا۔ میں نے اس معارضہ سے منع کیا تھا لیکن تم نے میرا مشورہ قبول نہ کیا۔ آخر کار معاملہ یہاں تک پہنچ گیا مقصود ابن زبیر کے حال پر تاسف اور افسوس ہے اور ظالموں کی جماعت پر ملامت و تشنیع ہے۔

۵ کبھی پندرہ دن تک روزہ رکھتے اور تمام راتیں شب بیداری کرتے۔

۶ رشتہ داروں اور مراتب داروں سے۔

۷ یہ دونوں طرح روایت ہے۔ امام نووی کہتے ہیں جمہور کی روایت لامۃ خیر ہے اور لامۃ سوء خطا اور تحریف ہے۔ یہ ظاہر نہیں کہ یہ تردید روایت کی حیثیت سے ہے یا درایت کی حیثیت سے۔ اگر روایت کی حیثیت سے ہے تو کلام نہیں اور درایت اور معنی کی وجہ سے ہے تو یہ پھر تعین معنی پر نہیں ہو گا جو کہ خطا سے خالی نہیں۔ پہلی عبارت کا مفہوم اولیٰ یہ ہے کہ تم نے امت کو اشاد اور اعتقاد کیا۔ یہ بری ہے کیونکہ کسی کو اشرار میں قرار دینا غلط ہے۔ دوسری روایت کا مفہوم یہ ہے کہ تم اس امت کو بد جانتے ہو۔ شاید یہ خبر ہو، یہ بطریق تعریض و استہزاء ہے لیکن پہلا معنی ظاہر تر ہے۔ باوجودیکہ اسے روایت کی حیثیت سے غلط قرار دیا گیا ہے۔ واللہ اعلم۔

۸ جذع، جیم کے نیچے زیر، ذال، درخت کا تنا

۹ اب وہ قبور یہود کا علاقہ معروف نہیں مگر اس دور میں تھا تو حجاج نے حکم دیا انہیں قبور یہود میں پھینک دیا جائے۔

۱۰ حضرت اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنہا۔

۱۱ ظالم کے پاس آنے سے انکار فرما دیا۔

۱۲ جو تجھے بالوں سے گھسیٹ کر لائے گا۔

۱۳ سِبْتِیَّ، سین کے نیچے زیر یاء ساکن، تاء کے نیچے زیر یاء مشدد، رنگ شدہ چمڑہ کا جوتا اور اس پر بال نہ ہوں۔ سِبْتِیَّ تثنیہ ہے اور یاء متکلم کی طرف مضاف ہے۔

۱۴ ان کے قتل سے تو دوزخی اور مستحقِ عذاب ہو گیا ہے۔

۱۵ یہ حضرت اسماء رضی اللہ عنہا کا لقب ہے جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے، ہجرت کے موقعہ پر عطا فرمایا تھا۔ انھوں نے اس موقعہ پر اپنے کمر بند (جو عرب خواتین باندھا کرتی تھیں) کے دو ٹکڑے فرمائے۔ ایک میں سفر کا کھانا باندھا اور دوسرا خود پہن لیا۔

۱۶ تاکہ کھانا نیچے زمین پر نہ گرے اور ضائع نہ ہو۔

۱۷ اس ظالم نے اسے بطور مذمت لیا حالانکہ وہ بے عقل نہیں جانتا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور سیدنا ابوبکر کی

marfat.com
Marfat.com

خدمت سے بڑھ کر کیا فضیلت ہو سکتی ہے۔
۱۸ یہ اشارہ مختار بن ابی عبید کی طرف تھا
۱۹ اپنی بد باطنی کا جواب نہ دے سکا۔

۵۷۴۹/۲۵ وَعَنْ نَافِعٍ اَنَّ ابْنَ عُمَرَ اَتَاهُ رَجُلَانِ فِيْ فِتْنَةِ ابْنِ الزُّبَيْرِ فَقَالَا اِنَّ النَّاسَ صَنَعُوْا مَا تَرٰى وَاَنْتَ ابْنُ عُمَرَ وَصَاحِبُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَمَا يَمْنَعُكَ اَنْ تَخْرُجَ فَقَالَ يَمْنَعُنِيْ اِنَّ اللّٰهَ حَرَّمَ عَلٰى دَمِ اَخِي الْمُسْلِمِ قَالَا اَلَمْ يَقُلِ اللّٰهُ تَعَالٰى وَقَاتِلُوْهُمْ حَتّٰى لَا تَكُوْنَ فِتْنَةٌ فَقَالَ ابْنُ عُمَرَ قَدْ قَاتَلْنَا حَتّٰى لَمْ تَكُنْ فِتْنَةٌ وَكَانَ الدِّيْنُ لِلّٰهِ وَاَنْتُمْ تُرِيْدُوْنَ اَنْ تُقَاتِلُوْا حَتّٰى تَكُوْنَ فِتْنَةٌ وَيَكُوْنَ الدِّيْنُ لِغَيْرِ اللّٰهِ۔
(رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ)

نافع[۱] سے روایت ہے کہ حضرت ابن زبیر کی جنگوں کے دوران حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی خدمت میں حاضر ہو کر دو آدمی عرض گزار ہوئے لوگوں نے جو کچھ کیا وہ آپ نے ملاحظہ[۲] فرمایا۔ آپ حضرت عمر کے صاحبزادے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابی ہیں آپ کو باہر نکلنے[۳] سے کیا چیز روکتی ہے؟ فرمایا مجھے یہ چیز روکتی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے مجھ پر میرے مسلمان بھائی کا خون حرام[۴] فرمایا ہے۔ دونوں نے کہا کہ کیا اللہ تعالیٰ یہ نہیں فرماتا: ان سے لڑو یہاں تک کہ فتنہ نہ رہے (۲: ۱۹۳) حضرت ابن عمر نے فرمایا کہ ہم[۵] ان سے لڑے یہاں تک کہ فتنہ نہ رہا اور دین صرف اللہ کے لیے ہو گیا اور تم ان لوگوں سے لڑنا چاہتے ہو کہ فتنہ برپا ہو اور دین غیر اللہ[۶] کے لیے ہو جائے
(بخاری)

۱ یہ ابن عمر کے آزاد کردہ غلام ہیں
۲ امر خلافت و امارت میں اختلاف
۳ برائے امامت و خلافت اور برائے انتقام از ظالم
۴ قتل و خون سے پرہیز یعنی میرا طریق احتیاط والا ہے ورنہ لفظ "علی" لانے کی ضرورت نہ تھی۔
۵ ہم نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور خلفاء کے ساتھ مل کر جہاد کیا۔
۶ تمہاری جنگ دین کی اشاعت اور ترویج کے لیے نہیں بلکہ دنیا اور بادشاہی کے لیے ہے۔

۵۷۵۰/۲۶ وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ جَاءَ الطُّفَيْلُ بْنُ عَمْرٍو الدَّوْسِيُّ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ اِنَّ دَوْسًا قَدْ هَلَكَتْ وَعَصَتْ وَاَبَتْ فَادْعُ اللّٰهَ عَلَيْهِمْ

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت طفیل[۱] بن عمرو دوسی[۲] رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہو کر عرض گزار ہوئے کہ بیشک دوس ہلاک ہو گئے، نافرمانی کی اور انکار[۳] کیا لہٰذا اللہ تعالیٰ سے

marfat.com
Marfat.com

فَقَالَ اَللّٰهُمَّ اهْدِ دَوْسًا وَّأْتِ بِهِمْ

(مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ)

ان کے خلاف دعا کیجیے ۔ لوگوں نے گمان کیا کہ آپ ان کے خلاف دعا فرمائیں گے لیکن کہا: اے اللہ! دوس کو ہدایت فرما اور انھیں میرے پاس پہنچا دے۔

(متفق علیہ)

۱؎ الطفیل، طاء پر پیش، فاء پر زبر

۲؎ بن عمرو دوسی ، دال پر زبر ، مکہ میں اسلام لائے صحابی ہیں پھر اپنی قوم میں چلے گئے یہاں تک کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہجرت فرمائی تو یہ بھی خیبر کے موقعہ پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آگئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال تک خدمت میں رہے ۔ ان کا لقب ذوالنور ہے کیونکہ جب انھیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے قوم کی طرف دعوت کے لیے بھیجا تو انھوں نے کسی نشانی کے لیے عرض کیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ دعا دی اے اللہ انھیں نور عطا فرما تو ان کی دونوں آنکھوں کے درمیان نور چمک اٹھا ۔ کہتے ہیں میں ڈر گیا کوئی مجھے مثلہ (بگڑا ہوا) کہے گا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے وہ نور میرے عصا کی طرف منتقل کر دیا وہ رات کی تاریکی میں روشن رہتا تھا پھر انھوں نے جا کر دعوت دی ان کے والد ایمان لائے مگر ماں ایمان نہ لائی ۔

۳؎ انھوں نے طاعت اور حکم بجا آوری سے انکار کر دیا ۔

۴؎ تاکہ وہ مسلمان ہو جائیں ۔

۵۷۵۱ / ۲۷ وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَحِبُّوا الْعَرَبَ لِثَلٰثٍ لِاَنِّيْ عَرَبِيٌّ وَّ الْقُرْاٰنُ عَرَبِيٌّ وَكَلَامُ اَهْلِ الْجَنَّةِ عَرَبِيٌّ

(رَوَاهُ الْبَيْهَقِيُّ فِيْ شُعَبِ الْاِيْمَانِ)

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تین باتوں کے باعث۱؎ اہل عرب سے محبت رکھو۔ کیونکہ میں عربی ہوں ، قرآن مجید عربی میں ہے اور اہل جنت کی زبان عربی ہوگی ۔ روایت کیا اسے بیہقی نے شعب الایمان میں ۔

۱؎ یعنی عربوں کو دنیا و آخرت میں فضیلت ہے ۔

marfat.com
Marfat.com

باب مناقب صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین[1]

صحابی اس شخص کو کہتے ہیں جو ایمان کی حالت میں نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور اس کی وفات بھی دینِ اسلام پر ہوئی اگرچہ درمیان میں مرتد ہو گیا ہو، جیسے کہ اشعث بن قیس کے بارے میں کہتے ہیں یہی صحیح ترین قول ہے۔ بعض علماء نے یہ شرط لگائی ہے کہ انھیں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی طویل صحبت حاصل ہوئی ہو، آپ کی بارگاہ میں حاضری نصیب رہی ہو، آپ سے علم حاصل کیا ہو اور غزوات میں حاضری کا موقع ملا ہو، انھوں نے کم از کم چھ ماہ کی مدت مقرر کی ہے، چھ ماہ کی مدت مقرر کرنے کی کیا دلیل ہے ہمیں معلوم نہیں واللہ تعالیٰ اعلم۔

یہ تو واضح ہے کہ اس صحابی کو زیادہ فضیلت حاصل ہے جسے نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بارگاہ میں زیادہ حاضری کا موقعہ ملا، نیز آپ کی معیت میں جہاد میں حصہ لیا، بہ نسبت اس صحابی کے جسے حاضری کا زیادہ موقع نہیں ملا، نہ ہی کسی غزوہ میں آپ کے ہمراہ شریک ہوئے، صرف دُور سے آپ کی زیارت کی، آپ سے گفتگو کا بھی کم موقع ملا یا بچپن میں آپ کی زیارت کی۔ اگرچہ صحابی ہونے کی فضیلت سب کو حاصل ہے۔

صحابہ کرام کی فضیلت اور عدالت کے بارے میں گفتگو طویل ہے اس کا کچھ حصہ شرح لمعات میں ذکر کیا گیا ہے اہل سنت و جماعت کا طریقہ یہ ہے کہ ان کے بارے میں صرف کلمۂ خیر زبان پر لایا جائے ورنہ خاموشی اختیار کی جائے اور اگر کوئی بات اس کے خلاف منقول ہو (جس کی بناء پر صحابہ کرام پر اعتراض کیا جا سکے) تو اس سے چشم پوشی کرنی چاہیے اسی میں سلامتی ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

الفصل الاوّل

پہلی فصل

۵۷۵۲ عَنْ اَبِیْ سَعِیْدِ نِ الْخُدْرِیِّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ لَا تَسُبُّوْا

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ہمارے

---

[1] اس باب سے آخر تک اشعۃ اللمعات کا ترجمہ راقم نے کیا ہے فالحمد للہ تعالیٰ علی ذلک۔ اس حصے کا آغاز ۵ ربیع الاول مطابق ۲۰ جون ۲۰۰۰ء / ۱۴۲۰ھ کو ہوا ۱۲ محمد عبدالحکیم شرف قادری

marfat.com
Marfat.com

اَصْحَابِیْ فَلَوْ اَنَّ اَحَدَکُمْ اَنْفَقَ مِثْلَ اُحُدٍ ذَهَبًا مَا بَلَغَ مُدَّ اَحَدِهِمْ وَلَا نَصِیْفَهٗ (مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ)

صحابہ کو گالی نہ دو۔ اگر تم میں سے ایک شخص اُحد پہاڑ کے برابر سونا خرچ کر دے تو ان میں سے ایک کے ایک سیر[1] اور آدھے سیر[2] کو نہیں پہنچے گا۔ (بخاری و مسلم)

[1] مُد ۔ میم پر پیش، دال مشدد، یہ ایک پیمانہ ہے جو ایک رطل اور اس کے تہائی حصے پر مشتمل ہوتا ہے (سیر)

[2] یہ اس امر کی دلیل ہے کہ صحابہ کرام کی فضیلت کا مطلب ثواب کی زیادتی ہے۔

۵۷۵۲ وَعَنْ اَبِیْ بُرْدَةَ[1] عَنْ اَبِیْهِ[2] قَالَ رَفَعَ یَعْنِی النَّبِیَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ رَاْسَهٗ اِلَى السَّمَآءِ وَكَانَ كَثِیْرًا مَّا یَرْفَعُ رَاْسَهٗ اِلَى السَّمَآءِ فَقَالَ النُّجُوْمُ اَمَنَةٌ[4] لِّلسَّمَآءِ فَاِذَا ذَهَبَتِ النُّجُوْمُ اَتَى السَّمَآءَ مَا تُوْعَدُ وَاَنَا اَمَنَةٌ لِّاَصْحَابِیْ فَاِذَا ذَهَبْتُ اَتَى اَصْحَابِیْ مَا یُوْعَدُوْنَ وَاَصْحَابِیْ اَمَنَةٌ لِّاُمَّتِیْ فَاِذَا ذَهَبَ اَصْحَابِیْ اَتَى اُمَّتِیْ مَا یُوْعَدُوْنَ (رَوَاهُ مُسْلِمٌ)

حضرت ابو بردہ[1] اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا سر اقدس آسمان کی طرف اٹھایا۔ آپ بکثرت آسمان کی طرف سر مبارک اٹھایا کرتے تھے[3] اور فرمایا ستارے آسمان کے لیے امن کا سبب[4] ہیں۔ جب ستارے چلے جائیں گے[5] تو آسمان کو وہ کچھ آئے گا جس کا اس سے وعدہ کیا گیا ہے[6]۔ ہم اپنے صحابہ کے لیے سبب امن ہیں۔ جب ہم چلے جائیں گے تو ہمارے صحابہ کو وہ کچھ آئے گا جس کا ان سے وعدہ کیا گیا ہے۔ ہمارے صحابہ ہماری امت کے لیے باعث امن ہیں جب ہمارے صحابہ چلے جائیں گے تو ہماری امت کو وہ آئے گا جس کا ان سے وعدہ کیا گیا ہے (مسلم)

[1] ابو بُردہ، باء پر پیش، راء ساکن، حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کے صاحبزادے، ثقہ تابعی اور کوفہ کے قاضی تھے۔

[2] حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ۔

[3] وحی کے انتظار میں، نیز بلندی اور عالم بالا کی طرف توجہ فرمانے کے لیے۔

[4] اَمَنَةٌ پہلے تینوں حرفوں پر زبر، مصدر ہے اس کا معنی ہے امن، جیسے اللہ تعالیٰ کے ارشاد میں ہے اِذْ یُغَشِّیْكُمُ النُّعَاسَ اَمَنَةً

[5] جیسے اللہ تعالیٰ نے فرمایا اِذَا الشَّمْسُ كُوِّرَتْ وَاِذَا النُّجُوْمُ انْكَدَرَتْ جب سورج لپیٹ دیا جائے گا اور ستارے جھڑ جائیں گے۔

[6] یعنی آسمان پھٹ جائے گا جیسے ارشاد فرمایا: اِذَا السَّمَآءُ انْفَطَرَتْ اور فرمایا اِذَا السَّمَآءُ انْشَقَّتْ۔

marfat.com
Marfat.com

ﻟﻪ فتنے اور لڑائیاں ہوں گی اور بعض عرب مرتد ہو جائیں گے۔

ﻟﻪ بدعات، حوادث اور فتنے پیدا ہوں گے بھلائی چلی جائے گی اور شر پیدا ہوگا۔

۵۷۵۴ وَعَنْ اَبِیْ سَعِیْدِنِ الْخُدْرِیِّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَاْتِیْ عَلَی النَّاسِ زَمَانٌ فَیَغْزُوْا فِئَامٌ مِّنَ النَّاسِ فَیُقَالُ ھَلْ فِیْکُمْ مَّنْ صَاحَبَ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَیَقُوْلُوْنَ نَعَمْ فَیُفْتَحُ لَھُمْ ثُمَّ یَاْتِیْ عَلَی النَّاسِ زَمَانٌ فَیَغْزُوْا فِئَامٌ مِّنَ النَّاسِ فَیُقَالُ ھَلْ فِیْکُمْ مَّنْ صَاحَبَ اَصْحَابَ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَیَقُوْلُوْنَ نَعَمْ فَیُفْتَحُ لَھُمْ ثُمَّ یَاْتِیْ عَلَی النَّاسِ زَمَانٌ فَیَغْزُوْا فِئَامٌ مِّنَ النَّاسِ فَیُقَالُ ھَلْ فِیْکُمْ مَّنْ صَاحَبَ مَنْ صَاحَبَ اَصْحَابَ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَیَقُوْلُوْنَ نَعَمْ فَیُفْتَحُ لَھُمْ مُتَّفَقٌ عَلَیْہِ وَفِیْ رِوَایَۃٍ لِّمُسْلِمٍ قَالَ یَاْتِیْ عَلَی النَّاسِ زَمَانٌ یُبْعَثُ مِنْھُمُ الْبَعْثُ فَیَقُوْلُوْنَ انْظُرُوْا ھَلْ تَجِدُوْنَ فِیْکُمْ اَحَدًا مِّنْ اَصْحَابِ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَیُوْجَدُ الرَّجُلُ فَیُفْتَحُ لَھُمْ ثُمَّ یُبْعَثُ الثَّانِیْ فَیَقُوْلُوْنَ ھَلْ فِیْھِمْ مَّنْ رَّاٰی اَصْحَابَ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَیُوْجَدُ فَیُفْتَحُ لَھُمْ ثُمَّ یُبْعَثُ الْبَعْثُ الثَّالِثُ فَیُقَالُ انْظُرُوْا ھَلْ تَرَوْنَ فِیْھِمْ مَّنْ رَّاٰی

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: لوگوں پر ایک زمانہ آئے گا پس لوگوں کی ایک جماعت جہاد کرے گی پس کہا جائے گا کیا تم میں وہ شخص ہے جسے رسول اللہ کی صحبت میسر ہوئی، مجاہدین کہیں گے ہاں تو ان کے لیے قلعہ کھول دیا جائے گا۔ پھر لوگوں پر ایک زمانہ آئے گا اور لوگوں کی ایک جماعت جہاد کرے گی تو کہا جائے گا کیا تم میں وہ شخص ہے جسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کی صحبت نصیب ہوئی؟ تو وہ لوگ کہیں گے ہاں۔ تو ان کے لیے قلعہ کھول دیا جائے گا۔ پھر لوگوں پر ایک زمانہ آئے گا لوگوں کی ایک جماعت جہاد کرے گی تو کہا جائے گا کیا تم میں وہ شخص موجود ہے جس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کے مصاحب کی صحبت کا شرف پایا ہے۔ وہ کہیں گے ہاں تو ان کے لیے قلعہ کھول دیا جائے گا (صحیحین) امام مسلم کی ایک روایت میں ہے کہ ارشاد فرمایا: لوگوں پر ایک زمانہ آئے گا کہ ان کے درمیان ایک لشکر بھیجا جائے گا تو وہ کہیں گے کہ دیکھو کیا تم اپنے درمیان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا کوئی صحابی پاتے ہو؟ پس ایک صحابی پایا جائے گا تو ان کے لیے قلعہ کھول دیا جائے گا پھر دوسرا لشکر بھیجا جائے گا تو کہیں گے کیا ان میں ایسا شخص ہے جس نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کی زیارت کی ہے تو ایسا شخص پایا جائے گا ان کے لیے قلعہ کھول دیا جائے گا پھر تیسرا لشکر بھیجا جائے گا اور کہا جائے گا کہ دیکھو کیا تمہیں ان میں ایسا شخص دکھائی

marfat.com
Marfat.com

مَنْ رَاٰى اَصْحَابَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ يَكُوْنُ الْبَعْثُ الرَّابِعُ فَيُقَالُ انْظُرُوْا هَلْ تَرَوْنَ فِيْهِمْ اَحَدًا رَاٰى مَنْ رَاٰى اَحَدًا رَاٰى اَصْحَابَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَيُوْجَدُ الرَّجُلُ فَيُفْتَحُ لَهٗ

دیتا ہے جس نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کی زیارت کرنے والے کی زیارت کی ہو؟ پھر چوتھا لشکر بھیجا جائے گا اور کہا جائے گا دیکھو ان میں تمہیں ایسا شخص دکھائی دیتا ہے جس نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کے دیکھنے والے کے دیکھنے والے کو دیکھا ہو ہ چنانچہ ایک ایسا شخص پایا جائے گا تو اس کے لیے دروازہ کھول دیا جائے گا۔ سلہ ۱۲

سلہ فِئَامٌ ۔ فاء کے نیچے زیر، اس کے بعد ہمزہ اسے یاء کے ساتھ بھی پڑھا گیا ہے (فِیَام) مردوں کی ایک جماعت، اس کی جمع فُؤُمٌ ہے، پہلے دونوں حرفوں پر پیش، جیسے کتاب کی جمع کتب ہے۔ بعض علماء نے فاء پر زبر بیان کی ہے۔ (فُؤُمٌ)

سلہ اس جماعت سے پوچھا جائے گا۔

سلہ پس وہ قلعہ، حصار اور شہر کھول دیا جائے جہاں دشمن بند ہوگا۔ یعنی نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کی برکت و شوکت کے طفیل فتح و نصرت حاصل ہو جائے گی۔

سلہ یعنی کوئی تابعی ہے؟

۵ یعنی تبع تابعین میں سے ہو؟

سلہ اس حدیث میں قرون ثلاثہ (صحابہ، تابعین، تبع تابعین) کی فضیلت اور شرافت بیان کی گئی ہے جیسے کہ آئندہ حدیث میں بھی اس کی تصریح آئے گی۔

شہ بَعْثٌ باء پر زبر اور عین ساکن، عین پر زیر بھی آئی ہے وہ لشکر جو کسی جگہ بھیجا جائے اس کی جمع بُعُوْثٌ ہے۔

شہ اس جگہ فیکم کاف خطاب کے ساتھ ہے جبکہ دوسرے تمام جملوں میں فیہم ہے۔

سلہ اس جگہ سے معلوم ہوتا ہے کہ تابعین میں صحابہ کرام کی زیارت کافی ہے جیسے کہ صحابہ کرام میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت معتبر ہے۔ بعض علماء نے کہا کہ صحابی ہونے کے لیے صرف زیارت کافی ہے لیکن تابعی ہونے کے لیے صحبت اور ملازمت ہونی چاہیے جیسے کہ پہلی روایت میں آیا ہے تاہم پہلی روایت کا مطلب زیارت یا صحبت ہو سکتا ہے۔

سلہ اس جگہ فَيَقُوْلُوْنَ نَعَمْ مذکور نہیں ہے، مَنْ رَاٰى پر اکتفا کیا گیا ہے (اشعۃ اللمعات میں اس جگہ فَيُوْجَدُ بھی نہیں ہے ۱۲ قادری۔

سلہ اس جگہ فَيُفْتَحُ لَهُمْ کا بھی ذکر نہیں ہے۔

marfat.com
Marfat.com

[۱۱] گویا یہ جملہ کہ قلعہ کھول دیا جائے گا پہلے جملوں سے بھی متعلق ہے۔ اس حدیث میں چار مرتبہ ذکر کیا گیا ہے۔ صحابہ، تابعین، تبع تابعین اور اتباع کے تابعین - بخاری شریف کی ایک روایت میں حدیث خیر القرون میں چار مرتبہ واقع ہوا ہے۔

۵۷۵۵ وَعَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَيْرُ اُمَّتِيْ قَرْنِيْ ثُمَّ الَّذِيْنَ يَلُوْنَهُمْ ثُمَّ الَّذِيْنَ يَلُوْنَهُمْ ثُمَّ اِنَّ بَعْدَهُمْ قَوْمٌ يَّشْهَدُوْنَ وَلَا يُسْتَشْهَدُوْنَ وَيَخُوْنُوْنَ وَلَا يُؤْتَمَنُوْنَ وَيَنْذِرُوْنَ وَلَا يَفُوْنَ وَيَظْهَرُ فِيْهِمُ السِّمَنُ وَفِيْ رِوَايَةٍ وَيَحْلِفُوْنَ وَلَا يُسْتَحْلَفُوْنَ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ

وَفِيْ رِوَايَةٍ لِّمُسْلِمٍ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ ثُمَّ يَخْلُفُ قَوْمٌ يُّحِبُّوْنَ السَّمَانَةَ -

حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ہماری بہترین اُمت ہمارے صحابہ ہیں پھر وہ لوگ بہترین ہیں جو اُن کے ساتھ متصل ہیں[۱]۔ پھر وہ جو ان کے ساتھ متصل ہیں[۲]۔ پھر ان کے بعد ایسے لوگ ہوں گے جو گواہی دیں گے حالانکہ ان سے گواہی طلب نہیں کی گئی ہوگی[۳] وہ خیانت کریں گے اور ان پر اعتماد نہیں کیا جائے گا[۴] وہ نذر مانیں گے اور اسے پورا نہیں کریں گے اور ان میں موٹاپا ظاہر ہوگا[۵] ایک روایت میں ہے کہ وہ قسم کھائیں گے حالانکہ ان سے قسم طلب نہیں کی جائے گی (بخاری و مسلم) امام مسلم کی ایک روایت میں حضرت ابوہریرہ سے روایت ہے پھر ان کے بعد ایسے لوگ آئیں گے جو موٹاپے کو محبوب رکھیں گے[۶]

[۱] یعنی تابعین۔

[۲] یعنی تبع تابعین - یاد رہے کہ ایک زمانے کے لوگوں کی وہ جماعت ہے جو کسی امر میں قریب اور متصل ہوں۔ ظاہر ہے کہ اس میں زمانے کی معین تعداد معتبر نہیں ہے، کیونکہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا قرن یعنی صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم ایک سو دس سال تک باقی تھے، تابعین کا قرن ایک سو ستر سال تک باقی تھا، اور تبع تابعین کا قرن اس وقت سے دو سو ساٹھ ہجری تک باقی تھا۔ اس وقت بدعتیں پیدا ہوئیں اور عجیب و غریب چیزیں ظاہر ہوئیں۔ فلاسفہ نے سر اٹھایا، معتزلہ نے اپنی زبانیں کھولیں۔ اہلِ علم کو قرآنِ پاک کے مخلوق ہونے کا قائل کرنے کے لیے امتحان و آزمائش میں ڈالا گیا، احوال متغیر ہو گئے۔ اختلافات بہت پھیل گئے۔ احکام سنت پر عمل کم ہو گیا۔ اس طرح مخبرِ صادق صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد کی صداقت ظاہر ہوئی۔

[۳] اس سے معلوم ہوتا ہے کہ طلب کرنے سے پہلے گواہی دینا مذموم (بُرا کام) ہے — اس جگہ یہ اشکال پیدا ہوتا ہے کہ دوسری حدیث میں آیا ہے کہ بہترین گواہ وہ ہے کہ وہ گواہی طلب کیے جانے سے پہلے گواہی دے۔ ان دونوں حدیثوں میں تطبیق یہ ہے کہ مذمت اس جگہ ہے جہاں ایک شخص کا گواہ ہونا معلوم ہو

marfat.com
Marfat.com

ایسی جگہ طلب کرنے سے پہلے گواہی دینا بیکار ہے اور اس کا مطلب یہ ہے کہ اس شخص کا اپنا کوئی مطلب ہے جس کی بناء پر مطالبے کے بغیر گواہی دے رہا ہے۔ اور تعریف اس جگہ ہے جہاں اس شخص کا گواہ ہونا معلوم نہیں ہے، یہ شخص اطلاع دیتا ہے کہ میں بھی گواہ ہوں تاکہ جب گواہی طلب کی جائے تو قاضی کے سامنے گواہی دے سکے۔

یا دوسری حدیث کا مطلب یہ ہے کہ وہ مطالبے کے بعد گواہی دینے اور حاضر ہونے میں جلدی کرتا ہے جیسے کہا جاتا ہے کہ جواد وہ شخص ہے جو سوال سے پہلے دے (یعنی سوال کے بعد بخشش اور عطا میں دیر نہ کرے) یا مذمت اس صورت میں ہے کہ کوئی شخص گواہی کے قابل نہیں ہے یا جھوٹی گواہی دیتا ہے۔ — یا مذمت بندوں کے حقوق میں اور تعریف اللہ تعالیٰ کے حقوق میں ہے۔ یہ بھی اس وقت ہے جب پردہ داری اور مخفی رکھنے میں مصلحت نہ ہو۔ بعض علماء نے کہا کہ اس جگہ شہادت سے مراد قسم ہے یعنی لوگ جھوٹی قسمیں کھائیں گے۔ اس سے پہلے کہ انھیں قسم دی جائے اور ان سے قسم کا مطالبہ کیا جائے جیسے کہ ایک دوسری روایت میں ہے۔

۴ے مطلب یہ ہے کہ ان کی خیانت ایسی ظاہر اور واضح ہوگی کہ وہ بالکل امانت کے قابل نہیں رہیں گے، اگر کبھی کبھار اچانک واقع ہو جائے تو اس کا اعتبار نہیں ہے۔

۵ے السِّمَنُ۔ سین کے نیچے زیر، میم پر زبر — یعنی ان میں زیادہ کھانے پینے اور عیش و عشرت کی وجہ سے موٹاپا ظاہر ہوگا۔ پیدائشی اور طبعی موٹاپا مراد نہیں ہے۔ بعض علماء کہتے ہیں کہ احوال میں فربہی اور موٹاپا مراد ہے۔ مطلب یہ ہے کہ ایسے کمال اور فضیلت کا دعوی کریں گے جو ان میں نہیں ہے (مثلاً علم و فضل، تقوی و طہارت اور ولایت کا دعوی کریں گے جبکہ ان امور سے عاری ہوں گے ۱۲ قادری) اہلِ علم یہ بھی فرماتے ہیں کہ مراد یہ ہے کہ مال جمع کریں گے، دین سے غفلت برتیں گے اور خوب کھائیں پئیں گے۔

۶ے السَّمَانَۃ، سین پر زبر، بعض روایات میں آیا ہے کہ ان میں سے ایک کی گواہی قسم سے سبقت کرے گی اور قسم گواہی سے سبقت کرے گی۔ مطلب یہ ہے کہ وہ جھوٹی گواہی اور جھوٹی قسم میں دلچسپی لیں گے اور دین و دیانت کی کم پرواہ کریں گے چنانچہ کبھی شہادت کا لفظ استعمال کریں گے اور کبھی قسم کا۔

الفصل الثانی

۵۷۵۶ عَنْ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَكْرِمُوْا اَصْحَابِىْ فَاِنَّهُمْ خِيَارُكُمْ ثُمَّ الَّذِيْنَ يَلُوْنَهُمْ ثُمَّ الَّذِيْنَ يَلُوْنَهُمْ ثُمَّ يَظْهَرُ الْكَذِبُ حَتّٰى اَنَّ الرَّجُلَ لَيَحْلِفُ وَلَا يُسْتَحْلَفُ

دوسری فصل

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ہمارے صحابہ کی عزت کرو کہ وہ تمھارے نیک ترین لوگ ہیں۔ پھر وہ جو ان کے ساتھ متصل ہیں پھر وہ جو ان کے ساتھ متصل ہیں۔ پھر جھوٹ ظاہر ہوگا یہاں تک کہ ایک شخص

marfat.com
Marfat.com

وَيَشْهَدُ وَلَا يُسْتَشْهَدُ اَلَا مَنْ سَرَّهٗ بُحْبُوحَةُ الْجَنَّةِ فَلْيَلْزَمِ الْجَمَاعَةَ فَاِنَّ الشَّيْطٰنَ مَعَ الْفَذِّ وَهُوَ مِنَ الْاِثْنَيْنِ اَبْعَدُ وَلَا يَخْلُوَنَّ رَجُلٌ بِامْرَأَةٍ فَاِنَّ الشَّيْطٰنَ ثَالِثُهُمَا وَمَنْ سَرَّتْهُ حَسَنَتُهٗ وَسَاءَتْهُ سَيِّئَتُهٗ فَهُوَ مُؤْمِنٌ رَوَاهُ النَّسَائِيُّ وَاِسْنَادُهٗ صَحِيْحٌ وَرِجَالُهٗ رِجَالُ الصَّحِيْحِ اِلَّا اِبْرَاهِيْمَ بْنَ الْحَسَنِ الْخَثْعَمِيَّ لَمْ يُخْرِجْ عَنْهُ الشَّيْخَانِ وَهُوَ ثِقَةٌ ثَبَتٌ ۔

قسم کھائے گا حالانکہ اس سے قسم طلب نہیں کی جائے گی اور گواہی دے گا حالانکہ اس سے گواہی طلب نہیں کی جائے گی [۲] سنو جسے جنت کا درمیانہ حصہ پسند ہے وہ مسلمانوں کی جماعت کو لازم پکڑے ۔ کیونکہ تنہا آدمی کے ساتھ شیطان ہے اور وہ دو سے دور ہے اور کوئی شخص کسی اجنبی عورت کے ساتھ تنہائی میں ملاقات نہ کرے کیونکہ شیطان ان کا تیسرا ساتھی ہوگا [۳] اور جس شخص کو اپنی نیکی اچھی لگے اور اپنی برائی غمگین کرے وہ مومن ہے [۴] ۔ اس حدیث کو امام نسائی نے روایت کیا ۔ اس کی سند صحیح ہے اور اس کے راوی حدیث صحیح کے راوی ہیں ۔ البتہ ایک راوی ابراہیم بن حسن خثعمی ہیں جن سے امام بخاری اور مسلم نے حدیث روایت نہیں کی ، تاہم وہ ثقہ اور مستند ہیں ۔

[۱] اس طرح کیوں نہ ہو ؟ جب کہ وہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابی اور ملازمانِ بارگاہ ہیں ۔ وقتاً فوقتاً حاضر ہونے والے اور آپ سے علم وعمل اور حال کی تربیت پانے والے ہیں اور اگر انھیں زیادہ ملازمت اور صحبت حاصل نہیں ہوئی تاہم وہ سرکارِ دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم کے جمالِ انور اور چہرہ اقدس کی زیارت کرنے والے تو ہیں ۔ شیخ ابوطالب مکی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ جمالِ مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک دفعہ دیدار سے وہ کچھ حاصل ہوتا ہے اور وہ عقدے حل ہوتے ہیں جو چلّوں اور تنہائی کی عبادتوں سے حل نہیں ہوتے ۔ پھر آنکھوں کے دیکھنے سے ایمان اور مشاہدہ پر مبنی جو یقین انھیں حاصل ہوتا ہے اس میں کسی دوسرے کی شرکت نہیں ہے (امام ربانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ سرکارِ دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک نگاہِ لطف و عنایت صحابہ کرام کو ولایت کبریٰ کے مقام پر فائز کردیتی تھی ۱۲ قادری)

[۲] یعنی گروہ امت مسلمہ کے افضل ترین اور ملتِ اسلامیہ کے سردار ہیں اس زمانے اور اس زمانے کے لوگوں میں صداقت ، دیانت اور عفت وامانت ہے ۔ اس دور کے جو مستور الحال لوگ ہیں ان پر بھی عدالت کا حکم لگایا گیا ہے ۔ ہاں نادر طور پر ایسے لوگ ہوں گے جو عدالت سے خالی ہوں گے کیونکہ وہ معصوم نہیں ہیں ۔ لیکن بعد والے لوگوں میں معاملہ برعکس ہوگیا (فسق اور جھوٹ عام ہوگیا لہٰذا مستور غیر معتبر پائے ۱۲ قادری) جیسے کہ حدیث شریف کے اگلے حصے میں ارشاد فرمایا ۔

[۳] پھر دین و دنیا میں جھوٹ اور خیانت ظاہر ہوگی ۔ یہ اشارہ ہے بدعات اور نفسانی خواہشات کے

marfat.com
Marfat.com

ظاہر اور عام ہونے کی طرف ، اگرچہ ان امور میں سے بعض مثلاً قدریہ ، معتزلہ اور مرجئہ فرقے ان تین ادوار کے آخر میں پیدا ہوئے لیکن ان کا ظہور اور ان کی اشاعت ان کے بعد ہوئی ۔

سے یہ اشارہ ہے دین داری اور احتیاط کے چھوڑ دینے کی طرف ۔

۵ یعنی جو شخص چاہتا ہے کہ اسے جنت کا درمیانہ درجہ ملے جو جنت کا بہترین حصہ ہے ۔ بُحْبُوحَۃُ الدَّار پہلی اور دوسری باء پر پیش ، پہلی حاء ساکن ، گھر کا درمیانہ حصہ ۔ فَلْیَلْزَمِ الْجَمَاعَۃَ اسے چاہیے کہ مسلمانوں کی جماعت اور تینوں ادوار کے سوادِ اعظم کو لازم پکڑے اور ان کی پیروی کرے فَاِنَّ الشَّیْطَانَ مَعَ الْفَذِّ اس لیے کہ تحقیق شیطان تنہا کے ساتھ ہے ۔ فَذّ فاء پر زبر نقطے والا ذال مشدد ، تنہا اور یگانہ ، مراد وہ شخص ہے جو اپنی رائے پر عمل کرتا ہے اور جماعت کی پیروی نہیں کرتا وَھُوَ مِنَ الْاِثْنَیْنِ اَبْعَدُ اور شیطان ایک آدمی کی نسبت دو سے زیادہ دور ہے ۔ ہوسکتا ہے کہ ایک شخص سے بھی کبھی دور ہو جائے لیکن دو سے زیادہ دور ہے یہ بھی ہوسکتا ہے کہ اس جگہ ابعد ، بعید کے معنی میں ہو (اب مطلب یہ ہوگا کہ شیطان دو سے دور ہوتا ہے ایک سے نہیں) ۔

۶ ایک مرد ، دوسری عورت اور تیسرا شیطان

۷ یعنی ایمان کے صحیح ہونے اور اس کے کمال کی علامت یہ ہے کہ نیکی کرنے سے خوش ہو اور اگر اس سے برائی صادر ہو جائے تو غمگین ہو جائے ۔ اہلِ علم کہتے ہیں کہ یہ دل کے زندہ ہونے کی علامت ہے ۔

۸ رَوَاہُ کے بعد مشکوٰۃ شریف میں جگہ خالی ہے ۔ حاشیہ میں نسائی شریف کا حوالہ دیا گیا ہے

۵۷۵۶ وَعَنْ جَابِرٍ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا تَمَسُّ النَّارُ مُسْلِمًا رَاٰنِیْ وَرَاٰی مَنْ رَاٰنِیْ (رَوَاہُ التِّرْمِذِیُّ)

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ، اس مسلمان کو آگ نہیں چھوئے گی جس نے ہماری زیارت کی اور جس نے ہماری زیارت کرنے والے (صحابی) کی زیارت کی ۱

(ترمذی)

۱ یعنی اس کے ساتھ اس کی وفات اسلام پر ہوئی ہو ۔ اس حدیث نے اس بشارت کو بالاتفاق صحابہ اور تابعین کے ساتھ خصوص کیا ہے ۔ یہ بشارت ان دس حضرات کے ساتھ مخصوص نہیں ہے جنہیں عشرہ مبشرہ کہا جاتا ہے اور ان کے علاوہ ان حضرات کے ساتھ بھی خاص نہیں ہے جنہیں بشارت ملی ہے بلکہ تمام مسلمانوں اور مومنوں کو شامل ہے (جو صحابی ہیں یا تابعی) ۔ لیکن صحابی اور تابعی وہ ہے جس کی وفات اسلام پر ہوئی ہو یہ خبر حضرت مخبرِ صادق صلی اللہ علیہ وسلم کی خبر اور بشارت کے بغیر معلوم نہیں ہوسکتی ۔ اسی لیے وہ جماعت مخصوص ہوئی ہے جسے مبشرہ کہتے ہیں ۔ یہ بھی ہوسکتا ہے کہ یہ ایمان پر موت کی بشارت ہو جس طرح علماء نے حدیث شریف " مَنْ زَارَ قَبْرِیْ وَجَبَتْ لَہُ الْجَنَّۃُ " میں فرمایا ہے ۔

marfat.com
Marfat.com

۵۷۵۸ وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ ابْنِ مُغَفَّلٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَللّٰهَ اَللّٰهَ فِيْ اَصْحَابِيْ اَللّٰهَ اَللّٰهَ فِيْ اَصْحَابِيْ اَللّٰهَ اَللّٰهَ فِيْ اَصْحَابِيْ لَا تَتَّخِذُوْهُمْ غَرَضًا مِّنْ بَعْدِيْ فَمَنْ اَحَبَّهُمْ فَبِحُبِّيْ اَحَبَّهُمْ وَمَنْ اَبْغَضَهُمْ فَبِبُغْضِيْ اَبْغَضَهُمْ وَمَنْ اٰذَاهُمْ فَقَدْ اٰذَانِيْ وَمَنْ اٰذَانِيْ فَقَدْ اٰذَى اللّٰهَ وَمَنْ اٰذَى اللّٰهَ فَيُوْشِكُ اَنْ يَّاْخُذَهٗ۔ (رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ هٰذَا حَدِيْثٌ غَرِيْبٌ)

حضرت عبداللہ بن مغفل[۱] رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہمارے صحابہ کے بارے میں اللہ سے ڈرو، اللہ سے ڈرو، تین دفعہ فرمایا[۲] ہمارے بعد انہیں نشانہ نہ بنالینا[۳] پس جو شخص انہیں محبوب رکھتا ہے وہ ہماری محبت کی بناء پر ان سے محبت کرتا ہے اور جو ان سے دشمنی رکھتا ہے وہ ہماری دشمنی کے سبب ان سے دشمنی رکھتا ہے[۴]۔ اور جس نے انہیں ایذا دی اس نے ہمیں ایذا دی اور جس نے ہمیں ایذا دی اس نے اللہ تعالیٰ کو ایذا دی اور جس نے اللہ تعالیٰ کو ایذا دی تو قریب ہے کہ اللہ تعالیٰ اُسے گرفت میں لے لے[۵]۔ اس حدیث کو امام ترمذی نے روایت کیا اور فرمایا کہ یہ حدیث غریب ہے۔

[۱] عبداللہ بن مغفل میم پر پیش، نقطے والی غین پر زبر، فاء مشدد پر زبر صحابی ہیں۔ جو بیعت رضوان میں شریک ہوئے۔

[۲] تاکید اور مبالغہ کے طور پر تین دفعہ فرمایا ۔ اللہ تعالیٰ سے ڈرو میرے صحابہ کے بارے میں اور انہیں تعظیم و توقیر کے بغیر یاد نہ کرو اور ہمارے ساتھ ان کی صحبت کا حق ادا کرو۔

[۳] ان پر گالیوں اور عیب لگانے کے تیر نہ برساؤ۔

[۴] یعنی ان کی محبت کو ہماری محبت اور ان کی دشمنی کو ہماری دشمنی لازم ہے اللہ تعالیٰ ہمیں اس دشمنی سے محفوظ رکھے۔ علماء فرماتے ہیں کہ محبت کے صحیح ہونے کی علامت اور دوستی کا نشان یہ ہے کہ محبت محبوب کے واسطے سے اس کے متعلقین تک پہنچتی ہے۔ پس اللہ تعالیٰ کی محبت کی نشانی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت ہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت کی نشانی آپ کی آلِ پاک اور صحابہ کرام کی محبت ہے۔

[۵] اور اسے عذاب دے۔

۵۷۵۹ وَعَنْ اَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَثَلُ اَصْحَابِيْ فِيْ اُمَّتِيْ كَالْمِلْحِ فِي الطَّعَامِ لَا يَصْلُحُ

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ہماری امت میں ہمارے صحابہ کی مثال ایسے ہے جیسے کھانے میں

marfat.com
Marfat.com

الطَّعَامُ اِلَّا بِالْمِلْحِ قَالَ الْحَسَنُ فَقَدْ ذَهَبَ مِلْحُنَا فَكَيْفَ نَصْلُحُ (رَوَاهُ فِي شَرْحِ السُّنَّةِ)

نمک، طعام نمک کے بغیر درست نہیں ہوتا۔ حضرت حسن بصری نے فرمایا: ہمارا نمک چلا گیا تو ہم کس طرح درست ہو سکتے ہیں؟ [1] (شرح السنۃ)

[1] حضرت حسن بصری رضی اللہ عنہ نے یہ حدیث شریف سن کر مذکورہ کلمات ارشاد فرمائے۔ بعض صحابہ کرام کے رحلت فرما جانے پر انھوں نے اظہار افسوس کیا۔ حالانکہ ان کے زمانے میں بعض صحابہ کرام موجود تھے۔ حضرت حسن بصری کی وفات سن ایک سو دس ہجری میں ہوئی۔

۵۷۶۰/۹ وَعَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ بُرَيْدَةَ عَنْ اَبِيْهِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا مِنْ اَحَدٍ مِّنْ اَصْحَابِيْ يَمُوْتُ بِاَرْضٍ اِلَّا بُعِثَ قَائِدًا وَّنُوْرًا لَّهُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ۔ (رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ هٰذَا حَدِيْثٌ غَرِيْبٌ)

حضرت عبداللہ بن بریدہ [1] رضی اللہ عنہم اپنے والد ماجد سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ہمارا کوئی صحابی کسی زمین میں فوت نہیں ہوگا مگر یہ کہ قیامت کے دن اس علاقے کے لوگوں کے لیے قائد اور نور بنا کر اٹھایا جائے گا۔ ترمذی نے روایت کیا اور فرمایا کہ یہ حدیث غریب ہے۔

[1] حضرت بریدہ اسلمی مرو کے قاضی اور وہاں کے عالم تھے۔ مشہور تابعی تھے۔ ان کے والد حضرت بریدہ مشہور صحابی ہیں۔

ذکر حدیث ابن مسعود حضرت ابن مسعود کی حدیث جس کی ابتداء میں ہے لَا يُبَلِّغُنِيْ اَحَدٌ۔ فِيْ بَابِ حِفْظِ اللِّسَانِ زبان کی حفاظت کے باب میں ذکر کی گئی ہے۔ جس میں صحابہ کرام کا ذکر ہے۔ مصابیح میں وہ حدیث اس جگہ ذکر کی گئی ہے۔ حضرت مصنف نے اس جگہ اس حدیث کا ذکر مناسب سمجھا (خط کشیدہ عربی عبارت ہمارے پیش نظر مشکوٰۃ شریف کے نسخہ میں نہیں ہے ۱۲ قادری۔

الفصل الثالث

تیسری فصل

۵۷۶۱/۱۰ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا رَاَيْتُمُ الَّذِيْنَ يَسُبُّوْنَ اَصْحَابِيْ فَقُوْلُوْا لَعْنَةُ اللهِ عَلٰى شَرِّكُمْ (رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب تم ان لوگوں کو دیکھو جو ہمارے صحابہ کو گالیاں دیتے ہیں تو کہو: اللہ تعالیٰ کی لعنت [1] ہو تمھارے شر پر (ترمذی)

[1] اللہ تعالیٰ کی لعنت اور اس کی رحمت سے دوری ہو تمھارے اس برے فعل پر ــــ اس حدیث شریف میں اشارہ ہے کہ اگر فعل پر لعنت بھیجیں نہ کہ ذات پر تو یہ احتیاط کے قریب ہوگا۔

marfat.com
Marfat.com

۵۷۶۲ وَعَنْ عُمَرَ بْنِ خَطَّابٍ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ سَأَلْتُ رَبِّيْ عَنْ اِخْتِلَافِ أَصْحَابِيْ مِنْ بَعْدِيْ فَأَوْحٰى إِلَيَّ يَا مُحَمَّدُ إِنَّ أَصْحَابَكَ عِنْدِيْ بِمَنْزِلَةِ النُّجُوْمِ فِي السَّمَاءِ بَعْضُهَا أَقْوٰى مِنْ بَعْضٍ وَّلِكُلٍّ نُوْرٌ فَمَنْ أَخَذَ بِشَيْءٍ مِّمَّا هُمْ عَلَيْهِ مِنِ اخْتِلَافِهِمْ فَهُوَ عِنْدِيْ عَلٰى هُدًى قَالَ وَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَصْحَابِيْ كَالنُّجُوْمِ فَبِأَيِّهِمُ اقْتَدَيْتُمْ اِهْتَدَيْتُمْ ۔

(رَوَاهُ رَزِيْنٌ)

حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا کہ میں نے اپنے رب سے اپنے صحابہ کے اختلاف کے بارے میں پوچھا جو میرے بعد ہوگا۔ اللہ تعالیٰ نے میری طرف وحی بھیجی کہ اے محمد! آپ کے صحابہ میری بارگاہ میں ایسے ہیں جیسے آسمان میں ستارے۔ ان میں سے بعض نور میں بعض سے زیادہ قوی ہیں اور ہر ایک کے لیے ایک نور ہے پس جس نے علم[1] میں کسی چیز کو لیا جس پر وہ اپنے اختلاف[2] کے باوجود ہیں تو وہ ہدایت پر[3] ہے۔ حضرت عمر فاروق نے فرمایا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ہمارے صحابہ ستاروں کی مانند ہیں پس تم ان میں سے جس کی اقتداء کرو گے ہدایت پاؤ گے

(رزین)

[1] یعنی علم فقہ کے مسائل میں جو ان کا اختلاف ہے۔

[2] جیسے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میری امت کا اختلاف رحمت ہے۔ جیسے کہ اس کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا: وَلِكُلٍّ نُوْرٌ اور ہر ایک کے لیے ایک نور ہے پس ہدایت اس علم اور فقاہت کے مطابق ہے جو اس شخص کے پاس ہے اگرچہ اس کے مراتب مختلف ہیں۔ اس امر سے کوئی صحابی خالی نہیں ہے ہر ایک کے پاس دین و شریعت کا علم ہے۔ اگر بعض مقامات میں از راہِ بشریت ان سے خطا سرزد ہوگئی ہو اور وہ راہِ صواب پر گامزن نہ رہ سکے ہوں مثلاً چونکہ وہ معصوم نہیں ہیں اس لیے انھوں نے امام برحق کی مخالفت کی ہو تو اس خاص مسئلے میں ان کی اقتداء درست نہیں ہوگی اور ہدایت میسر نہیں ہوگی۔ یہ مستثنیٰ ہے اور بحث سے خارج ہے خوب اچھی طرح یہ مسئلہ سمجھ لیجیے، اللہ تعالیٰ ہی توفیق دینے والا ہے۔

marfat.com
Marfat.com

باب مناقب ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ

حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے فضائل و مناقب میں بہت سی صحیح، حسن اور ضعیف حدیثیں وارد ہوئی ہیں بعض محدثین نے ان میں سے بعض کو موضوع قرار دیا ہے۔ ان میں سے چند حدیثیں درج ذیل ہیں۔

۱۔ اِنَّ اللّٰہَ یَتَجَلّٰی لِلنَّاسِ عَامَّۃً وَّلِاَبِیْ بَکْرٍ خَاصَّۃً"
اللہ تعالیٰ لوگوں پر عام تجلی فرمائے گا اور ابوبکر کے لیے خاص

۲۔ مَا صَبَّ اللّٰہُ فِیْ صَدْرِیْ شَیْئًا اِلَّا وَصَبَبْتُہٗ فِیْ صَدْرِ اَبِیْ بَکْرٍ
اللہ تعالیٰ نے جو حقائق و معارف میرے سینے میں ڈالے میں نے وہ ابوبکر کے سینے ڈال دیئے۔

۳۔ کَانَ رَسُوْلُ اللّٰہِ اِذَا اشْتَاقَ اِلَی الْجَنَّۃِ قَبَّلَ شَیْبَۃَ اَبِیْ بَکْرٍ
جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو جنت کا شوق ہوتا تو ابوبکر کے بڑھاپے کے بالوں کو چومتے تھے۔

۴۔ اِنَّ اللّٰہَ لَمَّا اخْتَارَ الْاَرْوَاحَ اخْتَارَ رُوْحَ اَبِیْ بَکْرٍ
بے شک جب اللہ تعالیٰ نے روحوں کو منتخب فرمایا تو ابوبکر کی روح کو منتخب فرمایا۔

اسی طرح شیخ مجدالدین شیرازی نے سفر السعادۃ میں بیان کیا ہے اور فرمایا کہ اس کا بطلان بداہت عقل سے معلوم ہے (انتہی) شاید کہ یہ اس لیے ہو کہ اس سے حضرت ابوبکر کی فضیلت تمام مخلوق انبیاء علیہم السلام اور ان کے ماسوا پر لازم آتی ہے۔ اسی طرح ان کی مساوات حضرت سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ لازم آتی ہے، نیز وہ کچھ لازم آتا ہے جو عقل اور عادت کے دائرے سے خارج ہے۔ مخفی نہ رہے کہ اگر یہ احادیث صحیح ہوں تو تاویل کا دروازہ بند نہیں ہے۔

حدیث شریف اِنَّ اللّٰہَ یَتَجَلّٰی لِلنَّاسِ کو تنزیہ الشریعہ میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے اور فرمایا کہ اسے خطیب، ابونعیم اور ابن حبان نے ضعیف روایتوں میں بیان کیا ہے۔ ذہبی نے اسے موضوع قرار دیا، بعض نے اسے حسن قرار دیا، حاکم اسے مستدرک میں لائے۔ امام غزالی، احیاء العلوم میں بھی لائے ہیں۔ واللہ اعلم۔

⁂ ⁂ ⁂

marfat.com
Marfat.com

الفصل الاوّل

۵۷۶۳ عَنْ اَبِیْ سَعِیْدِنِ الْخُدْرِیِّ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ اِنَّ مِنْ اَمَنِّ النَّاسِ عَلَیَّ فِیْ صُحْبَتِہٖ وَمَالِہٖ اَبُوْبَکْرٍ وَعِنْدَ الْبُخَارِیِّ اَبَا بَکْرٍ وَلَوْ کُنْتُ مُتَّخِذًا خَلِیْلًا لَاتَّخَذْتُ اَبَا بَکْرٍ خَلِیْلًا وَلٰکِنْ اُخُوَّۃُ الْاِسْلَامِ وَمَوَدَّتُہٗ لَا تُبْقَیَنَّ فِی الْمَسْجِدِ خَوْخَۃٌ اِلَّا خَوْخَۃَ اَبِیْ بَکْرٍ وَفِیْ رِوَایَۃٍ لَوْ کُنْتُ مُتَّخِذًا خَلِیْلًا غَیْرَ رَبِّیْ لَاتَّخَذْتُ اَبَا بَکْرٍ خَلِیْلًا (مُتَّفَقٌ عَلَیْہِ)

پہلی فصل

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: بے شک سب لوگوں سے زیادہ ہم پر خرچ کرنے والے اپنی صحبت اور مال میں ابوبکر ہیں۔ امام بخاری کی روایت میں اَبَا بَکْرٍ[1] ہے۔ اگر میں کسی کو خالص جانی دوست بناتا تو ابوبکر کو ایسا دوست بناتا لیکن وہ اخوت اور محبت باقی ہے جو اسلام کی بناء پر ہے[2]۔ مسجد میں کوئی کھڑکی سوائے ابوبکر کی کھڑکی کے نہیں چھوڑی جائے گی[3] اور ایک روایت میں ہے کہ اگر میں اپنے رب کے سوا کسی کو خلیل بناتا تو ابوبکر کو خلیل بناتا۔ (صحیحین[4])

[1] الف کے ساتھ اور یہ نحو کے قاعدے کے زیادہ مطابق اور زیادہ ظاہر ہے۔ ابوبکر واؤ کے ساتھ بھی جائز ہے۔ اس کی توجیہہ شرح (لمعات) میں بیان کی گئی ہے۔

[2] خلیل مشتق ہے خلت سے، خاء پر پیش، اس کا معنی ہے وہ محبت و صداقت جو محبّ کے دل کے باطن میں اس طرح اتر جائے کہ محبوب، محبّ کے راز سے آگاہ ہو جائے۔ مطلب یہ ہے کہ اگر میرے لیے جائز ہو، کہ مخلوق میں سے ایسا دوست اختیار کروں جس کی محبت میرے دل میں سرایت کر جائے اور وہ میرے راز سے آگاہ ہو جائے تو ابوبکر کو ایسا دوست بناتا کہ وہ اس صفت کے قابل ہیں لیکن میرا ایسا محبوب صرف اللہ تعالیٰ ہے۔ مخلوق سے میری محبت وہ ہے جو میرے دل کے ظاہر پر ہے اور میرے راز پر صرف وہ ہی آگاہ ہے یہ بھی ہو سکتا ہے کہ خلیل ماخوذ ہو خلت، خاء پر زبر کے ساتھ جس کا معنی حاجت ہے۔ اب مطلب یہ ہوگا کہ اگر میں کوئی ایسا دوست بناتا جس کی طرف میں اپنی حاجتوں میں رجوع کرتا اور اپنے مقاصد میں اس پر اعتماد کرتا تو ابوبکر کو ایسا دوست بناتا لیکن میرا تمام امور میں اعتماد اور ہر حال میں میرا رجوع اللہ تعالیٰ کی طرف ہے اور وہی میرا ملجاء و ماوٰی ہے یہ مطلب حدیث شریف کی روش کے زیادہ مناسب ہے۔ لیکن شارحین نے فرمایا کہ پہلا معنی زیادہ مناسب و موزوں ہے۔ فافہم۔

[3] خُوْخَۃٌ نقطے والی خاء پھر واؤ اس کے بعد پھر نقطے والی خاء۔ وہ تنگ شگاف (کھڑکی) جو دیوار میں چھوڑا جاتا ہے تاکہ گھر میں روشنی آئے۔ مسجد شریف سے متصل گھروں کی کھڑکیاں مسجد کی طرف تھیں۔ جن سے گزر کر صحابہ کرام

marfat.com
Marfat.com

مسجد میں آیا کرتے تھے یا مسجد کی طرف دیکھ لیتے تھے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے ہیں یا نہیں؟ لہٰذا ازراہِ اعزاز و تکریم ارشاد فرمایا۔ ابوبکر کے علاوہ سب کی کھڑکیاں بند کر دی جائیں۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے خطبہ کے آخر میں ارشاد فرمایا، شارحین فرماتے ہیں کہ اس میں حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی خلافت کی طرف اشارہ ہے اور دوسروں کی گفتگو کا دروازہ بند کر دیا گیا ہے۔ جب بعض صحابہ کرام نے اس بارے میں گفتگو کی تو ارشاد فرمایا یہ کام ہم نے از خود نہیں کیا بلکہ اللہ تعالیٰ کے حکم سے کیا ہے۔ ایک روایت میں ہے کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے درخواست کی کہ مجھے گھر کی دیوار میں کھڑکی رکھنے کی اجازت دی جائے تاکہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مسجد میں تشریف لائیں تو آپ کی زیارت کر لیا کروں۔ فرمایا سوئی کے سوراخ جتنا راستہ بھی رکھنے کی اجازت نہیں ہے۔

ؒ حافظ ابن حجر عسقلانی شرح صحیح بخاری میں فرماتے ہیں۔ اس باب میں متعدد سندوں سے احادیث مروی ہیں جو بظاہر ایک دوسری کے خلاف ہیں۔ ایک تو یہ حدیث ہے جو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے بارے میں وارد ہے۔ دوسری حدیث حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ نے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا کہ حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے دروازے کے علاوہ مسجد کے جانب کھلنے والے دروازوں کو بند کر دیا جائے۔ اس حدیث کو امام احمد اور امام نسائی نے روایت کیا اور اس کی سند قوی ہے۔ امام طبرانی معجم اوسط میں ثقہ راویوں کے حوالے سے روایت کرتے ہیں کہ صحابہ کرام نے جمع ہو کر عرض کیا یا رسول اللہ آپ نے صحابہ کرام کے دروازوں کو بند کرنے کا حکم دیا ہے اور حضرت علی مرتضیٰ کے دروازے آپ نے کھول دیئے ہیں۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں نے بند کیا ہے اور نہ کھولا ہے بلکہ اللہ تعالیٰ نے بند کیا ہے اور کھولا ہے اور مجھے حکم دیا گیا ہے علی مرتضیٰ کے دروازے کے علاوہ دوسرے دروازے بند کر دوں۔ اسی طرح امام احمد اور امام نسائی نے ابن عباس اور ابن عمر رضی اللہ عنہم سے روایت کیا۔

شیخ ابن حجر فرماتے ہیں کہ ان میں سے ہر ایک حدیث حجت بننے کے قابل ہے۔ خصوصاً جب کہ بعض روایات کو بعض سے قوت اور تائید حاصل ہوتی ہے۔ ابن جوزی نے حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے بارے میں وارد ہونے والی اس حدیث کو موضوع قرار دیا ہے اور اس کی بعض سندوں پر کلام نہیں کیا۔ اس لیے کہ یہ حضرت ابوبکر صدیق کے بارے میں وارد ہونے والی احادیث صحیحہ کے مخالف ہے انھوں نے یہ بھی کہا کہ ان احادیث کے مقابل رافضیوں نے یہ حدیث وضع کی ہے۔ شیخ ابن حجر عسقلانی نے ابن جوزی پر رد کیا ہے اور فرمایا کہ انھوں نے محض اس وہم کی بناء پر اس حدیث کو موضوع قرار دیا ہے کہ یہ حدیث حضرت ابوبکر صدیق کے بارے میں وارد ہونے والی حدیث کے معارض ہے۔ علامہ عسقلانی نے فرمایا کہ حضرت علی مرتضیٰ کی حدیث کثیر سندوں سے مروی ہے۔ ان میں سے بعض صحت کی حد کو پہنچی ہوئی ہیں اور بعض حسن ہیں۔

حضرت علی مرتضیٰ اور حضرت ابوبکر صدیق کے بارے میں وارد ہونے والی احادیث میں تطبیق یہ ہے کہ

marfat.com
Marfat.com

جب مسجدِ نبوی کی تعمیر کی گئی تو ابتداء میں حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے دروازے کے علاوہ تمام دروازوں کے بند کرنے کا حکم دیا۔ حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ کا ایک دروازہ مسجد کی جانب تھا جس سے ان کی آمد و رفت رہتی تھی۔ یہ حدیث درجہ صحت کو پہنچی ہوئی ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ کو فرمایا: ہمارے اور تمھارے علاوہ کوئی شخص حالتِ جنابت میں اس مسجد میں نہ آئے جب کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی کھڑکی کے علاوہ تمام کھڑکیوں کے بند کرنے کا حکم آخر میں تھا اس وقت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی عمر شریف کے دو تین دن باقی تھے۔ اس کی دلیل یہ ہے کہ جب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی مرتضیٰ کے دروازے کے علاوہ دروازوں کے بند کرنے کا حکم دیا تو حضرت حمزہ ابن عبدالمطلب حاضر ہوئے۔ حکم کی تعمیل میں ان سے کسی قدر توقف ظاہر ہوا، ان کی دونوں آنکھوں میں تکلیف تھی اور پانی جاری تھا انھوں نے عرض کیا یا رسول اللہ، آپ نے اپنے چچا کو باہر نکال دیا اور چچا کے بیٹے کو اندر لے آئے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے چچا! ہمیں اس کا حکم دیا گیا ہے اور اس میں ہمارا اختیار نہیں ہے۔ اس واقعہ میں حضرت امیر حمزہ رضی اللہ عنہ کے ذکر سے معلوم ہو گیا کہ یہ واقعہ پہلے کا تھا، کیونکہ حضرت امیر حمزہ رضی اللہ عنہ جنگِ احد میں شہید ہو گئے۔ ایک روایت میں آیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خطبہ ارشاد فرمایا، اور فرمایا: حضرت رب العزت نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کی طرف وحی نازل فرمائی کہ ایک پاکیزہ مسجد تعمیر کریں جس میں آپ، حضرت ہارون علیہ السلام اور ان کے دو صاحبزادے شبّر اور شبیر کے علاوہ کوئی رہائش اختیار نہ کرے۔ اسی طرح اللہ تعالیٰ نے ہماری طرف وحی نازل فرمائی کہ ہم پاک صاف مسجد تعمیر کریں جس میں ہمارے علی مرتضیٰ اور ان کے دو بیٹوں حسن اور حسین کے علاوہ کوئی رہائش اختیار نہ کرے رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین۔ علامہ ابن حجر نے اس سلسلے میں طویل گفتگو کی ہے۔ جس کا کچھ حصہ ہم نے تاریخ مدینہ میں ذکر کیا ہے۔ واللہ اعلم۔

۵۷۶۴ وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَوْ كُنْتُ مُتَّخِذًا خَلِيْلًا لَاتَّخَذْتُ اَبَابَكْرٍ خَلِيْلًا وَّلٰكِنَّهُ اَخِيْ وَصَاحِبِيْ وَقَدِ اتَّخَذَ اللّٰهُ صَاحِبَكُمْ خَلِيْلًا (رَوَاهُ مُسْلِمٌ)

حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اگر میں کسی کو جانی دوست بناتا تو ابوبکر کو جانی دوست بناتا لیکن وہ میرے بھائی اور دوست ہیں، تحقیق اللہ تعالیٰ نے تمھارے صاحب[1] کو خلیل بنایا ہے۔ (مسلم)

[1] اس سے مراد نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذاتِ اقدس ہے پہلی حدیث سے معلوم ہوا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ تعالیٰ کو خلیل (دلی دوست) بنایا اور اس حدیث شریف سے معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو خلیل بنایا۔ اس سے معلوم ہوا کہ جو شخص محبت میں سچا ہو وہ محبوبیت کے مقام کو پہنچ جاتا ہے۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے یُحِبُّهُمْ وَيُحِبُّوْنَهٗ اللہ تعالیٰ ان سے محبت فرماتا ہے وہ اللہ تعالیٰ سے محبت کرتے ہیں۔ شعر ؎

ہر کہ او در عشق صادق آمدہ است بر سرش معشوق عاشق آمدہ است

marfat.com
Marfat.com

جو شخص عشق میں سچا ہوتا ہے (بالآخر) معشوق اس پر عاشق ہو جاتا ہے۔
پہلے محبت اور کشش اس کی طرف سے ہوتی ہے اس کا اثر یہ ہوتا ہے کہ محب اس کی طرف کھنچا چلا جاتا ہے
نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کے حبیب ہیں۔ حبیب اس محب کو کہتے ہیں جو مرتبہ محبوبیت پر فائز ہو بعض
علماء خلت کو اعلیٰ اور اخص درجہ قرار دیتے ہیں۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم مرتبہ محبت اور خلت کے جامع ہیں
آپ کی خلت حضرت ابراہیم علیہ السلام کی خلت سے زیادہ کامل اور مکمل ہے۔ اسی طرح ہی امام غزالی نے فرمایا۔

٥٧٦٥ وَعَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ قَالَ لِي رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي مَرَضِهٖ اُدْعِيْ لِيْ اَبَا بَكْرٍ اَبَاكِ وَاَخَاكِ[1] حَتّٰى اَكْتُبَ كِتَابًا[2] فَاِنِّيْ اَخَافُ اَنْ يَتَمَنّٰى مُتَمَنٍّ وَيَقُوْلُ قَائِلٌ اَنَا وَلَا وَيَأْبَى اللّٰهُ وَالْمُؤْمِنُوْنَ اِلَّا اَبَا بَكْرٍ (رَوَاهُ مُسْلِمٌ وَفِيْ كِتَابِ الْحُمَيْدِيِّ اَنَا اَوْلٰى بَدَلَ اَنَا وَلَا)

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی مرض وفات میں فرمایا: ہمارے لیے اپنے والد ابوبکر اور اپنے بھائی[1] کو بلاؤ تاکہ ہم ایک کتاب لکھیں[2] کیونکہ ہمیں خوف ہے کہ کوئی تمنا کرنے والا تمنا کرے اور کہنے والا کہے کہ میں مستحق ہوں اور دوسرا مستحق نہیں ہے۔ حالانکہ اللہ تعالیٰ اور مومن انکار کرتے ہیں اور صرف ابوبکر کو چاہتے ہیں (مسلم) حمیدی کی کتاب[3] میں اَنَا وَلَا کی جگہ اَنَا اَوْلٰی ہے[4] (میں زیادہ حق دار ہوں)۔

[1] یعنی حضرت عبدالرحمٰن کو، دوسری احادیث میں ان کے نام کی تصریح آئی ہے۔
[2] یعنی کتاب لکھنے کا حکم دیں (یہ توجیہہ اس لیے کی ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم بنفسِ نفیس لکھا نہیں کرتے تھے۔ ۱۲ قادری۔
[3] یعنی جمع بین الصحیحین۔
[4] طیبی نے قاضی عیاض سے نقل کیا ہے کہ یہ روایت زیادہ عمدہ ہے۔

٥٧٦٦ وَعَنْ جُبَيْرِ بْنِ مُطْعِمٍ قَالَ اَتَتِ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِمْرَاَةٌ فَكَلَّمَتْهُ فِيْ شَيْءٍ فَاَمَرَهَا اَنْ تَرْجِعَ اِلَيْهِ قَالَتْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَرَاَيْتَ اِنْ جِئْتُ وَلَمْ اَجِدْكَ كَاَنَّهَا تُرِيْدُ الْمَوْتَ قَالَ فَاِنْ لَّمْ تَجِدِيْنِيْ فَاْتِيْ اَبَا بَكْرٍ (مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ)

حضرت جبیر بن مطعم[1] رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں ایک عورت حاضر ہوئی اور آپ سے کسی چیز کے بارے میں بات کی[2] آپ نے اسے حکم دیا کہ وہ دوبارہ کسی وقت حاضر ہو، اس نے عرض کیا کہ یارسول اللہ یہ فرمائیں اگر میں حاضر ہوں اور آپ کو نہ پاؤں گویا اس نے ارادہ کیا کہ اگر آپ رحلت فرما جائیں۔ فرمایا اگر ہمیں نہ پاؤ تو ابوبکر کے پاس آنا[3] (صحیحین)

marfat.com
Marfat.com

۱؎ جبیر بن مطعم، میم پر پیش، طاء ساکن، عین کے نیچے زیر ۔ قریشی ہیں اور نوفل بن عبد مناف کی اولاد میں سے ہیں۔ ان کی کنیت ابو محمد ہے۔ فتح مکہ سے پہلے اور خیبر کے سال کے بعد اسلام لائے۔ بعض علماء نے کہا کہ فتح مکہ کے سال اسلام لائے۔ صدق دل سے اسلام میں داخل ہوئے۔ قریش کے معزز افراد میں سے تھے۔ حلم اور وقار کے حامل اور انساب کے عالم تھے۔ اس علم میں حضرت ابوبکر صدیق کے شاگرد تھے۔

۲؎ کسی حاجت کے بارے میں بات کی یا کوئی بات دریافت کی۔

۳؎ ظاہر یہ ہے کہ یہ عورت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے قریب آئی تھی۔

۴؎ اس حدیث کے ظاہر سے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی خلافت کی طرف اشارہ ہے لیکن نص قطعی نہیں ہے۔ اس کے باوجود اس کی فضیلت و شرافت پر دلالت کرتی ہے جمہور علماءِ اسلام اس بات کے قائل ہیں کہ خلیفہ بنانے کے سلسلے میں کسی جانب بھی نص قطعی نہیں ہے۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی خلافت کا ثبوت اجماعِ صحابہ سے ہے۔ شیخ ابن الہمام نے مسائرہ میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی خلافت پر نص کا دعویٰ کیا ہے اور اسے ثابت کیا ہے۔ واللہ اعلم۔

۵۷۶۲ / ۵ وَعَنْ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعَثَهُ عَلٰى جَيْشِ ذَاتِ السَّلَاسِلِ قَالَ فَاَتَيْتُهُ فَقُلْتُ اَيُّ النَّاسِ اَحَبُّ اِلَيْكَ قَالَ عَائِشَةُ قُلْتُ مِنَ الرِّجَالِ قَالَ اَبُوْهَا قُلْتُ ثُمَّ مَنْ قَالَ عُمَرُ فَعَدَّ رِجَالًا فَسَكَتُّ مَخَافَةَ اَنْ يَجْعَلَنِيْ فِيْ اٰخِرِهِمْ ۔ (مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ)

حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ذات السلاسل ۱؎ کے لشکر پر انہیں امیر بنا کر بھیجا۔ فرماتے ہیں میں نے آپ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا۔ آپ کی بارگاہ میں لوگوں میں سے محبوب ترین کون ہے؟ فرمایا عائشہ۔ میں نے عرض کیا مردوں میں سے۔ فرمایا ان کے والد ۲؎ میں نے عرض کیا پھر کون؟ فرمایا عمر۔ پھر آپ نے کئی مردوں کو گنا میں اس خوف سے چپ ہو گیا کہ کہیں مجھے سب سے مؤخر نہ بنا دیں۔ (صحیحین)

۱؎ ذات السلاسل ایک جگہ کا نام ہے۔ اصل میں سلاسل اس ریگستان کا نام ہے جس کی ریت تہ بہ تہ بیٹھی ہوئی ہو، اس جگہ کی بھی یہی حالت تھی۔ صاحب مواہب لدنیہ فرماتے ہیں۔ ذات السلاسل اس لیے کہتے ہیں کہ اس جنگ میں مشرکوں نے اپنے آپ کو ایک دوسرے سے باندھ رکھا تھا تاکہ بھاگ نہ جائیں۔ بعض علماء نے یہ وجہ بیان کی کہ اس جگہ ایک پانی تھا جس کو سَل سَل کہتے تھے۔ مدینہ منورہ سے دس دن کے فاصلے پر تھا نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عمرو بن العاص کو اس جگہ بھیجا، ان کے لیے سفید جھنڈا باندھا اور تین سو مہاجرین اور انصار ان کے ساتھ روانہ کیے اور انہیں سیاہ جھنڈا عنایت فرمایا۔ حضرت عمرو بن العاص اس جگہ کے قریب پہنچے تو انہوں نے امداد اور کمک کی درخواست کی۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابو عبیدہ بن الجراح کو

marfat.com
Marfat.com

دو سو افراد کے ہمراہ بھیجا جن میں بزرگ مہاجرین اور انصار تھے، ان میں حضرت ابوبکر اور حضرت عمر فاروق بھی تھے۔ انھیں ایک اور جھنڈا عطا فرمایا اور فرمایا: عمرو بن العاص سے جا کر مل جاؤ اور ان کی مخالفت نہ کرو۔ حضرت ابوعبیدہ نے صحابہ کرام کی امامت کرانے کا ارادہ کیا تو حضرت عمرو ابن العاص نے فرمایا: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کو میری امداد کے لیے بھیجا ہے، امیر میں ہوں، حضرت ابوعبیدہ نے ان کی بات مان لی۔ اس کے بعد حضرت عمرو بن العاص صحابہ کرام کی امامت کراتے تھے۔ یہاں تک کہ یہ حضرات دشمن کے علاقہ میں پہنچ گئے۔ مسلمانوں نے ان پر حملہ کیا تو کافر بھاگ گئے اور منتشر ہو گئے۔ جب حضرت عمرو بن العاص نے دیکھا کہ مہاجرین اور انصار کو ان کے ساتھ بھیجا گیا ہے اور ان میں حضرت ابوبکر اور عمر فاروق بھی ہیں تو ان کے دل میں خیال آیا کہ وہ مرتبے میں ان سے مقدم ہیں۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے انھیں ایسا جواب دیا کہ ان کے اس خیال کی نفی فرما دی۔ چنانچہ راوی کہتے ہیں (کہ حضرت عمرو بن العاص نے حاضر ہو کر سوال کیا جیسے کہ اسی روایت میں ہے)۔

ﹾ۲ یعنی حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ

۵۷۶۸ وَعَنْ مُحَمَّدِ بْنِ حَنَفِيَّةَ قَالَ قُلْتُ لِأَبِي أَيُّ النَّاسِ خَيْرٌ بَعْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ أَبُوْبَكْرٍ قُلْتُ ثُمَّ مَنْ قَالَ عُمَرُ وَخَشِيْتُ أَنْ يَقُوْلَ عُثْمَانَ قُلْتُ ثُمَّ أَنْتَ قَالَ مَا أَنَا إِلَّا رَجُلٌ مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ۔

(رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ)

حضرت محمد بن حنفیہ[1] سے روایت ہے کہ میں نے اپنے والد ماجد[2] کو عرض کیا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد سب لوگوں سے افضل کون ہے۔ فرمایا ابوبکر۔ میں نے عرض کیا پھر کون؟ فرمایا عمر۔ مجھے خوف ہوا کہ (اس کے بعد) فرمائیں گے عثمان[3]۔ اس لیے عرض کیا پھر آپ؟ فرمایا میں تو مسلمانوں میں سے ایک مرد ہوں[4]

(بخاری)

ﹾ۱ ابوالقاسم محمد بن علی ابن ابی طالب قریشی ہاشمی، ان کی والدہ کا نام خولہ بنت جعفر بن قیس حنفیہ ہے وہ بنو حنیفہ اور بنو یمامہ میں سے تھیں۔ محمد بن حنفیہ ثقہ عالم، فاضل، کامل، اطاعت اور شجاعت کے ساتھ موصوف اور زبردست طاقت ور تھے۔ چنانچہ کہتے ہیں کہ کچھ لوگ امیر المومنین حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے پاس لوہے کی زرہ لائے جو اتنی لمبی تھی کہ ان کے قد مبارک سے بھی طویل تھی۔ محمد بن حنفیہ نے اس کے دامن کا جو حصہ لمبا تھا اسے اپنے ہاتھ سے کاٹ دیا۔ لوگوں نے ان سے پوچھا کہ کیا وجہ ہے؟ کہ آپ کے والد آپ کو مسلسل غزوات، جنگوں اور ہلاکت کی جگہوں میں بھیجتے تھے اور حسن و حسین رضی اللہ عنہما کو نہیں بھیجتے۔ انھوں نے فرمایا حسن و حسین رضی اللہ عنہما دو آنکھوں کے مشابہ ہیں اور میں ہاتھ کے درجے میں ہوں اور قاعدہ یہی ہے کہ آنکھوں کو ہاتھوں کے ذریعے محفوظ رکھا جاتا ہے۔

ﹾ۲ حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ

ﹾ۳ یعنی میں نے یہ نہیں پوچھا کہ عمر فاروق کے بعد کون افضل ہے؟ بلکہ درمیان میں حضرت عثمان غنی رضی اللہ

marfat.com
Marfat.com

کا ذکر گول کر دیا - حضرت علی مرتضیٰ پر حضرت عثمان غنی کی فضیلت میں علماء کا اختلاف بھی ہے۔

ﷺ یعنی ایک عام مرد ہوں۔ انھوں نے یہ بات بطور تواضع فرمائی - ورنہ اس سوال کے وقت حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ سب لوگوں سے افضل تھے - رضی اللہ عنہ وکرم اللہ وجہہ

۵۷۶۹ وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ كُنَّا فِي زَمَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا نَعْدِلُ بِأَبِي بَكْرٍ أَحَدًا ثُمَّ عُمَرَ ثُمَّ عُثْمَانَ ثُمَّ نَتْرُكُ أَصْحَابَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا نُفَاضِلُ بَيْنَهُمْ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ وَفِي رِوَايَةٍ لِأَبِي دَاوُدَ قَالَ كُنَّا نَقُولُ وَرَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَيٌّ أَفْضَلُ أُمَّةِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعْدَهُ أَبُوبَكْرٍ ثُمَّ عُمَرُ ثُمَّ عُثْمَانُ رِضْوَانُ اللّٰهِ تَعَالَى عَلَيْهِمْ أَجْمَعِينَ۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ہم نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمان مبارک میں کسی کو ابو بکر صدیق، پھر عمر فاروق، پھر عثمان غنی کے برابر قرار نہیں دیتے تھے[1] پھر ہم نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کو چھوڑ دیتے تھے اور کسی ایک کو دوسرے پر فضیلت نہیں دیتے تھے[2] (بخاری) ابوداؤد کی ایک روایت میں ہے کہ ابن عمر نے فرمایا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حیاتِ مبارکہ میں ہم کہا کرتے تھے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد آپ کی امت میں سب سے زیادہ فضیلت والے ابوبکر ہیں - پھر عمر، ان کے بعد عثمان[3] رضی اللہ عنہم اجمعین

[1] کیونکہ یہ حضرات بزرگ، مقرب اور دین و دنیا کے کام میں دوسروں سے آگے تھے حضرت ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے وزیر اور مشیر تھے۔

[2] اگرچہ دیگر حضرات کی فضیلت بھی ثابت تھی۔

[3] شارحین فرماتے ہیں کہ حضرت ابن عمر کی مراد معمر صحابہ سے ہے - جب کوئی مسئلہ یا معاملہ پیش آتا تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ان سے مشورہ فرماتے تھے - حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں نو عمر اور جوان تھے ورنہ مذکورہ حضرات کے بعد ان کے افضل ہونے کا انکار کرنے والا کوئی نہیں ہے - نیز بلا شبہ صحابہ کرام میں سے بعض کا بعض سے افضل ہونا ثابت ہے جیسے اہلِ بدر، اہل بیعت رضوان اور علماء صحابہ رضی اللہ عنہم (دوسرے صحابہ سے افضل تھے ۱۲ قادری)

امام احمد حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں تمام لوگوں سے زیادہ فضیلت والا حضرت ابو بکر پھر حضرت عمر کو جانتے تھے - رہے حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ تو انھیں تین ایسی فضیلتیں دی گئی تھیں کہ اگر ان تین میں ایک مجھے دی جاتی تو میں اسے دنیا اور دنیا کے تمام مال و دولت سے بہتر جانتا - وہ فضیلتیں یہ ہیں (۱) نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی صاحبزادی حضرت فاطمہ زہرا رضی اللہ عنہا کا نکاح ان سے کیا اور سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی اولاد ان سے ہوئی -

marfat.com
Marfat.com

(۲) حضرت علی مرتضٰی کے دروازے کے علاوہ تمام دروازے بند فرمادیے اور (۳) خیبر کے دن حضرت علی مرتضٰی کو اپنا جھنڈا عطا فرمایا۔

امام نسائی روایت کرتے ہیں کہ ابن عمر سے پوچھا گیا کہ آپ حضرت عثمان غنی اور حضرت علی مرتضٰی کے بارے میں کیا کہتے ہیں؟ تو انھوں نے یہ حدیث بیان کی۔ اس کے بعد فرمایا۔ حضرت علی مرتضٰی کے بارے میں نہ پوچھو اور ان پر کسی کو قیاس نہ کرو، ان کے علاوہ سب کے دروازے بند فرمادیئے —— اسی طرح شیخ ابن حجر عسقلانی نے فتح الباری میں فرمایا۔

الفصل الثانی

۵۷۷۰ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّی اللهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مَا لِاَحَدٍ عِنْدَنَا یَدٌ اِلَّا وَقَدْ کَافَیْنَاهُ مَا خَلَا اَبَا بَکْرٍ فَاِنَّ لَهٗ عِنْدَنَا یَدًا یُکَافِیْهِ اللهُ بِهَا یَوْمَ الْقِیٰمَةِ وَمَا نَفَعَنِیْ مَالُ اَحَدٍ قَطُّ مَا نَفَعَنِیْ مَالُ اَبِیْ بَکْرٍ وَلَوْ کُنْتُ مُتَّخِذًا خَلِیْلًا لَاتَّخَذْتُ اَبَا بَکْرٍ خَلِیْلًا اَلَا وَاِنَّ صَاحِبَکُمْ خَلِیْلُ اللهِ

(رَوَاهُ التِّرْمِذِیُّ)

دوسری فصل

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ہمارے ساتھ جس نے بھی نیکی کی ہم نے اسے بدلہ دے دیا سوائے ابوبکر کے کیونکہ انھوں نے ہماری اتنی خدمت کی ہے کہ اللہ تعالیٰ ہی انھیں قیامت کے دن اس کی جزا دے گا[۱] کسی کے مال نے ہمیں وہ نفع نہیں دیا جو ابوبکر کے مال نے دیا[۲] اگر ہم کسی کو جانی دوست بناتے تو ابوبکر کو بناتے سنو تمھارے صاحب اللہ تعالیٰ کے خلیل ہیں[۳] (ترمذی)

[۱] یہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے حضرت ابوبکر صدیق کے بارے میں انتہائی تعظیم اور ان کی خدمات کا مبالغہ کے ساتھ اعتراف ہے ورنہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہر شخص پر اتنے احسانات اور انعامات ہیں کہ کوئی شخص بارِ احسان کی بناء پر سر نہیں اٹھا سکتا صحابہ کرام کی نیکیاں اور خدمات ان کے مقابل کیا حیثیت رکھتی ہیں جیسے کہ ظاہر ہے۔

[۲] ان کے گھر میں جو کچھ تھا سب لاکر بارگاہِ اقدس میں پیش کردیا اور کوئی چیز گھر میں نہیں رہنے دی۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا لقب ذوالخلال ہے۔ خلال کے نیچے زیر۔ انھوں نے تمام مال اللہ تعالیٰ کے راستے میں صرف کردیا اور ایک پرانا کپڑا پہن لیا جس میں بٹنوں کی جگہ کانٹے پھنسا لیے۔

[۳] اور اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی حقیقی خلیل نہیں رکھتے۔

۵۷۷۱ وَعَنْ عُمَرَ قَالَ قَالَ اَبُوْبَکْرٍ سَیِّدُنَا وَخَیْرُنَا وَاَحَبُّنَا اِلٰی رَسُوْلِ اللهِ صَلَّی اللهُ

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ابوبکر ہمارے سردار ہیں اور ہم میں سب سے افضل ہیں[۱]

marfat.com
Marfat.com

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ۔ (رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ)

اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں ہم سب سے زیادہ محبوب ہیں [2] (ترمذی)

[1] یعنی فضیلت اور سرداری میں ہم سب سے بہتر اور عمل اور نیکیوں میں سب سے برتر ہیں ۔
[2] یہ ان کی بہتری اور برتری کا نتیجہ ہے اور ان کی سرداری اور برتری کو مکمل کرنے والا امر ہے ۔

۵۷۷۲ وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لِاَبِيْ بَكْرٍ اَنْتَ صَاحِبِيْ فِي الْغَارِ وَصَاحِبِيْ عَلَى الْحَوْضِ (رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ)

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابوبکر کو فرمایا تم غار میں ہمارے یار اور مصاحب ہو اور حوض پر بھی ہمارے یار اور مصاحب ہو ۔ [1] (ترمذی)

[1] یعنی تم دنیا و آخرت میں ہمارے دوست ہو ۔ غالبًا یارِ غار کا لقب اسی حدیث سے لیا گیا ہے ۔

۵۷۷۳ وَعَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَنْبَغِيْ لِقَوْمٍ فِيْهِمْ اَبُوْبَكْرٍ اَنْ يَّؤُمَّهُمْ غَيْرُهٗ (رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ هٰذَا حَدِيْثٌ غَرِيْبٌ)

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا : جس قوم میں ابوبکر موجود ہے اسے لائق نہیں کہ ان کے علاوہ کوئی شخص اس قوم کی امامت کرے [1] (اس حدیث کو امام ترمذی نے روایت کیا اور فرمایا کہ یہ حدیث غریب ہے) ۔

[1] یہ ارشاد زمانہ مرض میں فرمایا ہوگا جب آپ نے انھیں امامت کا حکم دیا اور حضرت عائشہ نے اس میں توقف کیا ، ممکن ہے کسی دوسرے وقت بھی ارشاد فرمایا ہوگا ۔ چونکہ وہ امامت کے زیادہ لائق ہیں تو خلافت کے بھی زیادہ وہی مستحق ہوں گے ۔ اسی لیے سیدنا علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کو دین کے معاملے میں مقدم کیا اب کون ہے کہ دنیا کے معاملے میں آپ کو پیچھے رکھے ۔

۵۷۷۴ وَعَنْ عُمَرَ قَالَ اَمَرَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنْ نَّتَصَدَّقَ وَوَافَقَ ذٰلِكَ عِنْدِيْ مَالًا فَقُلْتُ اَلْيَوْمَ اَسْبِقُ اَبَابَكْرٍ اِنْ سَبَقْتُهٗ يَوْمًا قَالَ فَجِئْتُ بِنِصْفِ مَالِيْ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا اَبْقَيْتَ لِاَهْلِكَ مِثْلَهٗ وَاَتٰى اَبُوْبَكْرٍ بِكُلِّ مَا عِنْدَهٗ فَقَالَ يَا اَبَابَكْرٍ

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں صدقہ دینے کا حکم دیا [1] ، آپ کا یہ فرمان میرے پاس بہت سے مال کے موافق ہوا [2] میں نے کہا کہ اگر میں ابوبکر سے سبقت لے جاسکتا ہوں تو آج ہی سبقت لے جاسکتا ہوں [3] فرماتے ہیں میں اپنا آدھا مال لے کر حاضر ہو گیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا : تم نے اپنے اہل کے لیے کیا باقی رکھا ؟ میں نے عرض کیا اتنا ہی جتنا کہ حاضر کیا ہے [4]

marfat.com
Marfat.com

مَا اَبْقَيْتَ لِاَهْلِكَ فَقَالَ اَبْقَيْتُ لَهُمُ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ قُلْتُ لَا اَسْبِقُهٗ اِلٰى شَيْءٍ اَبَدًا۔
(رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَاَبُوْدَاوُدَ)

حضرت ابوبکر اپنا تمام مال لے کر حاضر ہو گئے[۵] نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے ابوبکر! آپ نے اپنے اہل کے لیے کیا باقی رکھا ہے۔ انھوں نے عرض کیا میں نے ان کے لیے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کو باقی رکھا ہے[۶]۔ میں نے کہا کہ میں کبھی بھی کسی شے میں ان سے سبقت نہیں لے جا سکتا[۷] (ترمذی، ابوداؤد)

۱ے اور فرمایا کہ ہم اللہ تعالیٰ کے راستے میں مال صرف کریں۔

۲ے یعنی اس وقت اتفاقاً میرے ہاتھ میں بہت سا مال تھا۔

۳ے (اس ترجمہ میں لفظ اِنْ شرطیہ قرار دیا گیا ہے ۱۲ قادری) یہ بھی ہو سکتا ہے کہ کلمہ اِنْ نافیہ ہو، یعنی میں ان سے کبھی سبقت نہیں لے جا سکا۔ آج سبقت لے جاؤں گا۔

۴ے یعنی آدھا مال آپ کی بارگاہ میں حاضر کر دیا ہے اور آدھا گھر چھوڑ آیا ہوں۔

۵ے اس جگہ اشارہ ہے کہ فرض کیجیے کہ حضرت عمر فاروق کا آدھا مال حضرت ابوبکر صدیق کے تمام مال سے زیادہ ہو تو حضرت عمر فاروق پر ان کی فضیلت برقرار رہتی ہے کیونکہ انھوں نے تمام مال لا کر حاضر کر دیا۔ جیسے کہ حدیث شریف میں آیا ہے اَفْضَلُ الصَّدَقَةِ جُهْدُ الْمُقِلِّ افضل صدقہ وہ ہے جو نادار آدمی اپنی محنت سے ادا کرے۔ واللہ اعلم۔

۶ے یعنی میں نے کچھ مال گھر میں نہیں چھوڑا۔ میرے اہل وعیال کے لیے اللہ تعالیٰ کا فضل، اس کی رزاقیت اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نصرت و امداد کافی ہے۔ اگر حضرت ابوبکر کا سارا مال حضرت عمر کے آدھے مال سے زیادہ تھا تو ان کی فضیلت میں کوئی شبہ نہیں اور اگر کم بھی تھا تو بھی تمام مال کا صرف کرنا افضل ہے۔

۷ے یعنی آج سبقت کا سبب اور موجب (یعنی مالِ فراواں) موجود تھا۔ اس کے باوجود میں سبقت نہیں لے جا سکا تو میں ان سے کبھی بھی سبقت نہیں لے جا سکوں گا۔ بعض روایات میں ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا فَبَيْنَكُمَا مَا بَيْنَ كَلِمَتَيْكُمَا تمہارے درمیان فضیلت کا وہی فرق ہے جو تم دونوں کے قول میں ہے۔

۵۷۷۵ / ۱۲ وَعَنْ عَائِشَةَ اَنَّ اَبَا بَكْرٍ دَخَلَ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ اَنْتَ عَتِيْقُ اللّٰهِ مِنَ النَّارِ فَيَوْمَئِذٍ سُمِّيَ عَتِيْقًا
(رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ)

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضرت ابوبکر صدیق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے، آپ نے فرمایا: تم اللہ تعالیٰ کے آزاد کیے ہوئے ہو جہنم کی آگ سے، اس دن سے آپ کا نام عتیق (آتشِ دوزخ سے آزاد) رکھا گیا[۱] (ترمذی)

marfat.com
Marfat.com

[1] عتیق نام رکھنے کی کچھ اور وجوہ بھی بیان کی گئی ہیں ۔ مثلاً یہ کہ عتق کا معنی حسن وجمال بخشش، نجات اور آزادی بھی آتا ہے ۔ اس حدیث میں تصریح ہے کہ عتیق کا معنی آگ سے آزاد کیا ہوا ہے ۔ بعض علماء نے فرمایا کہ عتیق آپ کا وہ نام ہے جو آپ کی والدہ نے رکھا تھا ۔ واللہ اعلم ۔

۵۷۷۶ وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَنَا اَوَّلُ مَنْ تَنْشَقُّ عَنْہُ الْاَرْضُ ثُمَّ اَبُوْبَکْرٍ ثُمَّ عُمَرُ ثُمَّ اٰتِیْ اَھْلَ الْبَقِیْعِ فَیُحْشَرُوْنَ مَعِیْ ثُمَّ اَنْتَظِرُ اَھْلَ مَکَّۃَ حَتّٰی اُحْشَرَ بَیْنَ الْحَرَمَیْنِ (رَوَاہُ التِّرْمِذِیُّ)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ہم پہلی وہ شخصیت ہوں گے جن سے زمین کھلے گی [1] پھر ابوبکر اس کے بعد عمر [2] پھر ہم جنت البقیع والوں کے پاس آئیں گے تو انھیں ہمارے ساتھ اٹھایا جائے گا [3] پھر ہم اہلِ مکہ کا انتظار کریں گے ۔ یہاں تک کہ ہمیں ان کے ساتھ حرم مکہ اور حرم مدینہ کے درمیان جمع کیا جائے گا [4] (ترمذی)

[1] اس سے مراد قبر انور سے اٹھایا جانا ہے ۔

[2] یہ دونوں حضرات حجرۂ مبارک میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پہلو میں آرام فرما ہیں ۔

[3] اصل میں حشر کا معنی جمع کرنا ہے یعنی اہلِ بقیع قیامت کے دن ہمارے ساتھ جمع کیے جائیں گے ۔ جنت البقیع میں دفن ہونے کی ایک فضیلت یہ ہے کہ قیامت کے دن سب سے پہلے انھیں جمالِ مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا دیدار ہوگا ۔ یا اللہ ہمیں بھی یہ سعادت عطا فرما ۔

[4] یا یہ مطلب ہے کہ ہمیں اہلِ حرمین کے ساتھ اٹھایا جائے گا ۔

۵۷۷۷ وَعَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَتَانِیْ جِبْرَئِیْلُ فَاَخَذَ بِیَدِیْ فَاَرَانِیْ بَابَ الْجَنَّۃِ الَّذِیْ یَدْخُلُ مِنْہُ اُمَّتِیْ فَقَالَ اَبُوْبَکْرٍ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ وَدِدْتُّ اِنِّیْ کُنْتُ مَعَکَ حَتّٰی اَنْظُرَ اِلَیْہِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَمَا اِنَّکَ یَا اَبَا بَکْرٍ اَوَّلُ مَنْ یَّدْخُلُ الْجَنَّۃَ مِنْ اُمَّتِیْ ۔ (رَوَاہُ اَبُوْدَاوٗدَ)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ہمارے پاس جبرئیل امین تشریف لائے انھوں نے ہمارا ہاتھ پکڑا اور [1] ہمیں جنت کا وہ دروازہ دکھایا جس سے ہماری امت داخل ہوگی ۔ حضرت ابوبکر نے عرض کیا یا رسول اللہ! میری آرزو ہے کہ میں بھی آپ کے ساتھ ہوتا تاکہ میں بھی وہ دروازہ دیکھتا ۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے ابوبکر! ہماری امت میں سے سب سے پہلے تم جنت میں داخل ہوگے [2] (ابوداؤد)

marfat.com
Marfat.com

لہ یا تو یہ شبِ معراج کا واقعہ ہے یا کسی دوسرے وقت کا جب آپ بہشت میں داخل ہوئے (یہ بھی ممکن ہے کہ یہ واقعہ مدینہ طیبہ ہی میں پیش آیا ہو۔ قادری)

لہ یعنی آپ جنت کے دروازے کے دیکھنے کی کیا آرزو کرتے ہیں آپ کے لیے تو اس سے بھی اعلیٰ اور افضل چیز ہے اور وہ ہمارے ساتھ بہشت میں داخل ہونا (اس حدیث سے واضح طور پر جنت کا مخلوق اور موجود ہونا ثابت ہے جیسے کہ اہلِ سنت وجماعت کا مسلک ہے۔ معتزلہ کے نزدیک قیامت کے بعد جنت اور دوزخ کو پیدا کیا جائے گا۔ ۱۲ قادری۔

الفصل الثالث

۵۷۷۸ عَنْ عُمَرَ ذُكِرَ عِنْدَهٗ اَبُوْبَكْرٍ فَبَكٰى وَقَالَ وَدِدْتُّ اَنَّ عَمَلِيْ كُلَّهٗ مِثْلُ عَمَلِهٖ يَوْمًا وَّاحِدًا مِّنْ اَيَّامِهٖ وَلَيْلَةً وَّاحِدَةً مِّنْ لَّيَالِيْهِ اَمَّا لَيْلَتُهٗ فَلَيْلَةٌ سَارَ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِلَى الْغَارِ فَلَمَّا انْتَهَيَا اِلَيْهِ قَالَ وَاللّٰهِ لَا تَدْخُلُهٗ حَتّٰى اَدْخُلَ قَبْلَكَ فَاِنْ كَانَ فِيْهِ شَيْءٌ اَصَابَنِيْ دُوْنَكَ فَدَخَلَ فَكَسَحَهٗ وَوَجَدَ فِيْ جَانِبِهٖ ثُقَبًا فَشَقَّ اِزَارَهٗ وَسَدَّهَا بِهٖ وَبَقِيَ مِنْهَا اثْنَانِ فَاَلْقَمَهُمَا رِجْلَيْهِ ثُمَّ قَالَ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اُدْخُلْ فَدَخَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَوَضَعَ رَاْسَهٗ فِيْ حِجْرِهٖ وَنَامَ فَلُدِغَ اَبُوْبَكْرٍ فِيْ رِجْلِهٖ مِنَ الْجُحْرِ وَلَمْ يَتَحَرَّكْ مَخَافَةَ اَنْ يَّنْتَبِهَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَسَقَطَتْ دُمُوْعُهٗ عَلٰى وَجْهِ رَسُوْلِ اللّٰهِ

تیسری فصل

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ان کے سامنے حضرت ابوبکر کا ذکر کیا گیا تو وہ رو پڑے اور کہنے لگے کہ میری آرزو ہے کہ میرے تمام اعمال ان کے ایک دن اور ایک رات کے عمل کی مثل ہوتے۔ ان کی رات سے وہ رات مراد ہے جس میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ غارِ ثور کی طرف روانہ ہوئے جب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت ابوبکر غار کے پاس پہنچے تو عرض کرنے لگے اللہ کی قسم! آپ اس وقت تک اس میں داخل نہیں ہوں گے جب تک کہ میں پہلے اس میں داخل نہ ہو جاؤں۔ اس میں اگر کوئی چیز ہوئی تو وہ آپ کو نہیں بلکہ مجھے تکلیف پہنچائے گی چنانچہ غار میں داخل ہو کر اس میں جھاڑو دیا اس کی ایک جانب کچھ سوراخ پائے جنہیں انھوں نے اپنا تہبند پھاڑ کر بند کر دیا۔ دو سوراخ بچ گئے ان میں اپنے پاؤں داخل کر دیئے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ تشریف لے آئیں۔ آپ غار میں تشریف لے گئے اور اپنا سرِ اقدس ان کی آغوش میں رکھ کر محوِ استراحت ہو گئے۔ سوراخ سے ان کے پاؤں پر ڈنگ مارا گیا انھوں نے اس ڈر سے حرکت نہ کی

marfat.com
Marfat.com

صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ مَالَكَ يَا اَبَا بَكْرٍ قَالَ لُدِغْتُ فِدَاكَ اَبِىْ وَاُمِّىْ فَتَفَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَذَهَبَ مَا يَجِدُهٗ ثُمَّ انْتَقَضَ عَلَيْهِ وَكَانَ سَبَبَ مَوْتِهٖ وَاَمَّا يَوْمُهٗ فَلَمَّا قُبِضَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ارْتَدَّتِ الْعَرَبُ وَقَالُوْا لَا نُؤَدِّىْ زَكٰوةً فَقَالَ لَوْ مَنَعُوْنِىْ عِقَالًا لَجَاهَدْتُّهُمْ عَلَيْهِ فَقُلْتُ يَا خَلِيْفَةَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَاَلَّفِ النَّاسَ وَارْفُقْ بِهِمْ فَقَالَ لِىْ اَجَبَّارٌ فِى الْجَاهِلِيَّةِ وَخَوَّارٌ فِى الْاِسْلَامِ اِنَّهٗ قَدِ انْقَطَعَ الْوَحْىُ وَتَمَّ الدِّيْنُ اَيَنْقُصُ وَاَنَا حَىٌّ (رَوَاهُ رَزِيْنٌ)

کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بیدار ہو جائیں گے ان کے آنسو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرہ اقدس پر گرے تو آپ نے فرمایا ابوبکر تمہیں کیا ہوا؟ عرض کیا میرے والدین آپ پر فدا ہوں مجھے ڈسا گیا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے لعاب دہن لگایا[7] تو درد جاتا رہا پھر وہ زخم ہرا[8] ہوگیا اور وہی ان کی شہادت کا سبب بنا۔ رہا ان کا دن[9] تو جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی رحلت ہوئی تو عرب کے بعض قبائل مرتد ہوگئے اور انھوں نے کہا ہم زکوٰۃ نہیں دیں گے[10] حضرت ابوبکر نے فرمایا: اگر وہ ایک رسی[11] بھی روک لیں گے تو میں ان سے رسی کی بنیاد پر جہاد کروں گا۔ میں نے عرض کیا اے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خلیفہ لوگوں کی دل جوئی کریں اور ان سے نرمی کریں۔ انھوں نے فرمایا کیا تم جاہلیت کے کام میں جابر و قاہر ہوتے ہو اور اسلام کے کاروبار میں کمزور[12]۔ وحی منقطع ہو چکی ہے اور دین کامل ہو چکا ہے کیا میرے جیتے جی اس میں کمی کی جائے گی۔ (رزین)

۱؎ یعنی زمین کے کیڑے مکوڑے مثلاً سانپ اور بچھو وغیرہ۔

۲؎ کَسْحٌ کاف پر زبر، سین ساکن اور بے نقطہ حاء، گھر میں جھاڑو دینا۔ مِکْسَحَۃٌ پہلے حرف کے نیچے زیر، جھاڑو۔

۳؎ تین نقطے والی ثاء پر پیش، قاف پر زبر جمع ہے ثُقْبَۃٌ کی۔ پہلے حرف پر پیش دوسرا ساکن۔ اس کا معنی ہے سوراخ بل، جیسے غُرْفَۃٌ کی جمع غُرَفٌ ہے۔

۴؎ جیسے منہ میں لقمہ داخل کیا جاتا ہے۔

۵؎ حِجْرٌ، حاء کے نیچے زیر، اس پر زبر بھی پڑھ سکتے ہیں، اس کے بعد جیم، اس کا معنی ہے آغوش

۶؎ جُحْرٌ جیم پر پیش، اس کے بعد حاء اس کا معنی ہے سانپ اور بچھو وغیرہ کا سوراخ۔

۷؎ یعنی کاٹنے کی جگہ پر لعاب دہن لگایا۔ تفل کا معنی ہے تھوکنا۔ پہلا درجہ ہے بَزْقٌ اور بَصْقٌ اس سے کم ہے تَفَلٌ، اس سے کم ہے نَفَثٌ، اس سے بھی کم ہے نَفْخٌ جس کا معنی ہے پھونک مارنا

۸؎ نقض، پہلے نون، اس کے بعد قاف اور آخر میں نقطے والا ضاد، زخم کا درست ہو جانے کے بعد پھٹ جانا

marfat.com
Marfat.com

یعنی جو زخم نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے لعاب دہن لگانے سے درست اور مندمل ہوگیا تھا وہ لوٹ آیا اور سانپ کا زہر بے اثر ہوجانے کے بعد پھر نمودار ہوگیا۔ غالباً اس میں حکمت یہ تھی کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو شہادت میں سے حصہ مل جائے۔ جیسے کہ خیبر کی بکری کے زہر کے لوٹنے کے بارے میں علماء نے فرمایا ہے (نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو خیبر میں بکری کا زہر آلود گوشت پیش کیا گیا۔ آپ نے ایک لقمہ لے کر ہاتھ اٹھا لیا اور فرمایا: بکری نے ہمیں خبر دی ہے کہ اس میں زہر ہے، آپ کا معجزہ تھا کہ زہر نے اپنا اثر نہ دکھایا لیکن وہ سال بہ سال لوٹتا رہا۔ چنانچہ اسی زہر کے اثر سے آپ نے جام شہادت نوش فرمایا ۱۲ قادری) راوی کے آئندہ قول میں اس طرف اشارہ ہے۔

۹ جس کے بارے میں حضرت عمر فاروق نے آرزو کی کہ میری تمام زندگی کے اعمال اس دن کے عمل کی مثل ہوں۔

۱۰ یا تو انھوں نے زکوٰۃ کے واجب ہونے ہی کا انکار کیا یا زکوٰۃ دینا ترک کیا۔ اس کی تحقیق کتاب الزکوٰۃ میں پیش کی جاچکی ہے۔

۱۱ وہ رسی جس کے ساتھ اونٹ کا پاؤں باندھا جاتا ہے۔ دوسرا معنی یہ ہوسکتا ہے کہ اگر ایک سال کے اونٹ یا بکری کی زکوٰۃ دینے سے انکار کردیں۔ عقال عین کے نیچے زیر کے ساتھ دونوں معنوں میں استعمال کیا جاتا ہے۔ تاہم پہلا معنی مشہور ہے۔ قاموس میں دوسرا معنی بیان کیا گیا ہے۔ صاحب قاموس نے فرمایا: حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے ارشاد لَوْ مَنَعُوْنِیْ عِقَالاً میں یہی معنی مراد ہے۔ ایک روایت میں عِقَاناً بھی آیا ہے جس کا معنی ہے بکری کا وہ بچہ جس کی عمر ایک سال سے کم ہو۔

۱۲ خَوَّارٌ نقطے والی خا، بر وزن واؤ مشدد، یہ مشتق ہے خَوْرٌ سے جس کا معنی ہے کمزوری اور ناتوانی۔ حضرت ابوبکر صدیق نے حضرت عمر فاروق پر انکار کیا اور اس معاملے میں ان کی سستی اور نامناسب نرمی اختیار کرنے پر بطور مبالغہ سختی کی۔ یہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی شجاعت کا کمال اور دین میں قوی ہونے کی دلیل ہے۔ مروی ہے کہ اس موقف میں حضرت علی مرتضیٰ بھی حضرت عمر فاروق کے ساتھ شریک تھے۔ ع۱

ع۱ حضرت علی مرتضیٰ اور تمام صحابہ عربوں کے معاملے میں حیران تھے اور کہتے تھے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے نبوت کا اعجاز رکھنے کے باوجود ان پر زبردست محنت فرمائی اب ہم ان سے کس طرح عہدہ برآ ہوں اور ہمارے پاس اتنی طاقت کہاں ہے انھوں نے چاہا کہ ان لوگوں کے ساتھ صلح کرلیں اور نرمی کا رویہ اختیار کریں۔ حضرت ابوبکر صدیق نے ان کے ساتھ اتفاق نہیں کیا۔ بالآخر سب بامر مجبوری راضی ہوگئے یہاں تک کہ تمام مرتدین اسلام میں واپس آگئے اور تمام عرب ایک کلمہ توحید پر متفق ہوگئے۔ حضرت ابوبکر صدیق نے انھیں شام اور فارس کے جہاد کی ترغیب دی۔ پس تمام صحابہ بڑے شکر گزار ہوئے اور ان کی خلافت کو عظیم نعمت جانا۔ ۱۲ مولوی امیر علی۔

marfat.com
Marfat.com

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے مناقب

ان کے مناقب بہت ہیں، ان کی بڑی فضیلت یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا قبول فرمائی اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے ذریعے دین کو تقویت عطا فرمائی۔ ان کی سب سے ارفع اور اعلیٰ فضیلت یہ ہے کہ انھیں حق و صواب کا الہام کیا جاتا تھا اور ان کے دل میں حق ڈالا جاتا تھا اور ان کی رائے وحی اور قرآن پاک کے موافق تھی۔ ان کی رائے حضرت ابوبکر صدیق کی خلافت کے حق ہونے کی دلیل ہے۔ جیسے حضرت عمار بن یاسر کا شہید ہونا حضرت علی مرتضیٰ کی حقانیت کی دلیل ہے (حضرت عمار بن یاسر حضرت علی مرتضیٰ کے ساتھ تھے اور حضرت امیر معاویہ کے ساتھ جنگ کرتے ہوئے شہید ہوگئے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے انھیں فرمایا تھا کہ تمھیں باغی گروہ قتل کرے گا ۱۲ قادری) ابن مردویہ حضرت مجاہد سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر فاروق ایک رائے دیتے تھے پھر اس کے مطابق قرآن پاک نازل ہوجاتا تھا۔ ابن عساکر حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ قرآن پاک میں عمر فاروق کی رائے موجود ہے۔ حضرت عبداللہ بن عمر سے مرفوعاً مروی ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: دوسرے لوگ ایک رائے دیتے ہیں، عمر فاروق ایک دوسری رائے دیتے ہیں تو قرآن پاک عمر فاروق کی رائے کے مطابق نازل ہوجاتا ہے۔ اسی طرح علامہ سیوطی نے تاریخ الخلفاء میں بیان کیا اور فرمایا کہ علماء نے حضرت عمر فاروق کی بیس سے زیادہ امور میں موافقت کا ذکر کیا ہے۔ راقم الحروف (حضرت شیخ محقق) نے عربی شرح (لمعات) میں تمام آیات نقل کی ہیں اس جگہ مطالعہ کیا جائے۔

الفصل الاوّل

۵۷۷۹ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ لَقَدْ کَانَ فِیْمَا قَبْلَکُمْ مِّنَ الْاُمَمِ مُحَدَّثُوْنَ فَاِنْ یَّكُ اَحَدٌ فِیْ اُمَّتِیْ فَاِنَّهٗ عُمَرُ (مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ)

پہلی فصل

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم سے پہلی امتوں میں ایسے لوگ تھے جنھیں الہام[1] کیا جاتا تھا اگر ہماری امت میں کوئی ہے تو وہ عمر ہیں رضی اللہ عنہ (بخاری، مسلم)

[1] محدث، دال مشدد پر زبر، وہ جسے الہام کیا گیا گویا اُسے پہلے بیان کیا جاتا ہے اور خبر دی جاتی ہے

marfat.com
Marfat.com

پھر وہ گفتگو کرتا ہے۔ اسی طرح نہایہ میں ہے۔ مجمع البحار میں ہے: محدث وہ ہے جس کے دل میں یہ بات ڈالی جاتی ہے پھر وہ خبر دیتا ہے اللہ تعالیٰ اپنے بندوں میں سے جسے چاہتا ہے قوتِ قدسیہ اور ایمانی فراست سے مخصوص فرما دیتا ہے۔ بعض علماء نے فرمایا: محدّث وہ ہے کہ جب وہ کسی چیز کا گمان کرتا ہے تو وہ درست ہوتی ہے گویا اسے وہ بات بتا دی گئی ہے۔ بعض علماء نے فرمایا کہ فرشتے اس سے گفتگو کرتے ہیں۔ ایک روایت میں ہے محدثون کی جگہ مکلّمون آیا ہے لام مشدد کے ساتھ۔

۲ یہ مطلب نہیں ہے کہ اس امت میں محدث کے وجود میں شک اور تردّد ہے۔ کیونکہ یہ امت تمام امتوں سے افضل ہے۔ جب سابقہ امتوں میں قوت قدسیہ والے افراد موجود ہوں گے تو اس امت میں بطریقِ اولیٰ ہوں گے بلکہ تاکید اور تخصیص موجود ہے۔ جیسے کہا جاتا ہے کہ اگر دنیا میں کوئی دوست ہے تو فلاں شخص ہے مطلب یہ ہے کہ وہ دوستی میں کامل ہے۔

۵۷۰۰ [۲] وَعَنْ سَعْدِ بْنِ اَبِیْ وَقَّاصٍ قَالَ اسْتَأْذَنَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ عَلٰی رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَعِنْدَهٗ نِسْوَةٌ مِّنْ قُرَیْشٍ یُکَلِّمْنَهٗ وَیَسْتَکْثِرْنَهٗ عَالِیَةً اَصْوَاتُهُنَّ فَلَمَّا اسْتَأْذَنَ عُمَرُ قُمْنَ فَبَادَرْنَ الْحِجَابَ فَدَخَلَ عُمَرُ وَرَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَضْحَكُ فَقَالَ اَضْحَكَ اللّٰهُ سِنَّكَ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ فَقَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ عَجِبْتُ مِنْ هٰؤُلَاءِ اللَّاتِیْ کُنَّ عِنْدِیْ فَلَمَّا سَمِعْنَ صَوْتَكَ ابْتَدَرْنَ الْحِجَابَ فَقَالَ عُمَرُ یَا عَدُوَّاتِ اَنْفُسِهِنَّ اَتَهَبْنَنِیْ وَلَا تَهَبْنَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَقُلْنَ نَعَمْ اَنْتَ اَفَظُّ وَاَغْلَظُ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِیْهٍ یَا ابْنَ الْخَطَّابِ

حضرت سعد بن ابی وقاص[۱] رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت عمر بن خطاب نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں حاضری کی اجازت طلب کی۔ آپ کے پاس قریش کی خواتین تھیں[۲] جو آپ سے گفتگو کر رہی تھیں، جو نان و نفقہ کی زیادتی[۳] کا مطالبہ کر رہی تھیں۔ ان کی آوازیں بلند تھیں۔ جب حضرت عمر نے اجازت طلب کی تو وہ اٹھ کر جلدی سے پردے میں چلی گئیں۔ حضرت عمر داخل ہوئے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہنس رہے تھے[۴] انھوں نے عرض کیا۔ یا رسول اللہ! اللہ تعالیٰ آپ کے مبارک دانتوں کو ہمیشہ ہنستا ہوا رکھے[۵] نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہمیں ان خواتین سے تعجب ہے[۶] یہ ہمارے پاس حاضر تھیں جب تمھاری آواز سنی تو جلدی سے پردے میں چلی گئیں۔ حضرت عمر فاروق نے فرمایا: اپنی جان کی دشمنو![۷] کیا تم مجھ سے ڈرتی ہو اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے نہیں ڈرتیں؟[۸] انھوں نے کہا ہاں آپ دوسروں سے زیادہ سخت مزاج اور درشت خو ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے ابن الخطاب! اور زیادہ

marfat.com
Marfat.com

وَالَّذِیْ نَفْسِیْ بِیَدِہٖ مَا لَقِیَكَ الشَّیْطَانُ سَالِكًا فَجًّا قَطُّ اِلَّا سَلَكَ فَجًّا غَیْرَ فَجِّكَ (مُتَّفَقٌ عَلَیْہِ)

وَقَالَ الْحُمَیْدِیُّ زَادَ الْبَرْقَانِیُّ بَعْدَ قَوْلِہٖ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ مَا اَضْحَكَكَ

سختی کرو[9]۔ قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضۂ قدرت میں جان ہے کسی راستے میں چلتے ہوئے شیطان نے تم سے ملاقات نہیں کی مگر تمھارے راستے کو چھوڑ کر دوسرے راستے پر چل پڑا[10] (صحیحین)

حمیدی نے فرمایا: برقانی[11] نے یارسول اللہ! کے بعد یہ اضافہ کیا کہ آپ کو کس چیز نے ہنسایا؟

[1] حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ عشرہ مبشرہ میں سے ہیں

[2] ان خواتین سے مراد ازواجِ مطہرات ہیں رضی اللہ عنہن

[3] جو کچھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انھیں عطا فرمایا کرتے تھے اس میں اضافے کا مطالبہ کر رہی تھیں۔

[4] ان خواتین کے اُٹھ جانے اور جلد پردے کے پیچھے چلے جانے کی بناء پر

[5] مطلب یہ ہے کہ انھوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہنسنے پر تعجب کیا اور اس کا سبب دریافت کیا۔

[6] جو ہمارے پاس بلند آواز میں باتیں کر رہی تھیں۔

[7] جو اپنے فائدے اور نقصان کو نہیں سمجھتیں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ کے ادب کا اہتمام نہ کر کے اپنے اوپر زیادتی کر رہی ہو۔

[8] ہیبت کا معنی ہے ڈرنا اور کسی کو بڑا جاننا۔ مَهَابَة کا معنی ہے خوف اور بزرگ جاننا، یہ خوف سے خاص ہے۔ جیسے کہ بادشاہ کی ہیبت محسوس کی جاتی ہے اور چور سے خوف کھایا جاتا ہے۔

[9] دین اور کلمہ حق کہنے میں اور سختی کرو ـــــ اِیْہٍ ہمزے کے نیچے زیر، یا ساکن، آخر میں تنوین، بغیر تنوین کے بھی پڑھ سکتے ہیں، اس کا مطلب ہے کہ مزید گفتگو کرو۔

[10] تمھارے ساتھ جمع نہیں ہو سکتا اور تمھارے سامنے ٹھہر نہیں سکتا۔ جیسے ایک دوسری حدیث میں آیا ہے کہ شیطان، عمر فاروق کے سائے سے بھاگتا ہے ـــ فَجٌّ فا پر زبر اور جیم مشدد۔ دو پہاڑوں کے درمیان کشادہ راستہ، مطلب یہ ہے کہ باوجود یکہ راستہ کھلا ہے اور ہو سکتا ہے کہ شیطان راستے کے دوسرے کنارے سے گزر جائے لیکن تمھاری ہیبت اور خوف کی وجہ سے وہ اس راستے پر نہیں آ سکتا (یعنی وہ تمھارے قریب سے بھی نہیں گزر سکتا) یہ بھی ہو سکتا ہے کہ اس جگہ مطلق راستہ مراد ہو۔ (خواہ چھوٹا ہو یا بڑا)

[11] برقانی باء کے نیچے زیر اور اس پر زبر بھی پڑھ سکتے ہیں۔ بعض نے پیش بھی بیان کیا ہے۔ ایک محدث کا نام ہے، خوارزم کے ایک گاؤں برقان کی طرف نسبت ہے۔

marfat.com
Marfat.com

۵۷۸۱ وَعَنْ جَابِرٍ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَخَلْتُ الْجَنَّةَ فَإِذَا اَنَا بِالرُّمَيْصَاءِ امْرَأَةِ اَبِيْ طَلْحَةَ وَسَمِعْتُ خَشْفَةً فَقُلْتُ مَنْ هٰذَا قَالُوْا هٰذَا بِلَالٌ وَرَأَيْتُ قَصْرًا بِفِنَائِهٖ جَارِيَةٌ فَقُلْتُ لِمَنْ هٰذَا فَقَالُوْا لِعُمَرَ ابْنِ الْخَطَّابِ فَأَرَدْتُ اَنْ اَدْخُلَهٗ فَاَنْظُرَ اِلَيْهِ فَذَكَرْتُ غَيْرَتَكَ فَقَالَ عُمَرُ بِاَبِيْ وَاُمِّيْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ عَلَيْكَ اَغَارُ (مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ)

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، ہم جنت میں داخل ہوئے، اچانک ابوطلحہ کی بیوی رُمیصا[۱] سے ملاقات ہوئی اور ہم نے پاؤں کی آہٹ[۲] سنی۔ ہم نے کہا یہ کون ہے؟ حاضرین نے کہا یہ بلال ہیں[۳]۔ ہم نے ایک محل دیکھا اس کے صحن میں ایک جوان عورت ہے۔ ہم نے کہا یہ کس کا محل ہے؟ حاضرین نے کہا یہ عمر بن خطاب کا ہے۔ ہم نے ارادہ کیا کہ اس میں داخل ہو کر اسے دیکھیں، پس ہمیں تمھاری غیرت یاد آگئی۔ حضرت عمر نے کہا میرے والدین آپ پر فدا ہوں کیا میں آپ پر غیرت کروں گا[۴] (بخاری ومسلم)

[۱] رُمَیْصَاء، راء پر پیش، میم پر زبر، یاء ساکن، اس کے بعد بے نقطہ صاد، آخر میں الف ممدودہ، حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ کی بیوی اور حضرت انس بن مالک کی والدہ، پہلے مالک کے نکاح میں تھیں پھر حضرت ابوطلحہ کے نکاح میں آئیں (رضی اللہ عنہا)۔ انھیں غمیصاء بھی کہتے ہیں۔ رَمَص، پہلے دونوں حرفوں پر زبر، وہ سفید میل جو آنکھ کے کونے میں جمع ہو جاتی ہے۔ اگر بہنے والی ہو تو اسے غمص کہتے ہیں۔

[۲] خَشْفَۃ، نقطے والی خاء اور شین دونوں پر زبر، شین کو ساکن بھی پڑھا گیا ہے۔ آخر میں فاء اس کا معنی ہے حرکت، آواز اور ہلکی آہٹ، صراح میں ہے خشفۃ حرکت کرنا۔ برف سے آواز کا آنا جو اس پر چلنے سے پیدا ہو۔

[۳] حضرت بلال رضی اللہ عنہ کا واقعہ کتاب الصلوٰۃ کے باب التطوع میں گزر چکا ہے۔

[۴] بعض روایات میں آیا ہے حضرت عمر فاروق نے عرض کیا اللہ تعالیٰ نے آپ ہی کی بدولت عزت عطا فرمائی ہے اور آپ ہی کی برکت سے اللہ تعالیٰ نے مجھے ہدایت عطا فرمائی ہے۔

۵۷۸۲ وَعَنْ اَبِيْ سَعِيْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْنَا اَنَا نَائِمٌ رَأَيْتُ النَّاسَ يُعْرَضُوْنَ عَلَيَّ وَعَلَيْهِمْ قُمُصٌ مِنْهَا مَا يَبْلُغُ الثُّدِيَّ وَمِنْهَا مَا دُوْنَ ذٰلِكَ وَعُرِضَ عَلَيَّ عُمَرُ ابْنُ الْخَطَّابِ وَ

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، ہم نے خواب میں دیکھا کہ لوگ ہم پر پیش کیے جا رہے ہیں[۱] انھوں نے قمیصیں پہن رکھی ہیں، ان میں سے بعض پستانوں تک پہنچتی ہیں[۲] اور بعض اس سے کم ہیں[۳]۔ ہم پر عمر بن خطاب پیش کیے گئے انھوں نے ایسی

marfat.com
Marfat.com

وَعَلَيْهِ قَمِيصٌ يَجُرُّهُ قَالُوا فَمَا أَوَّلْتَ ذٰلِكَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ قَالَ الدِّينُ ۔ (مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ)

قمیص پہن رکھی تھی جسے وہ گھسیٹ رہے تھے۔ صحابہ کرام نے عرض کیا یا رسول اللہ! آپ نے اس کی کیا تعبیر نکالی؟ فرمایا: دین [4] (بخاری، مسلم)

[1] ہمیں دکھائے جا رہے ہیں اور ہمارے سامنے گزارے جا رہے ہیں۔

[2] ثدی تین نقطے والی ثاء پر زبر، دال ساکن، مرد اور عورت کے پستان، بعض نسخوں میں ثُدِیٌّ ہے ثاء پر پیش، دال کے نیچے زیر اور یاء مشدد، جمع ہے ثَدْیٌ کی جیسے حُلِیٌّ جمع ہے حَلْیٌ کی، حاء پر زبر لام ساکن۔

[3] یعنی بعض ان سے چھوٹی اور اونچی ہیں شارحین نے اس کی اسی طرح تفسیر کی ہے۔

[4] یعنی ان کا دین سب سے زیادہ دراز، کامل اور مکمل ہے۔ قمیص کی تعبیر دین سے اس لیے کی کہ دین پردے اور زیب و زینت کا سبب ہے۔

۵۷۸۴/۵ وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ بَيْنَا أَنَا نَائِمٌ أُتِيتُ بِقَدَحِ لَبَنٍ فَشَرِبْتُ حَتّٰى إِنِّي لَأَرَى الرِّيَّ يَخْرُجُ فِي أَظْفَارِي ثُمَّ أَعْطَيْتُ فَضْلِي عُمَرَ ابْنَ الْخَطَّابِ قَالُوا فَمَا أَوَّلْتَهُ يَا رَسُولَ اللّٰهِ قَالَ الْعِلْمُ ۔ (مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ)

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا کہ اس حالت میں کہ ہم سوئے ہوئے تھے ہمارے پاس دودھ کا پیالہ لایا گیا [1] ہم نے نوش کیا یہاں تک کہ ہم نے اس کی تری اپنے ناخنوں میں نکلتے ہوئے دیکھی [2]۔ پھر ہم نے بچا ہوا دودھ عمر بن خطاب کو دے دیا۔ صحابہ کرام نے عرض کیا یا رسول اللہ آپ نے اس کی تعبیر کیا نکالی؟ فرمایا: علم [3] (بخاری، مسلم)

[1] یعنی کسی (فرشتے) نے دودھ کا پیالہ لا کر پیش کیا۔

[2] دودھ کی زیادتی اور ہضم ہونے کی بناء پر، رِیٌّ راء کے نیچے زیر یاء مشدد، سیراب ہونا۔

[3] علماء فرماتے ہیں کہ اس جہان میں علم کی صورت مثالیہ دودھ ہے جو شخص خواب میں دیکھے کہ وہ دودھ پی رہا ہے تو اس کی تعبیر یہ ہے کہ علم خالص اور نفع مند اسے ملے گا۔ علم اور دودھ میں کئی طرح کی مناسبتیں ہیں۔ جیسے کہ مخفی نہیں، کاتب الحروف (شیخ محقق قدس سرہ) نے ایک دفعہ خواب میں دیکھا کہ ٹھنڈے اور میٹھے دودھ کا بنا گھڑا میرے سامنے رکھا ہے۔ میں نے وہ سارا پی لیا۔ والحمد للہ تعالیٰ۔

۵۷۸۴/۶ وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا

marfat.com
Marfat.com

بَيْنَا أَنَا نَائِمٌ رَأَيْتُنِي عَلَى قَلِيبٍ عَلَيْهَا دَلْوٌ فَنَزَعْتُ مِنْهَا مَا شَاءَ اللّٰهُ ثُمَّ أَخَذَهَا ابْنُ أَبِي قُحَافَةَ فَنَزَعَ مِنْهَا ذَنُوبًا أَوْ ذَنُوبَيْنِ وَفِي نَزْعِهِ ضَعْفٌ وَاللّٰهُ يَغْفِرُ لَهُ ضَعْفَهُ ثُمَّ اسْتَحَالَتْ غَرْبًا فَأَخَذَهَا ابْنُ الْخَطَّابِ فَلَمْ أَرَ عَبْقَرِيًّا مِنَ النَّاسِ يَنْزِعُ نَزْعَ عُمَرَ حَتّٰى ضَرَبَ النَّاسُ بِعَطَنٍ

وَفِي رِوَايَةِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ ثُمَّ أَخَذَهَا ابْنُ الْخَطَّابِ مِنْ يَدِ أَبِي بَكْرٍ فَاسْتَحَالَتْ فِي يَدِهِ غَرْبًا فَلَمْ أَرَ عَبْقَرِيًّا يَفْرِي فَرِيَّهُ حَتّٰى رَوِيَ النَّاسُ وَضَرَبُوا بِعَطَنٍ

(مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ)

گر اس حال میں کہ ہم سو رہے تھے ہم نے اپنے آپ کو ایک کنوئیں[1] پر دیکھا جس پر ڈول تھا۔ ہم نے اس کنوئیں سے اتنا پانی نکالا جتنا اللہ تعالیٰ کو منظور تھا پھر وہ ڈول ابن ابی قحافہ[2] نے لے لیا۔ انھوں نے کنوئیں سے ایک یا دو ڈول نکالے[3] ان کے نکالنے میں کمزوری تھی[4] اللہ تعالیٰ ان کی کمزوری کو معاف فرمائے[5] پھر وہ بڑا ڈول بن گیا[6] اسے ابن الخطاب نے لے لیا[7] ہم نے کوئی طاقت ور انسان[8] عمر کی طرح پانی نکالتے ہوئے نہیں دیکھا۔ یہاں تک کہ لوگ باڑے[9] میں پہنچ گئے۔ حضرت[10] ابن عمر کی روایت میں ہے پھر وہ ڈول عمر بن خطاب نے ابوبکر کے ہاتھ سے لے لیا تو وہ ان کے ہاتھ میں بڑا ڈول بن گیا[11] تو ہم نے کوئی طاقت ور شخص ان کی طرح کام کرتے ہوئے[12] نہیں دیکھا یہاں تک کہ لوگ سیراب ہوگئے[13] اور باڑوں میں پہنچ گئے۔ (بخاری، مسلم)

[1] قلیب، قاف پر زبر، لام کے نیچے زیر، وہ کنواں جس پر منڈیر نہ بنائی گئی ہو۔ وہ کنواں جس کو پتھر اور اینٹ سے بنایا گیا ہو اسے طوی کہتے ہیں۔ شارحین فرماتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے قلیب ملاحظہ فرمایا۔ نہ کہ طوی تاکہ معلوم ہو جائے کہ اہل دین کی توجہ معانی مطلوبہ کی طرف ہوتی ہے نہ کہ بنائے ہوئے ڈھانچوں کی طرف۔

[2] ابن ابی قحافہ، قاف پر پیش، اس سے مراد حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ہیں۔ ابوقحافہ ان کے والد ماجد کی کنیت ہے، ان کا نام عثمان ہے اور وہ بھی صحابی ہیں رضی اللہ عنہ۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے زمانہ خلافت تک حیات رہے۔ حضرت ابوبکر صدیق کی وفات ان کی حیات میں ہوئی۔ رضی اللہ عنہما

[3] ایک یا دو ڈول نکالے۔ یہ راوی کا شک ہے۔ صحیح روایت یہ ہے کہ دو ڈول نکالے۔ اس میں اشارہ ہے ان کی خلافت کا زمانہ کم ہونے کی طرف جو کہ دو سال اور چند ماہ ہے۔ ذنوب نقطے والے ذال پر زبر پانی سے بھرا ہوا بڑا ڈول۔

[4] اس میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے مرتبے کی کمی اور پستی نہیں ہے اور نہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی ان پر فضیلت ثابت کی گئی ہے۔ بلکہ اس میں اشارہ ہے ان کی خلافت کی مدت کے کم ہونے اور حضرت عمر فاروق کی خلافت میں لوگوں کے زیادہ فیض یاب ہونے کی طرف۔ بعض علماء نے اس کی تفسیر کمزوری اور

marfat.com
Marfat.com

ناتوانی کی بجائے نرمی اور مہربانی سے کی ہے ۔

۵ اس میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی کوتاہی یا گناہ ثابت نہیں کیا گیا ۔ بلکہ یہ کلمہ عربوں کے عرف اور ان کی عادت کے مطابق بولا گیا ہے ۔ ان کا محاورہ ہے کہ فلاں شخص نے یہ کام کیا ، اللہ تعالیٰ اس کی مغفرت فرمائے ۔

۶ غَرْبَ نقطے والی غین پر زبر ، راء ساکن ۔ بڑا ڈول جو گائے کے چمڑے سے تیار کیا جاتا ہے غَرَبٌ راء پر زبر ہو تو اس کا معنی ہے کنوئیں اور حوض کے درمیان بہنے والا پانی ۔

۷ اس میں اشارہ ہے فتوحات کی کثرت اور مسلم علاقے کی وسعت کی طرف جو حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے دور میں حاصل ہوئی ۔

۸ عبقری ، بے نقطہ عین پر زبر ، باء ساکن اور قاف پر زبر ، ہر چیز کا کامل فرد ، سردار اور قوم کا بزرگ اور قوم کا طاقتور ترین آدمی ۔

۹ عطن ، پہلے دونوں حرفوں پر زبر ، حوض اور پانی کے ارد گرد اونٹوں اور بکریوں کے بیٹھنے کی جگہ ، اس میں اشارہ ہے حضرت فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ کے دورِ خلافت میں ہر بڑے اور ہر چھوٹے کے نفع حاصل کرنے کی طرف ۔

۱۰ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت سے ظاہر یہ ہے کہ وہ ڈول حضرت عمر فاروق کے ہاتھ میں آنے سے پہلے بڑا ڈول بن گیا ۔

۱۱ فَرْیٌ ، فاء پر زبر ، راء ساکن اور یاء مخفف ، راء کے نیچے زیر اور یاء کو مشدد (فَرِیٌّ) بھی پڑھ سکتے ہیں ، خلیل نے یاء کے مشدد ہونے کا انکار کیا ہے ، اس کا معنی ہے کاٹنا ، موزے وغیرہ کے لیے چمڑے کے کاٹنے کے معنی میں بھی استعمال ہوتا ہے ۔ اس سے مراد ہے کسی کام کا اچھی طرح کرنا ۔ صراح میں ہے فَرْیٌ موزے ، توشہ دان اور اس جیسی چیز کا کاٹنا ۔ فَرَیْتُ الْاَدَمَ کا معنی ہے ۔ میں نے بطور اصلاح چمڑہ کاٹا ۔ اور اَفْرَیْتُ کا معنی ہے میں نے بگاڑنے کے لیے کاٹا ۔

۱۲ رُوِیَ ، راء پر زبر ، واؤ کے نیچے زیر

<table>
<tr><th>الفصل الثانی</th><th>دوسری فصل</th></tr>
<tr><td>۵۷۸۵ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِنَّ اللّٰہَ جَعَلَ الْحَقَّ عَلٰی لِسَانِ عُمَرَ وَقَلْبِہٖ رَوَاہُ التِّرْمِذِیُّ وَفِیْ رِوَایَۃِ اَبِیْ دَاؤدَ وَعَنْ اَبِیْ ذَرٍّ</td><td>حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا : بیشک اللہ تعالیٰ نے عمر کی زبان اور دل پر حق رکھ دیا ہے اس حدیث کو امام ترمذی نے روایت کیا ۔ ابوداؤد کی</td></tr>
</table>

marfat.com

Marfat.com

قَالَ اِنَّ اللّٰہَ وَضَعَ الْحَقَّ عَلٰی لِسَانِ عُمَرَ یَقُوْلُ بِہٖ

روایت میں ہے حضرت ابوذر سے روایت ہے، اللہ تعالیٰ نے عمر کی زبان پر حق رکھ دیا ہے۔ وہ حق کے ساتھ گفتگو کرتے ہیں

۵۷۸۶ وَعَنْ عَلِیٍّ قَالَ مَا کُنَّا نُبْعِدُ اَنَّ السَّکِیْنَۃَ تَنْطِقُ عَلٰی لِسَانِ عُمَرَ۔ (رَوَاہُ الْبَیْہَقِیُّ فِیْ دَلَائِلِ النُّبُوَّۃِ)

حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم اس بات کو بعید نہیں جانتے تھے کہ سکینہ عمر کی زبان پر بولتا ہے[1]۔ اس حدیث کو امام بیہقی نے دلائل النبوۃ میں روایت کیا۔

[1] یعنی عمر فاروق ایسی چیز کے ساتھ گفتگو کرتے ہیں کہ نفوس اس سے راحت حاصل کرتے ہیں اور دل مطمئن ہوتے ہیں اور یہ غیبی امر ہے جو ان کی زبان پر جاری کر دیا جاتا ہے، یہ بھی ہو سکتا ہے کہ سکینہ سے مراد فرشتہ ہو جو انھیں حق کا الہام کرتا ہے اسی طرح تورپشتی نے بیان کیا۔

۵۷۸۷ وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَللّٰھُمَّ اَعِزَّ الْاِسْلَامَ بِاَبِیْ جَھْلِ ابْنِ ھِشَامٍ اَوْ بِعُمَرَ ابْنِ الْخَطَّابِ فَاَصْبَحَ عُمَرُ فَغَدَا عَلَی النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَاَسْلَمَ ثُمَّ صَلّٰی فِی الْمَسْجِدِ ظَاھِرًا (رَوَاہُ اَحْمَدُ وَالتِّرْمِذِیُّ)

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا کی: اے اللہ! ابوجہل ابن ہشام یا عمر بن خطاب کے ذریعے اسلام کو غالب بنا دے[1] پس عمر نے صبح کی اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر اسلام لائے[2] اور سب کے سامنے نماز پڑھی[3]

[1] یعنی ان میں سے ایک کو مسلمان بنا دے تاکہ اس کے ذریعے اسلام کو قوت حاصل ہو۔

[2] ان کے اسلام لانے کا واقعہ عجیب ہے جو ان کے حالات میں مذکور ہے۔

[3] ان سے پہلے کوئی شخص برملا نماز نہیں پڑھ سکتا تھا۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم دارِ ارقم میں پوشیدہ طور پر عبادت اور تبلیغ فرماتے تھے۔

۵۷۸۸ وَعَنْ جَابِرٍ قَالَ قَالَ عُمَرُ لِاَبِیْ بَکْرٍ یَا خَیْرَ النَّاسِ بَعْدَ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَقَالَ اَبُوْبَکْرٍ اَمَا اِنَّکَ اِنْ قُلْتَ ذَالِکَ فَلَقَدْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ مَا طَلَعَتِ الشَّمْسُ عَلٰی رَجُلٍ خَیْرٍ مِّنْ عُمَرَ (رَوَاہُ التِّرْمِذِیُّ وَقَالَ

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت عمر فاروق نے حضرت ابوبکر صدیق کو کہا اے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد تمام انسانوں سے افضل! حضرت ابوبکر صدیق نے فرمایا سنو اگر آپ نے مجھے خیر الناس کہا ہے تو میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا کہ عمر سے افضل کسی شخص پر سورج طلوع نہیں ہوا[1] اس حدیث کو

marfat.com
Marfat.com

هٰذَا حَدِيْثٌ غَرِيْبٌ ۔

امام ترمذی نے روایت کیا اور فرمایا کہ یہ حدیث غریب ہے ۔

[1] تطبیق کی صورت یہ ہے کہ افضل ہونے کی متعدد اور مختلف وجوہ ہیں ، لہٰذا دونوں میں سے ہر ایک کے (انبیاء کرام کے بعد) تمام انسانوں سے افضل ہونے میں منافات نہیں ہے ۔ حضرت ابوبکر صدیق کا افضل ہونا ثواب کی زیادتی کی بناء پر ہے جیسے کہ علماء نے فیصلہ فرمایا ہے ۔ اس گفتگو سے اکثر احادیث سے اشکال دور ہوجاتا ہے ۔

۵۷۸۹
۱۱ وَعَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَوْ كَانَ بَعْدِيْ نَبِيٌّ لَكَانَ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ (رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ هٰذَا حَدِيْثٌ غَرِيْبٌ)

حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا : اگر بالفرض ہمارے بعد کوئی نبی ہوتا[1] تو عمر بن خطاب ہوتے ۔ اس حدیث کو امام ترمذی نے روایت کیا اور فرمایا یہ حدیث غریب ہے ۔

[1] اس انداز بیان کو بطور مبالغہ ناممکن کے لیے بھی استعمال کرتے ہیں ۔ گویا چونکہ عمر محدّث ہیں انھیں الہام کیا جاتا ہے اور فرشتہ ان کے دل میں حق القاء کرتا ہے اس لیے انھیں عالمِ وحی کے ساتھ مناسبت ہے ۔

۵۷۹۰
۱۲ وَعَنْ بُرَيْدَةَ قَالَ خَرَجَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ بَعْضِ مَغَازِيْهِ فَلَمَّا انْصَرَفَ جَاءَتْ جَارِيَةٌ سَوْدَاءُ فَقَالَتْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ إِنِّيْ كُنْتُ نَذَرْتُ إِنْ رَدَّكَ اللّٰهُ صَالِحًا أَنْ أَضْرِبَ بَيْنَ يَدَيْكَ بِالدُّفِّ وَأَتَغَنّٰى فَقَالَ لَهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنْ كُنْتِ نَذَرْتِ فَاضْرِبِيْ وَإِلَّا فَلَا فَجَعَلَتْ تَضْرِبُ فَدَخَلَ أَبُوْ بَكْرٍ وَهِيَ تَضْرِبُ ثُمَّ دَخَلَ عَلِيٌّ وَهِيَ تَضْرِبُ ثُمَّ دَخَلَ عُثْمَانُ وَهِيَ تَضْرِبُ ثُمَّ دَخَلَ عُمَرُ فَأَلْقَتِ الدُّفَّ تَحْتَ اسْتِهَا ثُمَّ قَعَدَتْ عَلَيْهَا فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ

حضرت بریدہ[1] رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بعض غزوات میں تشریف لے گئے جب واپس تشریف لائے تو ایک سیاہ فام عورت آئی[2] کہنے لگی یا رسول اللہ ! میں نے نذر مانی تھی کہ اگر اللہ تعالیٰ آپ کو سلامتی کے ساتھ واپس لایا تو آپ کے سامنے دف بجاؤں گی اور نغمہ سرائی کروں گی[3] رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انھیں فرمایا کہ اگر تم نے نذر مانی تھی تو بجاؤ ورنہ[4] نہ بجاؤ ۔ وہ بجانے لگی وہ بجا رہی تھی کہ حضرت ابوبکر صدیق تشریف لے آئے پھر حضرت علی مرتضیٰ تشریف لائے تو وہ بجاتی رہی پھر حضرت عثمان غنی تشریف لائے اور وہ بجاتی رہی پھر حضرت عمر تشریف لائے تو اس نے وہ دف جسم کے نچلے حصّے کے نیچے پھینکی اور اس کے اوپر بیٹھ گئی[5]

صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ الشَّيْطَانَ لَيَخَافُ مِنْكَ يَا عُمَرُ اِنِّيْ كُنْتُ جَالِسًا وَهِيَ تَضْرِبُ فَدَخَلَ اَبُوْبَكْرٍ وَهِيَ تَضْرِبُ ثُمَّ دَخَلَ عَلِيٌّ وَهِيَ تَضْرِبُ ثُمَّ دَخَلَ عُثْمَانُ وَهِيَ تَضْرِبُ فَلَمَّا دَخَلْتَ اَنْتَ يَا عُمَرُ اَلْقَتِ الدُّفَّ (رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ هٰذَا حَدِيْثٌ غَرِيْبٌ)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ عمر! شیطان تم سے ڈرتا ہے ہم بیٹھے ہوئے تھے اور یہ بجا رہی تھی ابوبکر آئے تو یہ بجاتی رہی، علی مرتضیٰ آئے تو یہ بجاتی رہی، پھر عثمان غنی آئے تو یہ بجاتی رہی۔ عمر! جب تم آئے تو اس نے دف کو پھینک دیا[۴] اس حدیث کو امام ترمذی نے روایت کیا اور فرمایا کہ یہ حدیث غریب ہے۔

[۱] حضرت بریدہ اسلمی رضی اللہ عنہ مشہور صحابہ کرام میں سے ہیں۔

[۲] وہ حبشن تھی یا اس کا رنگ سیاہ تھا۔

[۳] آپ کی تشریف آوری اور سلامتی پر خوشی کے طور پر۔ نَذْر کا معنی ہے اللہ تعالیٰ سے عہد و پیمان باندھنا۔ دُف زیادہ فصیح یہ ہے کہ دال پر پیش پڑھیں، زبر بھی آئی ہے۔

[۴] اگر نذر نہیں مانی تھی تو نہ بجاؤ۔ یاد رہے کہ علماء کا دف کے بجانے میں اختلاف ہے۔ بعض نے اسے مطلقاً مباح قرار دیا ہے، بعض نے مطلقاً مکروہ فرمایا، بعض نے شادیوں اور عیدوں وغیرہ کے موقع پر اسے اور جائز گانوں کو مباح قرار دیا ہے۔ یہی صحیح اور مختار مذہب ہے۔ بعض نے کہا کہ اس کے ساتھ گھنگرو ہوں یا نہ، ان میں فرق ہے، پہلی صورت بالاتفاق مکروہ ہے۔

یہ حدیث دُف کے بجانے کے مباح ہونے کی دلیل ہے کیونکہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے نذر کے پورا کرنے کا حکم دیا اور نذر کا پورا کرنا واجب ہے، یہ طے ہے کہ نذر ایسی چیز کی ہوتی ہے جو اطاعت و قربت کی جنس سے ہو، یہ جمہور علماء کا مذہب ہے، احناف کے نزدیک اس کا مباح ہونا کافی ہے۔ ہمارے نزدیک نذر مباح کے واجب کرنے کا نام ہے تاہم گناہ کی نذر بالاتفاق جائز نہیں۔ لہٰذا اس حدیث سے دف کا بجانا مباح بلکہ مستحب ہونا ثابت ہوا، جس صورت میں ہماری گفتگو ہے وہ اسی طرح ہے (یعنی مستحب ہے) کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تشریف آوری اور آپ کی سلامتی پر خوشی کا اظہار کرنا قربت اور عبادت ہے۔ اس حدیث سے یہ بھی ثابت ہوا کہ عورتوں کے گانے کی آواز کا سننا اگر فتنے سے خالی ہو (اور سفلی جذبات کو مشتعل کرنے کا باعث نہ ہو) تو مباح ہے۔ اسی طرح علماء نے فرمایا ہے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے گانے کا تذکرہ نہیں فرمایا، صرف اتنا فرمایا کہ اگر تم نے دف بجانے کی نذر مانی ہے تو بجا لو۔ دوسری صورت یہ ہو سکتی ہے کہ گانے کا ذکر دُف کے تابع تھا۔ جب آپ نے دف کا حکم بیان فرما دیا تو گانے کا حکم بھی معلوم ہو گیا۔ تیسری صورت یہ ہو سکتی ہے کہ گانا مباح ہے (بشرطیکہ فتنہ سے خالی ہو) شبہ اگر تھا تو دُف کے بجانے میں تھا اس لیے فرمایا کہ اگر تم نے اس کی بھی نذر مانی ہے تو اسے بھی پورا کر لو۔ فافہم۔

marfat.com
Marfat.com

۵ اور اسے پیچھے چھپالیا۔

۶ اس حدیث میں اشکال یہ ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ابتداءً اس عورت کو دف بجانے کی اجازت کیوں دی؟ بلکہ اسے حکم کیوں دیا؟ اسی طرح حضرت ابوبکر صدیق، عثمان غنی اور علی مرتضٰی رضی اللہ عنہم کی آمد کے باوجود منع نہ فرمایا اور آخر میں اسے شیطان قرار دیا۔ شارحین نے اس کا جواب یہ دیا ہے کہ اس عورت کا عقیدہ یہ تھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا خیر و عافیت کے ساتھ واپس آنا اللہ تعالٰی کی وہ نعمت ہے جو شکر گزاری، مسرت و شادمانی کا باعث ہے اور حقیقت بھی یہی ہے۔ اس لیے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے نذر پوری کرنے کا حکم دیا۔ اس طرح دُف کا بجانا لہو و لعب نہ رہا بلکہ حقانیت کی صفت کے ساتھ موصوف ہو گیا، یوں ہی مکروہ نہ رہا بلکہ مستحب قرار پایا۔ لیکن یہ مقصد تو تھوڑی مقدار کے ساتھ پورا ہو گیا۔ جب اس نے حد سے تجاوز کیا (اور مسلسل بجاتی ہی رہی) تو دُف کا بجانا مکروہ کی حد میں داخل ہو گیا۔ اسی وقت حضرت عمر فاروق تشریف لے آئے تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مذکورہ بالا ارشاد فرمایا، زیادہ بجانے اور ضرورت کے بغیر اس فعل کے کرنے کی ممانعت کی طرف اشارہ فرمایا۔ صراحۃً منع نہ فرمایا تاکہ حرام نہ قرار پائے۔

البتہ دو بچیاں جو خوشی کے دنوں میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے سامنے دُف بجا رہی تھیں اور گا رہی تھیں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے انھیں منع نہ فرمایا اور ان کے لیے کوئی حد مقرر نہ فرمائی، اس سے بظاہر یہ معلوم ہوتا ہے کہ ان کے لیے قید وقت کی نہ تھی، یہ اس لیے تھا کہ وہ عید کے دن تھے لہٰذا حالات مختلف ہوئے بعض حالات جاری رکھنے کا تقاضا کرتے ہیں اور بعض اس کا تقاضا نہیں کرتے۔ یہ تفصیل علامہ تورپشتی نے بیان کی اور ان کے حوالے سے علامہ طیبی نے نقل کی۔

۵۷۹۱ وَعَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ۱۲
صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جَالِسًا فَسَمِعْنَا
لَغَطًا وَصَوْتَ صِبْيَانٍ فَقَامَ رَسُوْلُ اللّٰهِ
صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَإِذَا حَبَشِيَّةٌ تُزَفِّنُ
وَالصِّبْيَانُ حَوْلَهَا فَقَالَ يَا عَائِشَةُ تَعَالَىْ
فَانْظُرِيْ فَجِئْتُ فَوَضَعْتُ لَحْيِيْ عَلٰى
مَنْكِبِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
فَجَعَلْتُ أَنْظُرُ إِلَيْهَا مَا بَيْنَ الْمَنْكِبِ
إِلٰى رَأْسِهٖ فَقَالَ لِيْ أَمَا شَبِعْتِ أَمَا
شَبِعْتِ فَجَعَلْتُ أَقُوْلُ لَا لِأَنْظُرَ
مَنْزِلَتِيْ عِنْدَهٗ إِذْ طَلَعَ عُمَرُ

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف فرما تھے تو ہم نے ملی جلی آوازیں [۱] اور بچوں کی آوازیں سنیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اٹھ کھڑے ہوئے کیا دیکھتے ہیں کہ ایک حبشی عورت ناچ رہی [۲] ہے اور بچے اس کے گرد جمع ہیں [۳]۔ فرمایا عائشہ! آؤ [۴] اور دیکھو، میں نے آکر اپنے دونوں جبڑے [۵] رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کندھے پر رکھ دیے اور اسے آپ کے کندھے اور سر مبارک کے درمیان سے دیکھنے لگی، آپ نے مجھے فرمایا کیا تم سیر نہیں ہوئیں؟ کیا تمھارا جی نہیں بھرا [۶]؟ میں کہتی رہی، میں یہ دیکھنا چاہتی تھی کہ آپ کی بارگاہ میں

marfat.com
Marfat.com

فَارْفَضَّ النَّاسُ عَنْهَا فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنِّيْ لَاَنْظُرُ اِلٰى شَيَاطِيْنِ الْجِنِّ وَالْاِنْسِ قَدْ فَرُّوْا مِنْ عُمَرَ قَالَتْ فَرَجَعْتُ

(رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ غَرِيْبٌ)

میرا کتنا مرتبہ ہے؟¹ اچانک عمر فاروق تشریف لے آئے تو لوگ چھٹ گئے² ۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ہم جنوں اور انسانوں کے شیطانوں کو دیکھتے ہیں کہ وہ عمر سے بھاگ گئے ہیں ۔ اُمّ المومنین فرماتی ہیں چنانچہ میں بھی واپس آگئی³ امام ترمذی نے اس حدیث کو روایت کیا اور فرمایا: یہ حدیث حسن، صحیح، غریب ہے۔

۱؎ لَغَطٌ لام اور نقطے والی عین کے ساتھ، دونوں پر زبر، آواز، شور، بچوں کی آواز

۲؎ زَفَنَ، زا، فاء اور نون کے ساتھ ۔ زمین پر پاؤں مارنا

۳؎ اور وہ بھی ناچ رہے ہیں

۴؎ تعالَ لام پر زبر

۵؎ لَحیہ لام پر زبر، حاء ساکن، چہرے کی وہ ہڈی جہاں داڑھی پیدا ہوتی ہے، یعنی ٹھوڑی اور رخسار کی دونوں طرفین

۶؎ دو دفعہ فرمایا

۷؎ یعنی مجھ سے کتنی محبت رکھتے ہیں اور میری خوشنودی کا کہاں تک خیال فرماتے ہیں؟

۸؎ ارفضّ، ضاد مشدد، بروزن احمرّ

۹؎ اور ان کا دیکھنا چھوڑ دیا ۔ گویا حضرت عائشہ کا یہ قول اس اعتبار سے ہے کہ وہ لہو ولعب کی صورت تھی (اور وہ باقاعدہ ڈانس اور رقص نہ تھا) ورنہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کس طرح ملاحظہ فرماتے؟ اور حضرت عائشہ کو کس طرح دکھاتے؟ اس حدیث کی توجیہہ بھی گزشتہ حدیث کی طرح ہے ۔

یاد رہے کہ حبشیوں کے کھیل کود کی حدیث صحیحین میں دوسری طرح بھی آئی ہے اور وہ یہ کہ حبشی مسجد میں نیزہ بازی کرتے تھے ۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی نیزہ بازی حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو دکھائی حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ تشریف لائے تو انہیں منع کیا اور انہیں کنکر اٹھا کر مارنے لگے ۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: عمر رہنے دو کہ آج عید کا دن ہے ۔ یعنی عید کے دن کسی قدر لہو ولعب مباح ہے ۔ نیز اس حدیث میں حبشی عورت اور بچوں کا ذکر ہے یہ کہنے کی ضرورت نہیں ہے کہ حضرت عائشہ نے اجنبیوں کی طرف کس طرح دیکھا؟ اور اس کا جواب دیا جائے کہ وہ اس وقت کم عمر تھیں (حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا مقصد ان کی نیزہ بازی کو دیکھنا تھا نہ کہ ان کے چہروں کا ۱۲ قادری) ہوسکتا ہے کہ یہ الگ واقعہ ہو جسے امام ترمذی نے روایت کیا اور وہ دوسرا واقعہ ہو جسے امام بخاری و مسلم نے روایت کیا ۔ واللہ اعلم ۔

marfat.com
Marfat.com

الفصل الثالث

۵۷۹۲ عَنْ اَنَسٍ وَّابْنِ عُمَرَ اَنَّ عُمَرَ قَالَ وَافَقْتُ رَبِّیْ فِیْ ثَلٰثٍ قُلْتُ یَارَسُوْلَ اللّٰہِ لَوِاتَّخَذْنَا مِنْ مَّقَامِ اِبْرَاھِیْمَ مُصَلًّی فَنَزَلَتْ

وَقُلْتُ یَارَسُوْلَ اللّٰہِ یَدْخُلُ عَلٰی نِسَائِکَ الْبَرُّ وَالْفَاجِرُ فَلَوْ اَمَرْتَھُنَّ یَحْتَجِبْنَ فَنَزَلَتْ اٰیَۃُ الْحِجَابِ وَاجْتَمَعَ نِسَاءُ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فِی الْغَیْرَۃِ فَقُلْتُ عَسٰی رَبُّہٗ اِنْ طَلَّقَکُنَّ اَنْ یُّبْدِلَہٗ اَزْوَاجًا خَیْرًا مِّنْکُنَّ فَنَزَلَتْ کَذَالِکَ وَفِیْ رِوَایَۃٍ لِّابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ عُمَرُ وَافَقْتُ رَبِّیْ فِیْ ثَلٰثٍ فِیْ مَقَامِ اِبْرَاھِیْمَ وَفِی الْحِجَابِ وَفِیْ اُسَارٰی بَدْرٍ

(مُتَّفَقٌ عَلَیْہِ)

تیسری فصل

حضرت انس اور حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہم روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر فاروق نے فرمایا، میں نے تین باتوں میں اپنے رب سے موافقت کی (۱) میں نے عرض کیا یارسول اللہ! کیا اچھا ہوتا اگر ہم مقام ابراہیم کو جائے نماز بنا لیتے[1] تو یہ آیت نازل ہوئی کہ تم مقام ابراہیم کو جائے نماز بنالو (۲) میں نے عرض کیا یارسول اللہ! آپ کی ازواج مطہرات کے پاس نیک اور بدکار لوگ حاضر ہوتے ہیں[2] کتنا اچھا ہوتا کہ آپ انھیں پردے کا حکم دیتے تو آیت حجاب نازل ہوئی[3] (۳) نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواج مطہرات غیرت میں اکٹھی ہوگئیں[4] تو میں نے کہا: قریب ہے کہ اگر حضور تمھیں طلاق دے دیں تو آپ کا رب آپ کو تم سے بہتر بیویاں عطا فرمادے تو اسی طرح آیت نازل ہوگئی[5] حضرت ابن عمر کی ایک روایت میں ہے کہ حضرت عمر نے فرمایا: میں نے تین باتوں میں اپنے رب سے موافقت کی (۱) مقام ابراہیم (۲) پردے کے بارے میں (۳) بدر کے قیدیوں کے بارے میں[6]

(بخاری، مسلم)

[1] یعنی ہم نماز کے لیے مقام ابراہیم میں کھڑے ہوتے — مقام ابراہیم وہ پتھر ہے کہ اس میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کے قدموں کے نشان ہیں۔ یہ پتھر بیت اللہ شریف کے سامنے ہوتا تھا (آج بھی سامنے ہے)

[2] اور میں اسے آپ کی شان اور عظمت کے مناسب نہیں سمجھتا۔

[3] یہ پردہ جو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواجِ مطہرات پر واجب تھا۔ یہ اس ستر عورت کے علاوہ تھا جو تمام عورتوں پر واجب ہے اور اس کی تفصیل کتبِ فقہ میں مذکور ہے۔ حجاب کا یہ معنی ہے کہ اگرچہ انھوں نے کپڑے پہنے ہوئے ہوں اور وہ ان میں پوشیدہ ہوں، اس کے باوجود وہ مردوں کے سامنے نہ آئیں

marfat.com
Marfat.com

یہ امہات المومنین رضی اللہ عنہن کا خاصہ ہے۔

۴ شہد نوش فرمانے کے واقعہ میں، پس نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے شہد اپنے اوپر حرام فرما دیا۔

۵ جو لفظوں میں بھی موافق تھی اور معنی میں بھی۔

۶ میرا مشورہ یہ تھا کہ انھیں قتل کر دیا جائے، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے مشورے کے مطابق فدیہ لے کر قیدیوں کو رہا کر دیا۔

سوال :۔ اس حدیث سے حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کی موافقت تین یا چار چیزوں میں ثابت ہو رہی ہے، اس سے پہلے کہا گیا ہے کہ انھوں نے بیس یا اس سے زیادہ امور میں موافقت کی۔

جواب :۔ خاص طور پر تین (یا چار) چیزوں کا ذکر باقی امور کی نفی نہیں کرتا، ہو سکتا ہے کہ اس وقت موقع کی مناسبت سے تین چیزوں کا ذکر ہی موزوں ہو، اس لیے تین ہی کا ذکر کیا گیا۔

(اگرچہ واقع یہ تھا کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے مشورہ دیا اور اللہ تعالیٰ نے ان کے مشورے کے مطابق آیات نازل فرما دیں۔ لیکن انھوں نے ازراہِ ادب یہ نہیں کہا کہ اللہ تعالیٰ نے ان امور میں میرے ساتھ موافقت کی بلکہ یہ کہا کہ میں نے ان امور میں اپنے رب سے موافقت کی ۱۲ شرف قادری)

۵۷۹۳ ۱۵ وَعَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ فُضِّلَ النَّاسَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ بِاَرْبَعٍ بِذِكْرِ الْاُسَارٰى يَوْمَ بَدْرٍ اَمَرَ بِقَتْلِهِمْ فَاَنْزَلَ اللّٰهُ تَعَالٰى لَوْلَا كِتٰبٌ مِّنَ اللّٰهِ سَبَقَ لَمَسَّكُمْ فِيْمَآ اَخَذْتُمْ عَذَابٌ عَظِيْمٌ وَبِذِكْرِهِ الْحِجَابِ اَمَرَ نِسَآءَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنْ يَّحْتَجِبْنَ فَقَالَتْ لَهٗ زَيْنَبُ وَاِنَّكَ عَلَيْنَا يَا ابْنَ الْخَطَّابِ وَالْوَحْيُ يَنْزِلُ فِيْ بُيُوْتِنَا فَاَنْزَلَ اللّٰهُ تَعَالٰى وَاِذَا سَاَلْتُمُوْهُنَّ مَتَاعًا فَاسْئَلُوْهُنَّ مِنْ وَّرَآءِ حِجَابٍ وَبِدَعْوَةِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَللّٰهُمَّ

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کو لوگوں پر چار امور میں فضیلت دی گئی (۱) بدر کے قیدیوں کے ذکر میں، آپ نے ان کے قتل کا مشورہ دیا اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرما دی (جس کا ترجمہ ہے)، اگر اللہ تعالیٰ کا لکھا ہوا حکم پہلے سے نہ ہوتا تو جو کچھ تم نے لیا ہے اس کے سلسلے میں عظیم عذاب لاحق ہوتا۔ (۲) انھوں نے پردے کا ذکر کیا، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواج مطہرات کو پردے کا حکم دیا تو حضرت زینب رضی اللہ عنہا نے فرمایا اے ابن خطاب! آپ ہم پر حکم چلاتے ہیں حالانکہ وحی ہمارے گھروں میں نازل ہوتی ہے تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرما دی اے مسلمانو! جب تم ان مقدس خواتین سے کوئی سامان طلب کرو تو ان سے پردے کے پیچھے سے

marfat.com
Marfat.com

اَيِّدِ الْإِسْلَامَ بِعُمَرَ وَبِرَأْيِهٖ فِي أَبِيْ بَكْرٍ كَانَ أَوَّلَ نَاسٍ بَايَعَهٗ
(رَوَاهُ أَحْمَدُ)

طلب کرو (۳) نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا کی: اے اللہ! اسلام کو عمر کے اسلام سے تقویت عطا فرما (۴) حضرت عمر نے مشورہ دیا کہ حضرت ابوبکر کی بیعت کی جائے اور سب سے پہلے حضرت عمر نے ان کی بیعت کی۔ (امام احمد)

لہ یہ پورا واقعہ اس آیت کی تفسیر میں سورۃ انفال میں بیان کیا گیا ہے۔
لہ جو کہ امہات المومنین میں سے ہیں۔

٥٦٩٤ / ١٦ وَعَنْ أَبِيْ سَعِيْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذَاكَ الرَّجُلُ أَرْفَعُ أُمَّتِيْ دَرَجَةً فِي الْجَنَّةِ قَالَ أَبُوْ سَعِيْدٍ وَاللّٰهِ مَا كُنَّا نَرٰى ذَاكَ الرَّجُلَ إِلَّا عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ حَتّٰى مَضٰى بِسَبِيْلِهٖ
(رَوَاهُ ابْنُ مَاجَةَ)

حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا: وہ شخص جنت میں مرتبے کے اعتبار سے ہماری امت کا بلند ترین فرد ہے[1] حضرت ابوسعید فرماتے ہیں اللہ کی قسم! ہم یہی گمان کرتے تھے کہ وہ شخص عمر بن خطاب ہی ہیں[2] یہاں تک کہ وہ اپنے راستے پر روانہ ہوگئے[3]
(ابن ماجہ)

لہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اسی طرح مبہم طور پر ذکر فرمایا اور معین نہیں فرمایا کہ وہ کون سا شخص ہے مقصد یہ تھا کہ صحابہ کرام جدوجہد اور کوشش کریں کہ اس مرتبے کو پالیں اور وہ مرتبہ مداومت ہی سے حاصل ہوگا نیز طاعتوں، عبادتوں اور اخلاق و کمالات سے موصوف ہوکر ہی حاصل کیا جاسکے گا، یا کسی صحابی کا ذکر ہوا ہوگا جو ان صفات سے موصوف ہوگا۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اشارہ فرمایا کہ جو شخص ان صفات سے موصوف ہوگا اس کا مرتبہ بلند ترین ہوگا۔ بہرصورت حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ نے اپنا تاثر بیان فرمادیا جیسے کہ آگے آرہا ہے۔

لہ اس لیے کہ ہم ان کی نیکیوں اور بھلائیوں کے چشم دید گواہ تھے۔ یہ ان کی شان اور رفعتِ مرتبہ کے بیان میں مبالغہ ہے، لیکن اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ وہ ان صفات اور کمالات میں سب سے یقینی اور قطعی طور پر افضل ہوں۔ لہٰذا ان کا حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے افضل ہونا بھی لازم نہیں آئے گا۔ شارحین نے اسی طرح اس حدیث کا مطلب بیان کیا ہے

لہ اس سے مراد یہ ہے کہ وہ وفات پاگئے اور عمر بھر اسی حال پر رہے۔ رضی اللہ عنہ۔

٥٦٩٥ / ١٧ وَعَنْ أَسْلَمَ قَالَ سَأَلَنِي ابْنُ عُمَرَ بَعْضَ شَأْنِهٖ يَعْنِيْ عُمَرَ فَأَخْبَرْتُهٗ

حضرت اسلم[1] سے روایت ہے کہ مجھ سے ابن عمر نے حضرت عمر کے کچھ حالات دریافت کیے، میں نے

marfat.com
Marfat.com

فَقَالَ مَا رَأَيْتُ اَحَدًا قَطُّ بَعْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ حِيْنَ قُبِضَ كَانَ اَجَدَّ وَاَجْوَدَ حَتّٰى انْتَهٰى مِنْ عُمَرَ (رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ)

انھیں بتایا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی رحلت کے بعد کسی شخص کو زیادہ کوشش کرنے والا اور زیادہ نیک حضرت عمر سے بڑھ کر نہیں پایا، یہاں تک کہ وہ انتہا کو پہنچے [2] (بخاری)

[1] اسلم حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے آزاد کردہ غلام اور تابعین میں سے تھے۔ حضرت ابو رافع صحابی کا نام بھی اسلم ہے لیکن ظاہر یہ ہے کہ اس جگہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے آزاد کردہ اور زید بن اسلم کے والد حضرت اسلم مراد ہیں۔

[2] شارحین فرماتے ہیں کہ یہ بیان حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی خلافت کے زمانے پر محمول ہے۔ تاکہ حضرت ابوبکر صدیق اس عموم سے خارج ہو جائیں۔

$\frac{5796}{18}$ وَعَنِ الْمِسْوَرِ بْنِ مَخْرَمَةَ قَالَ لَمَّا طُعِنَ عُمَرُ جَعَلَ يَأْلَمُ فَقَالَ لَهُ ابْنُ عَبَّاسٍ وَكَاَنَّهٗ يُجَزِّعُهٗ يَا اَمِيْرَ الْمُؤْمِنِيْنَ وَلَا كُلُّ ذٰلِكَ لَقَدْ صَحِبْتَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاَحْسَنْتَ صُحْبَتَهٗ ثُمَّ فَارَقَكَ وَهُوَ عَنْكَ رَاضٍ ثُمَّ صَحِبْتَ اَبَا بَكْرٍ فَاَحْسَنْتَ صُحْبَتَهٗ ثُمَّ فَارَقَكَ وَهُوَ عَنْكَ رَاضٍ ثُمَّ صَحِبْتَ الْمُسْلِمِيْنَ فَاَحْسَنْتَ صُحْبَتَهُمْ وَلَئِنْ فَارَقْتَهُمْ لَتُفَارِقَنَّهُمْ وَهُمْ عَنْكَ رَاضُوْنَ قَالَ اَمَّا مَا ذَكَرْتَ مِنْ صُحْبَةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَرِضَاهُ فَاِنَّمَا ذٰلِكَ مَنٌّ مِّنَ اللّٰهِ مَنَّ بِهٖ عَلَيَّ وَاَمَّا مَا ذَكَرْتَ مِنْ صُحْبَةِ اَبِيْ بَكْرٍ وَرِضَاهُ فَاِنَّمَا

حضرت مسور بن مخرمہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ زخمی کیے گئے تو وہ درد و غم کا اظہار کرنے لگے [1] ابن عباس نے گویا انھیں تسلی دیتے ہوئے کہا امیر المؤمنین! یہ سب رنج و غم کا اظہار نہیں کرنا چاہیے [2]۔ بے شک تحقیق آپ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مصاحب رہے اور آپ نے صحبت خوب نبھائی [3] پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم آپ سے (ظاہری طور پر) اس حال میں جدا ہوئے کہ آپ سے راضی تھے۔ پھر آپ حضرت ابوبکر صدیق کے مصاحب رہے اور حق رفاقت خوب ادا کیا پھر وہ آپ سے اس حال میں جدا ہوئے کہ آپ سے راضی تھے۔ پھر آپ مسلمانوں کے مصاحب (اور امیر) رہے اور ان کی صحبت کا حق ادا کیا۔ اگر آپ ان سے جدا ہو گئے تو آپ ان سے اس حال میں جدا ہوں گے کہ وہ آپ سے راضی ہوں گے۔ حضرت عمر نے فرمایا: آپ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت اور آپ کی خوشنودی کا ذکر کیا ہے تو یہ اللہ تعالیٰ کا احسان ہے جو اس نے مجھ پر فرمایا

marfat.com
Marfat.com

ذٰلِكَ مَنٌّ مِّنَ اللّٰهِ مَنَّ بِهٖ عَلَيَّ وَاَمَّا مَا تَرٰى مِنْ جَزَعِيْ فَهُوَ مِنْ اَجْلِكَ وَمِنْ اَجْلِ اَصْحَابِكَ وَاللّٰهِ لَوْ اَنَّ لِيْ طِلَاعَ الْاَرْضِ ذَهَبًا لَافْتَدَيْتُ بِهٖ مِنْ عَذَابِ اللّٰهِ قَبْلَ اَنْ اَرَاهُ۔
(رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ)

اسی طرح آپ نے جو حضرت ابوبکر کی صحبت اور ان کی رضا کا ذکر کیا ہے تو یہ اللہ تعالیٰ کا مجھ پر احسان ہے رہی میری پریشانی جو آپ دیکھ رہے ہیں تو وہ آپ کے لیے اور آپ کے ساتھیوں کے لیے ہے[6]۔ اللہ کی قسم! اگر میرے پاس زمین کے بھرنے کی مقدار[7] سونا ہو تو میں اللہ تعالیٰ کا عذاب[8] دیکھنے سے پہلے اس کے عذاب کا فدیہ دے دوں (بخاری)

[1] مِسوَر، میم کے نیچے زیر اور بے نقطہ سین ساکن ابنِ مخرمہ میم پر زبر نقطے والی خاء ساکن قریشی زہری حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ کے بھانجے اور کم عمر صحابی ہیں۔ ہجرت کے دو سال بعد مکہ مکرمہ میں پیدا ہوئے سن آٹھ ہجری میں مدینہ طیبہ لائے گئے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے دیدار سے مشرف ہوئے اور آپ کے ارشادات کو یاد رکھا۔

[2] (مولوی امیر علی نے اشعۃ اللمعات کے حاشیہ میں لکھا ہے کہ ترجمہ کی عبارت سے یہ وہم پیدا ہوتا ہے کہ حضرت فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ کی پریشانی زخم کی وجہ سے تھی۔ حالانکہ یہ وہم ہے بلکہ ان کی پریشانی آخرت کے خوف کی وجہ سے تھی۔ اس لیے ابنِ عباس نے انھیں تسلی دی۔ حاشیہ۔ حالانکہ اس حدیث شریف کے آخر میں وضاحت موجود ہے کہ حضرت فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ کی پریشانی مسلمانوں کے لیے بھی اور آخرت کیلیے بھی۔ پوری حدیث شریف کے پڑھنے کے بعد کوئی وہم باقی نہیں رہتا ۱۲ قادری)

[3] یُجَزِّعُہٗ باء پر پیش اور زاء مشددہ کے نیچے زیر۔ گویا ابنِ عباس حضرت فاروق اعظم کی طرف بے قراری کی نسبت کر رہے تھے یا یہ معنی ہے کہ ان کی بے قراری کو دور کر رہے تھے۔

[4] اور اس میں مبالغہ نہیں کرنا چاہیے۔

[5] بارگاہِ رسالت کے حقوق اور آداب ملحوظ رکھے۔

[6] یعنی یہ بے قراری مسلمانوں کے غم کی وجہ سے ہے کہ ان کا حال کیا ہوگا؟ اور وہ کیا کریں گے؟ کیونکہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ فتنوں کے راستے کی سب سے بڑی رکاوٹ تھے ۱۲ اشرف قادری)

[7] طِلَاعُ بے نقطہ طاء کے نیچے زیر، ہر چیز کے بھرنے کی مقدار

[8] ظاہر یہ ہے کہ اَرَاہُ کی ضمیر عذاب کی طرف لاجع ہے۔ فِدْیَہ فاء کے نیچے زیر، اسُر کی قیمت، اس کے علاوہ رحلت کے وقت حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی وصیتیں اور آپ کے ارشادات بہت سے ہیں جو صحیح حدیثوں میں مذکور ہیں۔

marfat.com
Marfat.com

مناقبِ ابوبکر صدیق وعمر فاروق رضی اللہ عنہما

چونکہ بعض احادیث میں حضرات شیخین (ابوبکر صدیق اور عمر فاروق) رضی اللہ عنہما کا ایک ساتھ ذکر واقع ہوا ہے۔ اسلیے حضرت مؤلف نے ان احادیث کا ذکر کرنے کے لیے ایک باب قائم کیا ہے۔ اکثر حالات میں ان دونوں حضرات کا ذکر ایک ساتھ واقع ہوا ہے، کیونکہ یہ دونوں حضرات نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے وزیر، وقتاً فوقتاً بارگاہِ اقدس کے حاضر باش، مقرب تھے اور مختلف امور میں ان سے مشورہ لیا جاتا اور ان پر اعتماد کیا جاتا تھا، تمام اوقات اور احوال میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھی تھے۔

الفصل الاوّل

۵۶۹۷ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ بَیْنَمَا رَجُلٌ یَسُوْقُ بَقَرَةً اِذْ اَعْیٰی فَرَكِبَهَا فَقَالَتْ اِنَّا لَمْ نُخْلَقْ لِهٰذَا اِنَّمَا خُلِقْنَا لِحِرَاثَةِ الْاَرْضِ فَقَالَ النَّاسُ سُبْحَانَ اللّٰهِ بَقَرَةٌ تَكَلَّمُ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَاِنِّیْ اُوْمِنُ بِهٖ اَنَا وَاَبُوْبَكْرٍ وَّعُمَرُ وَمَا هُمَا ثَمَّ وَقَالَ بَیْنَمَا رَجُلٌ فِیْ غَنَمٍ لَهٗ اِذْ عَدَا الذِّئْبُ عَلٰى شَاةٍ مِّنْهَا فَاَخَذَهَا فَاَدْرَكَهَا صَاحِبُهَا فَاسْتَنْقَذَهَا فَقَالَ لَهُ الذِّئْبُ فَمَنْ لَّهَا یَوْمَ السَّبُعِ یَوْمَ لَا رَاعِیَ لَهَا غَیْرِیْ فَقَالَ النَّاسُ

پہلی فصل

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اس حال میں کہ ایک شخص گائے کو چلا رہا تھا اچانک وہ تھک گیا اور اس پر سوار ہوگیا۔ گائے نے کہا: ہمیں اس لیے پیدا نہیں کیا گیا۔ ہمیں تو صرف زمین کی کاشتکاری کے لیے پیدا کیا گیا ہے۔[1] لوگوں نے کہا سبحان اللہ![2] گائے کلام کرتی ہے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ہم اس پر[3] ایمان لاتے ہیں اور ابوبکر وعمر حالانکہ وہ دونوں اس جگہ حاضر نہیں تھے۔[4] حضرت ابوہریرہ نے فرمایا:[5] ایک شخص اپنی بکریوں میں تھا کہ اچانک بھیڑیے نے ایک بکری پر حملہ کیا اور اسے پکڑ لیا بکری کے مالک نے اسے پکڑ لیا اور چھڑا لیا۔ بھیڑیے نے اسے کہا: اس کا نگہبان کون ہوگا؟ درندوں کے دن جب کہ میرے سوا ان کا کوئی چرانے والا نہ ہوگا۔[6]

marfat.com
Marfat.com

سُبْحَانَ اللّٰہِ ذِئْبٌ یَتَکَلَّمُ فَقَالَ أُوْمِنُ بِہٖ أَنَا وَأَبُوْبَکْرٍ وَعُمَرُ وَمَا ھُمَا ثَمَّ (مُتَّفَقٌ عَلَیْہِ)

لوگوں نے کہا سبحان اللہ! بھیڑیا کلام کرتا ہے، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ہم اس پر ایمان لاتے ہیں اور ابوبکر و عمر، حالانکہ وہ اس جگہ حاضر نہ تھے (بخاری، مسلم)

۱ـــہ اس سے معلوم ہوا کہ گائے پر سوار ہونا اور اس پر بوجھ لادنا ناپسندیدہ ہے۔ شیخ ابن حجر نے فرمایا اس سے استدلال کیا گیا ہے کہ چارپایوں کو صرف اس کام میں استعمال کیا جائے گا جس میں اسے عرف اور عادت کے مطابق استعمال کیا جاتا ہے۔ یہ بھی احتمال ہے کہ یہ اولیٰ اور افضل کی طرف راہنمائی ہو یعنی انکی پیدائش کے اہم مقصد کے لیے انھیں استعمال کیا جائے۔ ورنہ حقیقی حصر مراد نہیں ہے کہ انھیں صرف کاشتکاری کے لیے استعمال کیا جائے۔ کیونکہ جن فوائد کے لیے انھیں پیدا کیا گیا ہے ان میں بالاتفاق ذبح کرنا اور ان کا گوشت کھانا بھی ہے۔

۲ـــہ بطور تعجب کہا

۳ـــہ یعنی گائے کے کلام کرنے پر کہ یہ حق ہے اور از قبیل وہم وخیال نہیں ہے نہ ہی یہ شیطانی القاء ہے یا یہ مطلب ہے کہ گائے کا یہ کہنا برحق ہے کہ انھیں صرف کاشت کاری کے لیے پیدا کیا گیا ہے۔

۴ـــہ خصوصی طور پر ان کے ذکر میں اشارہ ہے۔ ان کے ایمان کے قوی اور کامل ہونے کی طرف۔

سوال:۔ حضرت ابوبکر صدیق اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہما کو اس بات کا علم نہ تھا نہ ہی انھوں نے یہ بات سنی۔ اسی طرح ان سے اس بات پر ایمان صادر نہیں ہوا تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے کس طرح فرمایا کہ اس پر ابوبکر اور عمر رضی اللہ عنہما ایمان لاتے ہیں۔

جواب:۔ مطلب یہ ہے کہ یہ ایسا امر ہے کہ اگر وہ اس پر مطلع ہو جائیں تو اس پر ایمان لائیں گے اس کی تصدیق کریں گے اور اس میں شک یا تردد روا نہیں رکھیں گے۔

۵ـــہ (زیادہ ظاہر یہ ہے کہ یہ ضمیر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف راجع ہے یعنی نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک کے بعد دوسرا واقعہ بیان فرمایا ۱۲ مولوی امیر علی)

۶ـــہ یعنی بکریوں کی جنس کا کون رکھوالا ہوگا؟ درندوں کے دن جب کہ میرے سوا ان کا کوئی چرانے نہیں ہوگا۔ یوم السبع میں دو روایتیں ہیں (۱) باء ساکن ہے (۲) باء پر پیش ہے۔ اس کا مطلب بیان کرنے میں متعدد اقوال ہیں اگر باء ساکن ہے تو اس کا مطلب فتنوں کا دن ہے جب لوگ ایک دوسرے سے جنگ میں معروف ہوں گے اور بکریوں کو بغیر کسی محافظ کے چھوڑ دیں گے۔ "سَبْع" اور "سَبَاعٌ" کا معنی چھوڑ دینا اور واگزار کر دینا ہے۔ "سُبُعٌ" کا معنی مہمل اور بے کار آیا ہے جب انھیں چرواہے کے بغیر چھوڑ دیا جائے گا تو بھیڑیئے ان کے نگہبان ہوں گے تو یہ بھیڑیئے کی طرف سے آنے والے فتنوں اور مصیبتوں کی طرف

marfat.com
Marfat.com

اشارہ ہے۔ بعض علماء نے کہا کہ یوم السبع باء ساکن کے ساتھ دورِ جاہلیت کی عید کا نام ہے جس میں لوگ میلہ منانے کے لیے جمع ہوتے تھے۔ یہ میلہ انھیں ہر کام سے روک دیتا تھا۔ مویشیوں کو کھلا چھوڑ دیتے تھے تو انھیں بھیڑیئے کھا جاتے تھے۔ گویا بھیڑیئے نے ماضی کی خبر دی کہ اس دن بھیڑیئے بکریوں کے رکھوالے ہوتے تھے تم آج ان کی رکھوالی کرو گے یا عید کے دن بھی دیکھ بھال کرو گے جو ہر سال آتا رہے گا اور ان کی رکھوالی بھیڑیئے کریں گے اور اگر باء پر پیش ہو (یوم السَّبُع) تو اس کا معنی درندہ ہے۔ اس وقت بھی ان ہی معانی کا احتمال ہے اور اسے ان کی طرف راجع کیا جا سکتا ہے۔ بعض علماء نے کہا کہ باء پر پیش ہو تو بھی اس کا معنی عید کا دن ہے۔ مشارق میں ہے کہ بعض شارحین نے کہا کہ یہ یوم السیع یاء کے ساتھ ہے جس کا معنی ضائع ہونا ہے۔ سیع کا معنی ضائع ہے۔

۵۷۹۸ وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ اِنِّیْ لَوَاقِفٌ فِیْ قَوْمٍ[۱] فَدَعَوُا اللّٰهَ لِعُمَرَ وَقَدْ وُضِعَ عَلٰی سَرِیْرِهٖ[۲] اِذَا رَجُلٌ مِّنْ خَلْفِیْ قَدْ وَضَعَ مِرْفَقَهٗ عَلٰی مَنْكِبِیْ یَقُوْلُ یَرْحَمُكَ اللّٰهُ[۳] اِنِّیْ لَاَرْجُوْ اَنْ یَّجْعَلَكَ اللّٰهُ مَعَ صَاحِبَیْكَ[۴] لِاَنِّیْ كَثِیْرًا مَّا كُنْتُ اَسْمَعُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ كُنْتُ وَاَبُوْبَكْرٍ وَّعُمَرُ وَفَعَلْتُ وَاَبُوْبَكْرٍ وَّعُمَرُ وَانْطَلَقْتُ وَاَبُوْبَكْرٍ وَّعُمَرُ وَدَخَلْتُ وَاَبُوْبَكْرٍ وَّعُمَرُ وَخَرَجْتُ اَبُوْبَكْرٍ وَّعُمَرُ فَالْتَفَتُّ فَاِذَا عَلِیُّ ابْنُ اَبِیْ طَالِبٍ

(مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ)

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ میں ایک جماعت میں کھڑا تھا[۱] انھوں نے حضرت عمر کے لیے دعا کی ان کا جسدِ اطہر تخت پر رکھا ہوا تھا[۲] اچانک ایک شخص نے پیچھے سے میرے کندھے پر اپنی کہنی رکھی اور فرمایا اللہ تعالیٰ آپ پر رحم فرمائے۔[۳] بے شک مجھے امید ہے کہ اللہ تعالیٰ آپ کو آپ کے دو صاحبوں[۴] کی معیت عطا فرمائے گا کیونکہ میں بہت دفعہ سنتا تھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمایا کرتے تھے ہم تھے اور ابوبکر و عمر، ہم نے اور ابوبکر و عمر نے یہ کام کیا، ہم اور ابوبکر و عمر چلے، ہم اور ابوبکر و عمر داخل ہوئے، ہم اور ابوبکر و عمر نکلے۔ میں نے پیچھے مڑ کر دیکھا تو وہ حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ تھے۔ (بخاری و مسلم)

[۱] یعنی حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی وفات کے دن۔
[۲] شہادت کے بعد غسل دینے کے لیے۔
[۳] حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو خطاب کرتے ہوئے۔
[۴] یعنی نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ، معیت سے مراد یہ ہے کہ حجرۂ مبارکہ میں آپ کا مزار مبارک ہوگا۔ یا یہ مطلب ہے کہ حظیرہ قدس (عالم ارواح) میں آپ کو معیت حاصل ہو گی۔

marfat.com
Marfat.com

ﮯ (حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے انہیں خراج تحسین پیش کرتے ہوئے یہ بھی فرمایا: آپ کے بعد کوئی شخص ایسا نہیں ہے جس کے بارے میں میری آرزو ہو کہ میں اس جیسے اعمال لے کر اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں حاضر ہوں یعنی میری تمنا ہے کہ میں آپ جیسے اعمال لے کر اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں حاضر ہوں۔) (حاشیہ م)

الفصل الثانی

دوسری فصل

۵۷۹۹ عَنْ اَبِیْ سَعِیْدِ نِ الْخُدْرِیِّ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ اِنَّ اَھْلَ الْجَنَّۃِ لَیَتَرَاءَوْنَ اَھْلَ عِلِّیِّیْنَ کَمَا تَرَوْنَ الْکَوْکَبَ الدُّرِّیَّ فِیْ اُفُقِ السَّمَآءِ وَاِنَّ اَبَابَکْرٍ وَّعُمَرَ مِنْھُمْ وَاَنْعَمَا رَوَاہُ فِیْ شَرْحِ السُّنَّۃِ وَرَوٰی نَحْوَہٗ اَبُوْدَاوٗدَ وَالتِّرْمِذِیُّ وَابْنُ مَاجَۃَ

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: بے شک جنت والے علیین[۱] والوں کو دیکھتے ہیں جس طرح تم نہایت روشن ستارے کو آسمان کے کنارے[۲] پر دیکھتے ہو اور ابوبکر و عمر بھی علیین والوں میں سے ہیں اور یہ دونوں بہت فضیلت والوں میں سے ہیں[۳]۔ اس حدیث کو شرح السنہ میں روایت کیا۔ اسی طرح ابوداؤد، ترمذی اور ابن ماجہ نے روایت کیا۔

ﮯ علیین۔ عین اور لام کے نیچے زیر۔ پہلی یاء مشدد (لام بھی مشدد) دوسری یاء ساکن۔ قاموس میں ہے کہ علیین ساتویں آسمان پر ایک مقام ہے جہاں مومنوں کی روحیں جاتی ہیں۔ بعض علماء نے فرمایا کہ یہ محافظ فرشتوں کے دفتر کا نام ہے جہاں نیکوں کے اعمال لے جائے جاتے ہیں۔ اس لفظ کی مزید تحقیق (عربی) شرح میں کی گئی ہے۔

ﮯ کنارے پر ستارہ زیادہ روشن دکھائی دیتا ہے۔ دُرِّیٌّ دال پر پیش، راء مشدد کے نیچے زیر اور آخر میں یاء نسبت، یہ نسبت ہے دُرّ کی طرف، جس کا معنی ہے مرادیہ (موتی) روشنی اور صفائی کے اعتبار سے نسبت ہے۔

ﮯ یعنی یہ دونوں فضیلت و شرافت کی نعمت میں بلند مرتبہ ہیں یا یہ مطلب ہے کہ یہ علیین والوں میں سے بلند مرتبہ ہیں اور فضیلت و شرافت میں انتہا کو پہنچے ہوئے ہیں۔

۵۸۰۰ وَعَنْ اَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَبُوْبَکْرٍ وَّعُمَرُ سَیِّدَا کُھُوْلِ اَھْلِ الْجَنَّۃِ مِنَ الْاَوَّلِیْنَ وَالْاٰخِرِیْنَ اِلَّا النَّبِیِّیْنَ وَالْمُرْسَلِیْنَ رَوَاہُ التِّرْمِذِیُّ وَرَوَاہُ

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ابوبکر اور عمر انبیاء اور رسولوں کے علاوہ اوّلین اور آخرین کے معمر لوگوں کے سردار ہیں۔ اس حدیث کو امام ترمذی نے روایت کیا۔ ابن ماجہ نے اسے حضرت علی مرتضیٰ

marfat.com
Marfat.com

اِبْنُ مَاجَةَ عَنْ عَلِيٍّ)

رضی اللہ عنہ سے روایت کیا۔

ؔ۱ کُهُوْلٌ جمع ہے کَهْلٌ کی۔ کاف پر زبر ہاء ساکن۔ وہ شخص جسے بڑھاپا لاحق ہوگیا ہو یا وہ شخص جس کی عمر تیس یا چونتیس اور اکاون سال کے درمیان ہو اسی طرح قاموس میں ہے صراح میں ہے۔ کہل درمیانی عمر کا مرد۔ اکتہال چہرے کے دونوں طرف بال پیدا ہوجائیں اور پوری داڑھی اتر آئے۔ ان حضرات کہولت سے ان کی دنیاوی زندگی کے اعتبار سے موصوف کیا گیا۔ ورنہ کوئی بھی معمر نہیں ہوگا پس معنی یہ ہے کہ ان لوگوں کے سردار ہیں جو وفات کے وقت معمر ہیں۔ جیسے بوڑھوں کے سردار ہوں گے۔ اسی طرح جوانوں کے بھی سردار ہوں گے بعض علماء نے کہا ہے کہ اس جگہ کہل سے مراد عقل مند اور صاحب حلم ہے یعنی اللہ تعالیٰ انھیں اس حال میں بہشت میں لائے گا کہ یہ حلیم اور عاقل ہوں گے۔

۵۸۰۱ وَعَنْ حُذَيْفَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنِّيْ لَا اَدْرِيْ مَا بَقَائِيْ فِيْكُمْ فَاقْتَدُوْا بِالَّذِيْنَ مِنْ بَعْدِيْ اَبُوْبَكْرٍ وَعُمَرُ (رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ)

حضرت حذیفہ ؔ۱ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہم (اپنے اندازے سے) نہیں جانتے کہ ہمارا تمھارے درمیان باقی رہنا کب تک ہے؟ لہٰذا تم ان دو افراد کی اقتداء کرو جو ہمارے بعد ہیں ؔ۲ یعنی ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما (ترمذی)

ؔ۱ حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ اکابر صحابہ میں سے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے رازدان ہیں۔

ؔ۲ اور ہمارے خلیفہ ہوں گے۔

۵۸۰۲ وَعَنْ اَنَسٍ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا دَخَلَ الْمَسْجِدَ لَمْ يَرْفَعْ اَحَدٌ رَأْسَهٗ غَيْرَ اَبِيْ بَكْرٍ وَعُمَرَ كَانَ يَتَبَسَّمَانِ اِلَيْهِ وَيَتَبَسَّمُ اِلَيْهِمَا۔ (رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ هٰذَا حَدِيْثٌ غَرِيْبٌ)

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مسجد میں تشریف لاتے تو کوئی صحابی سوائے ابوبکر و عمر کے سر نہیں اٹھاتا تھا یہ دونوں حضرات آپ کی طرف دیکھ کر مسکراتے تھے یہ حدیث امام ترمذی نے روایت کی اور فرمایا کہ یہ حدیث غریب ہے۔

ؔ۱ یہ محبت کی خصوصیت ہے اور اہلِ محبت کی عادت ہے کہ جب ایک دوسرے پر نظر پڑے، تو بے اختیار مسکراتے ہیں اور خوش ہوتے ہیں۔

۵۸۰۳ وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَرَجَ ذَاتَ يَوْمٍ وَدَخَلَ الْمَسْجِدَ وَاَبُوْبَكْرٍ وَعُمَرُ اَحَدُهُمَا

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ایک دن نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کاشانہ مبارکہ سے تشریف لائے اور اس حال میں مسجد میں داخل ہوئے

عَنْ يَمِيْنِهٖ وَالْاٰخَرُ عَنْ شِمَالِهٖ وَهُوَ اٰخِذٌ بِاَيْدِيْهِمَا فَقَالَ هٰكَذَا نُبْعَثُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ ۔ (رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ هٰذَا حَدِيْثٌ غَرِيْبٌ)

کہ آپ کی دائیں جانب ابوبکر تھے اور بائیں جانب عمر فاروق تھے ۔ آپ نے ان دونوں کا ہاتھ پکڑا ہوا تھا اور فرمایا اسی طرح ہم قیامت کے دن اٹھائے جائیں گے ؎ یہ حدیث امام ترمذی نے روایت کی اور فرمایا ، یہ حدیث غریب ہے ۔

؎ (آج سے دس سال پہلے عظیم آباد شہر میں ایک رافضی کے ایک سُنّی کے ساتھ تعلقات تھے ، سُنّی نے حج کے لیے جانے کا ارادہ کیا تو الوداعی ملاقات میں رافضی نے کہا کہ میری ایک آرزو ہے جسے میں زبان پر نہیں لا سکتا ۔ سُنّی نے کہا بیان کرو ۔ اس نے پھر کہا میری ایک آرزو ہے جسے میں بیان نہیں کر سکتا سنی نے کہا بتاؤ تو سہی ۔ اس نے کہا اگر میرے ساتھ وعدہ کرو کہ میرا پیغام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تک پہنچا دو گے تو میں بیان کرتا ہوں ۔ آخر عہد و پیمان لے کر کہنے لگا : زیارت کے وقت عرض کرنا یا حضرت مجھے بڑا شوق ہے لیکن اس لیے نہیں آسکتا کہ میرے دو دشمن آپ کے پاس مدفون ہیں ۔ سُنّی کو یہ سن کر صدمہ پہنچا اور اس نے پیغام پہنچانے سے معذرت کی ۔ رافضی نے کہا تم تو پیغام رساں ہو اپنی طرف سے تو یہ الفاظ نہیں کہو گے ۔

سُنّی جب زیارت سے فارغ ہوا تو اسے رافضی کا پیغام یاد آگیا لیکن اسے عرض کرنے کا موقعہ نہ ملا ۔ آخر واپسی کا دن آپہنچا ۔ اس رات سُنّی نے وعدہ پورا کرنے کے لیے آدھی رات کے وقت دربارِ عالی میں حاضری دی اور سلام کے بعد معذرت پیش کرتے ہوئے رافضی کا پیغام عرض کر دیا ۔ اس پہ شدید خوف طاری ہو گیا معذرت پیش کرتے اور روتے روتے وہیں بے ہوش ہو کر گر گیا ۔ اسی حالت میں دیکھتا ہے کہ سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم ایک جگہ تشریف فرما ہیں ۔ آپ کی دائیں جانب حضرت ابوبکر صدیق ہیں انھوں نے قرآنِ پاک گردن میں حمائل کیا ہوا ہے ۔ بائیں جانب حضرت عمر فاروق ہیں انھوں نے گردن میں تلوار حمائل کی ہوئی ہے ۔ سنی نے دیکھا کہ وہ بھی اسی جگہ حاضر ہے ۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے فرمایا کہ اس شخص نے تمھیں پیغام دیا تھا ؟ سُنّی نے دیکھا کہ وہ رافضی بھی دُور بیٹھا ہوا ہے ۔ سنی نے عرض کیا یا رسول اللہ ! اس نے اللہ تعالیٰ کے نام پر مجھ سے عہد لیا تھا کہ میں یہ پیغام پہنچاؤں ۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عمر فاروق کو اشارہ فرمایا انھوں نے تلوار کھینچی اور اس کا سر اڑا دیا ۔ اس کا سر لڑھکتا ہوا گندگی کی نالی میں جا پڑا ۔

سنی کو ہوش آیا تو کانپتا ہوا اپنی قیام گاہ پر واپس آیا ۔ واپسی پر جب عظیم آباد پہنچا تو اس نے اپنا خواب مولوی خدا بخش کو بیان کیا ۔ دو تین دن کے بعد کچھ فاصلہ طے کر کے اس رافضی کے گھر گیا ۔ اس کی بیوی اور بچوں نے روتے ہوئے بیان کیا کہ تمھارا وہ دوست فلاں رات کو قضائے حاجت کے لیے بیت الخلاء (لیٹرین) میں گیا تھا شاید کسی دشمن نے پرنالے کے ذریعے آکر اس کا سر تن سے جدا کر دیا اور نجاست کے گڑھے میں ڈال دیا اور دھڑ

marfat.com

Marfat.com

پاؤں کی جگہ ڈال دیا۔ صبح ہوئی تو یہ معاملہ سامنے آیا، اس وقت تک ہمیں کوئی نشان نہیں مل سکا کہ قاتل کون ہے؟ یہ وہی رات تھی کہ سُنی حاجی نے بے ہوشی میں یہ واقعہ دیکھا تھا اسے اس شدت سے رونا آیا کہ وہ ضبط نہ کر سکا گھر والوں کا خیال یہ تھا کہ یہ رافضی ہے اور اپنے دوست کی محبت میں رو رہا ہے۔ اللہ تعالیٰ کے لیے عظمت اور کبریائی ہے۔ وصلی اللہ تعالیٰ علیٰ رسولہ محمد وعلیٰ آلہ واصحابہ اجمعین ۱۲ مولوی امیر علی محشی اشعۃ اللمعات)

۵۰۰۴ وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ ابْنِ حَنْطَبٍ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَاٰى اَبَا بَكْرٍ وَّعُمَرَ فَقَالَ هٰذَانِ السَّمْعُ وَالْبَصَرُ (رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ مُرْسَلًا)

حضرت عبداللہ ابن حنطب[۱] سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابوبکر اور عمر کو دیکھا تو فرمایا یہ دونوں دیکھنے اور سننے کے مرتبے میں ہیں[۲]۔ اسے امام ترمذی نے مرسلاً روایت کیا۔

[۱] عبداللہ ابن حنطب بے نقطہ حاء اور طاء پر زبر، درمیان میں نون ساکن۔ صاحب جامع الاصول نے ان کا ذکر صحابہ کرام میں کیا ہے۔ بعض علماء نے فرمایا کہ وہ صحابی نہیں ہیں بلکہ تابعی ہیں اور بڑے تابعی ہیں۔ امام ترمذی کے نزدیک یہی مختار ہے۔

[۲] یعنی مسلمانوں میں ان کی حیثیت نفاست کی فضیلت کے اعتبار سے وہ ہے جو جسم میں دوسرے اعضاء کی نسبت سے کان اور آنکھ کی ہے۔ اسی معنی کے قریب وہ مطلب ہے جو بعض شارحین نے بیان کیا ہے کہ دین میں ان کی مثال وہ ہے جو جسم میں کان اور آنکھ کی ہے۔ یا یہ مطلب ہے کہ ہمارے لیے کان اور آنکھ کی حیثیت رکھتے ہیں۔ ہم ان کے ذریعے سنتے اور دیکھتے ہیں۔ یہ مطلب وزارت اور وکالت کی طرف راجع ہے۔ ایک مطلب یہ بھی ہو سکتا ہے کہ یہ دونوں حق کے سننے، اس کی پیروی کرنے اور نفوس و آفاق سے ماوراء حق کا مشاہدہ کرنے کا سخت شوق رکھتے ہیں۔

۵۰۰۵ وَعَنْ اَبِيْ سَعِيْدِ نِ الْخُدْرِيِّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا مِنْ نَبِيٍّ اِلَّا وَلَهٗ وَزِيْرَانِ مِنْ اَهْلِ السَّمَآءِ وَوَزِيْرَانِ مِنْ اَهْلِ الْاَرْضِ فَاَمَّا وَزِيْرَايَ مِنْ اَهْلِ السَّمَآءِ فَجِبْرَئِيْلُ وَمِيْكَائِيْلُ وَاَمَّا وَزِيْرَايَ مِنْ اَهْلِ الْاَرْضِ فَاَبُوْبَكْرٍ وَّعُمَرُ (رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ)

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہر نبی کے دو وزیر[۱] آسمان والوں میں سے ہیں اور دو وزیر زمین والوں میں سے۔ آسمان والوں میں سے ہمارے دو وزیر جبرئیل اور میکائیل ہیں اور زمین والوں میں سے ہمارے دو وزیر ابوبکر اور عمر ہیں[۲]۔ (ترمذی)

[۱] دو وزیر آسمان کے فرشتوں میں سے ہیں جو عالم ملکوت سے ان کی امداد و اعانت کرتے ہیں۔

[۲] دو وزیر زمین والوں میں سے ان کے دوست ہیں جو عالم ناسوت (عالم اجسام) میں ان کی خدمت اور امداد کرتے ہیں۔

marfat.com
Marfat.com

۳؎ وزیر مشتق ہے وِزْرٌ سے واؤ کے نیچے زیر، راء ساکن، جس کا معنی ہے بوجھ، وزیر بادشاہ کی جگہ حکومت کی مشکلات کا بوجھ اٹھاتا ہے اور اپنی رائے اور تدبیر سے اس کی امداد کرتا ہے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم حضرت ابوبکر صدیق اور عمر فاروق رضی اللہ عنہما سے اہم امور میں مشورہ کرتے تھے اور ان کی تدبیر کے مطابق کام کرتے تھے۔

۵۸۰۶ وَعَنْ اَبِیْ بَکْرَةَ اَنَّ رَجُلًا قَالَ لِرَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ رَاَیْتُ کَاَنَّ مِیْزَانًا نَزَلَ مِنَ السَّمَاءِ فَوُزِنْتَ اَنْتَ وَاَبُوْبَکْرٍ فَرَجَحْتَ اَنْتَ وَوُزِنَ اَبُوْبَکْرٍ وَعُمَرُ فَرَجَحَ اَبُوْبَکْرٍ وَوُزِنَ عُمَرُ وَعُثْمَانُ فَرَجَحَ عُمَرُ ثُمَّ رُفِعَ الْمِیْزَانُ فَاسْتَاءَ لَہَا رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَعْنِیْ فَسَاءَہٗ ذٰلِکَ فَقَالَ خِلَافَةُ نُبُوَّةٍ ثُمَّ یُؤْتِی اللّٰہُ الْمُلْکَ مَنْ یَّشَاءُ
(رَوَاہُ التِّرْمِذِیُّ وَاَبُوْدَاؤدَ)

حضرت ابوبکرہ[1] رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں عرض کیا کہ میں نے خواب میں دیکھا کہ گویا آسمان سے ایک ترازو اترا ہے آپ کا اور ابوبکر کا وزن کیا گیا تو آپ کا پلڑا بھاری رہا۔ ابوبکر اور عمر کا وزن کیا گیا تو ابوبکر کا پلڑا بھاری رہا پھر عمر اور عثمان کا وزن کیا گیا تو عمر کا پلڑا بھاری رہا۔ پھر ترازو اٹھا لیا گیا[2] رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس خواب سے غمگین ہوئے[3] یعنی اس خواب نے آپ کو غمگین کر دیا۔ آپ نے فرمایا: یہ خلافتِ نبوت ہے[4]۔ پھر اللہ تعالیٰ جسے چاہے گا حکومت عطا فرمائے گا[5]۔

۱؎ حضرت ابوبکرہ مشہور صحابی ہیں۔ غزوہ طائف میں مسلمان ہوئے اور قلعے کے اوپر سے کنوئیں کی چرخی پر چھلانگ لگا کر مسلمانوں کے لشکر میں پہنچ گئے۔ اسی لیے ان کا نام ابوبکرہ پڑ گیا بکرہ کا معنی ہے کنوئیں کی چرخی

۲؎ عجیب بات یہ کہ اس صحابی نے حضرت عثمان غنی اور حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہما کا موازنہ نہ دیکھا گویا یہ اس لیے تھا کہ ان دونوں میں سے کسی ایک کے افضل ہونے میں سلف میں اختلاف ہے۔ جیسے کہ عقائد کی کتابوں میں مذکور ہے فافہم۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

۳؎ اِسْتَاءَ بروزن اِفْتَعَلَ ہے اور سُوْءٌ سے مشتق ہے اس کا معنی ہے غمگین ہونا۔ لہٰذا الگ ہے اور جار مجرور ہے یعنی نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اس صحابی کے خواب کی بناء پر غمگین ہو گئے۔ جیسے کہ راوی نے خود اس کی تفسیر کرتے ہوئے کہا ہے کہ فَسَاءَہٗ ذٰلِکَ اس واقعہ کو سننے نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو غمگین کر دیا۔

۴؎ یعنی ابوبکر اور عمر کی خلافت، خلافتِ نبوت ہے کیونکہ اس میں ملکیت اور اختلاف کا بالکل شائبہ نہیں ہے۔

۵؎ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ترازو کے اٹھائے جانے کی تفسیر اور تاویل یہ فرمائی کہ خالص خلافت کا

marfat.com
Marfat.com

زمانہ ابوبکر اور عمر رضی اللہ عنہما پر ختم ہو جائے گا کہ اس پر اتفاق ہوگا۔ اس کے بعد ملوکیت کی آمیزش ہو جائے گی، اختلاف اور بے انتظامی راہ پا جائے گی۔ چاروں خلفاء کے بعد ملوکیت عضوض یعنی کاٹنے والی ہو گی۔ جیسے کہ حدیث شریف میں آیا ہے ترازو کے اٹھائے جانے سے یہ معنی اس لیے سمجھا کہ موازنہ ان چیزوں میں کیا جاتا ہے جو ایک دوسری کے قریب ہوں جب دو چیزیں ایک دوسری سے الگ الگ اور دور ہوں تو اس وقت موازنہ کا کوئی مطلب نہیں ہوتا۔ پس ترازو اٹھا لیا گیا اور موازنہ ترک کر دیا گیا تو اس خواب سے معلوم ہوا کہ حضرت ابوبکر صدیق اور عمر فاروق رضی اللہ عنہما کے بعد خلافت کا معاملہ کمزور پڑ جائے گا۔ اس حدیث کا مطلب شارحین نے اسی طرح بیان کیا ہے۔ بعض شارحین نے یہ لفظ استاءلہا بروزن استفعل پڑھا ہے اور اول سے مشتق قرار دیا ہے یعنی نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے نظر و فکر کے ذریعے اس خواب کی تاویل طلب کی اور راوی کا قول فساءہ حاصل معنی کی تاویل کا بیان ہوگا۔ اس صورت میں لام، کلمہ میں داخل ہوگا اور کلمہ اِستاوَل ہے، پہلی صورت میں اِستاءَ ہے۔

الفصل الثالث

۵۸۰۷ وَعَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ يَطَّلِعُ عَلَيْكُمْ رَجُلٌ مِّنْ اَهْلِ الْجَنَّةِ فَاطَّلَعَ اَبُوْبَكْرٍ ثُمَّ قَالَ يَطَّلِعُ عَلَيْكُمْ رَجُلٌ مِّنْ اَهْلِ الْجَنَّةِ فَاطَّلَعَ عُمَرُ (رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ هٰذَا حَدِيْثٌ غَرِيْبٌ)
۱۱

تیسری فصل

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تمھارے پاس ایک جنتی مرد آئے گا۔ پس حضرت ابوبکر تشریف لائے پھر فرمایا تمھارے پاس ایک جنتی شخص آئے گا تو حضرت عمر تشریف لائے[1] اس حدیث کو امام ترمذی نے روایت کیا اور فرمایا یہ حدیث غریب ہے۔

[1] احادیث میں صحابہ کرام کی ایک جماعت کے لیے جنت کی بشارت وارد ہوئی ہے۔ چونکہ اس حدیث میں حضرت ابوبکر صدیق اور عمر فاروق رضی اللہ عنہما کا یکجا ذکر ہوا ہے اس لیے یہ حدیث اس باب میں ذکر کی گئی ہے۔

سوال:۔ جنت کی بشارت تو دوسرے صحابہ کرام کے لیے بھی واقع ہوئی ہے لہٰذا ایسے تمام صحابہ کرام اس فضیلت میں شریک ہوں گے (شیخین رضی اللہ عنہما کا افضل ہونا کیسے ثابت ہوا؟)

جواب:۔ یہ باب شیخین رضی اللہ عنہما کی فضیلت بیان کرنے کے لیے قائم کیا گیا نہ کہ افضلیت بیان کرنے کے لیے۔ ہاں بعض احادیث ان کے افضل ہونے پر بھی دلالت کرتی ہیں۔

۵۸۰۸ وَعَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ بَيْنَا رَاْسُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِیْ
۱۲

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ اس حال میں کہ ایک روشن رات میں رسول اللہ

marfat.com
Marfat.com

حَجْرِیْ فِیْ لَیْلَۃٍ ضَاحِیَۃٍ اِذْ قُلْتُ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ ھَلْ یَکُوْنُ لِاَحَدٍ مِّنَ الْحَسَنَاتِ عَدَدَ نُجُوْمِ السَّمَآءِ قَالَ نَعَمْ عُمَرُ قُلْتُ وَاَیْنَ حَسَنَاتُ اَبِیْ بَکْرٍ قَالَ اِنَّمَا جَمِیْعُ حَسَنَاتِ عُمَرَ کَحَسَنَۃٍ وَّاحِدَۃٍ مِّنْ حَسَنَاتِ اَبِیْ بَکْرٍ (رَوَاہُ رَزِیْنٌ)

صلی اللہ علیہ وسلم کا سرِ اقدس میری آغوش میں تھا۔ اچانک میں نے عرض کیا یارسول اللہ کیا کسی کی نیکیاں آسمان کے ستاروں جتنی بھی ہیں؟ فرمایا ہاں عمر فاروق کی (نیکیاں اتنی ہیں[1]) میں نے عرض کیا ابوبکر کی نیکیاں کتنی ہیں؟ فرمایا: عمر کی تمام نیکیاں ابوبکر کی ایک نیکی کی طرح ہیں[2] (رزین)

[1] مقصد واقعہ کا بیان کرنا ہے کہ سوال روشن رات میں تھا۔ مراد مطلق آسمان کے ستارے ہیں۔ لہذا یہ سوال وارد نہیں ہوگا کہ روشن رات میں ستارے کم ہوتے ہیں (یعنی آسمان کے ستاروں کی تعداد مراد ہے روشن رات کے ستاروں کی تعداد مراد نہیں ہے۔ روشن رات کا تذکرہ اس حوالے سے ہے کہ سوال اس رات میں کیا گیا تھا اس حدیث سے معلوم ہوا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جانتے ہیں کہ آسمان کے ستاروں کی تعداد کتنی ہے اور امت مسلمہ کے افراد کی نیکیوں کی تعداد کتنی ہے؟ ۱۲ اشرف قادری

[2] یعنی ابوبکر کی نیکیاں اس سے بھی زیادہ ہیں۔ اگر فرض کیا جائے کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی نیکیاں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی نیکیوں سے زیادہ تھیں۔ اس کے باوجود حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ افضل ہیں کیونکہ ان کی نیکیوں میں کیفیت اور نفاست کے اعتبار سے زیادہ قوت ہے۔ ان کا کمال اخلاص اور مشاہدہ معرفت اس کے علاوہ ہے جیسے کہ حدیث شریف میں آیا ہے کہ ابوبکر کو تم پر فضیلت روزے اور نماز کی کثرت کی وجہ سے نہیں ہے بلکہ اس چیز (ایمان و اخلاص کی قوت) کی بنا پر ہے جو ان کے دل میں رکھی گئی ہے۔ اس حدیث کے بارے میں امام غزالی اور امام عراقی نے فرمایا کہ مجھے یہ حدیث مرفوع نہیں ملی۔

حکیم ترمذی نے نوادر الاصول میں حضرت ابوبکر بن عبد اللہ مزنی کا قول ذکر کیا ہے۔ اسی طرح ابن ربیع نے کہا ہے جو یمن کے اکابر علماء اور ہمارے مشائخ حدیث میں سے ہیں۔

marfat.com
Marfat.com

باب

مناقبِ عثمان غنی رضی اللہ عنہ

محدثین نے خلفاء ثلاثہ کے فضائل میں جو احادیث روایت کی ہیں ان میں حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے مناقب بھی وارد ہوئے ہیں ۔ حضرت مصنف رحمۃ اللہ علیہ نے اس جگہ جو احادیث بیان کی ہیں وہی کافی ہیں ۔

الفصل الاوّل

۵۸۰۹ عَنْ عَآئِشَۃَ قَالَتْ کَانَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مُضْطَجِعًا فِیْ بَیْتِہٖ کَاشِفًا فَخِذَیْہِ اَوْسَاقَیْہِ فَاسْتَاْذَنَ اَبُوْبَکْرٍ فَاَذِنَ لَہٗ وَھُوَ عَلٰی تِلْکَ الْحَالِ فَتَحَدَّثَ ثُمَّ اسْتَاْذَنَ عُمَرُ فَاَذِنَ لَہٗ وَھُوَ کَذٰلِکَ فَتَحَدَّثَ ثُمَّ اسْتَاْذَنَ عُثْمَانُ فَجَلَسَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَسَوّٰی ثِیَابَہٗ فَلَمَّا خَرَجَ قَالَتْ عَآئِشَۃُ دَخَلَ اَبُوْبَکْرٍ فَلَمْ تَھْتَشَّ لَہٗ وَلَمْ تُبَالِہٖ ثُمَّ دَخَلَ عُمَرُ فَلَمْ تَھْتَشَّ لَہٗ وَلَمْ تُبَالِہٖ ثُمَّ دَخَلَ عُثْمَانُ فَجَلَسْتَ وَسَوَّیْتَ ثِیَابَکَ فَقَالَ اَلَا اَسْتَحْیِیْ مِنْ رَّجُلٍ تَسْتَحْیِیْ مِنْہُ الْمَلٰٓئِکَۃُ وَفِیْ رِوَایَۃٍ قَالَ اِنَّ

پہلی فصل

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم اپنے کاشانہ مبارک میں پہلو کے بل لیٹے ہوئے تھے ۔ آپ کی رانیں یا پنڈلیاں[۱] منکشف تھیں پس حضرت ابوبکر نے اجازت[۲] طلب کی آپ نے انھیں اسی حالت[۳] میں اجازت دے دی ۔ حضرت ابوبکر نے گفتگو کی[۴] پھر حضرت عمر نے اجازت طلب کی ۔ آپ نے اسی حالت میں انھیں بھی اجازت دے دی ، انھوں نے بھی گفتگو کی ۔ پھر حضرت عثمان نے اجازت طلب کی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بیٹھ گئے[۵] اور اپنے کپڑے درست کیے جب وہ چلے گئے تو حضرت عائشہ نے عرض کیا کہ حضرت ابوبکر آئے تو آپ نے ان کے لیے حرکت نہیں فرمائی[۶] اور ان کے لیے اہتمام نہیں کیا ۔ پھر عمر داخل ہوئے تو ان کے لیے بھی نہ تو آپ نے حرکت کی اور نہ اہتمام کیا ۔ پھر عثمان غنی داخل ہوئے تو آپ بیٹھ گئے اور

marfat.com
Marfat.com

عُثْمَانَ رَجُلٌ حَيِيٌّ فَإِنِّيْ خَشِيْتُ إِنْ أَذِنْتُ لَهٗ عَلٰى تِلْكَ الْحَالَةِ أَنْ لَّا يَبْلُغَ إِلَيَّ فِيْ حَاجَتِهٖ (رَوَاهُ مُسْلِمٌ)

اپنے کپڑے درست فرمالیے ۔ فرمایا کیا ہم اس شخص سے حیا نہ کریں جس سے فرشتے حیا کرتے ہیں؟ اور ایک روایت میں ہے فرمایا: بے شک عثمان حیا والے شخص ہیں اور ہمیں خوف ہوا کہ اگر ہم نے انھیں اسی حالت میں اجازت دے دی تو وہ ہمارے سامنے اپنی حاجت پیش نہیں کرسکیں گے۔ (مسلم)

۱ رانیں یا پنڈلیاں منکشف تھیں ۔ یہ راوی کا شک ہے لہٰذا اس سے وہ لوگ استدلال نہیں کرسکتے جو کہتے ہیں کہ ران عورت (پردے کی جگہ) نہیں ہے کیونکہ یہ بیان دلیل بننے کی صلاحیت نہیں رکھتا ۔ بعض علماء نے یہ مطلب کہ رانیں قمیص سے عاری تھیں نہ کہ تہبند سے اور انھوں نے فرمایا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے حال شریف سے یہی ظاہر ہے واللہ اعلم ۔

۲ اندر آنے کی اجازت طلب کی ۔

۳ یعنی ران (یا پنڈلی) کو ڈھانپے بغیر

۴ یعنی حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے بیٹھنے اور حاضر خدمت رہنے پر کچھ وقت گزر گیا ۔

۵ پہلے آپ پہلو کے بل لیٹے ہوئے تھے ۔ پھر بیٹھ گئے ۔ علماء فرماتے ہیں کہ کھڑے ہوئے آدمی کے بیٹھنے کو قعود اور لیٹنے اور سجدہ کے بعد بیٹھنے کو جلوس کہتے ہیں ۔

۶ ہشاشت اور بشاشت کا ایک معنی ہے ۔ ہشاشت کا اصل معنی خوشی اور جلدی کرنا ہے ۔ رَجُلٌ ہَشٌّ بَشٌّ کا معنی ہے خوش اور چست ۔

۷ حیا سے اس جگہ تعظیم و توقیر اور اہتمام کرنا ہے ۔

۸ یعنی رانوں یا پنڈلیوں کے منکشف ہونے کی حالت میں ۔

۹ یعنی شرم کی وجہ سے ہماری خدمت میں حاضر ہوکر بیٹھ نہیں سکیں گے اور اپنی حاجت پیش نہیں کرسکیں گے ۔

الفصل الثانی

دوسری فصل

۵۸۱۰ عَنْ طَلْحَةَ بْنِ عُبَيْدِ اللّٰهِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِكُلِّ نَبِيٍّ رَفِيْقٌ وَرَفِيْقِيْ يَعْنِيْ فِي الْجَنَّةِ عُثْمَانُ ۔ (رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ)

حضرت طلحہ ابن عبید اللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ہر نبی کا ایک مہربان دوست ہے اور ہمارا مہربان دوست یعنی جنت میں عثمان ہے ۔ اس

marfat.com
Marfat.com

وَرَوَاهُ ابْنُ مَاجَةَ عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ وَقَالَ التِّرْمِذِیُّ هٰذَا حَدِيْثٌ غَرِيْبٌ وَلَيْسَ اِسْنَادُهٗ بِالْقَوِیِّ وَهُوَ مُنْقَطِعٌ

حدیث کو امام ترمذی نے روایت کیا۔ امام ابن ماجہ نے اسے حضرت ابوہریرہ سے روایت کیا۔ امام ترمذی نے فرمایا: یہ حدیث غریب ہے۔ اس کی سند قوی نہیں ہے اور سند منقطع ہے۔

[۱] یعنی جنت میں، یہ راوی کا کلام ہے جسے اس نے قرینے کی بناء پر سمجھا ہے اور اس کے ساتھ تفسیر کی ہے۔

۵۸۱۱ / ۳ وَعَنْ عَبْدِالرَّحْمٰنِ بْنِ خَبَّابٍ قَالَ شَهِدْتُ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ يَحُثُّ عَلٰی جَيْشِ الْعُسْرَةِ فَقَامَ عُثْمَانُ فَقَالَ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ عَلَیَّ مِائَةُ بَعِيْرٍ بِاَحْلَاسِهَا وَاَقْتَابِهَا فِیْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ثُمَّ حَضَّ عَلَی الْجَيْشِ فَقَامَ عُثْمَانُ فَقَالَ عَلَیَّ مِائَتَا بَعِيْرٍ بِاَحْلَاسِهَا وَاَقْتَابِهَا فِیْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ثُمَّ حَضَّ عَلَی الْجَيْشِ فَقَامَ عُثْمَانُ فَقَالَ عَلَیَّ ثَلٰثُ مِائَةِ بَعِيْرٍ بِاَحْلَاسِهَا وَاَقْتَابِهَا فِیْ سَبِيْلِ اللّٰهِ فَاَنَا رَاَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَنْزِلُ عَنِ الْمِنْبَرِ وَهُوَ يَقُوْلُ مَا عَلٰی عُثْمَانَ مَا عَمِلَ بَعْدَ هٰذِهٖ مَا عَلٰی عُثْمَانَ مَا عَمِلَ بَعْدَ هٰذِهٖ

(رَوَاهُ التِّرْمِذِیُّ)

حضرت عبدالرحمٰن بن خباب[۱] رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں اس حال میں حاضر ہوا کہ آپ تبوک کے لشکر[۲] کے بارے میں صحابہ کرام کو ابھار رہے تھے حضرت عثمان نے اٹھ کر عرض کیا یارسول اللہ! میرے ذمہ دو سو اونٹ جھولوں اور پالانوں سمیت اللہ تعالیٰ کے راستے میں ہیں۔ آپ نے پھر لشکر کی امداد کی اپیل کی تو حضرت عثمان نے اٹھ کر عرض کیا کہ مجھ پر تین سو اونٹ جھولوں اور پالانوں سمیت اللہ کے راستے میں ہیں۔ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو منبر سے نیچے اترتے ہوئے دیکھا۔ آپ فرما رہے تھے اس کے بعد عثمان جو کام کریں ان پر گناہ نہیں ہے اس کے بعد جو کچھ کریں ان پر گناہ نہیں ہے[۳]

(ترمذی)

[۱] عبدالرحمٰن تابعی ہیں اور ان کا شمار بصریوں میں ہوتا ہے ان کے والد خباب نقطے والی خاء پر زبر، باء مشدد ابن الارت ہیں۔ ہمزے اور راء پر زبر، تاء مشدد۔ حضرت خباب رضی اللہ عنہ اولین مہاجرین میں سے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے راستے میں انہیں بڑا عذاب دیا گیا۔ ان کے شہید کیے جانے کا واقعہ عجیب و غریب اور صحیح بخاری میں بیان کیا گیا ہے۔

[۲] جسے جیش العسرۃ کہا جاتا ہے کیونکہ اس میں مسلمانوں نے بڑی تنگی اور سختی برداشت کی، رسد و سامان ناپید، گرمی کا موسم، خوراک اور پانی کی اس حد تک قلت کہ درختوں کے پتے کھاتے تھے اور اونٹوں کی اوجھڑی نچوڑ کر منہ تر کرتے تھے۔ جیسے کہ کتب سیرت میں بیان ہے۔ بے سامانی حد سے متجاوز تھی۔

marfat.com
Marfat.com

سلہ احلاس جمع ہے حِلسٌ کی، حاء کے نیچے زیر، لام ساکن موٹا کپڑا جو قیمتی قالینوں کے نیچے بچھاتے ہیں، احلاس وہ موٹے کپڑے جو اونٹ کی پشت پر ڈالتے ہیں ۔ اَقتاب جمع ہے قَتَبٌ کی پہلے دونوں حرفوں پر زبر، پالان ۔

سلہ لیعنی یہ عمل ان کے اعمال اور ان کی خطاؤں کا کفارہ ہے، بالفرض اگر ان سے کوئی خطا واقع ہو جائے، جیسے کہ اہلِ بدر کے بارے فرمایا، تم جو چاہو کرو، میں نے تمھیں بخش دیا ہے ۔

۵۸۱۲ وَعَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ سَمُرَةَ قَالَ جَآءَ عُثْمَانُ اِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِاَلْفِ دِيْنَارٍ فِيْ كُمِّهٖ حِيْنَ جَهَّزَ جَيْشَ الْعُسْرَةِ فَنَثَرَهَا فِيْ حَجْرِهٖ فَرَاَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُقَلِّبُهَا فِيْ حَجْرِهٖ وَهُوَ يَقُوْلُ مَا ضَرَّ عُثْمَانَ مَا عَمِلَ بَعْدَ الْيَوْمِ مَرَّتَيْنِ

(رَوَاهُ اَحْمَدُ)

حضرت عبدالرحمٰن بن سمرہ[۱] رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت عثمان ایک ہزار دینار اپنی آستین میں لے کر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے ۔ جب آپ نے لشکرِ تبوک کو تیار فرمایا[۲] اور وہ دینار آپ کی آغوش میں ڈال دیے میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ انھیں اپنی آغوش میں الٹ پلٹ رہے اور فرما رہے تھے، آج کے بعد عثمان جو عمل کریں گے انھیں نقصان نہیں دے گا ۔ دو دفعہ یہ ارشاد فرمایا[۳] (امام احمد)

سلہ عبدالرحمٰن، عبد شمس بن عبد مناف کی اولاد میں سے تھے ۔ فتح مکہ کے دن اسلام لائے اور طلقاء (معافی پانے والوں) میں سے تھے ۔ عبد شمس کی طرف نسبت کرتے ہوئے انھیں عبشمی کہا جاتا ہے ۔

سلہ تجہیز کا معنی ہے دلہن یا مسافر یا میت کے لیے سامان تیار کرنا جَهَّزَ کی ضمیر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف راجع ہے یا حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی طرف ۔ (وہ مال و دولت کے اعتبار سے ہی غنی نہ تھے بلکہ دل کے بھی غنی تھے ۱۲ قادری)

سلہ اس جگہ سے معلوم ہوتا ہے کہ جب کوئی شخص مقبول بارگاہ ہو جائے اور مقبولوں کے دفتر میں اس کا نام آجائے تو اس کے بعد اگر اس سے کوئی کوتاہی بھی سرزد ہو جائے تو اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے اس کی بخشش ہو جائے گی ۔

۵۸۱۳ وَعَنْ اَنَسٍ قَالَ لَمَّا اَمَرَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِبَيْعَةِ الرِّضْوَانِ كَانَ عُثْمَانُ رَسُوْلَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِلٰى مَكَّةَ فَبَايَعَ النَّاسَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بیعت رضوان کا حکم دیا تو اس وقت حضرت عثمان اہلِ مکہ کے پاس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نمائندے کے طور پر گئے تھے[۱] صحابہ کرام نے بیعت کی[۲] تو رسول اللہ

marfat.com
Marfat.com

اِنَّ عُثْمَانَ فِیْ حَاجَۃِ اللّٰہِ وَحَاجَۃِ رَسُوْلِہٖ فَضَرَبَ بِاِحْدٰی یَدَیْہِ عَلَی الْاُخْرٰی فَکَانَتْ یَدُ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لِعُثْمَانَ خَیْرًا مِّنْ اَیْدِیْھِمْ لِاَنْفُسِھِمْ

(رَوَاہُ التِّرْمِذِیُّ)

صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: بے شک عثمان اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کے کام میں مشغول ہیں۔ پس آپ نے اپنا ایک ہاتھ دوسرے ہاتھ پر مارا[3]، تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ہاتھ عثمان غنی کے لیے بہتر تھا[4] صحابہ کرام کے ہاتھوں سے بہتر تھا جو ان کے لیے تھے۔ (ترمذی)

[1] حدیبیہ کے موقع پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انھیں اہلِ مکہ کے پاس سفیر بنا کر بھیجا تھا تاکہ مکہ معظمہ میں آنے اور عمرہ کرنے کی اجازت دیں۔

[2] حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ اس بیعت میں شامل نہ تھے۔

[3] اور اپنے ہاتھ مبارک کو عثمان غنی رضی اللہ عنہ کا ہاتھ قرار دے کر ان کی طرف سے بیعت فرمائی (اس میں اختلاف ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کس دستِ اقدس سے حضرت عثمان غنی کی طرف سے بیعت کی) بعض اہلِ علم فرماتے ہیں کہ دائیں ہاتھ سے اور بعض کے نزدیک بائیں ہاتھ سے۔ منقول ہے کہ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ فرماتے تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا بایاں ہاتھ میرے دائیں ہاتھ سے بہتر ہے۔

[4] یہ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی خصوصی فضیلت ہے۔

۵۸۱۴ وَعَنْ ثُمَامَۃَ ابْنِ حَزْنِ الْقُشَیْرِیِّ قَالَ شَھِدْتُ الدَّارَ حِیْنَ اَشْرَفَ عَلَیْھِمْ عُثْمَانُ فَقَالَ اُنْشِدُکُمُ اللّٰہَ وَالْاِسْلَامَ ھَلْ تَعْلَمُوْنَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَدِمَ الْمَدِیْنَۃَ وَلَیْسَ بِھَا مَاءٌ یُّسْتَعْذَبُ غَیْرَ بِئْرِ رُوْمَۃَ فَقَالَ مَنْ یَّشْتَرِیْ بِئْرَ رُوْمَۃَ یَجْعَلُ دَلْوَہٗ مَعَ دِلَاءِ الْمُسْلِمِیْنَ بِخَیْرٍ لَّہٗ مِنْھَا فِی الْجَنَّۃِ فَاشْتَرَیْتُھَا مِنْ صُلْبِ مَالِیْ وَاَنْتُمُ الْیَوْمَ تَمْنَعُوْنَنِیْ اَنْ اَشْرَبَ مِنْھَا حَتّٰی

حضرت ثمامہ ابن حزن قشیری[1] سے روایت ہے کہ میں حضرت عثمان غنی کے گھر حاضر تھا جب انھوں نے دیوار کے اوپر سے محاصرہ کرنے والوں[2] کی طرف دیکھا اور فرمایا: میں تمھیں اللہ تعالیٰ اور اسلام کی یاد دلا[3] کر پوچھتا ہوں کیا تمھیں معلوم ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ طیبہ تشریف لائے تو یہاں بئر رومہ[4] کے علاوہ کہیں میٹھا پانی کا کنواں نہ تھا۔ آپ نے فرمایا کون ہے جو بئر رومہ کو خریدے اور اپنا ڈول مسلمانوں کے ڈول کی طرح قرار دے[5]۔ اس نیکی اور ثواب کے بدلے جو اس خریدار کے لیے کنوئیں کے بدلے میں جنت میں ہوگا[6]۔ چنانچہ میں نے وہ کنواں خالص اپنے مال سے خریدا[7] اور آج تم مجھے

marfat.com
Marfat.com

أَشْرَبَ مِنْ مَاءِ الْبَحْرِ فَقَالُوا اَللّٰهُمَّ نَعَمْ فَقَالَ أُنْشِدُكُمُ اللّٰهَ وَالْإِسْلَامَ هَلْ تَعْلَمُوْنَ أَنَّ الْمَسْجِدَ ضَاقَ بِأَهْلِهٖ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ يَّشْتَرِيْ بُقْعَةَ اٰلِ فُلَانٍ فَيَزِيْدُهَا فِي الْمَسْجِدِ فَاشْتَرَيْتُهَا مِنْ صُلْبِ مَالِيْ فَأَنْتُمُ الْيَوْمَ تَمْنَعُوْنَنِيْ أَنْ أُصَلِّيَ فِيْهَا رَكْعَتَيْنِ فَقَالُوا اَللّٰهُمَّ نَعَمْ قَالَ أُنْشِدُكُمُ اللّٰهَ وَالْإِسْلَامَ هَلْ تَعْلَمُوْنَ إِنِّيْ جَهَّزْتُ جَيْشَ الْعُسْرَةِ مِنْ مَالِيْ قَالُوا اَللّٰهُمَّ نَعَمْ قَالَ أُنْشِدُكُمُ اللّٰهَ وَالْإِسْلَامَ هَلْ تَعْلَمُوْنَ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ عَلٰى ثَبِيْرِ مَكَّةَ وَمَعَهٗ أَبُوْبَكْرٍ وَعُمَرُ وَأَنَا فَتَحَرَّكَ الْجَبَلُ حَتّٰى تَسَاقَطَتْ حِجَارَتُهٗ بِالْحَضِيْضِ فَرَكَضَهٗ بِرِجْلِهٖ قَالَ اسْكُنْ ثَبِيْرُ فَإِنَّمَا عَلَيْكَ نَبِيٌّ وَصِدِّيْقٌ وَشَهِيْدَانِ قَالُوا اَللّٰهُمَّ نَعَمْ قَالَ اَللّٰهُ أَكْبَرُ شَهِدُوْا وَرَبِّ الْكَعْبَةِ إِنِّيْ شَهِيْدٌ ثَلَاثًا

(رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَالنَّسَائِيُّ وَالدَّارَقُطْنِيُّ)

اس کا پانی پینے سے منع کرتے ہو یہاں تک کہ میں سمندر کا پانی پیتا ہوں تو ان لوگوں نے کہا کہ اے اللہ ہم جانتے ہیں[8]۔ آپ نے فرمایا: میں تمھیں اللہ تعالیٰ اور اسلام کی یاد دلا کر پوچھتا ہوں کہ کیا تمھیں معلوم ہے؟ کہ مسجد نمازیوں کے لیے تنگ ہو گئی[9] رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کون ہے جو آلِ فلاں[10] کا پلاٹ خریدے اور اسے مسجد میں شامل کرے۔ چنانچہ میں نے اسے اپنے مال سے خرید[11] اور آج تم مجھے اس میں دو رکعتیں پڑھنے سے منع کرتے ہو۔ ان لوگوں نے کہا اے اللہ ہم جانتے ہیں پھر فرمایا: میں تمھیں اللہ تعالیٰ اور اسلام کا واسطہ دے کر پوچھتا ہوں کہ کیا تم جانتے ہو کہ میں نے اپنے مال سے لشکرِ تبوک کو تیار کیا۔ انھوں نے کہا اے اللہ! ہاں۔ میں تمھیں اللہ تعالیٰ اور اسلام کا واسطہ دے کر پوچھتا ہوں کیا تم جانتے ہو کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مکہ مکرمہ کے پہاڑ ثبیر[13] پر تھے۔ آپ کے ساتھ ابوبکر، عمر اور میں تھے پس پہاڑ حرکت میں آگیا[14] یہاں تک کہ پتھر نیچے جا گرے، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے پاؤں کی ٹھوکر ماری اور فرمایا: ثبیر ٹھہر جا کیونکہ تجھ پر اللہ کے نبی اور صدیق اور دو شہید ہیں ان لوگوں نے کہا اے اللہ ایسے ہی ہے، حضرت عثمان نے تین دفعہ فرمایا: اللہ اکبر! ربِ کعبہ کی قسم انھوں نے گواہی دی ہے کہ میں شہید ہوں[15]

(ترمذی، نسائی، دار قطنی)

لہ ثمامہ تین نقطے والی ثاء پر پیش، پہلا میم مخفف۔ ابن حزن، بے نقطہ حاء پر زبر، نقطے والی زاء ساکن القشیری قاف پر پیش، شین پر زبر۔ ثمامہ تابعی ہیں اور دوسرے طبقے سے تعلق رکھتے ہیں۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا زمانہ مبارک پایا لیکن مشرف بزیارت نہیں ہوئے۔ ان کی حدیث اہلِ بصرہ میں ہے۔
سلہ ان لوگوں نے حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے گھر کا محاصرہ کیا ہوا تھا اور انھیں شہید کرنے کے درپے تھے

marfat.com
Marfat.com

اشراف کا معنی ہے اوپر سے نیچے دیکھنا ۔

ساہ یعنی تمہیں اللہ تعالیٰ اور دین اسلام کے حق کا واسطہ دے کر پوچھتا ہوں ۔

ساہ رومہ راء پر پیش ، واؤ ساکن ، بعض نے ہمزہ کے ساتھ (رؤمہ) بھی پڑھا ہے ۔ مسجد قبلتین کے شمال میں وادی عقیق میں بڑا کنواں ہے جس کا پانی نہایت میٹھا لطیف اور پاکیزہ ہے ۔ اس وقت عوام الناس اسے جنت کا کنواں کہتے ہیں ۔ اس لیے کہ اسے خرید کر وقف کرنے کی بنا پر حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کو جنتی ہونے کی بشارت ملی ، اس کنوئیں کے مزید حالات ہم نے تاریخ مدینہ میں بیان کیے ہیں ۔

ساہ یعنی اس کنوئیں کو وقف کر دے اور اپنے ڈول کو مسلمانوں کے ڈول کے برابر قرار دے اور اسے اپنے ساتھ مخصوص نہ رکھے بلکہ اپنی ملک سے نکال دے ۔

ساہ (مولوی امیر علی نے حاشیہ میں لکھا ہے کہ میرے نزدیک صحیح ترجمہ یہ ہے : جنت میں اس سے بہتر کوئیں کے عوض) (حاشیہ) تاہم حضرت شیخ کے ترجمہ کو غلط بھی قرار نہیں دے سکتے ، اس کے مطابق بئر رومہ کے بدلے جنت کے اجر و ثواب کی نوید دی گئی ہے اور وہ عام ہے کہ کنواں ہو یا اس کے ساتھ دوسری چیزیں بھی ہوں ۔ ۱۲ اشرف قادری)

ساہ یعنی میں نے ذاتی سرمائے سے خریدا ، کہتے ہیں کہ ۲۵ ہزار درہم میں خریدا اور ایک روایت میں ہے کہ اسی ہزار درہم میں خریدا ۔

ساہ یعنی کھارا پانی پیتا ہوں جو نمکین ہونے میں سمندری پانی کی طرح ہے ۔

ساہ یعنی انھوں نے اس کلام میں حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی تصدیق کی ابتداء میں اَللّٰھُمَّ لانے کا مقصد تاکید اور اللہ تعالیٰ کے اسم مبارک سے برکت حاصل کرنا ہے ۔

ساہ یعنی جب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی مسجد شریف کی بنیاد رکھی تو جگہ تنگ تھی اور اس میں زیادہ لوگوں کی گنجائش نہیں تھی ۔

ساہ آل فلاں سے مراد انصار کی جماعت ہے جن کی مسجد کے پڑوس میں زمین تھی اگر اسے مسجد میں داخل کر دیتے تو مسجد فراخ ہو جاتی ۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کوئی ہے ؟ جو اس جماعت کی جگہ خریدے ۔

ساہ کہتے ہیں وہ پلاٹ دس ہزار درہم کا تھا ۔

ساہ ثبیر ، تین نقطے والی ثاء پر زبر ، باء کے نیچے زیر ، مکہ معظمہ میں ایک پہاڑ کا نام ہے ۔ مشہور یہ ہے کہ منیٰ میں ہے ۔ بعض علماء نے کہا کہ دونوں جگہ ہے چونکہ پہاڑ ایک دوسرے کے ساتھ متصل ہیں اس لیے دونوں جگہ کی طرف نسبت کی جا سکتی ہے ۔

ساہ علماء کرام نے یہ بیان نہیں کیا کہ پہاڑ کی حرکت کرنے کی وجہ کیا تھی ؟ ہو سکتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی صفات قہریہ کی تجلی پہاڑ پر واقع ہوئی ہو ، یا نبوت کی عظمت ، غلبہ اور قوت ہو (ظاہر یہ ہے کہ پہاڑ سرکار دوعالم صلی اللہ

marfat.com
Marfat.com

علیہ وسلم کی جلوہ فرمائی کی بناء پر فرطِ مسرت سے جھوم اٹھا، جیسے احد پہاڑ جھوم اٹھا تھا، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے اُحُدٌ جَبَلٌ یُحِبُّنَا وَنُحِبُّہٗ (احد ایسا پہاڑ ہے کہ جو ہم سے محبت رکھتا ہے اور ہم اس سے محبت رکھتے ہیں ۱۲ قادری)

۱۵؎ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے تعجب کے طور پر یہ کلمات تین دفعہ دہرائے کہ لوائی آپ کی صداقت کا اقرار بھی کر رہے تھے اور انھیں شہید کرنے پر مصر بھی تھے۔

۵۸۱۵ وَعَنْ مُرَّةَ بْنِ كَعْبٍ قَالَ سَمِعْتُ مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَذَكَرَ الْفِتَنَ فَقَرَّبَهَا فَمَرَّ رَجُلٌ مُقَنَّعٌ فِيْ ثَوْبٍ فَقَالَ هٰذَا يَوْمَئِذٍ عَلَى الْهُدٰى فَقُمْتُ اِلَيْهِ فَاِذَا هُوَ عُثْمَانُ بْنُ عَفَّانَ قَالَ فَاَقْبَلْتُ عَلَيْهِ بِوَجْهِهٖ فَقُلْتُ هٰذَا قَالَ نَعَمْ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَابْنُ مَاجَةَ وَقَالَ التِّرْمِذِيُّ هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ۔

حضرت مرہ بن کعب[۱] رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو سنا آپ فتنوں[۲] کا ذکر فرما رہے، آپ نے ان فتنوں کو قریب کیا[۳] اتنے میں ایک شخص گزرا جس نے اپنا سر کپڑے میں لپیٹ رکھا تھا[۴]۔ آپ نے فرمایا یہ شخص اس دن[۵] ہدایت پر ہوگا۔ میں[۶] اٹھ کر ان کے پاس گیا دیکھا کہ وہ عثمان غنی ہیں۔ مرہ کہتے ہیں کہ میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف عثمان غنی کا چہرا پھیرا[۷]، اور عرض کیا، یہ[۸] فرمایا۔ ہاں اس حدیث کو امام ترمذی اور ابن ماجہ نے روایت کیا۔ امام ترمذی نے فرمایا کہ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

۱؎ مرہ، میم پر پیش اور راء مشدد ابن کعب رضی اللہ عنہ صحابی ہیں اور اہلِ شام میں شمار کیے جاتے ہیں۔

۲؎ جو آپ کے بعد آپ کی امت میں پیدا ہوں گے۔

۳؎ یعنی فرمایا کہ وہ فتنے عنقریب پیدا ہوں گے۔

۴؎ اسے تطلس بھی کہتے ہیں یعنی سر پر طیلسان (چادر) ڈالنا، تطلس کے بارے میں بہت سی احادیث اور آثار واقع ہیں۔ بعض علماء نے اسے مکروہ قرار دیا ہے اور کہا کہ اس میں یہودیوں کے ساتھ مشابہت ہے صحیح یہ ہے کہ یہ مستحب اور مستحسن ہے۔ یہ اور اس جیسی دوسری احادیث اس کی دلیل ہیں، شرح سفر السعادۃ میں اس موضوع پر تفصیلی گفتگو کی ہے۔

مقنع میم پر پیش، قاف پر زبر اور نون مشدد کے نیچے زیر، قناع قاف کے نیچے زیر، ڈھانپنے والا کپڑا، مقنعہ میم کے نیچے زیر، عورتوں کا سر پہ لپیٹنے والا کپڑا (دوپٹہ)

۵؎ جب فتنہ واقع ہوگا۔

marfat.com
Marfat.com

۵۶ حضرت مرہ ابن کعب رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں اٹھ کر اس شخص کے پاس گیا تاکہ دیکھوں کہ وہ کون ہے ؟

۵۷ اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کا چہرہ دکھایا۔

۵۸ یہ شخص اس دن ہدایت پر ہوگا۔

۵۸۱۶ وَعَنْ عَائِشَةَ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ یَا عُثْمَانُ اِنَّہٗ لَعَلَّ اللّٰہَ یُقَمِّصُكَ قَمِیْصًا فَاِنْ اَرَادُوْكَ عَلٰی خَلْعِہٖ فَلَا تَخْلَعْہُ لَهُمْ رَوَاهُ التِّرْمِذِیُّ وَابْنُ مَاجَةَ وَقَالَ التِّرْمِذِیُّ فِی الْحَدِیْثِ قِصَّةٌ طَوِیْلَةٌ۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے عثمان! بے شک شان یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ شاید تمہیں ایک قمیص[۱] پہنائے گا پس اگر لوگ تمہیں اس کے اتارنے پر مجبور کریں[۲] تو تم ان کے لیے نہ اتارنا[۳] اس حدیث کو امام ترمذی اور ابن ماجہ نے روایت کیا امام ترمذی نے فرمایا: اس حدیث میں طویل واقعہ[۴] ہے۔

۱ اس سے مراد خلافت ہے۔

۲ تمہیں خلافت سے معزول کرنا چاہیں۔

۳ یعنی ان کے لیے اپنے آپ کو معزول نہ کرنا۔ اسی لیے حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس وقت اپنے آپ کو معزول نہیں کیا۔ جب یوم الدار (جس دن آپ کے گھر کا محاصرہ کیا گیا) بلوائیوں نے آپ کا محاصرہ کیا اور آپ کو معزول کرنے کی کوشش کی۔ صراح میں ہے خلع کپڑے، موزے یا جوتے کا اتارنا اور کسی منصب سے معزول کرنا ہے۔

۴ وہ واقعہ یہ ہے کہ مصریوں نے حضرت عثمان غنی کے پاس مصر کے گورنر کی شکایت کی۔ آپ نے محمد بن ابی بکر کو مصر کا گورنر بنا کر روانہ کیا۔ وہ مروان کے مکر کی بناء پر راستے ہی سے واپس آگئے اور حضرت عثمان غنی کا محاصرہ کیا گیا اور انھیں شہید کر دیا گیا۔ یہ واقعہ بہت ہی وحشت ناک اور الم انگیز ہے۔ جیسے کہ کتب سیرت میں بیان کیا گیا ہے دین اسلام میں ہونے والا یہ پہلا واقعہ ہے۔ ـــــــ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ

۵۸۱۷ وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ ذَكَرَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فِتْنَةً فَقَالَ یُقْتَلُ هٰذَا فِیْهَا مَظْلُوْمًا لِعُثْمَانَ (رَوَاهُ التِّرْمِذِیُّ وَقَالَ هٰذَا حَدِیْثٌ حَسَنٌ غَرِیْبٌ اِسْنَادًا)

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک فتنے کا ذکر کیا اور حضرت عثمان غنی کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا: یہ اس فتنے میں بحیثیت مظلوم شہید کیے جائیں گے۔ اس حدیث کو امام ترمذی نے روایت

marfat.com
Marfat.com

کیا اور فرمایا: یہ حدیث سند کے اعتبار سے حسن غریب ہے ۔

۵۸۱۸ وَعَنْ اَبِیْ سَھْلَةَ قَالَ قَالَ لِیْ عُثْمَانُ یَوْمَ الدَّارِ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَدْ عَھِدَ اِلَیَّ عَھْدًا وَاَنَا صَابِرٌ عَلَیْہِ (رَوَاہُ التِّرْمِذِیُّ وَقَالَ ھٰذَا حَدِیْثٌ حَسَنٌ صَحِیْحٌ)

حضرت ابوسہلہ[1] سے روایت ہے کہ مجھے حضرت عثمان غنی نے یوم الدار[2] فرمایا: بے شک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے ایک عہد لیا تھا[3] اور میں اس پر صبر کرنے والا ہوں[4] اس حدیث کو امام ترمذی نے روایت کیا اور فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح ہے

[1] ابوسہلہ سے نقطہ سین پر زبر، ہا ساکن، حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے آزاد کردہ غلام تھے ۔

[2] یوم الدار سے وہ دن مراد ہے جس دن حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ شہید کیے گئے ۔ دار سے مراد حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کا دار (گھر) مراد ہے ۔ جس میں انھیں محصور اور شہید کیا گیا ۔

[3] اور مجھے نصیحت فرمائی تھی کہ اپنے آپ کو معزول نہ کرنا، آپ نے وصیت فرمائی تھی کہ لوگوں کے ظلم پر صبر اور برداشت کرنا اور ان کے ساتھ جنگ نہ کرنا ۔

[4] اور ان کے ساتھ جنگ نہیں کرنا ۔ ورنہ بعض صحابہ کرام اور اپنوں نے کہا تھا کہ آپ خلیفہ وقت ہیں ۔ آپ باہر آئیں اور ان کے ساتھ جنگ کریں ۔ تاکہ ان کے مقابلے کا دائرہ تنگ ہو جائے ۔

الفصل الثالث

تیسری فصل

۵۸۱۹ وَعَنْ عُثْمَانَ ابْنِ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ مَوْھَبٍ قَالَ جَاءَ رَجُلٌ مِّنْ اَھْلِ مِصْرَ یُرِیْدُ حَجَّ الْبَیْتِ فَرَاٰی قَوْمًا جُلُوْسًا فَقَالَ مَنْ ھٰؤُلَاءِ الْقَوْمُ قَالُوْا ھٰؤُلَاءِ قُرَیْشٌ قَالَ فَمَنِ الشَّیْخُ فِیْھِمْ قَالُوْا عَبْدُ اللّٰہِ ابْنُ عُمَرَ قَالَ یَا ابْنَ عُمَرَ اِنِّیْ سَائِلُكَ عَنْ شَیْءٍ فَحَدِّثْنِیْ ھَلْ تَعْلَمُ اَنَّ عُثْمَانَ فَرَّ یَوْمَ اُحُدٍ قَالَ نَعَمْ قَالَ ھَلْ تَعْلَمُ اَنَّہٗ تَغَیَّبَ عَنْ بَدْرٍ وَّلَمْ یَشْھَدْھَا قَالَ

حضرت عثمان بن عبداللہ بن موہب سے روایت ہے کہ مصر کا ایک شخص حج کرنے کے لیے آیا ۔ اس نے دیکھا کہ کچھ لوگ بیٹھے ہوئے ہیں ۔ پوچھا کہ یہ کون لوگ ہیں ۔ لوگوں نے کہا کہ یہ قریش ہیں ۔ اس نے پوچھا ان کے درمیان جو شیخ ہیں وہ کون ہیں انھوں نے کہا یہ عبداللہ ابن عمر ہیں ۔ اس نے کہا اے ابن عمر! میں آپ سے ایک چیز کے بارے میں سوال کرنے والا ہوں ۔ کیا آپ جانتے ہیں کہ عثمان غنی احد کے دن صف برقرار نہیں رکھ سکے تھے ۔ انھوں نے فرمایا ہاں ۔ اس نے کہا کیا آپ جانتے ہیں کہ وہ بدر سے غائب تھے اور بدر میں حاضر نہیں ہوئے

marfat.com
Marfat.com

نَعَمْ قَالَ هَلْ تَعْلَمُ اَنَّهٗ تَغَيَّبَ عَنْ بَيْعَةِ الرِّضْوَانِ فَلَمْ يَشْهَدْهَا قَالَ نَعَمْ قَالَ اللّٰهُ اَكْبَرُ قَالَ ابْنُ عُمَرَ تَعَالَ اُبَيِّنْ لَكَ اَمَّا فِرَارُهٗ يَوْمَ اُحُدٍ فَاَشْهَدُ اَنَّ اللّٰهَ عَفَا عَنْهُ وَ اَمَّا تَغَيُّبُهٗ عَنْ بَدْرٍ فَاِنَّهٗ كَانَتْ تَحْتَهٗ رُقَيَّةُ بِنْتُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَكَانَتْ مَرِيْضَةً فَقَالَ لَهٗ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ لَكَ اَجْرَ رَجُلٍ مِمَّنْ شَهِدَ بَدْرًا وَسَهْمَهٗ وَاَمَّا تَغَيُّبُهٗ عَنْ بَيْعَةِ الرِّضْوَانِ فَلَوْ كَانَ اَحَدٌ اَعَزَّ بِبَطْنِ مَكَّةَ مِنْ عُثْمَانَ لَبَعَثَهٗ فَبَعَثَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عُثْمَانَ وَ كَانَتْ بَيْعَةُ الرِّضْوَانِ بَعْدُ فَذَهَبَ عُثْمَانُ اِلٰى مَكَّةَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِيَدِهِ الْيُمْنٰى هٰذِهٖ يَدُ عُثْمَانَ فَضَرَبَ بِهَا عَلٰى يَدِهٖ وَقَالَ هٰذِهٖ لِعُثْمَانَ ثُمَّ قَالَ ابْنُ عُمَرَ اذْهَبْ بِهَا الْاٰنَ مَعَكَ (رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ)

فرمایا ہاں۔ اس نے کہا: کیا آپ جانتے ہیں کہ وہ بیعت رضوان[2] سے غائب رہے اور اس میں حاضر نہیں تھے۔ فرمایا ہاں۔ اس نے کہا اللہ اکبر[3]۔ حضرت ابن عمر نے فرمایا ادھر آ۔ تجھے حقیقت حال بیان کروں احد کے دن ان کا برقرار نہ رہنا تو میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ نے انھیں معاف فرما دیا۔ بدر سے غائب رہنے کی وجہ یہ تھی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صاحبزادی حضرت رقیہ ان کے نکاح میں تھیں اور بیمار تھیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انھیں فرمایا کہ تمھارے لیے بدر میں حاضر ہونے والے شخص کا اجر اور حصہ ہے۔ رہا بیعت رضوان سے ان کا غائب ہونا تو اگر مکہ مکرمہ میں ان سے زیادہ کوئی معزز ہوتا تو اسے بھیجتے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عثمان غنی کو بھیجا اور ان کے بعد بیعت رضوان ہوئی حضرت عثمان غنی مکہ مکرمہ تشریف لے گئے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے دائیں ہاتھ کے بارے میں فرمایا۔ یہ عثمان کا ہاتھ ہے، اور دایاں ہاتھ بائیں پر مار کر فرمایا یہ بیعت عثمان کی ہے۔ پھر ابن عمر نے فرمایا: اب یہ کلمات اپنے ساتھ لے جاؤ۔ (بخاری)

[1] عثمان بن عبداللہ بن موہب ہا و پر زیر، ثقہ تابعین میں سے شمار کیے جاتے ہیں۔ امام ابوحنیفہ امام ثوری اور دیگر حضرات ان سے روایت کرتے ہیں۔

[2] جو حدیبیہ میں ہوئی۔

[3] جب ہر سوال کے جواب میں حضرت ابن عمر نے اس شخص کی تصدیق کی تو اس نے ازراہِ تعجب اور حضرت عثمان غنی پر اعتراض کے طور پر نعرۂ تکبیر بلند کیا۔ کہتے ہیں کہ اس شخص کا عقیدہ حضرت عثمان غنی کے بارے میں فاسد تھا۔

۵۸۲۰/۱۲ وَعَنْ اَبِيْ سَهْلَةَ مَوْلٰى عُثْمَانَ

حضرت عثمان غنی کے مولیٰ ابوسہلہ سے روایت ہے

قَالَ جَعَلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُسِرُّ إِلَى عُثْمَانَ وَلَوْنُ عُثْمَانَ يَتَغَيَّرُ فَلَمَّا كَانَ يَوْمُ الدَّارِ قُلْنَا أَلَا نُقَاتِلُ قَالَ لَا إِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَهِدَ إِلَيَّ أَمْرًا فَأَنَا صَابِرٌ نَفْسِيْ عَلَيْهِ ۔

کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم عثمان غنی سے سرگوشی میں گفتگو کرنے لگے[1] حضرت عثمان کا رنگ بدلنے لگا[2] جب یوم الدار ہوا تو ہم نے کہا کہ کیا ہم جنگ نہ کریں؟ فرمایا نہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے ایک کام کی وصیت کی تھی بس میں اس پر اپنے آپ کو پابند کرنے والا ہوں[3]

[1] یہ گفتگو اس فتنے کے بارے میں ہوگی جوان کے سر پہ قائم کیا جائے گا اور انھیں شہید کیا جائے گا اور انھیں اس فتنے کے بارے میں صبر کرنا ہوگا ۔

[2] کیونکہ وہ گفتگو ہی خوفناک تھی ۔

[3] صراح میں ہے کہ صبر کا معنی ہے کسی کو قتل کرنے کے لیے روکنا (اور قید کرنا) قُتِلَ فُلَانٌ صَبْرًا اس وقت کہا جاتا ہے جب کسی کو قتل کے لیے قید کیا جائے ۔

۵۸۲۱ وَعَنْ أَبِيْ حَبِيْبَةَ أَنَّهُ دَخَلَ الدَّارَ وَعُثْمَانُ مَحْصُوْرٌ فِيْهَا وَأَنَّهُ سَمِعَ أَبَا هُرَيْرَةَ يَسْتَأْذِنُ عُثْمَانَ فِي الْكَلَامِ فَأَذِنَ لَهُ فَقَامَ فَحَمِدَ اللّٰهَ وَأَثْنٰى عَلَيْهِ ثُمَّ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ إِنَّكُمْ سَتَلْقَوْنَ بَعْدِيْ فِتْنَةً وَاخْتِلَافًا أَوْ قَالَ اخْتِلَافًا وَفِتْنَةً فَقَالَ لَهُ قَائِلٌ مِّنَ النَّاسِ فَمَنْ لَنَا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ أَوْ مَا تَأْمُرُنَا بِهِ قَالَ عَلَيْكُمْ بِالْأَمِيْرِ وَأَصْحَابِهِ وَهُوَ يُشِيْرُ إِلَى عُثْمَانَ بِذٰلِكَ رَوَاهُمَا الْبَيْهَقِيُّ فِيْ دَلَائِلِ النُّبُوَّةِ ۔

حضرت ابوحبیبہ[1] سے روایت ہے کہ وہ اس گھر میں داخل ہوئے جس میں حضرت عثمان غنی محصور تھے، ابوحبیبہ نے سنا کہ حضرت ابوہریرہ حضرت عثمان سے گفتگو کرنے کی اجازت طلب کر رہے تھے[2] حضرت عثمان نے انھیں اجازت دی[3] تو انھوں نے کھڑے ہو کر اللہ تعالیٰ کی حمد وثنا کی[4] پھر فرمایا: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا کہ ہمارے بعد عنقریب فتنہ اور اختلاف دیکھو گے[5] یا فرمایا کہ اختلاف اور فتنہ دیکھو گے ۔ ایک صحابی نے عرض کیا کہ ہمارے لیے کون ہے[6] یا رسول اللہ! یا یہ کہا کہ آپ ہمیں کیا حکم دیتے ہیں؟ فرمایا تم پر لازم ہے کہ امیر اور اس کے ساتھیوں کی پیروی کرو[7] حضرت ابوہریرہ لفظ امیر سے حضرت عثمان کی طرف اشارہ کر رہے تھے[8] ان دونوں حدیثوں کو امام بیہقی نے شعب الایمان میں روایت کیا ۔

[1] حضرت ابوحبیبہ حاء پر زبر، پہلی باء کے نیچے زیر اور یاء ساکن تابعی تھے اور نوطے سے تعلق رکھتے تھے

marfat.com
Marfat.com

ان کی کنیت ہی ان کا نام ہے۔ ابن حبان نے ان کا ذکر ثقہ حضرات میں کیا ہے۔

۲ یعنی حضرت ابوہریرہ نے حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کو کہا کہ اگر آپ اجازت دیں تو میں آپ کی خدمت میں کچھ بات عرض کروں۔

۳ اور فرمایا کہیے آپ کیا کہتے ہیں ؟

۴ جس طرح خطبہ میں کی جاتی ہے۔

۵ جس میں تمھاری آزمائش ہوگی اور تم ایک دوسرے کی مخالفت کروگے۔

۶ راوی کو شک ہے کہ پہلے لفظ اختلاف ذکر کیا اور بعد میں فتنہ کا یا پہلے فتنہ اور پھر اختلاف کا ذکر کیا۔

۷ یعنی ہم کس کی پیروی کریں تاکہ ہمیں فائدہ ہو نہ کہ نقصان۔

۸ یعنی ہمیں ان کی اطاعت کرنی چاہیے کہ یہ ہمارے امیر ہیں۔

۹ اس حدیث کو جس کے راوی ابوحبیبہ ہیں اور گزشتہ حدیث جس کے راوی ابوسہلہ ہیں۔

باب

خلفائے ثلاثہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے مناقب

کچھ احادیث حضرت ابوبکر، عمر فاروق اور عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے اجتماعی مناقب میں بھی وارد ہیں۔ اس باب میں ان ہی احادیث کا ذکر کیا گیا ہے۔

الفصل الاوّل

۵۸۲۲ عَنْ اَنَسٍ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ صَعِدَ اُحُدًا وَّ اَبُوْبَکْرٍ وَّ عُمَرُ وَعُثْمَانُ فَرَجَفَ بِھِمْ فَضَرَبَہٗ بِرِجْلِہٖ فَقَالَ

پہلی فصل

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم احد پہاڑ پر جلوہ فرما ہوئے۔ آپ کے ساتھ حضرت ابوبکر، عمر اور عثمان غنی تھے۔ ان حضرات کے سبب پہاڑ حرکت میں آگیا

marfat.com
Marfat.com

اُثْبُتْ اُحُدُ فَاِنَّمَا عَلَيْكَ نَبِيٌّ وَّصِدِّيْقٌ وَّشَهِيْدَانِ

(رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ)

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے پاؤں سے ٹھوکر ماری اور فرمایا: اُحد ٹھہر جا، تجھ پر صرف نبی ہے صدیق اور دو شہید ہیں ۔ (بخاری)

سلہ احد پہلے دونوں حرفوں پر پیش ہے ۔ مدینہ مطہرہ میں مشہور پہاڑ ہے ۔

۵۸۲۲ وَعَنْ اَبِيْ مُوْسَى الْاَشْعَرِيِّ قَالَ كُنْتُ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ حَائِطٍ مِّنْ حِيْطَانِ الْمَدِيْنَةِ فَجَاءَ رَجُلٌ فَاسْتَفْتَحَ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِفْتَحْ لَهٗ وَبَشِّرْهُ بِالْجَنَّةِ فَفَتَحْتُ لَهٗ فَاِذَا اَبُوْ بَكْرٍ فَبَشَّرْتُهٗ بِمَا قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَحَمِدَ اللّٰهَ ثُمَّ جَاءَ رَجُلٌ فَاسْتَفْتَحَ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِفْتَحْ لَهٗ وَبَشِّرْهُ بِالْجَنَّةِ فَفَتَحْتُ لَهٗ فَاِذَا عُمَرُ فَاَخْبَرْتُهٗ بِمَا قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَحَمِدَ اللّٰهَ ثُمَّ اسْتَفْتَحَ رَجُلٌ فَقَالَ لِيَ افْتَحْ لَهٗ وَبَشِّرْهُ بِالْجَنَّةِ عَلٰى بَلْوٰى تُصِيْبُهٗ فَاِذَا عُثْمَانُ فَاَخْبَرْتُهٗ بِمَا قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَحَمِدَ اللّٰهَ ثُمَّ قَالَ اللّٰهُ الْمُسْتَعَانُ ۔

(مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ)

حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مدینہ منورہ کے ایک باغ میں تھا ۔ ایک شخص آیا اس نے باغ کا دروازہ کھولنے کا مطالبہ کیا ۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اس کے لیے دروازہ کھول دو اور اسے جنت کی بشارت دو، اچانک دیکھا تو وہ ابوبکر تھے ۔ میں نے انھیں اس چیز کی بشارت دی جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمائی تھی ۔ انھوں نے اللہ تعالیٰ کی حمد کی، پھر ایک شخص آیا اور اس نے دروازہ کھولنے کے لیے کہا ۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اس کے لیے دروازہ کھول دو اور اسے جنت کی بشارت دو ۔ اچانک دیکھا کہ وہ عمر فاروق تھے ۔ میں نے انھیں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد کی خبر دی تو انھوں نے اللہ تعالیٰ کی حمد کی پھر ایک شخص نے دروازہ کھولنے کے لیے کہا، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے فرمایا: اس کے لیے دروازہ کھول دو اور اسے جنت کی خوشخبری دو، اس مصیبت پر جو انھیں لاحق ہوگی ۔ کیا دیکھتا ہوں کہ وہ عثمان غنی ہیں ۔ میں نے انھیں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد کی خبر دی تو انھوں نے اللہ تعالیٰ کی حمد کی، پھر کہا اللہ تعالیٰ سے مدد طلب کی جاتی ہے [۲]

(بخاری، مسلم)

marfat.com
Marfat.com

۱؎ یہ وہ باغ ہے جس میں بئرِ اریس ہے ہمزہ پر زبر، راء کے نیچے زیر، یاء ساکن اور آخر میں بے نقطہ سین، مسجد قبا کی ایک جانب واقع کنوئیں کا نام ہے۔
۲؎ کہ اس مصیبت پر صبر کی توفیق عطا فرمائے۔

الفصل الثانی

۵۸۲۴ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ كُنَّا نَقُوْلُ وَرَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَيٌّ اَبُوْبَكْرٍ وَّعُمَرُ وَعُثْمَانُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ (رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ)

دوسری فصل

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حیاتِ ظاہرہ میں کہا کرتے تھے کہ ابوبکر، عمر اور عثمان رضی اللہ عنہم ۱؎ (ترمذی)

۱؎ یعنی ان تین حضرات کا ایک ساتھ ذکر کیا کرتے تھے۔ یہ تینوں بارگاہِ نبوت کے مقبول اور پسندیدہ حضرات تھے۔ صحابہ کرام کے درمیان مشہور اور ممتاز تھے اور ان کے درمیان ان کا ذکر کیا جاتا تھا۔ اس جگہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کا ذکر بے موقع واقع ہوا ہے۔ اس سے یہ وہم پیدا ہوتا ہے کہ یہ بھی حدیث میں داخل ہے اور اس طریقے پر نہیں ہے جس طرح حدیث شریف کے راوی صحابہ کرام کے ذکر کے ساتھ کہتے ہیں یا یہ مطلب ہے کہ ہم کہا کرتے تھے کہ ابوبکر، عمر، عثمان اللہ تعالیٰ ان سے راضی ہے۔

۵۸۲۵ عَنْ جَابِرٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اُرِيَ اللَّيْلَةَ رَجُلٌ صَالِحٌ كَاَنَّ اَبَا بَكْرٍ نِيْطَ بِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَنِيْطَ عُمَرُ بِاَبِيْ بَكْرٍ وَنِيْطَ عُثْمَانُ بِعُمَرَ قَالَ جَابِرٌ فَلَمَّا قُمْنَا مِنْ عِنْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قُلْنَا اَمَّا الرَّجُلُ الصَّالِحُ فَرَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاَمَّا تَوْطُ بَعْضِهِمْ بِبَعْضٍ فَهُمْ وُلَاةُ الْاَمْرِ الَّذِيْ بَعَثَ اللّٰهُ بِهٖ نَبِيَّهٗ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ (رَوَاهُ اَبُوْدَاؤُدَ)

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، آج رات ایک صالح مرد کو خواب میں دکھایا گیا ۱؎ کہ گویا ابوبکر رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے وابستہ کیے گئے ہیں ۲؎ اور عمر ابوبکر سے وابستہ کیے گئے ہیں اور عثمان عمر سے متعلق کیے سگئے ہیں۔ حضرت جابر فرماتے ہیں کہ جب ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس سے اُٹھے تو ہم نے کہا کہ مردِ صالح تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ رہا بعض کا بعض سے وابستہ ہونا تو وہ اس مشن کے ذمہ دار ہیں جس کے ساتھ اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو بھیجا ۳؎ (ابوداؤد)

۱؎ یعنی ایک صالح مرد نے خواب میں دیکھا، مراد یہ ہے کہ ہم نے خواب دیکھا۔

marfat.com
Marfat.com

ے۲ نیط نون کے نیچے زیر، یاء ساکن، نَوطٌ سے مشتق ہے۔ اس کا معنی ہے متعلق اور وابستہ ہو جانا۔

ے۳ یعنی یہ حضرات دین و شریعت کے احکام کے جاری کرنے میں اسی ترتیب کے ساتھ خلیفہ ہیں۔

باب

حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مناقب

آپ کے مناقب بہت ہیں اور حد شمار سے باہر ہیں۔ کتب حدیث میں دوسرے صحابہ کرام کے بیان کردہ مناقب سے زیادہ آپ کے مناقب بیان کیے گئے ہیں۔ بعض مناقب موضوع بھی ہیں۔ علامہ مجد الدین شیرازی نے جس طرح حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے فضائل میں نقل کی گئی بعض احادیث کو موضوع قرار دیا ہے اور فرمایا کہ ان کا باطل ہونا بداہت عقل سے معلوم ہوتا ہے۔ اس جگہ بھی فرمایا کہ حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے فضائل میں بھی بے شمار حدیثیں وضع کی گئی ہیں۔ واضح طور پر وہ حدیثیں موضوع ہیں جو وصایا نامی کتاب میں جمع کی گئی ہیں ہر حدیث یا علیُّ سے شروع ہوتی ہے ان میں سے ایک حدیث ثابت ہے اور وہ یہ ہے: یَا عَلِیُّ اَنْتَ مِنِّیْ بِمَنْزِلَۃِ ھَارُوْنَ مِنْ مُوْسٰی اسی طرح محدثین نے فرمایا ہے واللہ تعالیٰ اعلم (انتہی) مختصر یہ کہ اس میں شبہ نہیں ہے کہ فریقین کے تعصب اور غلو کی وجہ سے دونوں طرف سے موضوع حدیثیں واقع ہوئی ہیں۔ اسی طرح دونوں طرف کے تعصب اور مکابرہ کی بناء پر احادیث کے موضوع ہونے کا حکم بھی کیا گیا ہے سلہ۔ واللہ تعالیٰ اعلم بحقیقۃ الحال۔ حضرت ابوبکر صدیق کے مناقب میں بھی اسی طرح ہے۔ اسی طرح علماء نے

سلہ مولوی امیر علی نے اشعۃ اللمعات کے حاشیہ میں اس جگہ اعتراض کرتے ہوئے کہا ہے کہ بہ ظاہر یہ عبارت الحاقی اور مہمل ہے کیونکہ کسی حدیث کو موضوع قرار دینے میں تعصب کا دخل نہیں ہے۔ دار و مدار سند کے صحیح ہونے پر ہے اور یہ تعصب متاخرین میں پیدا ہوا متقدمین میں نہیں تھا۔ جب کوئی سند میں راوی وضاع ہو تو اس پر کس طرح اعتماد کیا جا سکتا ہے؟ یہاں تک کہ آئمہ اہل سنت نے حضرت ابوبکر کی فضیلت سے متعلق بعض روایات کو موضوع قرار دیا یہ نہیں کہ روافض نے انھیں محض تعصب کی بناء پر موضوع کہا۔ محض بدگمانی باعثِ گناہ ہے اور خطائے عظیم (امیر علی) اس اعتراض کا جواب یہ ہے کہ حضرت شیخ محقق نے یہ فرمایا ہے کہ طرفین سے تعصب اور غلو کا مظاہرہ کیا گیا ہے۔ ایک فریق نے حضرت ابوبکر صدیق کے بارے میں (باقی حاشیہ اگلے صفحہ پر)

marfat.com
Marfat.com

بیان کیا ہے واللہ تعالیٰ اعلم ۔ امام احمد اور امام نسائی اور دیگر محدثین سے منقول ہے کہ انھوں نے فرمایا کہ حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے مناقب میں دوسرے صحابہ کرام کی نسبت زیادہ احادیث جید سندوں کے ساتھ مروی ہیں ۔ علامہ سیوطی نے فرمایا غالباً اس کا سبب یہ ہے کہ حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ جو بیتے خلیفہ ہیں اور ان کے زمانے میں اختلاف واقع ہوا اور جن مخالفین نے آپ کے ساتھ جنگ کی اور ان کے خلاف خروج کیا وہ زیادہ ہو گئے تو علماء نے چاہا کہ ان کے مناقب کی اشاعت کریں اور مخالفین کا رد کریں ۔ اس لیے بہت سے صحابہ کرام نے آپ کے مناقب روایت کیے ورنہ خلفاء ثلاثہ کے فضائل بھی بہت ہیں ۔ ان کے مناقب کے برابر بلکہ ان سے بھی زیادہ ۔ اسی طرح علامہ سیوطی نے بیان کیا ہے ۔

الفصل الاوّل

۵۸۲۶ عَنْ سَعْدِ بْنِ أَبِي وَقَّاصٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِعَلِيٍّ أَنْتَ مِنِّيْ بِمَنْزِلَةِ هَارُوْنَ مِنْ مُوْسٰى إِلَّا أَنَّهُ لَا نَبِيَّ بَعْدِيْ

(مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ)

پہلی فصل

حضرت سعد بن ابی وقاص [1] رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی مرتضیٰ کو فرمایا: آپ کا ہمارے ساتھ وہی تعلق ہے جو حضرت ہارون کا حضرت موسیٰ سے تھا [2] لیکن ہمارے بعد کوئی نبی نہیں ہے [3]

(صحیحین)

[1] حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ عشرہ مبشرہ میں سے ہیں ۔

[2] حضرت ہارون علیہ السلام حضرت موسیٰ علیہ السلام کے بھائی اور خلیفہ تھے ۔

[3] یعنی فرق یہ ہے کہ ہمارے بعد کوئی نبی نہیں ہے ۔ حضرت ہارون علیہ السلام نبی تھے ، اور آپ نبی نہیں ہیں ۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ ارشاد اس وقت فرمایا جب حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ کو اپنے اہل وعیال پر خلیفہ بنایا اور خود غزوۂ تبوک کے لیے تشریف لے گئے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ آخری غزوہ تھا ۔ حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے عرض کیا کہ آپ نے مجھے عورتوں اور بچوں کی حفاظت کے لیے

(بقیہ حاشیہ پچھلے صفحہ کا) موضوع حدیثیں روایت کی ہیں اور دوسرے فریق نے حضرت علی مرتضیٰ کے فضائل میں موضوع روایات کا سہارا لیا ہے ۔ اسی طرح ہر فریق نے دوسرے فریق کی روایت کردہ بعض احادیث کو ازراہِ تعصب موضوع قرار دیا ہے یہ انتہائی انصاف کی بات ہے اس میں "محض بدگمانی" کی کیا بات ہوئی ؟ ۱۲ شرف قادری)

marfat.com
Marfat.com

چھوڑ دیا ہے گویا حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے چھوڑ جانے کو کم مرتبہ خیال کیا (وہ چاہتے تھے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی معیت میں شریک جہاد ہوں ۱۲ قادری) پس نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے علی! کیا آپ اس بات پر راضی نہیں ہیں کہ آپ کی نسبت ہمارے ساتھ وہی ہو جو حضرت ہارون کی موسیٰ کے ساتھ تھی ۔ حضرت موسیٰ میقات (کوہ طور) پر گئے تو حضرت ہارون کو اپنی قوم میں خلیفہ بنا گئے ۔

شیعہ نے اس حدیث سے استدلال کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد خلافت حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ کا حق ہے اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی خلافت کی وصیت کی تھی ۔ علماء اہل سنت وجماعت کہتے ہیں کہ یہ حدیث ان کی دلیل نہیں ہے بلکہ ظاہر حدیث یہ ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی مرتضیٰ کو اس مدت کے لیے خلیفہ بنایا جب تک آپ غزوہ تبوک میں معروف رہیں ۔ جیسے حضرت موسیٰ علیہ السلام نے حضرت ہارون علیہ السلام کو اس وقت تک کے لیے خلیفہ بنایا جب تک وہ کوہِ طور پر مناجاتِ الٰہیہ میں معروف رہیں ۔ حضرت ہارون علیہ السلام حضرت موسیٰ علیہ السلام کی وفات کے بعد خلیفہ نہیں بنے کیونکہ حضرت ہارون علیہ السلام کی وفات حضرت موسیٰ علیہ السلام کی وفات سے چالیس سال پہلے ہوئی ۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اسی مدت میں صحابہ کرام کو نماز پڑھانے کے لیے حضرت ابن ام مکتوم رضی اللہ عنہ کو خلیفہ بنایا ۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اہلِ بیت کی خبرگیری کرتے تھے اور حضرت ابن ام مکتوم صحابہ کرام کی امامت کرتے تھے ۔ اگر حضرت علی کی خلافت، خلافتِ مطلقہ ہوتی تو امامت بھی ان کے سپرد فرماتے بلکہ وہ امامت کے زیادہ لائق اور مناسب تھے (یہ شیعہ کے استدلال کا دوسرا جواب ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی خلافت، خلافتِ مطلقہ نہیں بلکہ خلافتِ مقیدہ تھی ۔ اہل وعیال کی دیکھ بھال کے لیے ورنہ امامت نماز بھی ان کے سپرد کی جاتی ۱۲ اشرف قادری)

علمائے اصول میں سے علامہ آمدی نے اس حدیث کے صحیح ہونے پر اعتراض کیا ہے لیکن انھوں نے خطا کی ہے ۔ آئمہ حدیث اس حدیث کے صحیح ہونے پر متفق ہیں اور ان ہی کے قول پر اعتماد ہے ۔ بعض محدثین نے کہا ہے کہ بعض روایات میں اِلَّا اَنَّہٗ لَا نَبِیَّ بَعْدِیْ کے الفاظ نہیں ہیں اور اگر یہ الفاظ موجود بھی ہوں تو ان کا مطلب یہ نہیں ہے کہ خلافت حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ میں منحصر ہے اور یہ مطلب بھی نہیں ہے کہ وہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد بلا واسطہ (اور پہلے) خلیفہ ہوں گے ۔

٥٨٢٧ [۲] وَعَنْ زِرِّ بْنِ حُبَيْشٍ قَالَ قَالَ عَلِيٌّ وَالَّذِيْ فَلَقَ الْحَبَّةَ وَبَرَأَ النَّسَمَةَ اِنَّهٗ لَعَهْدُ النَّبِيِّ الْاُمِّيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِلَيَّ اَنْ لَّا يُحِبَّنِيْ اِلَّا مُؤْمِنٌ

حضرت زر بن حبیش [۱] سے روایت ہے کہ حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: قسم ہے اس ذات کی جس نے دانے کا سینہ چیرا [۲] اور روح انسانی [۳] کو پیدا فرمایا ۔ نبی امی صلی اللہ علیہ وسلم نے

marfat.com
Marfat.com

وَلَا يُبْغِضُنِيْ اِلَّا مُنَافِقٌ۔ (رَوَاهُ مُسْلِمٌ)

مجھے حکم دیا[4] کہ مجھ سے صرف مومن محبت رکھے گا اور صرف منافق مجھ سے دشمنی رکھے گا[5] (مسلم)

[1] زِرّ زاء کے نیچے زیر اور راء مشدد ابن حبیش بے نقطہ حاء پر پیش، باء پر زبر، آخر میں شین تابعی ہیں انھوں نے جاہلیت اور اسلام کا زمانہ پایا ساٹھ سال جاہلیت میں گزارے اور ساٹھ سال اسلام میں۔ بعض نے ان کی عمر ایک سو تیس سال، بعض نے ایک سو پچاس سال، بعض نے ایک سو ساٹھ سال بیان کی حضرت عبداللہ ابن مسعود کے شاگرد اور قراءت کے اکابر علماء میں سے تھے۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ ان سے عربی کے بارے میں کئی باتیں دریافت فرماتے تھے۔

[2] یعنی اس میں سے سبزہ اگایا، کیونکہ دانہ چیرا جاتا ہے پھر اس میں سے سبزہ پیدا ہوتا ہے۔

[3] نسمۃ پہلے دونوں حرفوں پر زبر، اس کا معنی ہے نفس، روحِ انسانی، مخلوق کے معنی میں بھی آتا ہے

[4] اور وصیت فرمائی

[5] پس حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی محبت ایمان کی علامت اور ان کی دشمنی منافقت کی نشانی ہے اللہ تعالیٰ ہمیں آپ کی دشمنی سے محفوظ رکھے۔

۵۸۲۸ وَعَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ يَوْمَ خَيْبَرَ لَاُعْطِيَنَّ هٰذِهِ الرَّايَةَ غَدًا رَجُلًا يَفْتَحُ اللّٰهُ عَلٰى يَدَيْهِ يُحِبُّ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَيُحِبُّهُ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ فَلَمَّا اَصْبَحَ النَّاسُ غَدَوْا عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كُلُّهُمْ يَرْجُوْنَ اَنْ يُّعْطَاهَا فَقَالَ اَيْنَ عَلِيُّ ابْنُ اَبِيْ طَالِبٍ فَقَالُوْا هُوَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ يَشْتَكِيْ عَيْنَيْهِ قَالَ فَاَرْسِلُوْا اِلَيْهِ فَاُتِيَ بِهٖ فَبَصَقَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ عَيْنَيْهِ فَبَرَاَ حَتّٰى كَاَنْ لَّمْ يَكُنْ بِهٖ وَجَعٌ فَاَعْطَاهُ الرَّايَةَ فَقَالَ عَلِيٌّ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اُقَاتِلُهُمْ

حضرت سہل بن سعد[1] رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خیبر[2] کے دن فرمایا: ہم کل یہ جھنڈا اس شخص کو عطا کریں گے، جس کے ہاتھوں اللہ تعالیٰ فتح عطا فرمائے گا۔ وہ شخص اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول سے محبت رکھتا ہے اور اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول اس سے محبت رکھتے ہیں۔ جب صحابہ کرام نے صبح کی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو گئے، ان میں سے ہر ایک کی آرزو یہ تھی کہ انھیں جھنڈا عطا کیا جائے[3] آپ نے فرمایا: علی بن ابی طالب کہاں ہیں[4]؟ صحابہ کرام نے عرض کیا: یارسول اللہ! وہ آنکھوں کی شکایت کر رہے ہیں[5]۔ آپ نے فرمایا کسی کو ان کے پاس بھیجو[6] انھیں لایا گیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی دونوں آنکھوں میں لعابِ دہن لگایا تو وہ یوں تندرست ہو گئے[7] جیسے انھیں کوئی تکلیف

marfat.com
Marfat.com

حَتّٰی یَکُوْنُوْا مِثْلَنَا قَالَ اُنْفُذْ عَلٰی رِسْلِكَ حَتّٰی تَنْزِلَ بِسَاحَتِهِمْ ثُمَّ ادْعُهُمْ اِلَی الْاِسْلَامِ وَاَخْبِرْهُمْ بِمَا يَجِبُ عَلَيْهِمْ مِنْ حَقِّ اللّٰهِ فِيْهِ فَوَاللّٰهِ لَاَنْ يَّهْدِيَ اللّٰهُ بِكَ رَجُلًا وَّاحِدًا خَيْرٌ لَّكَ مِنْ اَنْ تَكُوْنَ لَكَ حُمْرُ النَّعَمِ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ وَذُكِرَ حَدِيْثُ الْبَرَاءِ قَالَ لِعَلِيٍّ اَنْتَ مِنِّيْ وَاَنَا مِنْكَ فِيْ بَابِ بُلُوْغِ الصَّغِيْرِ۔

ہی نہ تھی، آپ نے انھیں جھنڈا عطا فرمایا، حضرت علی مرتضیٰ نے عرض کیا یا رسول اللہ! میں کافروں سے جنگ کروں گا یہاں تک کہ وہ ہم جیسے ہو جائیں[۹] فرمایا نرمی اور آہستگی کے ساتھ جاؤ[۱۰] یہاں تک کہ ان کے میدان میں اترو پھر انھیں اسلام کی طرف بلاؤ اور انھیں بتاؤ کہ اسلام میں ان پر اللہ تعالیٰ کا کیا حق واجب ہے؟ پس اللہ تعالیٰ کی قسم! اللہ تعالیٰ تمھارے ذریعے ایک شخص کو ہدایت عطا فرمائے تو یہ تمھارے لیے اس سے بہتر ہے کہ تمھارے لیے سرخ اونٹ ہوں[۱۱] (صحیحین) حضرت براء کی یہ روایت کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی کو فرمایا: "تم مجھ سے ہو اور میں تم سے ہوں" باب بلوغ الصغیر میں ذکر کی گئی ہے۔

٭ ٭ ٭

۱ـ سہل بن سعد ساعدی انصار میں سے ہیں اور مدینہ طیبہ میں وفات پانے والے آخری صحابی ہیں۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی رحلت کے وقت ان کی عمر پندرہ سال تھی۔

۲ـ خیبر، مدینہ طیبہ سے شام کی جانب آٹھ مرحلوں پر واقع ہے۔ قلعوں اور زرعی زمینوں پر مشتمل ہے یہ غزوہ ۷ھ میں ہوا۔

۳ـ یعنی قلعہ خیبر اس کے ہاتھوں فتح فرمائے گا۔

۴ـ مروی ہے کہ صحابہ کرام کو تمام رات اس شوق اور انتظار میں نیند نہیں آئی کہ کل انھیں یہ نعمت نصیب ہو۔

۵ـ حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ آنکھوں کی تکلیف کی بناء پر پیچھے رہ گئے تھے۔ بعد ازاں راستے میں یا خیبر میں پہنچنے کے بعد نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو گئے۔

۶ـ یعنی ان کی آنکھیں دکھ رہی تھیں۔

۷ـ تاکہ انھیں بلا کر لائے۔

۸ـ بُرُءٌ باء پر پیش اور راء ساکن، بیماری سے شفا پانا ..... اس کے بعد ان کی آنکھوں میں کبھی تکلیف نہ ہوئی۔ (سبحان اللہ سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا لعابِ دہن کیسا آبِ شفا ہے ایک دفعہ لگایا پھر کبھی تکلیف نہ ہوئی۔ جب کہ ہمارا تھوک بیماریوں کا باعث ہے۔

۹ـ یعنی مسلمان ہو جائیں۔

marfat.com
Marfat.com

۱۰ نفوذ، نقطے والے ذال کے ساتھ، تیر کا نشانے سے پار ہو جانا ۔ رسل، راء کے نیچے زیر اور سین ساکن، آہستہ چلنا ۔

۱۱ ساحۃ الدار گھر کا کھلا میدان

۱۲ سرخ اونٹ عربوں کے نزدیک نہایت قیمتی اور پسندیدہ مال شمار کیے جاتے ہیں ۔ یہ عربوں کے نزدیک ہر نفیس چیز کے لیے بطور محاورہ استعمال کیا جاتا ہے ۔ حمر میم ساکن، اَحْمَرْ کی جمع ہے اور میم پر پیش ہو تو یہ حمار کی جمع ہے (جس کا معنی گدھا ہے)

الفصل الثانی

دوسری فصل

۵۸۲۹ عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِنَّ عَلِيًّا مِنِّيْ وَاَنَا مِنْهُ وَهُوَ وَلِيُّ كُلِّ مُؤْمِنٍ (رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ)

حضرت عمران بن حصین [۱] رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بے شک علی ہم سے ہیں اور ہم علی مرتضیٰ سے ہیں [۲] اور وہ ہر مومن کے دوست ہیں [۳] (ترمذی)

۱ عمران بن حصین حاء پر پیش اور صاد پر زبر، متقدمین اور فضلاء صحابہ میں سے ہیں ۔ فرشتے ان کی زیارت کے لیے آتے تھے اور انھیں سلام کرتے تھے رضی اللہ عنہ ۔

۲ اس سے مراد کمال اتحاد، اتصال، اخلاص اور یگانگت ہے ۔

۳ ولی کا معنی ہے دوست، محب اور مددگار

۵۸۳۰ وَعَنْ زَيْدِ بْنِ اَرْقَمَ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ كُنْتُ مَوْلَاهُ فَعَلِيٌّ مَوْلَاهُ (رَوَاهُ اَحْمَدُ وَالتِّرْمِذِيُّ)

حضرت زید بن ارقم [۱] رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس کے ہم مولا ہیں علی مرتضیٰ بھی اس کے مولا ہیں [۲] (امام احمد، ترمذی)

۱ حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ مشہور صحابی ہیں ۔ سترہ غزوات میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر رہے ۔ حضرت امیر المومنین علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے خصوصی احباب میں سے تھے ۔

۲ یہ حدیث تیسری فصل میں تفصیل کے ساتھ آئے گی ۔ اس جگہ اس کی شرح کی جائے گی ۔

۵۸۳۱ وَعَنْ حُبْشِيِّ بْنِ جُنَادَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلِيٌّ مِنِّيْ وَاَنَا مِنْ عَلِيٍّ وَلَا يُؤَدِّيْ عَنِّيْ اِلَّا اَنَا اَوْ عَلِيٌّ (رَوَاهُ

حضرت حبشی بن جنادہ [۱] رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا علی ہم سے ہیں اور ہم علی سے ہیں اور ہماری طرف سے صرف ہم حق ادا کریں گے یا علی مرتضیٰ [۲] یہ

marfat.com

Marfat.com

التِّرْمِذِيُّ وَرَوَاهُ أَحْمَدُ عَنْ أَبِي جُنَادَةَ ۔

حدیث امام ترمذی نے روایت کی۔ امام احمد نے اسے حضرت ابوجنادہ سے روایت کیا۔

سلہ حبشی بے نقطہ حاء پر پیش باء ساکن، شین کے نیچے زیر، یاء مشدد بن جنادہ جیم پر پیش، نون مخفف، حضرت حبشی رضی اللہ عنہ صحابی ہیں۔ حجۃ الوداع میں انھوں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کی ان کا شمار اہلِ کوفہ میں ہوتا ہے۔

سلہ یہ اس سال کی بات ہے جب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو حج کے لیے بھیجا اور انھیں امیر الحج بنایا (یعنی ۹ ہجری میں) ان کی روانگی کے بعد حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ کو بھیجا تاکہ مشرکین کا معاہدہ ختم کر دیں اور ان کو سورہ براءت پڑھ کر سنائیں جس میں اس بارے میں آیات وارد ہیں اور اعلان کریں کہ مشرک ناپاک ہیں۔ اس سال کے بعد مسجد حرام کے پاس نہ آئیں اور اس کے علاوہ دیگر احکام بھی بیان کریں۔ عربوں کی عادت تھی کہ جب وہ کسی معاہدے کو ختم کرتے یا پختہ کرتے یا صلح کرتے یا معاہدہ کرتے تو ان امور کو قوم کا سردار کرتا یا اس کے قریبی رشتہ داروں میں سے کوئی انجام دیتا، اس کے علاوہ کسی کی بات کو قبول نہیں کرتے تھے۔ اس لیے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ کو بھیجا تاکہ یہ کام انجام دیں اور یہ حدیث ارشاد فرمائی (امیر الحاج بدستور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ہی تھے اسی لیے دوسرے صحابہ کرام کے ساتھ حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ بھی اعلان کرنے والوں میں شامل تھے۔ ۱۲ اشرف قادری)

۵۸۳۲ وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ آخَى رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْنَ أَصْحَابِهِ فَجَاءَ عَلِيٌّ تَدْمَعُ عَيْنَاهُ فَقَالَ آخَيْتَ بَيْنَ أَصْحَابِكَ وَلَمْ تُوَاخِ بَيْنِي وَبَيْنَ أَحَدٍ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْتَ أَخِي فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ (رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرام کے درمیان بھائی چارہ قائم کیا سلہ حضرت علی اس حال میں حاضر ہوئے کہ ان کی آنکھوں سے آنسو بہہ رہے تھے انھوں نے عرض کیا کہ آپ نے اپنے صحابہ کے درمیان عقد اخوت قائم کیا ہے میرے اور کسی صحابی کے درمیان یہ عقد قائم نہیں فرمایا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: آپ دنیا اور آخرت میں ہمارے بھائی ہیں سلہ اس حدیث کو امام ترمذی نے روایت کیا اور فرمایا کہ یہ حدیث حسن غریب ہے۔

سلہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے دو دو صحابیوں (ایک مہاجر اور ایک انصاری) کے درمیان دوستی اور بھائی چارے کا عقد قائم فرمایا یہ مدینہ منورہ میں آنے کے پانچ ماہ بعد کا واقعہ ہے (نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم

marfat.com
Marfat.com

نے مہاجر صحابہ کی آبادکاری اور ان کا معاشی مسئلہ اتنے عمدہ طریقے سے حل فرمایا کہ اس سے بہتر حل ہو ہی نہیں سکتا ۱۲ شرف قادری)

سلہ یعنی آپ کو کیا حاجت ہے اور کیا مناسبت ہے؟ کہ آپ کو کسی دوسرے کا بھائی بنایا جائے۔

۵۸۲۳ وَعَنْ اَنَسٍ قَالَ كَانَ عِنْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ طَيْرٌ فَقَالَ اَللّٰهُمَّ ائْتِنِيْ بِاَحَبِّ خَلْقِكَ اِلَيْكَ يَاْكُلُ مَعِيَ هٰذَا الطَّيْرَ فَجَاءَهُ عَلِيٌّ فَاَكَلَ مَعَهٗ۔

(رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ هٰذَا حَدِيْثٌ غَرِيْبٌ)

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک پرندہ[1] تھا، آپ نے دعا کی کہ اے اللہ! اس شخص کو بھیج دے جو تیرے نزدیک عام مخلوق سے زیادہ محبوب ہو وہ میرے ساتھ اس پرندے کو کھائے پس حضرت علی مرتضیٰ تشریف لائے انھوں نے آپ کے ساتھ پرندے کا گوشت تناول کیا[2] اس حدیث کو امام ترمذی نے روایت کیا اور فرمایا یہ حدیث غریب ہے۔

سلہ یعنی بھونا ہوا جیسے کہ دوسری روایات میں یہ آیا ہے۔

سلہ اس حدیث سے پتا چلتا ہے کہ حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک تمام مخلوق سے زیادہ محبوب تھے۔ شارحین نے اسے اختیار کیا ہے اور اس میں مختلف طریقوں سے تخصیص کی ہے۔

(۱) مطلب یہ ہے کہ جو اللہ تعالیٰ کے محبوب ترین لوگوں کے گروہ میں سے ہے۔

(۲) جو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا کے بیٹوں میں سے محبوب ترین ہے۔

(۳) جو آپ کے رشتہ داروں میں سے محبوب ترین ہے۔

(۴) جو میرے احسان کا زیادہ حق دار اور لائق ہے۔ غالباً یہ تخصیصات اس لیے ہیں کہ حضرت ابوبکر صدیق اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہما سے زیادہ محبوب ہونا لازم نہ آئے اور حقیقت یہ ہے کہ ان تخصیصات کی حاجت نہیں ہے۔ کیونکہ یقینی بات ہے کہ علی العموم تمام مخلوق مراد نہیں ہے کیونکہ مطلقاً محبوب ترین ہستی، افضل المخلوقین اور سید المحبوبین صلی اللہ علیہ وسلم ہیں، صحابہ کرام میں اگر بعض صحابہ بعض وجوہ کی بناء پر زیادہ محبوب ہوں تو کیا حرج ہے ثواب کی کثرت کے اعتبار سے افضل ہونا اس کے منافی نہیں ہے اس لیے کہ تمام وجوہ سے زیادہ محبوب ہونا مراد نہیں ہے، جیسے کہ زیادہ افضل اور زیادہ محبوب ہونے کے مسئلہ میں بعض علماء نے بیان کیا ہے۔ یہ مقام وسیع ہے اسے تنگ کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ فافہم۔

(شیخ الاسلام، محقق عصر ابوزرعہ عراقی رحمہ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ جو شخص اس بات کا اعتراف کر لے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد اس امت کے افضل ترین حضرت ابوبکر، پھر حضرت عمر، پھر حضرت عثمان پھر حضرت علی رضی اللہ عنہم ہیں، لیکن وہ حضرت علی مرتضیٰ سے حضرت ابوبکر صدیق کی نسبت زیادہ محبت رکھتا ہے، تو اگر

marfat.com
Marfat.com

یہ محبت دینی ہے تو اس کا کوئی مطلب نہیں، کیونکہ دینی محبت افضل ہونے کو لازم ہے جیسے ہم نے بیان کیا اور یہ شخص حضرت ابوبکر صدیق کے افضل ہونے کا صرف زبانی اقرار کرتا ہے، دل سے حضرت علی مرتضیٰ کے افضل ہونے کا قائل ہے کیونکہ وہ ان سے دینی محبت زیادہ رکھتا ہے اور یہ جائز نہیں ہے اور اگر مذکورہ محبت دنیاوی ہے اس لیے کہ وہ حضرت علی مرتضیٰ کی اولاد میں سے ہے یا کوئی دوسری وجہ ہے تو یہ ممنوع نہیں ہے۔
(الصواعق المحرقۃ از علامہ ابن حجر مکی ص ۶۵) ۱۲ اشرف قادری)

۵۸۲۴ وَعَنْ عَلِيٍّ قَالَ كُنْتُ إِذَا سَأَلْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَعْطَانِي وَإِذَا سَكَتُّ ابْتَدَأَنِي رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ۔

حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کوئی چیز مانگتا تھا تو آپ مجھے عطا فرماتے تھے اور جب میں خاموش رہتا تھا تو از خود عنایت فرماتے تھے[۱] اس حدیث کو امام ترمذی نے روایت کیا اور فرمایا کہ یہ حدیث حسن غریب ہے۔

❖ ❖ ❖

[۱] اور یہ مقام محبوبیت ہے۔

۵۸۲۵ وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَا دَارُ الْحِكْمَةِ وَعَلِيٌّ بَابُهَا رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ هٰذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ وَقَالَ رَوٰى بَعْضُهُمْ هٰذَا الْحَدِيثَ عَنْ شَرِيكٍ وَلَمْ يَذْكُرُوا فِيهِ عَنِ الصُّنَابِحِيِّ وَلَا نَعْرِفُ هٰذَا الْحَدِيثَ عَنْ أَحَدٍ مِنَ الثِّقَاتِ غَيْرَ شَرِيكٍ۔

ان ہی سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ہم حکمت کا محل ہیں اور علی اس کا دروازہ ہیں[۱] (ترمذی) اور فرمایا کہ یہ حدیث غریب ہے یہ بھی فرمایا کہ بعض محدثین نے اس حدیث کو شریک سے روایت کیا اور انھوں نے یہ ذکر نہیں کیا کہ یہ صنابحی سے مروی ہے[۲] ہمیں شریک کے علاوہ کسی ثقہ راوی سے یہ معلوم نہیں ہے[۳]

[۱] یہ الفاظ مشہور ہیں "أَنَا مَدِينَةُ الْعِلْمِ وَعَلِيٌّ بَابُهَا" ہم علم کا شہر ہیں اور علی اس کا دروازہ ہیں اس میں شک نہیں ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا علم دوسرے صحابہ کرام سے بھی آیا ہے اور حضرت علی مرتضیٰ کے ساتھ خاص نہیں ہے یہ تخصیص کسی خاص وجہ کی بناء پر ہوگی کہ ان کے ذریعے وسیع اور عظیم علم لوگوں تک پہنچے گا جیسے حدیث شریف میں آیا ہے کہ أَقْضَاكُمْ عَلِيٌّ تم میں سے سب سے زیادہ فیصلہ کرنے والے علی ہیں رضی اللہ عنہ۔ اصل میں یہ حدیث ابوالصلت عبدالسلام ابن صالح ہروی سے مروی ہے۔ وہ اگرچہ شیعہ ہیں لیکن سچے ہیں اور صحابہ کرام کی تعظیم میں کوتاہی نہیں کرتے۔

[۲] جیسے کہ بعض روایات میں آیا ہے۔

[۳] اس سلسلے میں طویل گفتگو ہے جس کا کچھ حصہ (عربی) شرح میں مذکور ہے۔

marfat.com
Marfat.com

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے یہ الفاظ مروی ہیں ۔

اَنَا مَدِیْنَۃُ الْعِلْمِ وَاَبُوْبَکْرٍ اَسَاسُھَا وَعُمَرُ حِیْطَانُھَا وَعُثْمَانُ سَقْفُھَا وَعَلِیٌّ بَابُھَا ...... لَا تَقُوْلُوْا فِیْ اَبِیْ بَکْرٍ وَعُمَرَ وَعُثْمَانَ وَعَلِیٍّ اِلَّا خَیْرًا

"میں علم کا شہر ہیں ابو بکر اس کی بنیاد ہیں، عمر اس کی دیواریں ہیں، عثمان اس کی چھت ہیں اور علی اس کا دروازہ ہیں ۔ تم ابو بکر، عمر، عثمان اور علی کے بارے میں سوائے خیر (اچھی بات) کے کچھ نہ کہو"

(حافظ شیرویہ بن شہردار دیلمی : فردوس الاخبار (بیروت) ۱/۴۶)

(شرف قادری)

۵۸۳۶ وَعَنْ جَابِرٍ قَالَ دَعَا رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ عَلِیًّا یَوْمَ الطَّائِفِ فَانْتَجَاہُ فَقَالَ النَّاسُ لَقَدْ طَالَ نَجْوَاہُ مَعَ ابْنِ عَمِّہٖ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَا انْتَجَیْتُہٗ وَلٰکِنَّ اللّٰہَ انْتَجَاہُ

(رَوَاہُ التِّرْمِذِیُّ)

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے طائف کے دن حضرت علی کو بلایا اوران کے ساتھ رازداری کی گفتگو فرمائی صحابہ کرام نے کہا کہ آپ نے اپنے چچا کے بیٹے سے رازداری کی طویل گفتگو فرمائی ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں نے ان کے ساتھ رازداری کی گفتگو نہیں کی بلکہ اللہ تعالیٰ نے ان سے رازداری کی گفتگو کی ہے [1]

(ترمذی)

[1] یعنی ہم نے از خود ان کے ساتھ رازکی بات نہیں کی بلکہ اللہ تعالیٰ نے ہمیں حکم دیا ہے کہ ان سے راز کی بات کہوں لہذا ہم نے اللہ تعالیٰ کے حکم کی تعمیل میں ان سے راز کی بات کی ہے یہ مطلب بھی ہو سکتا ہے کہ ہم نے ان سے راز کی بات کہنے کی ابتدا نہیں کی بلکہ اللہ تعالیٰ ان سے گفتگو فرماتا ہے اور ان کے دل میں اسرار کا القاء فرماتا ہے لہذا ہم بھی اللہ تعالیٰ کے فعل کی موافقت اور پیروی کے لیے ان سے راز کی بات کہتے ہیں ۔

۵۸۳۷ وَعَنْ اَبِیْ سَعِیْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لِعَلِیٍّ یَا عَلِیُّ لَا یَحِلُّ لِاَحَدٍ یُّجْنِبُ فِیْ ھٰذَا الْمَسْجِدِ غَیْرِیْ وَغَیْرُکَ قَالَ عَلِیُّ بْنُ الْمُنْذِرِ فَقُلْتُ

حضرت ابو سعید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی مرتضیٰ کو فرمایا اے علی! ہمارے اور تمہارے علاوہ کسی کے لیے جائز نہیں ہے کہ وہ حالت جنابت میں اس مسجد سے گزرے ۔ علی بن منذر کہتے ہیں کہ میں نے

marfat.com
Marfat.com

لِضِرَارِ بْنِ صُرَدٍ مَا مَعْنٰى هٰذَا الْحَدِيْثِ قَالَ لَا يَحِلُّ لِاَحَدٍ يَسْتَطْرِقُهٗ جُنُبًا غَيْرِيْ وَغَيْرُكَ
(رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ غَرِيْبٌ)

ضرار بن صرد[۳] سے پوچھا کہ اس حدیث کا مطلب کیا ہے تو انھوں نے فرمایا ہمارے اور تمھارے علاوہ کسی کے لیے حلال نہیں ہے کہ جنابت کی حالت میں اس مسجد کو راستہ بنائے (ترمذی) اور فرمایا کہ یہ حدیث حسن غریب ہے۔

[۱] یعنی اتفاقاً نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ کا گزر مسجد میں واقع ہوا تھا۔ ہوسکتا ہے کہ ایک شخص جس راستے سے گزرتا ہے وہ مسجد کے پہلو میں واقع ہو وہ جنبی ہونے کے باوجود مسجد سے گزرے اس لیے قید لگا دی اور فرمایا اس مسجد میں جو گزر ہوا وہ ضرورت کی بنا پر ہوا۔ برخلاف دوسری مسجدوں کے (کہ ان میں ضرورت نہیں ہے ۱۲ شرف قادری)

[۲] علی بن منذر میم پر پیش، نون ساکن، نقطے والے ذال کے نیچے زیر، مشہور عبادت گزار تھے، کہتے ہیں کہ انھوں نے پچپن حج کیے، ان سے آئمہ کی ایک جماعت نے حدیث سنی، خالص شیعہ تھے لیکن ثقہ اور سچے تھے۔ ابن حبان نے ان کا ذکر ثقہ راویوں میں کیا ہے۔

[۳] ضرار ضاد کے نیچے زیر بن صرد بے نقطہ صاد پر پیش، راء پر زبر، کوفی اور طحان (آٹا پیسنے والے) تھے، معتمر بن سلیمان سے حدیث سنی اور علی بن منذر ان سے روایت کرتے ہیں۔

۵۸۲۸ وَعَنْ اُمِّ عَطِيَّةَ قَالَتْ بَعَثَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جَيْشًا فِيْهِمْ عَلِيٌّ قَالَتْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ رَافِعٌ يَدَيْهِ يَقُوْلُ اَللّٰهُمَّ لَا تُمِتْنِيْ حَتّٰى تُرِيَنِيْ عَلِيًّا
(رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ)

حضرت ام عطیہ[۱] رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک لشکر بھیجا، جس میں حضرت علی مرتضیٰ بھی تھے۔ ام عطیہ فرماتی ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو سنا کہ آپ دونوں ہاتھ اٹھا کر دعا کر رہے تھے کہ اے اللہ! مجھے اس وقت تک وفات نہ دے جب تک کہ تو مجھے علی مرتضیٰ نہ دکھا دے[۲] (ترمذی)

[۱] حضرت ام عطیہ انصاریہ اکابر تابعیات میں سے ہیں۔ غزوات میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی معیت میں جاتی تھیں۔ بیماروں کی تیمارداری اور زخمیوں کا علاج کرتی تھیں۔

[۲] اس سے حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے ساتھ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی شدید محبت کا اور ان کی جدائی کے سبب آپ کے اذیت محسوس کرنے کا پتہ چلتا ہے۔

marfat.com
Marfat.com

الفصل الثالث

تیسری فصل

٥٨٣٩ / ١٢ عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يُحِبُّ عَلِيًّا مُنَافِقٌ وَلَا يُبْغِضُهُ مُؤْمِنٌ
(رَوَاهُ أَحْمَدُ وَالتِّرْمِذِيُّ وَقَالَ هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ غَرِيْبٌ إِسْنَادًا)

حضرت ام سلمہ[1] رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: منافق علی سے محبت نہیں رکھے گا اور مومن ان سے بغض نہیں رکھے گا[2] (امام احمد، ترمذی) اور فرمایا یہ حدیث سند کے اعتبار سے حسن، غریب ہے۔

[1] حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا ازواجِ مطہرات میں سے ہیں۔
[2] جیسے کہ پہلی فصل میں گزر گیا ہے۔

٥٨٤٠ / ١٥ وَعَنْهَا قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ سَبَّ عَلِيًّا فَقَدْ سَبَّنِيْ
(رَوَاهُ أَحْمَدُ)

ان ہی سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس نے علی مرتضیٰ کو گالی دی اس نے مجھے گالی دی[1] (امام احمد)

[1] اس لیے کہ انھیں گالی دینے سے ہمیں گالی دینا لازم آتا ہے (نسبی قرابت کی بنا پر) ۱۲ قادری

٥٨٤١ / ١٦ وَعَنْ عَلِيٍّ قَالَ قَالَ لِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْكَ مَثَلٌ مِنْ عِيْسٰى أَبْغَضَتْهُ الْيَهُوْدُ حَتّٰى بَهَتُوْا أُمَّهُ وَأَحَبَّتْهُ النَّصَارٰى حَتّٰى أَنْزَلُوْهُ بِالْمَنْزِلَةِ الَّتِيْ لَيْسَتْ لَهُ ثُمَّ قَالَ يَهْلِكُ فِيَّ رَجُلَانِ مُحِبٌّ مُفْرِطٌ يُقَرِّظُنِيْ بِمَا لَيْسَ فِيَّ وَمُبْغِضٌ يَحْمِلُهُ شَنَآنِيْ عَلٰى أَنْ يَبْهَتَنِيْ
(رَوَاهُ أَحْمَدُ)

حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تمھارے اندر حضرت عیسیٰ پیغمبر کی مشابہت ہے۔ یہودیوں نے انھیں دشمن جانا یہاں تک کہ ان کی والدہ ماجدہ پر جھوٹ باندھا[3]، نصاریٰ نے ان سے محبت کی یہاں تک کہ انھیں ایسے مرتبے پر اتارا جو ان کے لیے ثابت نہیں ہے[4] پھر حضرت علی مرتضیٰ نے فرمایا میرے بارے میں دو شخص ہلاک ہوں گے (۱) محبت میں حد سے تجاوز کرنے والا جو میری تعریف ایسی صفت کے ساتھ کرے گا جو مجھ میں نہیں[5]۔ (۲) دشمنی رکھنے والا جسے میری دشمنی اس بات پر ابھارے گی کہ مجھ پر بہتان باندھے[6] (امام احمد)

[3] حضرت مریم پارسا ہیں یہودیوں نے ان کی نسبت زنا کی طرف کی (معاذ اللہ)

marfat.com
Marfat.com

ــــه۲ نصاریٰ نے انھیں اللہ یا اللہ کا بیٹا قرار دیا (نعوذ باللہ تعالیٰ من ذٰلک)

ــــه۳ تقریظ قاف اور نقطے والی ظاء کے ساتھ، کسی کی حق یا باطل کے ساتھ تعریف کرنا اور یہ لفظ عناد کے ساتھ وصف بیان کرنے کے معنی میں بھی آیا ہے۔

ــــه۴ اور ایسی چیزیں مجھ سے وابستہ کرے جن سے اللہ تعالیٰ نے مجھے بَری کیا ہے۔ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ محبت اتنی ہی قابلِ تعریف ہے جو حد سے تجاوز نہ کرے اور قاعدہ عقل و شریعت کے مطابق ہو محبت جب حد سے بڑھ جائے تو گمراہی کی طرف لے جاتی ہے اور عدالت کے راہِ راست سے باہر پھینک دیتی ہے اور گمراہی کی طرف منسوب کر دیتی ہے۔ اس صفت کے ساتھ اہلِ سنت وجماعت موصوف ہیں جو اس سلسلے میں افراط و تفریط دونوں طرفوں سے محفوظ ہیں خصوصًا وہ حضرات جن کے چہرے تعصب کے گرد و غبار سے محفوظ ہیں اور وہ درمیانے (معتدل) راستے پر چلتے ہیں۔

مختصر یہ کہ سرمایۂ کامیابی اور نجات دو چیزیں ہیں:۔

(۱) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خاندان کی محبت اور

(۲) صحابہ کرام کی تعظیم

کوشش کرنی چاہیے کہ یہ دونوں چیزیں جمع ہوں اللہ تعالیٰ ہمیں یہ سعادت عطا فرمائے۔

امام احمد رضا بریلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:۔ ے

اہلِ سنت کا ہے بیڑا پار اصحابِ حضور
نجم ہیں اور ناؤ ہے عترت رسول اللہ کی

۵۸۴۲ ۱۴ وَعَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ وَزَيْدِ بْنِ اَرْقَمَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمَّا نَزَلَ بِغَدِيْرِ خُمٍّ اَخَذَ بِيَدِ عَلِيٍّ فَقَالَ اَلَسْتُمْ تَعْلَمُوْنَ اَنِّيْ اَوْلٰى بِالْمُؤْمِنِيْنَ مِنْ اَنْفُسِهِمْ قَالُوْا بَلٰى قَالَ اَلَسْتُمْ تَعْلَمُوْنَ اَنِّيْ اَوْلٰى بِكُلِّ مُؤْمِنٍ مِّنْ نَّفْسِهٖ قَالُوْا بَلٰى فَقَالَ اَللّٰهُمَّ مَنْ كُنْتُ مَوْلَاهُ فَعَلِيٌّ مَوْلَاهُ اَللّٰهُمَّ وَالِ مَنْ وَالَاهُ وَعَادِ مَنْ عَادَاهُ فَلَقِيَهٗ عُمَرُ بَعْدَ ذٰلِكَ فَقَالَ لَهٗ هَنِيْئًا يَّا ابْنَ اَبِيْ طَالِبٍ اَصْبَحْتَ وَاَمْسَيْتَ مَوْلٰى

حضرت براء بن عازب اور حضرت زید بن ارقم[ا] رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب غدیر خم میں اُترے[۲] تو آپ نے علی مرتضیٰ کا ہاتھ پکڑ کر فرمایا[۳]: کیا تم نہیں جانتے؟ کہ ہم مومنوں سے ان کی جانوں کی نسبت بھی زیادہ قریب ہیں[۴]۔ صحابہ کرام نے عرض کیا کیوں نہیں۔ فرمایا کیا تم نہیں جانتے کہ ہم ہر مومن کی جان سے بھی زیادہ اس کے قریب ہیں صحابہ کرام نے عرض کیا: کیوں نہیں؟ آپ نے فرمایا اے اللہ! جس کے ہم مولا ہیں علی بھی اس کے مولا ہیں اے اللہ جو اُن سے دوستی رکھے، اسے دوست رکھ اور جو اُن سے دشمنی رکھے تو بھی اسے دشمن رکھ[۵]۔ اس کے بعد حضرت عمر فاروق حضرت علی مرتضیٰ سے

marfat.com
Marfat.com

كُلِّ مُؤْمِنٍ وَّمُؤْمِنَةٍ
(رَوَاهُ اَحْمَدُ)

ملے اور انھیں کہنے لگے ابن ابی طالب! آپ کو مبارک ہو، آپ نے صبح اور شام اس حال میں کی ہے کہ آپ ہر مرد وزن مومن کے مولا ہیں۔[4] (امام احمد)

[1] یہ دونوں مشہور صحابی اور حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے مخلصین میں سے ہیں۔

[2] حجۃ الوداع سے واپسی پر ایک جگہ تشریف فرما ہوئے جس کا نام غدیر خم ہے نقطے والی خاء پر پیش اور میم مشدد حرمین شریفین کے درمیان جحفہ میں ایک جگہ ہے۔

[3] صحابہ کرام کو جمع کر کے فرمایا، ایک روایت میں آیا ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اونٹوں کے پالانوں کا منبر بنایا اور اس پر تشریف فرما ہوئے۔

[4] اور ان کی جانوں سے بھی زیادہ دوست ہیں، جیسے کہ قرآن مجید میں بھی مذکور ہے۔ ایک روایت میں ہے کہ تین دفعہ یہ کلمات ارشاد فرمائے۔

[5] پہلے عمومی طور پر مومنوں کے بارے میں گفتگو فرمائی، پھر ہر مومن کے بارے میں ارشاد فرمایا — مطلب یہ ہے کہ ہم مومنوں کو اسی چیز کا حکم دیتے ہیں جس میں ان کی بہتری کامیابی اور دنیا و آخرت کی بھلائی ہو، برخلاف ان کے نفوس کے کہ کبھی شر اور فساد کی طرف بھی بلاتے ہیں۔

[6] ایک روایت میں یہ الفاظ بھی آئے ہیں وَاَحِبَّ مَنْ اَحَبَّهٗ وَاَبْغِضْ مَنْ اَبْغَضَهٗ وَانْصُرْ مَنْ نَّصَرَهٗ وَاخْذُلْ مَنْ خَذَلَهٗ جو ان سے محبت رکھے تو اسے محبوب بنا، جو ان سے بغض رکھے تو اسے مبغوض (دشمن) قرار دے جو ان کی امداد کرے اس کی امداد فرما اور جو انھیں امداد نہ دے تو بھی اسے امداد نہ دے۔

[7] یاد رہے کہ یہ قوی ترین دلیل ہے جس کے ساتھ شیعہ اپنے اس دعوے پر استدلال کرتے ہیں، کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی خلافت کے بارے میں تفصیلی نص وارد ہے وہ کہتے ہیں کہ مولیٰ کا اس جگہ معنیٰ ہے امامت کا زیادہ حق دار اور اس کی دلیل نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان ہے اَلَسْتُ اَوْلٰى بِكُمْ؟ اس کا معنیٰ مددگار اور محبوب نہیں ہے، ورنہ صحابہ کرام کو جمع کرنے، ان سے خطاب کرنے، اتنا مبالغہ کرنے اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کے لیے دعا کرنے کی حاجت نہیں تھی، کیونکہ اس بات کو تو ہر صحابی جانتے اور پہچانتے تھے۔ ایسی دعا صرف ایسے امام معصوم کے لیے ہوتی ہے جس کی اطاعت فرض ہو۔ پس حضرت علی رضی اللہ عنہ کا امت پر وہی حق ولا ہوگا جو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا امت پر حق ولا ہے۔ پس یہ حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی خلافت پر نص صریح ہے یہ حدیث صحیح ہے جسے کسی شک و شبہے کے بغیر محدثین کی ایک جماعت مثلاً امام ترمذی، نسائی امام احمد نے روایت کیا ہے۔ اس حدیث کی کثیر سندیں ہیں۔ اس کو سولہ صحابیوں نے روایت کیا ہے۔ امام احمد کی ایک روایت میں ہے کہ اس حدیث کو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے تیس صحابہ کرام نے سنا ہے، اور

marfat.com
Marfat.com

حضرت علی کی خلافت کے زمانے میں جب ان سے نزاع اور اختلاف کیا گیا تو ان صحابہ نے اس حدیث کی گواہی دی، اس کی بہت سی سندیں اور صحیح اور حسن ہیں جن حضرات نے اس حدیث کے صحیح ہونے کے بارے میں گفتگو کی ہے ان کا قول قابلِ توجہ نہیں ہے ۔ اسی طرح ان حضرات کا قول بھی لائق التفات نہیں ہے جنھوں نے کہا ہے کہ اَللّٰھُمَّ وَالِ مَنْ وَّالَاہُ کی زیادتی موضوع ہے اس لیے کہ یہ زیادتی متعدد سندوں کے ساتھ وارد ہوئی ہے ان میں سے اکثر کی علامہ ذہبی نے تصحیح کی ہے اسی طرح علامہ حجر مکی نے الصواعق المحرقہ میں بیان کیا ۔

لیکن ہم شیعہ کو بطور الزام کہتے ہیں کہ ان کے نزدیک امامت کی دلیل میں بالاتفاق تواتر معتبر ہے ، اور انھوں نے کہا ہے کہ جب تک حدیث متواتر نہ ہو اس سے امامت کے صحیح ہونے پر استدلال نہیں کیا جا سکتا اور یقینی بات ہے کہ یہ حدیث متواتر نہیں ہے اس لیے کہ اس میں اختلاف موجود ہے اگرچہ یہ اختلاف مردود ہے بلکہ اس پر طعن کرنے والے وہ عادل اور آئمہ حدیث ہیں جن کی طرف اس معاملے میں رجوع کیا جا سکتا ہے مثلاً ابوداؤد سجستانی ، ابوحاتم رازی اور دیگر آئمہ اور امام بخاری ، مسلم ، واقدی وغیرہم اکابر محدثین نے اسے روایت نہیں کیا جو حفظ اور ضبط والے ہیں اور انھوں نے حدیث شریف کے حاصل کرنے کے لیے متعدد شہروں اور علاقوں کا سفر کیا ۔ یہ بات اگرچہ حدیث کے صحیح ہونے میں مخل نہیں ہے لیکن ایسی حدیث کے بارے میں تواتر کا دعوٰی کرنا عجیب ترین بات ہے ۔ حالانکہ شیعہ نے امامت کی حدیث میں تواتر کو شرط قرار دیا ہے ۔ خوب غور کیجیے گا ۔

اہلِ سنت وجماعت نے شیعہ پر رد کیا ہے اس جگہ ان کی طویل گفتگو ہے جو صواعق محرقہ (از ابن حجر مکی ہیتمی) میں مذکور ہے ، ہم اس کا کچھ حصہ بطور اختصار بیان کرتے ہیں ۔ وہ فرماتے ہیں کہ ہم تسلیم نہیں کرتے کہ اس جگہ مولیٰ کا معنی حاکم اور والی ہے بلکہ اس کا معنی محبوب اور مددگار ہے کیونکہ لفظ مولیٰ کئی معنی میں مشترک ہے (۱) آزاد کرنے والا (۲) آزاد کیا ہوا (۳) امر میں تصرف کرنے والا (۴) مددگار (۵) محبوب اور مشترک کے بعض معانی کو دلیل کے بغیر معین کرنا ناقابلِ اعتبار ہے ۔ اہلِ سنت وجماعت اور شیعہ محبوب اور مددگار کے مراد ہونے پر متفق ہیں ۔ حضرت علی مرتضیٰ ہمارے سردار ، ہمارے محبوب اور ہمارے مددگار ہیں ۔ حدیث شریف کی روش سے بھی اسی معنی کی طرف اشارہ ہے ۔ مولیٰ کا معنی امام نہ تو لغت میں معلوم ہے اور نہ شریعت میں ، لغت کے کسی امام نے بھی اس کا ذکر نہیں کیا ۔ ہاں اگر یہ کہا جائے کہ وزن تو مفعل کا ہے لیکن معنی افعل والا ہے لیکن یہ اس لیے مناسب نہیں کہ کہا جاتا ہے کہ یہ چیز فلاں سے اولیٰ ہے لیکن یہ نہیں کہا جاتا کہ یہ چیز فلاں سے مولیٰ ہے ۔ حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی موالات پر نص کرنے کا مقصد اس بات پر تنبیہ کرنا ہے کہ ان کے بغض سے اجتناب کیا جائے ، کیونکہ موالات کا خاص طور پر ذکر ان کی شرافت وفضیلت کو مضبوط اور مستحکم کرنا ہے ۔ اسی لیے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ابتداء میں فرمایا : کیا ہم مومنوں سے ان کی جانوں کی

marfat.com
Marfat.com

نسبت زیادہ قریب نہیں ؟ اور دعا بھی اسی اعتبار سے ہے ۔ بعض روایات میں اہل بیت نبوت کا ذکر عموماً اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کا ذکر خصوصاً آیا ہے ۔ جیسے امام طبرانی اور امام جزری سند صحیح کے ساتھ لائے ہیں ۔ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ ان حضرات کی محبت کی ترغیب اور تاکید مراد ہے ۔

نیز محدثین فرماتے ہیں کہ اس ارشاد کا سبب یہ ہے کہ بعض صحابہ یمن میں حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے ساتھ تھے ۔ انھوں نے بعض معاملات میں ان پر اعتراض کیا اور ان کی شکایت کی جیسے کہ حضرت بریدہ اسلمی ، صحیح بخاری میں یہ روایت لائے ہیں اور علامہ ذہبی (جیسے نقاد) نے اس کی تصحیح کی ہے ۔ پس نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرہ انور کا رنگ متغیر ہوگیا اور فرمایا : اے بریدہ ! کیا ہم مومنوں سے ان کی جانوں سے زیادہ قریب نہیں ہیں (الحدیث) صحابہ کرام کو بھی جمع فرمایا اور اس بارے میں تاکید فرمائی ۔

شیخ ابن حجر مکی فرماتے ہیں کہ اگر ہم تسلیم کرلیں کہ مولیٰ کا معنیٰ اولیٰ ہے تو یہ کہاں سے لازم آتا ہے کہ اس کا مطلب یہ ہو کہ وہ امامت ہی کے لیے اولیٰ ہیں بلکہ قرب اور اتباع کے اعتبار سے اولیٰ ہونا مراد ہے ۔ جیسے کہ قرآن مجید میں ارشاد ہے اِنَّ اَوْلَی النَّاسِ بِاِبْرَاھِیْمَ لَلَّذِیْنَ اتَّبَعُوْہُ بے شک ابراہیم کے زیادہ قریب وہ لوگ ہیں جنھوں نے ان کی پیروی کی اس احتمال کے خلاف دلیل قطعی تو کیا دلیل ظاہر بھی موجود نہیں ہے ۔

چلیے ہم یہ بھی تسلیم کر لیتے ہیں کہ امامت کے لیے اولیٰ ہونا ہی مراد ہے لیکن اس امر کی کیا دلیل ہے کہ فی الحال امامت مراد ہے ۔ ہم کہتے ہیں کہ اپنے وقت پر ان کی خلافت مراد ہے جب (چوتھے نمبر پر) ان کی بیعت کی جائے گی ۔ خلفاء ثلاثہ کو پہلے خلیفہ بنانے پر صحابہ کرام کا اجماع ہے اور اس اجماع میں حضرت علی مرتضیٰ بھی داخل ہیں (پھر غور فرمائیں کہ) متعدد چیزوں سے صراحۃً پتہ چلتا ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ خلیفہ ہوں گے تو حضرت علی رضی اللہ عنہ کی خلافت پر نص کیسے ہو سکتی ہے ۔

اس حدیث سے بوقتِ حاجت حضرت علی مرتضیٰ اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے استدلال کیا اور نہ کسی دوسری شخصیت نے البتہ حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے اس حدیث سے اپنی خلافت کے دوران استدلال کیا ، پس ان کا اپنی خلافت کے زمانے تک استدلال سے خاموش رہنا اس بات کی دلیل ہے کہ وہ اس امر کو جانتے تھے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے نص نہیں ہے نہ ان کی خلافت پر اور نہ کسی دوسرے صحابی کی خلافت پر جیسے کہ صحیح حدیثوں میں آیا ہے ۔ صحیح بخاری وغیرہ میں ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی مرضِ وفات کے دنوں میں حضرت علی مرتضیٰ اور حضرت عباس آپ کے پاس سے باہر تشریف لائے ۔ حضرت عباس نے حضرت علی مرتضیٰ کو فرمایا اس امر (خلافت) کے بارے میں سوال کریں اگر ہم میں ہوئی تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے ہمیں معلوم ہو جائے گا ۔ حضرت علی مرتضیٰ نے فرمایا کہ میں سوال نہیں کروں گا ۔ اگر یہ حدیث جس میں گفتگو ہو رہی ہے حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی خلافت کے بارے میں نص ہوتی تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف رجوع کرنے اور آپ سے پوچھنے کی کیا ضرورت تھی ؟ اور حضرت عباس رضی اللہ عنہ کے یہ فرمانے کی کیا وجہ تھی کہ اگر خلافت

marfat.com
Marfat.com

ہم میں ہوگی تو تمہیں معلوم ہو جائے گا ۔

حالانکہ غدیر خم کا زمانہ کم وبیش دو مہینے کے فاصلے پر تھا اور یہ بات عقل سے بعید ہے کہ تمام صحابہ کرام یوم غدیر کی حدیث کو بھول گئے ہیں یا اسے جاننے اور یاد رکھنے کے باوجود دیدہ دانستہ چھپا گئے ہوں ۔ ماننا پڑے گا ، جب صحابہ کرام نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی بیعت کی تو انھیں یہ حدیث معلوم بھی تھی اور یاد بھی تھی (اس کے باوجود حضرت ابوبکر صدیق کی بیعت کی تو اس کا مطلب یہی ہے کہ صحابہ کرام نے اس حدیث سے حضرت علی مرتضیٰ کے خلیفہ بلا فصل ہونے کا مطلب نہیں سمجھا ۱۲ قادری)

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یوم غدیر کے بعد خطبہ دیا اور حضرت ابوبکر صدیق اور عمر فاروق کا حق واضح فرما دیا ، ارشاد فرمایا کہ تم پر کوئی شخص امیر نہیں ہوگا ، جیسے کہ احادیث میں آیا ہے ، بے شک یہ ثابت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے اہل بیت اور ان کے پیروکاروں کی محبت کا حکم دیا ہے لیکن محبت اور خلافت میں فرق ہے ۔

شیعہ کہتے ہیں کہ صحابہ کرام کو اس نص کا علم تھا لیکن ازراہ ظلم ، عناد ومکابرہ اس کی پیروی نہیں کی ، حضرت امیر المومنین علی مرتضیٰ نے تقیہ کی بناء پر مطالبہ اور احتجاج نہ کیا ۔ لیکن یہ سب جھوٹ اور افتراء ہے اس لیے کہ حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ پوری قوت ، بے اندازہ کثرت رکھتے تھے ، ان کی شجاعت کے بارے شیعہ کیا کہتے ہیں ؟ باوجودیکہ انھوں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے خود نص سنی تھی ، ناممکن ہے کہ شیر خدا اس کی بنیاد پر نہ عمل کریں اور نہ احتجاج کریں ۔ نیز جب حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے حدیث شریف اَلْاَئِمَّۃُ مِنْ قُرَیْشٍ سے استدلال تو ان سے یہ کیوں نہ کہا کہ حضرت علی کے بارے میں خصوصی نص موجود ہے آپ اس عموم سے کیوں استدلال کر رہے ہیں ۔

امام بیہقی ، امام ابوحنیفہ سے روایت کرتے ہیں کہ شیعہ کا اصل عقیدہ یہ ہے کہ وہ صحابہ کرام کو گمراہ قرار دیتے ہیں اور روافض الفیں کا فر کہتے ہیں ۔ وہ کہتے ہیں کہ چند افراد کے علاوہ سب حالت کفر میں دنیا سے رخصت ہو گئے ۔ قاضی ابوبکر باقلانی کہتے ہیں کہ روافض کے مذہب کی بناء پر پورے دین اسلام کا باطل کرنا لازم آتا ہے کیونکہ جب اسلام کے اہم ترین حکم کے بارے میں نفسانی غرض کے تحت انھوں نے نصوص کو چھپایا ، ظلم ، افتراء اور جھوٹ کا ارتکاب کیا تو ان کی روایت کردہ جتنی حدیثیں اور خبریں ہوں سب جھوٹ کا پلندہ ہوں گی ، بلکہ یہ عیب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف راجع ہوگا کہ آپ کی صحبت وتربیت سے ایسے افراد تیار ہوئے اور حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی طرف بھی راجع ہوگا کہ انھوں نے اپنے حق کے مطالبے میں کوتاہی اور سستی روا رکھی ۔

یہ علامہ ابن حجر مکی رحمۃ اللہ علیہ کا کلام ہے الصواعق المحرقۃ میں ، اس سے بھی زیادہ طویل گفتگو ہے جو کچھ ہم نے نقل کیا وہی کافی ہے ۔ اللہ تعالیٰ ہی قبول حق کی توفیق دینے والا ہے ۔

marfat.com
Marfat.com

۵۸۴۳ ۱۸ وَعَنْ بُرَيْدَةَ قَالَ خَطَبَ اَبُوْبَكْرٍ وَّعُمَرُ فَاطِمَةَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّهَا صَغِيْرَةٌ ثُمَّ خَطَبَهَا عَلِيٌّ فَزَوَّجَهَا مِنْهُ (رَوَاهُ النَّسَائِيُّ)

حضرت بریدہ اسلمی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ابوبکر اور حضرت عمر نے حضرت فاطمہ کے نکاح کی درخواست کی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: وہ کم عمر ہیں[1]۔ پھر حضرت علی مرتضیٰ نے ان کے نکاح کی درخواست کی تو آپ نے حضرت فاطمہ کا نکاح ان سے کردیا[2] (نسائی)

[1] یہ عذر پیش کیا

[2] ایک روایت میں ہے کہ حضرت اُمّ ایمن رضی اللہ عنہا نے حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ کو کہا کہ آپ حضرت فاطمہ کے نکاح کی درخواست کیوں نہیں کرتے؟ حالانکہ آپ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے چچازاد بھائی ہیں، انھوں نے فرمایا کہ مجھے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے یہ بات کرتے ہوئے شرم آتی ہے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بات سنی تو راضی ہوگئے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ کو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی رضا معلوم ہوئی تو انھوں نے اپنی رائے کا اظہار کیا۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت فاطمہ زہرا رضی اللہ عنہا کا نکاح ان سے کردیا۔

۵۸۴۴ ۱۹ وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَمَرَ بِسَدِّ الْاَبْوَابِ اِلَّا بَابَ عَلِيٍّ - رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ هٰذَا حَدِيْثٌ غَرِيْبٌ)

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی کے دروازے کے علاوہ تمام دروازوں[1] کے بند کرنے کا حکم دیا (ترمذی) اور فرمایا کہ یہ حدیث غریب ہے۔

[1] یعنی ان دروازوں کے بند کرنے کا حکم دیا جو مسجد شریف کی طرف کھلتے تھے۔ سوائے حضرت علی مرتضیٰ کے دروازے کے۔ اس کی شرح حضرت ابوبکر صدیق کے مناقب میں گزرچکی ہے۔

۵۸۴۵ ۲۰ وَعَنْ عَلِيٍّ قَالَ كَانَتْ لِيْ مَنْزِلَةٌ مِّنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمْ تَكُنْ لِاَحَدٍ مِّنَ الْخَلَائِقِ اٰتِيْهِ بِاَعْلٰى سَحَرٍ فَاَقُوْلُ السَّلَامُ عَلَيْكَ يَا نَبِيَّ اللّٰهِ فَاِنْ تَنَحْنَحَ انْصَرَفْتُ اِلٰى اَهْلِيْ وَاِلَّا دَخَلْتُ عَلَيْهِ (رَوَاهُ النَّسَائِيُّ)

حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے وہ قرابت حاصل تھی جو تمام مخلوقات[1] میں سے کسی کو نہ تھی۔ میں سحری کے وقت آپ کی خدمت میں حاضر ہوتا۔ اگر آپ کھانستے تو میں اپنے اہل کے پاس پلٹ جاتا[2] ورنہ آپ کی خدمت میں حاضر ہوجاتا[3] (نسائی)

[1] مقصد یہ ہے کہ تمام صحابہ کرام کی نسبت مجھے زیادہ قربت اور نزدیکی حاصل تھی۔ انتہائی مسرت اور

marfat.com
Marfat.com

فخر کا اظہار کرنے کے لیے بطور مبالغہ یہ فرمایا کہ تمام مخلوق میں سے کسی کو اتنی قرابت حاصل نہ تھی۔

۲؎ اور مجھے معلوم ہو جاتا کہ آپ نماز وغیرہ کسی کام میں مشغول ہیں جو میری حاضری سے منع کرنے والا ہے صراح میں ہے: تنحنح کا معنی ہے گلا صاف کرنا۔

۳؎ اور یہ مقام کسی کو حاصل نہ تھا کیونکہ حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے گھر میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے بہت زیادہ قریب تھے اور حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کی وجہ سے میل جول اور مصاحبت زیادہ تھی۔ نیز چچا زاد بھائی بھی تو تھے۔

۵۸۴۶ / ۱۲

وَعَنْهُ قَالَ كُنْتُ شَاكِيًا فَمَرَّ بِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاَنَا اَقُوْلُ اَللّٰهُمَّ اِنْ كَانَ اَجَلِيْ قَدْ حَضَرَ فَاَرِحْنِيْ وَاِنْ كَانَ مُتَاخِّرًا فَارْفَغْنِيْ وَاِنْ كَانَ بَلَاءً فَصَبِّرْنِيْ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَيْفَ قُلْتَ فَاَعَادَ عَلَيْهِ مَا قَالَ فَضَرَبَهٗ بِرِجْلِهٖ وَقَالَ اَللّٰهُمَّ عَافِهٖ اَوِ اشْفِهٖ شَكَّ الرَّاوِيْ قَالَ فَمَا اشْتَكَيْتُ وَجَعِيْ بَعْدُ (رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ)

حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ ہی سے روایت ہے کہ میں بیمار تھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس حال میں میرے پاس سے گزرے کہ میں کہہ رہا تھا[۱] اے اللہ! اگر میرا مقررہ وقت حاضر ہو چکا ہے تو مجھے راحت عطا فرما[۲] اور اگر وہ وقت مؤخر ہے تو میری زندگی کو فراخ فرما[۳] اور اگر یہ بیماری امتحان ہے تو مجھے صبر عطا فرما۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم نے کس طرح دعا مانگی ہے؟ انھوں نے یہ کلمات دہرائے تو آپ نے انھیں پاؤں مارا[۴] اور دعا مانگی کہ اے اللہ انھیں عافیت عطا فرما یا (یہ دعا کی) انھیں شفا عطا فرما راوی کو شک ہے[۵]۔ فرماتے ہیں اس کے بعد مجھے وہ تکلیف نہیں ہوئی (ترمذی) اور فرمایا یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

۱؎ بیماری اور درد کی شدت کی بناء پر

۲؎ یعنی موت عطا فرما تاکہ اس درد کی شدت سے نجات پاؤں اور راحت حاصل کروں۔ اجل وہ مدت ہے جو زندگی کے لیے مقرر کی گئی ہے۔ موت پر اس کا اطلاق اس لحاظ سے کر دیا جاتا ہے کہ اجل کی انتہا اور مدت عمر کا خاتمہ مراد لیتے ہیں۔

۳؎ رفغ فاء اور نقطے والی غین کے ساتھ، زندگی کی فراخی اور سہولت

۴؎ تاکہ اس شکایت سے متنبہ اور ہوشیار ہو جائیں اور یہ انتہائی محبت اور خوشی کا اظہار تھا تاکہ انھیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پائے مبارک کی برکت حاصل ہو اور وہ شفا پا جائیں۔

۵؎ کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اشفہ کہا یا عافہ

marfat.com
Marfat.com

باب

عشرہ مبشرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے مناقب

(۱) حضرت ابوبکر صدیق (۲) حضرت عمر فاروق (۳) حضرت عثمان غنی (۴) حضرت علی مرتضیٰ (۵) حضرت طلحہ (۶) حضرت زبیر (۷) حضرت سعد بن ابی وقاص (۸) حضرت عبدالرحمن بن عوف (۹) حضرت ابوعبیدہ ابن الجراح (۱۰) حضرت سعید بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہم یہ دس صحابہ کرام عشرہ مبشرہ کے لقب کے ساتھ مشہور ہیں، کیونکہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے انھیں (اس دنیا میں حیات ہوتے ہوئے) جنت کی بشارت دی۔ یہ سب قریشی ہیں ان کے وہ فضائل و مناقب ہیں جو دوسرے صحابہ کرام کے نہیں ہیں۔

یاد رہے کہ جنت کی بشارت ان دس حضرات کے ساتھ مخصوص نہیں ہے۔ کیونکہ اہلِ بیت نبوّت یعنی اولاد امجاد، ازواجِ مطہرات اور ان کے علاوہ دیگر صحابہ کرام کے لیے بھی بشارت واقع ہے۔ ہم نے اپنے رسالہ تحقیق الاشارہ الی تعمیم البشارۃ میں اس موضوع پر تفصیلی کلام کیا ہے اس کا مطالعہ کیجیے۔

الفصل الاوّل — پہلی فصل

(مولوی امیر علی نے اس جگہ حاشیہ لکھا ہے جس میں فرماتے ہیں: اولین سابقین (پہلے پہل اسلام لانے والے) بہت ہیں لیکن ان دس حضرات کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے شہرت دی گئی تاکہ حجتِ الٰہی مکمل ہو جائے کیونکہ اولین سابقین میں یہ دس حضرات بطریق اولیٰ داخل ہیں۔ قرآن پاک میں اولین سابقین کو رضوان اور خوشنودی سے مخصوص فرمایا ہے۔ پس یہ تمام کاملین ہیں اور مقبولانِ بارگاہ، کسی کی مجال نہیں ہے کہ اس جماعت کے بارے میں کلام کرے اور جو شخص خوارج اور روافض کی طرح بے ادبی کرے گا وہ یقیناً ذلیل ہوگا۔

۵۸۴۷ عَنْ عُمَرَ قَالَ مَا اَحَدٌ اَحَقُّ بِهٰذَا الْاَمْرِ مِنْ هٰؤُلَاءِ النَّفَرِ الَّذِيْنَ تُوُفِّيَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ عَنْهُمْ رَاضٍ فَسَمّٰى عَلِيًّا وَّ عُثْمَانَ وَالزُّبَيْرَ وَطَلْحَةَ وَ

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ انھوں نے فرمایا: کوئی شخص اس امر یعنی خلافت کا اس جماعت سے زیادہ حق دار نہیں ہے، جن سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وفات کے وقت راضی تھے پھر آپ نے حضرت علی مرتضیٰ، عثمان غنی، زبیر، طلحہ

marfat.com
Marfat.com

سَعْدًا وَعَبْدَ الرَّحْمٰنِ (رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ)

سعد اور عبدالرحمٰن بن عوف[۳] رضی اللہ عنہم کا نام لیا۔ (بخاری)

[۱] یہ اس وقت فرمایا جب آپ دنیا سے رخصت ہونے والے تھے اور آپ نے اصحابِ شوریٰ (ایک کمیٹی) کے لیے خلافت کی وصیت فرمائی۔

[۲] یعنی ان سے کامل طور پر اور دوسرے صحابہ سے راضی تھے (ورنہ تو تمام صحابہ کرام سے راضی تھے ۱۲ اشرف قادری۔

[۳] چھ حضرات کا نام لیا۔ عشرہ مبشرہ میں سے باقی دو حضرات کا نام نہیں لیا (۱) ابوعبیدہ بن الجراح جنھیں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے "امینِ امت" اور "امینٌ حقّ امین" کا خطاب دیا کیونکہ وہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے پہلے رحلت فرما گئے تھے (۲) حضرت سعید بن زید کیونکہ وہ حضرت عمر فاروق کے قریبی رشتہ دار، چچازاد بھائی اور بہنوئی تھے۔ ان کا مقصد یہ تھا کہ ان چھ حضرات میں سے کسی کو خلیفہ بنا لیا جائے۔ بعض روایات میں آیا ہے کہ حضرت عمر نے حضرت سعید بن زید کا ذکر ان لوگوں میں فرمایا جن سے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم راضی تھے، لیکن انھیں مجلسِ شوریٰ میں داخل نہیں کیا۔

۵۸۴۸ وَعَنْ قَيْسِ ابْنِ أَبِي حَازِمٍ قَالَ رَأَيْتُ يَدَ طَلْحَةَ شَلَّاءَ وَقَى بِهَا النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ أُحُدٍ۔ (رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ)

حضرت قیس بن ابی حازم[۱] سے روایت ہے کہ میں نے حضرت طلحہ کا شَل[۲] ہاتھ دیکھا جس کے ساتھ انھوں نے اُحد کے دن نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی حفاظت کی تھی[۳] (بخاری)

[۱] قیس بن ابی حازم نے بے نقطہ حاء اور زاء کے ساتھ اکابر تابعین میں سے تھے انھوں نے زمانہ جاہلیت پایا پھر اسلام لائے جب بیعت کے ارادے سے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے تو آپ رحلت فرما چکے تھے۔ بعض علماء نے ان کا ذکر صحابہ کرام میں کیا ہے۔

[۲] شَل اور شَلل کا معنی ہے ہاتھ کا تباہ ہونا یا تو اس طرح کہ خشک ہو جائے یا کٹ جائے۔ بعض علماء نے اسے پہلی قسم کے ساتھ مخصوص قرار دیا ہے۔

[۳] ان کا ہاتھ اس لیے شل ہوا تھا کہ اس کے ساتھ انھوں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی حفاظت کی تھی، اُحد کے دن انھوں نے اپنے جسم کو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی حفاظت کی تھی۔ اُحد کے دن انھوں نے اپنے جسم کو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے ڈھال بنا دیا تھا۔ ان کے جسم پر اسّی سے زیادہ زخم تھے۔ یہاں تک کہ ان کا آلہ مردمی بھی زخمی ہو گیا۔ صحابہ کرام جب اُحد کے دن کا ذکر کرتے تھے تو کہتے تھے کہ وہ پورے کا پورا دن طلحہ کا تھا۔

۵۸۴۹ وَعَنْ جَابِرٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے

marfat.com
Marfat.com

صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ يَّأْتِيْنِيْ بِخَبَرِ الْقَوْمِ يَوْمَ الْاَحْزَابِ قَالَ الزُّبَيْرُ اَنَا فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ لِكُلِّ نَبِيٍّ حَوَارِيًّا وَحَوَارِيَّ الزُّبَيْرُ (مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ)

کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے احزاب (غزوہ خندق) کے دن فرمایا: کون ہے؟ جو ہمارے پاس اس قوم[1] کی خبر لائے۔ حضرت زبیر نے عرض کیا میں خبر لاؤں گا۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ہر نبی کا ایک حواری ہوتا ہے اور ہمارے حواری[2] زبیر ہیں۔ (بخاری، مسلم)

[1] قریش، بنو قریظہ اور بنو نضیر کے یہودیوں کے ساتھ اتحاد و اتفاق کر کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ جنگ کرنے کے لیے آئے تھے، ان ہی کو احزاب کہا جاتا ہے، احزاب جمع ہے حزب کی جس کا معنی ہے گروہ۔ پس اللہ تعالیٰ نے ہوا اور بارش بھیج دی اور فرشتوں کا لشکر بھیج کر سب کو شکست دی۔ اس جگہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ کون ہے جو اس قوم کی خبر لائے۔ اس جگہ جانا اور ان کے اجتماع میں جا کر تحقیق کر کے خبر لانا بہت مشکل کام تھا۔

[2] حواریؔ راء کے نیچے زیر اور یاء مشدد۔ اس کا معنی ہے مخلص، صاف دل اور یار وفادار۔ اس کا اصل حَوَر ہے پہلے دونوں حرفوں پر زبر، اس کا معنی سفیدی ہے۔ اسی سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے مخلصین کو "حواریون" کہا جاتا ہے۔ بعض علماء کہتے ہیں کہ وہ دھوبی تھے جو کپڑوں کو دھو کر سفید کرتے تھے۔ حضرت زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی پھوپھی حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا کے بیٹے تھے۔

۵۸۵۰ وَعَنِ الزُّبَيْرِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ يَّأْتِيْ بَنِيْ قُرَيْظَةَ فَيَأْتِيْنِيْ بِخَبَرِهِمْ فَانْطَلَقْتُ فَلَمَّا رَجَعْتُ جَمَعَ لِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَبَوَيْهِ فَقَالَ فِدَاكَ اَبِيْ وَاُمِّيْ (مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ)

حضرت زبیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کون ہے جو بنو قریظہ[1] کے پاس جائے اور ان کی خبر لا کر ہمیں دے؟ میں روانہ ہو گیا جب میں واپس آیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے میرے لیے اپنے والدین کو یعنی کو جمع کیا اور فرمایا ہمارے والدین تم پر فدا ہوں[2] (صحیحین)

[1] یہودیوں کا ایک قبیلہ۔ یاد رہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم غزوۂ احزاب کے بعد بنو قریظہ کی طرف متوجہ ہوئے اور پندرہ دن ان کا محاصرہ فرما کر انھیں فتح کیا۔ یہ گفتگو اس جگہ ہوئی یہ بھی ہو سکتا ہے کہ بنو قریظہ غزوۂ احزاب میں بھی تھے، اس جگہ ان کی خبر طلب فرمائی۔

[2] والدین کو جمع کرنے کا یہی مطلب ہے۔

۵۸۵۱ وَعَنْ عَلِيٍّ قَالَ مَا سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے نہیں سنا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے

marfat.com
Marfat.com

جَمَعَ اَبَوَیْہِ لِاَحَدٍ اِلَّا لِسَعْدِ بْنِ مَالِكٍ فَاِنِّیْ سَمِعْتُہٗ یَقُوْلُ یَوْمَ اُحُدٍ یَا سَعْدُ ارْمِ فِدَاكَ اَبِیْ وَاُمِّیْ (مُتَّفَقٌ عَلَیْہِ)

سعد بن مالکؓ[1] کے علاوہ کسی کے لیے اپنے والدین کو جمع کیا ہو۔ میں نے آپ کو اُحد کے دن فرماتے ہوئے سنا کہ اے سعد میرے والدین آپ پر فدا ہوں[2] (صحیحین)

[1] سعد بن مالک سے مراد سعد بن ابی وقاص ہیں۔ مالک، ابو وقاص کا نام ہے۔

[2] یہ اس وقت فرمایا جب حضرت سعد کافروں پر تیر برسا رہے تھے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے جو حضرت زبیر کو فرمایا کہ میرے والدین آپ پر فدا ہوں تو یہ بات علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے سننے میں نہیں آئی تھی اسی لیے انھوں نے فرمایا کہ میں نے نہیں سنا۔

٥٨٥٢ وَعَنْ سَعْدِ ابْنِ اَبِیْ وَقَّاصٍ قَالَ اِنِّیْ لَاَوَّلُ الْعَرَبِ رَمٰی بِسَھْمٍ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ (مُتَّفَقٌ عَلَیْہِ)

حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انھوں نے فرمایا: میں پہلا عرب ہوں جس نے اللہ تعالیٰ کے راستے میں تیر چلایا[1]

[1] مجھ سے پہلے کسی نے اللہ تعالیٰ کے راستے میں تیر نہیں چلایا۔ واقعہ یہ تھا کہ ہجرت کے پہلے سال حضرت ابوعبیدہ ابن حارث کو ساٹھ افراد کے ساتھ ابوسفیان بن حرب اور دیگر مشرکوں کے ساتھ جنگ کرنے کے لیے بھیجا۔ وہ بڑی تعداد میں تھے۔ ان میں جنگ نہیں ہوئی تاہم حضرت سعد بن ابی وقاص نے دشمنوں کی طرف تیر چلایا اور یہ پہلا تیر تھا جو اسلام کے درمیان اللہ تعالیٰ کے راستے میں چلایا گیا۔

٥٨٥٣ وَعَنْ عَائِشَۃَ قَالَتْ سَھِرَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَقْدَمَہُ الْمَدِیْنَۃَ لَیْلَۃً فَقَالَ لَیْتَ رَجُلًا صَالِحًا یَحْرُسُنِیْ اِذْ سَمِعْنَا صَوْتَ سِلَاحٍ فَقَالَ مَنْ ھٰذَا قَالَ اَنَا سَعْدٌ قَالَ مَا جَاءَ بِكَ قَالَ وَقَعَ فِیْ نَفْسِیْ خَوْفٌ عَلٰی رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَجِئْتُ اَحْرُسُہٗ فَدَعَا لَہٗ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ ثُمَّ نَامَ (مُتَّفَقٌ عَلَیْہِ)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ منورہ تشریف لائے تو ایک رات بیدار رہے[1] آپ نے فرمایا۔ کاش کوئی مردِ صالح ہمارے پاس پہرہ دیتا۔ اچانک ہم نے ہتھیار[2] کی آواز سنی، فرمایا یہ کون ہے؟ انھوں نے عرض کیا میں سعد ہوں۔ فرمایا کس لیے آئے ہو؟ عرض کیا میرے دل میں خطرہ پیدا ہوا کہ کوئی شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو نقصان نہ پہنچا دے[3] میں آپ کی حفاظت کے لیے آیا ہوں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے لیے دعا فرمائی، پھر محوِ استراحت ہو گئے۔ (صحیحین)

ؔ۱ یعنی بعض غزوات میں ظاہر یہ ہے کہ بعض دشمنان دین کی طرف سے خطرہ محسوس فرما رہے تھے سہر ہاء کے پیچھے زیر (بیدار تھے) مقدم دال پہ زبر (آمد)
ؔ۲ مثلاً تیر کمان یا تلوار
ؔ۳ یعنی نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم تنہا ہیں ایسا نہ ہو کہ دشمنان دین مکر کریں اور آپ کو تکلیف پہنچائیں ۔

۵۸۵۴ وَعَنْ اَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِكُلِّ اُمَّةٍ اَمِيْنٌ وَاَمِيْنُ هٰذِهِ الْاُمَّةِ اَبُوْعُبَيْدَةَ ابْنُ الْجَرَّاحِ
(مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ)

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ہر امت کا ایک امین ہے ؔ۱ اور اس امت کے امین ابوعبیدہ ابن الجراح ہیں ۔
(صحیحین)

ؔ۱ جو اللہ تعالیٰ، مخلوق اور نفس کے حقوق میں خیانت نہ کرے ۔

۵۸۵۵ وَعَنِ ابْنِ اَبِيْ مُلَيْكَةَ قَالَ سَمِعْتُ عَائِشَةَ وَسُئِلَتْ مَنْ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُسْتَخْلِفًا لَوِ اسْتَخْلَفَهُ قَالَتْ اَبُوْبَكْرٍ فَقِيْلَ ثُمَّ مَنْ بَعْدَ اَبِيْ بَكْرٍ قَالَتْ عُمَرُ فَقِيْلَ مَنْ بَعْدَ عُمَرَ قَالَتْ اَبُوْعُبَيْدَةَ ابْنُ الْجَرَّاحِ
(رَوَاهُ مُسْلِمٌ)

حضرت ابن ابی ملیکہ ؔ۱ سے روایت ہے کہ میں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے سنا، ان سے سوال کیا گیا کہ اگر بالفرض رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کسی کو خلیفہ بناتے تو کس کو بناتے؟ فرمایا ابوبکر کو، پوچھا گیا ان کے بعد کس کو؟ فرمایا عمر کو، پوچھا ان کے بعد؟ فرمایا ابوعبیدہ ابن الجراح کو ؔ۲
(مسلم)

ؔ۱ ابن ابی ملیکہ، میم پہ پیش، لام پہ زبر اور یاء ساکن، مشہور تابعی اور قریشی، تیمی اور مکی تھے۔ ان کی آنکھوں میں بھینگا پن تھا۔ حضرت عبداللہ بن زبیر کے زمانے میں قاضی تھے۔ انھوں نے تیس صحابہ کرام کی زیارت کی ۔

ؔ۲ کیونکہ وہ امین اور اس کام کے لائق ہیں ۔ حضرت ابوبکر صدیق نے بھی فرمایا تھا کہ مجھے خلافت سے کیا کام؟ یہ علی مرتضیٰ ہیں، عمر فاروق اور ابوعبیدہ ابن الجراح ہیں ۔ ان میں سے جسے چاہو خلیفہ بنالو ۔ صحابہ کرام نے کہا کہ آپ سے زیادہ مستحق کون ہے؟ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کو دین کے کام (نماز) کے لیے مقدم کیا ۔ دنیا کے کام میں آپ کو کون مؤخر کر سکتا ہے ۔

۵۸۵۶ وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ عَلٰى حِرَاءٍ هُوَ وَاَبُوْبَكْرٍ وَعُمَرُ وَعُثْمَانُ وَعَلِيٌّ وَطَلْحَةُ وَ

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کوہ حراء پہ تھے، آپ کے ساتھ حضرت ابوبکر، عمر، عثمان، علی، طلحہ اور

marfat.com
Marfat.com

وَالزُّبَيْرُ فَتَحَرَّكَتِ الصَّخْرَةُ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اهْدَءْ فَمَا عَلَيْكَ اِلَّا نَبِيٌّ اَوْصِدِّيْقٌ اَوْشَهِيْدٌ وَزَادَ بَعْضُهُمْ وَسَعْدُ ابْنُ اَبِیْ وَقَّاصٍ وَلَمْ يَذْكُرْ عَلِيًّا (رَوَاهُ مُسْلِمٌ)

زبیر تھے ۔ چٹان حرکت میں آگئی ۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ٹھہر جا تجھ پر صرف نبی یا صدیق ہے یا شہید۔ بعض راویوں نے حضرت سعد بن ابی وقاص کا ذکر کیا ہے اور حضرت علی کا ذکر نہیں کیا (مسلم)

لہ جسے اس وقت جبل نور کہتے ہیں، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم وحی کے نازل ہونے سے پہلے اس جگہ عبادت میں مشغول رہتے تھے ۔ اسی جگہ وحی نازل ہوئی ۔

سلہ شہید سے مراد حضرت عمر، عثمان، علی، طلحہ اور زبیر ہیں کہ یہ سب حضرات شہید ہوئے ۔ حضرت طلحہ اور زبیر کی شہادت جنگِ جمل کے واقعہ میں ہے لیکن جنگ میں نہیں بلکہ اس سے باہر ہوئی جیسے کہ اپنی جگہ تفصیل سے مذکور ہے ۔

سلہ یعنی وہ بھی کوہ حرا پر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے لیکن اس میں اشکال ہے، کیونکہ حضرت سعد بن ابی وقاص جنگ میں شہید نہیں ہوئے بلکہ اپنے محل میں وفات پائی جو وادی عقیق میں ہے انہیں وہاں سے لا کر جنت البقیع میں دفن کیا گیا ۔ جواب یہ ہے کہ وہ صدیق میں داخل ہیں ۔ صدیق اگرچہ امیرالمومنین ابوبکر رضی اللہ عنہ کا لقب بن چکا ہے لیکن اس کا معنی ان میں منحصر نہیں ہے ۔ ان کے علاوہ دیگر صدیقین پر بھی صادق آتا ہے ۔ علامہ سیوطی حضرت علی رضی اللہ عنہ کے مناقب میں متعدد مسندوں کے ساتھ یہ روایت لائے ہیں کہ یہ پہلے ایمان لانے والے ہیں ۔ قیامت کے دن سب سے پہلے اللہ تعالیٰ سے معانقہ کریں گے اور یہ اس اُمت کے صدیق اور فاروق ہیں یا شہید سے مراد وہ حضرات ہیں جن کے لیے شہداء کا ثواب ہے (یعنی معنوی شہید) جیسے پیٹ کی بیماری میں فوت ہونے والا ۔ واللہ تعالیٰ اعلم ۔

۵۸۵۷ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَوْفٍ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اَبُوْبَكْرٍ فِي الْجَنَّةِ وَعُمَرُ فِي الْجَنَّةِ وَعُثْمَانُ فِي الْجَنَّةِ وَعَلِيٌّ فِي الْجَنَّةِ وَطَلْحَةُ فِي الْجَنَّةِ وَالزُّبَيْرُ فِي الْجَنَّةِ وَعَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ عَوْفٍ فِي الْجَنَّةِ وَسَعْدُ بْنُ اَبِیْ وَقَّاصٍ فِي الْجَنَّةِ وَسَعِيْدُ بْنُ زَيْدٍ فِي الْجَنَّةِ وَاَبُوْعُبَيْدَةَ بْنُ الْجَرَّاحِ فِي الْجَنَّةِ (رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَرَوَاهُ ابْنُ مَاجَةَ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ زَيْدٍ)

حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ابوبکر جنت میں ہیں، عمر جنت میں ہیں، عثمان جنت میں ہیں، علی جنت میں ہیں، طلحہ جنت میں ہیں، زبیر جنت میں ہیں، عبدالرحمٰن بن عوف جنت میں ہیں ۔ سعد بن ابی وقاص جنت میں ہیں، سعید بن زید جنت میں ہیں اور ابوعبیدہ ابن الجراح جنت میں ہیں (ترمذی) ابن ماجہ نے اس حدیث کو حضرت سعید ابن زید سے روایت کیا ہے

marfat.com
Marfat.com

[1] ان دس حضرات کے بارے میں جنت میں بشارت ہے ۔ اس بشارت میں ان کی شہرت اور امتیاز کی وجہ یہ ہے کہ ان کی بشارت ایک حدیث میں واقع ہے ۔ اس کے علاوہ بھی وجوہ بیان کی گئی ہیں ۔ ورنہ جنت کی بشارت ان میں منحصر نہیں ہے (دیگر حضرات کے بارے میں بھی بشارت واقع ہے) علماء نے ان کی تصریح کی ہے اس جگہ ایک نکتہ ہے جس سے آگاہ ہونا چاہیے اور وہ یہ کہ تمام خلفاءِ اربعہ یا بعض کا ذکر جن احادیث میں بھی آیا ہے اسی ترتیب سے آیا ہے، اس سے مذہب اہل سنت وجماعت کی تائید ہوتی ہے (کہ حضرت عثمان غنی حضرت علی مرتضیٰ سے افضل ہیں رضی اللہ عنہما) یہ گمان کرنا بالکل غلط ہے کہ راویوں نے ترتیب کو تبدیل کر کے اپنے عقیدے کے مطابق بیان کیا ہے حاشا وکلا! روایت کرنے والے معمولی تقدیم وتاخیر کی رعایت کرتے ہیں، جس سے مقصود میں کوئی فرق واقع نہیں ہوتا اس جگہ وہ کس طرح تبدیلی کر سکتے ہیں؟ محدثین حدیث کو اسی طرح روایت کرتے ہیں جس طرح وہ ہے، کلام کی تاویل کرنا مجتہدین اور فقہاء کا کام ہے خوب غور کیجیے!

٥٨٥٨ وَعَنْ اَنَسٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اَرْحَمُ اُمَّتِيْ بِاُمَّتِيْ اَبُوْبَكْرٍ وَاَشَدُّهُمْ فِيْ اَمْرِ اللّٰهِ عُمَرُ وَاَصْدَقُهُمْ حَيَاءً عُثْمَانُ وَاَفْرَضُهُمْ زَيْدُ بْنُ ثَابِتٍ وَاَقْرَاُهُمْ اُبَيُّ بْنُ كَعْبٍ وَاَعْلَمُهُمْ بِالْحَلَالِ وَالْحَرَامِ مُعَاذُ بْنُ جَبَلٍ وَلِكُلِّ اُمَّةٍ اَمِيْنٌ وَاَمِيْنُ هٰذِهِ الْاُمَّةِ اَبُوْعُبَيْدَةَ بْنُ الْجَرَّاحِ رَوَاهُ اَحْمَدُ وَالتِّرْمِذِيُّ وَقَالَ هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ وَرُوِيَ عَنْ مَعْمَرٍ عَنْ قَتَادَةَ مُرْسَلًا وَفِيْهِ وَاَقْضَاهُمْ عَلِيٌّ

حضرت انس رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ہماری امت کے ہماری امت پر مہربان ترین ابوبکر ہیں[1] اور ان میں سے اللہ تعالیٰ کے کام میں سخت ترین عمر ہیں[2] اور ان میں سے صحیح ترین حیا والے عثمان ہیں[3] اور علم فرائض کے بڑے عالم زید بن ثابت ہیں[4] اور قرآن کے زیادہ قاری ابی بن کعب ہیں[5] اور حلال وحرام کے بڑے عالم معاذ بن جبل ہیں[6] اور ہر ایک امت کا ایک امین ہے اور اس امت کے امین ابوعبیدہ بن الجراح ہیں[7] (امام احمد وترمذی) امام ترمذی نے فرمایا یہ حدیث حسن صحیح ہے، یہ حدیث معمر[8] سے مروی ہے انہوں نے قتادہ سے مرسلاً روایت کی ہے اس میں یہ بھی ہے کہ ان میں سے بڑے قاضی علی ہیں[9]

[1] جو لوگوں کو مہربانی، نرمی اور نصیحت کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی طرف بلاتے ہیں اور اللہ تعالیٰ تک پہنچاتے ہیں۔

[2] جو سختی، شدت اور جھگڑے کے ساتھ نیکی کا حکم دیتے ہیں اور برائی سے منع کرتے ہیں۔

[3] حضرت عثمان غنی صفت حیا میں خصوصیت اور امتیازی مقام کے حامل ہیں ۔ حیا ایمان کا بڑا شعبہ ہے ۔ صدق کا لفظ اس لیے استعمال کیا کہ حیا کبھی انسانی طبیعت کے تقاضے کی بناء پر بھی ہوتا ہے ۔ اگرچہ

marfat.com
Marfat.com

شریعت کے حکم کے مطابق حق اور درست نہ ہو۔ صادق اور معتبر حیا وہ ہے کہ شریعت اور حق کے مطابق ہو۔

۴ہ جو فرائض اور مواریث کے بڑے عالم، کاتبِ وحی، جلیل القدر صحابی، جامع قرآن اور حضرت ابوبکر صدیق اور عثمان غنی رضی اللہ عنہما کے زمانے میں کاتبِ قرآن تھے۔

۵ہ قرآن پاک کے بڑے قاری اور تجوید کے بڑے ماہر اُبی بن کعب ہیں، وہ کاتب وحی بھی تھے انھیں سید القراء کہتے تھے، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے انھیں سید الانصار کا لقب دیا۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ انھیں سید المسلمین کہا کرتے تھے۔ جب سورۂ مبارکہ لَمْ یَكُنِ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا مِنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ نازل ہوئی تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے انھیں فرمایا: اللہ تعالیٰ نے ہمیں حکم دیا ہے کہ ہم تمھارے سامنے یہ سورت پڑھیں اور تمھیں سنائیں۔ انھوں نے عرض کیا کہ کیا اللہ تعالیٰ نے میرا نام لیا ہے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہاں تمھارا نام لیا ہے اور تمھیں تمھارے نام سے یاد فرمایا ہے وہ (فرطِ مسرت سے) رو پڑے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر بھی گریہ طاری ہو گیا۔

۶ہ حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ وہ انصار میں سے ہیں اور ان ستر افراد میں سے ایک تھے جو عقبہ میں حاضر ہوئے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے انھیں حضرت عبد اللہ ابن مسعود کا بھائی بنایا تھا۔ بعض علماء نے کہا کہ انھیں حضرت جعفر بن ابی طالب کا بھائی بنایا تھا۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے انھیں یمن کا معلم اور قاضی بنا کر بھیجا۔ اس وقت ان کی عمر اٹھارہ سال تھی۔ طاعون عمواس میں ان کی رحلت ہوئی انھوں نے عرض کیا خداوندا! یہ تیری اپنے بندوں پر رحمت ہے، خداوندا! تو معاذ اور اس کے اہل وعیال کو اس سے محروم نہ رکھنا۔ مروی ہے کہ دنیا سے رحلت کے وقت کہہ رہے تھے تو جتنا چاہے میرا گلہ دبا لے مجھے تیری عزت کی قسم اور تو بھی جانتا ہے کہ تو میرا محبوب ہے یا اسی جیسے دوسرے الفاظ کہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔ حضرت عبد اللہ ابن مسعود فرماتے ہیں کہ ہم حضرت معاذ کو آیۂ کریمہ كَانَ اُمَّةً قَانِتًا لِّلّٰهِ حَنِیْفًا (وہ ایک جماعت تھے اللہ کے فرمانبردار اور ہر باطل سے گریز کرنے والے) کے مضمون میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کے ساتھ تشبیہ دیتے تھے۔

حضرت معاذ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے زمانے میں فتویٰ دیا کرتے تھے جب وہ یمن تشریف لے گئے تو حضرت عمر فاروق فرمایا کرتے تھے کہ معاذ نے اہل مدینہ کو فقہ سے خالی کر دیا۔ وہ غزوۂ بدر اور دیگر غزوات میں حاضر ہوئے۔ ان کا آخری وقت قریب تھا۔ آپ کے شاگرد اور متعلقین رو رہے تھے آپ نے فرمایا کیوں رو رہے ہو؟ اور تمھیں کون سی چیز رُلا رہی ہے۔ انھوں نے عرض کیا ہم اس علم پر رو رہے ہیں جو آپ کی موت کے ساتھ منقطع ہو جائے گا۔ فرمایا علم اور ایمان قیامت کے دن تک قائم رہیں گے جو چاہے جس سے بھی ملے اور باطل کو رد کر دو چاہے اس کا پیش کرنے والا کوئی بھی ہو۔ ان کے مناقب بہت ہیں بلکہ حد شمار سے باہر ہیں۔

۷ہ ایک روایت میں ہے کہ ہر پیغمبر کا ایک امین ہے اور ہمارے امین ابوعبیدہ ہیں۔ وہ قریشی ہیں

marfat.com
Marfat.com

اوران کا سلسلہ نسب سات واسطوں سے فہر بن مالک میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے سلسلہ نسب سے جا ملتا ہے۔ تمام غزوات میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ حاضر ہوئے۔ بدر کے دن اللہ تعالیٰ اور اس کے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت میں اپنے باپ کو قتل کر دیا۔ اُحد کے دن نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ ثابت قدم رہے۔ خَود کی دو کڑیاں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے رخسارے میں پیوست ہوگئیں۔ حضرت ابوعبیدہ نے دانتوں سے پکڑ کر نکالیں۔ اس کشاکش میں آپ کے اگلے دانت ٹوٹ گئے، وہ بھی طاعون عمواس میں دنیا سے رخصت ہوئے۔ یہ طاعون حضرت عمر بن خطاب کے زمانے میں واقع ہوئی۔ حضرت معاذ بن جبل نے آپ کی نمازِ جنازہ پڑھائی۔ حضرت عمر فاروق امیر المومنین آپ کی وفات کے دن فرماتے تھے کہ اگر ابوعبیدہ ابن جراح موجود ہوتے تو میں یہ کام ان کے سپرد کرتا۔ یعنی خلافت یا اختیار ان کی مشاورت کے ہاتھ میں دے دیتا۔ واللہ اعلم۔

ش۸ معمر۔ میم پہ زبر، عین ساکن

۹ اسی لیے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ ان کے مشورے اور فتوے کے بغیر فیصلہ نہیں فرماتے تھے اگر آپ تشریف فرما نہ ہوتے تو آپ کا انتظار کرتے، وہ فرمایا کرتے تھے قَضِیَّۃٌ لَا اَبَاحَسَنٍ لَّھَا (یہ وہ مسئلہ ہے جس کے لیے کوئی ابوالحسن (فیصلہ کرنے والا) نہیں ہے)۔ (ابوالحسن حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی کنیت ہے ۱۲ اشرف قادری)

۵۸۵۹
۱۲ وَعَنِ الزُّبَیْرِ قَالَ کَانَ عَلَی النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَوْمَ اُحُدٍ دِرْعَانِ فَنَھَضَ اِلَی الصَّخْرَۃِ فَلَمْ یَسْتَطِعْ فَقَعَدَ طَلْحَۃُ تَحْتَہٗ حَتّٰی اسْتَوٰی عَلَی الصَّخْرَۃِ فَسَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ اَوْجَبَ طَلْحَۃُ

(رَوَاہُ التِّرْمِذِیُّ)

حضرت زبیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اُحد کے دن نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے دو زرہیں پہن رکھی تھیں [1] پس آپ ایک ٹیلے کی طرف متوجہ ہوئے لیکن آپ اس پر چڑھ نہیں سکے [2] حضرت طلحہ نیچے بیٹھ گئے [3] یہاں تک کہ آپ اس ٹیلے پر تشریف فرما ہوئے میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا؛ طلحہ نے اپنے لیے جنت واجب کر لی ہے [6] (ترمذی)

[1] یہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی انتہائی شجاعت قوت اور جنگ میں پیش قدمی کی بناء پر تھا، جو زیادہ بہادر ہو اسے خطرہ بھی زیادہ ہوتا ہے۔ اس کے لیے میدانِ جنگ میں زیادہ ہتھیاروں کی ضرورت ہوتی ہے اس کی جنگ کے لیے تیاری بھی زیادہ ہوتی ہے۔ اس حدیث شریف سے معلوم ہوتا ہے کہ اسلحہ کا استعمال اور اسباب کا استعمال کرنا توکل کے منافی نہیں ہے، کیونکہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سید المتوکلین ہیں۔ اس کے باوجود آپ نے دو زرہیں زیب تن فرمائیں۔ ہو سکتا ہے کہ تعلیم امت کے لیے یہ طریقہ اختیار فرمایا ہو۔ لیکن

marfat.com
Marfat.com

تحقیق یہ ہے کہ یہ سب محض بندگی اور تعمیل حکم کا نتیجہ تھا۔
۲ تاکہ اس پر چڑھ کر بیٹھیں اور آرام کریں۔
۳ کیونکہ دشمنوں کے حملے کی وجہ سے جسدِ اقدس پر چوٹیں لگی ہوئی تھیں۔
۴ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے جسمِ مبارک کے زخمی ہونے کی وجہ سے۔
۵ یہ ٹیلہ احد پہاڑ کی جڑ میں مشہور و معروف ہے۔
۶ اس عمل کی بناء پر جو انھوں نے اللہ تعالیٰ اور اس کے حبیبِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت میں انجام دیا۔

۵۸۶۰ ۱۴ وَعَنْ جَابِرٍ قَالَ نَظَرَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِلٰى طَلْحَةَ بْنِ عُبَيْدِ اللّٰهِ قَالَ مَنْ اَحَبَّ اَنْ يَّنْظُرَ اِلٰى رَجُلٍ يَّمْشِيْ عَلٰى وَجْهِ الْاَرْضِ وَقَدْ قَضٰى نَحْبَهٗ فَلْيَنْظُرْ اِلٰى هٰذَا وَفِيْ رِوَايَةٍ مَّنْ سَرَّهٗ اَنْ يَّنْظُرَ اِلٰى شَهِيْدٍ يَّمْشِيْ عَلٰى وَجْهِ الْاَرْضِ فَلْيَنْظُرْ اِلٰى طَلْحَةَ بْنِ عُبَيْدِ اللّٰهِ
(رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ)

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے طلحہ ابن عبید اللہ کو دیکھ کر فرمایا، جو شخص یہ پسند کرتا ہے کہ ایسے شخص کو دیکھے جو روئے زمین پر اس حال میں چلتا ہے کہ وہ مُردہ ہے ۱ تو وہ انھیں ۲ دیکھے۔ اور ایک روایت میں ہے جس شخص کو روئے زمین پر چلنے والے شہید کو دیکھ کر خوشی ہوتی ہو وہ طلحہ ابن عبید اللہ کو دیکھے ۳
(ترمذی)

۱ یا یہ مطلب ہے کہ وہ وفات کا منتظر ہے یعنی اگر کوئی شخص میت کو زمین پر چلتے ہوئے دیکھنا چاہتا ہے (مطلب یہ ہے کہ انھوں نے احد کے دن جان کی بازی لگا دی تھی ۱۲ شرف قادری)
۲ حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا
۳ لفظ قَضٰى نَحْبَهٗ کی تحقیق یہ ہے کہ نَحْبٌ پہلے نون پھر بے نقطہ حاء اس کے بعد باء کا معنی نذر، موت اور رحلت کا وقت معین ہے۔ آیت کریمہ میں ہے مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ رِجَالٌ صَدَقُوْا مَا عَاهَدُوا اللّٰهَ عَلَيْهِ فَمِنْهُمْ مَّنْ قَضٰى نَحْبَهٗ وَمِنْهُمْ مَّنْ يَّنْتَظِرُ مفسرین نے اس کی تفسیر دونوں معنوں سے کی ہے یعنی مسلمانوں میں سے کچھ مرد وہ ہیں جنھوں نے اللہ تعالیٰ سے کیا ہوا عہد درست کر دکھایا۔ پس ان میں سے بعض نے وہ نذر پوری کر دی جو اللہ تعالیٰ کے راستے میں جان دینے کی مانی تھی یعنی اللہ تعالیٰ کے راستے میں شہید ہو گئے اور بعض اس کے منتظر ہیں، حدیث شریف میں بھی دونوں معنوں پر محمول کر سکتے ہیں۔ ظاہر دوسرا معنی ہے جیسے کہ دوسری روایت میں آیا ہے کہ زمین پر چلنے والا شہید، حقیقت میں یہ اختیاری موت کی طرف اشارہ ہے جو اہلِ سلوک اور اربابِ فنا کو حاصل ہوتی ہے۔ یا موت سے مراد عالمِ شہادت سے غائب ہونا ہے جو اللہ تعالیٰ کے ذکر اور عالمِ بالا کے مشاہدہ میں مستغرق ہونے اور اللہ تعالیٰ کی بارگاہ کی کشش سے مغلوب ہونے کی بناء پر حاصل ہوتا ہے

marfat.com
Marfat.com

اور یہ اختیاری موت کا نتیجہ ہے۔
سیدی شیخ علی متقی رحمہ اللہ تعالیٰ کے ایک رسالہ کا نام ہے ھدایۃ ربی عند فقد المربی اس میں انھوں نے موت اختیاری اور اس کی سبقت کا بیان کیا ہے۔ حضرت شیخ عبدالوہاب متقی فرماتے تھے کہ ایک دفعہ مکہ معظمہ میں مشہور ہوگیا کہ شیخ علی متقی فوت ہوگئے ہیں لوگ یہ خبر سن کر دوڑتے ہوئے شیخ کی خانقاہ میں پہنچ گئے انھوں نے دیکھا کہ شیخ خوش اور خرم سلامت بیٹھے ہوئے ہیں۔ آپ نے احباب کو فرمایا کہ اگر کوئی شخص اس عالم کو دیکھ لے اور اس جہان کے حالات معلوم کر کے آئے اور بیان کرے تو ضرور اس کی تصدیق کرنی چاہیے۔ ہمارے دوستوں کو جاننا چاہیے کہ ہمیں اس جہان میں لے گئے اور ہم اس جہان کو دیکھ کر آئے ہیں۔ اب دوست بھی توبہ کریں اور ہم بھی از سر نو توبہ کرتے ہیں لیکن تنہائی میں مجھے فرمایا کہ یہ خبر کام کی قبولیت اور ہماری محنت کے مکمل ہونے کی نشانی ہے جو ہم نے اختیاری موت کے حاصل کرنے کے لیے کی ہے۔

۵۸۶۱/۱۵ وَعَنْ عَلِيٍّ قَالَ سَمِعَتْ أُذُنِي مِنْ فِي رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ طَلْحَةُ وَالزُّبَيْرُ جَارَايَ فِي الْجَنَّةِ (رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ هٰذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ)

حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میرے کان نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دہان اقدس کو فرماتے ہوئے سنا کہ طلحہ اور زبیر جنت میں ہمارے پڑوسی ہیں (ترمذی) اور فرمایا کہ یہ حدیث غریب ہے۔

۵۸۶۲/۱۶ وَعَنْ سَعْدِ ابْنِ أَبِي وَقَّاصٍ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ يَوْمَئِذٍ يَعْنِي يَوْمَ أُحُدٍ اَللّٰهُمَّ اشْدُدْ رَمْيَتَهُ وَأَجِبْ دَعْوَتَهُ (رَوَاهُ فِي شَرْحِ السُّنَّةِ)

حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس دن یعنی احد کے دن دعا کی ۱ے اے اللہ! ان کی تیر اندازی کو قوی فرما اور ان کی دعا کو قبول فرما ۲ (شرح السنہ)

۱ حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کے لیے
۲ دعا کی قبولیت کی مناسبت تیر اندازی کی قوت کے ساتھ ظاہر ہے کہ دعا کو تیر قرار دیا جیسے کہ کسی نے کہا ہے ؎

از ہر کرانہ تیر دعا می کنم رواں

میں ہر طرف سے دعا کا تیر چلا رہا ہوں۔ گویا حضرت سعد رضی اللہ عنہ کی دعا کی قبولیت ان کے تیر کے نشانے پر لگنے کا اثر ہے، جو انھوں نے سب سے پہلے اللہ تعالیٰ کے راستے میں چلایا۔

۵۸۶۳/۱۷ وَعَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اَللّٰهُمَّ اسْتَجِبْ

ان ہی سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا کی کہ اے اللہ! سعد کی دعا قبول فرما

marfat.com
Marfat.com

لِسَعْدٍ اِذَا دَعَاكَ۔

(رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ)

حبیب یہ تجھ سے دعا کریں۔

(ترمذی)

۵۸۶۴ [۱۸] وَعَنْ عَلِيٍّ قَالَ مَا جَمَعَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَبَاهُ وَاُمَّهٗ اِلَّا لِسَعْدٍ قَالَ لَهٗ يَوْمَ اُحُدٍ اِرْمِ فِدَاكَ اَبِيْ وَاُمِّيْ وَقَالَ لَهٗ اِرْمِ اَيُّهَا الْغُلَامُ الْحَزَوَّرُ

(رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ)

حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے والدِ ماجد اور والدہ محترمہ کو کسی کے لیے جمع نہیں فرمایا سوائے حضرت سعد کے انہیں احد کے دن فرمایا تیر چلاؤ ہمارے والدین تم پر فدا، اور انہیں یہ بھی فرمایا کہ اے دانا لڑکے[۱] تیر چلا۔

(ترمذی)

[۱] حزور بے نقطہ حاء اور زاء پر زبر، واؤ مشدد اور آخر میں یاء۔ اسے زاء ساکن اور واؤ کی تخفیف کے ساتھ (حَزْوَر) بھی پڑھا گیا ہے۔ صراح میں ہے حزور بڑی عمر والا اور طاقت ور لڑکا، حزورہ کا معنی ہے وہ چھوٹا ٹیلہ جو زمین سے ابھرا ہوا ہو۔ حضرت سعد رضی اللہ عنہ نوجوان تھے اور سترہ سال کی عمر میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے ہاتھ پر اسلام لائے۔

۵۸۶۵ [۱۹] وَعَنْ جَابِرٍ قَالَ اَقْبَلَ سَعْدٌ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هٰذَا خَالِيْ فَلْيُرِنِيْ اِمْرَءٌ خَالَهٗ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ كَانَ سَعْدٌ مِنْ بَنِيْ زُهْرَةَ وَكَانَتْ اُمُّ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ بَنِيْ زُهْرَةَ فَلِذٰلِكَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هٰذَا خَالِيْ وَفِي الْمَصَابِيْحِ فَلْيُكْرِمَنَّ بَدَلَ فَلْيُرِنِيْ

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت سعد تشریف لائے تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: یہ ہمارے ماموں ہیں[۱]۔ پس کوئی شخص ہمیں اپنا ماموں دکھائے[۲] اس حدیث کو امام ترمذی نے بیان کیا، حضرت جابر نے فرمایا[۳]: حضرت سعد بنو زہرہ میں سے تھے[۴] اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی والدہ ماجدہ بنو زہرہ میں سے تھیں۔ اسی لیے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: یہ ہمارے ماموں ہیں اور مصابیح میں فَلْيُرِنِيْ کی جگہ فَلْيُكْرِمَنَّ[۵] ہے۔

[۱] یعنی ہماری والدہ کے بھائی ہیں۔

[۲] یعنی ہمارے ماموں کے برابر اور ان جیسا

[۳] نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے جو حضرت سعد کو اپنا ماموں فرمایا اس کی توجیہ کرتے ہوئے حضرت جابر نے فرمایا۔

[۴] جو قریش کی ایک شاخ ہے۔

[۵] پس چاہیے کہ انسان اپنے ماموں کی عزت کرے جس طرح ہم اپنے ماموں کی عزت کرتے ہیں۔

marfat.com
Marfat.com

بعض شارحین نے فرمایا کہ فَیُکَرِّ مَنَّ تصحیف ہے (یعنی صحیح فَتُعَزِّرُنِیْ ہے اسے تبدیل کر دیا گیا ہے)۔

الفصل الثالث

۵۸۶۶/۲۰ عَنْ قَیْسِ بْنِ اَبِیْ حَازِمٍ قَالَ سَمِعْتُ سَعْدَ ابْنَ اَبِیْ وَقَّاصٍ یَقُوْلُ اِنِّیْ لَاَوَّلُ رَجُلٍ مِّنَ الْعَرَبِ رَمٰی بِسَهْمٍ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ وَرَأَیْتُنَا نَغْزُوْ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَمَا لَنَا طَعَامٌ اِلَّا الْحُبْلَةَ وَوَرَقَ السَّمُرِ وَاِنْ كَانَ اَحَدُنَا لِیَضَعُ كَمَا تَضَعُ الشَّاةُ مَالَهٗ خِلْطٌ ثُمَّ اَصْبَحَتْ بَنُوْ اَسَدٍ تُعَزِّرُنِیْ عَلَى الْاِسْلَامِ لَقَدْ خِبْتُ اِذًا وَّضَلَّ عَمَلِیْ وَكَانُوْا وَشَوْا بِهٖ اِلٰی عُمَرَ وَقَالُوْا لَا یُحْسِنُ یُصَلِّیْ

(مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ)

تیسری فصل

حضرت قیس بن ابی حازم [۱] سے روایت ہے کہ میں نے حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کو فرماتے ہوئے سنا کہ میں عرب کا پہلا شخص ہوں جس نے اللہ تعالیٰ کے راستے میں تیر چلایا۔ میں جانتا ہوں کہ میں اور صحابہ کرام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی معیت میں اس حال میں جہاد کرتے تھے کہ ہماری خوراک سوائے کیکر کے دانوں [۲] اور پتوں کے کچھ نہ تھی اور ہم میں سے ایک شخص قضائے حاجت کے وقت بکریوں کی طرح مینگنیاں کرتا تھا جو آپس میں مخلوط نہ ہوتی تھیں [۳]۔ پھر بنو اسد مجھے اسلام کے احکام سکھاتے ہیں [۴] تب تو تحقیق میں گھاٹے میں ہوں اور میرا عمل ضائع ہو گیا [۵]۔ ان لوگوں نے آپ کے بارے میں حضرت عمر کے پاس شکایت کرتے ہوئے کہا تھا کہ وہ اچھی طرح نماز نہیں پڑھتے۔

(صحیحین)

---

[۱] قیس بن ابی حازم ان کا تذکرہ پہلی فصل کی دوسری حدیث کی شرح میں گزر چکا ہے

[۲] حُبْلَہ بے نقطہ حاء پر پیش اور زبر دونوں پڑھ سکتے ہیں۔ باء ساکن، اس پر زبر بھی پڑھ سکتے ہیں کیکر کا دانہ، سَمُرٌ سین پر زبر اور میم پر پیش، مشہور درخت (کیکر) کا نام ہے۔ اس کا واحد سَمُرَۃٌ ہے

[۳] یعنی خشکی کی بناء پر اس کے اجزاء ایک دوسرے کے ساتھ مخلوط نہ ہوتے تھے۔

[۴] تعزیر کا معنی واقف کرنا بھی آتا ہے یا یہ مطلب ہے کہ مجھے اسلام کے بارے میں کوتاہی پر زجر و توبیخ کرتے ہیں۔ اصل میں تعزیر کا معنی رد اور منع ہے۔ یہ لفظ امداد دینے کے معنی میں بھی آتا ہے۔ جیسے کہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے وَتُعَزِّرُوْهُ وَتُوَقِّرُوْهُ اور تم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نصرت اور تعظیم کرو کیونکہ امداد کرنے والا اس شخص سے دشمنوں کو دُور کرتا ہے جس کی امداد کی جاتی ہے۔ اس جگہ اسلام سے مراد نماز ہے۔

[۵] یعنی جب بنو اسد مجھے اسلام کے احکام اور نماز کے آداب سکھاتے ہیں باوجودیکہ میں اسلام لانے میں

marfat.com
Marfat.com

سبقت دکھتا ہوں تو مجھے مزید کامیابی اور ہدایت کی کیا امید ہوگی ؟

لہ حضرت سعد امیر المومنین عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے عامل تھے ۔ بنو اسد نے حضرت سعد کی شکایت کی کہ وہ اچھی طرح نماز نہیں پڑھتے ۔ حضرت عمر فاروق نے انھیں تنبیہ فرمائی تو آپ نے حقیقتِ حال بیان کی حضرت عمر فاروق نے ان کی تصدیق کی اور فرمایا : ہمارا گمان اسی طرح ہے جس طرح آپ کہتے ہیں اور بنو اسد کی تردید فرمائی ۔ بنو اسد سے مراد حضرت زبیر بن عوام بن خویلد بن اسد کی اولاد ہے ۔ اس جگہ سے معلوم ہوتا ہے کہ علم و فضل پر فخر اور اپنے کمال کو بیان واقع کے طور پر ظاہر کرنا جائز ہے ۔ جب کہ دینی مصلحت اور دینی نقص اور عار کو دفع کرنا مقصود ہو ۔ صحابہ کرام نے صحیح اور درست اغراض کے لیے آپس میں فخر کا اظہار فرمایا ہے ۔

۵۸۶۷/۲۱ وَعَنْ سَعْدٍ قَالَ رَأَيْتُنِي وَأَنَا ثَالِثُ الْإِسْلَامِ وَمَا أَسْلَمَ أَحَدٌ إِلَّا فِي الْيَوْمِ الَّذِي أَسْلَمْتُ فِيهِ وَلَقَدْ مَكَثْتُ سَبْعَةَ أَيَّامٍ وَإِنِّي لَثُلُثُ الْإِسْلَامِ ۔ (رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ)

حضرت سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں اپنے آپ کو جانتا ہوں کہ میں اہلِ اسلام کا تیسرا فرد تھا[1] اور کوئی شخص اسلام نہیں لایا مگر اس دن ، جس میں میں اسلام لایا[2] تحقیق میں سات دن اس حال میں رہا کہ میں مسلمانوں کا تیسرا حصہ تھا[3] (بخاری)

لہ صحیح بخاری میں ہے لَقَدْ رَأَيْتُنِي بے شک تحقیق میں اپنے آپ کو جانتا ہوں ۔ صحیح بخاری کی ایک روایت میں ہے وَأَنَا ثُلُثُ الْإِسْلَامِ ثاء کے پیش کے ساتھ یعنی اہلِ اسلام کا تہائی حصہ تھا ۔ مطلب ایک ہی ہے یعنی دو حضرات مسلمان ہو چکے تھے میں تیسرے نمبر پر اسلام لایا ۔ شارحین فرماتے ہیں کہ دو حضرات سے ان کی مراد حضرت ابو بکر اور حضرت خدیجہ ہیں ۔ صحیح یہ ہے کہ مردوں بلکہ آزاد مردوں میں سے تیسرے مراد ہیں ۔ استیعاب میں ہے کہ وہ ساتویں نمبر پر اسلام لائے ۔ اس سے مراد یہ ہے کہ مردوں ، عورتوں ، آزاد اور غلاموں میں ساتویں نمبر پر اسلام لائے ۔

۲ہ شارحین فرماتے ہیں کہ اس کلام میں ان کے علاوہ کوئی دوسرا شامل نہیں ہے یعنی کوئی شخص ایمان نہیں لایا مگر اس دن کہ میں ایمان لایا ۔ اس دن جو اسلام لایا وہ میں ہی تھا ۔

۳ہ یعنی میں دو حضرات کے بعد اسلام لایا ۔ اس کے بعد سات دن اس حال میں گزرے کہ کوئی اسلام نہیں لایا ، جو بھی اسلام لایا وہ سات دن کے بعد لایا ۔ علامہ طیبی نے اس حدیث کا مطلب اسی طرح بیان کیا ہے ۔

۵۸۶۸/۲۲ وَعَنْ عَائِشَةَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَقُولُ لِنِسَائِهِ إِنَّ أَمْرَكُنَّ مِمَّا يُهِمُّنِي مِنْ بَعْدِي وَلَنْ يَصْبِرَ عَلَيْكُنَّ

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی ازواجِ مطہرات کو فرمایا کرتے تھے کہ تمھارا معاملہ اور حال اس چیز کی جنس سے ہے جو ہمیں فکر میں ڈالتی[1] ہے ہمارے بعد ،

marfat.com
Marfat.com

إِلَّا الصَّابِرُونَ الصِّدِّيقُونَ قَالَتْ عَائِشَةُ يَعْنِي الْمُتَصَدِّقِينَ ثُمَّ قَالَتْ عَائِشَةُ لِأَبِي سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ سَقَى اللّٰهُ أَبَاكَ مِنْ سَلْسَبِيلِ الْجَنَّةِ وَكَانَ ابْنُ عَوْفٍ قَدْ تَصَدَّقَ عَلٰى أُمَّهَاتِ الْمُؤْمِنِينَ بِحَدِيقَةٍ بِيعَتْ بِأَرْبَعِينَ أَلْفًا

(رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ)

اور تم پر صبر نہیں کریں گے اور تمھاری خبر گیری نہیں کریں گے مگر وہ جو صبر میں کامل ہوں گے اور معاملے کی سچائی اور حقوق کی ادائیگی میں کامل ہوں گے حضرت عائشہ نے فرمایا: صابروں اور صدیقوں سے مراد صدقہ دینے والے ہیں[۲] پھر انھوں نے ابوسلمہ ابن عبدالرحمٰن کو فرمایا[۳] اللہ تعالیٰ تمھارے باپ کو جنت کے چشمے سلسبیل[۴] سے پانی پلائے۔ حضرت عبدالرحمٰن بن عوف نے امہات المومنین کو بطور صدقہ (بہ نیت ثواب) ایک باغ دیا تھا جو چالیس[۵] ہزار میں بیچا گیا (ترمذی)

[۱] کہ تمھارا حال کیا ہوگا؟ اور لوگ تمھارے ساتھ کیا معاملہ کریں گے اور کون تمھاری معاشی ضروریات پوری کرنے کی کوشش کرے گا اور کسے اس کی توفیق دی جائے گی؟ (مولوی امیر علی لکھتے ہیں: یہ فکر چند دن کی تھی یہاں تک کہ دو سال بعد شام کی فتوحات حاصل ہوگئیں ۱۲ حاشیہ)۔

[۲] اور نیکی کرنے والے ہیں کیونکہ یہ کلام امہات المومنین کے اخراجات کے لیے چلایا گیا ہے۔

[۳] حضرت عبدالرحمٰن بن عوف کی شکر گزاری اور اعترافِ خدمت کے طور پر ان کے بیٹے ابوسلمہ کو فرمایا جو اکابر تابعین میں سے ہیں۔

[۴] قاموس میں ہے کہ سلسبیل کا معنی جنت کی شراب ہے، جنت کے چشمے کو بھی سلسبیل کہتے ہیں ٹھنڈے اور خوش ذائقہ پانی کو بھی کہتے ہیں جو روانی کے ساتھ گلے میں اتر جائے۔

سلسال الجنہ بمعنی سلسبیل اور سلسل الجنۃ بھی آیا ہے۔ ٹھنڈی شراب کو بھی کہتے ہیں۔ بعض علماء نے کہا کہ خس و خاشاک اور گدلا پن سے صاف مشروب کو کہتے ہیں۔ علامہ طیبی نے فرمایا سلسبیل میں یاء زیادہ کی گئی ہے اس طرح یہ لفظ خماسی ہوگیا اور انتہائی سلاست پر دلالت کرنے لگا۔

[۵] چالیس ہزار دراہم یا چالیس ہزار دیناروں کو بیچا گیا۔

۵۸۶۹/۲۲ وَعَنْ أُمِّ سَلَمَةَ قَالَتْ سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ لِأَزْوَاجِهِ إِنَّ الَّذِي يَحْثُو عَلَيْكُنَّ بَعْدِي هُوَ الصَّادِقُ الْبَارُّ اَللّٰهُمَّ اسْقِ عَبْدَ الرَّحْمٰنِ بْنَ عَوْفٍ مِنْ

حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنی ازواج مطہرات سے خطاب فرماتے ہوئے سنا کہ بے شک جو شخص ہمارے بعد اپنے ہاتھوں سے تم پر مال نچھاور کرے گا وہ سچا اور نیکوکار ہے۔ اے اللہ! عبدالرحمٰن بن عوف کو جنت کے

marfat.com
Marfat.com

سَلْسَبِيْلَ الْجَنَّةِ (رَوَاهُ اَحْمَدُ) چشمہ سلسبیل سے پانی پلائے[۱] (امام احمد)

[۱] ظاہر یہ ہے کہ یہ کلام حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کا ہے، جیسے کہ گزشتہ حدیث میں حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کا ہے۔ بعض شارحین فرماتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا کلام ہے کیونکہ آپ کو معلوم تھا کہ وہ ازواج مطہرات پر احسان کریں گے اور یہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا معجزہ ہے۔

۵۸۴۰ (۲۴) وَعَنْ حُذَيْفَةَ قَالَ جَاءَ اَهْلُ نَجْرَانَ اِلَى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِبْعَثْ اِلَيْنَا رَجُلًا اَمِيْنًا فَقَالَ لَاَبْعَثَنَّ اِلَيْكُمْ رَجُلًا اَمِيْنًا حَقَّ اَمِيْنٍ فَاسْتَشْرَفَ لَهَا النَّاسُ قَالَ فَبَعَثَ اَبَا عُبَيْدَةَ ابْنَ الْجَرَّاحِ (مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ)

حضرت حذیفہ[۱] رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اہل نجران[۲] نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا: یا رسول اللہ! ہمارے پاس امین شخص کو بھیجیے[۳]۔ آپ نے فرمایا: ہم تمہارے پاس ایسے شخص کو بھیجیں گے جو امانت میں ثابت قدم ہو گا۔ صحابہ کرام نے توجہ سے اس امارت اور امانت کو دیکھا[۴]۔ حضرت حذیفہ فرماتے ہیں: آپ نے حضرت ابو عبیدہ ابن الجراح کو بھیج دیا۔ (صحیحین)

[۱] حضرت حذیفہ ابن الیمان رضی اللہ عنہما اکابر صحابہ میں سے ہیں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صاحب راز۔ [۲] نجران نون پر زبر اور جیم ساکن۔ یمن میں ایک جگہ کا نام ہے جو دسویں سال میں فتح ہوئی۔ نہایہ میں ہے کہ حجاز اور شام کے درمیان ایک جگہ ہے۔

[۳] جو ہمارے حق میں خیانت پر راضی نہ ہو۔

[۴] لَهَا کی ضمیر امانت اور دیانت کی طرف راجع ہے۔ صحابہ کرام منتظر ہوئے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کس صحابی کو منتخب فرماتے ہیں اور کون اس منصب سے مشرف اور ممتاز ہوتا ہے؟

۵۸۴۱ (۲۵) وَعَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قِيْلَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ مَنْ نُؤَمِّرُ بَعْدَكَ قَالَ اِنْ تُؤَمِّرُوْا اَبَا بَكْرٍ تَجِدُوْهُ اَمِيْنًا زَاهِدًا فِي الدُّنْيَا رَاغِبًا فِي الْاٰخِرَةِ وَاِنْ تُؤَمِّرُوْا عُمَرَ تَجِدُوْهُ قَوِيًّا اَمِيْنًا لَا يَخَافُ فِي اللّٰهِ لَوْمَةَ لَائِمٍ وَاِنْ تُؤَمِّرُوْا عَلِيًّا وَلَا اُرَاكُمْ فَاعِلِيْنَ تَجِدُوْهُ هَادِيًا مَهْدِيًّا يَاْخُذُ بِكُمُ الطَّرِيْقَ الْمُسْتَقِيْمَ۔

حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ عرض کیا گیا یا رسول اللہ! ہم آپ کے بعد کسے امیر بنائیں؟ فرمایا: اگر تم ابو بکر کو امیر بناؤ گے تو انہیں امانت دار، دنیا سے بے رغبت اور آخرت کی رغبت رکھنے والا پاؤ گے اور اگر تم عمر کو امیر بناؤ گے تو انہیں طاقت ور اور امانت دار پاؤ گے، جو اللہ تعالیٰ کے راستے میں کسی ملامت گر کی ملامت سے نہیں ڈرتا اور اگر تم علی مرتضیٰ کو امیر بناؤ گے اور ہم نہیں جانتے کہ تم یہ کام کرو گے تو انہیں

marfat.com
Marfat.com

(رَوَاہُ اَحْمَدُ)

ہدایت دینے والا اور ہدایت یافتہ پاؤ گے۔ وہ تمہیں راہِ راست پر لے جائیں گے[۳] (امام احمد)

[۱] حقوقِ دین میں

[۲] اللہ تعالیٰ کے دین کے احکام کے جاری کرنے میں (کسی کی ملامت کی پرواہ نہیں کریں گے)۔

[۳] یہ حدیث اس امر کی دلیل ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی کو خلافت کے لیے معین نہیں فرمایا اور اس پر نص نہیں فرمائی۔ اس حدیث کا ظاہر یہ معلوم ہوتا ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد امیر سے بلا واسطہ امیر مراد ہے۔ اس حدیث میں حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کا ذکر نہیں ہے بعض شارحین فرماتے ہیں کہ ہو سکتا ہے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کا ذکر کیا ہو اور راوی بھول گئے ہوں۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

(مولوی امیر علی اشعۃ اللمعات کے حاشیہ میں اس جگہ لکھتے ہیں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ معجزانہ کلام ہے واقعہ نے اس کی تصدیق کی حضرت ابوبکر اور عمر کو صحابہ کرام نے امیر بنایا اور ان سے وفا کی حضرت علی مرتضیٰ کو تمام لوگوں نے خلیفہ نہیں بنایا کچھ لوگوں نے بغاوت کر دی۔ جنھوں نے انھیں خلیفہ بنایا انھیں یہ فضیلت حاصل ہو گئی اس کلام میں اشارہ ہے کہ ابتداء میں امانت، آخرت میں رغبت اور احکامِ اسلامی کے جاری کرنے کی ضرورت نہ تھی جو حضرت ابوبکر اور عمر سے پوری ہو گئی۔ حضرت علی مرتضیٰ کے زمانے میں ہدایت کی ضرورت تھی۔ کیونکہ بدعت کا ظہور ہو چکا تھا ——— اس کلام میں کچھ دوسرے اشارے بھی ہیں جن کے بیان کے لیے طویل گفتگو کی ضرورت ہے۔

۵۸۷۲/۲۶ وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَحِمَ اللّٰهُ اَبَا بَكْرٍ زَوَّجَنِيْ اِبْنَتَهٗ وَحَمَلَنِيْ اِلٰى دَارِ الْهِجْرَةِ وَصَحِبَنِيْ فِى الْغَارِ وَاَعْتَقَ بِلَالًا مِنْ مَّالِهٖ رَحِمَ اللّٰهُ عُمَرَ يَقُوْلُ الْحَقَّ وَاِنْ كَانَ مُرًّا تَرَكَهُ الْحَقُّ وَمَالَهٗ مِنْ صَدِيْقٍ رَحِمَ اللّٰهُ عُثْمَانَ يَسْتَحْيِيْ مِنْهُ الْمَلٰٓئِكَةُ رَحِمَ اللّٰهُ عَلِيًّا اَللّٰهُمَّ اَدِرِ الْحَقَّ مَعَهٗ حَيْثُ دَارَ (رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ هٰذَا حَدِيْثٌ غَرِيْبٌ)

انہی سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ ابوبکر پر رحم فرمائے انھوں نے اپنی بیٹی کا ہمارے ساتھ نکاح کیا۔ ہمیں اونٹنی پر سوار کر کے دارِ ہجرت (مدینہ منورہ) لے گئے[۱] غار میں ہمارے ساتھ رہے بلال کو اپنے مال سے آزاد کیا[۲]۔ اللہ تعالیٰ عمر پر رحم فرمائے وہ حق کہتے ہیں اگرچہ کڑوا ہو۔ حق گوئی نے انھیں اس حال کو پہنچا دیا کہ ان کا کوئی دوست نہیں[۳]۔ اللہ تعالیٰ عثمان پر رحم فرمائے ان سے فرشتے حیا کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ علی پر رحم فرمائے اے اللہ! حق کو ان کے ساتھ پھیر دے جس طرف وہ پھر جائیں[۴] (ترمذی) انھوں نے فرمایا کہ یہ حدیث غریب ہے۔

marfat.com
Marfat.com

لہ مروی ہے کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے دو اونٹنیاں پال کر تیار کی ہوئی تھیں کہ نہ معلوم کب ہجرت کا حکم آجائے ۔ ایک اونٹنی نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پیش کی اور عرض کیا یا رسول اللہ! یہ لے لیجیے اور اس پر سواری فرمائیں ۔ آپ نے فرمایا ہم اسی وقت سوار ہوں گے جب آپ اسے ہمارے پاس فروخت کریں گے ورنہ ہم اسے نہیں لیں گے ۔ پس آٹھ سو درہم قرض میں خرید فرمائی ۔

سلہ اور انھیں ہماری خدمت پر مقرر کر دیا یا ایمان کی اس قوت اور کمال کے ساتھ حضرت بلال کا خریدنا ہی ایسی نعمت ہے جو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم تک پہنچی (اس اعتبار سے کہ انھیں آزاد کرنے سے سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو راحت پہنچی اور تشویش جاتی رہی ۔ ۱۲ اشرف قادری)

سلہ یعنی ایسا دوست جس کی دوستی کی بناء پر مداہنت سے کام لینا پڑے ۔

سکہ یہ ا۲ حدیث کے موافق ہے جسے علامہ سیوطی نے جمع الجوامع میں روایت کیا کہ قرآن علی مرتضیٰ کے ساتھ ہے اور علی مرتضیٰ قرآن کے ساتھ ہیں ۔ رضی اللہ عنہ ۔

باب

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اہلِ بیت کے مناقب

یاد رہے کہ اہلِ بیت کے چند معانی ہیں

(۱) وہ حضرات جنھیں زکوٰۃ لینا حرام ہے اور وہ بنو ہاشم ہیں ۔ ان میں آلِ عباس ، آلِ علی ، آلِ جعفر ، آلِ عقیل اور آلِ حارث رضی اللہ عنہم داخل ہیں ۔

(۲) نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اہل وعیال ، اس میں ازواجِ مطہرات داخل ہیں ۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواجِ مطہرات کو اہلِ بیت سے خارج کرنا سینہ زوری اور آیت کریمہ کی روش کے خلاف ہے ۔ ارشادِ ربانی ہے اِنَّمَا یُرِیۡدُ اللّٰهُ لِیُذۡهِبَ عَنۡكُمُ الرِّجۡسَ اَهۡلَ الۡبَيۡتِ وَيُطَهِّرَكُمۡ تَطۡهِيۡرًا ۔ اللہ یہی ارادہ فرماتا ہے کہ اے اہلِ بیت تم سے نجاست دور رکھے اور تم کو خوب خوب پاک فرمائے اس آیت کی ابتداء اور انتہا میں امہات المومنین رضی اللہ عنہن سے خطاب ہے ۔ درمیانی حصے سے انھیں خارج کرنے سے کلام کا نظم ونسق برقرار نہیں رہتا ۔

امام فخر الدین رازی رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ یہ آیت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواجِ مطہرات کو

marfat.com
Marfat.com

شامل ہے کیونکہ آیت کریمہ کی روش اس پر دلالت کرتی ہے لہٰذا انھیں اس آیت سے خارج کرنا اور آیت کو ان کے ماسوا سے مخصوص کرنا صحیح نہیں ہوگا۔ یہ بھی فرمایا کہ بہتر یہ ہے کہ اہلِ بیت، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی اولاد امجاد اور آپ کی ازواجِ مطہرات ہیں۔ حضرت حسن و حسین رضی اللہ عنہما بھی ان میں داخل ہیں۔ حضرت علی مرتضیٰ بھی نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی صاحبزادی کے ساتھ معاشرت اور آپ کے احکام کی پابندی کی بنا پر اہلِ بیت میں سے ہیں۔

بعض اوقات اہلِ بیت کا استعمال اس طرح آیا ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ اہلِ بیت کا لفظ حضرت فاطمہ زہرا، حضرت علی مرتضیٰ، حضرت حسن اور حضرت حسین رضی اللہ عنہم کے ساتھ مخصوص ہے[1] حضرت انس روایت کرتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جب نمازِ فجر کے لیے تشریف لاتے اور سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کے گھر کے پاس سے گزرتے تو فرماتے الصلوٰۃ یا اھل البیت (اے اہلِ بیت نماز پڑھو) اس کے بعد آیت مبارکہ پڑھتے اِنَّمَا یُرِیْدُ اللّٰہُ لِیُذْھِبَ عَنْکُمُ الرِّجْسَ اَھْلَ الْبَیْتِ وَیُطَھِّرَکُمْ تَطْھِیْرًا (ترمذی شریف)

ابن ابی شیبہ، حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت کرتے ہیں کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر تھی خادم نے اطلاع دی کہ حضرت علی اور حضرت فاطمہ دروازے پر حاضر ہیں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: آپ ایک طرف ہوجائیں میں گھر کے اندر چلی گئی۔ حسن و حسین حاضر ہوگئے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حسن و حسین کو آغوش میں لے لیا، ایک ہاتھ سے حضرت علی کو پکڑا اور دوسرے ہاتھ سے سیدہ فاطمہ کو پکڑا اور انھیں اپنے ساتھ چمٹالیا اور انھیں سیاہ کمبل میں چھپالیا جو آپ نے اوپر لیا ہوا تھا اور دعا کی: اے اللہ یہ میرے اہلِ بیت ہیں یہ تیری طرف آئے ہیں نہ کہ آگ کی طرف، میں بھی اور میرے اہلِ بیت بھی۔

یہ بھی حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ مسجد ہر حیض والی عورت اور ہر جنبی مرد کے لیے حرام ہے سوائے محمد مصطفیٰ، ان کے اہلِ بیت، علی مرتضیٰ، فاطمہ زہرا اور حسین اور حسن کے، اس حدیث کو امام بیہقی نے روایت کیا اور اسے ضعیف قرار دیا۔ خلاصہ یہ کہ اہلِ بیت کا اطلاق ان چاروں حضرات پر مشہور و معروف ہے۔

علماء کرام نے ان اقوال کے درمیان تطبیق اور ان استعمالات کی توجیہہ اس طرح کی ہے کہ بیت تین ہیں (۱) بیت نسب (خاندان) (۲) بیت سکنی (کاشانہ مبارکہ کے رہنے والے) (۳) بیت ولادت (اولادِ امجاد) پس عبدالمطلب کی

---

[1] یاد رہے کہ حق صریح یہی ہے کہ جب آیہ تطہیر نازل ہوئی تو گمان یہ تھا کہ خطاب ازواجِ مطہرات سے ہے (کیونکہ آیت کا آغاز یا نساء النبی سے ہے) اور حضرت علی مرتضیٰ کی اولاد خارج ہے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے سب کو اپنے کمبل میں چھپایا اور دعا کی اے اللہ! یہ بھی اہلِ بیت میں سے ہیں پھر صبح کے وقت حضرت سیدہ النساء کے گھر کے سامنے تشریف لاکر سلام کہتے تاکہ آیت کی تفسیر سب کو شامل ہے اور اہلِ مسجد کو پتہ چل جائے ۱۲ مولوی امیر علی۔

marfat.com
Marfat.com

اولاد میں سے بنوہاشم نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اہلِ بیت ہیں نسب کے اعتبار سے، قریبی دادا کی اولاد کو بیت کہتے ہیں۔ کہتے ہیں کہ یہ فلاں بزرگ کا بیت (خاندان) ہے۔ ازواجِ مطہرات رہائش کے اعتبار سے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اہلِ بیت ہیں کسی شخص کی بیویوں پر اہلِ بیت کا اطلاق عرف اور عادت کے اعتبار سے خاص طور پر معروف ہے (عام طور پر بیوی ہی کو گھر والی کہا جاتا ہے ۱۲ اشرف قادری) آپ کی اولاد امجاد ولادت کے اعتبار سے اہلِ بیت ہے۔ اہلِ بیت اگرچہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی تمام اولاد کو شامل ہے۔ تاہم ان میں سے حضرت علی، حضرت فاطمہ، حضرت حسن وحسین رضی اللہ عنہم زیادہ عزت وفضیلت کے ساتھ ممتاز ہیں اور مودت ومحبت کے تعلق کے سبب ممتاز اور مخصوص ہیں چنانچہ جب لفظ اہل بیت بولا جاتا ہے تو ذہن ان کی ہی طرف جاتا ہے ان کے فضائل و مناقب اور عزت وکرامت کے بارے میں بے شمار احادیث وارد ہیں۔

حضرت مصنف نے اس باب میں بعض بنوہاشم، حضرت علی مرتضیٰ، حضرت فاطمہ، حضرت حسن وحسین رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین کا ذکر کیا ہے نیز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صاحبزادے حضرت ابراہیم کا ذکر کیا ہے۔ حضرت زید بن حارثہ اور ان کے صاحبزادے حضرت اسامہ بن زید کا بھی بالتبع ذکر کیا ہے۔ کیونکہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ان سے کمال محبت اور عنایت فرماتے تھے یا اس لیے کہ یہ بھی اہلِ بیت میں داخل ہیں۔ اس جگہ ازواجِ مطہرات کا ذکر نہیں کیا ان کے لیے الگ باب قائم کیا ہے یا اس لیے کہ وہ مخصوص مناقب میں مستقل ہیں۔ یہ وجہ بھی ہوسکتی ہے کہ امہات المومنین اہلِ بیت کے معروف معنی میں داخل نہیں ہیں۔ اہلِ بیت کا مشہور ومعروف اطلاق چار حضرات (حضرت علی مرتضیٰ، سیدہ فاطمہ زہرا، حضرت حسن وحسین رضی اللہ عنہم) ہیں۔

الفصل الاوّل

۵۸۷۲ عَنْ سَعْدِ بْنِ اَبِیْ وَقَّاصٍ قَالَ لَمَّا نَزَلَتْ هٰذِهِ الْاٰيَةُ فَقُلْ تَعَالَوْا نَدْعُ اَبْنَاءَنَا وَاَبْنَاءَكُمْ دَعَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلِيًّا وَّ فَاطِمَةَ وَحَسَنًا وَّحُسَيْنًا فَقَالَ اَللّٰهُمَّ هٰؤُلَاءِ اَهْلُ بَيْتِيْ

(رَوَاهُ مُسْلِمٌ)

پہلی فصل

حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب یہ آیت نازل ہوئی (ترجمہ) اے حبیب! آپ فرمادیں کہ آؤ ہم اپنے اور تمھارے بیٹوں کو بلاتے ہیں (الآیہ) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی، حضرت فاطمہ اور حسن وحسین کو بلایا اور دعا کی اے اللہ! یہ میرے اہلِ بیت ہیں[1]

(مسلم)

[1] یاد رہے کہ اس آیت کو آیتِ مباہلہ کہتے ہیں۔ بہل کا معنی لعنت کرنا ہے۔ بُہلہ باء پر پیش اور زبر اس کا معنی لعنت ہے۔ مباہلہ کا معنی ایک دوسرے پر لعنت کرنا اور اس کی دعا کرنا ہے۔ ابتہال کا اصلی معنی یہ ہے۔ بعد ازاں اس کا اطلاق ہر دعا پر کر دیا گیا جس میں کوشش کی جائے۔ عربوں کی عادت تھی کہ جب

marfat.com
Marfat.com

کچھ لوگوں کا آپس میں اختلاف ہوتا، ایک دوسرے کی تکذیب کرتے اور ایک دوسرے پر ظلم کرتے تو باہر آ کر ایک دوسرے پر لعنت کرتے اور کہتے کہ جھوٹے اور ظالم پر اللہ تعالیٰ کی لعنت۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ رب العزت کی طرف سے حکم ہوا کہ نصاریٰ سے مباہلہ کریں اور یہ آیت نازل ہوئی فَمَنْ حَاجَّكَ فِيهِ مِنْ بَعْدِ مَا جَاءَكَ مِنَ الْعِلْمِ تو جو شخص عیسیٰ کے بارے میں آپ سے جھگڑے بعد اس کے کہ آپ کے پاس علم اور شریعت آ چکی فَقُلْ تَعَالَوْا نَدْعُ أَبْنَاءَنَا وَأَبْنَاءَكُمْ پس آپ فرمائیں کہ آؤ ہم اپنے اور تمہارے بیٹوں کو بلائیں وَنِسَاءَنَا وَنِسَاءَكُمْ اور اپنی عورتیں اور تمہاری عورتوں کو بلائیں وَأَنْفُسَنَا وَأَنْفُسَكُمْ اور اپنے آپ کو اور تمھیں ثُمَّ نَبْتَهِلْ پھر گڑگڑا کر دعا کریں فَنَجْعَلْ لَعْنَةَ اللَّهِ عَلَى الْكَاذِبِينَ اور اللہ کی لعنت جھوٹوں پر ڈالیں۔

پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس حال میں باہر تشریف لائے کہ حضرت حسن و حسین رضی اللہ عنہما کو گود میں اٹھایا ہوا تھا جو اس وقت بچے تھے۔ آپ کے پیچھے سیدہ فاطمہ اور ان کے پیچھے حضرت علی مرتضیٰ تھے رضی اللہ عنہم۔ سبحان اللہ! یہ کیسا وقت تھا اور یہ کیسے عظیم حضرات تھے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان حضرات کو حکم دیا کہ جب ہم دعا کریں تو تم آمین کہنا۔ عیسائیوں کے پیشوا نے جب ان حضرات کو دیکھا تو اس نے اپنی قوم کو کہا تم پر افسوس! میں ایسے چہرے دیکھ رہا ہوں کہ اگر اللہ تعالیٰ سے دعا کریں کہ پہاڑ کو اس جگہ سے ہٹا دے تو اسے ہٹا دے گا۔ اس وقت ان حضرات کے چہروں پر تجلی کے کیسے انوار چمک رہے ہوں گے کہ ایک بیگانے کافر نے انھیں محسوس کر لیا اور پیچھے ہٹ گیا۔ محب یگانہ جو اس نور سے آشنا تھا اس کا کیا حال ہوگا؟ اسے وہی جان سکتا ہے جسے دیدار کی لذت حاصل ہوئی ہو۔ اس پیشوا نے کہا کہ ان کے ساتھ ہرگز مباہلہ نہ کرو ورنہ ہلاک ہو جاؤ گے اور بیخ و بن سے اکھیڑ دیے جاؤ گے دوسروں نے بامر مجبوری اپنے پیشوا کی اطاعت قبول کی اور جزیہ دینا قبول کیا، چونکہ اندر سے معنوی مناسبت سے محروم تھے اس لیے مسلمان نہیں ہوئے۔ شعر

معجزہ از بہر قول دشمن است

بوئے جنسیت پئے دل بردن است

(معجزہ دشمن کے قول کے لیے ہے۔ جنسیت (ہم شکلی) کی بو دلبری کے لیے ہے)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اگر یہ لوگ مباہلہ کرتے تو بندروں اور خنزیروں کی شکل میں مسخ کر دیے جاتے، ان کے لیے تمام وادی آگ سے بھر دی جاتی ان کو بیخ و بن سے اکھیڑ دیا جاتا اور جل جاتے یہاں تک کہ درختوں کے پرندے جل کر راکھ ہو جاتے۔

(مولوی امیر علی اس جگہ حاشیہ میں لکھتے ہیں کہ نصاریٰ کے پیشوا کا بھائی پہلے سے مسلمان ہو چکا تھا اس نے اپنے بھائی کو کہا کہ تو نے خود اقرار کیا ہے کہ محمد رسول اللہ خاتم النبیین برحق ہیں۔ لیکن میں جان اور مال کے خوف سے اقرار مناسب نہیں سمجھتا۔ اب ہمیں تمہارے مال کی حاجت نہیں ہے۔ جب یہ لوگ رخصت ہوئے تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے پیشوا کو فرمایا: کیا حال ہوگا کہ تم کجاوہ الٹا رکھ کر روانہ ہو گے وہ اپنے ٹھکانے پر

marfat.com
Marfat.com

پہنچے ۔ جب آرام کرنے کے بعد روانہ ہوئے تو انھوں نے دیکھا کہ اس کا کجاوہ الٹا رکھا ہوا ہے ۔ پس واپس آکر اسلام لایا یہ قصہ طویل ہے) ۔

۵۸۲۴ وَعَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ خَرَجَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ غَدَاةً وَعَلَيْهِ مِرْطٌ مُرَحَّلٌ مِنْ شَعْرٍ اَسْوَدَ فَجَاءَ الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ فَاَدْخَلَهٗ ثُمَّ جَاءَ الْحُسَيْنُ فَدَخَلَ مَعَهٗ ثُمَّ جَاءَتْ فَاطِمَةُ فَاَدْخَلَهَا ثُمَّ جَاءَ عَلِيٌّ فَاَدْخَلَهٗ ثُمَّ قَالَ اِنَّمَا يُرِيْدُ اللّٰهُ لِيُذْهِبَ عَنْكُمُ الرِّجْسَ اَهْلَ الْبَيْتِ وَيُطَهِّرَكُمْ تَطْهِيْرًا (رَوَاهُ مُسْلِمٌ)

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ایک صبح نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم باہر تشریف لائے اس وقت آپ نے بالوں کا بنا ہوا پھولدار کمبل[۱] زیب تن کیا ہوا تھا ۔ اتنے میں حسن بن علی رضی اللہ عنہما حاضر ہوئے آپ نے انھیں اپنے ساتھ کمبل میں داخل کر لیا پھر حسین رضی اللہ عنہ آئے اور انھیں بھی داخل کیا پھر سیدہ فاطمہ آئیں انھیں بھی داخل کر لیا پھر علی رضی اللہ عنہ آئے اور انھیں بھی داخل کیا ۔ پھر یہ آیت پڑھی (ترجمہ) اللہ تعالیٰ یہی ارادہ فرماتا ہے کہ اے اہل بیت ! تم سے گناہوں کی پلیدی دور کر دے اور تمھیں اچھی طرح پاک کر دے (مسلم)

[۱] مِرْطٌ میم کے نیچے زیر ، راء ساکن اون یا خز کا کمبل جسے بطور تہبند استعمال کرتے ہیں ۔ مُرَحَّل میم پر پیش ، بے نقطہ مشدد حاء پر زبر ، وہ کمبل جس میں پالان کی تصویر بنی ہوئی ہو ۔ بعض نے جیم کے ساتھ بھی روایت کیا ہے (مُرَجَّلٌ) وہ کپڑا جس پر لوہے کی دیگ کی تصویریں بنی ہوئی ہوں ۔ اس کی یہ تفسیر کرنا غلط ہے کہ جس پر مردوں کی تصویریں بنی ہوئی ہوں ، ہاں (جانداروں) تصویروں کے حرام ہونے سے پہلے کی بات ہو تو ایسا ہو سکتا ہے)

۵۸۲۵ وَعَنِ الْبَرَاءِ قَالَ لَمَّا تُوُفِّيَ اِبْرَاهِيْمُ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ لَهٗ مُرْضِعًا فِي الْجَنَّةِ (رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ)

حضرت براء[۱] رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب حضرت ابراہیم[۲] کی وفات ہوئی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ! بے شک ان کے لیے جنت میں ایک دودھ پلانے والی ہے[۳] (بخاری)

[۱] حضرت براء ابن عازب مشہور صحابی ہیں ۔

[۲] نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے صاحبزادے جو حضرت ماریہ قبطیہ سے تھے ۔ ان کے مختصر حالات باب کسوف میں گزر چکے ہیں ۔

[۳] یعنی انھیں بہشت میں لے گئے ہیں اور ان پر ایک دودھ پلانے والی مقرر کر دی گئی ہے ۔ حضرت ابراہیم رضی اللہ عنہ دودھ پلانے کی مدت میں دنیا سے انتقال کر گئے تھے ۔ بعض شارحین نے رضاعت کے مکمل کرنے کی تاویل یہ کی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے دودھ پلانے کی بجائے ان کے لیے جنت اور اس کی نعمتوں کی لذت پوری فرما دی ہے ۔ واللہ تعالیٰ اعلم بحقیقۃ الحال ۔ مُرْضِع میم پر پیش ، نقطے والے ضاد کے

marfat.com
Marfat.com

پنیچے زیر، اس کا معنی ہے دودھ پلانا۔ بعض صوفیاء کرام قدس اللہ تعالیٰ اسرارہم نے اس حدیث سے موت کے بعد ترقی کا اشارہ دریافت کیا ہے۔ اس مسئلے میں اختلاف ہے۔ اس مسئلے کی جگہ پر ہم نے گفتگو کی ہے۔ اس درویش (شیخ محقق) کے نزدیک مختار یہ ہے کہ یہ ثابت ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

۵۸۷۶
وَعَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كُنَّا أَزْوَاجَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عِنْدَهُ فَأَقْبَلَتْ فَاطِمَةُ مَا تَخْفَى مِشْيَتُهَا مِنْ مِشْيَةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَمَّا رَاٰهَا قَالَ مَرْحَبًا بِابْنَتِي ثُمَّ أَجْلَسَهَا ثُمَّ سَارَّهَا فَبَكَتْ بُكَاءً شَدِيْدًا فَلَمَّا رَاٰى حُزْنَهَا سَارَّهَا الثَّانِيَةَ فَإِذَا هِيَ تَضْحَكُ فَلَمَّا قَامَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَأَلْتُهَا عَمَّا سَارَّكِ قَالَتْ مَا كُنْتُ لِأُفْشِيَ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سِرَّهُ فَلَمَّا تُوُفِّيَ قُلْتُ عَزَمْتُ عَلَيْكِ بِمَا لِيْ عَلَيْكِ مِنَ الْحَقِّ لَمَّا أَخْبَرْتِنِيْ قَالَتْ أَمَّا الْاٰنَ فَنَعَمْ أَمَّا حِيْنَ سَارَّنِيْ فِي الْأَمْرِ الْأَوَّلِ فَإِنَّهُ أَخْبَرَنِيْ أَنَّ جِبْرِيْلَ كَانَ يُعَارِضُنِي الْقُرْاٰنَ كُلَّ سَنَةٍ مَرَّةً وَإِنَّهُ عَارَضَنِيْ بِهِ الْعَامَ مَرَّتَيْنِ وَلَا أُرَى الْأَجَلَ إِلَّا قَدِ اقْتَرَبَ فَاتَّقِي اللّٰهَ وَاصْبِرِيْ فَإِنِّيْ نِعْمَ السَّلَفُ أَنَا لَكِ فَبَكَيْتُ فَلَمَّا رَاٰى جَزَعِيْ سَارَّنِي الثَّانِيَةَ قَالَ يَا فَاطِمَةُ أَلَا تَرْضَيْنَ أَنْ تَكُوْنِيْ سَيِّدَةَ نِسَاءِ أَهْلِ الْجَنَّةِ أَوْ نِسَاءِ الْمُؤْمِنِيْنَ وَفِيْ رِوَايَةٍ فَسَارَّنِيْ أَنَّهُ يُقْبَضُ فِيْ وَجَعِهِ فَبَكَيْتُ ثُمَّ سَارَّنِيْ

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ ہم ازواجِ مطہرات نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس حاضر تھیں، اتنے میں فاطمہ زہرا آئیں۔ ان کی رفتار رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی رفتار سے مختلف نہ تھی۔ جب آپ نے انھیں دیکھا تو فرمایا: ہماری بیٹی کے لیے کشادگی ہو پھر انھیں بٹھایا، اس کے بعد ان سے سرگوشی فرمائی تو وہ شدت سے رو پڑیں۔ جب آپ نے ان کا غم دیکھا تو دوبارہ سرگوشی فرمائی تو وہ اچانک ہنسنے لگیں۔ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس جگہ سے اٹھ گئے تو میں نے ان سے پوچھا کہ سرکار نے آپ سے کیا سرگوشی کی؟ انھوں نے کہا کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا راز فاش نہیں کر سکتی۔ جب آپ رحلت فرما گئے تو میں نے کہا کہ میں آپ کو اس حق کی قسم دے کر کہتی ہوں جو مجھے آپ پر ہے کہ آپ مجھے خبر دیں۔ انھوں نے کہا ہاں اب بتائے دیتی ہوں۔ پہلی دفعہ جو آپ نے سرگوشی کی تو آپ نے مجھے خبر دی کہ جبریل امین ہر سال ہمارے ساتھ قرآنِ پاک کا ایک دفعہ دور کیا کرتے تھے اس سال انھوں نے دو دفعہ دور کیا ہے ہمارا یہی گمان ہے کہ مدتِ حیات پوری ہونے کے قریب پہنچ چکی ہے۔ لہٰذا تم تقویٰ اختیار کرنا اور صبر کرنا اس لیے کہ ہم بہترین پیش رو ہیں تو میں رو پڑی۔ جب آپ نے میری بے صبری دیکھی تو مجھ سے دوبارہ سرگوشی کی فرمایا اے فاطمہ! کیا تم اس بات پر راضی نہیں ہو کہ تم اہلِ جنت کی عورتوں یا فرمایا مومنوں کی عورتوں کی سردار ہو

marfat.com
Marfat.com

فَاَخْبَرَنِیْ اَنِّیْ اَوَّلُ اَھْلِ بَیْتِہٖ اَتْبَعُہٗ فَضَحِکْتُ
(مُتَّفَقٌ عَلَیْہِ)

اور ایک روایت میں ہے کہ آپ نے مجھ سے سرگوشی فرمائی کہ آپ اسی تکلیف میں رحلت فرما جائیں گے تو میں رو پڑی ۔ آپ نے پھر سرگوشی فرمائی اور مجھے خبر دی کہ میں آپ کے اہل بیت میں سے سب سے پہلے آپ کے پیچھے جاؤں گی [۱۳] تو میں ہنس پڑی (صحیحین)

[۱] مِشْیَتُھَا میم کے نیچے زیر

[۲] مختلف اور مخفی نہ تھی ۔ اس لیے کہ سیدہ فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا عادت ، ہیہات اور رادوش (رفتار) میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے مشابہ تھیں ۔ ایک روایت میں ہے کہ جب سیدہ فاطمہ زہرا نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوتیں تو آپ کھڑے ہو جاتے اور انھیں بوسہ دیتے اور جب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ان کے پاس تشریف لے جاتے تو اسی طرح کرتے ۔

[۳] یہ واقعہ مرض وفات کے دنوں میں پیش آیا یا ان دنوں کے قریب تھا ۔

[۴] حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں ۔

[۵] اس سے بزرگوں اور دوستوں کے رازوں کو دوسروں سے مخفی رکھنے کا مستحب ہونا معلوم ہوتا ہے مرید جو مشائخ کے راز مخفی رکھتے ہیں تو اس کی سند یہی ہے ۔

[۶] حق صحبت اور محبت مادری

[۷] جب کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رحلت فرما گئے ہیں

[۸] جس طرح حافظ ایک دوسرے کو سناتے ہیں ۔ یہ دور رمضان المبارک میں ہوتا تھا ۔

[۹] کیونکہ دوبارہ دور کرنا معمول کے خلاف ہے ۔ اس میں اشارہ ہے کہ قرآن پاک اور اس کے احکام کو اچھی طرح یاد کرلیں تاکہ دین کا معاملہ مکمل ہو جائے اور نعمت تمام ہو جائے ۔

[۱۰] اور جزع فزع سے اجتناب کرنا ۔

[۱۱] سلف گزرے ہوئے آباؤ اجداد اور رشتہ داروں کو کہتے ہیں ۔

[۱۲] نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کی خبر پر

[۱۳] یعنی دل چھوٹا نہ کرو ، اللہ تعالیٰ سے راضی رہو اور اس بات پر شکر کرو کہ تمھیں یہ مرتبہ دیا ہے ۔

[۱۴] یعنی آپ کے بعد جلد دنیا سے چلی جاؤں گی تو میں ہنس پڑی ۔ اَتْبَعُہٗ تخفیف کے ساتھ ہے تشدید کے ساتھ (اتّبعہ) بھی روایت ہے ۔ معلوم ہونا چاہیے کہ اس حدیث سے سیدہ فاطمہ کی فضیلت تمام ایماندار عورتوں پر ثابت ہوتی ہے ۔ یہاں تک کہ حضرت مریم، حضرت آسیہ، حضرت خدیجہ اور حضرت عائشہ پر بھی ۔

marfat.com
Marfat.com

اسی طرح علامہ سیوطی نے فرمایا ہے ایک حدیث میں جن عورتوں پر سیدہ فاطمہ کو فضیلت دی گئی ہے۔ ان میں سے مریم بنت عمران کو مستثنیٰ کیا گیا ہے ایک دوسری حدیث میں ہے کہ اس امت میں فاطمہ کی صفت وہ ہے جو مریم کی اپنی قوم میں ہے۔ یعنی اپنے ماسوا سے زیادہ فضیلت رکھتی ہیں۔ ہوسکتا ہے کہ یہ اختلاف اس بنا پر ہو کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو حضرت فاطمہ کی فضیلت کی اطلاع وحی اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے خبر دینے کے ذریعے تدریجاً دی گئی ہو آخر میں دنیا کی تمام عورتوں پر ان کی فضیلت ثابت ہوگئی ہو۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

بعض علماء حضرت عائشہ کو حضرت فاطمہ سے افضل قرار دیتے ہیں۔ ان کی دلیل یہ ہے کہ حضرت عائشہ جنت میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ہوں گی اور حضرت فاطمہ حضرت علی مرتضیٰ کے ساتھ ہوں گی۔ ظاہر ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا مقام اور مکان حضرت علی مرتضیٰ کے مقام سے اعلیٰ اور اشرف ہے لیکن احادیث میں آیا ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت فاطمہ کو خطاب کرتے ہوئے فرمایا کہ ہم تم اور علی اور حسن و حسین ایک مکان اور ایک مقام میں ہوں گے۔ دوسری دلیل یہ دیتے ہیں کہ حضرت عائشہ مجتہدہ تھیں اور چاروں خلفاء کے زمانے میں فتویٰ دیتی تھیں اور اجتہاد کرتی تھیں۔ علامہ سیوطی فتاویٰ میں کہتے ہیں کہ اس جگہ تین مذہب ہیں۔ اصح یہ ہے کہ سیدہ فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے افضل ہیں۔ بعض علماء مساوات کے قائل ہیں، بعض نے توقف کیا ہے۔ احناف میں سے استروشنی اور بعض شافعیہ توقف کی طرف مائل ہیں۔ جب امام مالک سے یہ مسئلہ پوچھا گیا تو انھوں نے فرمایا، فاطمہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی لختِ جگر ہیں۔ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی لختِ جگر پر کسی کو فضیلت نہیں دیتا۔ امام سبکی فرماتے ہیں کہ ہمارا مختار اور ہمارا دین یہ ہے کہ فاطمہ افضل ہیں ان کے بعد ان کی والدہ خدیجہ اور ان کے بعد عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہن۔ حضرت خدیجہ اور حضرت عائشہ میں بھی اختلاف ہے۔ حق یہ ہے کہ حیثیات مختلف ہیں۔ بعض علماء کہتے ہیں کہ افضل ہونے کا معنیٰ ثواب کی کثرت ہے جس کا علماء نے اعتبار کیا ہے لیکن کوئی شخص شرافت، ذات، اصل کی طہارت اور جوہر کی پاکیزگی میں سیدہ فاطمہ اور حسن و حسین رضی اللہ عنہم کو نہیں پہنچتا۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

۵۸۷۷ وَعَنِ الْمِسْوَرِ بْنِ مَخْرَمَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ فَاطِمَةُ بِضْعَةٌ مِّنِّيْ فَمَنْ اَغْضَبَهَا اَغْضَبَنِيْ وَفِيْ رِوَايَةٍ يُرِيْبُنِيْ مَا اَرَابَهَا وَيُؤْذِيْنِيْ مَا اٰذَاهَا

(مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ)

حضرت مسور بن مخرمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: فاطمہ ہمارے گوشت کا ٹکڑا ہیں جس نے انھیں ناراض کیا اس نے ہمیں ناراض کیا اور ایک روایت میں ہے: وہ چیز ہمیں ناپسند ہے جو ہمیں ناراض کرتی ہے اور جو انھیں ناراض کرتی ہے اور جو چیز انھیں اذیت دیتی ہے وہ ہمیں اذیت دیتی ہے

(صحیحین)

marfat.com
Marfat.com

سلہ مِسْوَر میم کے نیچے زیر اور بے نقطہ سین ابن مخرمہ میم پر زبر اور نقطے والی خاء ساکن، کم عمر صحابی ہیں مکہ معظمہ میں ہجرت کے دو سال بعد پیدا ہوئے اور سن ۸ ہجری میں مدینہ منورہ حاضر ہوئے۔

سلہ اس حدیث سے امام سبکی نے استدلال کیا ہے کہ جو شخص سیدہ فاطمہ کو گالی دے وہ کافر ہو جائے گا۔

سلہ عزت اور اتحاد کے موجود ہونے کی بناء پر

سکہ احادیث میں ہے کہ ابو جہل کے بھائی حارث بن ہشام نے ارادہ کیا کہ ابو جہل کی بیٹی غورا کا نکاح حضرت علی بن ابی طالب سے کر دے اور ایک روایت میں ہے کہ حضرت علی مرتضیٰ نے اس لڑکی کے نکاح کا پیغام اس کے چچا حارث بن ہشام کو دیا اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے مشورہ طلب کیا۔ آپ نے فرمایا کہ ہم ہرگز اس کی اجازت نہیں دیں گے اور ناراض ہوئے یہ حدیث ارشاد فرمائی اور فرمایا: ہم حلال کو حرام نہیں کرتے اور حرام کو حلال نہیں کرتے لیکن اللہ تعالیٰ کے دوست اور دشمن کی بیٹیاں ایک جگہ جمع نہیں ہوں گی۔ تب حضرت علی مرتضیٰ نے حاضر ہو کر معذرت کی اور عرض کیا یا رسول اللہ! میں وہ کام ہرگز نہیں کروں گا جو آپ کو ناپسند ہو اس حدیث کے کثیر طرق ہیں۔

۵۸۲۸ وَعَنْ زَيْدِ بْنِ اَرْقَمَ قَالَ قَامَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمًا فِيْنَا خَطِيْبًا بِمَاۤءٍ يُّدْعٰى خُمًّا بَيْنَ مَكَّةَ وَالْمَدِيْنَةِ فَحَمِدَ اللّٰهَ وَاَثْنٰى عَلَيْهِ وَعَظَ وَذَكَّرَ ثُمَّ قَالَ اَمَّا بَعْدُ اَلَا اَيُّهَا النَّاسُ اِنَّمَا اَنَا بَشَرٌ يُّوْشِكُ اَنْ يَّاْتِيَنِيْ رَسُوْلُ رَبِّيْ فَاُجِيْبُ وَاَنَا تَارِكٌ فِيْكُمُ الثَّقَلَيْنِ اَوَّلُهُمَا كِتَابُ اللّٰهِ فِيْهِ الْهُدٰى وَالنُّوْرُ

حضرت زید بن ارقم سلہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمارے درمیان کھڑے ہو کر خطبہ ارشاد فرمایا ایسی جگہ جہاں پانی تھا اور اس جگہ کو خم سلہ کہا جاتا ہے۔ یہ جگہ مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ کے درمیان تھی۔ آپ نے اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا کی۔ آپ نے نصیحت فرمائی اور اللہ تعالیٰ کے ثواب و عقاب کا ذکر فرمایا پھر فرمایا اما بعد اے لوگو! سنو ہم نہیں ہیں مگر انسان۔ قریب ہے کہ ہمارے پاس ہمارے رب کا بھیجا سلہ ہوا آئے تو ہم اللہ تعالیٰ کے حکم کو قبول کریں سلہ میں تمہارے درمیان دو

(سلہ) صحیح احادیث میں آیا ہے کہ حضرت سیدہ خود اپنے والد ماجد صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئیں اور عرض کیا کہ لوگ کہتے ہیں کہ آپ اپنی بیٹیوں کے لیے ناراض نہیں ہوتے۔ یہ علی مرتضیٰ ہیں جو ابو جہل کی بیٹی سے نکاح کرنا چاہتے ہیں تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ناراض ہوئے اور منبر پہ تشریف فرما ہوئے۔ ۱۲ مولوی امیر علی)

marfat.com
Marfat.com

فَخُذُوْا بِكِتَابِ اللّٰهِ وَاسْتَمْسِكُوْا بِهٖ فَحَثَّ عَلٰى كِتَابِ اللّٰهِ وَرَغَّبَ فِيْهِ ثُمَّ قَالَ وَاَهْلُ بَيْتِيْ اُذَكِّرُكُمُ اللّٰهَ فِيْ اَهْلِ بَيْتِيْ اُذَكِّرُكُمُ اللّٰهَ فِيْ اَهْلِ بَيْتِيْ وَفِيْ رِوَايَةٍ كِتَابُ اللّٰهِ هُوَ حَبْلُ اللّٰهِ مَنِ اتَّبَعَهٗ كَانَ عَلَى الْهُدٰى وَمَنْ تَرَكَهٗ كَانَ عَلَى الضَّلَالَةِ

(رَوَاهُ مُسْلِمٌ)

قیمتی چیزیں چھوڑے جا رہا ہوں ۔ ان میں سے پہلی اللہ تعالیٰ کی کتاب ہے ۔ اس میں ہدایت اور نور ہے پس تم اللہ تعالیٰ کی کتاب پر عمل کرو اور اسے مضبوطی سے تھام لو ۔ آپ نے کتاب اللہ پر عمل کرنے پر ابھارا اور رغبت دلائی ۔ پھر فرمایا : دوسری چیز ہمارے اہل بیت ہیں ہم تمہیں اپنے اہل بیت کے بارے میں اللہ تعالیٰ کی یاد دلاتے ہیں ۔ ایک روایت میں ہے اللہ تعالیٰ کی کتاب وہ اللہ تعالیٰ کی حبل (رسّی) ہے جس نے اس کی پیروی کی وہ راہ راست پر ہوگا اور جس نے اسے چھوڑ دیا وہ گمراہی پر ہوگا ۔ (مسلم)

ا؎ زید بن ارقم رضی اللہ تعالیٰ عنہ مشہور صحابی ہیں بہت سے غزوات میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی معیت میں حاضر ہوئے ۔ ابی بن سلول کا نفاق ظاہر کیا اور سورہ مبارکہ اِذَا جَآءَكَ الْمُنٰفِقُوْنَ کے نازل ہونے کا سبب بنے وہ حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے خصوصی احباب میں سے تھے ۔

۲؎ خم خاء پر پیش اور میم مشدد ، اس سے پہلے حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مناقب میں جو غدیر خم کا ذکر ہوا ہے وہ یہی ہے ۔ غدیر پانی کے حوض کو کہتے ہیں اور خم اس جگہ کا نام ہے اسے غدیر خم بھی کہتے ہیں یہ جگہ مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ کے درمیان جحفہ میں ہے جیم پر پیش ، بے نقطہ حاء ساکن مشہور جگہ کا نام ہے

۳؎ یعنی ملک الموت روح قبض کرنے کے لیے آئے ۔

۴؎ فی الواقع نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی رحلت قریب تھی یہ واقعہ حجۃ الوداع سے واپسی پر ذوالحجہ کے آخری دنوں کا ہے اور آپ کی رحلت ربیع الاول میں ہے ۔

۵؎ (۱) کتاب اللہ (۲) اہل بیت رسول اللہ ، جیسے کہ اس کے بعد بیان فرمایا ۔ ثِقْل ثاء کے نیچے زیر ہو تو اس کا معنی گرانی اور بوجھ ہے اور اگر پہلے دونوں حرفوں پر زبر ہو (ثَقَل) تو اس کا معنی ہے مسافر کا ساز و سامان اور نفیس چیز جس کی ضمانت دی جائے ۔ قاموس میں ہے کہ حدیث میں یہی معنی وارد ہے ۔ بعض علماء نے فرمایا کہ قرآن پاک اور اہل بیت کو اس لیے ثقل فرمایا کہ ان کو اپنانا اور ان کی پیروی کرنا مشکل ہے ۔ ہر شخص یہ بوجھ نہیں اٹھا سکتا ۔ جن اور انسان کو بھی ثقلین کہتے ہیں کہ یہ زمین کا بوجھ ہیں جیسے چارپائے پر بوجھ لادا جاتا ہے یا اس لیے کہ یہ زمین کا سامان ہیں اور زمین ان سے آباد ہے ۔ یا اس لیے کہ یہ حیوانات کی نسبت نفیس ہیں ۔ کتاب و سنت بھی زمین کی آبادی اور دنیا کی اصلاح کا باعث ہیں ۔ اس کے بعد

marfat.com
Marfat.com

ثقلین کا بیان فرمایا۔

ﻟﮯ جو دنیا اور آخرت کی سعادت تک پہنچاتی ہے اور اس میں نور اور روشنی ہے یعنی اعمال کا بیان ہے۔ اس روشنی سے راستہ روشن ہو جاتا ہے اور آسانی سے منزل مقصود تک پہنچا دیتی ہے۔ نور قرآن پاک کے ناموں میں سے ایک نام ہے۔

ﻟﮯ اور اسے ہاتھ سے نہ جانے دو۔

ﻟﮯ یہ کلمات مبالغہ اور تاکید کے لیے دو دو مرتبہ ارشاد فرمائے۔ اہل بیت کا معنی اس سے پہلے بیان کیا جا چکا ہے اسے ان تمام معانی پر محمول کیا جا سکتا ہے خصوصاً آخری معنی پر کہ ان کی محبت و تعظیم اور ان کے حقوق اور آداب کی رعایت نہایت اہم اور ضروری ہے۔ ظاہر یوں دکھائی دیتا ہے کہ یہ اشارہ ہے کہ سنت کے اختیار کرنے کی طرف، جیسے کہ پہلے حصے میں قرآن پاک پر عمل مراد ہے اور اس معنی کے اعتبار سے تمام مومن نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اہل بیت کے فرماں بردار ہیں اور آپ کی آل یعنی دلی (دوست) اور مقتدا ہے۔

حکیم ترمذی رحمہ اللہ تعالیٰ نوادر الاصول میں فرماتے ہیں کہ بیت دو ہیں (۱) بیت جسم اور (۲) بیت ذکر اور دونوں کے اہل دنیا کے ظاہر و باطن کی آبادی اور دین و دنیا کے نظام کی اصلاح کا سبب ہیں۔ بیت جسم کے رہنے والے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اہل و عیال اور صوری اولاد ہیں اور بیت ذکر کے رہنے والے علماء اور اتقیاء ہیں جو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی معنوی اولاد ہیں اور خانہ دین کی تعمیر کا سبب اور شریعت کی عمارت کی بنیاد ہیں۔ حضرت نوح علیہ السلام کی کشتی کی مثال اور ایسی ہی دوسری مثالیں ان پر صادق ہیں اور جو ان دونوں صفات کے جامع ہیں اور دینی و جسمانی نسبتوں کے حامل ہیں وہ دوسروں کی نسبت زیادہ کامل و مکمل ہیں جیسے کہ بعض اولیاء کرام علم سعادت اور ولایت کے جامع ہیں اس کے باوجود جسمانی نسبت کے حقوق کی ادائی، رعایت، ادب اور تعظیم و تقدیم واجب و لازم ہے۔ اسی طرح حکیم ترمذی نے فرمایا۔

ﻟﮯ اس میں کتاب اللہ کی تعظیم اس طرح بیان کی ہے۔

ﻟﮯ لغت میں حبل کا معنی رسی، عہد و امان اور وابستگی بھی آیا ہے۔ یعنی اللہ تعالیٰ کا عہد اور امان ہے کہ جو شخص اسے مضبوطی سے تھامے گا اللہ تعالیٰ کے عذاب سے محفوظ ہو جائے گا اور اللہ تعالیٰ کی بارگاہ کے قرب سے وابستگی اور قدس کے زینوں پر ترقی کا سبب ہے۔

۵۸۴۹ وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ اَنَّهٗ اِذَا سَلَّمَ عَلَى ابْنِ جَعْفَرٍ قَالَ السَّلَامُ عَلَيْكَ يَا ابْنَ ذِي الْجَنَاحَيْنِ (رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ جب وہ حضرت جعفر کے بیٹے کو سلام کہتے تو کہتے اے دو پروں والے کے بیٹے آپ پر سلام ہو۔ (بخاری)

marfat.com
Marfat.com

لہ حضرت عبداللہ ابن جعفر بن ابی طالب۔

لہ ذوالجناحین (دو پروں والے) حضرت جعفر طیار کا لقب ہے۔ شام کے علاقے میں واقع غزوہ موتہ میں ان کی شہادت کے بعد نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ منورہ میں ملاحظہ فرمایا کہ ان کے دو پر ہیں، اور فرشتوں کے ساتھ محو پرواز ہیں۔ آپ کو تعجب ہوا کہ یہ کیا حال ہے؟ اس کے بعد خبر آئی کہ وہ شہید ہوگئے ہیں۔ اس کے بعد صحابہ کرام انہیں جعفر طیار اور ذوالجناحین کہتے تھے۔ ایک روایت میں آیا ہے کہ ہم نے جعفر کو جنت میں فرشتوں کے ساتھ پرواز کرتے ہوئے دیکھا ہے۔

(ظاہر احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ واقعہ جنگ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو دکھایا گیا آپ نے تمام واقعات ملاحظہ فرمائے، آخر آپ نے غمگین ہوکر واقعات بیان فرمائے اس کے بعد حضرت جعفر طیار کو فرشتوں کے ساتھ دیکھا انہیں سلام دیا اور حال معلوم ہوگیا ۱۲ مولوی امیر علی)

۵۸۸۰ وَعَنِ الْبَرَاءِ قَالَ رَاَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ عَلٰى عَاتِقِهٖ يَقُوْلُ اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اُحِبُّهٗ فَاَحِبَّهٗ

(مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ)

حضرت براء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو اس حال میں دیکھا کہ حسن بن علی آپ کے کندھے پر تھے، آپ دعا مانگ رہے تھے کہ اے اللہ! میں انہیں محبوب رکھتا ہوں تو بھی انہیں محبوب بنالے لہ (صحیحین)

لہ پہلا اُحِبُّهٗ ہمزہ کے پیش، حاء کی زیر اور باء کے پیش کے ساتھ اور دوسرا ہمزے کی زبر اور باء کی زبر کے ساتھ (اَحِبَّهٗ) ہے۔

۵۸۸۱ وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ خَرَجْتُ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ طَائِفَةٍ مِّنَ النَّهَارِ حَتّٰى اَتٰى خِبَاءَ فَاطِمَةَ فَقَالَ اَثَمَّ لُكَعُ اَثَمَّ لُكَعُ يَعْنِيْ حَسَنًا فَلَمْ يَلْبَثْ اَنْ جَاءَ يَسْعٰى حَتَّى اعْتَنَقَ كُلُّ وَاحِدٍ مِّنْهُمَا صَاحِبَهٗ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اُحِبُّهٗ فَاَحِبَّهٗ وَاَحِبَّ مَنْ يُّحِبُّهٗ

(مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ دن کے کچھ حصے میں باہر آیا۔ یہاں تک کہ آپ سیدہ فاطمہ کے گھر لہ تشریف لائے اور فرمایا کیا یہاں بچہ ہے؟ (دو دفعہ یہ ارشاد فرمایا) آپ حضرت حسن کے بارے میں پوچھ رہے تھے لہ۔ آپ تھوڑی دیر ٹھہرے کہ بچہ دوڑتا ہوا آیا لہ یہاں تک کہ دونوں نے ایک دوسرے سے معانقہ کیا لہ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا کی کہ اے اللہ! میں اسے محبوب رکھتا ہوں تو بھی اسے محبوب بنالے اور اس سے محبت کرنے والے کو بھی محبوب بنالے لہ

marfat.com
Marfat.com

۱؎ خباء نقطے والی خاء کے نیچے زیر، اس کے بعد باء ، اس کا معنی خیمہ ہے ، لیکن اس جگہ گھر مراد ہے - مصابیح کے بعض نسخوں میں جناب ہے ، جیم اور نون کے ساتھ جس کا معنی آستانہ اور صحن ہے ، ظاہر یہ ہے کہ یہ تبدیل شدہ لفظ ہے -

۲؎ لُکَع لام پر پیش ، کاف مخفف پر زبر ، اس کے کئی معانی ہیں جن میں سے ایک چھوٹا بچہ ہے اس جگہ یہی معنی مراد ہے -

۳؎ جیسے کہ بچوں کی عادت ہے -

۴؎ یعنی نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت حسن دونوں نے ایک دوسرے کی گردن میں ہاتھ ڈالے اور اپنے ساتھ چمٹا لیا -

۵؎ یا اللہ ! ہمیں یہ سعادت عطا فرما -

۵۸۸۲ وَعَنْ اَبِیْ بَکْرَۃَ قَالَ رَاَیْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ عَلَی الْمِنْبَرِ وَالْحَسَنُ بْنُ عَلِیٍّ اِلٰی جَنْبِہٖ وَھُوَ یُقْبِلُ عَلَی النَّاسِ مَرَّۃً وَّعَلَیْہِ اُخْرٰی وَیَقُوْلُ اِنَّ ابْنِیْ ھٰذَا سَیِّدٌ وَّلَعَلَّ اللّٰہَ اَنْ یُّصْلِحَ بِہٖ بَیْنَ فِئَتَیْنِ عَظِیْمَتَیْنِ مِنَ الْمُسْلِمِیْنَ (رَوَاہُ الْبُخَارِیُّ)

حضرت ابوبکرہ[۱] رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو منبر پر دیکھا حضرت حسن بن علی آپ کے پہلو میں تھے - آپ کبھی صحابہ کرام کی طرف متوجہ ہوتے اور کبھی ان کی طرف[۲] اور فرمایا ہمارا یہ بیٹا سید[۳] ہے اور امید ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کے ذریعے مسلمانوں کے دو عظیم گروہوں میں صلح کرائے گا[۴] (بخاری)

۱؎ ابوبکرۃ باء پر زبر ، کاف ساکن آخر میں تاء ، مشہور صحابی ہیں ان کا نام نُفَیع ہے - نون پر پیش فاء پر زبر ابن حارث ثقفی ، ان کے حالات کئی دفعہ اس سے پہلے لکھے جا چکے ہیں -

۲؎ یعنی کبھی وعظ و نصیحت کے لیے صحابہ کرام کی طرف دیکھتے اور کبھی ازراہ شفقت و محبت حضرت حسن کی طرف دیکھتے -

۳؎ سید وہ ہے جو اپنی قوم میں نیکی میں بلند و بالا ہو - بعض علماء نے فرمایا : سید وہ ہے جس پر اس کا غضب غالب نہ آئے ، یعنی حلم والا ، سید کا اطلاق کئی معنوں پر آیا ہے مثلاً مربّی ، مالک ، شریف ، فضیلت والا ، کریم ، حلیم ، قوم کی ایذاء کو برداشت کرنے والا ، رئیس اور سب سے آگے -

۴؎ یہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے اس امر کی اطلاع ہے کہ مسلمان دو حصوں میں بٹ جائیں گے ، ایک حصہ حضرت حسن کے ساتھ اور دوسرا حضرت امیر معاویہ کے ساتھ - امام حسن خلافت کے زیادہ حق دار تھے کیونکہ تیس سال سے چھ مہینے باقی رہتے تھے جن کی خبر دیتے ہوئے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا تھا کہ ہمارے بعد خلافت تیس سال ہے - پس اپنے جدّ امجد صلی اللہ علیہ وسلم کی امت پر شفقت و رحمت نے

marfat.com
Marfat.com

انھیں اس بات پر مائل کیا کہ انھوں نے دنیا کی حکومت کو ترک کر دیا اور اگلے جہان کی حکومت میں دلچسپی لی روایت میں ہے کہ آپ نے فرمایا میں نہیں چاہتا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی امت کے خون کا ایک قطرہ بھی بہایا جائے۔ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ دونوں جماعتیں ملت اسلام پر ہیں، باوجودیکہ ایک حق پر نہ تھی۔ امام حسن رضی اللہ عنہ کی صلح اہل سنت وجماعت کے نزدیک حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی امارت وحکومت کے صحیح ہونے کی دلیل ہے۔

۵۷۴۲ وَعَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ اَبِیْ نُعْمٍ قَالَ سَمِعْتُ عَبْدَ اللّٰهِ ابْنَ عُمَرَ سَاَلَهُ رَجُلٌ عَنِ الْمُحْرِمِ قَالَ شُعْبَةُ اَحْسِبُهُ يَقْتُلُ الذُّبَابَ قَالَ اَهْلُ الْعِرَاقِ يَسْاَلُوْنِیْ عَنِ الذُّبَابِ وَقَدْ قَتَلُوا ابْنَ بِنْتِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هُمَا رَيْحَانَتَايَ مِنَ الدُّنْيَا (رَوَاهُ الْبُخَارِیُّ)

عبدالرحمٰن بن ابی نعم[1] سے روایت ہے کہ میں نے عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہما کو سنا۔ ان سے ایک شخص[2] نے محرم کے بارے میں سوال کیا۔ شعبہ[3] فرماتے ہیں کہ میرا گمان ہے کہ اس نے یہ سوال کیا کہ محرم مکھی کو مار دیتا ہے۔ ابن عمر نے فرمایا: اہل عراق مجھ سے مکھی کے بارے میں سوال کرتے ہیں حالانکہ انھوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نواسے[4] کو شہید کر دیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: یہ دونوں دنیا سے ہمارے پھول ہیں[5]۔ (بخاری)

[1] عبدالرحمٰن بن ابی نعم نون پر پیش، بے نقطہ عین ساکن، عابد وزاہد، فاضل اور ثقہ تابعی ہیں۔ کوفہ کے عبادت گزاروں میں سے تھے۔ ہمیشہ بھوک برداشت کرتے رہے۔ حجاج نے انھیں گرفتار کر کے ایک تاریک گھر میں قید کر دیا اور دروازہ بند کر دیا۔ پندرہ دن کے بعد انھیں اس ارادے سے نکالا کہ انھیں شہید کر دیا جائے اور اگر فوت ہو چکے ہوں تو انھیں دفن کر دیا جائے، دیکھا کہ وہ کھڑے ہوئے نماز پڑھ رہے ہیں۔ انھیں اجازت دے دی کہ جہاں چاہیں چلے جائیں۔

[2] عراق کے ایک شخص نے محرم کے بارے میں سوال کیا۔

[3] حضرت شعبہ عبدالرحمٰن سے اس حدیث کے راوی ہیں۔ انھوں نے کہا کہ میرا گمان یہ ہے کہ اس شخص نے یہ سوال کیا کہ اگر محرم مکھی کو مار دے تو اس کی جزا کیا ہے؟ اور اس پر کیا لازم آتا ہے؟ کوئی جانور یا صدقہ یا کچھ بھی لازم نہیں۔

[4] یعنی امام حسین رضی اللہ عنہ کو

[5] رَیْحَانَتَایَ نون پر زبر یاء مشدد، مفتوح، یعنی حسن وحسین رضی اللہ تعالیٰ عنہما دنیا سے ہمارے دو پھول ہیں۔ ریحان کا معنی رحمت، راحت اور رزق آتا ہے اولاد کو بھی اس معنی میں ریحان کہتے ہیں۔ اس کا معنی خوشبودار گھاس بھی۔ اس معنی کے اعتبار سے بھی بطور تشبیہ اس کا اطلاق اولاد پر کیا جا سکتا ہے

marfat.com
Marfat.com

رَیْحَانَانِیَ اور رَیْحَانِیْ نون کے نیچے زیر اور یاء ساکن بھی روایت ہے ۔ علامہ طیبی نے فرمایا لفظ مِنَ الدُّنْیَا اسی طرح ہے جس طرح مِنْ دُنْیَاکُمْ اس حدیث شریف میں ہے حُبِّبَ اِلَیَّ مِنْ دُنْیَاکُمْ تمہاری دنیا سے تین چیزیں ہمارے لیے محبوب ہیں

۵۸۸۴ وَعَنْ اَنَسٍ قَالَ لَمْ یَکُنْ اَحَدٌ اَشْبَہَ بِالنَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مِنَ الْحَسَنِ ابْنِ عَلِیٍّ وَقَالَ فِی الْحُسَیْنِ اَیْضًا کَانَ اَشْبَہَہُمْ بِرَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ (رَوَاہُ الْبُخَارِیُّ)
۱۲

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حسن ابن علی رضی اللہ عنہما سے زیادہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے مشابہ کوئی نہ تھا[۱] اور حضرت حسین کے بارے میں بھی فرمایا کہ وہ لوگوں میں سب سے زیادہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مشابہ تھے (بخاری)

[۱] یعنی حضرت حسن کے علاوہ ——— دوسری فصل میں حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی حدیث میں آئے گا کہ حضرت حسن سینے سے سر تک بہت مشابہ تھے اور حضرت حسین سینے سے پاؤں تک ۔

امام احمد رضا بریلوی فرماتے ہیں :-

ایک سینے تک مشابہ ، اک وہاں سے پاؤں تک
حسن سبطین ان کے جاموں میں ہے نیا نور کا
صاف شکل پاک ہے دونوں کے ملنے سے عیاں
خطِ توام میں لکھا ہے یہ دو ورقہ نور کا
(شرف قادری)

۵۸۸۵ وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ ضَمَّنِیَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِلٰی صَدْرِہٖ فَقَالَ اَللّٰہُمَّ عَلِّمْہُ الْحِکْمَۃَ وَفِیْ رِوَایَۃٍ عَلِّمْہُ الْکِتَابَ (رَوَاہُ الْبُخَارِیُّ)
۱۲

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ مجھے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے سینے سے لگایا اور دعا کی اے اللہ ! انھیں حکمت[۱] کا علم عطا فرما اور ایک روایت میں ہے انھیں کتاب[۲] کا علم عطا فرما (بخاری)

[۱] انھیں علم و حکمت ، اشیاء کی حقیقتوں کی معرفت اور لائق و مناسب امور پر عمل عطا فرما ۔ بعض علماء کہتے ہیں کہ حکمت کا مطلب ہے کردار کا درست ہونا اور گفتگو کا سچا ہونا ۔

[۲] انھیں کتاب اللہ کا علم عطا فرما جو تمام علم و حکمت کو شامل ہے ۔

۵۸۸۶ وَعَنْہُ قَالَ اِنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ دَخَلَ الْخَلَاءَ فَوَضَعْتُ لَہٗ وَضُوْءً فَلَمَّا خَرَجَ قَالَ مَنْ وَضَعَ ہٰذَا فَاُخْبِرَ فَقَالَ اَللّٰہُمَّ
۱۲

ان ہی سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم وضو خانے میں تشریف لے گئے ۔ میں نے آپ کے لیے وضو کا پانی رکھا ۔ جب آپ باہر تشریف لائے تو فرمایا یہ کس نے رکھا ہے ؟ آپ کو خبر دی گئی[۱] تو آپ نے دعا کی : اے اللہ انھیں دین کی

marfat.com
Marfat.com

فَقِّهْهُ فِی الدِّیْنِ (مُتَّفَقٌ عَلَیْہِ) سمجھ عطا فرمائے (صحیحین)

ؔ۱ صراح میں ہے خلاء یا پانی استعمال کرنے کی جگہ

ؔ۲ وَضوء واؤ پر زبر، اس کا معنی ہے پانی، یہ واقعہ اس رات کا ہے جب ابنِ عباس رضی اللہ عنہما نے اپنی خالہ اُمّ المومنین حضرت میمونہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے گھر رات گزاری۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم تہجد کے لیے اٹھے، ابنِ عباس بچے تھے جیسے باب قیام اللیل میں اس کا تذکرہ ہوا۔

ؔ۳ یعنی گھر والوں نے عرض کیا کہ ابنِ عباس نے رکھا ہے۔

ؔ۴ ابنِ عباس کا علم وفضل اور ان کی دانائی اس لیے تھی کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک خدمت کی بناء پر اس عطا سے مشرف ہوئے خدمت کرنی چاہیے۔ ؎

مرداں زخدمت بجائے رسند

(کہ مرد خدمت سے بلند مقام تک پہنچ جاتے ہیں)

۵۰۰۷/۱۵ وَعَنْ اُسَامَةَ ابْنِ زَيْدٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّهٗ كَانَ يَاْخُذُهٗ وَالْحَسَنَ فَيَقُوْلُ اَللّٰهُمَّ اَحِبَّهُمَا فَاِنِّیْ اُحِبُّهُمَا وَفِیْ رِوَايَةٍ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَاْخُذُنِیْ فَيُقْعِدُنِیْ عَلٰى فَخِذِهٖ وَيُقْعِدُ الْحَسَنَ بْنَ عَلِیٍّ عَلٰى فَخِذِهِ الْاُخْرٰى ثُمَّ يَضُمُّهُمَا ثُمَّ يَقُوْلُ اَللّٰهُمَّ ارْحَمْهُمَا فَاِنِّیْ اَرْحَمُهُمَا (رَوَاهُ الْبُخَارِیُّ)

حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم انھیں اور امام حسن کو پکڑتے تھے اور دعا کرتے تھے: اے اللہ! ان دونوں کو محبوب بنا کیونکہ میں ان سے محبت کرتا ہوں اور ایک روایت میں ہے کہ حضرت اسامہ فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم مجھے پکڑ کر اپنی ران پر بٹھاتے تھے اور حضرت حسن بن علی کو پکڑ کر دوسری ران پر بٹھاتے تھے پھر ان دونوں کو اپنے ساتھ چمٹا لیتے اور دعا کرتے اے اللہ! ان پر رحم فرما کیونکہ میں ان پر رحم کرتا ہوں ؔ۱ (بخاری)

ؔ۱ حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے آزاد کردہ غلام اور منہ بولے بیٹے تھے۔ حضرت اسامہ ان کے بیٹے تھے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم حضرت زید سے محبت فرماتے تھے اور ان کے بیٹے حضرت اسامہ سے اتنی محبت فرماتے کہ انھیں امام حسن کے ساتھ برابر کی جگہ دیتے اور محبت میں شریک فرماتے اور مذکورہ بالا دعائیہ کلمات سے نوازتے۔ صحابہ کرام انھیں حِبُّ رسول اللہ (رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے محبوب) کہتے تھے حِبُّ حاء کے نیچے زیر، اس کا معنی ہے محبوب، حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ بچے تھے اور ان کا رنگ سیاہ تھا جیسے کہ خانہ زاد (غلام) ہوتے ہیں ؎

زانکہ ترا بر من مسکین نظر است آثارم از آفتاب مشہور تر است

marfat.com
Marfat.com

چونکہ آپ کی مجھ مسکین پر نظر ہے، اس لیے میرے آثار سورج سے زیادہ مشہور ہیں۔

۱؎ حضرت حسن اور حضرت اسامہ کو یا دونوں رانوں کو۔

۵۰۰۸/۱۶ وَعَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ اَنَّ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعَثَ بَعْثًا وَّاَمَّرَ عَلَيْهِمْ اُسَامَةَ بْنَ زَيْدٍ فَطَعَنَ بَعْضُ النَّاسِ فِي اِمَارَتِهٖ فَقَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنْ كُنْتُمْ تَطْعَنُوْنَ فِي اِمَارَتِهٖ فَقَدْ كُنْتُمْ تَطْعَنُوْنَ فِي اِمَارَةِ اَبِيْهِ مِنْ قَبْلُ وَاَيْمُ اللهِ اِنْ كَانَ لَخَلِيْقًا لِلْاِمَارَةِ وَاِنْ كَانَ لَمِنْ اَحَبِّ النَّاسِ اِلَيَّ وَاِنَّ هٰذَا لَمِنْ اَحَبِّ النَّاسِ اِلَيَّ بَعْدَهٗ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ وَفِي رِوَايَةٍ لِمُسْلِمٍ نَحْوَهٗ وَفِي اٰخِرِهٖ اُوْصِيْكُمْ بِهٖ فَاِنَّهٗ مِنْ صَالِحِيْكُمْ۔

حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک لشکر بھیجا اور اس کا امیر اسامہ بن زید کو بنایا بعض لوگوں نے ان کی امارت پر اعتراض کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اگر تم ان کی امارت پر اعتراض کرتے ہو تو اس سے تم ان کے والد کی امارت پر اعتراض کر چکے ہو۱؎ اور اللہ کی قسم! ان کے والد امارت کے لائق تھے اور وہ ہمارے محبوب ترین لوگوں میں سے تھے اور ان کے بعد یہ ہمارے محبوب ترین لوگوں میں سے ہیں۲؎ (صحیحین) امام مسلم کی روایت میں بھی اسی طرح ہے اور اس کے آخر میں ہے کہ ہم تمھیں ان کے بارے میں وصیت کرتے ہیں کیونکہ یہ تمھارے صالحین میں سے ہیں۔

۱؎ یہ اشارہ ہے حضرت زید بن حارثہ کی امارت کی طرف غزوہ موتہ میں میم پر پیش اس کے بعد دو تائیں ہیں (موتہ) شام کے علاقے میں ایک جگہ، باوجودیکہ اس غزوہ میں اکابر صحابہ موجود تھے۔ امام نسائی حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کرتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت زید بن حارثہ کو جس لشکر میں بھی بھیجا انھیں امیر بنا کر ہی بھیجا۔

۲؎ جب غزوہ موتہ میں حضرت زید شہید ہو گئے تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت اسامہ کو امیر مقرر فرمایا، تاکہ جا کر اس قوم سے اپنے والد ماجد کا انتقام لیں۔ بزرگ مہاجرین و انصار ان کے ہمراہ تھے، جن میں حضرت ابوبکر صدیق اور حضرت عمر فاروق بھی شامل تھے، کچھ لوگوں نے اس بارے میں چہ میگوئیاں کیں کہ ایک نوعمر لڑکے کو مہاجرین اور انصار کا سردار مقرر کر دیا گیا ہے۔ اس اثناء میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی طبیعت مبارکہ ناساز ہو گئی اور دردِ سر کا عارضہ لاحق ہو گیا۔ جب آپ نے لوگوں کی گفتگو سنی تو اس حال میں باہر تشریف لائے کہ سرِ اقدس پر ایک پٹی باندھی ہوئی تھی، منبر پر تشریف فرما ہوئے اور خطاب کرتے ہوئے فرمایا: اے لوگو! اس کے بعد مذکورہ بالا ارشاد فرمایا، اس کے بعد دردِ سر میں اضافہ ہو گیا اور مرضِ وفات کا آغاز ہو گیا اور یہ معاملہ پایۂ تکمیل کو نہ پہنچ سکا (اور اس قوم سے حضرت زید کا انتقام نہ لیا جا سکا ۱۲ اشرف قادری

marfat.com
Marfat.com

یہ حدیث اس امر کی دلیل ہے کہ آزاد شدہ غلام کو امیر مقرر کیا جاسکتا ہے۔ کم عمر افراد کو بڑی عمر والے حضرات پر اور مفضول کو افضل پر امیر بنایا جاسکتا ہے بشرطیکہ اس میں کوئی مصلحت ہو۔

۵۸۸۹ وَعَنْهُ قَالَ اِنَّ زَيْدَ بْنَ حَارِثَةَ مَوْلٰى رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا كُنَّا نَدْعُوْهُ اِلَّا زَيْدَ بْنَ مُحَمَّدٍ حَتّٰى نَزَلَ الْقُرْاٰنُ اُدْعُوْهُمْ لِاٰبَائِهِمْ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ وَذُكِرَ حَدِيْثُ الْبَرَاءِ قَالَ لِعَلِيٍّ اَنْتَ مِنِّيْ فِيْ بَابِ بُلُوْغِ الصَّغِيْرِ وَحَضَانَتِهٖ۔

ان ہی سے روایت ہے کہ زید بن حارثہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے آزاد کردہ غلام کو ہم زید بن محمد ہی کہا کرتے تھے[1] یہاں تک کہ قرآن پاک کا حکم نازل ہوا کہ انھیں ان کے باپوں کی طرف ہی منسوب کرکے بلاؤ[2] (صحیحین) حضرت براء سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی مرتضیٰ کو بلایا اَنْتَ مِنِّیْ یہ حدیث بَابُ بُلُوْغِ الصَّغِيْرِ وَحَضَانَتِهٖ میں بیان کی گئی ہے[3]

[1] یعنی انھیں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا بیٹا کہا کرتے تھے کیونکہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے انھیں بیٹا فرمایا تھا، عربوں کا رواج تھا کہ منہ بولے بیٹے کو بیٹا ہی کہتے تھے اور اسے وراثت بھی دیتے تھے۔

[2] اس میں ضمناً یہ حکم آگیا کہ باپ کے علاوہ کسی کی طرف منسوب نہ کرو، اس آیت کے آخر میں ہے کہ ان کو ان کے باپوں کی طرف نسبت کرکے بلانا زیادہ عدل اور زیادہ درست ہے اور اگر ان کے باپ معلوم نہ ہوں تو وہ تمھارے بھائی اور دوست ہیں۔

[3] یہ حدیث مصابیح میں اس جگہ مذکور ہے۔

الفصل الثانی

۵۸۹۰ عَنْ جَابِرٍ قَالَ رَاَيْتُ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ حَجَّتِهٖ يَوْمَ عَرَفَةَ وَهُوَ عَلٰى نَاقَتِهِ الْقَصْوَاءِ يَخْطُبُ فَسَمِعْتُهٗ يَقُوْلُ يَا اَيُّهَا النَّاسُ اِنِّيْ تَرَكْتُ فِيْكُمْ مَا اِنْ اَخَذْتُمْ بِهٖ لَنْ تَضِلُّوْا كِتَابَ اللهِ وَعِتْرَتِيْ اَهْلَ بَيْتِيْ

(رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ)

دوسری فصل

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے حج کے موقع پر عرفہ (۹ ذوالحجہ) کے دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کی۔ آپ قصواء نامی اونٹنی پر سوار ہو کر خطبہ دے رہے تھے، میں نے آپ کو فرماتے ہوئے سنا کہ اے لوگو! میں نے تم میں وہ چیز چھوڑی ہے کہ اگر تم نے اسے پکڑا اور اس پر عمل کیا تو تم کبھی گمراہ نہیں ہو گے۔ (۱) کتاب اللہ (۲) اپنے اہل بیت اور اپنی عترت[1] (ترمذی)

لہ قصواء اس اونٹنی کو کہتے ہیں جس کے کان کا کنارا کاٹ دیا گیا ہو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی اونٹنی اس طرح نہ تھی بلکہ وہ پیدائشی طور پر ہی ایسی تھی ۔ یہ بھی احتمال ہے کہ قَصْوَاء ، قَصْوٌ سے مشتق ہو جس کا معنی دُور ہونا ہے ۔ کیونکہ وہ دور سے دور حد تک دوڑتی تھی ۔

سے عترت قوم اور قریبی رشتہ دار مردوں کو کہتے ہیں ، اس کا معنی اہلِ بیت بھی ہے ۔ اسی لیے اس کی تفسیر اہلِ بیت سے فرمائی ؛ اس میں اشارہ یہ ہے کہ اس عترت سے مراد قوم اور اقرباء سے خاص معنی مراد ہے ، قوم اور اقرباء قریبی دادا کی اولاد کو کہتے ہیں ۔ اس جگہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی اولاد اور ذرّیت مراد ہے ۔ اس سے پہلے گزر چکا ہے کہ یہ اشارہ ہے سنت کے اختیار کرنے کی طرف خوب غور کیجیے ۔

۵۸۹۱ وَعَنْ زَيْدِ بْنِ اَرْقَمَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنِّيْ تَارِكٌ فِيْكُمْ مَا اِنْ تَمَسَّكْتُمْ بِهٖ لَنْ تَضِلُّوْا بَعْدِيْ اَحَدُهُمَا اَعْظَمُ مِنَ الْاٰخَرِ كِتَابُ اللهِ حَبْلٌ مَّمْدُوْدٌ مِّنَ السَّمَاۗءِ اِلَى الْاَرْضِ وَعِتْرَتِيْ اَهْلُ بَيْتِيْ وَلَنْ يَّتَفَرَّقَا حَتّٰى يَرِدَا عَلَيَّ الْحَوْضَ فَانْظُرُوْا كَيْفَ تَخْلُفُوْنِيْ فِيْهِمَا

(رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ)

حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا : ہم تمہارے پاس وہ چیز چھوڑ رہے ہیں جسے تم نے مضبوطی سے پکڑا تو تم گمراہ نہیں ہوگے ۔ ان میں سے ایک چیز دوسری سے بڑی ہے (۱) اللہ تعالیٰ کی کتاب ، اس کی مثال اس رسی کی ہے جو آسمان سے زمین تک لٹکائی ہوئی ہو[1] ، (۲) ہماری عترت اور اہلِ بیت ، یہ دونوں چیزیں ہم سے جدا نہیں ہوں گی یہاں تک کہ یہ دونوں ہمارے پاس حوض پر آئیں گی[2] پس غور کرو کہ تم ان دونوں کے بارے میں ہمارے بعد کس طرح ہمارے خلیفہ بنتے ہو[3] (ترمذی)

لہ تاکہ تم اسے پکڑ کر آسمانِ قدس تک پہنچ سکو اور یہ اللہ تعالیٰ کا عہد اور امان ہے بندوں کے لیے ۔

سے اور ہمارے سامنے تمہارا شکریہ اور تعظیم پیش کریں گی اس معاملے کی بناء پر جو تم نے ان کے ساتھ کیا ہے ۔ ورود کا معنی ہے پانی پر آنا ۔

سے یعنی ان کے ساتھ کس طرح معاملہ کرتے ہو ؟ اور کس طرح انھیں مضبوطی سے پکڑتے ہو ۔

۵۸۹۲ وَعَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لِعَلِيٍّ وَّفَاطِمَةَ وَالْحَسَنِ وَالْحُسَيْنِ اَنَا حَرْبٌ لِّمَنْ حَارَبَهُمْ

ان ہی سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی ، حضرت فاطمہ اور حضرت حسن و حسین کے بارے میں فرمایا : ہم اس شخص سے

marfat.com
Marfat.com

وَسِلْمٌ لِمَنْ سَالَمَهُمْ

(رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ)

جنگ کرنے والے ہیں جو ان سے جنگ کرے اور اس شخص سے صلح کرنے والے ہیں جو ان سے صلح کرے۔

سلہ سِلم، سین کے نیچے زیر اور اس پر بھی زبر پڑھ سکتے ہیں، اس کا معنی صلح ہے۔

۵۸۹۳ وَعَنْ جُمَيْعِ بْنِ عُمَيْرٍ قَالَ دَخَلْتُ مَعَ عَمَّتِيْ عَلٰى عَائِشَةَ فَسَأَلْتُ أَيُّ النَّاسِ أَحَبَّ إِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَتْ فَاطِمَةُ فَقِيْلَ مِنَ الرِّجَالِ قَالَتْ زَوْجُهَا
۲۱

(رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ)

جمیع ابن عمیر سلہ سے روایت ہے کہ میں اپنی پھوپھی کے ساتھ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے پاس حاضر ہوا میں نے اس سے پوچھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نزدیک انسانوں میں سے کون زیادہ محبوب تھا۔ انھوں نے فرمایا فاطمہ۔ عرض کیا گیا مردوں میں سے؟ فرمایا ان کے شوہر سلہ۔ (ترمذی)

سلہ جُمیع، جیم پر پیش ابن عمیر عین پر پیش، شیعہ تھے لیکن صادق اور صالح الحدیث تھے حضرت عائشہ اور ابن عمیر سے روایت کرتے ہیں۔ امام بخاری نے فرمایا: ان کی حدیث میں کلام ہے۔

سلہ حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ اس جگہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کا انصاف اور ان کا سچ قابل دید ہے کہ انھوں نے کیا فرمایا؟ حالانکہ اس جگہ انھیں کہنا چاہیے تھا کہ میں اور میرے والد (جیسے کہ بخاری شریف میں حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ کی روایت سے ہے ۱۲ اشرف قادری) بعید نہیں کہ اگر حضرت سیدہ فاطمہ سے یہی سوال کیا جاتا تو وہ فرماتیں: عائشہ صدیقہ اور ان کے والد، برخلاف گمراہی اور تعصب والوں کے کہ وہ ان حضرات کو ایک دوسرے کا مخالف اور دشمن قرار دیتے ہیں حاشا وکلاّ! ایسا ہرگز نہیں۔ علاوہ ازیں محبت اور فضیلت میں فرق ہے خوب غور کیجیے۔

۵۸۹۴ وَعَنْ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ بْنِ رَبِيْعَةَ أَنَّ الْعَبَّاسَ دَخَلَ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُغْضَبًا وَأَنَا عِنْدَهُ فَقَالَ مَا أَغْضَبَكَ قَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا لَنَا وَلِقُرَيْشٍ إِذَا تَلَاقَوْا بَيْنَهُمْ تَلَاقَوْا بِوُجُوْهٍ مُبْشَرَةٍ وَإِذَا لَقُوْنَا بِغَيْرِ ذٰلِكَ فَغَضِبَ رَسُوْلُ اللّٰهِ
۲۲

عبد المطلب بن ربیعہ رضی اللہ عنہ سلہ سے روایت ہے کہ حضرت عباس رضی اللہ عنہ اس حال میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے کہ انھیں غصہ دلایا گیا تھا سلہ میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس حاضر تھا، آپ نے فرمایا: کس چیز نے آپ کو غصہ دلایا ہے۔ کہنے لگے یا رسول اللہ ہمارا اور قریش کا کیا حال ہے؟ جب وہ آپس میں ملتے ہیں تو تر و تازہ چہروں سلہ سے ملتے ہیں اور جب

marfat.com
Marfat.com

صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتّٰى احْمَرَّ وَجْهُهٗ ثُمَّ قَالَ وَالَّذِيْ نَفْسِيْ بِيَدِهٖ لَا يَدْخُلُ قَلْبَ رَجُلِ الْإِيْمَانُ حَتّٰى يُحِبَّكُمْ لِلّٰهِ وَلِرَسُوْلِهٖ ثُمَّ قَالَ اَيُّهَا النَّاسُ مَنْ اٰذٰى عَمِّيْ فَقَدْ اٰذَانِيْ فَاِنَّمَا عَمُّ الرَّجُلِ صِنْوُ اَبِيْهِ

(رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَفِي الْمَصَابِيْحِ عَنِ الْمُطَّلِبِ)

ہمیں ملتے ہیں تو اس وصف کے بغیر ملتے ہیں۔ اس پہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ناراض ہوگئے یہاں تک کہ آپ کا چہرۂ انور سُرخ ہوگیا۔ پھر آپ نے فرمایا: قسم ہے اس ذاتِ اقدس کی! کسی شخص کے دل میں ایمان داخل نہیں ہوگا یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کی محبت کے لیے تم سے محبت رکھے۔ پھر فرمایا: اے لوگو! جس نے ہمارے چچا کو تکلیف دی، اس نے ہمیں تکلیف دی۔ اس لیے کہ مرد کا چچا اس کے والد ہی کی طرح ہے۔ (ترمذی) مصابیح میں ہے کہ یہ حدیث مطلب سے مروی ہے۔

۱ے عبد المطلب بن ربیعہ را پر زبر، ابنِ حارث بن عبد المطلب بن ہاشم قریشی ہاشمی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا کے بیٹے، صاحب جامع الاصول نے ان کا ذکر صحابہ کرام میں کیا ہے اور فرمایا کہ ان کی وفات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں ہوئی۔ کاشف میں ہے کہ وہ شامی صحابی ہیں۔ پہلے مدینہ منورہ میں مقیم تھے، پھر شام چلے گئے اور وہیں ۶۲ھ میں وفات پائی۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں۔

۲ے یعنی کسی نے انھیں غصہ دیا ہوا تھا کوئی کام کیا یا کوئی بات کہی جو حضرت عباس رضی اللہ عنہ کی ناراضگی کا باعث ہوئی۔

۳ے مُبْشَرَۃ میم پر پیش باء ساکن اور نقطوں والے شین پہ زبر، یہ بِشْرٌ سے مشتق ہے جس کا معنی خوش دلی اور خندہ پیشانی ہے۔ ایک روایت میں ہے مُسْفِرَۃ میم پر پیش بے نقطہ سین ساکن اور فاء کے نیچے زیر، یہ اِسْفَارٌ سے مشتق ہے جس کا معنی روشنی ہے۔

۴ے یعنی بنو ہاشم بن عبد المطلب کو ملتے ہیں تو خندہ پیشانی سے نہیں ملتے۔

۵ے صِنْوٌ صاد کے نیچے زیر اور نون ساکن، درخت کے چند تنے جو ایک ہی جڑ سے ہوں۔ اور باپ کا بھائی۔ صِنْوَانِ تثنیہ اور صُنْوان پہلے حرف پہ پیش، جمع ہے، بعض علماء اسے کھجور کے درخت کے ساتھ مخصوص قرار دیتے ہیں۔

۶ے یعنی بجائے عبد المطلب بن ربیعہ کے مطلب بن ربیعہ کہا ہے اور صحیح عبد المطلب ہے۔

۵۸۹۵/۲۳ وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْعَبَّاسُ

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

marfat.com
Marfat.com

مِنِّيْ وَاَنَا مِنْهُ۔
(رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ)

عباس ہم سے ہیں اور ہم عباس سے ہیں [1]
(ترمذی)

[1] یہ کنایہ ہے اتحاد، یگانگت اور محبت سے، اہل علم فرماتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم شرافت اور نبوت کی فضیلت کے اعتبار سے اصل ہیں اور حضرت عباس نسب اور چچا ہونے کے اعتبار سے اصل ہیں اور ظاہر یہ ہے کہ اس عبارت کا مطلب اتحاد، محبت اور اخلاص ہے، جیسے کہ امیر المومنین حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ کو فرمایا اَنَا مِنْكَ وَاَنْتَ مِنِّيْ ہم تم سے متعلق ہیں اور تم ہم سے متعلق ہو۔

۵۸۹۶ وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِلْعَبَّاسِ اِذَا كَانَ غَدَاةَ الْاِثْنَيْنِ فَاْتِنِيْ اَنْتَ وَوَلَدُكَ حَتّٰى اَدْعُوَلَكُمْ بِدَعْوَةٍ يَنْفَعُكَ اللّٰهُ بِهَا وَوَلَدَكَ فَغَدَا وَغَدَوْنَا مَعَهٗ وَاَلْبَسَنَا كِسَاءَهٗ ثُمَّ قَالَ اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِلْعَبَّاسِ وَوَلَدِهٖ مَغْفِرَةً ظَاهِرَةً وَّبَاطِنَةً لَا تُغَادِرُ ذَنْبًا اَللّٰهُمَّ احْفَظْهُ فِيْ وَلَدِهٖ
(رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَزَادَ رَزِيْنٌ وَاجْعَلِ الْخِلَافَةَ بَاقِيَةً فِيْ عَقِبِهٖ وَقَالَ التِّرْمِذِيُّ هٰذَا حَدِيْثٌ غَرِيْبٌ)

انہی سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عباس کو فرمایا: پیر کے دن صبح کے وقت آپ ہمارے پاس آئیں اور آپ کی اولاد [1] تاکہ ہم آپ [2] کے لیے ایسی دعا کریں جس کے ساتھ اللہ تعالیٰ آپ کو اور آپ کی اولاد کو فائدہ عطا فرمائے چنانچہ حضرت عباس اور ہم ان کے ساتھ صبح کے وقت حاضر ہوئے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں اپنا کمبل اوڑھایا [3] پھر دعا کی اے اللہ! عباس اور ان کی اولاد کی ایسی ظاہری اور باطنی مغفرت فرما جو کسی گناہ کو نہ چھوڑے۔ اے اللہ! ان کی حفاظت فرما ان کی اولاد میں [4] (ترمذی) رزین نے یہ اضافہ کیا اور خلافت [5] ان کی اولاد میں تا دیر باقی رکھ۔ امام ترمذی نے فرمایا یہ حدیث غریب ہے۔

[1] ولد کا اطلاق واحد اور جمع دونوں پر ہوتا ہے یہ بھی ہو سکتا ہے کہ ولد سے مراد ابن عباس ہوں یعنی مطلب ان کے اس قول کے زیادہ موافق ہے کہ ہم ان کے ساتھ حاضر ہوئے (کیونکہ جگہ جمع کا صیغہ استعمال کیا گیا ہے)

[2] ایک نسخے میں لَكُمْ کی بجائے لَهُمْ ہے (یہ ضمیر جمع اولاد کی طرف راجع ہوگی ۱۲ اشرف قادری)

[3] اس میں اشارہ ہے کہ یہ حضرات نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے خواص ہیں اور ایک ذات کی حیثیت رکھتے ہیں کہ ایک کمبل سب کو شامل ہے اور اس طرف بھی اشارہ ہے کہ اللہ تعالیٰ ان پر اپنی رحمت پھیلا دے جس طرح ہم نے ان پر کمبل پھیلایا ہے۔

[4] یعنی انھیں عزت عطا فرما، ان کے حق کی رعایت فرما اور ان کو ان کی اولاد میں آفتوں اور بلاؤں سے

marfat.com
Marfat.com

محفوظ فرما تاکہ وہ ضائع نہ ہوں۔

۵؎ جو علم حدیث کے امام ہیں۔

۶؎ اور بادشاہی اور ملک و دولت لمبی مدت تک ان کی اولاد میں قائم رکھ، کچھ عرصہ خلافت عباسیوں کے گھر میں رہی۔ یہ بھی ہو سکتا ہے کہ یہ درحقیقت امت کو حکم ہو کہ خلافت ان کا حق ہے لہٰذا چاہیے کہ ان کے علاوہ کسی کو خلیفہ مقرر نہ کریں۔

۵۸۹۷/۲۵ وَعَنْهُ اَنَّهٗ رَاٰی جِبْرِيْلَ مَرَّتَيْنِ وَدَعَا لَهٗ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَرَّتَيْنِ (رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ)

ان ہی سے روایت ہے کہ انھوں نے حضرت جبرئیل کو دو دفعہ دیکھا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے لیے دو دفعہ دعا فرمائی ۱؎ (ترمذی)

۱؎ حضرت جبرئیل کی دو دفعہ زیارت کے بارے میں علامہ سیوطی، جمع الجوامع میں روایت کرتے ہیں۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس سے گزرا۔ اس وقت میں نے سفید کپڑے پہن رکھے تھے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم حضرت دحیہ کلبی کے ساتھ رازداری کے ساتھ گفتگو فرما رہے تھے مجھے علم نہیں ہوا کہ وہ جبرئیل امین علیہ السلام ہیں۔ حضرت جبرئیل نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ یہ ابنِ عباس ہیں اگر ہمیں سلام کہتے تو ہم سلام کا جواب دیتے۔ نیز یہ کہ انھوں نے بہت سفید کپڑے پہن رکھے ہیں۔ ان کے بعد ان کی اولاد سیاہ کپڑے پہنے گی۔ جب حضرت جبرئیل علیہ السلام چلے گئے اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم واپس تشریف لائے تو مجھے فرمایا کہ جب تم ہمارے پاس سے گزر رہے تھے تو تمھیں سلام کرنے سے کس چیز نے روکا تھا؟ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! آپ حضرت دحیہ کلبی سے رازدارانہ انداز میں گفتگو فرما رہے تھے تو میں نے قطع کلامی کو پسند نہیں کیا۔ اگر میں سلام عرض کرتا اور آپ جواب دیتے تو گفتگو میں خلل واقع ہوتا۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔ وہ جبرئیل امین تھے، اس حدیث کو ابنِ عساکر نے روایت کیا سا امام ترمذی فرماتے ہیں کہ یہ واقعہ دو دفعہ وقوع پذیر ہوا۔ اسی طرح جامع الاصول میں ہے۔

بندہ مسکین راقم المعروف عبدالحق بن سیف الدین کہتا ہے کہ یہ بات پوشیدہ نہیں کہ حضرت جبرئیل نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حضرت دحیہ کلبی کی صورت میں حاضر ہوتے تھے اور صحابہ کرام انھیں دیکھتے تھے، اس صورت میں انھیں دیکھنے میں حضرت ابن عباس کی خصوصیت کیا ہوئی؟ ظاہر یہ ہے کہ ابن عباس نے حضرت جبرئیل کو دحیہ کلبی کی صورت میں دیکھا لیکن یہ دیکھنا عالم ملکوت میں تھا کہ ان کے علاوہ کسی صحابی نے نہیں دیکھا صحابہ کرام نے انھیں عالم ناسوت (یعنی اس دنیا) میں دیکھا۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ابنِ عباس کو فرمایا: کہ جس نے نبی کے بغیر جبرئیل امین نے دیکھا اس کی بینائی جاتی رہی۔ اے ابنِ عباس! تمھاری بینائی بھی جاتی رہے گی لیکن تمھاری وفات کے دن

marfat.com
Marfat.com

تمھیں واپس دے دی جائے گی۔ روایت ہے کہ جب ابن عباس کی وفات ہوئی اور انھیں کفن پہنایا گیا، تو ایک سفید پرندہ آیا اور ان کے کفن میں غائب ہو گیا، ہر چند تلاش کیا لیکن نہ ملا۔ ابن عباس کے آزاد کردہ غلام عکرمہ نے فرمایا: کیا تم بے وقوف ہو؟ یہ ان کی بینائی تھی جس کے بارے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے وعدہ فرمایا تھا کہ ان کی وفات کے دن واپس دے دی جائے گی۔ جب ابن عباس کو لحد میں اتارا گیا تو غیب سے یہ آواز آئی جسے تمام حاضرین نے سنا۔

يَاأَيَّتُهَا النَّفْسُ الْمُطْمَئِنَّةُ ارْجِعِي إِلَى رَبِّكِ رَاضِيَةً مَّرْضِيَّةً

(اے اطمینان والی جان! اپنے رب کی طرف اس حال میں لوٹ کہ تو اس سے راضی وہ تجھ سے راضی)۔

رہی یہ بات کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ابن عباس کے لیے دو دفعہ دعا فرمائی تو ان کی روایت میں پہلی فصل کے آخر میں گزر چکا ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے انھیں اپنے سینے سے چمٹایا اور دعا فرمائی۔ اے اللہ! انھیں حکمت اور کتاب کا علم عطا فرما، دوسری دعا بھی ان کی روایت کردہ حدیث میں ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم وضو خانہ میں گئے اور میں نے وضو کا پانی لاکر رکھ دیا۔ آپ نے پوچھا کہ یہ پانی کس نے رکھا ہے؟ اہلِ خانہ نے عرض کیا کہ ابن عباس نے رکھا ہے، آپ نے دعا کی، اے اللہ! انھیں دین کی فقاہت عطا فرما۔ یہ بھی ہو سکتا ہے کہ ایک دفعہ اس وقت دعا فرمائی جب ابن عباس نے حضرت میمونہ کے گھر رات گزاری اور دوسری دفعہ اس وقت جب آپ نے حضرت عباس اور ان کی اولاد کو دوپہر کے دن) بلایا اور ان کے لیے دعا فرمائی۔

۵۸۹۸/۲۶ وَعَنْهُ اَنَّهُ قَالَ دَعَالِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنْ يُّؤْتِيَنِيَ اللّٰهُ الْحِكْمَةَ مَرَّتَيْنِ (رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ)

ان ہی سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے میرے لیے دو دفعہ دعا فرمائی کہ اللہ تعالیٰ مجھے حکمت عطا فرمائے [1]

(ترمذی)

[1] اس حدیث کا اشارہ اسی حدیث کی طرف ہے جس کا ذکر ابھی ہوا ہے کیونکہ فقہ کا معنی حکمت ہے۔

۵۸۹۹/۲۷ وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ كَانَ جَعْفَرٌ يُّحِبُّ الْمَسَاكِيْنَ وَيَجْلِسُ اِلَيْهِمْ وَيُحَدِّثُهُمْ وَيُحَدِّثُوْنَهُ وَكَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُكَنِّيْهِ بِاَبِي الْمَسَاكِيْنِ (رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت جعفر مسکینوں سے محبت فرماتے تھے، ان کے پاس بیٹھتے، ان سے گفتگو کرتے وہ ان سے گفتگو کرتے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انھیں ابوالمساکین کی کنیت سے یاد فرماتے تھے [2]

(ترمذی)

marfat.com
Marfat.com

لہ جعفر بن ابی طالب رضی اللہ عنہ (حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے بھائی)

لہ یعنی مسکینوں کا باپ، ان کا مربی اور ان پر مہربانی کرنے والا۔

۵۹۰۰/۲۸ وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَأَيْتُ جَعْفَرًا يَّطِيْرُ فِي الْجَنَّةِ مَعَ الْمَلٰٓئِكَةِ (رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ هٰذَا حَدِيْثٌ غَرِيْبٌ)

ان ہی سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ہم نے جعفر کو فرشتوں کے ساتھ جنت میں پرواز کرتے ہوئے دیکھا (ترمذی) اور فرمایا یہ حدیث غریب ہے۔

۵۹۰۱/۲۹ وَعَنْ اَبِيْ سَعِيْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَلْحَسَنُ وَالْحُسَيْنُ سَيِّدَا شَبَابِ اَهْلِ الْجَنَّةِ (رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ)

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ نے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: حسن اور حسین جنتی جوانوں کے سردار ہیں لہ (ترمذی)

لہ شباب، شین پہ زبر اور با مخفف، شابٌ کی جمع ہے جس کا معنی جوان ہے جو تیس یا چالیس سال کی عمر کو پہنچا ہوا ہو۔ شَبَبَۃٌ "پہلے تینوں حرفوں پہ زبر اور شُبَّانٌ شین پر پیش، باء مشدد اور آخر میں نون بھی شابٌ کی جمع ہے۔ علامہ طیبی نے فرمایا: مطلب یہ ہے کہ یہ ان لوگوں سے افضل ہیں۔ جو اللہ تعالیٰ کی راہ میں شہید ہوئے۔ اس کلام میں نظر ہے کیونکہ جوان سال شہداء پہ ان حضرات کی فضیلت کی تخصیص کی کوئی وجہ نہیں ہے بلکہ یہ بہت سے ان لوگوں سے بھی افضل ہیں جو بڑھاپے میں فوت ہوئے اس لیے بہتر وہ بات ہے جو بعض علماء نے کہی ہے اور وہ یہ کہ یہ حضرات اہل جنت کے سردار ہیں۔ اس لیے کہ تمام جنتی جوان ہوں گے لیکن یہ تخصیص کرتے ہیں کہ یہ انبیاء اور خلفاء راشدین کے علاوہ دوسرے جنتیوں کے سردار ہیں۔ اور یہ بھی کہا ہے کہ شباب کا معنی فتوت، جواں مردی اور کرم ہے مطلب یہ ہے کہ جوانی کی حالت میں دنیا سے گئے یا ازراہ شفقت ومحبت جوانوں سے تشبیہ دی۔ جیسے کہ باپ بیٹے کو جوان، غلام، صغیر، صبی اور ولید کہتا ہے اگرچہ معمر اور جوان ہو۔

۵۹۰۲/۳۰ وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِنَّ الْحَسَنَ وَالْحُسَيْنَ هُمَا رَيْحَانَايَ مِنَ الدُّنْيَا (رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَدْ سَبَقَ فِي فَصْلِ الْاَوَّلِ)

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: بے شک حسن اور حسین دنیا سے ہمارے دو پھول ہیں (ترمذی) یہ حدیث پہلی فصل میں گزر چکی ہے لہ

لہ جسے عبدالرحمٰن بن ابی نعم نے روایت کیا اس جگہ یہ روایت حدیث کی جز تھی۔ صاحب مصابیح اسے دوسری فصل میں حدیث کے طور پر لائے ہیں۔ یہ صاحب مشکوٰۃ کا صاحب مصابیح پہ اعتراض ہے حالانکہ

marfat.com
Marfat.com

یہ بات محل اعتراض نہیں ہے، ہوسکتا ہے کہ یہ حدیث دونوں طریقوں سے مروی ہو۔ محدثین کے ہاں یہ عام طریقہ ہے۔

۵۹۰۳ وَعَنْ أُسَامَةَ ابْنِ زَيْدٍ قَالَ طَرَقْتُ[۱] النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذَاتَ لَيْلَةٍ فِي بَعْضِ الْحَاجَةِ فَخَرَجَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ مُشْتَمِلٌ عَلٰى شَيْءٍ لَا أَدْرِي مَا هُوَ فَلَمَّا فَرَغْتُ مِنْ حَاجَتِي قُلْتُ مَا هٰذَا الَّذِي أَنْتَ مُشْتَمِلٌ عَلَيْهِ فَكَشَفَهُ فَإِذَا الْحَسَنُ وَالْحُسَيْنُ عَلٰى وَرِكَيْهِ فَقَالَ هٰذَانِ ابْنَايَ وَابْنَا ابْنَتِيَ اَللّٰهُمَّ إِنِّي أُحِبُّهُمَا فَأَحِبَّهُمَا وَأَحِبَّ مَنْ يُحِبُّهُمَا
(رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ)

حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ میں ایک رات کسی[۱] حاجت کے لیے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اس حال میں باہر تشریف لائے کہ آپ نے کوئی چیز اٹھا رکھی تھی۔ مجھے معلوم نہیں تھا کہ وہ کیا چیز ہے؟ جب میں اپنی حاجت سے فارغ ہوا تو عرض کیا کہ آپ نے کیا اٹھا رکھا ہے آپ نے اس چیز سے کپڑا اٹھایا تو کیا دیکھتا ہوں کہ حسن اور حسین آپ کی پشت پر لیٹے ہوئے ہیں[۲]۔ آپ نے فرمایا: یہ ہمارے دو بیٹے اور ہماری بیٹی کے بیٹے ہیں[۳] اے اللہ! میں انھیں محبوب رکھتا ہوں تو بھی انھیں محبوب رکھ اور جو اُن سے محبت رکھے تو بھی اسے محبوب بنا۔ (ترمذی)

[۱] طُرُوْقٌ اور طَرْقٌ کا معنی ہے رات کے وقت آنا اور طَارِقٌ کا معنی ہے رات کے وقت آنے والا۔

[۲] جیسے کسی نفیس چیز کو اٹھایا جاتا ہے۔ وَرِکَیْہِ واؤ پر زبر، راء کے نیچے زیر، اسے ساکن بھی پڑھ سکتے ہیں، رانوں کے اوپر کا حصّہ جسے سرین بھی کہتے ہیں، جیسے کَتِفٌ بازو کے اوپر والے حصّے کو کہتے ہیں۔

[۳] اس جگہ سے معلوم ہوتا ہے کہ نواسہ بھی بیٹا ہے جیسے کہ پوتا بھی بیٹا ہے۔ اس سے ماں کی طرف سے بھی نسب کی فضیلت ثابت ہوتی ہے اور اس کی دلیل اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے ذُرِّيَّةً بَعْضُهَا مِنْ بَعْضٍ اولاد بعض بعض سے ہے شاعر نے اس کے برخلاف عرف اور عادت کی بناء پر کہا ہے

بَنُوْنَا بَنُوْ اَبْنَائِنَا وَبَنَاتُنَا
بَنُوْهُنَّ اَبْنَاءُ الرِّجَالِ الْاَبَاعِدِ

ہمارے بیٹے وہ ہیں جو ہمارے بیٹوں کے بیٹے ہیں۔ ہماری بیٹیوں کے بیٹے تو اجنبی مردوں کے بیٹے ہیں۔

marfat.com
Marfat.com

۵۹۰۴ وَعَنْ سَلْمٰی قَالَتْ دَخَلْتُ عَلٰی
۳۲ اُمِّ سَلَمَةَ وَهِیَ تَبْكِیْ فَقُلْتُ مَا يُبْكِيْكِ
قَالَتْ رَأَيْتُ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ تَعْنِیْ فِی الْمَنَامِ وَعَلٰی رَأْسِهٖ
وَلِحْيَتِهِ التُّرَابُ فَقُلْتُ مَا لَكَ يَا
رَسُوْلَ اللهِ قَالَ شَهِدْتُ قَتْلَ
الْحُسَيْنِ اٰنِفًا
(رَوَاهُ التِّرْمِذِیُّ وَقَالَ هٰذَا
حَدِيْثٌ غَرِيْبٌ)

حضرت سلمٰی[1] سے روایت ہے کہ میں حضرت ام سلمٰی رضی اللہ عنہا کی خدمت میں اس حال میں حاضر ہوئی کہ وہ رو رہی تھیں۔ میں نے عرض کیا آپکو کون سی چیز رلا رہی ہے؟ فرمایا: میں نے خواب میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اس حال میں زیارت کی کہ آپ کے سر اقدس اور داڑھی مبارک پر گرد و غبار تھا۔ میں نے عرض کیا یارسول اللہ! آپ کا کیا حال ہے؟ فرمایا ہم ابھی حسین کی شہادت کو حاضر ہو گے تھے (ترمذی) اور فرمایا: یہ حدیث غریب ہے[2]

[1] حضرت سلمٰی حضرت ابو رافع کی بیوی تھیں، بعض ازواج مطہرات کی خدمت کیا کرتی تھیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی دائی تھیں۔ انھوں نے ہی حضرت اسماء بنت عمیس کے ہمراہ حضرت سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کو غسل دیا۔

[2] مخفی نہ رہے کہ حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کی وفات ۵۹ھ میں ہے۔ بعض نے کہا کہ ۶۰ھ میں ہے، دو قول ہیں پہلا قول زیادہ صحیح ہے۔ حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کی شہادت ۶۱ھ میں ہے اگر دوسرا قول صحیح ہے تو کوئی اشکال نہیں ہے۔ پہلے قول کے مطابق بھی اشکال نہیں ہے کیونکہ ہو سکتا ہے کہ اس واقعہ کے پائے جانے سے انھیں خواب میں دکھا دیا گیا ہو اور آنفا اس اعتبار سے فرمایا ہو کہ اس کا پایا جانا یقینی ہے۔

۵۹۰۵ وَعَنْ اَنَسٍ قَالَ سُئِلَ رَسُوْلُ اللهِ
۳۳ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَیُّ اَهْلِ بَيْتِكَ
اَحَبُّ اِلَيْكَ قَالَ الْحَسَنُ وَالْحُسَيْنُ
وَكَانَ يَقُوْلُ لِفَاطِمَةَ اُدْعِیْ لِیَ ابْنَیَّ
فَيَشُمُّهُمَا وَيَضُمُّهُمَا اِلَيْهِ
(رَوَاهُ التِّرْمِذِیُّ وَقَالَ هٰذَا
حَدِيْثٌ غَرِيْبٌ)

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا گیا کہ آپ کو اپنے اہل بیت میں سے کون زیادہ محبوب ہے؟ فرمایا حسن اور حسین، آپ سیدہ فاطمہ کو فرمایا کرتے تھے ہمارے لیے دونوں بیٹوں کو بلاؤ پس انھیں سونگھتے تھے اور اپنے ساتھ چمٹاتے تھے (ترمذی) اور فرمایا کہ یہ حدیث غریب ہے۔

۵۹۰۶ وَعَنْ بُرَيْدَةَ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللهِ
۳۴ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَخْطُبُنَا اِذْ

حضرت بریدہ[1] رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمیں خطبہ دے رہے تھے

marfat.com
Marfat.com

جَآءَ الْحَسَنُ وَالْحُسَيْنُ وَعَلَيْهِمَا قَمِيْصَانِ اَحْمَرَانِ يَمْشِيَانِ وَيَعْثُرَانِ فَنَزَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنَ الْمِنْبَرِ فَحَمَلَهُمَا وَوَضَعَهُمَا بَيْنَ يَدَيْهِ ثُمَّ قَالَ صَدَقَ اللّٰهُ اِنَّمَا اَمْوَالُكُمْ وَاَوْلَادُكُمْ فِتْنَةٌ نَظَرْتُ اِلٰى هٰذَيْنِ الصَّبِيَّيْنِ يَمْشِيَانِ وَيَعْثُرَانِ فَلَمْ اَصْبِرْ حَتّٰى قَطَعْتُ حَدِيْثِىْ وَرَفَعْتُهُمَا (رَوَاهُ التِّرْمِذِىُّ وَاَبُوْدَاوٗدَ وَالنَّسَائِىُّ)

کہ اچانک حسن و حسین آگئے، انھوں نے سرخ قمیصیں پہن رکھی تھیں وہ چلتے ہوئے لڑکھڑا رہے تھے[2] رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم منبر سے اُترے انھیں اٹھایا اور آگے بٹھالیا پھر فرمایا: اللہ تعالیٰ نے سچ فرمایا تمھارے اموال اور تمھاری اولاد فتنہ ہی ہیں[3]۔ ہم نے ان دو بچوں کو دیکھا جو چلتے ہوئے لڑکھڑا رہے تھے تو ہم نے صبر نہیں کیا یہاں تک کہ ہم نے سلسلہ گفتگو قطع کر دیا[4] اور انھیں بٹھالیا[5] (ترمذی، ابوداؤد، نسائی)

۱ حضرت بریدہ باء پر پیش، راء پر زبر، ان کے حالات اس سے پہلے بیان کیے جاچکے ہیں۔

۲ اور زمین پر گر پڑتے تھے جیسے کہ بچوں کا طریقہ ہے یَعْثُرَانِ ثاء پر پیش (باب نصر سے)

۳ یعنی ابتلاء اور محل آزمائش ہیں۔

۴ جو پند و نصیحت سے متعلق اور احکام اوامر و نواہی پر مشتمل تھی۔

۵ یہ قلب شریف میں رقت، رحمت اور شفقت کی تاثیر کی بناء پر تھا اولاد اور بچوں پر شفقت و رحمت مستحسن اور مستحب امر اور اللہ تعالیٰ کا پسندیدہ عمل ہے۔ خطبہ میں عمل جائز ہے پس یہ ایک عبادت کے دوسری عبادت میں داخل ہونے کی قسم سے ہے۔ اصل مقصد ان کی فرزندی کو ثابت کرنا اور اظہار محبت ہے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا معذرت کرنا از قبیل تواضع تھا اور صحابہ کرام کو تنبیہ تھی کہ اس قسم کے عمل کی عادت بنالیں سہولت اختیار نہ کریں اور بہانہ نہ بنائیں۔ یا یہ کہ مقام قرب کی بلندی اور حقیقی علوت سے کسی قدر تنزل واقع ہوا تھا۔ ہمیں آپ کے احوال شریفہ میں گفتگو کی ہمت نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ اپنے حبیب کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے احوال کی حقیقت کو جانتا ہے۔

۵۹۰۷/۳۵ وَعَنْ يَعْلَى بْنِ مُرَّةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حُسَيْنٌ مِنِّىْ وَاَنَا مِنْ حُسَيْنٍ اَحَبَّ اللّٰهُ مَنْ اَحَبَّ حُسَيْنًا حُسَيْنٌ سِبْطٌ مِنَ الْاَسْبَاطِ (رَوَاهُ التِّرْمِذِىُّ)

حضرت یعلی ابن مرہ[1] رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: حسین ہم سے ہیں اور ہم حسین سے ہیں اللہ تعالیٰ اسے محبوب رکھے جو حسین سے محبت رکھے۔ حسین نواسوں میں سے ایک نواسے ہیں[1] (ترمذی)

marfat.com
Marfat.com

۵۹۰۸ وَعَنْ عَلِيٍّ قَالَ الْحَسَنُ اَشْبَهَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا بَيْنَ الصَّدْرِ اِلَى الرَّأْسِ وَالْحُسَيْنُ اَشْبَهَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا كَانَ اَسْفَلَ مِنْ ذٰلِكَ (رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ)
۳۶

حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حسن سینے سے سر تک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مشابہ ہیں اور حسین سینے سے پاؤں تک مشابہ ہیں[۱]
(ترمذی)

۱ گویا یہ دو شہزادے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا مجموعہ تھے، اور آپ کا وجود شریف دونوں کے درمیان منقسم تھا۔

۵۹۰۹ وَعَنْ حُذَيْفَةَ قَالَ قُلْتُ لِاُمِّيْ دَعِيْنِيْ اٰتِي النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاُصَلِّيْ مَعَهُ الْمَغْرِبَ وَاَسْاَلُهُ اَنْ يَّسْتَغْفِرَ لِيْ وَلَكِ فَاَتَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَصَلَّيْتُ مَعَهُ الْمَغْرِبَ فَصَلّٰى حَتّٰى صَلَّى الْعِشَاءَ ثُمَّ انْفَتَلَ فَتَبِعْتُهُ فَسَمِعَ صَوْتِيْ فَقَالَ مَنْ هٰذَا حُذَيْفَةُ قُلْتُ نَعَمْ قَالَ مَا حَاجَتُكَ غَفَرَ اللّٰهُ لَكَ وَلِاُمِّكَ اِنَّ هٰذَا مَلَكٌ لَمْ يَنْزِلِ الْاَرْضَ قَطُّ قَبْلَ هٰذِهِ اللَّيْلَةِ اِسْتَاْذَنَ رَبَّهُ اَنْ يُّسَلِّمَ عَلَيَّ وَيُبَشِّرَنِيْ بِاَنَّ فَاطِمَةَ سَيِّدَةُ نِسَاءِ
۳۷

حضرت حذیفہ ابن الیمان رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ میں نے اپنی والدہ سے عرض کیا کہ مجھے اجازت دیجیے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوں، آپ کے ساتھ نماز پڑھوں اور آپ سے درخواست کروں کہ میرے اور آپ کے لیے دعائے مغفرت فرمائیں[۱] پس میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا، آپ کے ساتھ مغرب کی نماز پڑھی، آپ نے نوافل ادا کیے یہاں تک کہ عشاء کی نماز پڑھی[۲] پھر کاشانہ اقدس کی طرف روانہ ہوئے میں آپ کے پیچھے چلا، آپ نے میری آواز سنی[۳] اور فرمایا یہ کون ہے؟ کیا حذیفہ ہو میں نے عرض کیا جی ہاں فرمایا: تمہاری کیا حاجت ہے؟ اللہ تعالیٰ تمہاری اور تمہاری والدہ کی مغفرت فرمائے[۴]

marfat.com
Marfat.com

أَهْلِ الْجَنَّةِ وَأَنَّ الْحَسَنَ وَالْحُسَيْنَ سَيِّدَا شَبَابِ أَهْلِ الْجَنَّةِ (رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ هٰذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ)

بے شک یہ وہ فرشتہ ہے جو اس رات سے پہلے کبھی زمین پر نہیں اترا، اس نے اپنے رب کریم سے اجازت طلب کی کہ ہمیں سلام عرض کرے اور ہمیں خوش خبری دے کہ فاطمہ اہل جنت کی عورتوں کی سردار ہیں اور حسن و حسین اہل جنت کے جوانوں کے سردار ہیں (ترمذی) اور فرمایا کہ یہ حدیث غریب ہے

لہ والدہ محترمہ نے مجھے اجازت دے دی۔

؎۲ اس حدیث سے مغرب اور عشاء کے درمیانی وقت کو نفلی نماز کے ساتھ مصروف کرنے کی فضیلت معلوم ہوتی ہے۔ مشائخ اسے احیاء مابین العشائین کہتے ہیں (مغرب اور عشاء کے درمیانی وقت کو عبادت میں صرف کرنا۔

؎۳ یا تو جوتوں کی آواز مراد ہے یا حضرت حذیفہ کوئی بات کر رہے تھے (یا ذکر کر رہے تھے ۱۲ شرف قادری) جسے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے سنا۔

؎۴ تم کیا کہتے ہو؟ اور کیا چاہتے ہو؟

؎۵ حضرت حذیفہ کے عرض کرنے سے پہلے ہی ان کی مراد پوری فرما دی

کیوں اپنی گلی میں روادار صدا ہو؟
جو بھیک لیے راہ گدا دیکھ رہا ہو
(حسن رضا بریلوی)

——— شرف قادری ———

۵۹۱۰ / ۳۸ وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَامِلَ الْحَسَنِ بْنِ عَلِيٍّ عَلٰى عَاتِقِهِ فَقَالَ رَجُلٌ نِعْمَ الْمَرْكَبُ رَكِبْتَ يَا غُلَامُ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَنِعْمَ الرَّاكِبُ هُوَ (رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ)

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت حسن بن علی کو کندھے پر اٹھائے ہوئے تھے۔ ایک شخص نے کہا: اے لڑکے! کتنی اچھی سواری پر سوار ہو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: یہ سوار بھی تو کتنا اچھا ہے لہ (ترمذی)

لہ یعنی سواری بھی اچھی ہے اور سوار بھی اچھا ہے۔ وَنِعْمَ الرَّاكِبُ میں واؤ ایسی ہی ہے جیسی وَعَلَيْكَ السَّلَامُ میں ہے۔ جب اس شخص نے صرف سواری کی تعریف کی تو گویا حضرت حسن رضی اللہ عنہ کو زیادہ ستائشی نگاہوں سے نہیں دیکھا۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے جواب میں مذکورہ کلمات ارشاد

marfat.com
Marfat.com

فرمائے۔ اس جگہ حضرت حسن رضی اللہ عنہ وارضاہ کی کمال مدح اور انتہائی فضیلت ہے۔

۵۹۱۱ ۳۹ وَعَنْ عُمَرَ اَنَّهٗ فَرَضَ لِاُسَامَةَ فِيْ ثَلٰثَةِ اٰلَافٍ وَخَمْسِ مِائَةٍ وَفَرَضَ لِعَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ فِيْ ثَلٰثَةِ اٰلَافٍ فَقَالَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ لِاَبِيْهِ لِمَ فَضَّلْتَ اُسَامَةَ عَلَيَّ فَوَاللّٰهِ مَا سَبَقَنِيْ اِلٰى مَشْهَدٍ قَالَ لِاَنَّ زَيْدًا كَانَ اَحَبَّ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ اَبِيْكَ وَكَانَ اُسَامَةُ اَحَبَّ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْكَ فَاٰثَرْتُ حِبَّ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلٰى حِبِّيْ۔

(رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ)

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انھوں نے حضرت اسامہ کے لیے ساڑھے تین ہزار درہم مقرر فرمائے[۱] اور حضرت عبداللہ ابن عمر کے لیے تین ہزار، حضرت عبداللہ ابن عمر نے اپنے والد ماجد سے عرض کیا کہ آپ نے اسامہ کو مجھ پر فضیلت کیوں دی ہے؟ اللہ کی قسم! انھوں نے کسی غزوہ کی طرف مجھ سے سبقت نہیں کی ہے حضرت عمر فاروق نے فرمایا اس لیے کہ زید[۲] رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو تمھارے باپ سے زیادہ محبوب تھے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اسامہ تم سے زیادہ محبوب تھے تو میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے محبوب کو اپنے محبوب پر ترجیح دی[۳] (ترمذی)

[۱] حضرت فاروق اعظم نے اپنے دورِ خلافت میں بیت المال میں سے حضرت اسامہ کا وظیفہ ساڑھے تین ہزار درہم مقرر کیا اور اپنے بیٹے کا تین ہزار۔

[۲] زید بن حارثہ، حضرت اسامہ کے والد رضی اللہ عنہما رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نزدیک تمھارے والد یعنی مجھ سے زیادہ محبوب تھے۔

[۳] میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے محبوب یعنی حضرت اسامہ کو اپنے محبوب یعنی تم پر ترجیح دی۔

۵۹۱۲ ۴۰ وَعَنْ جَبَلَةَ بْنِ حَارِثَةَ قَالَ قَدِمْتُ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِبْعَثْ مَعِيَ اَخِيْ زَيْدًا قَالَ هُوَ ذَا فَاِنِ انْطَلَقَ مَعَكَ لَمْ اَمْنَعْهُ قَالَ زَيْدٌ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَاللّٰهِ لَا اَخْتَارُ عَلَيْكَ اَحَدًا قَالَ فَرَاَيْتُ رَاْيَ اَخِيْ اَفْضَلَ مِنْ رَاْيِيْ

(رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ)

حضرت جبلہ ابن حارثہ[۱] رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا یا رسول اللہ! آپ میرے بھائی زید کو میرے ساتھ بھیج دیں۔ آپ نے فرمایا وہ[۲] تمھارے سامنے ہیں اگر تمھارے ساتھ جائیں تو ہم انھیں منع نہیں کریں گے۔ حضرت زید نے عرض کیا، یا رسول اللہ میں آپ پر کسی کو ترجیح نہیں دوں گا۔ جبلہ کہتے ہیں کہ میں نے اپنے بھائی کی رائے کو اپنی رائے سے افضل پایا[۳] (ترمذی)

marfat.com

Marfat.com

۱؎ جبلہ پہلے تینوں حرفوں پر زبر ابن حارثہ ۔ حضرت زید بن حارثہ (رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے آزاد کردہ غلام) کے بڑے بھائی اور صحابی ہیں، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور اپنے بھائی سے روایت کرتے ہیں رضی اللہ عنہما۔

۲؎ یعنی زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ

۳؎ یعنی میں نے اپنے زید بن حارثہ کی رائے اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت کے اختیار کرنے کو اپنی رائے سے بہتر پایا کیونکہ میں انھیں اپنے ساتھ لے جانا چاہتا تھا۔

حضرت جبلہ اور حضرت زید کا واقعہ یہ ہے کہ حضرت زید یمن کے رہنے والے تھے۔ بچپن میں آٹھ سال کی عمر میں عرب کی ایک قوم کے قیدی بنا لیے گئے پس وہ انھیں فروخت کرنے کے لیے بازار میں لائے۔ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کے بھتیجے حضرت حکیم بن حزام نے انھیں اپنی پھوپھی حضرت خدیجہ کے لیے خرید لیا جب حضرت خدیجہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے نکاح میں آئیں تو انھوں نے حضرت زید آپ کو ہبہ کر دیے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے انھیں اپنا منہ بولا بیٹا بنا لیا اور اپنی آزاد کردہ کنیز حضرت ام ایمن کے ساتھ ان کا نکاح کر دیا۔ ان سے حضرت اسامہ پیدا ہوئے۔ اس کے بعد ان کا نکاح اپنی پھوپھی زاد بہن حضرت زینب بنت جحش کے ساتھ کر دیا وہ (آزاد کردہ غلاموں میں) سب سے پہلے اسلام لائے جیسے کہ بعض حضرات کا قول ہے۔ عمر میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے دس سال اور بعض علماء کے مطابق بیس سال چھوٹے تھے۔ بدر اور دیگر غزوات میں حاضر ہوئے وہ واحد صحابی ہیں جن کا نام قرآن کریم میں واقع ہے۔ ارشادِ ربانی ہے فَلَمَّا قَضٰى زَيْدٌ مِّنْهَا وَطَرًا (۳۳/۳۷) پس جب زید نے ان سے (قطع تعلق کرنے کی) غرض پوری کر لی۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے انھیں حضرت جعفر بن ابی طالب کا بھائی بنایا۔ جنگِ موتہ میں پچپن سال کی عمر میں شہید ہو گئے، رضی اللہ عنہ۔

سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے لطف و کرم اور حضرت زید رضی اللہ عنہ کی محبت و عقیدت کا اندازہ اس بات سے لگائیں کہ انھوں نے اپنے ماں باپ کے پاس جانے سے انکار کر دیا اور حضورِ اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت چاکری کو ترجیح دی ؎

جن پہ ماں باپ فدا یاں کرم ان کا دیکھو

(امام احمد رضا بریلوی ۱۲ شرف قادری)

۵۹۱۲ وَعَنْ أُسَامَةَ ابْنِ زَيْدٍ قَالَ لَمَّا ثَقُلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هَبَطْتُ وَهَبَطَ النَّاسُ الْمَدِيْنَةَ فَدَخَلْتُ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طبیعت مبارکہ ناساز ہوئی تو میں اور دوسرے لوگ مدینہ منورہ کی طرف اترے تو میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی

marfat.com
Marfat.com

قَدْ اُصْمِتَ فَلَمْ يَتَكَلَّمْ فَجَعَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَضَعُ يَدَيْهِ عَلَيَّ وَيَرْفَعُهُمَا فَاَعْرِفُ اَنَّهٗ يَدْعُوْلِيْ (رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ قَالَ هٰذَا حَدِيْثٌ غَرِيْبٌ)

خدمت میں حاضر ہوا ۔ اس وقت حال یہ تھا کہ سرکار پر خاموشی طاری کر دی گئی تھی ۔ پس آپ نے کلام نہیں کیا[۲] رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے دونوں مبارک ہاتھ مجھ پر رکھتے اور انھیں اٹھا لیتے تو میں پہچانتا ہوں کہ آپ میرے لیے دعا فرما رہے تھے[۳] (ترمذی) اور فرمایا کہ یہ حدیث غریب ہے ۔

[۱] یعنی نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے مہاجرین اور انصار کے ایک لشکر کے ساتھ (اس کا امیر مقرر فرما کر) بھیجا تھا ۔ ہم مدینہ طیبہ سے باہر جا چکے تھے ۔ چند دن کے بعد نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ناسازی طبع کی اطلاع سن کر واپس مدینہ منورہ آ گئے ۔ ہبوط کا معنی ہے اوپر سے نیچے آنا ۔ اس کا ذکر اس لیے کیا گیا ہے کہ وہ جگہ جہاں لشکر نے پڑاؤ کیا تھا ، مدینہ منورہ سے بالائی جانب تھی ۔ اس کا نام جُرُف ہے جیم اور راء پر پیش ، آخر میں فاء جیسے عرفات مکہ مکرمہ کے بائیں جانب ہے ۔ عرب اپنے کلام میں اوپر اور نیچے والی جانبوں کا اعتبار کرتے ہیں ، جیسے مکہ سے عرفات جائیں تو کہتے ہیں صَعِدْنَا اِلَى الْعَرَفَاتِ ہم عرفات کی طرف اوپر گئے اور اگر عرفات سے مکہ معظمہ آئیں تو کہتے ہیں هَبَطْنَا اِلٰى مَكَّةَ ہم مکہ کی طرف اترے ۔ اسی طرح مدینہ منورہ سے جُرُف کی طرف جانا صعود (چڑھنا) ہے اور وہاں سے مدینہ طیبہ کی طرف آنا ہبوط (اُترنا) ہے یہاں تک کہ مسجد حرام میں باب السلام کی طرف جائیں جو عرفات کی طرف جاتا ہے تو کہتے ہیں صَعِدْنَا اِلٰى بَابِ السَّلَامِ ہم باب السلام کی طرف چڑھے ۔

[۲] آپ گفتگو کرنے کی سکت نہیں رکھتے تھے پس آپ نے گفتگو نہیں کی صَمْتٌ اور صُمُوْتٌ کا معنی ہے خاموش ہونا اِصْمَاتٌ اور تَصْمِيْتٌ کا معنی ہے خاموش کر دینا ۔

[۳] یعنی نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے مجھ پر دونوں مبارک ہاتھ رکھنے اور ان کے اٹھانے سے میں نے جانا کہ آپ میرے لیے دعا فرما رہے ہیں یہ انتہائی کرم اور شفقت ہے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے حضرت اسامہ کے حق میں کہ ایسے وقت میں مہربانی فرما رہے تھے اور دعا کر رہے تھے ۔

۵۹۱۴ وَعَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ اَرَادَ النَّبِيُّ[۱] صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنْ يُّنَحِّيَ مُخَاطَ اُسَامَةَ قَالَتْ عَائِشَةُ دَعْنِيْ حَتّٰى اَنَا الَّذِيْ اَفْعَلُ قَالَ يَا عَائِشَةُ اَحِبِّيْهِ فَاِنِّيْ اُحِبُّهٗ (رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اسامہ کی ناک سے بہنے والے پانی کو صاف کرنے کا ارادہ فرمایا[۱] حضرت عائشہ نے عرض کیا کہ مجھے صاف کرنے دیں[۲] ۔ آپ نے فرمایا اے عائشہ ! اس سے محبت رکھو کیونکہ ہم ان سے محبت کرتے ہیں[۳] (ترمذی)

marfat.com

Marfat.com

ے۱ یعنی بچپن میں حضرت اسامہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی آغوش میں ہوتے تھے۔ آپ نے ان کی ناک صاف کرنے کا ارادہ فرمایا جیسے بچوں کی ناک صاف کی جاتی ہے۔ مخاط میم پر پیش ناک کا پانی تمخط ناک صاف کرنا۔

ے۲ گویا حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو اچھا نہیں لگا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم یہ کام کریں۔

ے۳ یعنی اگر تم طبعی طور پر اس سے محبت نہیں رکھتیں تو اس بناء پر کہ ہم اس سے محبت رکھتے ہیں تم بھی اس سے محبت رکھو، کیونکہ محبوب کا محبوب بھی محبوب ہوتا ہے اور حقیقت میں کمالِ محبت یہ ہے کہ محبوب سے تجاوز کرکے ہر اس چیز اور شخص تک پہنچ جائے جس کا محبوب سے تعلق ہو۔

مِنْ مَذْهَبِيْ حُبُّ الدِّيَارِ لِأَهْلِهَا
وَلِلنَّاسِ فِيْ مَا يَعْشِقُوْنَ مَذَاهِبُ

میرا مذہب یہ ہے کہ میں گھر والوں کی وجہ سے گھروں سے محبت کرتا ہوں، لوگوں کے عشق کے باب میں مختلف مذاہب ہیں۔

۵۹۱۵/۴۳ وَعَنْ أُسَامَةَ قَالَ كُنْتُ جَالِسًا إِذْ جَاءَ عَلِيٌّ وَالْعَبَّاسُ يَسْتَأْذِنَانِ فَقَالَا لِأُسَامَةَ اسْتَأْذِنْ لَنَا عَلَى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ عَلِيٌّ وَالْعَبَّاسُ يَسْتَأْذِنَانِ فَقَالَ أَتَدْرِيْ مَا جَاءَ بِهِمَا قُلْتُ لَا قَالَ لٰكِنِّيْ أَدْرِيْ إِئْذَنْ لَهُمَا فَدَخَلَا فَقَالَا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ جِئْنَاكَ نَسْأَلُكَ أَيُّ أَهْلِكَ أَحَبُّ إِلَيْكَ قَالَ فَاطِمَةُ بِنْتُ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَا مَا جِئْنَاكَ نَسْأَلُكَ عَنْ أَهْلِكَ مِنَ النِّسَاءِ قَالَ أَحَبُّ أَهْلِيْ إِلَيَّ مَنْ قَدْ أَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيْهِ وَأَنْعَمْتُ عَلَيْهِ أُسَامَةُ بْنُ زَيْدٍ قَالَا ثُمَّ مَنْ قَالَ عَلِيُّ بْنُ أَبِيْ طَالِبٍ فَقَالَ الْعَبَّاسُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ جَعَلْتَ عَمَّكَ اٰخِرَهُمْ قَالَ إِنَّ عَلِيًّا

حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں بیٹھا ہوا تھا ے۱ اتنے میں حضرت علی اور حضرت عباس اجازت طلب کرنے کے لیے حاضر ہوئے۔ انھوں نے حضرت اسامہ کو کہا کہ ہمارے لیے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہونے کی اجازت طلب کریں۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! حضرت علی اور حضرت عباس اجازت طلب کرتے ہیں۔ آپ نے فرمایا: جانتے ہو کہ انھیں کون سی چیز لائی ہے؟ میں نے عرض کیا نہیں۔ فرمایا لیکن ہم جانتے ہیں ے۲ انھیں اجازت دو! وہ دونوں داخل ہوئے اور انھوں نے عرض کیا یا رسول اللہ! ہم آپ کی خدمت میں یہ پوچھنے کے لیے حاضر ہوئے ہیں کہ آپ کے اہل میں سے کون زیادہ محبوب ہے؟ فرمایا فاطمہ بنت محمد ے۳ انھوں نے عرض کیا کہ ہم آپ کے اہل بیت کی عورتوں ے۴ کے بارے میں پوچھنے کے لیے حاضر نہیں ہوئے۔ فرمایا ہمارے میں سے ہمیں زیادہ محبوب وہ ہے جس پر اللہ تعالیٰ نے

marfat.com
Marfat.com

سَبَقَكَ بِالْهِجْرَةِ (رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ) وَذُكِرَ اِنَّ عَمَّ الرَّجُلِ صِنْوُ اَبِيْهِ فِيْ كِتَابِ الزَّكٰوةِ ۔

احسان فرمایا[۵] اور جس پر ہم نے احسان کیا ہے[۶] وہ ہے اسامہ بن زید[۷]، انھوں نے عرض کیا پھر کون؟ فرمایا علی بن ابی طالب، حضرت عباس نے عرض کیا، یارسول اللہ! آپ نے اپنے چچا کو اپنے اہلِ بیت میں سب سے آخر میں رکھا ہے[۸]، فرمایا: بے شک علی نے آپ سے پہلے ہجرت کی ہے[۹] (ترمذی) یہ حدیث کہ مرد کا چچا اس کے باپ کی مانند ہے کتاب الزکوٰۃ میں ذکر کی گئی ہے ۔

---

۱ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں ۔

۲ کہ وہ کس مقصد کے لیے آئے ہیں (یہ اللہ تعالیٰ کا دیا ہوا علمِ غیب ہے ۱۲ شرف قادری)

۳ اس وصف اور عنوان میں سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کی تعظیم شان اور تکریم ہے ۔ نیز حکم کی علت بیان کی گئی ہے (کہ وہ اس لیے سب سے زیادہ محبوب ہیں کہ وہ ہماری چہیتی بیٹی ہیں ۱۲ شرف قادری)

۴ لفظ "من النساء" مصابیح میں مذکور ہے جامع الاصول اور جامع ترمذی میں نہیں ہے ۔

۵ اسے ہدایت اور عزت عطا فرمائی ۔

۶ اسے آزاد کرکے بیٹا بنالیا ۔

۷ مخفی نہ رہے کہ اللہ تعالیٰ اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے انعام کا ذکر قرآنِ پاک میں حضرت اسامہ کے والد حضرت زید کے بارے میں ہے لیکن والد پر انعام کو بیٹے پر انعام لازم ہے ۔ اس اعتبار سے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے آیت کریمہ کے مفہوم کو حضرت اسامہ پر منطبق فرمادیا گویا ارشاد فرمایا کہ زید اور ان کے بیٹے اسامہ ۔

۸ یعنی اگر میں دریافت کروں کہ ان کے بعد کون؟ تو آپ میرا نام لیں گے ۔

۹ حضرت عباس رضی اللہ عنہ واقعہ بدر کے بعد اسلام لائے ۔ بعض علماء کہتے ہیں کہ حضرت عباس مکہ مکرمہ میں بھی مسلمان تھے ۔ لیکن اپنا اسلام مشرکوں سے مخفی رکھتے تھے اس کے باوجود ہجرت واقعہ بدر کے بعد کی ۔ مخفی نہ رہے کہ اگر تعدد وجوہ پیشِ نظر نہ ہوتا تو زیادہ محبوب ہونے میں حضرت اسامہ کا حضرت علی سے مقدم ہونا مشکل معلوم ہوتا ہے ۔ اچھی طرح غور کیجیے اللہ تعالیٰ ہی توفیق دینے والا ہے ۔ یقینی بات ہے کہ اس جگہ وجوہ اور حیثیات کا تعدد معتبر ہے ۔

۱۰ اس جگہ (مناقب اہلِ بیت النبی صلی اللہ علیہ وسلم) حضرت ربیعہ ابن عبدالمطلب کی حدیث کے ضمن میں بھی ذکر کی گئی ہے ۔

marfat.com
Marfat.com

الفصل الثالث

۵۹۱۶ عَنْ عُقْبَةَ بْنِ الْحَارِثِ قَالَ صَلّٰى
۴۴
اَبُوْبَكْرٍ اِنِ الْعَصْرَ ثُمَّ خَرَجَ يَمْشِيْ وَمَعَهٗ عَلِيٌّ فَرَاَى الْحَسَنَ يَلْعَبُ مَعَ الصِّبْيَانِ فَحَمَلَهٗ عَلٰى عَاتِقِهٖ وَقَالَ بِاَبِيْ شَبِيْهٌ بِالنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيْسَ شَبِيْهًا بِعَلِيٍّ وَعَلِيٌّ يَضْحَكُ

(رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ)

تیسری فصل

حضرت عقبہ ابن حارث[۱] رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ابوبکر نے عصر کی نماز پڑھی پھر وہ اس حال میں نکلے کہ راستے میں چل رہے تھے اور ان کے ساتھ حضرت علی مرتضیٰ تھے۔ حضرت ابوبکر نے حضرت حسن کو دیکھا جو بچوں کے ساتھ کھیل رہے تھے آپ نے انھیں کندھے پہ اٹھا لیا اور فرمایا: مجھے میرے باپ کی قسم! حسن نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے مشابہ ہیں، علی کے مشابہ نہیں ہیں اور حضرت علی ہنس رہے تھے۔ (بخاری)

[۱] عقبہ عین پر پیش اور قاف ساکن ابن الحارث، نوفل بن عبد مناف کی اولاد میں سے صحابی ہیں۔ فتح مکہ کے دن اسلام لائے۔

۵۹۱۷ وَعَنْ اَنَسٍ قَالَ اُتِيَ عُبَيْدُ اللّٰهِ
۴۵
بْنُ زِيَادٍ بِرَاْسِ الْحُسَيْنِ فَجُعِلَ فِيْ طَسْتٍ فَجَعَلَ يَنْكُتُ وَقَالَ فِيْ حُسْنِهٖ شَيْئًا قَالَ اَنَسٌ فَقُلْتُ وَاللّٰهِ اِنَّهٗ كَانَ اَشْبَهَهُمْ بِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَكَانَ مَخْضُوْبًا بِالْوَسْمَةِ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ وَفِيْ رِوَايَةِ التِّرْمِذِيِّ قَالَ كُنْتُ عِنْدَ ابْنِ زِيَادٍ فَجِيْءَ بِرَاْسِ الْحُسَيْنِ فَجَعَلَ يَضْرِبُ بِقَضِيْبٍ فِيْ اَنْفِهٖ وَيَقُوْلُ مَا رَاَيْتُ مِثْلَ هٰذَا حُسْنًا فَقُلْتُ اَمَا اِنَّهٗ كَانَ مِنْ اَشْبَهِهِمْ بِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ (وَقَالَ هٰذَا حَدِيْثٌ صَحِيْحٌ حَسَنٌ غَرِيْبٌ)

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ عبید اللہ ابن زیاد[۲] کے پاس سیدنا حسین رضی اللہ عنہ کا سر مبارک لایا گیا اور اسے ایک تھال میں رکھ دیا گیا اس نے اپنی چھڑی سر اقدس کو لگاتے ہوئے آپ کے حسن کے بارے میں کوئی بات کہی[۳] حضرت انس فرماتے ہیں میں نے کہا اللہ کی قسم وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سب لوگوں سے زیادہ مشابہ تھے۔ آپ کے سر مبارک کے بال وسمے سے رنگے ہوئے تھے (بخاری) امام ترمذی کی روایت میں ہے کہ حضرت انس فرماتے ہیں کہ میں ابن زیاد کے پاس تھا پس سیدنا حسین کا سر مبارک لایا گیا وہ اپنی چھڑی آپ کی ناک مبارک کو لگاتے ہوئے کہنے لگا: میں نے ان کی مثل حسن میں کوئی نہیں دیکھا۔ میں نے کہا سنو! یہ سب لوگوں سے زیادہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مشابہ تھے۔ امام

marfat.com
Marfat.com

ترمذی نے فرمایا: یہ حدیث صحیح حسن غریب ہے۔

؎۱ ابن زیاد، حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کا قاتل اور یزیدی لشکر کا سردار

؎۲ یعنی اس نے بطور انکار اور استبعاد کہا کہ حسین زیادہ حسن نہیں رکھتے تھے۔ امام ترمذی کی (آیندہ) روایت سے ظاہر ہوتا ہے کہ اس نے تعریف کی اور آپ کے حسن وجمال کی تعریف میں مبالغہ کیا۔ ممکن ہے بطور استہزاء اور تمسخر اور خوشی کا اظہار کرتے ہوئے کیا ہو جو اس بدبخت کو سیدنا حسین رضی اللہ عنہ کو شہید کر کے حاصل ہوا۔

؎۳ وَسِمَہ ایک گھاس ہے جس کے ساتھ بالوں کو سیاہ کرتے ہیں۔ وسمہ کی واؤ پر زبر ہے۔ اس پر پیش پڑھنا خطا ہے۔ سین ساکن، اس پر زبر بھی پڑھ سکتے ہیں۔ لغت حجاز میں سین کے نیچے زیر زیادہ فصیح ہے۔

۵۹۱۸ وَعَنْ اُمِّ الْفَضْلِ بِنْتِ الْحَارِثِ اَنَّهَا دَخَلَتْ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَتْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنِّيْ رَاَيْتُ حُلُمًا مُنْكَرًا اَللَّيْلَةَ قَالَ وَمَا هُوَ قَالَتْ اِنَّهٗ شَدِيْدٌ قَالَ وَمَا هُوَ قَالَتْ كَاَنَّ قِطْعَةً مِّنْ جَسَدِكَ قُطِعَتْ وَوُضِعَتْ فِيْ حِجْرِيْ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَاَيْتِ خَيْرًا تَلِدُ فَاطِمَةُ اِنْشَاءَ اللّٰهُ غُلَامًا يَكُوْنُ فِيْ حِجْرِكِ فَوَلَدَتْ فَاطِمَةُ الْحُسَيْنَ وَكَانَ فِيْ حِجْرِيْ كَمَا قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَدَخَلْتُ يَوْمًا عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَوَضَعْتُهٗ فِيْ حِجْرِهٖ ثُمَّ كَانَتْ مِنِّي الْتِفَاتَةٌ فَاِذَا عَيْنَا رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تُهْرِيْقَانِ الدُّمُوْعَ قَالَتْ فَقُلْتُ يَا نَبِيَّ اللّٰهِ بِاَبِيْ اَنْتَ وَاُمِّيْ مَالَكَ قَالَ اَتَانِيْ جِبْرَئِيْلُ فَاَخْبَرَنِيْ

حضرت اُمّ الفضل بنت حارث؎۱ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئیں اور عرض کیا یارسول اللہ! میں نے آج رات بُرا خواب؎۲ دیکھا ہے، فرمایا وہ کیا ہے؟ عرض کیا کہ وہ سخت ہے۔ فرمایا بتائیں تو سہی کہ وہ کیا ہے؟ عرض کیا گویا آپ کے جسدِ اطہر کا ایک ٹکڑا کاٹ کر میری آغوش میں رکھ دیا گیا ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا آپ نے اچھا خواب دیکھا ہے۔ انشاء اللہ تعالیٰ فاطمہ کے ہاں لڑکا پیدا ہوگا وہ آپ کی آغوش میں؎۳ ہوگا۔ پس حضرت فاطمہ کے ہاں حضرت حسین پیدا ہوئے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان کے مطابق میری آغوش میں تھے ایک دن میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئی اور حسین آپ کی آغوش میں رکھ دیے۔ پھر جو میری نظر آپ پر پڑی تو دیکھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مقدس آنکھوں سے آنسو جاری ہیں۔ فرماتی ہیں۔ میں نے عرض کیا اے اللہ کے نبی! میرے والدین آپ پر فدا ہوں آپ کا کیا حال ہے؟ فرمایا ہمارے پاس

marfat.com
Marfat.com

اَنَّ اُمَّتِیْ سَتَقْتُلُ ابْنِیْ هٰذَا فَقُلْتُ هٰذَا قَالَ نَعَمْ وَاَتَانِیْ بِتُرْبَةٍ مِّنْ تُرْبَتِهٖ حَمْرَاءَ

جبرئیل امین آئے اور انھوں نے ہمیں خبر دی کہ ہماری امت ہمارے اس بیٹے کو شہید کرے گی۔ ہم نے کہا[۴]: اس کو؟ تو انھوں نے عرض کیا ہاں اور ہمارے پاس اس جگہ کی سرخ مٹی لائے۔

[۱] ام الفضل بنت الحارث (نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی چچی، حضرت عباس کی اہلیہ محترمہ) ابن عباس کی والدہ ماجدہ، حضرت فضل بھی ان کے بیٹے ہیں جو عبداللہ بن عباس سے بڑے ہیں۔ انھیں کی نسبت سے آپکی کنیت (ام الفضل) ہے۔ ام المومنین حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا ان کی بہن ہیں۔

[۲] حلم بے نقطہ حاء پر پیش، دیکھا جانے والا خواب

[۳] یعنی قرابت اور رشتے داری کی بناء پر آپ کی آغوش میں دیا جائے گا تاکہ اس کی تربیت کریں۔

[۴] بطور تعجب اور استبعاد

۵۹۱۹ وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّهٗ قَالَ رَاَیْتُ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فِیْمَا یَرَی النَّائِمُ ذَاتَ یَوْمٍ بِنِصْفِ النَّهَارِ اَشْعَثَ اَغْبَرَ بِیَدِهٖ قَارُوْرَةٌ[۱] فِیْهَا دَمٌ فَقُلْتُ بِاَبِیْ اَنْتَ وَاُمِّیْ مَا هٰذَا قَالَ هٰذَا دَمُ الْحُسَیْنِ وَاَصْحَابِهٖ لَمْ اَزَلْ اَلْتَقِطُهٗ مُنْذُ الْیَوْمِ فَاُحْصِیَ ذٰلِكَ الْوَقْتَ فَاُجِدُ قُتِلَ ذٰلِكَ الْوَقْتُ (رَوَاهُمَا الْبَیْهَقِیُّ فِیْ دَلَائِلِ النُّبُوَّةِ وَاَحْمَدُ الْاَخِیْرَ)

ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ میں نے ایک دن دوپہر کے وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کی جیسے سونے والا خواب میں دیکھتا ہے، اس حال میں کہ آپ کے بال مبارک بکھرے ہوئے اور غبار آلود تھے۔ آپ کے ہاتھ میں ایک بوتل تھی جس میں خون تھا۔ میں نے عرض کیا میرے والدین آپ پر فدا ہوں یہ کیا ہے؟ فرمایا یہ حسین اور ان کے ساتھیوں کا خون ہے آج سارا دن ہم اسے اکٹھا کرتے رہے ہیں، میں نے اس وقت کو نوٹ کر لیا۔ پس میں نے پایا کہ اسی وقت حضرت حسین شہید کیے گئے۔ ان دونوں حدیثوں کو امام بیہقی نے دلائل النبوۃ میں روایت کیا اور امام احمد نے دوسری حدیث روایت کی۔

[۱] یہ حال کیسا ہے؟ اور اس بوتل میں کیا ہے۔

۵۹۲۰ وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَحِبُّوا اللّٰهَ لِمَا یَغْذُوْکُمْ مِّنْ نِّعْمَةٍ وَاَحِبُّوْنِیْ لِحُبِّ اللّٰهِ وَاَحِبُّوْا اَهْلَ بَیْتِیْ

ان ہی سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ سے محبت رکھو، کیونکہ وہ تمھیں نعمت کھلاتا ہے[۱] اور اللہ تعالیٰ کی محبت کے لیے مجھ سے محبت رکھو اور ہماری محبت[۲] کی بناء پر ہمارے

marfat.com
Marfat.com

لِحُبِّیْ ‎(رَوَاہُ التِّرْمِذِیُّ)‎

اہلِ بیت سے محبت رکھو (ترمذی)

۱؎ بعض نسخوں میں ہے مِنْ نِعَمٍ صیغہ جمع کے ساتھ ہے یعنی اپنی نعمتیں کھلاتا ہے

۲؎ یعنی اس لیے کہ تم اللہ تعالیٰ سے محبت رکھتے ہو یا اس لیے کہ اللہ تعالیٰ مجھ سے محبت فرماتا ہے (یعنی لِحُبِّ اللّٰہ میں اضافت مفعول کی طرف ہے یا فاعل کی طرف ۱۲ اشرف قادری)

۳؎ اس میں دونوں معنوں کا احتمال ہے (۱) اس لیے کہ تم ہم سے محبت رکھتے ہو (۲) اس لیے کہ ہم اپنے اہل بیت سے محبت رکھتے ہیں ۱۲ اشرف قادری) ظاہر یہ ہے کہ پہلا معنی مراد ہے۔

۵۹۲۱ وَعَنْ اَبِیْ ذَرٍّ اَنَّہٗ قَالَ وَھُوَ اٰخِذٌ بِبَابِ الْکَعْبَۃِ سَمِعْتُ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ اَلَا اِنَّ مَثَلَ اَھْلِ بَیْتِیْ فِیْکُمْ مَثَلُ سَفِیْنَۃِ نُوْحٍ مَنْ رَکِبَھَا نَجَا وَمَنْ تَخَلَّفَ عَنْھَا ھَلَکَ ۴۹

‎(رَوَاہُ اَحْمَدُ)‎

حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انھوں نے بیت اللہ شریف کے دروازے کو پکڑے ہوئے فرمایا میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا کہ سنو! تمھارے درمیان ہمارے اہل بیت کی مثال نوح علیہ السلام کی کشتی ایسی ہے۔ جو شخص کشتی نوح پر سوار ہو گیا نجات پا گیا اور جو پیچھے رہا وہ ہلاک ہو گیا۔ (امام مالک)

marfat.com
Marfat.com

باب

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواجِ مطہرات رضی اللہ عنہن کے مناقب

یاد رہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواج مطہرات ایک وقت میں نو تھیں اور ایک وقت گیارہ تھیں بعض اوقات اس سے زیادہ تھیں اور بعض اوقات اس سے کم۔ جامع الاصول میں ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواجِ مطہرات کی تعداد میں علماء کا اختلاف ہے۔ اسی طرح ان کی ترتیب اور ان امہات المومنین کے بارے میں اختلاف جو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے وفات پاگئیں اور ان امہات المومنین کے بارے جن کے ساتھ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے عملِ زوجیت کیا یا نہیں کیا۔ عورتوں کی ایک جماعت ایسی ہے جن کو پیغام نکاح دیا لیکن ان کے ساتھ نکاح نہیں فرمایا اور وہ عورتیں جنھوں نے اپنے آپ کو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پیش کیا۔ صاحب جامع الاصول نے فرمایا کہ ہم مشہور تر قول کو ذکر کریں گے۔ اس کے بعد انھوں نے ان خواتین کے نام اور ان کے احوال ذکر کیے۔ راقم الحروف (شیخ محقق) نے شرح (لمعات) میں ان کے نام، تاریخ نکاح اور تاریخ وفات ذکر کی ہے اور شرح کے تکملہ میں ان کے احوال بھی لکھے ہیں۔

اس جگہ صرف ان کے نام اور تاریخ لکھی جاتی ہے۔

۱:۔ ام المومنین خدیجہ بنت خویلد ہیں۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے ساتھ نکاح کیا تو ان کی عمر چالیس سال اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی عمر شریف پچیس سال تھی۔ قول صحیح کے مطابق ہجرت سے تین سال پہلے ان کی وفات ہوئی۔

۲:۔ حضرت سودہ بن زمعہ۔ مکہ مکرمہ میں ان سے نکاح فرمایا اور ۵۴ھ ہجری میں ان کی رحلت ہوئی۔

۳:۔ حضرت عائشہ صدیقہ بنت ابی بکر صدیق مکہ مکرمہ میں ان سے نکاح فرمایا۔ اس وقت ان کی عمر چھ سال تھی، نو سال کی عمر میں رخصتی ہوئی ۵۵ھ یا ۵۸ھ میں ان کی وفات ہوئی۔

۴:۔ حضرت حفصہ بنت عمر بن خطاب۔ ان کے ساتھ ہجرت کے دوسرے یا تیسرے سال نکاح فرمایا۔ ۴۱ھ یا ۴۵ھ میں ان کی رحلت ہوئی۔

marfat.com
Marfat.com

۵ - زینب بنت خزیمہ :- ہجرت کے تیسرے سال ان سے نکاح کیا اور چوتھے سال اُن کا انتقال ہوا

۶ - ام سلمہ بنت امیہ مخزومی - ہجرت کے تیسرے یا چوتھے سال نکاح فرمایا ۵۹ھ میں ان کی وفات ہوئی بعض علماء نے فرمایا ۶۲ھ میں فوت ہوئیں - پہلا قول زیادہ صحیح ہے -

۷ - حضرت زینب بنت جحش - ہجرت کے پانچویں سال ان سے نکاح فرمایا ۲۰ھ یا ۲۱ھ میں انتقال ہوا - وہ پہلی امہات المومنین ہیں جن کا انتقال نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد ہوا -

۸ - حضرت ام حبیبہ بنت ابی سفیان - حضرت امیر معاویہ کی بہن، زیادہ صحیح اور مشہور یہ ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ان کا نکاح حضرت نجاشی (شاہ حبشہ) نے حبشہ میں چھٹے سال کیا اور چار سو درہم مہر دیا - وہ اپنے شوہر عبید اللہ بن جحش کے ساتھ (حبشہ) گئی تھیں - عبید اللہ عیسائی ہو کر مر گیا -

۹ - حضرت جویریہ - جیم پر پیش واؤ پر زبر بنت حارث، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے انھیں چھٹے سال غزوہ مریسیع میں قیدی بنایا - پھر آزاد کر کے ان سے نکاح فرمایا ۵۶ھ میں ان کا انتقال ہوا -

۱۰ - حضرت میمونہ بنت حارث ساتویں سال ان سے نکاح فرمایا اور ۵۱ھ یا ۶۱ھ میں ان کا انتقال ہوا وہ حضرت ابنِ عباس کی خالہ ہیں -

۱۱ - حضرت صفیہ بنت حُیَیّ بن اخطب - ساتویں سال غزوہ خیبر میں انھیں گرفتار کیا، پھر آزاد کر کے ان سے نکاح فرمایا - اس وقت ان کی عمر سترہ سال تھی - ۵۰ھ اور ایک قول کے مطابق ۵۲ھ میں ان کا انتقال ہوا، اس کے علاوہ بھی بعض اقوال ہیں -

۱۲ - حضرت ریحانہ بنت زید - پہلے یہودیہ تھیں - قیدی ہو کر آئیں - انھیں آزاد کر کے چھٹے سال نکاح فرمایا حجۃ الوداع سے واپسی کے وقت ان کا انتقال ہوا - رضی اللہ تعالیٰ عنہن -

یہ گیارہ مقدس خواتین ہیں جن کے ساتھ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے نکاح کیا اور رشتہ ازدواج قائم کیا بیس یا اس سے زیادہ خواتین تھیں جن کے ساتھ نکاح فرمایا لیکن رابطہ زوجیت سے پہلے ان سے علیحدگی فرما لی بعض کو پیغام نکاح دیا لیکن نکاح نہیں کیا - بعض وہ تھیں جنھوں نے آیۂ کریمہ یَا اَیُّھَا النَّبِیُّ قُلْ لِاَزْوَاجِكَ الآیۃ نازل ہونے پر دنیا کو اختیار کیا اور الگ ہو گئیں - ان کی تفصیل جامع الاصول میں مذکور ہے

باقی رہیں کنیزیں تو بعض نے کہا کہ وہ چار تھیں، ان میں سب سے زیادہ مشہور حضرت ماریہ قبطیہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صاحبزادے حضرت ابراہیم کی والدہ ۱۶ھ میں ان کا انتقال ہوا، دوسری حضرت ریحانہ بنت شمعون یا بنتِ زید جن کا ذکر اس سے پہلے ہوا - بعض علماء کہتے ہیں کہ ان کو آزاد نہیں فرمایا اور ملکِ یمین کی بناء پر (بحیثیت کنیز کے) ان سے قربت فرمائی - تیسری وہ کنیز تھیں جو حضرت زینب بنتِ جحش نے آپ کو ہبہ کی تھیں، چوتھی وہ تھیں جو کسی جگہ سے قیدی ہو کر آئی تھیں - واللہ تعالیٰ اعلم -

marfat.com
Marfat.com

الفصل الاوّل

۵۹۲۲ عَنْ عَلِيٍّ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ خَيْرُ نِسَائِهَا مَرْيَمُ بِنْتُ عِمْرَانَ وَخَيْرُ نِسَائِهَا خَدِيْجَةُ بِنْتُ خُوَيْلِدٍ (مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ وَفِيْ رِوَايَةٍ قَالَ أَبُوْكُرَيْبٍ وَاَشَارَ وَكِيْعٌ اِلَى السَّمَاءِ وَالْاَرْضِ۔

پہلی فصل

حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا کہ دنیا کی عورتوں میں سے بہترین مریم بنت عمران ہیں[۱] اور دنیا کی بہترین عورت[۲] خدیجہ بنت خویلد ہیں (صحیحین) اور ایک روایت میں ہے کہ ابوکریب[۳] نے کہا کہ وکیع[۴] نے آسمان اور زمین کی طرف اشارہ کیا۔

[۱] یعنی اس امت کے اعتبار سے جس میں حضرت مریم تھیں۔

[۲] اس امت کی عورتوں میں سے۔

[۳] جو وکیع سے اس حدیث کے روایت کرنے والے ہیں۔

[۴] حضرت وکیع جو حفاظ حدیث میں سے ہیں۔ امام مالک کے ہم پایہ اور ان کے معاصرین میں سے ہیں انھوں نے آسمان اور زمین کی طرف دنیا کا معنی بیان کرنے کے لیے اشارہ کیا یعنی ان خواتین سے افضل جو آسمان کے نیچے اور زمین کے اوپر ہیں۔ اس حدیث سے ظاہر ہو گیا کہ حضرت مریم اور حضرت خدیجہ ہر ایک اپنی امت کی بہترین خاتون ہیں لیکن یہ معلوم نہیں ہوا کہ ان دونوں میں سے کون زیادہ فضیلت والی ہیں۔ تفسیر نسفی سے منقول ہے کہ حضرت خدیجہ اور حضرت عائشہ قول صحیح کے مطابق حضرت مریم سے افضل ہیں۔ کیونکہ حضرت مریم کسی نبی کی زوجہ نہیں ہیں۔ یہ طے شدہ امر ہے کہ یہ امتِ مرحومہ دوسری امتوں سے افضل ہے۔ پھر اس میں بھی اختلاف ہے کہ حضرت خدیجہ اور حضرت عائشہ میں سے کون افضل ہیں؟ اسی طرح حضرت سیدہ فاطمہ کے حضرت عائشہ سے افضل ہونے میں بھی اختلاف ہے۔ امام مالک رحمہ اللہ علیہ نے فرمایا: سیدہ فاطمہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی جگر پارہ ہیں اور میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی لختِ جگر سے کسی کو افضل قرار نہیں دیتا۔ مزید گفتگو مناقب اہلِ بیت کی پہلی فصل میں گزر چکی ہے۔

۵۹۲۳ وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ اَتَى جِبْرِيْلُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ هٰذِهٖ خَدِيْجَةُ قَدْ اَتَتْ مَعَهَا اِنَاءٌ فِيْهِ اِدَامٌ اَوْ طَعَامٌ فَاِذَا اَتَتْكَ فَاقْرَأْ عَلَيْهَا السَّلَامَ مِنْ رَّبِّهَا وَمِنِّيْ وَبَشِّرْهَا

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جبریل امین نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں تشریف فرما ہوئے اور عرض کیا یا رسول اللہ! یہ خدیجہ ہیں اپنے ساتھ ایک برتن لا رہی ہیں جس میں سالن یا کھانا ہے[۱] جب وہ آپ کے پاس آئیں تو انھیں ان کے

marfat.com
Marfat.com

بِبَیْتٍ فِی الْجَنَّۃِ مِنْ قَصَبٍ لَا صَخَبَ فِیْہِ وَلَا نَصَبَ (مُتَّفَقٌ عَلَیْہِ)

رب کی طرف سے اور میری طرف سے سلام کہیں[۲] اور انھیں جنت میں موتی[۳] کے ایک گھر کی خوشخبری دیں جس میں نہ شور ہے اور نہ ہی تھکاوٹ[۴] (صحیحین)

[۱] یہ راوی کو شک ہے (کہ سالن کہا یا کھانا) حضرت خدیجہ مکہ معظمہ سے غارِ حرا میں تشریف لائی تھیں جہاں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم مصروف عبادت رہتے تھے اور چند دن کی خوراک اپنے ساتھ لے جاتے تھے، غالبًا ایک دن خود حضرت خدیجہ لے گئیں اور یہ بشارت پائی اسی طرح بعض شارحین نے فرمایا ہے۔

مخفی نہ رہے کہ مشہور یہ ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم غارِ حرا میں حضرت جبرئیل علیہ السلام کے نازل ہونے سے پہلے مشغول رہا کرتے تھے۔ ظاہر یہ ہے کہ ان کے نزول کے بعد بھی کچھ عرصہ وہاں مصروف رہے اور اس زمانے میں حضرت خدیجہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے کھانا لے کر گئی تھیں۔ یہ بھی ہوسکتا ہے کہ کسی دوسرے میں یہ کھانا لائی ہوں۔

[۲] علماء فرماتے ہیں کہ اس جگہ حضرت خدیجہ کی فضیلت ہے۔ حضرت عائشہ پر، کیونکہ حضرت عائشہ کی حدیث میں حضرت جبرئیل کے سلام پر اکتفا کیا گیا ہے جیسے کہ آئندہ آئے گا۔

[۳] قَصَبٌ قاف اور بے نقطہ صاد پر زبر، مروارید جو اندر سے خالی ہو اور فراخ مقدار والی کو ٹھڑی جنت میں مروارید کے گنبد ہوں گے۔ جواہر میں سے قصب وہ ہے جو لمبا ہو اور اندر سے خالی ہو، احادیث میں صراحۃً لُؤلُؤ کا ذکر آیا ہے۔

[۴] صَخَب پہلے اور دوسرے حرف پر زبر، آواز اور فریاد، نَصَب پہلے دونوں حرفوں پر زبر تکلیف اٹھانا، یعنی ایسا گھر ہوگا جس میں کوئی زحمت اور تکلیف نہیں ہوگی۔ برخلاف دنیا کے گھروں کے کہ وہ اس طرح نہیں ہوتے، یا یہ مطلب ہے کہ گھر کے بنانے میں کوئی شور، فریاد اور زحمت کا برداشت کرنا نہیں ہوگا جب کہ گھر کے بنانے میں تکلیف اٹھانی پڑتی ہے اور دوسروں سے مدد مانگنی پڑتی ہے۔ اس جگہ تیار گھر ملے گا شارحین فرماتے ہیں کہ یہ اس بات کی جزا ہے کہ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا پہلے پہل برضا و رغبت آواز بلند کرنے جھگڑنے اور مشقت کے بغیر اسلام لائیں۔

۵۹۲۴ وَعَنْ عَائِشَۃَ قَالَتْ مَا غِرْتُ عَلٰی اَحَدٍ مِنْ نِسَاءِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَا غِرْتُ عَلٰی خَدِیْجَۃَ وَمَا رَاَیْتُھَا وَلٰکِنْ کَانَ یُکْثِرُ ذِکْرَھَا وَرُبَمَا ذَبَحَ الشَّاۃَ ثُمَّ یُقَطِّعُھَا اَعْضَاءً ثُمَّ یَبْعَثُھَا فِی صَدَائِقِ خَدِیْجَۃَ فَرُبَمَا

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواج مطہرات میں سے کسی پر وہ غیرت[۱] نہیں کھائی جو حضرت خدیجہ پر کھائی۔ حالانکہ میں نے انھیں دیکھا نہیں لیکن آپ ان کا بکثرت ذکر کیا کرتے تھے۔ بعض اوقات بکری ذبح فرماتے پھر اس کے اعضاء کو کاٹتے اور[۲] خدیجہ کی

marfat.com
Marfat.com

قُلْتُ لَهُ كَأَنَّهُ لَمْ تَكُنْ فِي الدُّنْيَا امْرَأَةٌ إِلَّا خَدِيْجَةَ فَيَقُوْلُ إِنَّهَا كَانَتْ وَكَانَتْ وَكَانَ لِيْ مِنْهَا وَلَدٌ (مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ)

سہیلیوں کے پاس بھیج دیتے۔ بعض اوقات میں آپ سے عرض کرتی کہ یوں معلوم ہوتا ہے کہ خدیجہ کے بغیر دنیا میں کوئی عورت نہیں تھی[۴]، آپ فرماتے وہ ایسی ایسی تھیں[۵] اور ان سے ہماری اولاد تھی[۶] (صحیحین)

[۱] غِرْتُ نقطے والی غین کے نیچے زیر، میں نے کسی اُمّ المومنین پر اتنا رشک نہیں کیا۔

[۲] يُقَطِّعُهَا طاء مشدد۔ تقطیع ٹکڑے ٹکڑے کرنا عضو مین پر پیش، حصۂ جسم

[۳] اس بکری کو یا اس کے اعضاء کو۔

[۴] جو صفات حمیدہ سے موصوف ہو۔

[۵] مبالغہ کے لیے بطور ابہام فرماتے تھے۔ یہ اشارہ کرنے کے لیے کہ ان کی صفات حد اور اندازے سے باہر ہیں۔

[۶] نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی تمام اولاد حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا سے تھی۔ سوائے حضرت ابراہیم کے کہ وہ حضرت ماریہ سے تھے۔ حضرت حسن و حسین کی والدہ تمام جہانوں کی سیدہ حضرت فاطمہ زہرا رضی اللہ عنہا سے زیادہ فضیلت والی اولاد کون سی ہے؟ اس جگہ سیدہ عائشہ پر تعریض ہے کہ ان سے کوئی اولاد نہیں ہوئی اور اشارہ ہے کہ عورتوں کی خصوصی اور محترم صفت اور ان کا فائدہ یہ ہے کہ ان سے اولاد ہو۔

۵۹۲۵ وَعَنْ أَبِيْ سَلَمَةَ أَنَّ عَائِشَةَ قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَا عَائِشُ هٰذَا جِبْرِيْلُ يُقْرِئُكِ السَّلَامَ قَالَتْ وَعَلَيْهِ السَّلَامُ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ قَالَتْ وَهُوَ يَرٰى مَالَا أَرٰى (مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ)

حضرت ابوسلمہ[۱] سے روایت ہے کہ حضرت عائشہ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، اے عائشہ[۲]! یہ جبریل ہیں تمھیں سلام کہلواتے ہیں انھوں نے کہا اور ان پر سلامتی ہو اور اللہ تعالیٰ کی رحمت، ام المومنین فرماتی ہیں آپ[۳] وہ کچھ دیکھتے تھے جو میں نہیں دیکھتی تھی۔ (صحیحین)

[۱] ابوسلمہ مشہور صحابی اور حضرت ام سلمہ ام المومنین کے شوہر کا نام ہے، نیز حضرت عبدالرحمٰن بن عوف کے صاحبزادے کا نام ہے وہ عظیم تابعی اور جلیل القدر امام تھے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کرتے ہیں اور اس جگہ یہی مراد ہیں۔

[۲] یا عائشُ آخر سے تاء حذف کر دی گئی ہے، اسے نحو کی اصطلاح میں ترخیم کہتے ہیں کہ منادیٰ کے آخری حرف کو (تخفیف کے لیے) حذف کر دیتے ہیں يُقْرِئُكِ یاء پر پیش، یہ اقراء سے مشتق ہے جس کا معنی پڑھانا اور کہلوانا ہے، چونکہ سلام کے پہنچنے کے بعد سلام کا جواب کہتے ہیں۔ گویا کسی کو سلام کہنا اس سے

marfat.com
Marfat.com

سلام کا پڑھوانا اور کہلوانا ہے ۔ اسی لیے کہتے ہیں کہ فلاں آپ کو سلام پڑھواتا ہے اور اگر کہیں کہ فُلَانٌ یَقْرَءُ عَلَیْکَ السَّلَامَ یاء کی زبر کے ساتھ یعنی فلاں شخص تم پر سلام پڑھتا ہے اور تمھیں سلام کہتا ہے (یہ بھی درست ہے) جیسے کہ حدیث خدیجہ میں گزرا ۔ یہ بات کئی دفعہ بیان کی جا چکی ہے اسے یاد کر لیجیے ۔

۲؎ یعنی حضرت جبرئیل علیہ السلام کی شخصیت

۵۹۲۶ وَعَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ قَالَ لِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اُرِيْتُكِ فِي الْمَنَامِ ثَلٰثَ لَيَالٍ يَجِيْءُ بِكِ الْمَلَكُ فِيْ سَرَقَةٍ مِّنْ حَرِيْرٍ فَقَالَ لِيْ هٰذِهٖ امْرَاَتُكَ فَكَشَفْتُ عَنْ وَجْهِكِ الثَّوْبَ فَاِذَا اَنْتِ هِيَ فَقُلْتُ اِنْ يَّكُنْ هٰذَا مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ يُمْضِهٖ (مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے فرمایا: تم ہمیں تین راتیں خواب میں دکھائی گئیں ۔ فرشتہ تمھیں ۱؎ ریشم کے عمدہ کپڑے میں لاتا تھا ۔ اس نے ہمیں کہا کہ یہ آپ کی عورت ہیں ہم نے تمھارے چہرے سے کپڑا اٹھایا تو اچانک وہ تم تھیں ۲؎ ہم نے کہا اگر یہ ۳؎ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے تو اسے نافذ فرمائے گا ۔ (صحیحین)

۱؎ یعنی تمھاری صورت اور مثال لاتا تھا ۔ سَرَقَةٍ بے نقطہ سین اور قاف دونوں پر زبر، سفید ریشم کا ٹکڑا، یا مطلق ٹکڑا، سرہ بمعنی عمدہ اور خالص کو عربی بنایا گیا ہے ۔ دوسری حدیث میں ہے کہ حضرت عائشہ فرماتی ہیں کہ جبرئیل امین نازل ہوئے اور میری تصویر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے دستِ اقدس میں دی ۔ ان دو روایتوں میں تطبیق یہ ہے کہ تصویر ریشمی کپڑے پر تھی اور وہ کپڑا نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے دستِ اقدس میں تھا ۔ یہ بھی ہو سکتا ہے کہ دو دفعہ نازل ہوئے ہوں ایک دفعہ تصویر ہاتھ میں دی ہو اور دوسری مرتبہ ریشمی کپڑے میں ہو ۔

۲؎ فَاِذَا اَنْتِ هِيَ پس اچانک اس وقت، تم وہ صورت ہو جو ہم نے دیکھی تھی یا معنی یہ ہے کہ ہم نے تمھارے چہرے سے اور تمھیں دیکھنے کے لیے کپڑا اٹھایا پس اچانک تم وہ صورت تھیں جو ہم نے دیکھی تھی ۔ دونوں معانی بیان کیے گئے ہیں (یعنی یہ جملہ موجودہ وقت کے لحاظ سے ہے یا خواب کے وقت کے اعتبار سے ۱۲ اشرف قادری)

۳؎ اگر یہ خواب کا دیکھنا اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے تو اس مہم کو پورا فرمائے گا ۔ سوال: اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہونے میں شک کا کیا مطلب ہے ۔ حالانکہ انبیاء کرام اور خصوصاً سید الانبیاء صلوات وسلامہ علیہ وعلیہم اجمعین کا خواب وحی ہوتا ہے ۔ علماء نے اس کا جواب دیا ہے کہ اگر خواب کا یہ واقعہ اعلانِ نبوّت سے پہلے کا ہے تو کوئی اشکال نہیں کیونکہ اس وقت وحی کا سلسلہ شروع نہیں ہوا تھا ۱۲ قادری) اور اگر اعلانِ نبوت کے بعد کا ہو تو مقصد اس جگہ شک کا اظہار نہیں بلکہ اس کے واقع ہونے کی تاکید اور توثیق ہے ۔ ایسا کلام وہ شخص کہتا ہے

marfat.com
Marfat.com

جس کے نزدیک وہ بات پایہ ثبوت کو پہنچی ہوئی ہو، جیسے کہ بادشاہ کہتا ہے کہ اگر میں بادشاہ ہوں تو دیکھ کہ میں تیرے ساتھ کیا کرتا ہوں (یعنی یہ بھی یقینی بات کو بیان کرنے کا ایک انداز ہے ۱۲ اشرف قادری)

اگر یہ کہا جائے کہ فرشتے کا آنا اس بات کے منافی ہے کہ یہ واقعہ اعلانِ نبوت سے پہلے کا ہو تو اس کا جواب یہ ہے کہ فرشتے کا دیکھنا خصوصاً خواب میں نبی کے ساتھ خاص نہیں ہے نبی کے ساتھ خاص یہ ہے کہ فرشتہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے وحی لائے، بعض علماء نے کہا ہے کہ اس خواب کا اصل حق ہے لیکن اس کی تعبیر میں شک ہے کہ مراد یہی ہے جو ظاہر ہے یا جو کچھ اور خلافِ ظاہر مراد ہے یا اس میں شک ہے کہ یہ دنیا میں ہماری زوجہ ہوں گی یا آخرت میں ۔

۵۹۲۷ وَعَنْهَا قَالَتْ اِنَّ النَّاسَ كَانُوْا يَتَحَرَّوْنَ بِهَدَايَاهُمْ يَوْمَ عَائِشَةَ يَبْتَغُوْنَ بِذٰلِكَ مَرْضَاةَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَالَتْ اِنَّ نِسَاءَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كُنَّ حِزْبَيْنِ فَحِزْبٌ فِيْهِ عَائِشَةُ وَحَفْصَةُ وَصَفِيَّةُ وَسَوْدَةُ وَالْحِزْبُ الْاٰخَرُ اُمُّ سَلَمَةَ وَسَائِرُ نِسَاءِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَكَلَّمَ حِزْبُ اُمِّ سَلَمَةَ فَقُلْنَ لَهَا كَلِّمِيْ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُكَلِّمُ النَّاسَ فَيَقُوْلُ مَنْ اَرَادَ اَنْ يُّهْدِيَ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلْيُهْدِهٖ اِلَيْهِ حَيْثُ كَانَ فَكَلَّمَتْهُ فَقَالَ لَهَا لَا تُؤْذِيْنِيْ فِيْ عَائِشَةَ فَاِنَّ الْوَحْيَ لَمْ يَاْتِنِيْ وَاَنَا فِيْ ثَوْبِ امْرَاَةٍ اِلَّا عَائِشَةَ قَالَتْ اَتُوْبُ اِلَى اللّٰهِ مِنْ اَذَاكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ثُمَّ اِنَّهُنَّ دَعَوْنَ فَاطِمَةَ فَاَرْسَلْنَ

ان ہی سے روایت ہے کہ صحابہ کرام اپنے تحائف کے لیے عائشہ کی باری کو تلاش کرتے تھے[۱] اس ذریعے سے وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خوشنودی[۲] چاہتے تھے ۔ حضرت عائشہ نے فرمایا: کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواج مطہرات دو گروہ تھیں ۔ ایک گروہ میں حضرت عائشہ، حفصہ، صفیہ اور سودہ تھیں[۳] ، دوسرا گروہ حضرت ام سلمہ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی دیگر ازواج مطہرات کا تھا[۴] حضرت ام سلمہ کے گروہ نے گفتگو کی اور انھیں کہا کہ آپ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بات کریں کہ آپ صحابہ کرام سے بات کریں اور فرمائیں کہ جو شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ہدیہ پیش کرنا چاہے تو وہ آپ کی خدمت میں پیش کرے جہاں بھی آپ ہوں[۵] حضرت ام سلمہ نے آپ سے بات کی تو آپ نے انھیں فرمایا تم ہمیں عائشہ کے بارے میں تکلیف نہ دو ۔ اس لیے کہ ہمارے پاس اس حال میں وحی نہیں آتی ۔ جب ہم کسی عورت کے کپڑوں (لحاف اور بستر وغیرہ) میں ہوں سوائے عائشہ کے ۔ انھوں نے عرض کیا یا رسول اللہ! میں آپ کی ایذا سے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں توبہ کرتی ہوں پھر انھوں[۶] نے سیدہ فاطمہ کو بلایا اور انھیں رسول اللہ

marfat.com
Marfat.com

اِلٰی رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَکَلَّمَتْہُ فَقَالَ یَا بُنَیَّۃُ اَلَا تُحِبِّیْنَ مَا اُحِبُّ قَالَتْ بَلٰی قَالَ فَاَحِبِّیْ ھٰذِہٖ ۸ (مُتَّفَقٌ عَلَیْہِ)

وَذُکِرَ حَدِیْثُ اَنَسٍ فَضْلُ عَائِشَۃَ عَلَی النِّسَآءِ فِیْ بَابِ بَدْءِ الْخَلْقِ بِرِوَایَۃِ اَبِیْ مُوْسٰی

صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں بھیجا۔ سیدہ نے آپ سے گفتگو کی، آپ نے فرمایا بیٹی! کیا تم اس چیز سے محبت نہیں کرتیں جس سے ہم محبت کرتے ہیں؟ انھوں نے عرض کیا جی ہاں! (میں محبت کرتی ہوں) فرمایا[۸] بس اس سے محبت کرو (صحیحین) حضرت انس کی حدیث "فَضْلُ عَائِشَۃَ عَلَی النِّسَاءِ" بروایت ابوموسیٰ اشعری "باب بدء الخلق" میں ذکر کر دی گئی ہے۔

[۱] یعنی وہ جو تحفے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پیش کرنا چاہتے تھے انھیں محفوظ رکھتے تھے۔ تاکہ جس دن حضرت عائشہ صدیقہ کی باری ہو اس دن حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پیش کر دیں (کیونکہ وہ اس تعلق خاطر کو جانتے تھے جو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو حضرت عائشہ صدیقہ سے تھا ۱۲ شرف قادری) تحری راء کی تشدید کے ساتھ، اس کا معنی ہے قصد کرنا اور طلب میں کوشش کرنا، جیسے کہتے ہیں تحری قبلہ یا تحری لیلۃ القدر یعنی اس چیز کو تلاش کرنا جو اولیٰ اور انسب ہے۔

[۲] مرضات میم پر زبر، راء ساکن، یہ مصدر ہے اس کا معنی ہے رضا اور خوشنودی۔

[۳] اس گروہ کی سردار حضرت عائشہ صدیقہ تھیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت کی بنا پر اور حضرت حفصہ ان کی سہیلی اور ہم خیال تھیں، جیسے کہ حضرت ابوبکر صدیق اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہما متفق اور متحد تھے۔

[۴] ان کی سردار حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا تھیں۔

[۵] خواہ حضرت عائشہ صدیقہ کے گھر ہوں یا کسی دوسری ام المومنین کے ہاں۔ حضرت عائشہ کے گھر کی تخصیص نہ کریں۔

[۶] حضرت ام سلمہ کے گروہ نے۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہن

[۸] اگر تم اس چیز سے محبت کرتی ہو جس سے ہم محبت کرتے ہیں تو تم اس عورت یعنی عائشہ سے محبت کرو۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی صحابی کو حکم نہیں دیا تھا کہ جو تحفہ پیش کرنا ہو عائشہ کی باری میں پیش کیا کرو، دیگر امہات المومنین کا حق اس تحفے سے متعلق بھی نہیں تھا۔ اگر کوئی از خود لے آئے تو اسے کیوں منع کیا جائے؟

قابلِ توجہ بات یہ ہے کہ صحابہ کرام جو تحفہ پیش کرتے تھے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اس میں سے دیگر امہات المومنین کو بھی شامل فرماتے ہوں گے۔ تاہم امہات المومنین کو یہ احساس پیدا ہوا کہ صحابہ کرام حضرت عائشہ کی باری کی تخصیص کیوں کرتے ہیں؟ ان کا یہ احساس کچھ ناروا بھی نہیں تھا، لیکن نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے

marfat.com
Marfat.com

اسے بھی پسند نہ فرمایا اور حضرت عائشہ کی فضیلت بیان فرمادی کہ صرف ان کے کپڑوں میں ہم پر وحی آجاتی ہے اس سے اندازہ کیا جاسکتا ہے کہ وحی کا نزول کس تقدس کا متقاضی ہے ۱۲ اشرف قادری۔

الفصل الثانی

۵۹۲۸ عَنْ اَنَسٍ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ حَسْبُكَ مِنْ نِّسَآءِ الْعٰلَمِیْنَ مَرْیَمُ بِنْتُ عِمْرَانَ وَخَدِیْجَۃُ بِنْتُ خُوَیْلِدٍ وَفَاطِمَۃُ بِنْتُ مُحَمَّدٍ وَّاٰسِیَۃُ امْرَأَۃُ فِرْعَوْنَ

(رَوَاہُ التِّرْمِذِیُّ)

دوسری فصل

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تمھارے لیے تمام جہانوں کی عورتوں میں سے ان چار عورتوں کے فضائل ومناقب جاننا کافی ہے (۱) مریم بنت عمران (۲) خدیجہ بنت خویلد (۳) فاطمہ بنت محمد اور (۴) آسیہ فرعون کی بیوی[۱] (ترمذی)

[۱] یہ چار عورتیں اپنے ماسوا سے فضیلت والی ہیں۔ اس حدیث میں حضرت عائشہ کا ذکر نہیں فرمایا، اس لیے کہ ان کا ذکر دوسری حدیثوں میں کیا جاچکا ہے۔ اسی پر اکتفا کیا گیا، اسی طرح شارحین نے فرمایا ہے آسیہ پہلے ہمزہ پھر سین۔ یہ حضرت انس سے خطاب ہے یا عام ہے کہ کوئی بھی مخاطب ہو۔

۵۹۲۹ وَعَنْ عَائِشَۃَ اَنَّ جِبْرِیْلَ جَآءَ بِصُوْرَتِہَا فِیْ خِرْقَۃِ حَرِیْرٍ خَضْرَآءَ اِلٰی رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَقَالَ ھٰذِہٖ زَوْجَتُكَ فِی الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَۃِ

(رَوَاہُ التِّرْمِذِیُّ)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ جبریل امین ریشم کے سبز کپڑے[۱] میں ان کی تصویر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لائے اور کہنے لگے: یہ دنیا اور آخرت میں آپ کی زوجہ ہیں[۲] (ترمذی)

[۱] اس سے معلوم ہوتا ہے کہ لفظ سَرَقَۃ سفید ریشم کے ساتھ خاص نہیں ہے یا واقعات متعدد ہیں یا راوی کا شبہ ہے۔

[۲] اس جگہ حضرت عائشہ صدیقہ کے لیے جنت کی بشارت ہے (صرف جنت ہی نہیں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی زوجیت کی بشارت بھی ہے ۱۲ اشرف قادری) تمام امہات المومنین جنتی ہیں جیسے کہ احادیث سے معلوم ہوتا ہے۔ جنتی ہونے کی بشارت دس حضرات[۱] کے ساتھ خاص نہیں ہے (جنھیں عشرہ مبشرہ کہا جاتا ہے ۱۲ ق)

(۱) ہوسکتا ہے کہ دس حضرات کی بشارت کے مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ میں متعدد واقعات پیش آئے ہوں اور ابتداءً ہی یہ بشارت مشہور ہوگئی ہو بعد میں حد تواتر کو پہنچ گئی ہو ۱۲ مولوی امیر علی)

marfat.com
Marfat.com

جیسے کہ یہ مسئلہ پایۂ ثبوت کو پہنچ چکا ہے ۔

۵۹۳۰ وَعَنْ اَنَسٍ قَالَ بَلَغَ صَفِيَّةَ اَنَّ حَفْصَةَ قَالَتْ لَهَا بِنْتُ يَهُوْدِيٍّ فَبَكَتْ فَدَخَلَ عَلَيْهَا النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهِيَ تَبْكِيْ فَقَالَ مَا يُبْكِيْكِ فَقَالَتْ قَالَتْ لِيْ حَفْصَةُ اِنِّيْ ابْنَةُ يَهُوْدِيٍّ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّكِ لَابْنَةُ نَبِيٍّ وَاِنَّ عَمَّكِ لَنَبِيٌّ وَاِنَّكِ لَتَحْتَ نَبِيٍّ فَفِيْمَ تَفْخَرُ عَلَيْكِ ثُمَّ قَالَ اتَّقِي اللّٰهَ يَا حَفْصَةُ

(رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَالنَّسَائِيُّ)

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صفیہ کو یہ اطلاع پہنچی کہ حضرت حفصہ نے انھیں یہودی[۱] کی بیٹی کہا ہے تو وہ رو پڑیں ۔ ان کے پاس نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے تو وہ رو رہی تھیں ۔ آپ نے فرمایا تمھیں کیا چیز رلا رہی ہے ؟ کہنے لگیں : حفصہ نے مجھے کہا ہے کہ میں یہودی کی بیٹی ہوں ۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم نبی کی بیٹی ہو اور چچا نبی[۲] ہیں اور تم نبی کے نکاح میں ہو[۳]، تو کس لیے تم پر فخر کرتی ہیں[۴] تو پھر فرمایا: حفصہ اللہ سے ڈرو[۵]

(ترمذی ونسائی)

[۱] وہ حیی بن اخطب کی بیٹی تھیں ، حیی بے نقطہ حاء پر پیش ، پہلی یاء پر زبر دوسری مشدد

[۲] اس لیے کہ حضرت صفیہ کے والد حیی بن اخطب حضرت موسیٰ کے بھائی حضرت ہارون علیہما السلام کی اولاد میں سے تھے ۔ اس اعتبار سے ان کے باپ بھی نبی ہیں اور چچا بھی نبی ہیں ۔

[۳] یعنی خود نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی زوجہ محترمہ ہیں ۔

[۴] اس گفتگو کا مقصد حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا سے عیب کو دور کرنا ہے کہ وہ صفاتِ فضل وکرم کی جامع ہیں ۔ دوسری امہات المومنین پر فضیلت دینا مقصد نہیں ہے لہذا یہ نہیں کہہ سکتے کہ یہ صفات حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا کے ساتھ خاص ہیں بلکہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی تمام ازواجِ مطہرات قریشی ہیں اور ان صفات میں ان کے ساتھ شریک ہیں ۔ کیونکہ سب حضرت اسحاق علیہ السلام کے بھائی حضرت اسماعیل علیہ السلام کی اولاد میں سے ہیں اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواجِ مطہرات ہیں ۔

[۵] اس بات سے کہ کسی کے ساتھ لڑائی کرو اور فخر کرو اور کسی کی عیب گیری کرو ۔

۵۹۳۱ وَعَنْ اُمِّ سَلَمَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَعَا فَاطِمَةَ عَامَ الْفَتْحِ فَنَاجَاهَا فَبَكَتْ ثُمَّ حَدَّثَهَا فَضَحِكَتْ فَلَمَّا تُوُفِّيَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَاَلْتُهَا عَنْ

حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سیدہ فاطمہ کو فتح مکہ کے سال بلایا اور ان کیساتھ رازداری سے بات کی تو وہ رو پڑیں ، پھر ان سے گفتگو فرمائی ، تو وہ ہنس پڑیں ۔ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رحلت

marfat.com
Marfat.com

بُكَائِهَا وَضِحْكِهَا فَقَالَتْ اَخْبَرَنِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّهٗ يَمُوْتُ فَبَكَيْتُ ثُمَّ اَخْبَرَنِيْ اَنِّيْ سَيِّدَةُ نِسَاءِ اَهْلِ الْجَنَّةِ اِلَّا مَرْيَمَ بِنْتَ عِمْرَانَ فَضَحِكْتُ

(رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ)

فرما گئے تو میں نے ان سے پہلے رونے پھر ہنسنے کے بارے میں پوچھا۔ انھوں نے بتایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے خبر دی کہ آپ عنقریب رحلت فرما جائیں گے تو میں رو پڑی۔ پھر مجھے خبر دی کہ میں مریم بنت عمران کے علاوہ جنت کی عورتوں کی سردار ہوں تو میں ہنس پڑی [1] (ترمذی)

[1] اس حدیث کا تعلق اس باب سے ظاہر نہیں ہے البتہ اس طرح تعلق ہو سکتا ہے کہ اس روایت کی طرف اشارہ ہو کہ حضرت مریم جنت میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی زوجہ ہوں گی۔

الفصل الثالث

تیسری فصل

۵۹۳۲ ۱۱ عَنْ اَبِيْ مُوْسٰى قَالَ مَا اشْتَكَلَ عَلَيْنَا اَصْحٰبَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَدِيْثٌ قَطُّ فَسَاَلْنَا عَائِشَةَ اِلَّا وَجَدْنَا عِنْدَهَا مِنْهُ عِلْمًا

(رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ غَرِيْبٌ)

حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کرام پر کبھی کوئی حدیث مشکل نہیں ہوئی [1] پس ہم نے حضرت عائشہ سے سوال کیا مگر ہم نے ان کے پاس اس مشکل کے بارے میں علم پایا [2] (ترمذی) انھوں نے فرمایا کہ یہ حدیث حسن صحیح غریب ہے۔

[1] اِشْتَكَلَ شین کے بعد تاء کے ساتھ باب افتعال سے ہے، بعض نسخوں میں اِشْكَلَ بغیر تاء کے ہے۔

[2] کہ اس مشکل کو حل کر دیا اس لیے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے سن کر ان کے پاس علم کی فراوانی تھی اور وہ قوت اجتہاد بھی رکھتی تھیں۔

۵۹۳۳ ۱۲ وَعَنْ مُوْسَى بْنِ طَلْحَةَ قَالَ مَا رَاَيْتُ اَحَدًا اَفْصَحَ مِنْ عَائِشَةَ (رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ غَرِيْبٌ)

حضرت موسیٰ ابن طلحہ [1] سے روایت ہے کہ میں نے کسی کو حضرت عائشہ سے زیادہ فصیح نہیں دیکھا [2] (ترمذی) اور حدیث حسن، صحیح غریب ہے۔

[1] موسیٰ ابن طلحہ جلیل القدر تابعی اور ثقہ ہیں کہتے ہیں کہ ان کی ولادت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں ہوئی۔ ان کے والد ماجد حضرت طلحہ بن عبید اللہ ہیں جو عشرہ مبشرہ سے ہیں۔

[2] یہ مبالغہ ہے یا مبنی بر حقیقت ہے کہ انھوں نے حضرت عائشہ سے زیادہ فصیح کسی کو نہیں دیکھا (یہ فیضان رسالت ہے اور بنت صدیق اکبر (رضی اللہ تعالیٰ عنہما) ہونے کا ثمرہ ۱۲ اشرف قادری)

marfat.com
Marfat.com

باب

جامع المناقب

حضرت مؤلف نے اس باب میں بعض مشاہیر صحابہ کرام کے مناقب بیان کیے ہیں، اس میں صحابہ کرام کی کسی جماعت اور کسی خاص عنوان کے حامل حضرات مثلاً خلفاء راشدین، عشرہ مبشرہ، اہلِ بیت، ازواج مطہرات مہاجرین اور انصار وغیرہم کی تخصیص نہیں ہے۔

الفصل الاوّل

پہلی فصل

۵۹۲۴ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ رَأَيْتُ فِي الْمَنَامِ كَأَنَّ فِيْ يَدِيْ سَرَقَةً مِّنْ حَرِيْرٍ لَا أَهْوِيْ بِهَا إِلَىٰ مَكَانٍ فِي الْجَنَّةِ إِلَّا طَارَتْ بِيْ إِلَيْهِ فَقَصَصْتُهَا عَلَىٰ حَفْصَةَ فَقَصَّتْهَا حَفْصَةُ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ إِنَّ أَخَاكَ رَجُلٌ صَالِحٌ أَوْ إِنَّ عَبْدَ اللّٰهِ رَجُلٌ صَالِحٌ (مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ)

حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ میں نے خواب میں دیکھا کہ گویا میرے ہاتھ میں ریشم کا ایک ٹکڑا ہے میں اس کے ساتھ جنت کی جس[1] جگہ بھی جانا چاہتا ہوں وہ مجھے اڑا کر وہاں لے جاتا ہے، میں نے یہ خواب حضرت حفصہ[2] کو بیان کیا۔ انھوں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں عرض کیا، آپ نے فرمایا تمھارا بھائی نیک مرد ہے یا فرمایا کہ عبد اللہ نیک مرد ہے۔[3] (صحیحین)

[1] جس بلند وبالا جگہ جانا چاہتا ہوں وہ ریشمی کپڑا مجھے وہاں پہنچا دیتا ہے گویا وہ کپڑا باز کی طرح پرندہ بن گیا۔

[2] حضرت (ام المؤمنین) حفصہ رضی اللہ عنہا حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی (بڑی) بہن تھیں۔

[3] اور یہ خواب بھی اچھا ہے۔

۵۹۲۵ وَعَنْ حُذَيْفَةَ قَالَ إِنَّ أَشْبَهَ النَّاسِ دَلًّا وَسَمْتًا وَهَدْيًا بِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَابْنُ أُمِّ عَبْدٍ

حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ حالت، ہیئت اور سیرت کے اعتبار سے مردوں میں سے

marfat.com
Marfat.com

مِنْ حِيْنِ يَخْرُجُ مِنْ بَيْتِهٖ اِلٰى اَنْ يَرْجِعَ اِلَيْهِ لَا نَدْرِيْ مَا يَصْنَعُ فِيْ اَهْلِهٖ اِذَا خَلَا (رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ)

مشابہ ترین ابن ام عبد[۲] تھے ۔ گھر سے نکلنے سے لے کر واپس گھر جانے تک ، ہم نہیں جانتے کہ وہ اپنے اہل میں کیا کرتے تھے ؟ جب وہ تنہا ہوتے تھے[۳] (بخاری)

[۱] دَلّ دال پر زبر اور لام مشدد ، اس کا معنی ہے سیرت ، حالت اور ہیئت بعض علماء نے اس کا معنی حسن بیان کیا ہے یہ حدیث گویا دلالت سے ماخوذ ہے کہ ان کا ظاہر حال حسنِ سیرت پر دلالت کرتا ہے قاموس میں ہے کہ دَلّ ہَدْی کی طرح ہے ۔ سکون وقار اور حسن صورت میں ، مجمع البحار میں ہے کہ دَلّ کا معنی شکل وشمائل ہے ، سَمْت سین پر زبر اور میم ساکن اس کا معنی ہے طریقہ اور ارادہ ، زیادہ تر اس کا اطلاق اہلِ خیر کے طریقے پر ہوتا ہے ۔ قاموس میں ہے کہ سَمْت کا معنی اہلِ خیر کا طریقہ اور ہیئت ہے ۔ صراح میں ہے سَمْت اچھی راہ اور روش ۔ ہَدْی ہاء پر زبر اور دال ساکن ۔ اس کا معنی ہے طریقہ ، سیرت اور ہیئت ، مختصر یہ کہ ان تینوں الفاظ کے معنی قریب قریب ہیں اور یہ تینوں ایک دوسرے کی جگہ استعمال ہوتے ہیں روایت ہے کہ حضرت عبد اللہ ابن مسعود کے شاگرد حضرت عمر فاروق کے پاس جاتے تھے اور ان کی حالت ہیئت اور سیرت کو دیکھتے تھے اور ان کے ساتھ تشبیہ دیتے تھے ۔

[۲] یعنی عبد اللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ ، ان کی والدہ ماجدہ کی کنیت اُمِّ عبد تھی ۔

[۳] یعنی ان کا ظاہر حال جو ہم پر ظاہر ہے ان کے حسنِ استقامت پر دلالت کرتا ہے اور ہم نہیں جانتے کہ ان کا باطن کیسا ہے ؟ اور خلوت میں ان کا کیا حال ہے ؟ حضرت حذیفہ نے یہ بات ان کے طریقے حال ، حسن اور کمال کو عجیب وغریب جانتے ہوئے کہی ۔ یعنی ایسے عجیب حال ، روش اور استقامت کا دائمی ہونا اور حضور وغیبت میں یکساں ہونا مشکل ہے یا اس بنا پر کہ حضرت حذیفہ کو تکلف ، تصنع اور نفاق کا خوف تھا اور انھیں منافقین کا علم تھا ، یہ بات بہت سخت اور راقم کی سمجھ سے بالاتر ہے ، حضرت حذیفہ کو منافقین کا علم تھا تو انھیں یہ بھی علم ہوگا کہ حضرت عبد اللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ ان میں سے نہیں ہیں ۔ سیدھی سی بات یہ ہے کہ حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہمیں علم نہیں ہے کہ اندرونِ خانہ ان کی کیا حالت ہوتی تھی ۔ کیونکہ اس وقت وہ ہمارے سامنے نہیں ہوتے تھے اور یہ ان کی احتیاط کا کمال ہے ۱۲ شرف قادری)

۵۹۳۶ وَعَنْ اَبِيْ مُوْسَى الْاَشْعَرِيِّ قَالَ قَدِمْتُ اَنَا وَاَخِيْ مِنَ الْيَمَنِ فَمَكَثْنَا حِيْنًا مَا نَرٰى اِلَّا اَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ مَسْعُوْدٍ رَجُلٌ مِّنْ اَهْلِ بَيْتِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِمَا نَرٰى مِنْ

حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں اور میرا بھائی یمن سے آئے اور ہم کچھ عرصہ[۱] ٹھہرے اور ہم یہی سمجھتے رہے کہ عبد اللہ ابن مسعود نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اہل بیت میں سے ایک مرد ہیں کیونکہ ہم دیکھتے تھے کہ وہ اور ان کی والدہ

marfat.com
Marfat.com

دُخُولِہٖ وَدُخُولِ اُمِّہٖ عَلَی النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ (مُتَّفَقٌ عَلَیْہِ)

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا کرتے تھے ۔

لہ مدینہ طیبہ میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں ۔

سلہ ابتداء میں نری نون کے پیش کے ساتھ ہے جس کا معنی ہے کہ ہم گمان کرتے تھے اور دوسرے کے نون پر زبر ہے (جس کا معنی ہے کہ ہم دیکھتے تھے) مروی ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عبداللہ ابن مسعود کو حکم دیا ہوا تھا کہ اگر تم دیکھو کہ ایک دو افراد ہمارے پاس ہیں تو تم آجاؤ اور ایسی صورت میں اجازت کی ضرورت نہیں ہے ۔

۵۹۳۷ وَعَنْ عَبْدِ اللّٰہِ ابْنِ عَمْرٍو اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ اِسْتَقْرِئُوا الْقُرْاٰنَ مِنْ اَرْبَعَۃٍ مِّنْ عَبْدِ اللّٰہِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ وَسَالِمٍ مَّوْلٰی اَبِیْ حُذَیْفَۃَ وَاُبَیِّ بْنِ کَعْبٍ وَّمُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ (مُتَّفَقٌ عَلَیْہِ)

حضرت عبداللہ ابن عمرو لہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا : چار صحابہ کرام سے قرآن سیکھو لہ (۱) عبداللہ ابن مسعود سلہ (۲) ابوحذیفہ کے مولی سالم سلہ (۳) ابی بن کعب ۵ہ اور (۴) معاذ بن جبل سلہ رضی اللہ عنہم (صحیحین)

لہ عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما

سلہ لفظی معنی یہ ہے کہ تم چار صحابہ سے قرآن پاک کی قراءت طلب کرو (مرادی معنی وہ ہے جو اوپر لکھا گیا) ۔

سلہ جو اس جماعت میں سے زیادہ قاری تھے ۔

سلہ حضرت سالم آزاد کردہ غلاموں میں سے افضل اور اعلیٰ درجہ رکھتے تھے اور اکابر صحابہ میں سے تھے ۔ فارس کے مقام اصطخر کے رہنے والے تھے جس وقت صحابہ کرام مدینہ منورہ آئے تو مہاجرین اولین کی امامت کیا کرتے تھے حالانکہ ان میں حضرت عمر فاروق اور حضرت ابوسلمہ رضی اللہ عنہما بھی تھے ۔ حضرت ابوحذیفہ کا نام ہشام ہے وہ عتبہ ابن ربیعہ ابن عبد شمس کے بیٹے اکابر صحابہ میں سے اور اولین مہاجرین میں سے تھے ۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے دار ارقم میں تشریف لانے سے پہلے اسلام لائے ۔

۵ہ حضرت ابی بن کعب صحابہ کرام میں سے بڑے قاری تھے انھیں سید القراء کہا جاتا تھا ، حضرت امیر المومنین عمر فاروق انھیں سید المسلمین کہا کرتے تھے اور وہ کاتب وحی بھی تھے ۔

سلہ حضرت معاذ بن جبل کے مناقب گنتی اور شمار سے باہر ہیں ۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے انھیں حضرت عبداللہ ابن مسعود کا بھائی بنایا تھا اور انھیں یمن کا قاضی بنا کر بھیجا تھا ان کے کچھ احوال اس سے پہلے لکھے جا چکے ہیں ۔

marfat.com
Marfat.com

۵۹۳۸ وَعَنْ عَلْقَمَةَ قَالَ قَدِمْتُ الشَّامَ فَصَلَّيْتُ رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ قُلْتُ اَللّٰهُمَّ يَسِّرْ لِيْ جَلِيْسًا صَالِحًا فَاَتَيْتُ قَوْمًا فَجَلَسْتُ اِلَيْهِمْ فَاِذَا شَيْخٌ قَدْ جَاءَ حَتّٰى جَلَسَ اِلٰى جَنْبِيْ قُلْتُ مَنْ هٰذَا قَالُوْا اَبُو الدَّرْدَاءِ قُلْتُ اِنِّيْ دَعَوْتُ اللّٰهَ اَنْ يُّيَسِّرَ لِيْ جَلِيْسًا صَالِحًا فَيَسَّرَكَ لِيْ فَقَالَ مَنْ اَنْتَ قُلْتُ مِنْ اَهْلِ الْكُوْفَةِ قَالَ اَوَلَيْسَ عِنْدَكُمْ ابْنُ اُمِّ عَبْدٍ صَاحِبُ النَّعْلَيْنِ وَالْوِسَادَةِ وَالْمِطْهَرَةِ وَفِيْكُمُ الَّذِيْ اَجَارَهُ اللّٰهُ مِنَ الشَّيْطٰنِ عَلٰى لِسَانِ نَبِيِّهٖ يَعْنِيْ عَمَّارًا اَوَلَيْسَ فِيْكُمْ صَاحِبُ السِّرِّ الَّذِيْ لَا يَعْلَمُهٗ غَيْرُهٗ يَعْنِيْ حُذَيْفَةَ

(رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ)

حضرت علقمہ[1] سے روایت ہے کہ میں شام آیا اور دو رکعتیں[2] پڑھ کر دعا کی: اے اللہ! مجھے اچھا ہم نشین عطا فرما۔ اس کے بعد میں ایک جماعت کے پاس آکر بیٹھ گیا۔ کیا دیکھتا ہوں کہ ایک بزرگ تشریف لاکر میرے پہلو میں بیٹھ گئے۔ میں[3] نے پوچھا یہ کون ہیں؟ لوگوں نے کہا یہ حضرت ابوالدرداء[4] صحابی ہیں۔ میں نے عرض کیا کہ میں نے اللہ تعالیٰ سے دعا مانگی تھی کہ مجھے اچھا ہم نشین عطا فرمائے، اس کریم نے مجھے آپ میسر فرما دیئے۔ انھوں نے فرمایا تم کون ہو؟[5] میں نے عرض کیا کہ میں کوفہ کا رہنے والا ہوں۔ فرمایا کیا تمھارے پاس ابن ام عبد[6] نعلین، تکیہ اور وضو کے برتن[7] والے نہیں ہیں؟ اور تمھارے درمیان وہ ہیں جنھیں اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کی زبان پر شیطان سے پناہ دی۔ یعنی حضرت عمار[8] اور کیا تم میں اس راز کے جاننے والے نہیں جس راز کو ان کے علاوہ دوسرا کوئی نہیں جانتا یعنی حضرت حذیفہ (بخاری)

[1] حضرت علقمہ جلیل القدر تابعی ہیں۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ مبارک میں پیدا ہوئے حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ کے شاگردوں اور ان کے متبعین میں سے تھے۔

[2] (یہ دو رکعتیں صلوٰۃ الحاجت تھیں ۱۲ اشرف قادری)

[3] ان لوگوں سے پوچھا جن کے پاس میں بیٹھا تھا۔

[4] حضرت ابوالدرداء جلیل القدر اور مشہور صحابی ہیں۔ فقیہ، عالم، حکیم، زاہد اور اصحاب صفہ میں سے تھے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے انھیں حضرت سلمان فارسی کا بھائی بنایا تھا۔ رضی اللہ عنہما۔

[5] اور کہاں کے رہنے والے ہو؟

[6] حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ

[7] "مِطْهَرَة" میم کے نیچے زیر، اس پر زبر بھی پڑھ سکتے ہیں (وضو کے پانی کا برتن)۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ چیزیں حضرت ابن مسعود کے سپرد کر رکھی تھیں اور وہ ان خدمات اور سعادتوں سے دن رات مشرف ہوتے تھے اور ممتاز تھے۔ اس ملازمت (اور حاضر باش ہونے) کے سبب ان کے پاس وہ علوم ہوں گے

marfat.com
Marfat.com

جن کی بناء پر طالب ان کے ماسوا سے بے نیاز ہو گا۔

ش۵ حضرت ابوالدرداء کی مراد حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہما تھے۔ جنھیں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم طیب اور مُطیّب فرمایا کرتے تھے انھیں جنت کی بشارت عطا فرمائی اور اس وقت ان کے لیے دعا فرمائی جب مشرکین انھیں عذاب دیا کرتے تھے اور آگ سے جلاتے تھے۔ آگ کو فرمایا اے آگ! عمار پر سرد ہو جا، جس طرح تو حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام پر سرد ہوئی تھی اور فرمایا: اے عمار! تمھیں باغیوں کا گروہ قتل کرے گا۔ تم انھیں جنت کی طرف بلاؤ گے اور وہ تمھیں آگ کی طرف بلائیں گے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ انھیں شیطان سے امان دے دی گئی کہ وہ صراط مستقیم پر رہیں گے اور شیطان ان کے دل میں وسوسہ نہیں ڈال سکے گا۔

ش۹ صاحب راز سے مراد حضرت حذیفہ ابن الیمان ہیں جنھیں صحابہ کرام "صاحبِ سِرِّ رسول اللہ" صلی اللہ علیہ وسلم کہا کرتے تھے اور منافقوں اور منافقت کی علامات کا علم تھا۔ یہ علم انھیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عطا فرمایا تھا اور اس علم کے ساتھ مخصوص فرمایا تھا۔ امیر المؤمنین عمر فاروق رضی اللہ عنہ ان سے پوچھا کرتے تھے کہ اے حذیفہ! کیا آپ میرے اندر منافقت کی کوئی علامت دیکھتے ہیں؟ وہ کہتے: اللہ کی قسم! میں کوئی علامت نہیں دیکھتا۔ سوائے اس کے کہ لوگ کہتے ہیں کہ آپ کے دسترخوان پر رنگ برنگے کھانے ہوتے ہیں اور جب تحقیق کی گئی تو وہ ٹوٹے ہوئے انڈے تھے۔ جن کی سفیدی اور زردی دکھائی دیتی تھی۔ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ دوسرے کو اپنے آپ سے افضل جانے اور طالب کو اس کے سپرد کر دے۔ نیز اگر طالب علم اپنی جگہ علماء کو پائے تو اسے سفر اور اپنے آپ کو تھکانے کی حاجت نہیں ہے۔

۵۹۳۹ وَعَنْ جَابِرٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اُرِيْتُ الْجَنَّةَ فَرَاَيْتُ امْرَاَةَ اَبِيْ طَلْحَةَ وَسَمِعْتُ خَشْخَشَةً اَمَامِيْ فَاِذَا بِلَالٌ۔ (رَوَاهُ مُسْلِمٌ)

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ہمیں جنت دکھائی گئی۔ ہم نے ابوطلحہ کی بیوی[۱] کو دیکھا اور ہم نے اپنے آگے پاؤں کی آہٹ سنی، تو وہ بلال تھے[۲]۔ (مسلم)

ش۱ حضرت ابوطلحہ کی بیوی، حضرت انس بن مالک کی والدہ، ان کی کنیت ام سلیم ہے۔ ان کے نام میں اختلاف ہے۔ پہلے مالک ابن النضر کے نکاح میں تھیں۔ اس سے حضرت انس پیدا ہوئے۔ مالک حالتِ شرک میں مارا گیا۔ حضرت ام سلیم اسلام لے آئیں۔ ابوطلحہ نے انھیں پیغام نکاح دیا، حضرت ام سلیم نے انکار کر دیا اور انھیں اسلام کی دعوت دی، چنانچہ ابوطلحہ اسلام لے آئے، تب حضرت ام سلیم نے انھیں قبول کیا اور فرمایا کہ آپ کے اسلام لانے پر میں آپ کی زوجہ بنتی ہوں اور میرا مہر یہی آپ کا اسلام لانا ہے۔

ش۲ جو ہم سے آگے آگے جنت میں جا رہے تھے (جیسے غلام اپنے آقا کے آگے خادمانہ انداز میں چلتے ہیں ۱۲ اشرف قادری) خَشْخَشَةٌ ہر دو خاء پہ زبر، پہلا نقطوں والا شین ساکن، ہتھیار اور ہر خشک چیز کی آواز

marfat.com
Marfat.com

جس کے اجزاء آپس میں رگڑ کھائیں جیسے ہتھیار، جوتے اور کپڑے وغیرہ ، ایسی ہی حدیث حضرت بلال کی شان میں باب التطوع میں بھی گزر چکی ہے ۔

۵۹۴۰ وَعَنْ سَعْدٍ قَالَ كُنَّا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سِتَّةَ نَفَرٍ فَقَالَ الْمُشْرِكُوْنَ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اُطْرُدْ هٰؤُلَاءِ لَا يَجْتَرِءُوْنَ عَلَيْنَا قَالَ وَكُنْتُ اَنَا وَابْنُ مَسْعُوْدٍ وَرَجُلٌ مِّنْ هُذَيْلٍ وَبِلَالٌ وَرَجُلَانِ لَسْتُ اُسَمِّيْهِمَا فَوَقَعَ فِيْ نَفْسِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا شَاءَ اللّٰهُ اَنْ يَّقَعَ فَحَدَّثَ نَفْسَهٗ فَاَنْزَلَ اللّٰهُ وَلَا تَطْرُدِ الَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ رَبَّهُمْ بِالْغَدَاةِ وَالْعَشِيِّ يُرِيْدُوْنَ وَجْهَهٗ (رَوَاهُ مُسْلِمٌ)

حضرت سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم چھ افراد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے مشرکین نے کہا کہ آپ ان لوگوں کو یہاں سے نکال دیں[1] تاکہ یہ ہم پر جرأت نہ کریں ۔ فرماتے ہیں کہ میں[2] تھا ۔ ابن مسعود تھے ۔ قبیلہ ہذیل کا ایک شخص تھا ۔ بلال تھے اور دو اور مرد تھے جن کا نام میں نہیں[3] لیتا ۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دل مبارک میں وہ بات آئی جو اللہ تعالیٰ نے چاہی[4] ۔ پس حضور نے اپنے آپ سے بات کی تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمادی (ترجمہ) آپ ان لوگوں کو دُور نہ کیجیے جو صبح و شام اپنے رب کو یاد کرتے ہیں (اور) اس کی رضا چاہتے ہیں ۔ (مسلم)

[1] تاکہ ہم آپ کے ساتھ گفتگو کریں ، تو یہ گفتگو کرنے پر ہم پر دلیری نہ کریں ۔ اُطْرُدْ ہمزے پر پیش اور طاء ساکن ، اس کے بعد راء ۔

[2] ان چھ صحابہ کی تفصیل بیان کرتے ہوئے ، ہُذَیل ہا و پر پیش ، نقطے والی ذال پر زبر ۔

[3] کہتے ہیں کہ وہ دو مرد حضرت خباب اور حضرت عمار تھے ۔ یہ جو فرمایا کہ میں ان دو حضرات کا نام نہیں لیتا تو اس میں کوئی مصلحت ہوگی یا یہ کہ بھول گئے ہوں گے ۔ عبارت سے زیادہ ظاہر پہلا مطلب ہے ۔

[4] یعنی نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مشرکوں کے دلوں کو مائل کرنے اور اس امید پر کہ وہ ایمان لے آئیں ، ارادہ فرمایا کہ ان حضرات کو مجلس سے اٹھادیں ۔

۵۹۴۱ وَعَنْ اَبِيْ مُوْسٰى اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَهٗ يَا اَبَا مُوْسٰى لَقَدْ اُعْطِيْتَ مِزْمَارًا مِّنْ مَّزَامِيْرِ اٰلِ دَاوٗدَ (مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ)

حضرت ابو موسیٰ اشعری سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے انھیں فرمایا ، اے ابو موسیٰ تمھیں داؤد علیہ السلام کی خوش الحانیوں میں سے خوش الحانی دی گئی ہے[1] (صحیحین)

[1] مِزْمَارٌ میم کے نیچے زیر ، زمر اور گانے کا آلہ جیسے بنسری ، دف ، طنبورہ وغیرہ جو زبان سے نہ ہو اس جگہ اچھی آواز مراد ہے ، لفظ آل زائد ہے ، کیونکہ خوش آوازی میں حضرت داؤد علیہ السلام مشہور ہیں نہ کہ ان کی آل ، بعض علماء نے فرمایا کہ اس جگہ آل کا معنی شخص ہے ۔ حضرت داؤد علیہ السلام انتہائی خوش آواز تھے جس وقت

marfat.com
Marfat.com

زبور شریف خوش الحانی سے پڑھتے تھے تو مجلس سے کئی جنازے اٹھتے تھے (یعنی بعض اس حد تک متاثر ہوتے کہ فوت ہو جاتے۔ اسی طرح اس امت میں صالح مزی دمشقی کے تذکرے میں بیان کیا گیا ہے جو بڑے عابد و زاہد تھے ۱۲ مولوی امیر علی) حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ بھی انتہائی درجے کے خوش الحان اور خوش آواز تھے۔ باب تلاوت حدیث گزر چکی ہے جس میں ان کی تلاوت قرآن اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے سماعت فرمانے کا ذکر ہے۔

۵۹۴۲ وَعَنْ خَبَّابِ بْنِ الْاَرَتِّ قَالَ هَاجَرْنَا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَبْتَغِيْ وَجْهَ اللّٰهِ تَعَالٰى فَوَقَعَ اَجْرُنَا عَلَى اللّٰهِ فَمِنَّا مَنْ مَضٰى لَمْ يَاْكُلْ مِنْ اَجْرِهٖ شَيْئًا مِنْهُمْ مُصْعَبُ بْنُ عُمَيْرٍ قُتِلَ يَوْمَ اُحُدٍ فَلَمْ يُوْجَدْ لَهٗ مَا يُكَفَّنُ فِيْهِ اِلَّا نَمِرَةٌ فَكُنَّا اِذَا غَطَّيْنَا رَاْسَهٗ خَرَجَتْ رِجْلَاهُ وَاِذَا غَطَّيْنَا رِجْلَيْهِ خَرَجَ رَاْسُهٗ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ غَطُّوْا بِهَا رَاْسَهٗ وَاجْعَلُوْا عَلٰى رِجْلَيْهِ مِنَ الْاِذْخِرِ وَمِنَّا مَنْ اَيْنَعَتْ لَهٗ ثَمَرَتُهٗ فَهُوَ يَهْدِبُهَا

(مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ)

حضرت خباب ابن الارت[۱] رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ہجرت کی۔ ہم اللہ تعالیٰ کی رضا چاہتے تھے تو ہمارا اجر اللہ تعالیٰ کے ذمہ کرم پر ثابت ہو گیا۔ پس ہم میں سے بعض وہ تھے جو دنیا سے چلے گئے اور اپنے اجر میں سے کچھ بھی نہ کھایا، ان میں سے مصعب ابن عمیر[۲] تھے۔ اُحد کے دن شہید ہوئے تو ان کے کفن کے لیے صرف ایک چادر[۳] ملی جب ہم ان کا سر ڈھانپتے تو ان کے پاؤں باہر نکل جاتے اور جب ان کے پاؤں ڈھانپتے تو ان کا سر باہر نکل جاتا۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اس چادر کے ساتھ ان کا سر ڈھانپ[۴] دو اور ان کے پاؤں پر کچھ اذخر ڈال دو۔ اور ہم میں[۵] سے بعض وہ ہیں جن کا میوہ ان کے لیے پک چکا ہے پس وہ اسے چن رہے ہیں[۶]۔

(صحیحین)

۱ حضرت خَبّاب نقطے والی خاء پر زبر اور ایک نقطے والی باء مشدد ابن الارَتّ ہمزے اور راء پر زبر، تاء مشدد، قدیم الاسلام صحابی ہیں۔ دارِ ارقم میں داخل ہونے سے پہلے اسلام لائے، اسلام لانے پر انھیں عذاب دیا گیا اور انھوں نے صبر کیا۔ اولین مہاجرین میں سے ہیں۔ بدر اور اس کے بعد کے غزوات میں حاضر ہوئے (مشرکین اہلِ مکہ نے انھیں سُولی پر چڑھا کر شہید کیا۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ۱۲ اشرف قادری)

۲ مُصعب میم پر پیش بے نقطہ صاد ساکن اور بے نقطہ عین پر زبر ابنِ عُمیر عین پر پیش، میم پر زبر اور یاء ساکن۔

۳ نَمِرۃ نون پر زبر میم کے نیچے زیر چیتے کی کھال کی طرح رنگ برنگی، سیاہ اور سفید چادر، یہ بھی مکمل نہ تھی جس سے پورا جسم ڈھانپا جا سکے۔

۴ غطّوا نقطے والی غین پر زبر اور بے نقطہ مشدد طاء پر پیش۔

marfat.com

Marfat.com

۵ اِذْخر ہمزے کے نیچے زیر نقطے والا ذال ساکن، مکہ معظمہ میں پائی جانے والی خوشبودار گھاس احادیث میں اس کا ذکر بکثرت آتا ہے۔ حدیث شریف میں آیا ہے کہ ایک دن حضرت مصعب بن عمیر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے انھوں نے بکری کی تازہ کھال کمر میں باندھ رکھی تھی۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس شخص کو دیکھو جس کا دل اللہ تعالیٰ نے نورِ ایمان سے منور فرما دیا ہے۔ ہم نے انھیں مکہ معظمہ میں دیکھا۔ ان کے والدین انھیں بہترین طعام اور مشروب مہیا کرتے تھے۔ ہم نے انھیں ایسا حلہ پہنے ہوئے دیکھا جو ان کے والدین نے ان کے لیے دو سو درہم میں خریدا تھا۔ پھر اللہ تعالیٰ اور اس کے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت انھیں اس حال کی طرف لے آئی جسے تم دیکھ رہے ہو۔

۶ یہ حضرت خباب بن الارت کا مقولہ ہے۔

۷ اس سے مراد وہ اموال غنیمت ہیں جو ان صحابہ کرام کو ملے جو شہروں کی فتوحات کے زمانے میں موجود تھے اور انھیں دنیا کے اجر سے اپنا حصّہ مل گیا۔ انھوں نے ابتداء میں صبر کیا اور آخر میں شکر کیا۔ پس پھل آخرت کے ثواب میں منحصر نہیں ہے۔ یُنُوعٌ کا معنی ہے میوے کا پک جانا، یَانِعٌ پکا ہوا میوہ، یَہْدِبُ دال کے نیچے زیر، اس پر پیش بھی ایک روایت ہے۔ ہَدْبٌ کا معنی ہے میوے کا چننا۔

۵۹۴۳/۹ وَعَنْ اَنَسٍ قَالَ جَمَعَ الْقُرْاٰنَ عَلٰی عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَرْبَعَةٌ اُبَيُّ بْنُ كَعْبٍ وَّمُعَاذُ بْنُ جَبَلٍ وَّزَيْدُ بْنُ ثَابِتٍ وَّاَبُوْ زَيْدٍ قِيْلَ لِاَنَسٍ مَّنْ اَبُوْ زَيْدٍ قَالَ اَحَدُ عُمُوْمَتِيْ (مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ)

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں چار حضرات نے قرآن پاک کو جمع کیا[۱] (۱) ابی بن کعب (۲) معاذ بن جبل (۳) زید بن ثابت اور (۴) ابوزید[۲] حضرت انس کو کہا گیا کہ ابوزید کون ہیں؟ انھوں نے کہا میرے ایک چچا ہیں[۳]

۱ یعنی پورے قرآن پاک کو یاد کیا

۲ ابوزید انصاری ان کا نام سعد بن عمرو ہے، بعض علماء نے ان کا نام قیس ابن السکن بتایا۔ اہلِ بدر میں سے ہیں۔

۳ عُمُومَۃٌ عین پر پیش، عَمّ کی جمع ہے، جیسے اَعْمَامٌ اور اَعْمُم جمع ہے، اسی طرح قاموس میں ہے مطلب یہ ہے کہ انصار بلکہ قبیلہ خزرج سے چار حضرات نے پورا قرآن یاد کیا، حضرت انس کی قوم خزرج ہے۔ یہ بات انھوں نے مقامِ فخر میں کہی، جب قبیلہ اوس کے افراد نے اپنی قوم کے چار افراد کے فضائل پر فخر کیا جیسے کہ ہم نے تورپشتی کے حوالے سے شرح میں بیان کیا ہے اور اگر ہم اسے عام بھی رکھیں تو اس میں اس بات کی تصریح نہیں ہے کہ ان چار کے علاوہ کوئی پورے قرآن کریم کا حافظ نہیں ہے۔ کیونکہ ایسے مقامات میں عدد کا مفہوم معتبر نہیں ہوتا (یعنی زائد کی نفی نہیں ہوتی ۱۲ اشرف قادری) تحقیق سے ثابت ہو چکا ہے کہ بہت سے صحابہ

marfat.com
Marfat.com

کرام کو پورا قرآن یاد تھا۔ اس مقام میں پوری تفصیل اتقان (امام سیوطی) میں دیکھی جائے۔

۵۹۴۴ وَعَنْ جَابِرٍ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ اِھْتَزَّ الْعَرْشُ بِمَوْتِ سَعْدِ بْنِ مُعَاذٍ وَفِیْ رِوَایَۃٍ اِھْتَزَّ عَرْشُ الرَّحْمٰنِ بِمَوْتِ سَعْدِ بْنِ مُعَاذٍ (مُتَّفَقٌ عَلَیْہِ)

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا کہ سعد بن معاذ [۱] کی وفات کے سبب عرش حرکت میں آگیا اور ایک روایت میں ہے سعد بن معاذ کی وفات کے سبب رحمٰن کا عرش حرکت میں آگیا [۲]

[۱] سعد بن معاذ بن نعمان انصاری اشہلی اوسی رضی اللہ عنہ جلیل القدر اور اکابر صحابہ میں سے ہیں۔ مدینہ منورہ میں حضرت مصعب بن عمیر کے ہاتھ پر اس وقت ایمان لائے جب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے انھیں مدینہ منورہ میں اپنی تشریف آوری سے پہلے بھیجا تھا۔ اس کے زمانے میں بنو عبد الاشہل اسلام لائے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت سعد کو سید الانصار فرمایا۔ بدر اور احد میں حاضر ہوئے اور احد کے دن نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ثابت قدم رہے۔ خندق کے دن ان کی اکحل (کلائی کے درمیان رگ خون) میں تیر لگا اور خون نہ رکا اور ایک ماہ کے بعد جام شہادت نوش کیا۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ان کی وفات پر ستر ہزار فرشتے نازل ہوئے اور یہ بھی فرمایا کہ سعد بن معاذ کی وفات کی بنا پر عرش حرکت میں آگیا۔

[۲] شارحین کا اس میں اختلاف ہے کہ عرش کے حرکت کرنے کا مطلب اور اس کا سبب کیا ہے؟ بعض شارحین نے فرمایا کہ عرش کے حرکت کرنے کا مطلب یہ ہے کہ حضرت سعد کی روح کی آمد کے سبب عرش خوشی اور مسرت سے جھوم اٹھا۔ حقیقۃً یا مجازاً؟ صحیح یہ ہے کہ یہ حقیقت پر محمول ہے، کیونکہ اللہ تعالیٰ نے پتھروں میں علم اور تمیز رکھی ہے۔ جیسے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے احد پہاڑ کے بارے میں فرمایا کہ وہ ایسا پہاڑ ہے جو ہمارے ساتھ محبت رکھتا ہے بعض شارحین نے فرمایا کہ اہل عرش یعنی فرشتے مراد ہیں۔ بعض نے کہا کہ عرش کے حرکت کرنے کو حضرت سعد کی وفات کی علامت قرار دیا گیا یا اس کا مطلب یہ ہے کہ ان کی وفات سے بڑا حادثہ ہے۔ جیسے کہتے ہیں کہ فلاں شخص کی وفات سے قیامت واقع ہوگئی، اس حدیث پر کتاب کی ابتداء میں "اثبات عذاب قبر" کے باب کی تیسری فصل میں گفتگو کی جاچکی ہے۔

۵۹۴۵ وَعَنِ الْبَرَاءِ قَالَ اُھْدِیَتْ لِرَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ حُلَّۃُ حَرِیْرٍ فَجَعَلَ اَصْحَابُہٗ یَمَسُّوْنَہَا وَیَتَعَجَّبُوْنَ مِنْ لِیْنِہَا فَقَالَ اَتَعْجَبُوْنَ مِنْ لِیْنِ ھٰذِہٖ لَمَنَادِیْلُ سَعْدِ بْنِ مُعَاذٍ فِی الْجَنَّۃِ خَیْرٌ مِّنْہَا وَاَلْیَنُ

حضرت براء بن عازب [۱] رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں ریشم کا حلّہ [۲] پیش کیا گیا، آپ کے صحابہ کرام اسے چھونے لگے اور اس کی نرمی سے تعجب کرنے لگے [۳] آپ نے فرمایا کیا تم اس کی نرمی سے تعجب کرتے ہو؟ جنت میں سعد بن معاذ کے رومال [۴] اس سے بہتر اور

marfat.com
Marfat.com

(مُتَّفَقٌ عَلَیْہِ) زیادہ نرم ہیں ۔ (صحیحین)

[1] حضرت براء بن عازب مشہور صحابی ہیں ۔

[2] ریشمی کپڑوں کا جوڑا پیش کیا گیا، ظاہر یہ ہے کہ کسی عجمی بادشاہ نے بھیجا تھا ۔

[3] ایک روایت میں ہے کہ کہتے تھے کہ یہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے آسمان سے بھیجا گیا ہے ۔ چونکہ انھوں نے ایسا کپڑا کبھی نہیں دیکھا تھا اس لیے انتہائی تعجب کے طور پر یہ بات کہی ۔

[4] مِندِیلُ میم کے نیچے زیر، اس پر زبر بھی پڑھ سکتے ہیں، بروزن منبر، وہ کپڑا جس سے ہاتھ صاف کیے جائیں (یعنی تولیہ یا رومال) اس کی اصل مدل ہے جس کا معنی میل ہے ۔ دوسرے کپڑوں کی بجائے رومال کے ذکر میں مبالغہ ہے، جیسے کہ مخفی نہیں ہے (عام طور پر کپڑے رومال سے زیادہ صاف ہوتے ہیں کیونکہ رومال سے ہاتھ اور منہ صاف کیا جاتا ہے جب حضرت سعد کے رومال کی عمدگی کا یہ عالم ہے تو ان کے دوسرے کپڑے کیسے ہوں گے ؟ شرف قادری)

۵۹۴۶ وَعَنْ اُمِّ سُلَیْمٍ [1] اَنَّہَا قَالَتْ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ اَنَسٌ خَادِمُکَ اُدْعُ اللّٰہَ لَہٗ قَالَ اَللّٰھُمَّ اَکْثِرْ مَالَہٗ وَوَلَدَہٗ وَبَارِکْ لَہٗ فِیْمَا اَعْطَیْتَہٗ قَالَ اَنَسٌ فَوَاللّٰہِ اِنَّ مَالِیْ لَکَثِیْرٌ وَاِنَّ وَلَدِیْ وَوَلَدَ وَلَدِیْ لَیَتَعَادُّوْنَ عَلٰی نَحْوِ الْمِائَۃِ الْیَوْمَ (مُتَّفَقٌ عَلَیْہِ)

حضرت ام سلیم [1] رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ انھوں نے عرض کیا یا رسول اللہ! انس آپ کا خادم ہے ۔ آپ اللہ تعالیٰ سے ان کے لیے دعا فرمائیں [2] آپ نے دعا کی اے اللہ! ان کے مال اور اولاد کو کثرت عطا فرما اور جو کچھ تو نے انھیں عطا فرمایا [3] ہے اس میں برکت عطا فرما ۔ حضرت انس فرماتے ہیں اللہ تعالیٰ کی قسم! میرا مال بہت [4] ہے اور میری اولاد اور میری اولاد کی اولاد آج ایک سو سے زائد ہے [5] (صحیحین)

[1] حضرت ام سلیم سین پر پیش، حضرت انس کی والدہ ماجدہ جو انھیں نو عمری میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پیش کر گئی تھیں ۔

[2] یعنی دنیا کی برکتوں کے لیے، کیونکہ آپ کی خدمت اور صحبت کی بناء پر آخرت کا ثواب تو حاصل ہو ہی جائے گا ۔

[3] یعنی جو نعمتیں تو نے انھیں فرمائی ہوئی ہیں ۔

[4] ان کا کھجوروں کا باغ (سال میں) دو دفعہ پھل دیتا تھا ۔

[5] یعنی آج جو میں یہ گفتگو کر رہا ہوں ان کی تعداد اس مقدار کو پہنچی ہوئی ہے ۔ اس کے بعد اس میں مزید اضافہ ہوا ہوگا لہٰذا یہ دوسری روایت کے منافی نہیں ہے جس میں آیا ہے کہ میری اولاد کی اولاد کے علاوہ صرف

marfat.com
Marfat.com

صلبی اولاد کی تعداد ایک سو پچیس ہے ، یہ سب لڑکے تھے ان میں دو لڑکیاں تھیں اور انھوں نے فرمایا ہے کہ میں نے اپنی صلبی اولاد میں سے جو بچے دفن کیے ہیں ان کی تعداد سو کے قریب ہے ۔ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ اموال اور اولاد اللہ تعالیٰ کی نعمتوں میں سے ہیں ۔ اگر اللہ تعالیٰ کی یاد سے غفلت کا سبب اور معصیت کا باعث نہ ہوں ۔

۵۹۴۷ / ۱۴ وَعَنْ سَعْدِ بْنِ اَبِیْ وَقَّاصٍ قَالَ مَا سَمِعْتُ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ لِاَحَدٍ یَمْشِیْ عَلٰی وَجْہِ الْاَرْضِ اَنَّہٗ مِنْ اَھْلِ الْجَنَّۃِ اِلَّا لِعَبْدِ اللّٰہِ بْنِ سَلَامٍ (مُتَّفَقٌ عَلَیْہِ)

حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو کسی زمین پر چلنے والے کے لیے یہ فرماتے ہوئے نہیں سنا کہ وہ قطعی طور پر جنتی ہے ، سوائے عبداللہ ابن سلام [1] کے ۔ (صحیحین)

[1] عبداللہ ابن سلام یہودیوں کے اکابر اور ان کے علماء میں سے ہے اور حضرت یوسف علیہ السلام کی اولاد میں سے تھے ، جس دن نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ طیبہ تشریف لائے اسی دن مشرف باسلام ہوئے ان کے فضائل و مناقب بہت ہیں ۔ اس سے لازم نہیں آتا کہ بشارت ان کے ساتھ مخصوص ہو ۔ زیادہ سے زیادہ یہ ہے کہ حضرت سعد نے نہیں سنا ہوگا اور اپنے بارے میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے خود نہیں سنا ہوگا ۔ یا اپنے بارے میں اس لیے بیان نہیں کیا کہ انھوں نے تزکیہ نفس (اپنی تعریف کو) پسند نہیں کیا (ورنہ حضرت سعد خود عشرہ مبشرہ میں سے ہیں ۱۲ اشرف قادری) یہ بھی ہو سکتا ہے کہ حضرت سعد بن ابی وقاص نے یہ بات دوسرے حضرات کی بشارت سے پہلے کہی ہو یا اس وقت کہی ہو جب دوسرے حضرات اس دنیا سے رحلت فرما گئے ہوں ۔ جن کے بارے میں بشارت دی گئی تھی ۔ اس کی تائید امام دارقطنی کی روایت سے ہوتی ہے کہ میں نے نہیں سنا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے زمین پر چلنے والے کے بارے میں فرمایا ہو کہ وہ جنتی ہے ۔

۵۹۴۸ / ۱۵ وَعَنْ قَیْسِ بْنِ عُبَادٍ قَالَ کُنْتُ جَالِسًا فِی الْمَسْجِدِ الْمَدِیْنَۃِ فَدَخَلَ رَجُلٌ عَلٰی وَجْھِہٖ اَثَرُ الْخُشُوْعِ فَقَالُوْا ھٰذَا رَجُلٌ مِّنْ اَھْلِ الْجَنَّۃِ فَصَلّٰی رَکْعَتَیْنِ تَجَوَّزَ فِیْھِمَا ثُمَّ خَرَجَ وَتَبِعْتُہٗ فَقُلْتُ اِنَّکَ حِیْنَ دَخَلْتَ الْمَسْجِدَ قَالُوْا ھٰذَا رَجُلٌ مِّنْ اَھْلِ الْجَنَّۃِ قَالَ وَاللّٰہِ مَا یَنْبَغِیْ لِاَحَدٍ اَنْ یَّقُوْلَ مَا لَمْ یَعْلَمْ

حضرت قیس بن عباد [1] سے روایت ہے کہ میں مدینہ منورہ کی مسجد میں بیٹھا ہوا تھا ، اتنے میں ایک شخص داخل ہوا جس کے چہرے پر خشوع [2] کا اثر تھا ۔ حاضرین نے کہا کہ یہ شخص اہل جنت میں سے ہے ۔ اس شخص نے دو مختصر [3] رکعتیں ادا کیں پھر مسجد سے نکل گیا ۔ میں اس کے پیچھے گیا اور اسے کہا کہ جب آپ مسجد میں داخل ہوئے تو حاضرین نے کہا کہ یہ شخص اہل جنت میں سے ہے ۔ انھوں نے فرمایا اللہ کی قسم ! کسی کے لیے یہ مناسب نہیں ہے کہ وہ بات کہے جو نہیں جانتا [4]

marfat.com
Marfat.com

فَسَاُحَدِّثُكَ لِمَ ذَاكَ رَأَيْتُ رُؤْيَا عَلٰى عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَصَصْتُهَا عَلَيْهِ وَرَأَيْتُ كَاَنِّيْ فِيْ رَوْضَةٍ ذَكَرَ مِنْ سَعَتِهَا وَخُضْرَتِهَا فِيْ وَسْطِهَا عَمُوْدٌ مِّنْ حَدِيْدٍ اَسْفَلُهٗ فِي الْاَرْضِ وَاَعْلَاهُ فِي السَّمَآءِ فِيْ اَعْلَاهُ عُرْوَةٌ فَقِيْلَ لِيْ اِرْقَهْ فَقُلْتُ لَا اَسْتَطِيْعُ فَاَتَانِيْ مِنْصَفٌ فَرَفَعَ ثِيَابِيْ مِنْ خَلْفِيْ فَرَقِيْتُ حَتّٰى كُنْتُ فِيْ اَعْلَاهُ فَاَخَذْتُ بِالْعُرْوَةِ فَقِيْلَ اسْتَمْسِكْ فَاسْتَيْقَظْتُ وَاِنَّهَا لَفِيْ يَدِيْ فَقَصَصْتُهَا عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ تِلْكَ الرَّوْضَةُ الْاِسْلَامُ وَذَالِكَ الْعَمُوْدُ عَمُوْدُ الْاِسْلَامِ وَتِلْكَ الْعُرْوَةُ الْعُرْوَةُ الْوُثْقٰى فَاَنْتَ عَلَى الْاِسْلَامِ حَتّٰى تَمُوْتَ وَذَالِكَ الرَّجُلُ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ سَلَامٍ

(مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ)

میں تمھیں بتاتا ہوں کہ انھوں نے یہ بات کیوں کہی؟ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں ایک خواب دیکھا جو میں نے آپ کی بارگاہ میں عرض کیا۔ میں نے دیکھا کہ جیسے میں ایک باغ میں ہوں۔ انھوں نے اس باغ کی وسعت اور سرسبزی کا ذکر کیا۔ اس کے درمیان[4] لوہے کا ایک ستون تھا جس کا نچلا حصہ زمین میں اور اوپر والا حصہ آسمان میں ہے۔ اس کے اوپر ایک دستہ ہے[5] مجھے کہا گیا کہ اس پر چڑھ[6] میں نے کہا میں نہیں چڑھ سکتا۔ میرے پاس ایک خادم[7] آیا اس نے میرے پیچھے سے کپڑے اٹھائے تو میں چڑھا یہاں تک کہ میں اس کے اوپر والے حصے تک پہنچ گیا میں نے دستہ پکڑ لیا کہا گیا کہ مضبوطی سے پکڑ لے اتنے میں میری آنکھ کھل گئی۔ اس حال میں[8] کہ وہ دستہ میرے ہاتھ میں تھا۔ میں نے یہ خواب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں عرض کیا تو آپ نے فرمایا وہ باغ اسلام[9] ہے۔ وہ ستون اسلام کا ستون[10] ہے اور وہ دستہ العروۃ الوثقیٰ ہے[11] اور تم اسلام پر رہ گے[12] یہاں تک کہ فوت ہو جاؤ، وہ شخص عبد اللہ بن سلام تھے[13] رضی اللہ تعالیٰ عنہ (صحیحین)

[1] قیس بن عباد عین پر پیش اور باء مخفف، بصرہ کے تابعین کے طبقہ اولیٰ سے ہیں۔ ثقہ اور اولیاء اللہ سے ہیں۔ ابن حبان نے ان کا ذکر کتاب ثقات میں اس طرح کیا ہے کہ وہ متقی اللہ والے اور عبادت گزار تھے حجاج بن یوسف نے انھیں گرفتار کر کے شہید کیا۔ حضرت عمر، حضرت علی، حضرت ابی بن کعب اور حضرت عبداللہ ابن سلام (رضی اللہ تعالیٰ عنہم) سے روایت کرتے ہیں۔ ان سے حضرت حسن بصری اور دیگر حضرات نے روایت کی ہے کم حدیثیں ان سے مروی ہیں۔

[2] خشوع کا معنیٰ ہے عاجزی کرنا اور نگاہیں جھکائے رکھنا۔ ان کے چہرے پر اطاعت اور حضور کے آثار تھے۔

[3] یعنی جلدی جلدی دو رکعتیں ادا کیں۔

marfat.com
Marfat.com

سلہ ظاہر یہ ہے کہ انھوں نے لوگوں کی کہی ہوئی بات کی تصدیق کی۔ یعنی حسب ذیل بات کہتے ہیں تو انھیں اس کا علم بھی ہوگا اور میں بھی اس کے بارے میں کچھ جانتا ہوں اور جو کچھ اس صاحب نے بیان کیا وہ بھی ان کی طرف سے جواب ہے اور ان لوگوں نے بھی وہ حدیث سنی ہوگی یا کسی دوسرے طریقے سے انھیں علم حاصل ہوا ہوگا۔ انھوں نے حضرت سعدؓ کی روایت کردہ حدیث (اس سے پہلی حدیث) نہیں سنی ہوگی۔ دوسرے لوگوں نے سنی ہوگی۔ یہ مطلب بھی ہو سکتا ہے کہ انھوں نے یہ اپنی مدح وثنا کی ہو، اور مقصد یہ ہے کہ میں نے یہ خواب دیکھا ہے اور اس کی بناء پر جنتی ہونے کا یقین نہیں کیا جا سکتا۔ اسی طرح شارحین نے بیان کیا ہے۔

لیکن مخفی نہ رہے کہ جب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرما دیا کہ تم آخر دم تک اسلام پر رہو گے تو شک اور تردّد کی گنجائش نہیں رہتی (اور یہ بات یقینی ہے) لہٰذا انھوں نے مذکورہ بالا کلمات بطور عاجزی اور انکساری کہے ہوں گے۔

بعض شارحین نے فرمایا کہ دوسرے حضرات نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث سن کر یہ بات نہیں کی بلکہ بطور استدلال اور اجتہاد کہی تھی اور ان کا جنتی ہونا اللہ تعالیٰ کی مشیت کے تحت ہے۔ لیکن یہ بات قرینِ قیاس نہیں ہے کیونکہ ظاہر یہ ہے کہ انھوں نے یہ بات حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کی حدیث سن کر کہی ہوگی۔ خوب اچھی طرح غور کیجیے۔

ہ۵ وُسْطَها سین ساکن ہے۔

۵۶ عروہ عین پر پیش، اصل میں اس کا معنی ہے ڈول اور لوٹے کے پکڑنے کی جگہ (دستہ) اس کا استعمال ہر اس چیز میں کیا جاتا ہے جس کے ساتھ کوئی چیز ہموار کی جائے اور اس پر اعتماد کیا جائے۔ اس جگہ یہی معنی مراد ہے۔

۵۷ اِرْقَہْ یہ سکتہ کی ہاء ہے (اسے ضمیر بھی قرار دے سکتے ہیں جو ستون کی طرف راجع ہے ۱۲ اشرف قادری)

۵۸ مِنْصَفٌ میم کے نیچے زیر، اس پر زبر بھی پڑھ سکتے ہیں، بے نقطہ صاد پر زبر، اس کا معنی ہے خادم اور نوکر۔

۵۹ اور تروتازہ ہے۔

۶۰ اس سے مراد اسلام کے احکام اور ارکان ہیں جن پر مسلمانی کی بنیاد ہے۔

۶۱ جس کی طرف اللہ تعالیٰ کے فرمان فَقَدِ اسْتَمْسَكَ بِالْعُرْوَةِ الْوُثْقٰى (الآیۃ) کا اشارہ ہے۔

۶۲ جسے تم نے مضبوطی سے تھام رکھا ہے اور اس کے بلند مقام پر فائز ہے۔

۶۳ ظاہر یہ ہے کہ یہ اس حدیث کے راوی حضرت قیس بن عباد کا قول ہے۔

marfat.com
Marfat.com

۵۹۴۹
۱۶
وَعَنْ اَنَسٍ قَالَ کَانَ ثَابِتُ بْنُ قَیْسِ بْنِ شَمَّاسٍ خَطِیْبَ الْاَنْصَارِ فَلَمَّا نَزَلَتْ یَا اَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَرْفَعُوْا اَصْوَاتَکُمْ فَوْقَ صَوْتِ النَّبِیِّ اِلٰی اٰخِرِ الْاٰیَۃِ جَلَسَ ثَابِتٌ فِیْ بَیْتِهٖ وَاحْتَبَسَ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَسَاَلَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ سَعْدَ ابْنَ مُعَاذٍ مَا شَاْنُ ثَابِتٍ اَیَشْتَکِیْ فَاَتَاهُ سَعْدٌ فَذَکَرَ لَهٗ قَوْلَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ ثَابِتٌ اُنْزِلَتْ هٰذِهِ الْاٰیَۃُ وَلَقَدْ عَلِمْتُمْ اَنِّیْ مِنْ اَرْفَعِکُمْ صَوْتًا عَلٰی رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَاَنَا مِنْ اَهْلِ النَّارِ فَذَکَرَ ذٰلِكَ سَعْدٌ لِلنَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ بَلْ هُوَ مِنْ اَهْلِ الْجَنَّۃِ

(رَوَاهُ مُسْلِمٌ)

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ثابت ابن قیس بن شماس[1] خطیب الانصار تھے[2] جب یہ آیت نازل ہوئی (ترجمہ) تم اپنی آواز نبی کی آواز پر بلند نہ کرو (الآیہ) تو حضرت ثابت اپنے گھر میں بیٹھ گئے اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر نہ ہوئے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت سعد ابن معاذ سے پوچھا کہ ثابت کا کیا حال ہے[3] کیا وہ بیمار ہیں؟ حضرت سعد ان کے پاس گئے اور انھیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشادِ گرامی بتایا[4] حضرت ثابت نے فرمایا[5] کہ یہ آیت نازل ہوئی ہے اور آپ جانتے ہیں کہ میں آپ سب سے زیادہ بلند آواز میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے گفتگو کرتا ہوں۔ اس لیے میں جہنمی ہوں[6] حضرت سعد نے یہ بات نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں عرض کی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بلکہ وہ اہلِ جنت میں سے ہیں[7]

(مسلم)

[1] شماس نقطوں والے شین پر زبر، میم مشدد اور آخر میں بے نقطہ سین۔

[2] یعنی انصار کے حسب ونسب کا خطبہ پڑھا کرتے تھے یا یہ مطلب ہے ان کے مطالبوں اور بڑے کاموں میں خطاب کیا کرتے تھے۔

[3] کہ وہ حاضر نہیں ہوتے اور دکھائی بھی نہیں دیتے کیا وہ بیمار ہیں۔ ظاہر یہ ہے کہ حضرت ثابت کے حال کی سچائی نے اثر کیا اور اس بات کا سبب بنا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ان کے حال کے بارے میں دریافت کریں۔ ؎

حالتِ خویش چہ حاجت کہ بوَے شرح دہم
گر مرا سوز دلی ہست اثر خواہد کرد

کیا ضرورت ہے کہ میں اپنے حال کی تفصیل آپ کی خدمت میں عرض کروں اگر میرے دل کا سوز ہے تو وہ خود اثر دکھائے گا۔

۴؎ کہ آپ پوچھتے ہیں کہ ثابت کا کیا حال ہے؟ کیا وہ بیمار ہیں؟
۵؎ اور حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر نہ ہونے کا عذر بیان کیا۔
۶؎ اور میرے اعمال برباد ہو چکے ہیں جیسے کہ آیتِ کریمہ نے بیان کیا ہے۔
۷؎ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد کی تصدیق اس طرح ہو گئی کہ حضرت ثابت یمامہ میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی سربراہی میں (مسیلمہ کذاب کے خلاف جہاد کرتے ہوئے) شہید ہو گئے۔ مروی ہے کہ جب مسیلمہ کذاب کے ساتھ جنگ ہوئی تو حضرت ثابت نے اپنا کفن سیا اور اسے زیب تن کیا اور جنگ میں کود پڑے اور کفن ہی میں شہید ہوئے رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔ مدارج النبوۃ میں ان کے حالات اس سے زیادہ لکھے گئے ہیں۔

(بعض لوگ اہل سنت وجماعت پر اعتراض کرتے ہیں کہ تم لوگ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو حاضر و ناظر مانتے ہو، اس کے باوجود چلا چلا کر صلوٰۃ وسلام پڑھتے ہو اور اونچی آواز میں یارسول اللہ کے نعرے لگاتے ہو تمہیں اس بات سے ڈرنا چاہیئے کہ کہیں تمھارے اعمال برباد نہ ہو جائیں۔ اس کے جواب میں چند باتیں قابلِ غور ہیں۔

(۱) آیت مبارکہ سے صاف ظاہر ہے کہ یہ ان حضرات کو ہدایت ہے جو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے گفتگو کر رہے ہوں اور آپ ان سے ہم کلام ہوں کیونکہ ارشادِ ربانی ہے کہ تم نبی کی آواز سے اپنی آواز بلند نہ کرو اور یہ اسی وقت ہو گا جب دونوں طرف سے گفتگو ہو رہی ہو۔

(۲) حضرت ثابت رضی اللہ عنہ کے واقعے سے واضح ہے کہ اصل مسئلہ آواز کے بلند ہونے کا نہیں ہے بلکہ اصل مسئلہ یہ ہے کہ بارگاہِ رسالت کا ادب محفوظ رکھا جائے۔ اگر کوئی شخص آہستہ آواز میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کو ترکِ ادب کر جواب دے تو وہ وعید کا مستحق ہو گا۔ اگر کسی شخص کی آواز حضرت ثابت کی طرح قدرتی طور پر بلند ہو یا فرطِ شوق میں آواز بلند ہو جائے اور اس کا دل محبوبِ رب العالمین صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت اور تعظیم سے معمور ہو تو وہ وعید کا مستحق نہیں ہو گا۔

(۳) ادب کا تقاضا یہ ضرور ہے کہ چلانے سے احتراز کیا جائے ۱۲ محمد عبدالحکیم شرف قادری

۵۹۵۰ وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ كُنَّا جُلُوْسًا عِنْدَ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِذْ نَزَلَتْ سُوْرَةُ الْجُمُعَةِ فَلَمَّا نَزَلَتْ وَاٰخَرِیْنَ مِنْهُمْ لَمَّا یَلْحَقُوْا بِهِمْ قَالُوْا مَنْ هٰؤُلَاءِ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ وَفِیْنَا سَلْمَانُ الْفَارِسِیُّ قَالَ فَوَضَعَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَدَهٗ عَلٰی سَلْمَانَ ثُمَّ

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں بیٹھے ہوئے تھے کہ سورۂ جمعہ نازل ہو گئی۔ جب یہ آیت نازل ہوئی وَاٰخَرِیْنَ مِنْهُمْ لَمَّا یَلْحَقُوْا بِهِمْ[۱] تو صحابہ کرام نے عرض کیا یا رسول اللہ! یہ کون ہیں؟[۲] حضرت ابوہریرہ فرماتے ہیں ہم میں حضرت سلمان فارسی تشریف فرما تھے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے

marfat.com
Marfat.com

قَالَ لَوْ كَانَ الْإِيْمَانُ عِنْدَ الثُّرَيَّا لَنَالَهُ رِجَالٌ مِّنْ هٰؤُلَاءِ (مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ)

اپنا دستِ اقدس حضرت سلمان پر رکھا ۔ پھر فرمایا: اگر ایمان ثریا کے پاس ہوتا تو ان میں سے کچھ لوگ اسے حاصل کر لیتے ۔ (صحیحین)

۱؎ اس آیت کا مطلب یہ ہے کہ وہ جماعت جس کی طرف نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم بھیجے گئے ہیں اس میں سے کچھ دوسرے ہیں جو ابھی نہیں آئے اور وہ صحابہ کرام کی اس جماعت سے نہیں ملے جو کہ امی یعنی عرب ہیں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان دوسرے اصحاب میں نہیں بھیجے گئے ۔

۲؎ جو ابھی نہیں آئے اور ہمارے ساتھ لاحق نہیں ہوئے ۔

۳؎ یعنی (سلمان) فارسی کی قوم سے، مطلق عجمی اور غیر عربی مراد ہیں ۔ مطلب یہ ہے کہ وہ جماعت جو ابھی نہیں آئی اور لاحق نہیں ہوئی وہ عجمی تابعین ہیں اور ان کی صفت یہ ہے کہ اگر دین وایمان آسمان پر ہو تو اسے حاصل کر لیں اور اس تک پہنچ جائیں گے ۔ اس ارشاد میں حضرت سلمان کی تعریف ہے کہ وہ بھی عجمی ہیں ۔ اکثر تابعین عجمی ہیں اور صحابہ کرام عربی ہیں ۔ حقیقت یہ ہے کہ علم کی وسعت اور اجتہاد میں اتنا ظاہر ہوا کہ دوسرے حضرات میں ظاہر نہیں ہوا ۔ حالانکہ فضیلت وکرامت صحابہ کرام کے ساتھ مخصوص ہے ۔

حضرت سلمان فارسی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے آزاد کردہ غلام ہیں ۔ آپ نے انھیں یہودیوں سے خرید کر آزاد فرمایا، وہ دانشور صحابہ میں سے ہیں ۔ ان کا اصل فارس یا مہر مز سے ہے ، یہ وہ لوگ تھے جو چتکبرے گھوڑے کی عبادت کرتے تھے ۔ نبی آخر الزماں صلی اللہ علیہ وسلم کی صفات سن کر دینِ حق کی تلاش میں اپنے گھر سے نکلے ۔ مختلف دینوں کو اختیار کرتے رہے کئی جگہ فروخت کیے گئے ۔ تین سو پچاس سال عمر پائی ۔ آخر عمر میں مقصد کا چہرہ دیکھا اور سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پہنچ کر مشرف بصحابیت ہوئے ۔

(علامہ جلال الدین سیوطی شافعی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ یہ صحیح اور قابلِ اعتماد اصل ہے جس میں امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ کی بشارت ہے ۔ علامہ سیوطی کے شاگرد اور سیرت شامیہ کے مصنف حضرت شیخ محمد بن یوسف صالحی شافعی فرماتے ہیں کہ شیخ کا یہ فرمان بالکل صحیح ہے کہ اس حدیث کا اشارہ امام اعظم کی طرف ہے ۔ کیونکہ اہلِ فارس میں سے کوئی بھی آپ کے مبلغ علم کو نہیں پہنچ سکا ۔ ابن عابدین شامی، علامہ، ردالمحتار ج اول ص ۴۹ شرف قادری)

۵۹۵۱ وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَللّٰهُمَّ حَبِّبْ عُبَيْدَكَ هٰذَا يَعْنِيْ اَبَا هُرَيْرَةَ وَاُمَّهٗ اِلٰى عِبَادِكَ الْمُؤْمِنِيْنَ وَحَبِّبْ اِلَيْهِمُ الْمُؤْمِنِيْنَ (رَوَاهُ مُسْلِمٌ)

ان ہی سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ۱؎ دعا کی، اے اللہ! اپنے اس چھوٹے سے بندے یعنی ابو ہریرہ اور ان کی ماں کو اپنے مومن بندوں کے ہاں محبوب بنا دے ۲؎ اور مومنوں کو ان کے نزدیک محبوب بنا دے ۳؎ (مسلم)

marfat.com
Marfat.com

ف۱ حضرت ابوہریرہ اور ان کی والدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے لیے دعا فرمائی ۔

ف۲ یعنی ان کو مسلمانوں کا محبوب بنا دے ، کیونکہ یہ بے کس اور نادار ہیں ۔ صیغۂ تصغیر عبید لطف و کرم اور تحسین کے لیے ہے ۔

ف۳ یہ مسلمانوں کو دوست رکھیں اور مسلمانوں کے محبّ بھی ہوں اور محبوب بھی ۔ بعض نسخوں میں اِلَیْھِمَا ہے اور تثنیہ کی ضمیر حضرت ابوہریرہ اور ان کی والدہ کی طرف راجع ہے ۔ مشکوٰۃ شریف کے اکثر نسخوں اور مسلم شریف کے متعدد نسخوں میں اِلَیْھِم ہے ، جمع کی ضمیر کے ساتھ ۔ اس سے مراد حضرت ابوہریرہ ، ان کی والدہ ، ان کے متبعین ، متعلقین اور اولاد ہے ۔

۵۹۵۲
۱۹
وَعَنْ عَائِذِ بْنِ عَمْرٍو اَنَّ اَبَا سُفْیَانَ اَتٰی عَلٰی سَلْمَانَ وَصُھَیْبٍ وَبِلَالٍ فِیْ نَفَرٍ فَقَالُوْا مَا اَخَذَتْ سُیُوْفُ اللّٰہِ مِنْ عُنُقِ عَدُوِّ اللّٰہِ مَاخَذَھَا فَقَالَ اَبُوْبَکْرٍ اَتَقُوْلُوْنَ ھٰذَا لِشَیْخِ قُرَیْشٍ وَسَیِّدِھِمْ فَاَتَی النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَاَخْبَرَہٗ فَقَالَ یَا اَبَا بَکْرٍ لَعَلَّکَ اَغْضَبْتَھُمْ لَئِنْ کُنْتَ اَغْضَبْتَھُمْ لَقَدْ اَغْضَبْتَ رَبَّکَ فَاَتَاھُمْ فَقَالَ یَا اِخْوَتَاہُ اَغْضَبْتُکُمْ قَالُوْا لَا یَغْفِرُ اللّٰہُ لَکَ یَا اَخِیْ

(رَوَاہُ مُسْلِمٌ)

حضرت عائذ بن عمرو رضی اللہ عنہ[۱] سے روایت ہے کہ ابوسفیان[۲] حضرت سلمان ، صہیب اور بلال کے پاس آئے جب کہ یہ حضرات دوسرے صحابہ کرام کی ایک جماعت میں بیٹھے تھے[۳] انھوں نے کہا کہ اللہ تعالیٰ کی تلواروں نے اللہ تعالیٰ کے دشمن کی گردن سے[۴] اپنی جگہ نہیں پکڑی[۵] حضرت ابوبکر صدیق نے فرمایا کیا آپ لوگ یہ بات قریش کے شیخ اور سردار کو کہتے ہیں[۶] اس کے بعد حضرت ابوبکر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور اس واقعہ کی آپ کو خبر دی ۔ آپ نے فرمایا : اے[۱] ابوبکر ! شاید تم نے انھیں غصہ دلا دیا ہے[۸] اگر تم نے انھیں غصہ دلایا ہے تو تم نے اپنے رب کو ناراض کیا ہے[۶] حضرت ابوبکر ان حضرات کے پاس آئے اور کہنے لگے اے بھائیو ! کیا میں نے تمھیں غصہ دلایا ہے[۷] ؟ انھوں نے کہا نہیں[۸] ، اے بھائی[۹] اللہ تعالیٰ آپ کی مغفرت فرمائے ۔ (مسلم)

ف۱ عائذ الف کے بعد یاء ، اس کے بعد ذال ابن عمرو ان صحابہ کرام میں سے ہیں جنھوں نے (حدیبیہ کے) درخت کے نیچے بیعت کی ۔ بصرہ میں مقیم ہو گئے تھے ۔ حضرت حسن بصری وغیرہ ان سے روایت کرتے ہیں ۔

ف۲ امیر معاویہ کے والد ابوسفیان علوی (رضی اللہ تعالیٰ عنہما) اسلام لانے سے پہلے صلح حدیبیہ کے بعد

marfat.com
Marfat.com

مدینہ منورہ اس معاہدے کی تجدید اور توثیق کرنے کے لیے آئے جسے توڑنے کے مقدمات کا آغاز مشرکین قریش کر چکے تھے۔ ابوسفیان آئے تو صحابہ کرام کی مذکورہ جماعت نے انھیں دیکھا۔

۳ یعنی افسوس کہ یہ مشرک ہمارے ہاتھوں قتل نہیں ہوا۔

۴ یہ بات ابوسفیان کو اسلام کی طرف مائل کرنے کے لیے کہی کیونکہ وہ اجازت لے کر آئے تھے جیسے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم بھی بعض اوقات قبائل کے سردار مشرکوں کو اسلام کی طرف مائل کرنے کی کوشش فرمایا کرتے تھے۔

۵ ایک روایت ہے کہ اَدْرِكْ يَا اَبَا بَكْرٍ اے ابوبکر! ان کو پالو (یعنی ان سے ملاقات کرو)۔

۶ بعض روایات میں ہے کہ تحقیق تم نے عرش عظیم کے رب کو ناراض کیا ہے۔

۷ اور تم مجھ سے ناراض ہو؟

۸ آپ نے ہمیں ناراض نہیں کیا اور ہم آپ سے رنجیدہ نہیں ہیں۔

۹ بعض روایات میں ہے یَا اُخَيَّ یاء کی تشدید اور صیغہ تصغیر کے ساتھ۔ اس حدیث میں فقراء صحابہ کی عظیم فضیلت ہے اور ان کی تعظیم و تکریم اور خاطر داری پر ابھارا گیا ہے۔

دلا خوش باش کاں سلطان دیں را
بدرویشان و مسکیناں سرے ہست

(اے دل خوش ہو جا کہ اس سلطانِ دیں (صلی اللہ علیہ وسلم) کو درویشوں اور مسکینوں کا بڑا خیال ہے)۔

۵۹۵۲/۲۰ وَعَنْ اَنَسٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اٰيَةُ الْاِيْمَانِ حُبُّ الْاَنْصَارِ وَاٰيَةُ النِّفَاقِ بُغْضُ الْاَنْصَارِ (مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ)

حضرت انس[۱] رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ایمان کی نشانی انصار کی محبت اور منافقت کی نشانی انصار کی دشمنی ہے[۲] (صحیحین)

۱ حضرت انس بن مالک انصاری صحابی ہیں ان کا تعلق قبیلہ بنو خزرج سے تھا۔

۲ انصار جمع ہے نَاصِرٌ یا نَصِيْرٌ کی، ان سے مراد وہ خوش بخت اہلِ مدینہ ہیں جنھوں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی نصرت و خدمت کی۔ انصار دو قبیلے ہیں۔ ان دو قبیلوں میں ایک سو بیس سال تک جنگ جاری رہی۔ اسلام اور کلمہ توحید کی بدولت ان کی عداوت محبت سے تبدیل ہو گئی۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے انھیں انصار کا لقب عنایت فرمایا اور وہ اسی لقب سے مشہور اور ممتاز ہوئے۔ ان کے بعد ان کی اولاد اور ان کے آزاد کردہ غلام اسی نام سے پکارے گئے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی نصرت و خدمت عرب و عجم کے کافروں کی دشمنی کا سبب بنی۔ لازمی بات ہے کہ ان کی محبت ایمان کی علامت اور ان کی عداوت

marfat.com
Marfat.com

کفر اور منافقت کی علامت قرار پائی، کمال محبت، کمال ایمان کا موجب اور محبت کا نقصان ایمان کے ناقص ہونے کا سبب ہے۔ اگر ان کی نصرت کی بناء پر عداوت ہو تو یقینی بات ہے کہ یہ عداوت حقیقتِ کفر کا سبب ہوگی۔

۵۹۵۴ ۲۱ وَعَنِ الْبَرَاءِ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ لِلْاَنْصَارِ لَا یُحِبُّھُمْ اِلَّا مُؤْمِنٌ وَلَا یُبْغِضُھُمْ اِلَّا مُنَافِقٌ فَمَنْ اَحَبَّھُمْ اَحَبَّہُ اللّٰہُ وَمَنْ اَبْغَضَھُمْ اَبْغَضَہُ اللّٰہُ (مُتَّفَقٌ عَلَیْہِ)

حضرت براء[1] رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو انصار کے بارے میں فرماتے ہوئے سنا کہ ان سے صرف مومن محبت رکھے گا اور منافق ہی ان سے عداوت رکھے گا۔ پس جو ان سے محبت رکھے اللہ تعالیٰ اسے محبوب بنائے اور جو ان سے دشمنی رکھے اللہ تعالیٰ اس سے دشمنی رکھے۔ (صحیحین)

[1] حضرت براء بن عازب رضی اللہ تعالیٰ عنہ انصاری صحابی ہیں اور قبیلہ اوس سے تعلق رکھتے ہیں۔

۵۹۵۵ ۲۲ وَعَنْ اَنَسٍ قَالَ اِنَّ نَاسًا مِّنَ الْاَنْصَارِ قَالُوْا حِیْنَ اَفَاءَ اللّٰہُ عَلٰی رَسُوْلِہٖ مِنْ اَمْوَالِ ھَوَازِنَ مَا اَفَاءَ فَطَفِقَ یُعْطِیْ رِجَالًا مِّنْ قُرَیْشٍ اَلْمِائَۃَ مِنَ الْاِبِلِ فَقَالُوْا یَغْفِرُ اللّٰہُ لِرَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یُعْطِیْ قُرَیْشًا وَیَدَعُنَا وَسُیُوْفُنَا تَقْطُرُ مِنْ دِمَائِھِمْ فَحُدِّثَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ بِمَقَالَتِھِمْ فَاَرْسَلَ اِلَی الْاَنْصَارِ فَجَمَعَھُمْ فِیْ قُبَّۃٍ مِّنْ اَدَمٍ وَلَمْ یَدْعُ مَعَھُمْ اَحَدًا غَیْرَھُمْ فَلَمَّا اجْتَمَعُوْا جَاءَھُمْ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَقَالَ مَا حَدِیْثٌ بَلَغَنِیْ عَنْکُمْ فَقَالَ فُقَھَاءُھُمْ اَمَّا ذَوُوْ رَأْیِنَا یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ فَلَمْ یَقُوْلُوْا شَیْئًا وَاَمَّا اُنَاسٌ مِّنَّا حَدِیْثَۃٌ اَسْنَانُھُمْ

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب اللہ تعالیٰ نے ہوازن[1] کے اموال میں سے اپنے رسول کو وہ مالِ غنیمت عطا فرمایا جو عطا فرمایا تو آپ قریش کے کچھ مردوں[2] کو سو سو اونٹ عطا فرمانے لگے۔ تو انصار کے کچھ افراد نے کہا کہ اللہ تعالیٰ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مغفرت فرمائے کہ آپ قریش کو عطا فرماتے ہیں اور ہمیں چھوڑ دیتے[3] ہیں۔ حالانکہ ہماری تلواریں ان کے خونوں سے ٹپک رہی ہیں[4]۔ ان کی گفتگو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں عرض کی گئی[5] تو آپ نے انصار کو پیغام بھیجا اور انھیں چمڑے کے ایک خیمے میں جمع کیا اور ان کے ساتھ کسی غیر انصاری کو نہیں بلایا، جب وہ جمع ہوگئے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان کے پاس تشریف لائے اور فرمایا یہ کیا بات ہے جو ہمیں تمھاری طرف سے پہنچی ہے؟ ان کے دانا حضرات نے عرض کیا کہ ہمارے اربابِ دانش و خرد نے تو کوئی بات نہیں کہی[6] البتہ ہمارے کچھ نو عمر

marfat.com
Marfat.com

قَالُوْا يَغْفِرُ اللّٰهُ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُعْطِيْ قُرَيْشًا وَيَدَعُ الْأَنْصَارَ وَسُيُوْفُنَا تَقْطُرُ مِنْ دِمَائِهِمْ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنِّيْ اُعْطِيْ رِجَالًا حَدِيْثِيْ عَهْدٍ بِكُفْرٍ اَتَاَلَّفُهُمْ اَمَا تَرْضَوْنَ اَنْ يَّذْهَبَ النَّاسُ بِالْاَمْوَالِ وَتَرْجِعُوْنَ اِلٰى رِحَالِكُمْ بِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالُوْا بَلٰى يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَدْ رَضِيْنَا

(مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ)

افراد نے کہا کہ اللہ تعالیٰ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مغفرت فرمائے کہ قریش کو عطا فرماتے ہیں اور انصار کو چھوڑ دیتے ہیں ۔ حالانکہ ہماری تلواریں ان کے خونوں سے ٹپک رہی ہیں ۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہم ایسے لوگوں کو عطا کرتے ہیں جن کا تعلق کفر سے قریبی ہے ہم ان کی تالیف (اور دلداری) کرتے ہیں کیا تم اس بات پر راضی نہیں کہ لوگ اموال لے جائیں اور تم اللہ تعالیٰ کے رسول کو اپنے گھروں میں لے جاؤ ؟ انصار نے عرض کیا ہاں یارسول اللہ ! تحقیق ہم راضی ہیں ۔

(صحیحین)

۱؎ ہوازن ایک قبیلے کا نام ہے (جن کا بہت سا مالِ غنیمت غزوۂ حنین میں صحابہ کرام کے ہاتھ آیا ۔ ۱۲ شرف قادری) اس عبارت میں اشارہ ہے ان اموال کی کثرت کی طرف ، اس لیے کہ اس قبیلے سے بھاری مقدار میں اموالِ غنیمت حاصل ہوئے ۔ روایات میں آیا ہے کہ چھ ہزار قیدی ، چوبیس ہزار اونٹ ، چار ہزار اوقیہ چاندی ، ایک اوقیہ چالیس درہم کا ہوتا ہے ، اور چالیس ہزار سے زیادہ بکریاں مالِ غنیمت تھیں ۔ ایک روایت میں ہے کہ بکریاں شمار سے باہر تھیں ۔

(قبیلہ ہوازن نے اپنے تمام اہل و عیال اور اموال محاذِ جنگ پر جمع کر دیئے تھے تاکہ جنگجو افراد ان کی حفاظت کے خیال سے راہِ فرار اختیار نہ کریں ۔ لیکن وہ مجاہدین صحابہ کرام کے سامنے نہ ٹھہر سکے اور سب کچھ مسلمانوں کے ہاتھوں میں آگیا ۱۲ شرف قادری)

۲؎ یہ نو مسلم اہلِ مکہ تھے جو فتح مکہ کے موقع پر اسلام لائے تھے اور ابھی نورِ ایمان ان کے دلوں میں راسخ نہیں ہوا تھا ۔ ان کو مؤلفۃ القلوب کہتے ہیں ۔

۳؎ ہمیں کچھ نہیں دیتے ۔

۴؎ یعنی ان کے خون ہماری تلواروں سے ٹپک رہے ہیں ۔

۵؎ کہ انصار اس طرح کہتے ہیں

۶؎ جو آپ کو ہماری طرف سے پہنچائی گئی ہے

۷؎ ہم ان سے اظہار الفت کرتے ہیں تاکہ ان کا ایمان دنیا کی امداد کے ذریعے باقی رہے ۔ تالیف کا معنی ہے دو چیزوں کو آپس میں ترتیب دینا ۔ تالیف کا ایک معنی یہ ہے کہ کسی شخص کو کسی چیز سے ہم آہنگ پانا اسی لیے ان کا نام مؤلفۃ القلوب رکھا گیا ۔

marfat.com
Marfat.com

ؔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم چونکہ سب سے بڑے ماہر نفسیات (سائیکالوجسٹ) تھے اس لیے آپ نے انصار کی نبض پر ہاتھ رکھتے ہوئے یہ ارشاد فرمایا جس میں اشارہ یہ تھا کہ کیا تم اس بات پر راضی ہو کہ تمھیں اموال مل جائیں اور اہلِ مکہ اللہ تعالیٰ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو لے جائیں۔ انصار اس معاملے کو کیسے برداشت کر سکتے تھے۔ انھیں تو یہ دھڑکا لگا رہتا تھا کہ مکہ معظمہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا محبوب ترین شہر ہے، کہیں ایسا نہ ہو کہ فتح مکہ کے بعد آپ مکہ معظمہ تشریف لے جائیں۔ اس لیے فوراً راضی ہو گئے یوں بھی جو کلمات کہے تھے وہ چند جذباتی نوجوانوں نے کہے تھے، سمجھدار حضرات نے کوئی بات نہیں کی تھی ۱۲ اشرف قادری)

۵۹۵۶/۲۲ وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَوْلَا الْهِجْرَةُ لَكُنْتُ اِمْرَأً مِّنَ الْاَنْصَارِ وَلَوْ سَلَكَ النَّاسُ وَادِيًا وَّسَلَكَتِ الْاَنْصَارُ وَادِيًا وَّشِعْبًا لَسَلَكْتُ وَادِيَ الْاَنْصَارِ وَشِعْبَهَا اَلْاَنْصَارُ شِعَارٌ وَّالنَّاسُ دِثَارٌ اِنَّكُمْ سَتَرَوْنَ بَعْدِیْ اَثَرَةً فَاصْبِرُوْا حَتّٰى تَلْقَوْنِیْ عَلَى الْحَوْضِ

(رَوَاهُ الْبُخَارِیُّ)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اگر ہجرت نہ ہوتی تو ہم انصار کے ایک فرد ہوتے[۱] اگر لوگ ایک وادی میں چلتے اور انصار دوسری وادی اور پہاڑی راستے میں چلتے تو ہم انصار کی وادی اور ان کے راستے میں چلتے[۲] انصار بنیان[۳] کی طرح اور دوسرے لوگ اوپر والے کپڑے[۴] کی طرح ہیں۔ تم ہمارے بعد ترجیح دیکھو گے[۵] تو صبر کرنا یہاں تک کہ حوض پر ہماری ملاقات کرنا[۶] (بخاری)

ؑ یعنی اگر نسبت ہجرت کی شرافت اور فضیلت نہ ہوتی تو ہم اپنی نسبت انصار اور ان کے خطے سے کرتے اور مہاجرین کے نام سے انصار کے نام کی طرف منتقل ہو جاتے۔ اس جگہ انصار کے اعزاز اور نصرت کی نسبت کی فضیلت بیان کیا گیا ہے۔ اس کے باوجود اس میں ہجرت کی فضیلت اور مرتبہ مہاجرین کی جلالت کی طرف اشارہ ہے، کیونکہ مہاجرین نے اللہ تعالیٰ اور اس کے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت کی بناء پر اپنے وطنوں اور اپنے اہل و عیال کو چھوڑ دیا۔ انصار کی نصرت اور ان کا ایثار کامل فضیلت ہے لیکن وہ اپنے وطن، اپنے قبیلے اور رشتہ داروں میں قیام پذیر ہیں۔ لہذا نصرت کی فضیلت ہجرت کے بعد ہے اور انصار کی فضیلت مہاجرین کے بعد ہے۔ بعض شارحین نے فرمایا ہے کہ مطلب یہ ہے کہ ہم انصار سے ہجرت کی فضیلت کی وجہ سے ممتاز ہیں اور اگر ہجرت نہ ہوتی تو ہم ان ہی میں سے ہوتے اور مرتبے میں ان کے برابر اور ان کی مثل ہوتے۔ اس میں عظیم تواضع ہے اور انصار کی بڑی عزت افزائی ہے (برابری اور مماثلت کی بات بعید از قیاس ہے کیونکہ مہاجرین اپنی تمام تر فضیلت کے باوجود نہیں کہہ سکتے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم مرتبے میں ہمارے برابر اور ہماری مثل ہیں۔ سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے علی الاطلاق تمام صحابہ کرام کو فرمایا۔ اَیُّکُمْ مِثْلِیْ تم میں سے کون ہماری مثل ہے؟ ہاں یہ صحیح ہے کہ اگر ہجرت کی فضیلت نہ ہوتی تو ہم اپنا شمار انصار میں کرتے۔ یہ انصار کا بہت بڑا

marfat.com
Marfat.com

اعزاز اور کریمانہ حوصلہ افزائی ہے ۲ اشرف قادری

ے۲ وادی اس راستے کو کہتے ہیں جو پہاڑوں اور ٹیلوں کے درمیان ہو۔ اس کی جمع اَوْدَاءٌ اور اَوْدِیَۃٌ ہے شِعْبٌ شین کے نیچے زیر پہاڑی راستے اور دو پہاڑوں کے درمیانی راستے کو کہتے ہیں۔ اس جگہ رائے اور مذہب مراد ہے یعنی اگر لوگوں کا آراء اور مذاہب میں اختلاف ہو جائے تو ہم انصار کی رائے اور ان کے مذہب کو اختیار کریں گے اور ان کے موافق ہوں گے۔ ان کی موافقت اور مرافقت کی عمدگی کا بیان کرنا مقصود ہے اس لیے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان میں وفا اور ہمسائیگی کی خوبی ملاحظہ فرمائی یہ مطلب نہیں ہے کہ ہم ان کی پیروی کریں گے، کیونکہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم مقتدائے مطلق ہیں اور سب آپ کے تابع ہیں۔

ے۳ شِعار شین کے نیچے زیر، وہ اندرونی کپڑا جو جسم کے ساتھ متصل ہو، شَعْرٌ کا معنی بال ہے۔ انصار کو نبیان سے اس لیے تشبیہ دی کہ ان کا نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے قریبی تعلق اور اتصال ہے۔

ے۴ دِثار دال کے نیچے زیر، بیرونی کپڑا جسے اوپر پہنا جاتا ہے جیسے اوپر لینے والی چادر یہ دَثْرٌ سے مشتق ہے جس کا معنی ہے اشتمال (پہننا)

ے۵ یہ انصار کو خطاب ہے۔ اَثَرَۃٌ ہمزہ اور تین نقطے والی ثاء پر زبر، ہمزے پر پیش اور ثاء کو ساکن یا مفتوح بھی پڑھ سکتے ہیں (اُثْرَۃٌ۔ اُثَرَۃٌ) یہ استیثار کا اسم ہے جس کا معنی مستقل ہونا اور اختیار کرنا ہے صراح میں ہے اَلْاِسْتِیْثَارُ خود بخود کسی کام میں مصروف ہونا (یعنی کسی کے مشورے کے بغیر) اِیْثَارٌ کا معنی ہے منتخب کرنا۔ مطلب یہ ہے کہ لوگ اپنے آپ کو تم پر ترجیح دیں گے اور امیر (سرکردہ) بن جائیں گے۔ باوجودیکہ وہ تم سے کم مرتبہ ہوں گے لیکن تم سے بلند و بالا مرتبے پر فائز ہو جائیں گے۔ جس طرح مخبر صادق صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا اسی طرح ہوا۔ خصوصاً حضرت امیر المؤمنین عثمان غنی کے زمانے اور بعض دیگر زمانوں میں، جب بنو امیہ غالب آ گئے۔

ے۶ اس ابتلاء اور شدت پر صبر کرنا، یہاں تک کہ حوض پر ہم سے ملاقات کرنا۔ اس ارشاد میں انصار کے لیے جنت میں داخل ہونے کی بشارت ہے ان کے صبر کی بدولت، مروی ہے کہ بعض انصار نے حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس ان کے دور امارت میں بعض مہاجرین کی شکایت کی تو انھوں نے اس کا ازالہ نہ کیا۔ اس انصاری نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سچ فرمایا کہ تم ہمارے بعد ترجیح دیکھو گے۔ امیر معاویہ نے فرمایا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کو کیا حکم دیا؟ کہنے لگے صبر کا حکم دیا۔ امیر معاویہ نے فرمایا: پھر صبر کرو جس کا تمھیں حکم دیا گیا ہے۔

۵۹۵۷/۲۴ وَعَنْهُ قَالَ كُنَّا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ الْفَتْحِ فَقَالَ مَنْ دَخَلَ دَارَ اَبِيْ سُفْيَانَ فَهُوَ

ان ہی سے روایت ہے کہ ہم فتح مکہ کے دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے۔ آپ نے فرمایا: جو شخص ابو سفیان کے گھر میں داخل ہوا وہ امن والا ہے

marfat.com
Marfat.com

اٰمِنٌ وَّمَنْ اَلْقَى السِّلَاحَ فَهُوَ اٰمِنٌ فَقَالَتِ الْاَنْصَارُ اَمَّا الرَّجُلُ فَقَدْ اَخَذَتْهُ رَأْفَةٌ بِعَشِيْرَتِهٖ وَرَغْبَةٌ فِيْ قَرْيَتِهٖ وَنَزَلَ الْوَحْيُ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ قُلْتُمْ اَمَّا الرَّجُلُ اَخَذَتْهُ رَأْفَةٌ بِعَشِيْرَتِهٖ وَرَغْبَةٌ فِيْ قَرْيَتِهٖ كَلَّا اِنِّيْ عَبْدُ اللّٰهِ وَرَسُوْلُهٗ هَاجَرْتُ اِلَى اللّٰهِ وَاِلَيْكُمْ اَلْمَحْيَا مَحْيَاكُمْ وَالْمَمَاتُ مَمَاتُكُمْ قَالُوْا وَاللّٰهِ مَا قُلْنَا اِلَّا ضِنًّا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ قَالَ فَاِنَّ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ يُصَدِّقَانِكُمْ وَيَعْذِرَانِكُمْ

(رَوَاهُ مُسْلِمٌ)

جس نے ہتھیار ڈال دیئے وہ امن والا ہے[۲]۔ انصار نے کہا اس ہستی کو ان کے قبیلے کی محبت اور ان کی بستی کی رغبت نے پکڑ لیا ہے[۳]۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر وحی نازل ہوگئی[۴]۔ آپ نے فرمایا: تم نے کہا ہے کہ اس ہستی کو ان کے قبیلے کی محبت اور ان کی بستی کی دلچسپی نے پکڑ لیا ہے۔ ہرگز نہیں میں اللہ کا بندۂ مقرب اور اس کا رسولِ گرامی ہوں[۵] میں نے اللہ تعالیٰ کی طرف اور تمھاری طرف ہجرت کی ہے[۶] ہماری زندگی تمھاری زندگی کے ساتھ اور ہماری رحلت تمھاری وفات کے ساتھ ہے[۷]۔ صحابہ کرام نے عرض کیا کہ اللہ تعالیٰ کی قسم! ہم نے یہ بات صرف اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کی محبت کے غلبے کی بناء پر کہی ہے[۸]۔ آپ نے فرمایا: پس اللہ تعالیٰ اور تمھاری تصدیق کرتے ہیں اور تمھارا عذر قبول کرتے ہیں[۹] (مسلم)

۱ کوئی اس سے تعرض نہ کرے۔

۲ جو مشرک ہتھیار ڈال دے وہ بھی امن والا ہے۔ مروی ہے کہ جب ابوسفیان اسلام میں داخل ہوئے تو حضرت عباس نے عرض کیا یا رسول اللہ! ابوسفیان ایسے شخص ہیں جو فخر اور بزرگی کو محبوب رکھتے ہیں۔ پس آپ انھیں کوئی اعزاز عطا فرمادیں جس پر یہ فخر کرسکیں۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو شخص ابوسفیان کے گھر میں داخل ہوگیا وہ امن والا ہے۔ یہ بھی کہتے ہیں کہ ابوسفیان نے قریش کی دشمنی کے دنوں میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو امن دیا تھا اور اپنے گھر لائے تھے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ابوسفیان کو اس خدمت کا بدلہ عطا فرمادیا۔

۳ انصار نے جب ابوسفیان پر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی عنایت اور ان کی رعایت دیکھی حالانکہ وہ ماضی میں آپ کے شدید دشمن تھے۔ اس کے باوجود آپ نے فرمایا کہ جو شخص ابوسفیان کے گھر میں داخل ہوجائے وہ امن والا ہے اور جو ہتھیار ڈال دے وہ امن والا ہے تو انصار کو تعجب ہوا اور حیران رہ گئے۔ ازراہِ غیرت و سادگی کہنے لگے: کہ اس ہستی یعنی نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنی قوم کی محبت اور اپنی بستی یعنی مکہ مکرمہ کی رغبت والفت نے پکڑ لیا ہے۔ یعنی انسانی طبیعت کے تقاضے کی بناء پر ایسا ہوا ہے۔

marfat.com
Marfat.com

۵۴ کہ انصار نے یہ کہا ہے۔

۵۵ یعنی ہم جو کرتے ہیں اللہ تعالیٰ کے حکم اور امر کی بنا پر کرتے ہیں۔

۵۶ ہم نے اپنے وطن سے اللہ تعالیٰ کی طرف اس کے فضل و کرم اور امداد و اعانت کی امید پر ہجرت کی اور تمھاری طرف اور تمھارے خطے کی طرف ہجرت کی تاکہ ظاہر کے اعتبار سے تم خدمت و نصرت انجام دو اور اس سعادت و کرامت کا شرف حاصل کرو۔ پھر انھیں تسلی دینے اور دلداری کے لیے آیندہ کلمات ارشاد فرمائے مَحْیَا کا معنی زندگی ہے یا زندگی کی جگہ۔ معنی یہ ہوگا کہ ہماری زندگی تمھاری زندگی کے ساتھ اور ہماری وفات تمھاری وفات کے ساتھ ہوگی۔ دوسری صورت میں معنی یہ ہوگا کہ ہماری زندگی کی جگہ تمھاری زندگی کی جگہ کے ساتھ اور ہماری وفات کی جگہ تمھاری وفات کی جگہ کے ساتھ ہوگی۔ یعنی ہم تم سے زندگی میں جدا ہوں گے اور نہ ہی وفات میں، اطمینان رکھو کہ ہم تمھارے ساتھ ہیں اور تم ہمارے ساتھ ہو۔

۵۷ یعنی ہم نے جو بات کہی ہے وہ اللہ کی نعمت اور اس کے فضل پر بخل کرتے ہوئے کہی ہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہمسائیگی اور آپ کی صحبت پر بخل کرتے ہوئے نیز غیرت کی بناء پر اور اس لیے کہی ہے کہ آپ کا میلان اور آپ کی محبت دوسروں سے ہماری برداشت سے باہر ہے کہیں ایسا نہ ہو کہ آپ کی عنایت و محبت، صحبت اور ہمسائیگی سے محروم ہو جائیں۔ غیرت محبت کو لازم ہے اور محبت ہرگز نہیں چاہتی کہ محبوب کی نظر ایک لمحے کے لیے بھی غیروں پر پڑے۔

غیرتم با تو چناں ست کہ اگر دست دہد
نگذارم کہ در آئی بخیال دگراں

مجھے آپ کے ساتھ ایسی غیرت ہے کہ اگر ممکن ہو تو میں آپ کو دوسروں کے خیال میں بھی نہ آنے دوں گا۔
ضِنٌّ اور ضِنَّۃٌ کا معنی ہے بخل کرنا۔ مَضْنُونٌ اس نفیس چیز کو کہتے ہیں جو کسی کو نہ دی جا سکے۔

۵۹ يُعْذِرَانِكُمْ یاء پر پیش اور عین ساکن۔ اِعْذَارٌ کا معنی ہے کسی کا عذر قبول کرنا۔

۵۹۵۸/۲۵ وَعَنْ أَنَسٍ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَأَى صِبْيَانًا وَّنِسَاءً مُّقْبِلِيْنَ مِنْ عُرْسٍ فَقَامَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ اَللّٰهُمَّ أَنْتُمْ مِّنْ أَحَبِّ النَّاسِ إِلَيَّ اَللّٰهُمَّ أَنْتُمْ مِنْ أَحَبِّ إِلَيَّ يَعْنِي الْأَنْصَارَ
(مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ)

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے بچوں اور عورتوں کو ایک شادی کی دعوت سے آتے ہوئے دیکھا[۱] تو آپ کھڑے ہو گئے اور فرمایا اے اللہ! تم ہمارے نزدیک محبوب ترین لوگوں میں سے ہو، اے اللہ تم ہمارے محبوب ترین لوگوں میں سے ہو[۲] یعنی انصار[۳]
(صحیحین)

[۱] یہ انصار میں سے تھے۔

marfat.com
Marfat.com

۵؎ بعض نسخوں میں اِلَی اللہِ ہے یعنی اللہ تعالیٰ کے نزدیک، صحیح بخاری میں ہے کہ یہ کلمات تین مرتبہ ارشاد فرمائے ۔ اس سے پہلی روایت کی تائید ہوتی ہے ۔

۶؎ یعنی نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے انصار مراد لیے ۔ اَللّٰھُمَّ کا معنی یا تو قسم ہے یا یہ معنی ہے کہ اے اللہ ! تو جانتا ہے میری بات کی مراد کی سچائی کو، جب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس جماعت کو دیکھا تو ان کے دیکھنے سے خوش ہو گئے اور آپ کا داعیۂ محبت جوش میں آگیا تو ازراہِ کمال عنایت و اعزاز انھیں خبر دی اور اس پر اللہ تعالیٰ کو گواہ بنایا ۔

۵۹۵۹/۲۶ وَعَنْہُ قَالَ مَرَّ اَبُوْبَکْرٍ وَّالْعَبَّاسُ بِمَجْلِسٍ مِّنْ مَّجَالِسِ الْاَنْصَارِ یَبْکُوْنَ فَقَالَا مَا یُبْکِیْکُمْ قَالُوْا ذَکَرْنَا مَجْلِسَ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مِنَّا فَدَخَلَ اَحَدُھُمَا عَلَی النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَاَخْبَرَہٗ بِذَالِکَ فَخَرَجَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَقَدْ عَصَبَ عَلٰی رَاْسِہٖ حَاشِیَۃَ بُرْدٍ فَصَعِدَ الْمِنْبَرَ وَلَمْ یَصْعَدْہُ بَعْدَ ذَالِکَ الْیَوْمِ فَحَمِدَ اللّٰہَ وَاَثْنٰی عَلَیْہِ ثُمَّ قَالَ اُوْصِیْکُمْ بِالْاَنْصَارِ فَاِنَّھُمْ کَرِشِیْ وَعَیْبَتِیْ وَقَدْ قَضَوُا الَّذِیْ عَلَیْھِمْ وَبَقِیَ الَّذِیْ لَھُمْ فَاقْبَلُوْا مِنْ مُّحْسِنِھِمْ وَتَجَاوَزُوْا عَنْ مُّسِیْئِھِمْ

(رَوَاہُ الْبُخَارِیُّ)

ان ہی سے روایت ہے کہ حضرت ابوبکر اور حضرت عباس انصار کی ایک مجلس کے پاس سے گزرے جس میں وہ رو رہے تھے ۔ ان دونوں حضرات نے پوچھا کہ آپ حضرات کو کون سی چیز رُلا رہی ہے[۱] انھوں نے کہا کہ ہمیں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا اپنے پاس بیٹھنا یاد آگیا ہے[۲] ان دونوں میں سے ایک[۳] نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور یہ واقعہ عرض کیا[۴] نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اس حال میں باہر تشریف لائے کہ آپ نے اپنے سر مبارک پر چادر[۵] کا کنارہ[۶] باندھ رکھا تھا ، آپ منبر پر تشریف فرما ہوئے[۷] ، اس دن کے بعد منبر پر جلوہ افروز نہیں ہوئے[۸] آپ نے اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا کی پھر فرمایا : ہم تمھیں انصار کے بارے میں وصیت کرتے ہیں اس لیے کہ وہ ہمارا معدہ اور بیگ[۹] ہیں ۔ جو حق ان کے ذمہ[۱۰] تھا وہ انھوں نے ادا کر دیا اور جو ان کے لیے ہے[۱۱] وہ باقی ہے ، اس لیے ان کے نیکوکار سے قبول کرو اور ان کے خطاکار سے درگزر کرو ۔

(بخاری)

۱؎ اور آپ کیوں رو رہے ہیں ؟

۲؎ یہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے مرض وصال کے دنوں کا واقعہ ہے (یعنی آج ہمیں یہ سعادت میسر نہیں ہے ۱۲ قادری)

marfat.com
Marfat.com

۳؎ حضرت ابوبکر یا حضرت عباس رضی اللہ عنہما

۴؎ کہ انصار اپنے پاس آپ کے تشریف فرما ہونے کو یاد کرکے رو رہے ہیں۔

۵؎ تَعَصُّبٌ سر پر پٹی کا باندھنا۔ عِصَابہ عین کے نیچے زیر، سر پہ باندھی جانے والی پٹی۔

۶؎ تاکہ خطاب فرمائیں۔

۷؎ یہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا آخری خطبہ تھا۔

۸؎ کَرِشٌ کاف پر زبر اور راء کے نیچے زیر، بروزن کَتِفٌ جانور کی اوجھڑی جیسے انسان کا معدہ ہے عَیْبَۃٌ بے نقطہ عین پر زبر، یاء ساکن، اس کے بعد باء ایک نقطے والی۔ کپڑے رکھنے والی چیز جیسے بقچہ (پوٹلی) کہتے ہیں۔ مطلب یہ ہے کہ انصار اندرونی دوست اور ہمارے راز، امانت اور اعتماد کی جگہ ہیں۔ جانور اپنے چارے کو اوجھڑی میں جمع کرتا ہے اور انسان اپنے کپڑے، کپڑے رکھنے والی پوٹلی (آج کل بیگ) میں رکھتے ہیں عرب دل اور سینے کو بطور کنایہ کَرِش اور عیبہ سے تعبیر کرتے ہیں مراد چھوٹے بچے اور عیال لیتے ہیں۔ جماعت کے معنی میں بھی استعمال کرتے ہیں۔ اس معنی پر محمول کرنا بھی درست ہے۔ یعنی انصار ہماری جماعت اور ہمارے صحابہ ہیں اور ہمارے عیال اور چھوٹے بچوں کی مانند ہیں کہ ان پر شفقت، مہربانی اور غمخواری زیادہ ہوتی ہے۔

۹؎ یعنی نصرت، خیرخواہی اور جان و مال کا قربان کرنا

۱۰؎ اور جو اللہ تعالیٰ کے نزدیک ان کے لیے ہے یعنی ثواب، جنت میں داخل کرنا، یہ اس عہد کی طرف اشارہ ہے جس پر انصار نے لیلۃ العقبۃ (منیٰ شریف میں بڑے شیطان کے پاس رات کے وقت) بیعت کی اور اس کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی۔ اِنَّ اللّٰہَ اشْتَرٰی مِنَ الْمُؤْمِنِیْنَ اَنْفُسَھُمْ وَاَمْوَالَھُمْ بِاَنَّ لَھُمُ الْجَنَّۃَ (۹/۱۱۱) بے شک اللہ تعالیٰ نے مومنوں سے ان کی جانیں اور ان کے اموال خرید لیے۔ اس کے بدلے کہ ان کے لیے جنت ہے۔

۵۹۶۰ وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ خَرَجَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فِیْ مَرَضِہِ الَّذِیْ مَاتَ فِیْہِ حَتّٰی جَلَسَ عَلَی الْمِنْبَرِ فَحَمِدَ اللّٰہَ وَاَثْنٰی عَلَیْہِ ثُمَّ قَالَ اَمَّا بَعْدُ فَاِنَّ النَّاسَ یَکْثُرُوْنَ وَیَقِلُّ الْاَنْصَارُ حَتّٰی یَکُوْنُوْا فِی النَّاسِ بِمَنْزِلَۃِ الْمِلْحِ فِی الطَّعَامِ فَمَنْ وَّلِیَ مِنْکُمْ شَیْئًا یَضُرُّ فِیْہِ قَوْمًا وَیَنْفَعُ فِیْہِ اٰخَرِیْنَ فَلْیَقْبَلْ مِنْ مُّحْسِنِھِمْ

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم مرض وصال میں باہر تشریف لائے یہاں تک کہ منبر پہ تشریف فرما ہوئے پس اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا کی پھر فرمایا: اما بعد! بیشک لوگ زیادہ ہوں گے[۱] اور انصار کم ہوں گے[۲] یہاں تک کہ لوگوں میں اس طرح ہوں گے جس طرح کھانے میں نمک[۳] پس تم میں سے جو کسی کام کا والی بنے جس میں وہ ایک گروہ کو نقصان دے اور دوسرے گروہ کو فائدہ دے[۴] تو وہ ان کے نیکوکار سے قبول کرے

marfat.com
Marfat.com

وَلْيَتَجَاوَزْ عَنْ مُسِيْئِهِمْ (رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ)

اور ان کے خطا کار سے درگزر کرے۔ (بخاری)

۱؎ لوگ اسلام میں دن بدن زیادہ ہوں گے، ہر طرف سے آئیں گے اور اپنے وطنوں سے ہجرت کریں گے۔

۲؎ کیونکہ ان کا کوئی بھی بدل نہیں ہے۔ اس لیے کہ انصار اس جماعت کا نام ہے جس نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو جگہ پیش کی اور آپ کی خدمت و نصرت کی، یہ چیز نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا زمانہ حیات ظاہری ختم ہونے سے ختم ہو جائے گی۔ اسی طرح کہا گیا ہے یہ بات نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مکہ معظمہ سے مدینہ منورہ آنے والے مہاجرین میں بھی پائی جاتی ہے (تو انصار کی کیا خصوصیت ہوئی)؟ ۱۲ اشرف قادری) اس لیے ظاہر یہ ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے خبر دی ہے مہاجرین اور ان کی اولاد کی کثرت کی اور اس بات کی کہ مہاجرین مختلف شہروں میں پھیل جائیں گے وہاں قیام اور حکومت کریں گے، اس کے برخلاف انصار کا وجود کم ہوگا اور وہ باقی نہیں رہیں گے اور حقیقت بھی یہ ہے کہ انصار کا وجود کم ہوا جس طرح مخبر صادق صلی اللہ علیہ وسلم نے خبر دی تھی۔

۳؎ اس تشبیہ میں بھی انصار کی قلت کا بیان ہے، نیز ان کی تعریف کی طرف بھی اشارہ ہے کہ جس طرح نمک کھانے کی اصلاح کرتا ہے اسی طرح انصار کا وجود اہلِ اسلام کی اصلاح کرے گا۔

۴؎ یعنی والی اور حاکم ہو۔

۵۹۶۱ وَعَنْ زَيْدِ بْنِ أَرْقَمَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِلْاَنْصَارِ وَلِاَبْنَاءِ الْاَنْصَارِ وَلِاَبْنَاءِ اَبْنَاءِ الْاَنْصَارِ (رَوَاهُ مُسْلِمٌ)

حضرت زید بن ارقم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا کی اے اللہ! انصار کو ان کے بیٹوں کو اور ان کے پوتوں کو بخش دے۱؎ (مسلم)

۱؎ اس حدیث کے ظاہر سے مغفرت کی تخصیص دو مرتبوں (بیٹوں اور پوتوں) کے ساتھ معلوم ہوتی ہے اور اگر اسے ابناء (بیٹوں) کے آخری مرتبے پر محمول کیا جائے خواہ وہ کہیں بھی ہو تو بعید نہیں ہے۔ بلکہ اگر ابناء کو اولاد پر محمول کریں تو بھی بعید نہیں ہوگا۔

۵۹۶۲ وَعَنْ اَبِيْ اُسَيْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَيْرُ دُوْرِ الْاَنْصَارِ بَنُو النَّجَّارِ ثُمَّ بَنُوْ عَبْدِ الْاَشْهَلِ ثُمَّ بَنُو الْحَارِثِ بْنِ الْخَزْرَجِ ثُمَّ بَنُوْ سَاعِدَةَ وَفِيْ كُلِّ

حضرت ابو اسید۱؎ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، انصار کے بہترین گھر بنو نجار کے ہیں۲؎ پھر بنو عبد الاشہل۳؎ پھر بنو حارث بن خزرج۴؎ پھر بنو ساعدہ۵؎ اور انصار کے تمام گھروں میں خیر ہے۶؎

marfat.com
Marfat.com

دُوْرِ الْاَنْصَارِ خَیْرٌ (مُتَّفَقٌ عَلَیْہِ) (صحیحین)

۱؎ ابو اُسید ہمزے پر پیش، سین پر زبر یا ہمزے پر زبر، سین کے نیچے زیر، دونوں طرح علماء نے بیان کیا ہے۔ دوسری صورت زیادہ صحیح ہے۔ ان کا نام مالک بن ربیعہ ہے، کنیت کے ساتھ مشہور ہوئے وہ بدری صحابہ کرام میں سے سب سے آخر میں فوت ہوئے۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

۲؎ انصار کے بہترین قبیلے اور بہترین گھر بنو نجار ہیں۔ نون پر زبر، جیم مشدد، انصار کے ایک قبیلے کا نام ہے (جسے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ننھیال ہونے کا شرف حاصل ہے ۱۲ شرف قادری)۔

۳؎ بنو عبد الاشہل یہ بھی انصار کا ایک قبیلہ ہے۔

۴؎ بنو حارث بن خزرج نقطے والی خاء پر زبر، زاء ساکن، راء پر زبر

۵؎ بنو ساعدہ عین کے نیچے زیر

۶؎ یعنی انصار کے تمام قبائل کو فضیلت و شرافت حاصل ہے اگرچہ ان میں سے بعض زیادہ فضیلت والے ہیں۔ فضیلت کے مراتب مختلف ہیں، لہٰذا ابتداء میں خیر کا معنی بہترین ہے اور آخر میں خیر کا معنی بہتری ہے صراح میں ہے خیر کا معنی ہے اچھائی، بھلائی اور بہترین۔

۵۹۶۲ وَعَنْ عَلِيٍّ قَالَ بَعَثَنِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَا وَالزُّبَيْرَ وَالْمِقْدَادَ وَفِيْ رِوَايَةٍ وَاَبَا مَرْثَدٍ بَدَلَ الْمِقْدَادِ فَقَالَ انْطَلِقُوْا حَتّٰى تَاْتُوْا رَوْضَةَ خَاخٍ فَاِنَّ بِهَا ظَعِيْنَةً مَعَهَا كِتَابٌ فَخُذُوْهُ مِنْهَا فَانْطَلَقْنَا تَعَادٰى بِنَا خَيْلُنَا حَتّٰى اَتَيْنَا اِلَى الرَّوْضَةِ فَاِذَا نَحْنُ بِالظَّعِيْنَةِ فَقُلْنَا اَخْرِجِي الْكِتَابَ قَالَتْ مَا مَعِيَ مِنْ كِتَابٍ فَقُلْنَا لَتُخْرِجِنَّ الْكِتَابَ اَوْ لَنُلْقِيَنَّ الثِّيَابَ فَاَخْرَجَتْهُ مِنْ عِقَاصِهَا فَاَتَيْنَا بِهِ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاِذَا فِيْهِ مِنْ حَاطِبِ بْنِ اَبِيْ بَلْتَعَةَ اِلٰى نَاسٍ مِّنَ

حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے، زبیر اور مقداد کو بھیجا اور ایک روایت میں مقداد کی بجائے ابو مرثد۱؎ کا نام ہے اور فرمایا تم روانہ ہو جاؤ یہاں تک کہ خاخ نامی باغ تک پہنچو، وہاں ایک ہودج سوار عورت ہے اس کے پاس ایک مکتوب ہے۲؎ وہ اس سے لے لو چنانچہ ہم روانہ ہوئے۔ ہمارے گھوڑے ہمیں لے کر دوڑ رہے تھے یہاں تک کہ ہم باغ تک پہنچ گئے اچانک کیا دیکھتے ہیں کہ ایک سوار عورت ہے۔ ہم نے کہا مکتوب نکال دے۔ اس نے کہا میرے پاس کوئی مکتوب نہیں ہے۳؎ ہم نے کہا کہ یا تو مکتوب نکال دے یا ہم تیرے کپڑے اتار دیں گے۴؎ چنانچہ اس نے اپنے جوڑے۵؎ سے مکتوب نکال دیا وہ لا کر ہم نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پیش کر دیا۔ اچانک اس میں لکھا ہوا تھا کہ حاطب

marfat.com
Marfat.com

الْمُشْرِكِينَ مِنْ أَهْلِ مَكَّةَ يُخْبِرُهُمْ بِبَعْضِ أَمْرِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَا حَاطِبُ مَا هٰذَا فَقَالَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ لَا تَعْجَلْ عَلَيَّ إِنِّي كُنْتُ امْرَأً مُلْصَقًا فِي قُرَيْشٍ وَلَمْ أَكُنْ مِنْ أَنْفُسِهِمْ وَكَانَ مَنْ مَعَكَ مِنَ الْمُهَاجِرِينَ لَهُمْ قَرَابَةٌ يَحْمُونَ بِهَا أَمْوَالَهُمْ وَأَهْلِيهِمْ بِمَكَّةَ فَأَحْبَبْتُ إِذْ فَاتَنِي ذٰلِكَ مِنَ النَّسَبِ فِيهِمْ أَنْ أَتَّخِذَ فِيهِمْ يَدًا يَحْمُونَ بِهَا قَرَابَتِي وَمَا فَعَلْتُ كُفْرًا وَلَا ارْتِدَادًا عَنْ دِينِي وَلَا رِضًى بِالْكُفْرِ بَعْدَ الْإِسْلَامِ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّهُ قَدْ صَدَقَكُمْ فَقَالَ عُمَرُ دَعْنِي يَا رَسُولَ اللّٰهِ أَضْرِبْ عُنُقَ هٰذَا الْمُنَافِقِ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّهُ قَدْ شَهِدَ بَدْرًا وَمَا يُدْرِيكَ لَعَلَّ اللّٰهَ اطَّلَعَ عَلَى أَهْلِ بَدْرٍ فَقَالَ اعْمَلُوا مَا شِئْتُمْ فَقَدْ وَجَبَتْ لَكُمُ الْجَنَّةُ وَفِي رِوَايَةٍ قَدْ غَفَرْتُ لَكُمْ فَأَنْزَلَ اللّٰهُ تَعَالَى يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَتَّخِذُوا عَدُوِّي وَعَدُوَّكُمْ أَوْلِيَاءَ

(مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ)

ابن ابی بلتعہ کی طرف سے اہلِ مکہ کے کچھ مشرک لوگوں کی طرف، اس حال میں کہ ان کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعض معاملات[8] کی خبر دے رہے تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے حاطب! یہ کیا ہے[9]؟ انھوں نے عرض کیا یا رسول اللہ! اس عمل کی بنا پر مجھے سزا دینے میں جلدی نہ فرمائیں۔ میں قریش سے وابستہ شخص ہوں[10] خود ان میں سے نہیں ہوں آپ کے ساتھ جو مہاجرین ہیں ان کی (اہلِ مکہ سے) رشتہ داری ہے جس کے ذریعے اہلِ مکہ مہاجرین کے اموال اور اہل وعیال کو جمع کرتے ہیں[11] پس چونکہ میری ان سے رشتہ داری نہیں ہے۔ اس لیے میں نے پسند کیا کہ ان پر کوئی احسان کر دوں جس کے سبب وہ میرے رشتے داروں کی حفاظت کریں[12] میں نے یہ کام کفر کی بناء پر نہیں کیا[13] اور نہ ہی اپنے دین سے برگشتہ ہونے کی بناء پر[14] اور نہ ہی اسلام کے بعد کفر پر راضی ہونے کی وجہ سے کیا ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: بے شک اس نے تمھیں سچ کہا ہے[15] حضرت عمر فاروق نے عرض کیا یا رسول اللہ! مجھے اجازت دیں کہ اس منافق کی گردن اڑا دوں[16] رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بیشک وہ بدر میں حاضر ہوئے ہیں اور تمھیں کیا پتہ[17] شاید کہ اللہ تعالیٰ اہلِ بدر کے دلوں پر مطلع ہوا۔ پس فرمایا تم جو چاہو کرو۔ تمھارے لیے جنت واجب ہو گئی ہے اور ایک روایت میں ہے: میں نے تمھیں بخش دیا ہے[18]۔ اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمادی[19]۔ اے ایمان والو! میرے اور اپنے دشمنوں کو دوست نہ بناؤ۔

(صحیحین)

marfat.com
Marfat.com

۱؎ ابومرثد میم پر زبر، راء ساکن اور تین نقطے والی ثاء پر زبر۔ یعنی ایک روایت میں حضرت مقداد کی جگہ حضرت ابومرثد کا نام ہے (رضی اللہ تعالیٰ عنہما)۔

۲؎ خاخ نقطے والی دو خاء، مکہ روڈ پر مدینہ طیبہ کے نزدیک ایک جگہ کا نام ہے۔

۳؎ جو اہلِ مکہ کے پاس لے جا رہی ہے۔ صراح میں ہے ظَعِینَۃٌ نقطے والی ظاء اور بے نقطہ عین کے ساتھ، اس کا معنی ہے کجاوہ اور کجاوے میں بیٹھنے والی عورت۔

۴؎ جو تمھیں نکال دوں۔

۵؎ اور تمھیں ننگی کر دیں گے، بعض نسخوں میں ہے لَتُلْقِیَنَّ دو نقطے والی تاء کے ساتھ، یعنی تو اپنے کپڑے اتارے گی۔

۶؎ عَقِیصَتُہٗ وہ بال جنھیں گرہ لگائی گئی ہو (جوڑا) اس کی جمع ہے عِقَاصٌ عین کے نیچے زیر۔

۷؎ حاطب بے نقطہ حاء اور طاء کے ساتھ۔ ابنِ ابی بَلْتَعَہ باء پر زبر، لام ساکن اور تاء پر زبر۔

۸؎ اور وہ یہ کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم مکہ معظمہ کو فتح کرنے کی تیاری فرما رہے تھے آپ نے اس پروگرام کی کسی کو اطلاع نہیں دی تھی۔ یہ راوی کا کلام ہے ورنہ حضرت حاطب نے یہ مکتوب اہلِ مکہ کی خوشامد اور ان کے دلوں کو اپنی طرف مائل کرنے کے لیے لکھا تھا وہ یہ عبارت کس طرح لکھ سکتے تھے، کہ حاطب کی طرف سے کچھ مشرک لوگوں کے نام۔ اس قصے کا خلاصہ یہ ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم فتح مکہ کے ارادے سے مدینہ منورہ سے خیبر کی طرف متوجہ ہوئے تھے اور کسی کو اس حال کی حقیقت کی اطلاع نہیں دی تھی، یہ ایک چال تھی جو جنگ میں جائز ہے۔ شعر

سکندر کہ باشرقیاں حرب برداشت
در خیمہ گویند در غرب برداشت

سکندر جو مشرق کے لوگوں سے جنگ کرتا تھا کہتے ہیں کہ خیمے کا دروازہ مغرب میں رکھتا تھا (یہ شیخ سعدی کا شعر ہے یہ بھی فرماتے ہیں کہ از چپ آوازہ انداخت از راست رفت وہ بائیں جانب جانے کا تاثر دیتا تھا اور دائیں جانب جاتا تھا۔ اسے جنگی چال (اسٹراٹیجی) کہتے ہیں ۱۲ شرف قادری۔

حضرت حاطب صحابی تھے انھوں نے اہلِ مکہ کو تحریری اطلاع بھجوائی اور حقیقتِ حال سے آگاہ کیا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم تمھاری طرف آ رہے ہیں، ہوشیار ہو جاؤ۔

۹؎ تمھارا یہ مکتوب لکھنا اور مشرکینِ مکہ کو حقیقتِ حال کی اطلاع دینا کیا ہے؟

۱۰؎ حضرت حاطب قریش کے حلیف تھے۔ بعض علماء نے فرمایا کہ ان کے غلام تھے۔

۱۱؎ ہو سکتا ہے کہ یہ ضمیر مہاجرین کی طرف راجع ہو (یعنی مہاجرین رشتہ داری کی بناء پر اپنے اموال

marfat.com
Marfat.com

اور اہل وعیال کو جمع کرتے ہیں ۔ ایک نسخے میں یَحْمُوْنَ ہے ۔ بے نقطہ حاء کے ساتھ ، یعنی مہاجرین اپنے اموال اور عیال کی حفاظت کرتے ہیں ۔ یہ نسخہ زیادہ واضح ہے (۱۲ شرف قادری)

۱۲ یعنی میں نے یہ کام اپنے ان رشتہ داروں کے فائدے کے پیشِ نظر کیا ہے جو مکہ معظمہ میں ہیں مشرکین میری خوشامد کی وجہ سے میرے رشتہ داروں کا خیال کریں گے ۔

۱۳ یعنی اس لیے یہ کام نہیں کیا کہ میں کافر اور منافق ہوں اور دل سے ایمان نہیں لایا ۔

۱۴ اس لیے یہ کام نہیں کیا کہ میں ایمان لانے کے بعد کافر ہو گیا ہوں اور اپنے دین سے نکل گیا ہوں ۔

۱۵ اور حقیقتِ حال وہی ہے جو اس نے کہی ہے ۔

۱۶ شارحین کہتے ہیں کہ شاید واقعہ کے بیان کرنے میں تقدیم و تاخیر ہو گئی ہو ورنہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے تصدیق فرمانے کے بعد حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا یہ بات کہنا بعید ہے ۔

۱۷ گویا حضرت عمر فاروق نے عرض کیا کہ کیا ہوا اگرچہ یہ بدر میں حاضر تھے ۔

۱۸ یعنی اللہ تعالیٰ نے ان پر نظرِ رحمت و شفقت فرمائی ۔ لَعَلَّ ترجی اور امید رکھنے کے معنی میں آتا ہے اس کا تعلق حضرت عمر فاروق سے ہے ورنہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو حقیقتِ حال کا یقین تھا ۔ زیادہ مناسب یہ ہے کہ لَعَلَّ کا لفظ اس لیے استعمال فرمایا کہ اہلِ بدر اس پر اعتماد و تکیہ نہ کریں اور عمل نہ چھوڑ دیں اِعْمَلُوْا مَاشِئْتُمْ تم جو چاہو کرو ، کرم اور عنایت کے اظہار کے لیے ہے اس کا یہ مطلب نہیں ہے کہ انھیں اجازت دے دی ہے کہ جو چاہیں کریں ، اچھی طرح سمجھ لیجیے ، اللہ تعالیٰ ہی توفیق دینے والا ہے ۔

۱۹ حضرت حاطب اور ان کے امثال کو اس فعل سے روکنے کے لیے ۔

(فائدہ : غور کیجیے کہ حضرت حاطب رضی اللہ عنہ نے ایک ٹاپ سیکرٹ جنگی راز افشا کرنے کی کوشش کی تھی ، دنیا کی کوئی حکومت ایسے عمل کو معاف نہیں کرے گی لیکن نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے دل کی کیفیت پر آگاہ ہو کر اس لیے انھیں معاف کر دیا کہ وہ اہلِ بدر میں سے ہیں ۔ ہمارے قائدین کو یہ حدیث پیشِ نظر رکھنی چاہیے اور اگر کسی شخص سے خطا سرزد ہو جائے تو اس کی سابقہ خدمات اور قربانیوں پر پانی نہیں پھیر دینا چاہیے ۱۲ شرف قادری) ۔

۵۹۶۴ وَعَنْ رِفَاعَةَ بْنِ رَافِعٍ قَالَ جَاءَ جِبْرَئِيْلُ[۱] إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَا تَعُدُّوْنَ أَهْلَ بَدْرٍ فِيْكُمْ قَالَ مِنْ أَفْضَلِ الْمُسْلِمِيْنَ أَوْ كَلِمَةً نَحْوَهَا قَالَ

حضرت رفاعہ ابن رافع[۱] رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت جبرئیل علیہ السلام نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے کہنے لگے آپ اپنے درمیان اہلِ بدر کو کس مرتبے پر رکھتے ہیں[۲] فرمایا ہم انھیں افضل مسلمان قرار دیتے ہیں ۔ یا اس

marfat.com
Marfat.com

وَكَذَالِكَ مَنْ شَهِدَ بَدْرًا مِّنَ الْمَلٰئِكَةِ (رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ)

جیسا کوئی کلمہ فرمایا[1] جبرئیل امین نے کہا: اسی طرح وہ فرشتے ہیں جو بدر میں حاضر ہوئے رہے[4] (بخاری)

[1] رفاعہ راء کے نیچے زیر، اس کے بعد فاء ابن رافع انصاری اور بدری صحابی ہیں۔
[2] اور انھیں کس گروہ میں شمار کرتے ہیں۔
[3] جس سے ان کی شرافت اور مرتبے کی زیادتی معلوم ہوتی ہے۔
[4] ہم ان کی فضیلت جانتے ہیں۔

۵۹۶۵ / ۳۲ وَعَنْ حَفْصَةَ قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنِّيْ لَأَرْجُوْ أَنْ لَا يَدْخُلَ النَّارَ إِنْ شَاءَ اللّٰهُ أَحَدٌ شَهِدَ بَدْرًا وَالْحُدَيْبِيَّةَ قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ أَلَيْسَ قَدْ قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى وَإِنْ مِّنْكُمْ إِلَّا وَارِدُهَا قَالَ فَلَمْ تَسْمَعِيْهِ يَقُوْلُ ثُمَّ نُنَجِّي الَّذِيْنَ اتَّقَوْا وَفِيْ رِوَايَةٍ لَا يَدْخُلُ النَّارَ إِنْ شَاءَ اللّٰهُ مِنْ أَصْحَابِ الشَّجَرَةِ أَحَدٌ الَّذِيْنَ بَايَعُوْا تَحْتَهَا (رَوَاهُ مُسْلِمٌ)

حضرت ام المؤمنین حفصہ[1] رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ہمیں امید ہے کہ اگر اللہ تعالیٰ نے چاہا[2] تو کوئی ایسا شخص جہنم کی آگ میں داخل نہیں ہوگا جو بدر اور حدیبیہ میں حاضر ہوا۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! کیا اللہ تعالیٰ نے فرمایا؟ کہ تم میں سے کوئی شخص نہیں ہے مگر وہ دوزخ کی آگ میں آنے والا ہے[3] (ترجمہ) فرمایا پس تم نے نہیں سنا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: پھر ہم ان لوگوں کو نجات دیں گے جنھوں نے تقویٰ اختیار کیا[4] اور ایک روایت میں ہے: آگ میں داخل نہیں ہوگا، اگر اللہ تعالیٰ نے چاہا۔ اصحاب شجرہ میں سے کوئی بھی جنھوں نے اس درخت کے نیچے بیعت کی[5]

[1] حضرت حفصہ اُمّ المؤمنین اور حضرت امیر المؤمنین عمر بن خطاب کی صاحبزادی ہیں (رضی اللہ تعالیٰ عنہما)
[2] اللہ تعالیٰ کی مشیت کی قید شک کے لیے نہیں بلکہ رغبت اور بارگاہِ الٰہی کے ادب کے لیے ہے۔
[3] یعنی پُل صراط سے گزرتے وقت، مطلب یہ ہے کہ جب دوزخ میں آنا تمام انسانوں کو شامل ہے تو اہلِ بدر و حدیبیہ سے اس کی نفی کس طرح درست ہوگی؟
[4] پس آگ سرد اور سلامتی والی ہو جائیگی۔ جیسے ابراہیم علیہ السلام کے لیے ہوئی تھی یعنی آگ میں داخل ہوں گے اور چمکنے والی بجلی یا آندھی کی طرح گزر جائیں گے اور اس آگ سے انھیں کوئی تکلیف نہیں پہنچے گی۔ یہ مراد ہے داخل ہونے کی نفی سے۔ اور یہ کیفیت متقیوں کے لیے ہوگی۔ اہلِ بدر اور حدیبیہ اس جماعت میں تھے

marfat.com
Marfat.com

داخل ہیں ۔

؎ یہ اصحاب شجرہ کی تفسیر (اور صفت) ہے یہ درخت حدیبیہ میں تھا ۔

۵۹۶۶ وَعَنْ جَابِرٍ قَالَ كُنَّا يَوْمَ الْحُدَيْبِيَّةِ أَلْفًا وَأَرْبَعَ مِائَةٍ قَالَ لَنَا النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْتُمُ الْيَوْمَ خَيْرٌ مِنْ أَهْلِ الْأَرْضِ (مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ)

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم حدیبیہ کے دن چودہ سو تھے؎ ہمیں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم آج روئے زمین کے بہترین لوگ ہو۔ (صحیحین)

؎ ایک روایت میں ہے کہ تیرہ سو تھے ، ان دونوں روایتوں کے درمیان تطبیق شرح (لمعات) میں بیان کی گئی ہے ۔

۵۹۶۷ وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ يَّصْعَدُ الثَّنِيَّةَ ثَنِيَّةَ الْمُرَارِ فَإِنَّهُ يُحَطُّ عَنْهُ مَا حُطَّ عَنْ بَنِيْ إِسْرَائِيْلَ وَكَانَ أَوَّلَ مَنْ صَعِدَهَا خَيْلُنَا خَيْلُ بَنِي الْخَزْرَجِ ثُمَّ تَتَامَّ النَّاسُ فَقَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كُلُّكُمْ مَغْفُوْرٌ لَّهُ إِلَّا صَاحِبَ الْجَمَلِ الْأَحْمَرِ فَأَتَيْنَاهُ فَقُلْنَا تَعَالَ يَسْتَغْفِرْ لَكَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَأَنْ أَجِدَ ضَالَّتِيْ أَحَبُّ إِلَيَّ مِنْ أَنْ يَّسْتَغْفِرَ لِيْ صَاحِبُكُمْ (رَوَاهُ مُسْلِمٌ)

ان ہی سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کون ہے جو پہاڑ کے بلند راستے ثنیۃ المرار؎ پر چڑھے گا؟ اس لیے کہ شان یہ ہے کہ اس سے وہ کچھ کم کیا جائے گا جو بنی اسرائیل سے کم کیا گیا؎ سب سے پہلے جو اس گھاٹی پر چڑھے وہ ہمارے یعنی بنو الخزرج کے گھوڑے تھے ۔ پھر سب لوگ یکے بعد دیگرے آگئے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم سب بخشے ہوئے ہو سوائے سرخ اونٹ والے کے ، ہم اس کے پاس آئے اور کہا: کہ تیرے لیے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دعائے مغفرت فرمائیں ۔ اس نے کہا کہ مجھے اپنی گمشدہ چیز کا پالینا اس سے زیادہ محبوب ہے کہ تمہارے صاحب میرے لیے دعائے مغفرت کریں (مسلم)

وَذُكِرَ حَدِيْثُ أَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِأُبَيِّ بْنِ كَعْبٍ إِنَّ اللهَ أَمَرَنِيْ أَنْ أَقْرَأَ عَلَيْكَ لَمْ يَكُنِ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا فِيْ بَابٍ بَعْدَ فَضَائِلِ الْقُرْآنِ ۔

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ابی بن کعب سے فرمایا: بے شک اللہ تعالیٰ نے مجھے حکم دیا ہے کہ میں تمہیں سورہ لَمْ يَكُنِ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا پڑھ کر سناؤں ، یہ حدیث فضائل قرآن کے بعد والے باب میں ذکر کر دی گئی ہے ۔ ؎

marfat.com
Marfat.com

۱؎ ثَنِیَّۃ" تین نقطوں والی ثاء پر زبر، نون کے نیچے زیر، یاء مشدد، اس کا معنی ہے بلند پہاڑی راستہ، مرار، میم پر پیش، اس پر زبر بھی آئی ہے۔ مکہ معظمہ اور مدینہ منورہ کے درمیان حدیبیہ کے راستے میں ایک جگہ کا نام جہاں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے صحابہ کرام رات کے وقت پہنچے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس گھاٹی پر تیزی سے چڑھنے کی ترغیب دی ظاہر حکمت یہ تھی کہ اہل مکہ کے حال پر آگاہی حاصل کی جائے کہیں وہ کسی جگہ گھات لگائے نہ بیٹھے ہوں کہیں برا منصوبہ بنا کر اپنی ہلاکت کی کوشش نہ کر رہے ہوں اسی طرح کہا گیا ہے۔

۲؎ یہ اشارہ ہے اللہ تعالیٰ کے فرمان کی طرف وَقُوْلُوْا حِطَّۃٌ نَّغْفِرْ لَکُمْ اور کہو ہمارا سوال یہ ہے کہ ہمارے گناہ معاف فرما، ہم تمھیں معاف کر دیں گے۔

واقعہ یہ ہے کہ بنی اسرائیل چالیس سال تک جنگل میں حیران اور سرگرداں رہے۔ بادل ان پر سایہ فگن رہا۔ انھیں مَنّ وسلوٰی عطا کیا گیا۔ اس کے بعد ان کو اس جنگل سے نکالا گیا اور حکم دیا گیا کہ شام کی اریحا نامی بستی میں داخل ہو جاؤ، سجدہ کرو، گناہوں کی معافی کی دعا کرو اور استغفار کرو تاکہ تمھارے گناہ بخش دیئے جائیں لیکن انھوں نے رد و بدل کر دیا اور توبہ و استغفار کی بجائے دنیا کی پسندیدہ اغراض کا مطالبہ کیا تو ان پر عذاب نازل کیا گیا۔ پس بنی اسرائیل سے کم کرنے کا مطلب یہ ہے کہ ان کی مغفرت کا وعدہ کیا گیا۔ پس نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے صحابہ کرام کو فرمایا کہ جو ثنیۃ مرار پر چڑھے گا اس کے گناہ بخش دیئے جائیں گے اور اس سے وہ کچھ کم کر دیا جائے گا جس کے کم کرنے کا وعدہ بنی اسرائیل سے کیا گیا تھا۔

۳؎ یہ حضرت جابر رضی اللہ عنہ کا مقولہ ہے کہ سب سے پہلے بنو خزرج کے گھوڑے چڑھے۔ بنو خزرج انصار کا ایک قبیلہ ہے۔ حضرت جابر بھی اسی قبیلے سے تھے۔ اس سے پہلے بیان کیا جا چکا ہے کہ انصار دو قبیلے تھے (۱) اوس اور (۲) خزرج، یہ دونوں بھائی تھے (ان کی اولاد انھیں کے نام سے پکاری گئی) ثُمَّ تَتَامَّ دونوں تاء مفتوح اور میم مشدد۔

۴؎ اس کا وہی سرخ اونٹ گم ہو گیا تھا یا کوئی اور چیز۔ ظاہر یہ ہے کہ وہ شخص کافر تھا اور اپنے آپ کو منافقت کے ساتھ مسلمانوں میں چھپایا ہوا تھا۔

۵؎ صاحب مصابیح نے یہ حدیث اس فصل میں ذکر کی ہے۔ صاحب مشکوٰۃ شریف نے ذکر قرآن کی وجہ سے اس جگہ ذکر کرنا مناسب سمجھا۔

الفصل الثانی

دوسری فصل

۵۹۶۸/۲۵ عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ اقْتَدُوْا بِالَّذِیْنَ

حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ہمارے بعد

marfat.com
Marfat.com

مِنْ بَعْدِیْ مِنْ اَصْحَابِیْ اَبِیْ بَکْرٍ وَّعُمَرَ وَاهْتَدُوْا بِهَدْیِ عَمَّارٍ وَتَمَسَّکُوْا بِعَهْدِ ابْنِ اُمِّ عَبْدٍ وَفِیْ رِوَایَةِ حُذَیْفَةَ مَا حَدَّثَکُمْ ابْنُ مَسْعُوْدٍ فَصَدِّقُوْهُ بَدْلَ وَ تَمَسَّکُوْا بِعَهْدِ ابْنِ اُمِّ عَبْدٍ
(رَوَاهُ التِّرْمِذِیُّ)

ہمارے دو صحابیوں، ابو بکر اور عمر کی پیروی کرو[1] اور عمار کی سیرت کو اختیار کرو[2] اور ابن ام عبد[3] کے انداز کو مضبوطی سے پکڑو۔ حضرت حذیفہ کی روایت میں ابن ام عبد کے انداز کو مضبوطی سے پکڑو کی بجائے یہ ہے کہ تمھیں جو کچھ ابن مسعود بیان کریں[4] اس کی تصدیق کرو (ترمذی)

[1] جو ہمارے بعد خلیفہ ہوں گے۔

[2] اِهْتَدُوْا دال پر پیش، اس میں اشارہ ہے۔ حضرت امیر المومنین علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی خلافت کی طرف (کیونکہ اختلافِ صحابہ کے وقت حضرت عمار بن یاسر، حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے ساتھ تھے ۱۲ اشرف قادری)

[3] یعنی حضرت عبد اللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ، اُمِّ عبد ان کی والدہ کی کنیت ہے۔ جیسے اس سے پہلے بیان ہوا۔

[4] دین کے امور اور احکام بیان کریں تو ان کی تصدیق کرو اور انھیں سچا جانو۔ علماء فرماتے ہیں کہ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے جو بیان فرمایا وہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی خلافت ہے۔ مروی ہے کہ انھوں نے فرمایا: ہم اس شخصیت کو مؤخر نہیں کر سکتے جسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے (نماز پڑھانے کے لیے) آگے کیا۔ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بھی ایسی ہی روایت مروی ہے۔

٥٩٦٩/۲۶ وَعَنْ عَلِیٍّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ لَوْ کُنْتُ مُؤَمِّرًا اَحَدًا مِّنْ غَیْرِ مَشْوَرَةٍ لَاَمَّرْتُ عَلَیْهِمْ ابْنَ اُمِّ عَبْدٍ
(رَوَاهُ التِّرْمِذِیُّ وَابْنُ مَاجَةَ)

حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اگر ہم کسی کو بغیر مشورے کے امیر بناتے تو ہم ان لوگوں پر ابنِ اُمِّ عبد کو امیر بناتے[1]
(ترمذی، ابنِ ماجہ)

[1] یعنی انھیں امیر بنانے میں مشورے اور سوچ بچار کی ضرورت نہیں ہے۔ شارحین کہتے ہیں کہ ابنِ اُمِّ مسعود رضی اللہ عنہ کو کسی معین لشکر یا نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات میں کسی معاملے کا امیر بنانا مُراد ہے۔ ورنہ آپ کے بعد خلافت قریش کے ساتھ مخصوص ہے اور ابن مسعود رضی اللہ عنہ قریشی نہیں ہیں۔

٥٩٧٠/۲۷ وَعَنْ خَیْثَمَةَ بْنِ اَبِیْ سَبْرَةَ قَالَ اَتَیْتُ الْمَدِیْنَةَ فَسَاَلْتُ اللّٰهَ اَنْ

حضرت خیثمہ ابن ابی سبرہ[1] سے روایت ہے کہ میں مدینہ منورہ آیا تو میں نے اللہ تعالیٰ سے دعا مانگی

marfat.com
Marfat.com

يُيَسِّرَ لِي جَلِيسًا صَالِحًا فَيَسَّرَ لِي أَبَا هُرَيْرَةَ فَجَلَسْتُ إِلَيْهِ فَقُلْتُ إِنِّي سَأَلْتُ اللّٰهَ أَنْ يُيَسِّرَ لِي جَلِيسًا صَالِحًا فَيَسَّرَ لِي فَوُفِّقْتَ لِي فَقَالَ مِنْ أَيْنَ أَنْتَ قُلْتُ مِنْ أَهْلِ الْكُوفَةِ جِئْتُ أَلْتَمِسُ الْخَيْرَ وَأَطْلُبُهُ فَقَالَ أَلَيْسَ فِيكُمْ سَعْدُ بْنُ مَالِكٍ مُجَابُ الدَّعْوَةِ وَابْنُ مَسْعُودٍ صَاحِبُ طَهُورِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَنَعْلَيْهِ وَحُذَيْفَةُ صَاحِبُ سِرِّ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَعَمَّارُ الَّذِي أَجَارَهُ اللّٰهُ مِنَ الشَّيْطَانِ عَلَى لِسَانِ نَبِيِّهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَسَلْمَانُ صَاحِبُ الْكِتَابَيْنِ يَعْنِي الْإِنْجِيلَ وَالْقُرْآنَ

(رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ)

کہ مجھے اچھا ہم نشیں میسر فرمائے تو اللہ تعالیٰ نے مجھے حضرت ابوہریرہ میسر فرمائے۔ میں ان کے پاس بیٹھا اور عرض کیا کہ میں نے اللہ تعالیٰ سے دعا مانگی تھی کہ مجھے اچھا ہم نشیں عطا فرمائے تو آپ کو میسر کر دیا اور آپ میرے لیے موافق کر دیئے گئے[۲] انھوں نے فرمایا تم کہاں سے ہو؟ میں نے عرض کیا کہ میں اہل کوفہ میں سے ہوں۔ میں نیکی کی طلب اور تلاش میں آیا ہوں[۳] فرمایا کیا تم میں یہ حضرات نہیں ہیں؟ سعد بن مالک[۴] جو مستجاب الدعوات ہیں اور ابن مسعود جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے وضو کے پانی کا اہتمام کیا کرتے تھے[۵] اور صاحب نعلین تھے[۶] اور حضرت حذیفہ جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صاحب راز تھے[۷] اور عمار جن کو اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان پر شیطان سے پناہ دی[۸] اور دو کتابوں یعنی انجیل اور قرآن والے سلمان فارسی[۹] رضی اللہ تعالیٰ عنہم (ترمذی)

[۱] خیثمہ نقطے والی خاء، یا ساکن اور تین نقطے والی ثاء پر زبر ابن ابی سبرہ بے نقطہ سین پر زبر، باء ساکن، اکابر اور ثقہ تابعین میں سے ہیں۔

[۲] وُفِّقْتَ فاء کی تخفیف کے ساتھ، صیغہ مجہول، وَفْقٌ سے ہے جس کا معنی ہے موافق واقع ہونا، بعض نسخوں میں فَيَسَّرَ لِي نہیں ہے۔

[۳] اپنی ذات کے لیے

[۴] حضرت سعد بن ابی وقاص مراد ہیں۔ ان کے والد ابو وقاص کا نام مالک ہے۔

[۵] آپ کے وضو کا پانی ان کے حوالے تھا اور وہ پانی مہیا رکھتے تھے اور حاضر کرتے تھے۔ طَهور طاء پر زبر، اس کا معنی ہے پاک کرنے والا یعنی پانی اور طُهور طاء کے پیش کے ساتھ، اس کا معنی طہارت ہے۔

[۶] نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے نعلین مبارک بحفاظت رکھتے تھے (اور بوقت ضرورت پیش کر دیتے تھے۔

[۷] ان کے پاس منافقوں کا علم تھا۔

marfat.com
Marfat.com

ؔ۸ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا تھا کہ اللہ تعالیٰ نے عمار کو شیطان اور اس کی پیروی سے محفوظ فرمایا ہے۔

ؔ۹ کیونکہ وہ انجیل پڑھ کر اس پر ایمان لائے تھے اس کے بعد حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور قرآنِ پاک پڑھا۔ بعض علماء کہتے ہیں کہ انھوں نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی زیارت کی تھی۔ مشہور یہ ہے کہ ان کی عمر تین سو سال تھی۔ صحیح یہ ہے کہ ان کی عمر اڑھائی سو سال تھی واللہ تعالیٰ اعلم۔ ان کا لقب سلمان الخیر ہے ان کے والد کا نام معلوم نہیں ہے۔ جب ان سے والد کے بارے میں پوچھا جاتا تو فرماتے میں اسلام کا بیٹا ہوں۔ رضی اللہ عنہ

۵۹۷۱/۳۸ وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ نِعْمَ الرَّجُلُ اَبُوْبَکْرٍ نِعْمَ الرَّجُلُ عُمَرُ نِعْمَ الرَّجُلُ اَبُوْعُبَیْدَةَ بْنُ الْجَرَّاحِ نِعْمَ الرَّجُلُ اُسَیْدُ بْنُ الْحُضَیْرِ نِعْمَ الرَّجُلُ ثَابِتُ بْنُ قَیْسِ بْنِ شَمَّاسٍ نِعْمَ الرَّجُلُ مُعَاذُ بْنُ عَمْرِو بْنِ الْجَمُوْحِ (رَوَاهُ التِّرْمِذِیُّ وَقَالَ هٰذَا حَدِیْثٌ غَرِیْبٌ)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اچھے مرد ہیں ابوبکر، اچھے مرد ہیں عمر، اچھے مرد ہیں ابوعبیدہ ابن الجراح، اچھے مرد ہیں اسید بن حضیر[۱]، اچھے مرد ہیں ثابت بن قیس، اچھے مرد ہیں معاذ بن جبیل اچھے مرد ہیں معاذ بن عمرو بن الجموح[۲] (ترمذی) انھوں نے فرمایا کہ یہ حدیث غریب ہے۔

ؔ۱ اُسید ہمزے پر پیش، سین پر زبر، علماء نے ہمزے پر زبر اور سین کے نیچے زیر کے ساتھ بھی بیان کیا ہے۔ ابنِ حضیر بے نقطہ حاء پر پیش اور نقطے والی ضاد پر زبر۔

ؔ۲ معاذ بن عمرو بن الجموح، جیم پر زبر اور بے نقطہ حاء کے ساتھ، انصاری صحابی ہیں۔ بیعتِ عقبہ اولیٰ میں حاضر ہوئے۔ غالباً یہ اکابر صحابہ مہاجرین اور انصار ایک مجلس میں حاضر تھے اس لیے ان میں سے ہر ایک کو مدح و ثنا سے مشرف فرمایا یا ان حضرات کو جمع کرنے کی کوئی دوسری تقریب (مناسبت) ہوگی۔

۵۹۷۲/۳۹ وَعَنْ اَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ الْجَنَّةَ تَشْتَاقُ اِلٰی ثَلٰثَةٍ عَلِیٍّ وَعَمَّارٍ وَسَلْمَانَ (رَوَاهُ التِّرْمِذِیُّ)

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: بیشک جنت تین افراد کی مشتاق ہے (۱) علی مرتضیٰ (۲) عمار اور (۳) سلمان[۱] (ترمذی)

ؔ۱ مقصد ان تین حضرات کے جنتی ہونے کی اس حد تک تاکید اور اس میں مبالغہ ہے کہ جنت ان کی مشتاق اور ان کے لیے بے تاب ہے کہ کب یہ اس میں آئیں۔ بعض علماء کہتے ہیں کہ اہلِ جنت یعنی فرشتوں اور حور و غلمان کا شوق مراد ہے۔

۵۹۷۳/۴۰ وَعَنْ عَلِیٍّ قَالَ اسْتَاْذَنَ عَمَّارٌ

حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے

marfat.com
Marfat.com

عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ ائْذِنُوْا لَهٗ مَرْحَبًا بِالطَّيِّبِ الْمُطَيَّبِ (رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ)

کہ عمار بن یاسر نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہونے کی اجازت طلب کی، آپ نے فرمایا انھیں اجازت دو - پاکیزہ اور پاک کیے ہوئے کو خوش آمدید[1] (ترمذی)

[1] وہ شخص جو اپنی ذات کے اعتبار سے پاک ہے اور اسے تہذیب صفات و اخلاق سے پاک کیا گیا ہے -

۵۹۷۴/۴۱ وَعَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا خُيِّرَ عَمَّارٌ بَيْنَ الْاَمْرَيْنِ اِلَّا اخْتَارَ اَشَدَّهُمَا (رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: عمار بن یاسر کو جب بھی دو کاموں میں اختیار دیا گیا تو انھوں نے ان دونوں میں سے وہ کام اختیار کیا جو ان کے لیے سخت ترین تھا[1] (ترمذی)

[1] یعنی وہ کام جس میں احتیاط اور فضیلت زیادہ ہوتی جیسے کہ قرب اور طاعت کے راستے کے سالکوں کا طریقہ ہے - نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جو آسان اور رخصت والا کام اختیار کرتے تھے تو اس کے لیے کہ آپ امت کو سہولت اور آسانی عطا فرمانا چاہتے تھے - بعض نسخوں میں ہے اَرْشَدَهُمَا یہ رشد و ہدایت سے مشتق ہے - معنی یہ کہ عمار اس کام کو اختیار کرتے ہیں جو زیادہ ہدایت والا ہوتا ہے - یہ پہلے معنی کے قریب ہے

۵۹۷۵/۴۲ وَعَنْ اَنَسٍ قَالَ لَمَّا حُمِلَتْ جَنَازَةُ سَعْدِ بْنِ مُعَاذٍ قَالَ الْمُنَافِقُوْنَ مَا اَخَفَّ جَنَازَتَهٗ وَذٰلِكَ لِحُكْمِهٖ فِيْ بَنِيْ قُرَيْظَةَ فَبَلَغَ ذٰلِكَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ اِنَّ الْمَلٰٓئِكَةَ كَانَتْ تَحْمِلُهٗ (رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ)

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب حضرت سعد بن معاذ کا جنازہ اٹھایا گیا تو منافقین نے کہا کہ ان کا جنازہ کتنا ہلکا ہے؟ اور یہ اس لیے ہے کہ انھوں نے بنو قریظہ کے بارے میں حکم کیا تھا، یہ بات نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو پہنچی تو آپ نے فرمایا بے شک فرشتے انھیں اٹھائے ہوئے تھے[1] (ترمذی)

[1] بنو قریظہ یہودیوں کا ایک قبیلہ ہے ان کا واقعہ یہ ہے کہ یہ قبیلہ حضرت سعد بن معاذ کی امان اور ان کے معاہدہ میں تھا - یہ لوگ ان کے عہد میں قلعے سے نیچے آ گئے - نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت سعد کو کہا کہ آپ ان کے بارے میں کیا فیصلہ کرتے ہیں انھوں نے عرض کیا کہ ان کے مردوں کو قتل کر دیا جائے اور ان کی عورتوں اور بچوں کو قیدی بنا لیا جائے - نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اسی پر عمل فرمایا اور سعد بن معاذ کو فرمایا: آپ نے وہی فیصلہ کیا ہے جو اللہ تعالیٰ نے ساتوں آسمانوں کے اوپر سے کیا ہے -

marfat.com
Marfat.com

منافقوں کو بات کرنے کا موقع مل گیا انھوں نے زبان طعن دراز کی اور کہا کہ ان کے جنازے کے ہلکا ہونے کی وجہ یہ ہے کہ انھوں نے یہ ناحق فیصلہ کیا تھا، یہ ان کی بکواس تھی۔ جنازے کے ہلکا ہونے کی اس بات سے کیا مناسبت ہے؟ (وجہ وہ تھی جو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے بیان فرمائی ۱۲ اشرف قادری) آپ نے خبر دی کہ ستر ہزار فرشتے سعد کے جنازہ پر حاضر ہوئے۔

۵۹۷۶ / ۴۲ وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ مَا اَظَلَّتِ الْخَضْرَآءُ وَلَا اَقَلَّتِ الْغَبْرَآءُ اَصْدَقَ مِنْ اَبِیْ ذَرٍّ (رَوَاهُ التِّرْمِذِیُّ)

حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا کہ نیلگوں آسمان نے ابوذر غفاری سے زیادہ سچے شخص پر سایہ نہیں ڈالا اور گرد آلود زمین نے کسی ایسے شخص کو نہیں اٹھایا[۱] (ترمذی)

[۱] حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ اکابر صحابہ اور اصحاب فقر و تجرید و زہد میں سے تھے۔ ان کے حالات اس کتاب کے بعض مقامات پر لکھے گئے ہوں گے۔ شارحین کہتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان بطور مبالغہ ہے یا انبیاء کرام اور ان صحابہ کرام کے ماسوا کے ساتھ مخصوص ہے جو ان سے زیادہ فضیلت رکھنے والے ہیں۔

۵۹۷۷ / ۴۳ وَعَنْ اَبِیْ ذَرٍّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا اَظَلَّتِ الْخَضْرَآءُ وَلَا اَقَلَّتِ الْغَبْرَآءُ مِنْ ذِیْ لَهْجَةٍ اَصْدَقَ وَلَا اَوْفٰی مِنْ اَبِیْ ذَرٍّ شِبْهِ عِيْسَى ابْنِ مَرْيَمَ يَعْنِیْ فِی الزُّهْدِ (رَوَاهُ التِّرْمِذِیُّ)

حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ آسمان نے سایہ نہیں ڈالا اور زمین نے نہیں اٹھایا ایسے صاحب زبان کو جو ابوذر سے زیادہ سچا اور صاف گو[۱] ہو۔ ابوذر، عیسیٰ ابن مریم کے مشابہ ہیں یعنی زہد میں[۲] (ترمذی)

[۱] کیونکہ وہ حق بات کہنے میں کسی چشم پوشی اور مداہنت سے کام نہیں لیتے اور حق بات کہہ دیتے ہیں، اگرچہ تلخ ہو جیسے کہ ان کے احوال میں مذکور ہے۔ لَهْجَةٍ لام پر زبر اور ہا ساکن، اس کا معنی زبان ہے مِنْ اَبِیْ ذَرٍّ متعلق ہے اَصْدَقَ اور اَوْفٰی دونوں سے۔

[۲] حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ کے مذہب میں مال کا ذخیرہ کرنا حرام تھا اگرچہ آدمی حق زکوٰۃ ادا کرے یہ الفاظ يَعْنِیْ فِی الزُّهْدِ راوی کے الفاظ ہیں اور مصابیح میں مذکور نہیں ہے۔

۵۹۷۸ / ۴۴ وَعَنْ مُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ لَمَّا حَضَرَهُ الْمَوْتُ قَالَ الْتَمِسُوا الْعِلْمَ عِنْدَ اَرْبَعَةٍ

حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب ان کی وفات کا وقت آیا تو انھوں نے فرمایا:

marfat.com
Marfat.com

عِنْدَ عُوَيْمِرٍ اَبِی الدَّرْدَآءِ وَعِنْدَ سَلْمَانَ وَعِنْدَ ابْنِ مَسْعُوْدٍ وَعِنْدَ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ سَلَامِ الَّذِیْ كَانَ يَهُوْدِيًّا فَاَسْلَمَ فَاِنِّیْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ اِنَّهٗ عَاشِرُ عَشَرَةٍ فِی الْجَنَّةِ (رَوَاهُ التِّرْمِذِیُّ)

چار حضرات سے علم طلب کرو (۱) عویمر بن ابو الدرداء[۱] (۲) سلمان[۲] (۳) ابن مسعود[۳] (۴) عبد اللہ ابن سلام جو یہودی تھے پھر اسلام لے آئے تھے[۴] اس لیے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا کہ وہ جنت میں دس افراد میں سے دسویں ہیں[۵] (ترمذی)

۱ عُوَیمر عین پر پیش، واؤ پر زبر (میم کے نیچے زیر) اور آخر میں راء ابی الدرداء ان کا نام عویمر ہے اور ابو الدرداء کی کنیت سے مشہور ہوئے۔ یہ کنیت ان کی بیٹی کی نسبت سے ہے جن کا نام درداء ہے حضرت ابو الدرداء انصاری خزرجی ہیں۔ فقیہ، عالم، زاہد اور اہلِ صُفّہ کے حکیم تھے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے انھیں اور حضرت سلمان فارسی کو بھائی بنایا تھا۔

۲ سلمان فارسی رضی اللہ عنہ کے مناقب مشہور ہیں اور اس سے پہلے بیان کیے جا چکے ہیں۔

۳ حضرت ابنِ مسعود کے مناقب بیان کرنے کی حاجت نہیں ہے (اس لیے کہ مشہور و معروف ہیں اور اس سے پہلے بیان کیے جا چکے ہیں۔

۴ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی مدینہ طیبہ تشریف آوری کے پہلے دن اسلام لائے۔ تورات کے پڑھنے کی بناء پر پہلے سے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں علم و معرفت رکھتے تھے اور آپ کی زیارت کے مشتاق تھے۔ ؎

عمرہا بود کہ مشتاقِ لقایت بودم
لاجرم روئے ترا دیدم و از جا رفتم

(میں مدتوں سے آپ کی زیارت کا شوق رکھتا تھا، لازمی بات ہے کہ میں نے آپ کا چہرۂ انور دیکھا تو بے خود ہو گیا۔)

۵ یعنی دس جنتی افراد میں سے دسویں کی مانند ہیں۔ یہ تاویل اس لیے کی کہ وہ عشرہ مبشرہ میں سے نہیں ہیں۔ اسی طرح علامہ طیبی نے فرمایا۔ ان کی اس تقریر سے ظاہر ہوتا ہے کہ انھوں نے فِی الْجَنَّةِ کو عَشَرَةٍ کی صفت قرار دیا ہے اور عشرۃ سے عشرہ مبشرہ مراد لیے ہیں۔ عبارت سے ظاہر یہ ہے کہ وہ جنت میں داخل ہونے والے دسویں ہوں گے۔ ان سے پہلے صرف نو جنتی داخل ہوں گے۔ یہ بھی ہو سکتا ہے کہ وہ جس جماعت کے ساتھ جنت میں داخل ہوں گے وہ دسویں جماعت ہو گی۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

۵۹۷۹/۴۶ وَعَنْ حُذَيْفَةَ قَالَ قَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ لَوِ اسْتَخْلَفْتَ قَالَ اِذَا اسْتَخْلَفْتُ

حضرت حذیفہ ابن الیمان رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ

marfat.com
Marfat.com

عَلَيْكُمْ فَعَصَيْتُمُوْهُ عُذِّبْتُمْ وَلٰكِنْ مَا حَدَّثَكُمْ حُذَيْفَةُ فَصَدِّقُوْهُ وَمَا اَقْرَاَكُمْ عَبْدُ اللّٰهِ فَاقْرَءُوْهُ
(رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ)

کتنا اچھا ہوتا کہ آپ کسی کو خلیفہ بنا دیتے ۔ آپ نے فرمایا : اگر ہم کسی کو تم پر خلیفہ مقرر کر دیتے اور تم اس کی نافرمانی کرتے ۱؎ تو تمھیں عذاب دیا جاتا ، لیکن تمھیں جو کچھ حذیفہ بیان کریں اس کی تصدیق کرو ۲؎ اور تمھیں جو کچھ عبد اللہ ابن مسعود پڑھائیں اسے پڑھو ۳؎
(ترمذی)

۱؎ تم اس کی اطاعت نہ کرتے ، اس کی خدمت کو قبول نہ کرتے اور ان کی مخالفت کرتے تو تمھیں عذاب دیا جاتا ۔

۲؎ اور انھیں سچا جانو

۳؎ شارحین نے اس کا مطلب اس طرح بیان کیا ہے کہ گویا نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تمھارے لیے یہ ضروری اور اہم نہیں ہے کہ ہم سے خلیفہ بنانے کا سوال کرو کیونکہ تم جس شخص کو خلافت کا اہل سمجھو گے ، تمھارے اجماع اور اتفاق سے وہ خلیفہ بن جائے گا ۔ علاوہ ازیں تخصیص کے ساتھ کسی کو خلیفہ مقرر کرنے سے مانع موجود ہے ۔ تمھارے لیے ضروری یہ ہے کہ تم کتاب و سنت پر عمل کرو اور انھیں مضبوطی سے تھام لو ۔ اس سلسلے میں خاص طور پر حضرت حذیفہ اور ابن مسعود کا ذکر فرمایا ۔ اس میں اشارہ ہے کہ علم اور یقین میں انھیں بڑا مرتبہ اور بڑی فضیلت حاصل ہے ۔ نیز منافقت سے اجتناب کا علم ہے ۔ یہ علم حضرت حذیفہ کے پاس تھا کیونکہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے محرم راز تھے اور انھیں منافقین کا علم تھا اور ان احکام کا علم تھا جن کی تعمیل کرنی چاہیے ۔ یہ علم حضرت ابن مسعود کے پاس تھا ، کیونکہ ان کے بارے میں ارشاد فرمایا رَضِيْتُ لِاُمَّتِيْ مَا رَضِيَ بِهٖ اِبْنُ اُمِّ عَبْدٍ ہم اپنی امت کے لیے اس چیز پر راضی ہیں جس پر ابن ام عبد یعنی عبد اللہ ابن مسعود راضی ہیں ۔ یہ بھی فرمایا تَمَسَّكُوْا بِعَهْدِ ابْنِ اُمِّ عَبْدٍ ابن مسعود کی نصیحت کو مضبوطی سے پکڑو ۔ شارحین فرماتے ہیں کہ اس حدیث اور اس فصل کی پہلی حدیث میں حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کو خلیفہ بنانے کا بیان بھی ہے کیونکہ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابو بکر صدیق کو ہمارے دین کے کام یعنی نماز کے کام میں آگے کیا تو ہم انھیں اپنی دنیا کے کام (خلافت) میں پیچھے نہیں کریں گے ۔

۵۹۰۰ وَعَنْهُ قَالَ مَا اَحَدٌ مِّنَ النَّاسِ تُدْرِكُهُ الْفِتْنَةُ اِلَّا اَنَا اَخَافُهَا عَلَيْهِ اِلَّا مُحَمَّدُ بْنُ مَسْلَمَةَ فَاِنِّيْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ لَا تَضُرُّكَ الْفِتْنَةُ (رَوَاهُ اَبُوْدَاؤدَ)

حضرت حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہی روایت ہے کہ انھوں نے فرمایا کہ جس شخص کو بھی فتنہ لاحق ہو مجھے خوف ہے کہ فتنہ اس میں اثر کر جائے گا سوائے محمد بن مسلمہ ۱؎ کے ، کیونکہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا کہ تمھیں فتنہ نقصان نہیں

marfat.com
Marfat.com

وَسَكَتَ عَنْهُ وَاَقَرَّهٗ عَبْدُ الْعَظِيْمِ الْمُنْذِرِيُّ ۔

دے گا۔ اس حدیث کو امام ابوداؤد نے روایت کیا اور اس کے بارے میں خاموشی اختیار کی [۲] شیخ عبدالعظیم منذری [۳] نے اس حدیث کو برقرار رکھا۔

۱ محمد بن مسلمہ میم پر زبر، سین ساکن اور لام پر زبر، انصاری خزرجی اور اشہلی ہیں۔ تبوک کے علاوہ تمام غزوات میں حاضر ہوئے۔ بعض علماء کہتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں تبوک کے موقع پر خلیفہ مقرر کیا وہ فضلائے صحابہ میں سے تھے۔ حضرت مصعب بن عمیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہاتھ پر مدینہ منورہ میں اسلام لائے اور سن ۴۳۔ ۴۶ یا ۴۷ھ میں انتقال کیا۔ فتنے کے دنوں میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم کے مطابق گوشہ نشینی اختیار کی اور فتنے کے نقصان اور شر سے محفوظ رہے۔

۲ یعنی اس پر طعن نہیں کیا، اگرچہ اسے صحیح یا حسن بھی قرار نہیں دیا۔ محدثین کا اس میں اختلاف ہے کہ جس حدیث کے بارے میں امام ابوداؤد نے سکوت کیا ہے وہ صحیح ہے یا حسن ہے یا ضعیف قابلِ استدلال ہے جیسے کہ اپنی جگہ مذکور ہے۔

۳ جو علماء محدثین میں سے ہیں۔ دراصل مشکوٰۃ شریف میں یہ جگہ خالی تھی۔ حاشیہ میں یہ عبارت علامہ جزری کی لکھی ہوئی ہے۔

٥٩٨١ وَعَنْ عَائِشَةَ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَاٰى فِيْ بَيْتِ الزُّبَيْرِ مِصْبَاحًا فَقَالَ يَا عَائِشَةُ مَا اُرٰى اَسْمَاءَ اِلَّا قَدْ نُفِسَتْ وَلَا تُسَمُّوْهُ حَتّٰى اُسَمِّيَهٗ فَسَمَّاهُ عَبْدَ اللّٰهِ وَحَنَّكَهٗ بِتَمْرَةٍ بِيَدِهٖ (رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ)

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے زبیر بن عوام [۱] کے گھر میں چراغ دیکھا۔ آپ نے فرمایا اے عائشہ! ہمارا گمان ہے کہ اسماء کے ہاں بچہ پیدا ہوا ہے [۲] تم اس کا نام نہ رکھنا، ہم اس کا نام رکھیں گے۔ چنانچہ آپ نے ان کا نام عبداللہ رکھا [۳] اور اپنے دستِ اقدس سے انہیں کھجور کے ساتھ گھٹی دی [۴]۔ (ترمذی)

۱ حضرت زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ عشرہ مبشرہ میں سے ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پھوپھی کے بیٹے، حضرت ابوبکر صدیق کے داماد اور حضرت اسماء بنت ابی بکر کے شوہر ہیں (رضی اللہ تعالیٰ عنہم)۔

۲ یعنی اس وقت چراغ کا جلانا اس بات کی علامت ہے کہ اسماء جو حاملہ تھیں ان کے ہاں بچہ پیدا ہوا ہے نُفِسَتْ نون پر پیش، فاء کے نیچے زیر، صیغہ مجہول نون کی زبر کے ساتھ بھی شارحین نے لکھا ہے۔ صراح میں ہے نِفَاسٌ عورت کا بچہ جننا (زچگی)

ﷺ یہ عبد اللہ ابن زبیر رضی اللہ عنہما مشہور صحابی ہیں۔ ان کے مناقب اور واقعات مشہور و معروف ہیں۔ وہ ہجرت کے بعد مہاجرین کے ہاں پیدا ہونے والے پہلے فرد ہیں۔

ﷺ تَحْنِیْكٌ کھجور یا کسی اور چیز کو چبا کر نومولود بچے کے تالو میں لگانا اور یہ سنت ہے۔

۵۹۸۲/۴۹ وَعَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ اَبِیْ عَمِیْرَةَ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِنَّهٗ قَالَ لِمُعَاوِیَةَ اَللّٰهُمَّ اجْعَلْهُ هَادِیًا مَّهْدِیًّا وَّاهْدِ بِهٖ (رَوَاهُ التِّرْمِذِیُّ)

حضرت عبدالرحمٰن بن ابی عمیرہؓ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے امیر معاویہ کے بارے میں دعا مانگی: اے اللہ انھیں ہدایت دینے والا اور ہدایت دیا ہوا بنا اور ان کے ذریعے لوگوں کو ہدایت عطا فرما۔ (ترمذی)

لہ عبدالرحمٰن بن ابی عمیرہ میں پر زبر، میم کے نیچے زیر اور یاء ساکن، مضطرب الحدیث صحابہ میں سے ہونا ثابت نہیں ہے۔ بعض نے کہا کہ صحابی ہیں۔ امام ترمذی نے ان سے یہی ایک حدیث روایت کی ہے۔

لہ یاد رہے کہ امام سیوطی اور صاحب سفر السعادۃ فرماتے ہیں کہ محدثین کہتے ہیں کہ امیر معاویہ کے فضائل میں کوئی حدیث صحیح نہیں ہے۔ جامع الاصول میں ہے کہ جو چیز ثابت ہے وہ یہ ہے کہ انھوں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے کچھ لکھا ہے۔ وحی کی کتابت ثابت نہیں ہے۔ البتہ ان کی شان میں ایک حدیث وارد ہے جسے امام احمد نے مسند میں روایت کیا ہے۔ حضرت عرباض بن ساریہ فرماتے ہیں: میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو دعا کرتے ہوئے سنا: اے اللہ! معاویہ کو لکھنا اور حساب سکھا دے اور ان کو عذاب سے محفوظ فرما (اَللّٰهُمَّ عَلِّمْ مُعَاوِیَةَ الْكِتَابَ وَالْحِسَابَ وَقِهِ الْعَذَابَ) اس حدیث کے متعدد طرق ہیں۔ بعض روایات میں ان کلمات کا اضافہ ہے: وَمَكِّنْ لَهٗ فِی الْبِلَادِ اور انھیں شہروں میں قیام اور قدرت عطا فرما۔ تمکین کا معنی ہے کسی جگہ پاؤں رکھنا۔ اس کے علاوہ یہ حدیث ہے یَا مُعَاوِیَةُ اِذَا مَلَكْتَ فَاسْجَحْ اے معاویہ جب تم مالک اور بادشاہ بن جاؤ تو لوگوں سے نرمی برتنا، ان پر سختی نہ کرنا اور ایک روایت میں ہے فَاَحْسِنْ تو لوگوں پر احسان کرنا اور ان سب سے اوپر یہ حدیث ہے جسے امام ترمذی نے امام عبدالرحمٰن ابن ابی عمیرہ سے روایت کیا ہے۔ علماء نے فرمایا ہے کہ ان احادیث میں سے کوئی بھی درجہ صحت کو نہیں پہنچی۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مخفی نہ رہے کہ ہدایت کا معنی راستہ دکھانا ہے اور یہ علم کی فرع ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے تمام صحابہ دین کے احکام اور اوامر و نواہی کے عالم تھے۔ اگرچہ اس علم میں ان کے درجات مختلف تھے۔ حدیث شریف (اَصْحَابِیْ كَالنُّجُوْمِ بِاَیِّهِمُ اقْتَدَیْتُمُ اهْتَدَیْتُمْ)، ہمارے صحابہ ستاروں کی طرح ہیں تم ان میں سے جس کی پیروی کرو گے ہدایت پا جاؤ گے کا اسی پر مدار ہے۔ اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ ہر جگہ (اور ہر مسئلے) میں ہدایت دینے والے اور ہدایت یافتہ ہوں۔ ان کا یہ وصف اس مسئلے کے ماسوا میں ہوگا۔

marfat.com
Marfat.com

جہاں انھوں نے خطا کی ہو اور حق ان کے ہاتھ نہ آیا ہو اور فتنہ وابتلاء میں واقع ہو کر راہِ ہدایت سے برگشتہ نہ ہوگئے ہوں۔ اس واقعے کے علاوہ وہ صاحبِ علم بھی ہیں اور صاحبِ ہدایت بھی جیسے کہ مخفی نہیں ہے۔ یہ بات حق ہے۔ برخلاف دونوں طرف (سُنی اور شیعہ) کے متعصبین کے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

۵۹۸۳ / ۵۰ وَعَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَسْلَمَ النَّاسُ وَاٰمَنَ عَمْرُو بْنُ الْعَاصِ (رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ هٰذَا حَدِيْثٌ غَرِيْبٌ وَلَيْسَ اِسْنَادُهٗ بِالْقَوِيِّ)

حضرت عقبہ بن عامر[1] رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: لوگ[2] اسلام لائے اور عمرو بن عاص ایمان لائے (ترمذی) انھوں نے فرمایا کہ یہ حدیث غریب ہے اور اس کی سند قوی نہیں ہے۔

[1] حضرت عقبہ بن عامر صحابی ہیں۔ حضرت امیر معاویہ نے اپنے بھائی عتبہ بن ابی سفیان کو معزول کر کے انھیں مصر کا والی مقرر کیا۔ اس کے بعد انھیں بھی معزول کر دیا ۵۸ھ میں ان کا انتقال ہوا۔ انھوں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی، ان سے حضرت جابر، ابن عباس اور کثیر تابعین نے روایت کی۔ اسی طرح جامع الاصول میں ہے۔ ذہبی نے کاشف میں ان کے بارے میں کہا کہ: کبیر صحابی تھے۔ امیر، شریف، فصیح، قراءت کے استاد، علم میراث کے ماہر اور شاعر تھے۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

[2] ناس (لوگوں) سے مراد مکہ معظمہ کے وہ لوگ ہیں جو فتح مکہ کے دن جبراً قہراً اسلام لائے۔ اس کے بعد جسے اللہ تعالیٰ کو منظور صحیح ایمان حاصل ہو گیا۔ ان میں سے عمرو بن عاص اطاعت اور رغبت کے ساتھ ایمان لائے اور حبشہ سے مدینہ منورہ کی طرف ہجرت کی۔ حضرت نجاشی (شاہِ حبشہ) نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کا اقرار کیا تو اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے ان کے دل میں ایمان ڈال دیا۔ پس کسی کی طرف کے بغیر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف متوجہ ہوئے اور ڈرتے ہوئے مدینہ منورہ آئے اور ایمان لائے۔ اسلام لانے سے پہلے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی عداوت میں زور شور سے حصہ لیتے تھے۔ ان کی ایمان کے ساتھ تخصیص اور دوسرے لوگوں کی طرف اسلام کی نسبت اس اعتبار سے ہے جب انھوں نے ایمان لانے کا ارادہ کیا تو بیعت سے ہاتھ کھینچ لیا۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے عمرو! تم نے ہاتھ کیوں کھینچ لیا ہے؟ کہنے لگے یا رسول اللہ! میری ایک شرط ہے آپ نے فرمایا وہ کیا ہے؟ عرض کیا کہ میں اس شرط پر ایمان لاتا ہوں کہ میں نے اس سے پہلے جو گناہ کیے ہیں وہ سب بخش دیئے جائیں۔ فرمایا عمرو! تم نہیں جانتے؟ کہ اسلام ہر اس گناہ کو ختم کر دیتا ہے اور ڈھانپ دیتا ہے جو اس سے پہلے کیا گیا ہو۔ ایک دوسری حدیث میں آیا ہے کہ عمرو بن عاص اور ان کے بھائی ہشام بن عاص دونوں مومن ہیں۔ یہ بھی آیا ہے کہ عمرو بن عاص صالحین قریش میں سے ہیں۔ یہ بھی مروی ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے انھیں فرمایا اِنَّكَ لَرَشِيْدٌ بے شک تم ہدایت والے ہو۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے انھیں فرمایا: عمرو بن عاص دوسروں سے بہتر صدقہ لاتے ہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

marfat.com
Marfat.com

عمرو بن عاص بڑے عقل مند اور دانش ور تھے جب کسی کو عیب والا اور پلید دیکھتے تو کہتے سبحان اللہ! اس کا اور عمرو بن عاص کا خالق ایک ہے (اس نے ایک کو پاک کیا اور دوسرے کو پلید بنایا) روایت ہے کہ وہ دنیا سے رخصت کے وقت خوفزدہ، بے چین اور بے کل تھے۔ ان کے صاحبزادے حضرت عبداللہ نے عرض کیا والدِ محترم! یہ گھبراہٹ کیا ہے؟ آپ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت میسر آئی اور آپ کے ساتھ غزوات میں شریک رہے۔ انھوں نے فرمایا: بیٹے مجھ پر تین حالتیں گزری ہیں، میں ابتدا میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا سخت دشمن تھا۔ اس کے بعد مسلمان ہو گیا اور میں آپ سے محبت رکھتا تھا۔ اس کے بعد میں امارت و ولایت میں مبتلا ہوا اور دنیا کے راستے میں مجھے پہنچا جو کچھ کہ پہنچا، میں نہیں جانتا کہ میرے ساتھ ان حالات میں سے کس حال کے مطابق معاملہ کریں گے اور کیا پیش آنے والا ہے؟ رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

۵۹۸۴ وَعَنْ جَابِرٍ قَالَ لَقِيَنِي رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ يَا جَابِرُ مَالِيْ اَرَاكَ مُنْكَسِرًا قُلْتُ اسْتُشْهِدَ اَبِيْ وَتَرَكَ عِيَالًا وَّدَيْنًا قَالَ اَفَلَا اُبَشِّرُكَ بِمَا لَقِيَ اللّٰهُ بِهٖ اَبَاكَ قُلْتُ بَلٰى يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ مَا كَلَّمَ اللّٰهُ اَحَدًا قَطُّ اِلَّا مِنْ وَّرَاءِ حِجَابٍ وَّاَحْيٰى اَبَاكَ فَكَلَّمَهٗ كِفَاحًا قَالَ يَا عَبْدِيْ تَمَنَّ عَلَيَّ اُعْطِكَ قَالَ يَا رَبِّ تُحْيِيْنِيْ فَاُقْتَلَ فِيْكَ ثَانِيَةً قَالَ الرَّبُّ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى اِنَّهٗ قَدْ سَبَقَ مِنِّيْ اَنَّهُمْ لَا يُرْجَعُوْنَ فَنَزَلَتْ وَلَا تَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ قُتِلُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اَمْوَاتًا اَلْاٰيَةَ

(رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ)

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ملے اور فرمایا: اے جابر! کیا بات ہے کہ ہم تمھیں غمگین دیکھتے ہیں؟[1] میں نے عرض کیا کہ میرے والد شہید کر دیئے گئے ہیں اور انھوں نے بچے اور قرض چھوڑا ہے[2]۔ فرمایا: کیا ہم تمھیں اس چیز کی بشارت نہ دیں جس کے ساتھ اللہ تعالیٰ نے تمھارے والد سے ملاقات فرمائی[3]؟ میں نے عرض کیا جی ہاں یا رسول اللہ! فرمایا اللہ تعالیٰ نے کسی کے ساتھ کلام نہیں کیا مگر پس پردہ اور تمھارے باپ کو زندہ فرمایا اور ان سے بے پردہ گفتگو فرمائی[4] ارشاد فرمایا اے میرے بندے! مجھ سے مانگ[5] میں تمھیں عطا کروں گا۔ انھوں نے عرض کیا اے میرے رب! مجھے زندہ فرما تاکہ تیرے راستے میں دوبارہ قتل کیا جاؤں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: میرا یہ حکم ہو چکا ہے کہ انسان دنیا میں واپس نہیں جائیں گے تو یہ آیت نازل ہوئی (ترجمہ) تو ان لوگوں کو ہرگز مردہ گمان نہ کر جو اللہ کے راستے میں قتل کیے گئے ہیں۔

(ترمذی)

سلہ اور تمھاری پریشانی اور دلگیری کا سبب کیا ہے؟

marfat.com
Marfat.com

۲ یہ غزوۂ بدر کا واقعہ ہے پس میں غمگین کیوں نہ ہوں۔

۳ یعنی دنیا کے فکر وغم کی بناء پر دل گرفتہ نہ ہوں کیونکہ یہ مشکلات آسان ہو جائیں گی لیکن اس بات پر خوش ہو جاؤ جس میں مولائے کریم جل شانہ کا قرب اور اس کی طرف سے اعزاز ہے۔ اس میں اشارہ ہے کہ آباء کی فضیلت و کرامت ان بیٹوں کی طرف سرایت کرتی ہے جو راہِ راست پر ہوں۔ نیز یہ کہ آباء کی دینی خوشی پر بیٹوں کو خوش ہونا چاہیے (مطلب یہ ہے کہ جب اللہ تعالیٰ نے تمہارے والد کے حق میں یہ کرم کیا ہے تو تمہیں اور ان کی دوسری اولاد کو کب ضائع کرے گا؟ ۱۲ مولوی امیر علی)

۴ شہداء خود زندہ ہیں لیکن اللہ تعالیٰ نے ان کو زیادہ قوت اور روحانیت عطا فرمائی جس کی بنا پر انھوں نے بے حجابانہ اللہ تعالیٰ کا دیدار کیا، پردے کی شرط اس جہان میں ہے۔ اس جہان کا قیاس اس جہان پر نہیں کیا جا سکتا۔

۵ اے میرے بندے! میرے فضل اور اکرام پر اعتماد کرتے ہوئے جو چاہتا ہے مجھ سے مانگ میں تجھے عطا کروں گا (ظاہر ہے وہی چیز عطا کی جائے گی جس کا عطا کرنا ممکن ہو چونکہ دنیا میں واپس نہ ہونے کا فیصلہ اللہ تعالیٰ کے ارادۂ ازلی میں ہو چکا ہے اس لیے ان کی آرزو پوری نہیں کی گئی۔ (۱۲ اشرف قادری)

۵۹۸۵ / ۵۲ وَعَنْهُ قَالَ اسْتَغْفَرَ لِي رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَمْسًا وَّعِشْرِيْنَ مَرَّةً (رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ)

حضرت جابر رضی اللہ عنہ ہی سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے میرے لیے پچیس مرتبہ دعائے مغفرت فرمائی ۱۔ (ترمذی)

۱ معلوم نہیں کہ اتنی مرتبہ دعائے مغفرت ایک وقت اور ایک مجلس میں کی گئی یا متعدد اوقات میں، زیادہ ظاہر دوسرا احتمال ہے۔

۵۹۸۶ / ۵۳ وَعَنْ اَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَمْ مِنْ اَشْعَثَ اَغْبَرَ ذِيْ طِمْرَيْنِ لَا يُؤْبَهُ لَهٗ لَوْ اَقْسَمَ عَلَى اللّٰهِ لَاَبَرَّهٗ مِنْهُمُ الْبَرَآءُ بْنُ مَالِكٍ (رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَالْبَيْهَقِيُّ فِيْ دَلَائِلِ النُّبُوَّةِ)

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: بہت الجھے ہوئے اور غبار آلود بالوں والے، دو پرانے کپڑوں والے ۱ جن کی پروا نہیں کی جاتی ۲ ایسے ہیں کہ اگر قسم کھا کر اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں کچھ عرض کریں تو اللہ تعالیٰ ان کی قسم کو پورا فرما دے گا۔ ان میں سے براء بن مالک ہیں ۳۔ (ترمذی، امام بیہقی دلائل النبوۃ میں یہ حدیث لائے ہیں)

۱ طِمْرٌ پرانا کپڑا یا پرانی گدڑی۔

۲ لوگوں کے نزدیک غیر معتبر اور حقیر ہونے کی بناء پر اس کو پہچانا نہیں جاتا کہ وہ کون ہے؟

marfat.com
Marfat.com

سے یعنی اگر وہ قسم کھائے کہ اللہ تعالیٰ اس طرح کرے گا تو اللہ تعالیٰ اس کی قسم کو پورا فرما دے گا یا یہ مطلب ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ پر اعتماد کرتے ہوئے اپنے فعل پر قسم کھاتا ہے کہ میں اس طرح کروں گا تو اللہ تعالیٰ اسے فعل کے اسباب مہیا فرما دیتا ہے اور اسے اس فعل کی توفیق عطا فرما دیتا ہے ۔

سے حضرت انس بن مالک کے سگے بھائی (رضی اللہ تعالیٰ عنہما) وہ صاحبِ فضیلت، دلیر اور پہلوان صحابہ کرام میں سے ہیں، احد اور اس کے بعد غزوات میں حاضر ہوئے، متعدد مشرکوں کو قتل کیا ۔ یہ ان مشرکوں کے علاوہ تھے جنھیں دوسرے صحابہ کرام کی شراکت میں قتل کیا ۔ یمامہ کے دن سخت مقابلہ کیا ۱۲ھ میں شہید ہو گئے ۔

٥٩٠٧ / ٥٤ وَعَنْ اَبِیْ سَعِیْدٍ قَالَ قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَلَا اِنَّ عَیْبَتِیَ الَّتِیْ اٰوِیْ اِلَیْھَا اَھْلُ بَیْتِیْ وَاِنَّ کَرِشِیَ الْاَنْصَارُ فَاعْفُوْا عَنْ مُّسِیْئِہِمْ وَاقْبَلُوْا عَنْ مُّحْسِنِہِمْ (رَوَاہُ التِّرْمِذِیُّ وَقَالَ ھٰذَا حَدِیْثٌ حَسَنٌ)

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سنو! ہمارے اندرونی دوست[۱] جن کی طرف ہم رجوع کرتے ہیں ہمارے اہلِ بیت ہیں اور ہمارا معدہ[۲] انصار ہیں، لہٰذا ان کے خطا کار کو معاف کرو اور ان کے نیکو کار سے قبول کرو (ترمذی) اور فرمایا کہ یہ حدیث حسن ہے ۔

سلہ ہماری امانت اور محل سرا ہمارے اہلِ بیت ہیں عَیْبَتِیْ کا معنی پہلی فصل میں بیان کیا جا چکا ہے اس جگہ یہ لفظ انصار کی تعریف میں واقع ہوا ہے وہ اس بات کے منافی نہیں ہے کہ یہ لفظ ان کے ماسوا میں وارد ہو، خصوصاً اہلِ بیت جنھیں اس صفت میں زیادہ خصوصیت حاصل ہے ممکن ہے کہ اس حدیث میں جو صفت واقع ہوئی ہے کہ ہم ان کی طرف رجوع کرتے ہیں تخصیص اور تقیید کے لیے ہو اور یہ بیان کرنے کے لیے ہو کہ اس صفت میں اہلِ بیت کو زیادہ فضیلت و شرافت حاصل ہے ۔

سلہ کرش کا معنی بھی پہلی فصل میں حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث کی شرح میں بیان کیا جا چکا ہے ۔

٥٩٠٨ / ٥٥ وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا یُبْغِضُ الْاَنْصَارَ اَحَدٌ یُّؤْمِنُ بِاللّٰہِ وَالْیَوْمِ الْاٰخِرِ (رَوَاہُ التِّرْمِذِیُّ وَقَالَ ھٰذَا حَدِیْثٌ حَسَنٌ صَحِیْحٌ)

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ اور قیامت کے دن پر ایمان رکھنے والا کوئی شخص انصار کو دشمن نہیں رکھے گا (ترمذی) اور فرمایا یہ حدیث حسن صحیح ہے ۔

٥٩٠٩ / ٥٦ وَعَنْ اَنَسٍ عَنْ اَبِیْ طَلْحَۃَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَقْرِئْ

حضرت انس حضرت ابو طلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ

marfat.com
Marfat.com

قَوْمَكَ السَّلَامُ فَإِنَّهُمْ مَا عَلِمْتُ أَعِفَّةٌ صُبُرٌ ۔

(رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ)

وسلم نے فرمایا: تم اپنی قوم کو سلام پڑھاؤ[2] کیونکہ جہاں تک ہمیں علم ہے وہ پاک دامن اور صبر کرنے والے ہیں[3]

(ترمذی)

[1] حضرت ابوطلحہ حضرت انس کی والدہ اُمِّ سلیم کے شوہر (رضی اللہ تعالیٰ عنہم)

[2] اَقْرِءْ ہمزے پر زبر، قاف ساکن اور راء کے نیچے زیر، دوسری صورت یہ ہے کہ ہمزے کے نیچے زیر اور راء پر زبر، دوسری صورت میں اس کا استعمال عَلیٰ کے ساتھ اور پہلی صورت میں علیٰ کے بغیر ہوگا۔ اس کا معنی ہے سلام پڑھانا، کیونکہ جب ایک شخص دوسرے کو سلام پہنچاتا ہے وہ دوسرا اسلام کا جواب دیتا ہے اس معنی کی تحقیق کئی دفعہ کی جاچکی ہے۔ مطلب یہ ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابوطلحہ کو فرمایا کہ اپنی قوم کو ہماری طرف سے سلام پہنچاؤ۔

[3] اَعِفَّةٌ ہمزے پر زبر عین کے نیچے زیر، فاء مشدد پر زبر، عَفِیْفٌ کی جمع ہے، عِفَّتٌ اور عِفَافٌ کا معنی ہے پارسائی اور حرام سے باز رہنا۔ صُبُرٌ پہلے دونوں حرفوں پر پیش اور باء مخفف جمع ہے صَبُوْرٌ کی، صاد پر پیش اور باء مشدد مفتوح (صُبَّرٌ) کو بھی صحیح قرار دیا ہے یہ جمع ہے صَابِرٌ کی، مطلب یہ کہ یہ لوگ فقر و فاقہ یا جہاد و قتال پر یا غضب میں صبر کرنے والے ہیں۔ پہلا معنی عفت کے معنی کے ساتھ زیادہ موافق ہے۔

5990 / 57 وَعَنْ جَابِرٍ أَنَّ عَبْدًا لِحَاطِبٍ جَاءَ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَشْكُو حَاطِبًا إِلَيْهِ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ لَيَدْخُلَنَّ حَاطِبٌ النَّارَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَذَبْتَ لَا يَدْخُلُهَا فَإِنَّهُ قَدْ شَهِدَ بَدْرًا وَالْحُدَيْبِيَةَ

(رَوَاهُ مُسْلِمٌ)

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حاطب ابن ابی بلتعہ کا غلام نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاطب کی شکایت لے کر حاضر ہوا اس نے کہا یا رسول اللہ! حاطب ضرور آگ میں داخل ہوگا[1] رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: تو نے جھوٹ کہا اس لیے کہ وہ بدر اور حدیبیہ میں حاضر ہوئے ہیں۔

(مسلم)

[1] کیونکہ وہ ظلم کرتے ہیں اور ایسے کام کرتے ہیں جن کی بناء پر وہ دوزخ کے مستحق قرار پاتے ہیں۔ ظاہر یہ ہے کہ اس غلام نے وہی واقعہ بیان کیا ہوگا کہ حضرت حاطب نے اہل مکہ کو مکتوب ارسال کیا ہے۔ (یہ صورت غیر حاضر ہے کیونکہ مکتوب ارسال کرنے کی حقیقت وحی کے ذریعے سے معلوم ہوئی یہاں تک کہ خاخ نامی باغ کے پاس مکتوب بردار عورت کے ملنے کی اطلاع دی۔ اس لیے ظاہر یہ ہے کہ غلام مذکور اپنے مولا کی مار کی وجہ سے ناخوش تھا۔ اسی لیے اس نے شکایت کی۔ (۱۲ مولوی امیر علی)

5991 / 58 وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ

marfat.com
Marfat.com

صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَلَا هٰذِهِ الْاٰيَةَ وَاِنْ تَتَوَلَّوْا يَسْتَبْدِلْ قَوْمًا غَيْرَكُمْ ثُمَّ لَا يَكُوْنُوْٓا اَمْثَالَكُمْ قَالُوْا يَارَسُوْلَ اللّٰهِ مَنْ هٰٓؤُلَآءِ الَّذِيْنَ ذَكَرَ اللّٰهُ اِنْ تَوَلَّيْنَا اسْتُبْدِلُوْا بِنَا ثُمَّ لَا يَكُوْنُوْٓا اَمْثَالَنَا فَضَرَبَ عَلٰى فَخِذِ سَلْمَانَ الْفَارِسِيِّ ثُمَّ قَالَ هٰذَا وَقَوْمُهٗ وَلَوْ كَانَ الدِّيْنُ عِنْدَ الثُّرَيَّا لَتَنَاوَلَهٗ رِجَالٌ مِّنَ الْفُرْسِ

(رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ آیت تلاوت فرمائی (ترجمہ) اگر تم ایمان واسلام سے منہ پھیر لو تو اللہ تعالیٰ تمھاری جگہ تمھارے علاوہ دوسرے گروہ کو لے آئے گا پھر وہ لوگ تم جیسے نہیں ہوں گے سلہ صحابہ کرام نے عرض کیا یارسول اللہ! یہ کون لوگ ہیں جن کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے بیان فرمایا ہے کہ اگر ہم منہ پھیر لیں تو انھیں ہمارے بدلے میں لایا جائے گا پھر وہ ہم جیسے نہیں ہوں گے۔ آپ نے سلمان فارسی کی ران پر ہاتھ مارا پھر فرمایا: یہ اور اس کی قوم سٹہ اور اگر دین ثریا کے پاس سٹہ ہوتا تو عجم کے کچھ مرد اسے حاصل کر لیتے سٹلہ

(ترمذی)

سلہ روگردانی اور حق سے اعراض کرنے میں۔

سٹہ یعنی فارسی اور عجمی

سٹہ یعنی آسمان میں

سٹلہ جیسے کہ اس سے پہلے بیان کیا جا چکا ہے کہ اکثر تابعین عجمی تھے اور ان کے ذریعے علم اور دین کا مرتبہ بلند ہوا (بے شمار اولیاء اور اہلِ علم عجم سے تعلق رکھتے تھے ۱۲ مولوی امیر علی) علامہ بیضاوی نے اس قوم کی تفسیر انصار اور اہلِ یمن سے بھی کی ہے۔

۵۹۹۲ ۵۹ وَعَنْهُ قَالَ ذُكِرَتِ الْاَعَاجِمُ عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَاَنَا بِهِمْ اَوْ بِبَعْضِهِمْ اَوْثَقُ مِنِّيْ بِكُمْ اَوْ بِبَعْضِكُمْ

(رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ)

یہ بھی حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس اہلِ عجم سلہ کا ذکر کیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تحقیق ہم ان پر یا ان کے بعض پر اس سے زیادہ اعتماد کرنے والے ہیں سٹہ جتنا کہ ہم تم پر یا تمھارے بعض پر اعتماد کرنے والے ہیں سٹہ

(ترمذی)

سلہ عجم غیر عرب لوگوں کو اور عجمی ایک شخص کو کہتے ہیں۔ عجم اور عرب پہلے حرف کے پیش کے ساتھ بھی آیا ہے۔ عجمی وہ شخص جو فصیح گفتگو نہ کر سکے اگرچہ عربوں میں سے ہی ہو اس کی جمع اعاجم، عجمیوں پر عجم کا اطلاق اس لیے کرتے ہیں کہ عربوں کے نزدیک ان کی گفتگو واضح اور فصیح نہیں ہوتی۔

سٹہ دین کی حفاظت اور امانت میں۔

marfat.com
Marfat.com

۲ؔ یعنی عربوں کی نسبت سے۔ علامہ طیبی نے فرمایا کہ یہ مخصوص جماعت سے خطاب ہے جنھیں اللہ تعالیٰ کے راستے میں مال کے خرچ کرنے کی طرف بلایا گیا تو انھوں نے اس معاملے میں سستی اور بے دلی کا مظاہرہ کیا۔ بہرصورت اس حدیث میں اہلِ عجم کی تعریف، ان کی رعایت اور ان کی طرف التفات کا مظاہرہ ہے بَبَعْضِہِمْ اور بِبَعْضِکُمْ راوی کی شک کی بنا پر ہے یا تقسیم کے لیے ہے۔

الفصل الثالث

۵۹۹۲ عَنْ عَلِيٍّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّى اللّٰہُ عَلَيْہِ وَسَلَّمَ اِنَّ لِكُلِّ نَبِيٍّ سَبْعَۃَ نُجَبَاءَ وَرُقَبَاءَ وَاُعْطِيْتُ اَنَا اَرْبَعَۃَ عَشَرَ قُلْنَا مَنْ هُمْ قَالَ اَنَا وَابْنَايَ وَحَمْزَةُ وَجَعْفَرُ وَاَبُوْبَكْرٍ وَعُمَرُ وَمُصْعَبُ ابْنُ عُمَيْرٍ وَبِلَالٌ وَسَلْمَانُ وَعَمَّارٌ وَعَبْدُ اللّٰہِ ابْنُ مَسْعُوْدٍ وَاَبُوْذَرٍّ وَالْمِقْدَادُ

(رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ)

تیسری فصل

حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: بے شک ہر نبی کے لیے سات منتخب اور اس نبی کے ظاہری اور باطنی احوال کے محافظ اصحاب ہوتے ہیں[۱] اور ہمیں چودہ اصحاب عطا کیے گئے ہیں[۲] ہم نے عرض کیا کہ وہ کون ہیں؟ حضرت علی مرتضیٰ نے فرمایا: ایک میں ہوں دو میرے بیٹے، جعفر، حمزہ، ابوبکر، عمر، مصعب بن عمیر، بلال، سلمان، عمار، عبد اللہ ابن مسعود، ابوذر اور مقداد[۳] رضی اللہ عنہم

(ترمذی)

۱ؔ نُجَبَاء نون پر پیش اور جیم پر زبر، جمع ہے نجیب کی، جس کا معنی ہے کریم اور بلند اخلاق مرد، رُقَبَاء راء پر پیش اور قاف پر زبر جمع ہے رقیب کی، اس کا معنی ہے محافظ اور پاسبان۔

۲ؔ جو ہمارے نجباء اور رقباء ہیں

۳ؔ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ ان چودہ حضرات میں نجابت اور پاسبانی کے اعتبار سے خصوصیت ہے جو دوسروں میں نہیں ہے۔ دوسرے صحابۂ کرام میں بھی فضائل و کمالات جو ان کے ساتھ خاص ہیں اہلِ علم فرماتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں سے ہر ایک صحابی میں ایسی خصوصیت اور صفت تھی جو ان کے ساتھ خاص تھی (سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں جو بھی ایمان کے ساتھ حاضر ہو گیا، آپ کی ایک ہی نگاہ کیمیا اثر نے اسے ولایت کبریٰ کے مقام پر پہنچا دیا اور اسے کوئی نہ کوئی خصوصیت عطا فرما دی ۱۲ شرف قادری)

۵۹۹۳ وَعَنْ خَالِدِ بْنِ الْوَلِيْدِ قَالَ كَانَ بَيْنِيْ وَبَيْنَ عَمَّارِ بْنِ يَاسِرٍ كَلَامٌ

حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میرے اور عمار بن یاسر کے درمیان گفتگو ہو گئی

marfat.com
Marfat.com

فَاَغْلَظْتُ لَهٗ فِي الْقَوْلِ فَانْطَلَقَ عَمَّارٌ يَشْكُوْنِيْ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَجَآءَ خَالِدٌ وَهُوَ يَشْكُوْهُ اِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ فَجَعَلَ يُغْلِظُ لَهٗ وَلَا يَزِيْدُهٗ اِلَّا غِلْظَةً وَّالنَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَاكِتٌ لَّا يَتَكَلَّمُ فَبَكٰى عَمَّارٌ وَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَلَا تَرَاهُ فَرَفَعَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَأْسَهٗ وَقَالَ مَنْ عَادٰى عَمَّارًا عَادَاهُ اللّٰهُ وَمَنْ اَبْغَضَ عَمَّارًا اَبْغَضَهُ اللّٰهُ قَالَ خَالِدٌ فَخَرَجْتُ فَمَا كَانَ شَيْءٌ اَحَبَّ اِلَيَّ مِنْ رِضَا عَمَّارٍ فَلَقِيْتُهٗ بِمَا رَضِيَ فَرَضِيَ

تو میں نے ان سے سخت کلامی کی[۱]۔ عمار میری شکایت کرنے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو گئے۔ خالد آئے تو وہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے شکایت کر رہے تھے۔ راوی کہتے ہیں کہ خالد بن ولید ان سے سختی کرنے لگے اور سختی میں اضافہ ہی کرتے گئے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم خاموش تھے کوئی بات نہیں کر رہے تھے۔ حضرت عمار رو پڑے[۲] اور کہنے لگے یا رسول اللہ! کیا آپ انھیں نہیں دیکھتے[۳]؟ تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا سر اقدس اٹھایا اور فرمایا: جو شخص عمار سے دشمنی کرے اللہ تعالیٰ اس سے دشمنی فرمائے اور جو شخص عمار سے بغض رکھے اللہ تعالیٰ اس سے بغض رکھے[۴]۔ حضرت خالد فرماتے ہیں: میں وہاں سے نکلا تو مجھے عمار کے راضی ہونے سے زیادہ کوئی چیز محبوب نہ تھی[۵]۔ میں نے ان سے اس چیز[۶] سے ملاقات کی کہ وہ راضی ہو جائیں تو وہ راضی ہو گئے۔

(حوالہ آگے آئے گا)

[۱] حضرت خالد بن ولید اکابر قریش میں سے تھے اور حضرت عمار بن یاسر آزاد کردہ غلاموں اور فقراء میں سے تھے۔ حضرت خالد نے انھیں بے وقعتی کی نگاہ سے دیکھا اور سخت لہجے میں گفتگو کی۔

[۲] اپنی شکستگی اور بے مائیگی، حضرت خالد کی سختی اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خاموشی کی بناء پر۔

[۳] کہ یہ کیا کہتے ہیں اور کیا کرتے ہیں؟۔

[۴] بغض اور عداوت کا ایک ہی معنیٰ ہے لہذا یہ تاکید ہے یا ایک سے مراد فعل کے ذریعے دشمنی ہے اور دوسرے سے مراد ایسا کام کرنا ہے جو دشمنی کا باعث ہو۔

[۵] یعنی میں ایسا کام کروں کہ عمار مجھ سے راضی ہو جائیں۔ تاکہ میرے اور ان کے درمیان محبت پیدا ہو۔

[۶] یعنی تواضع، انکسار، معذرت اور ہدیہ پیش کرنا۔

marfat.com
Marfat.com

۵۹۹۵ / ۶۲ وَعَنْ اَبِیْ عُبَیْدَۃَ اَنَّہٗ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ خَالِدٌ سَیْفٌ مِّنْ سُیُوْفِ اللّٰہِ عَزَّوَجَلَّ وَنِعْمَ فَتَی الْعَشِیْرَۃِ (رَوَاھُمَا اَحْمَدُ)

حضرت ابو عبیدہ[۱] رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا کہ خالد بن ولید اللہ تعالیٰ کی تلواروں میں سے ایک تلوار ہیں[۲] اور اپنے قبیلے[۳] کے اچھے جوان ہیں (ان دونوں[۴] حدیثوں کو امام احمد نے روایت کیا)۔

[۱] ابو عبیدہ عین پر پیش، باء پر زبر، ابن جراح رضی اللہ تعالیٰ عنہ

[۲] دشمنانِ دین پر قہر اور غلبے، کافروں کے قتل کرنے اور حق کے ساتھ جاری ہونے میں۔

[۳] حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ قبیلہ بنو مخزوم میں سے تھے۔ قریش کی ایک شاخ کے جدِ امجد کا نام مخزوم تھا۔

[۴] (اس حدیث اور اس سے پہلی حدیث ۱۲ اشرف قادری)

۵۹۹۶ / ۶۳ وَعَنْ بُرَیْدَۃَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِنَّ اللّٰہَ تَعَالٰی وَتَبَارَکَ اَمَرَنِیْ بِحُبِّ اَرْبَعَۃٍ وَاَخْبَرَنِیْ اَنَّہٗ یُحِبُّھُمْ قِیْلَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ سَمِّھِمْ لَنَا قَالَ عَلِیٌّ مِّنْھُمْ یَقُوْلُ ذٰلِکَ ثَلٰثًا وَّاَبُوْ ذَرٍّ وَّالْمِقْدَادُ وَسَلْمَانُ اَمَرَنِیْ بِحُبِّھِمْ وَاَخْبَرَنِیْ اَنَّہٗ یُحِبُّھُمْ (رَوَاہُ التِّرْمِذِیُّ وَقَالَ ھٰذَا حَدِیْثٌ حَسَنٌ غَرِیْبٌ)

حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: بے شک اللہ تعالیٰ نے مجھے حکم دیا کہ میں چار افراد سے محبت کروں اور مجھے خبر دی کہ اللہ تعالیٰ ان سے محبت رکھتا ہے عرض کیا گیا[۱] یا رسول اللہ! ہمیں ان کے نام بتائیں۔ فرمایا علی مرتضیٰ ان میں سے ہیں، یہ بات تین مرتبہ فرمائی[۲] اور ابوذر، مقداد اور سلمان[۳] اللہ تعالیٰ نے مجھے ان کی محبت کا حکم دیا اور مجھے خبر دی کہ وہ ان سے محبت رکھتا ہے (ترمذی) اور فرمایا کہ یہ حدیث غریب ہے۔

[۱] یعنی صحابہ کرام نے عرض کیا۔

[۲] بطور تاکید تین مرتبہ فرمایا۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمانا کہ علی مرتضیٰ ان میں سے ہیں اور باقی تین حضرات کے ساتھ شمار نہ کرنا اہتمام اور خصوصی توجہ پر دلالت کرتا ہے اور یہ ظاہر کرتا ہے کہ وہ اس جماعت کے فرد کامل ہیں۔

[۳] حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ وکرم اللہ وجہہ کی کیا تعریف کی جاسکتی ہے (یعنی وہ حد توصیف و تعریف سے ماوراء ہیں ۱۲ اشرف قادری۔ حضرت ابوذر صحابہ کرام میں سے سچائی اور زہد میں ممتاز ترین تھے

marfat.com
Marfat.com

حضرت مقداد بھی قدیم الاسلام اور چھٹے نمبر پہ ایمان لانے والے ہیں ۔ بدر ، احد اور تمام اہم مواقع پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ رہے ۔ برگزیدہ ، منتخب اور اکابر فضلا صحابہ میں سے تھے ۔ امیر المومنین حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ان سے روایت کرتے ہیں ۔ ان کی نماز جنازہ حضرت عثمان غنی نے پڑھائی رضی اللہ عنہم اجمعین ۔ حضرت سلمان اہلِ بیت میں شمار کیے گئے ہیں ۔ تین سو سال نبی اکرم آخر الزماں صلی اللہ علیہ وسلم کی طلب میں پھرتے رہے ۔ تب چہرۂ مقصود دیکھنا نصیب ہوا ، زاہد تھے اور اپنی روزی بوریاں بُن کر حاصل کرتے تھے اور اپنے حصے کے وظیفے فقراء کو دے دیتے تھے ۔ آخر میں پھر بر آئے تاکید فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے ان کی محبت کا حکم دیا ہے اور مجھے خبر دی ہے کہ وہ بھی ان سے خالص محبت رکھتا ہے ۔

۵۹۹۷/۶۴ وَعَنْ جَابِرٍ قَالَ كَانَ عُمَرُ يَقُوْلُ أَبُوْبَكْرٍ سَيِّدُنَا وَأَعْتَقَ سَيِّدَنَا يَعْنِىْ بِلَالًا (رَوَاهُ الْبُخَارِىُّ)

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت عمر فاروق کہا کرتے تھے کہ ابوبکر ہمارے سردار ہیں اور انھوں نے ہمارے سردار یعنی بلال کو آزاد کیا[1] رضی اللہ تعالیٰ عنہم (بخاری)

[1] شارحین فرماتے ہیں کہ حضرت عمر فاروق نے یہ بات بطور تواضع کہی ۔ ورنہ وہ حضرت بلال سے افضل ہیں رضی اللہ تعالیٰ عنہما ۔ بعض علماء نے فرمایا سردار ہونے کو افضل ہونا لازم نہیں ہے اسی طرح اہلِ علم نے فرمایا ہے میں اللہ تعالیٰ کی توفیق سے کہتا ہوں کہ ضمیر متکلم مع الغیر (جو سیدنا میں ہے) ضروری نہیں کہ سب کو شامل ہو ، اکثر افراد کے اعتبار سے بھی اس کا استعمال درست ہے ، اس ضمیر سے مراد صحابہ کرام ہیں ۔ پس حضرت ابوبکر صدیق کو جو سیدنا کہا ہے تو یہ تمام صحابہ کو شامل ہے اور حضرت بلال کے لیے جو یہی لفظ استعمال کیا ہے تو اس سے مراد اکثر صحابہ ہیں ۔ اس فقرے میں اضافت تخصیص کے لیے ہے یعنی ہمارے درمیان سید ہیں ۔

(آج امریکہ اور یورپ کے اکثر لوگ تمام تر علمی اور سائنسی ترقی کے باوجود نسلی تعصب کا شکار ہیں گوری چمڑی والے کالوں کو بنیادی انسانی حقوق دینے کے لیے تیار نہیں ہیں ۔ جب کہ اسلام نے ایمان و اخلاص کا ایسا رنگ چڑھایا کہ رنگ و نسل کا امتیاز ختم کر دیا ۔ حضرت بلال حبشی تھے اور آزاد کردہ غلام ، لیکن ان کے اسلام اور غلامی مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی بناء پر قریش کے معزز ترین فرد اور پچیس لاکھ مربع میل کے امیر المومنین حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ انھیں سیدنا کہتے ہیں ۔ ہم جس قدر اللہ تعالیٰ ، اس کے حبیب کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور اسلام کے قریب ہوں گے اسی قدر رنگ و نسل اور علاقائیت کے فاصلے ختم ہوتے جائیں گے اور صرف ایک ہی رنگ رہ جائے گا اور وہ ہے اللہ کا رنگ جس سے بہتر کوئی رنگ نہیں ۔ آج اگر اسلام کے اس پہلو کو امریکہ اور یورپ میں اجاگر کیا جائے تو غیر مسلموں کے اسلام میں داخل ہونے کی رفتار

• marfat.com
Marfat.com

یقیناً تیز ہو جائے گی ۱۲ اشرف قادری)

۵۹۹۸ / ۶۵ وَعَنْ قَيْسِ بْنِ أَبِي حَازِمٍ أَنَّ بِلَالًا قَالَ لِأَبِي بَكْرٍ إِنْ كُنْتَ إِنَّمَا اشْتَرَيْتَنِي لِنَفْسِكَ فَأَمْسِكْنِي وَإِنْ كُنْتَ إِنَّمَا اشْتَرَيْتَنِي لِلّٰهِ فَدَعْنِي وَعَمَلَ اللّٰهِ

(رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ)

حضرت قیس بن ابی حازم[1] سے روایت ہے کہ حضرت بلال نے حضرت ابو بکر سے عرض کیا[2] کہ اگر آپ نے مجھے اپنے لیے خریدا ہے تو مجھے اپنے پاس روک لیں اور[3] اگر آپ نے مجھے اللہ تعالیٰ کے لیے خریدا[4] ہے تو مجھے اللہ تعالیٰ کے لیے عمل کے ساتھ چھوڑ دیں[5] (بخاری)

[1] قیس بن ابی حازم، بے نقطہ حاء، زاء کے نیچے زیر، جلیل القدر تابعی ہیں۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں اسلام لائے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت کا شرف حاصل کرنے کے لیے دوڑے لیکن ان کے پہنچنے تک آپ رحلت فرما گئے۔ نہروان میں حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کے ساتھ تھے

[2] جب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی رحلت کے بعد حضرت ابو بکر صدیق نے حضرت بلال کو کہا کہ آپ میرے پاس رہیں اور میرے لیے اذان دیا کریں جس طرح نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لیے اذان دیا کرتے تھے۔ حضرت ابو بکر صدیق نے حضرت بلال کو خریدا تھا اور کافروں کے ہاتھوں رہا کر کے آزاد کیا تھا۔

(یہ واقعہ اس وقت کا ہے جب حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے شام کی طرف لشکر روانہ کیے۔ آخری لشکر حضرت ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ کی قیادت میں بھیجا۔ اس وقت حضرت بلال نے حضرت ابو بکر صدیق کو عرض کیا کہ مجھے اجازت دے دیں جیسے کہ ابو اسمٰعیل الذدی نے یہ واقعہ اپنی فتوح میں سند صحیح کے ساتھ بیان کیا ہے۔ ۱۲ مولوی امیر علی)

[3] اور مجھ سے خدمت لیں۔

[4] اس کی رضا اور ثواب کے لیے خریدا ہے۔

[5] تاکہ میں اللہ تعالیٰ کے لیے کام کرنے میں مشغول ہو جاؤں اور مخلوق سے کوئی تعلق نہ رکھوں بعض روایات میں آیا ہے کہ حضرت بلال نے عرض کیا کہ مجھ میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی جگہ آپ کے بغیر دیکھنے کی طاقت نہیں ہے اور میں آپ کے بغیر اس جگہ نہیں رہ سکتا ہوں

چہ مشکل تر ازیں بر عاشق زار
کہ بے دلدار بیند جائے دلدار

(عاشق کے لیے اس سے زیادہ مشکل کیا چیز ہو سکتی ہے کہ محبوب کے بغیر محبوب کی جگہ کو دیکھے)
پس لشکر کے ساتھ شام چلے گئے اور دمشق میں ۲۰ھ یا ۲۱ھ میں رحلت فرما گئے رضی اللہ عنہ۔

marfat.com
Marfat.com

بعض روایات میں آیا ہے کہ شام جانے کے چھ ماہ بعد حضرت بلال رضی اللہ عنہ کو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت ہوئی، آپ نے فرمایا اے بلال! کیا یہ جفا ہے جو تم ہمارے ساتھ کر رہے ہو؟ اور ہماری زیارت کے لیے نہیں آتے۔ حضرت بلال اسی وقت مدینہ منورہ کی طرف روانہ ہو گئے جب مدینہ منورہ پہنچے تو سب سے پہلے یہ سوال کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صاحبزادی سیدہ فاطمۃ الزہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا اور سید نا حسن و حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا کیا حال ہے؟ انھیں بتایا گیا کہ سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا رحلت فرما گئی ہیں، اور سید نا حسن و حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہما تشریف فرما ہیں تو حضرت بلال رو پڑے اور سید نا حسن و حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے ملاقات کی۔

صحابہ کرام نے چاہا کہ آپ اذان دیں تاکہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمان سعادت نشان کی یاد تازہ ہو جائے لیکن انھیں یہ بات کہنے کی کسی کو ہمت نہ ہوسکی۔ انھوں نے کہا کہ اگر حضرت حسن رضی اللہ عنہ حکم دیں تو وہ اذان دیں گے۔ حضرت حسن رضی اللہ عنہ نے حکم دیا تو حضرت بلال اس جگہ کھڑے ہوئے جہاں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے مبارک زمانے میں کھڑے ہوا کرتے تھے اور اذان شروع کی جب اللہ اکبر اللہ اکبر کہا تو صحابہ کرام کے دل پر ہیبت طاری ہو گئی اور بے ساختہ رو پڑے جب اَشْھَدُ اَنْ لَّا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ کہا تو گریہ وزاری سے مزید شدت پیدا ہو گئی اور جب اَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدً ارَّسُوْلُ اللّٰہِ کہا تو یوں معلوم ہوا جیسے مدینہ طیبہ کے تمام در و دیوار پر لرزہ طاری ہو گیا ہوا اور سب لوگ بے تابانہ گریہ وزاری میں محو اور بے قابو ہو گئے، نہ حضرت بلال کو اذان کہنے کی طاقت رہی اور نہ ہی سننے والوں میں سننے کی تاب رہی۔ چنانچہ اذان مکمل نہ ہوسکی۔

ایک روایت میں ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو شخص چھ ماہ کے بعد ہماری زیارت کو نہ آئے گویا اس نے ہم پر جفا کی ہے۔

سبحان اللہ! ہائے افسوس! اس وقت تیس سال گزر گئے اور عمر آخر کو پہنچ گئی اور یہ سعادت حاصل نہ ہو سکی اللہ تعالیٰ جانتا ہے کہ دوبارہ حاصل ہو گی یا نہیں؟ ؎

وصلت چو عمر رفتہ میسر نمی شود
یک بار شد میسر و دیگر نمی شود

آپ کی ملاقات گزری ہوئی عمر کی طرح میسر نہیں ہوتی، ایک دفعہ میسر ہوئی دوسری دفعہ میسر نہیں ہوتی، اے اللہ ہمیں یہ سعادت عطا فرما۔

(۱؎ یہ مشکل ہے کیونکہ حضرت ابو بکر صدیق نے مرتدین کا قلع قمع کرنے کے بعد شام کی طرف لشکر روانہ کیے تھے، اس صورت میں حضرت سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا انتقال کر چکی تھیں۔ حضرت بلال کے دریافت کرنے کا کیا مطلب ہو سکتا ہے؟ ۱۲ مولوی امیر علی)

marfat.com
Marfat.com

۵۹۹۹/۶۶ وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ جَآءَ رَجُلٌ اِلٰی رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ اِنِّیْ مَجْهُوْدٌ فَاَرْسَلَ اِلٰی بَعْضِ نِسَآئِهٖ فَقَالَتْ وَالَّذِیْ بَعَثَكَ بِالْحَقِّ مَا عِنْدِیْ اِلَّا مَآءٌ ثُمَّ اَرْسَلَ اِلٰی اُخْرٰی فَقَالَتْ مِثْلَ ذٰلِكَ وَقُلْنَ كُلُّهُنَّ مِثْلَ ذٰلِكَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مَنْ یُّضِیْفُهٗ یَرْحَمُهُ اللّٰهُ فَقَامَ رَجُلٌ مِّنَ الْاَنْصَارِ یُقَالُ لَهٗ اَبُوْطَلْحَةَ فَقَالَ اَنَا یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ فَانْطَلَقَ بِهٖ اِلٰی رَحْلِهٖ فَقَالَ لِاِمْرَاَتِهٖ هَلْ عِنْدَكِ شَیْءٌ قَالَتْ لَا اِلَّا قُوْتَ صِبْیَانِیْ قَالَ فَعَلِّلِیْهِمْ بِشَیْءٍ وَنَوِّمِیْهِمْ فَاِذَا دَخَلَ ضَیْفُنَا فَاَرِیْهِ اَنَّا نَاْكُلُ فَاِذَا اَهْوٰی بِیَدِهٖ لِیَاْكُلَ فَقُوْمِیْ اِلَی السِّرَاجِ كَیْ تُصْلِحِیْهِ فَاَطْفِئِیْهِ فَفَعَلَتْ فَقَعَدُوْا وَاَكَلَ الضَّیْفُ وَبَاتَا طَاوِیَیْنِ فَلَمَّا اَصْبَحَ غَدَا اِلٰی رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ لَقَدْ عَجِبَ اللّٰهُ اَوْ ضَحِكَ اللّٰهُ مِنْ فُلَانٍ وَفُلَانَةٍ وَفِیْ رِوَایَةٍ مِثْلُهٗ وَلَمْ یُسَمِّ اَبَا طَلْحَةَ وَفِیْ اٰخِرِهَا فَاَنْزَلَ اللّٰهُ تَعَالٰی

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا کہ میں نے محنت و مشقت اٹھائی ہے[۱] آپ نے اپنی بعض ازواج مطہرات کے پاس پیغام بھیجا[۲] انھوں نے کہا کہ قسم ہے اس ذات اقدس کی جس نے آپ کو حق کے ساتھ بھیجا ہے، میرے پاس پانی کے علاوہ کچھ نہیں ہے۔ پھر دوسری ام المومنین کے پاس پیغام بھیجا۔ انھوں نے بھی وہی بات کہی۔ تمام امہات المومنین[۳] نے وہی بات کہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو شخص اس کی مہمانی کرے[۴] اللہ تعالیٰ اس پر رحم فرمائے[۵] انصار کے ایک شخص نے جنھیں ابوطلحہ[۶] کہا جاتا تھا عرض کیا یا رسول اللہ! میں اس کی مہمانی کرتا ہوں وہ انھیں اپنے گھر[۷] لے گئے اور اپنی بیوی سے پوچھا کہ تمھارے پاس کچھ ہے؟ انھوں نے کہا کہ بچوں کی خوراک[۸] کے علاوہ کچھ نہیں ہے۔ ابوطلحہ نے فرمایا بچوں کو کسی چیز میں مصروف کر کے سلا دو[۹] جب ہمارا مہمان داخل ہو تو اسے بظاہر یہ دکھانا کہ ہم کھا رہے ہیں۔ جب وہ کھانے کی طرف ہاتھ بڑھائے تو تم اٹھ کر چراغ کے پاس جانا جیسے تم اسے درست کر رہی ہو[۱۰] اور اس بہانے اسے بجھا دینا[۱۱] چنانچہ انکی بیوی نے ایسا ہی کیا، پس یہ لوگ بیٹھے اور مہمان نے کھانا کھایا، دونوں میاں بیوی نے خالی پیٹ رات گزاری۔ صبح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ راضی ہوا یا فرمایا: اللہ تعالیٰ نے فلاں مرد اور فلاں عورت سے ضحک فرمایا[۱۲] ایک

marfat.com
Marfat.com

وَيُؤْثِرُوْنَ عَلٰى اَنْفُسِهِمْ وَلَوْ كَانَ بِهِمْ خَصَاصَةٌ (مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ)

روایت میں اس حدیث کی مثل ہے [13] حضرت ابوہریرہ نے ابوطلحہ کا نام نہیں لیا اور اس کے آخر میں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی (ترجمہ) اور اپنی جانوں پر دوسروں کو ترجیح دیتے ہیں اگرچہ خود انھیں حاجت ہو۔ (صحیحین)

[1] یعنی مجھے کچھ عنایت فرمائیں

[2] تاکہ اگر کوئی چیز حاضر ہو تو اس سائل کو دے دیں۔

[3] تمام امہات المومنین کے پاس پیغام بھیجا، انھوں نے بھی وہی جواب دیا۔

(اللہ اللہ فقر اختیاری کی کیا شان ہے؟ امام احمد رضا بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں

مالک کونین ہیں گو پاس کچھ رکھتے نہیں دو جہاں کی نعمتیں ہیں ان کے خالی ہاتھ میں

(شرف قادری)

[4] من یضیفہ میں دو روایتیں ہیں (۱) یاء پر پیش، نقطے والے ضاد کے نیچے زیر اور یاء ساکن۔ (۲) یاء پر پیش ضاد پر زبر اور یاء مشدد کے نیچے زیر (یُضَیِّفُہٗ)۔ اِضَافَۃٌ اور تَضْیِیْفٌ دونوں کا معنی مہمانی کرنا اور مہمان کو اپنے پاس بلانا لغت میں ضِیَافَۃٌ کا معنی میلان کرنا ہے۔

[5] یرحمہ کو رفع اور جزم دونوں کے ساتھ ضبط کیا گیا ہے۔

[6] حضرت ام سلیم کے شوہر رضی اللہ عنہ

[7] رحل بے نقطہ حاء کے ساتھ، اس کا معنی ہے سامان اور رہائش گاہ

[8] قوت قاف پر پیش، واؤ ساکن وہ کھانا جس کے ساتھ انسان کا بدن قائم ہو

[9] تَعْلِیْلٌ کسی کو کسی چیز میں مشغول کر دینا، تَنْوِیْمٌ کا معنی ہے سلا دینا، اس کا مطلب یہ ہے کہ بچوں کو کھانے کی حاجت نہ تھی بلکہ وہ بھوک کے بغیر بچگانہ عادت کے مطابق کھانا طلب کر رہے تھے۔ ورنہ بچوں کو مہمان سے پہلے کھلانا واجب تھا اور صحابی واجب کو کیسے ترک کر دیتے حالانکہ اللہ تعالیٰ نے ان کی تعریف فرمائی ہے (یعنی اگر واجب کے تارک ہوتے تو ان کی تعریف نہ کی جاتی ۱۲ شرف قادری)

[10] اِصْلَاحٌ کا معنی ہے درست کرنا، اس کے مقابل اِفْسَادٌ ہے۔

[11] تاکہ مہمان کو تمہارے نہ کھانے کا پتہ نہ چلے، اِطْفَاءٌ آگ کا بجھا دینا۔

[12] اس کا مطلب بھی یہ ہے کہ راضی ہوا (راوی کو شک ہے کہ کون سا لفظ فرمایا) حضرت ابوطلحہ اور انکی اہلیہ حضرت ام سلیم کا نام لیا۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہما۔

[13] ایک دوسری روایت حضرت ابوہریرہ سے مروی ہے جو لفظ و معنی میں اس روایت کی مثل ہے۔

marfat.com
Marfat.com

۴؎ صراح میں ہے خَصَاصَۃٌ پہلے حرف پر زبر، اس کا معنی ہے درویش ہونا۔ یہ آیت انصار کے حق میں نازل ہوئی اور اس کے نزول کا سبب یہ واقعہ ہے۔

6000/67 وَعَنْهُ قَالَ نَزَلْنَا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْزِلًا فَجَعَلَ النَّاسُ يَمُرُّوْنَ فَيَقُوْلُ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ هٰذَا يَا اَبَا هُرَيْرَةَ فَاَقُوْلُ فُلَانٌ فَيَقُوْلُ نِعْمَ عَبْدُ اللّٰهِ هٰذَا وَيَقُوْلُ مَنْ هٰذَا فَاَقُوْلُ فُلَانٌ فَيَقُوْلُ بِئْسَ عَبْدُ اللّٰهِ هٰذَا حَتّٰى مَرَّ خَالِدُ بْنُ الْوَلِيْدِ فَقَالَ مَنْ هٰذَا فَقُلْتُ خَالِدُ بْنُ الْوَلِيْدِ فَقَالَ نِعْمَ عَبْدُ اللّٰهِ خَالِدُ بْنُ الْوَلِيْدِ سَيْفٌ مِّنْ سُيُوْفِ اللّٰهِ

(رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ایک منزل میں اُترے تو لوگ گزرنے لگے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے یہ کون ہے؟ اے ابوہریرہ! میں عرض کرتا فلاں ہے، تو آپ فرماتے یہ اللہ تعالیٰ کا اچھا بندہ ہے، آپ فرماتے یہ کون ہے؟ میں عرض کرتا یہ فلاں ہے، تو آپ فرماتے یہ اللہ تعالیٰ کا بُرا بندہ ہے ۱؎ یہاں تک کہ خالد بن ولید گزرے، آپ نے فرمایا یہ کون ہے؟ میں نے عرض کیا خالد بن ولید ہیں آپ نے فرمایا: خالد بن ولید اللہ تعالیٰ کے اچھے بندے ہیں اور اللہ تعالیٰ کی تلواروں میں سے ایک تلوار ہیں۔ (ترمذی)

۱؎ غالباً یہ اس شخص کے بارے میں فرمایا جس کے بارے میں آپ جانتے تھے کہ یہ منافقین میں سے ہے اس لیے کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا مومن کے بارے میں یہ ارشاد فرمانا بعید ہے اور معمول کے خلاف ہے، اگرچہ اس کی روش درست نہ ہو، یوں بھی اس زمانے میں مومن کی ایسی کیفیت نہیں ہوتی تھی اور اگر کوئی ایسا تھا بھی تو بہت ہی کم۔

6001/68 وَعَنْ زَيْدِ بْنِ اَرْقَمَ قَالَ قَالَتِ الْاَنْصَارُ يَا نَبِيَّ اللّٰهِ لِكُلِّ نَبِيٍّ اَتْبَاعٌ وَاِنَّا قَدِ اتَّبَعْنَاكَ فَادْعُ اللّٰهَ اَنْ يَّجْعَلَ اَتْبَاعَنَا مِنَّا فَدَعَا بِهٖ

(رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ)

حضرت زید بن ارقم ۱؎ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انصار نے عرض کیا: اے اللہ کے نبی! ہر نبی کے پیروکار ہیں اور ہم نے آپ کی پیروی کی ہے آپ اللہ تعالیٰ سے دعا کریں کہ ہمارے پیروکاروں کو ہم میں سے بنائے ۲؎ تو آپ نے دعا فرمائی ۳؎ (بخاری)

۱؎ زید بن ارقم مشہور صحابی ہیں ان کے احوال کئی دفعہ لکھے جا چکے ہیں۔

۲؎ یعنی ہمارے حلیفوں اور آزاد کردہ غلاموں کو ہم میں سے بنا کہ انھیں بھی انصار کہا جاتا ہے اور آپ نے صحابہ کرام کو ہمارے ساتھ احسان کرنے کی وصیت فرمائی ہے وہ انھیں بھی شامل ہو جیسے کہ نبی اکرم صلی اللہ

marfat.com
Marfat.com

علیہ وسلم نے فرمایا: ہم تمھیں انصار کے بارے میں وصیت کرتے ہیں اور یہ بھی فرمایا: ان کے نیکو کاروں سے قبول کرو اور ان کے خطا کار سے درگزر کرو، اس کے علاوہ ان کے فضائل ومناقب اور عنایات وکرامات ہیں اسی طرح شیخ تورپشتی کی شرح میں ہے یا یہ مطلب ہے کہ انھیں ہمارے نقوشِ اقدام کی پیروی کرنے والے ہمارے ساتھ متصل، ہماری سیرت اور طریقے پر چلنے والے اور اخلاص میں پیروکار رہنا، یہ مطلب زیادہ واضح نظر آتا ہے۔

[2] یعنی جس دعا کی درخواست انصار نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے کی تھی

٦٠٠٢ / ٦٩ — وَعَنْ قَتَادَةَ[1] قَالَ مَا نَعْلَمُ حَيًّا مِنْ اَحْيَاءِ الْعَرَبِ اَكْثَرُ شَهِيْدًا اَعَزُّ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ مِنَ الْاَنْصَارِ قَالَ وَقَالَ اَنَسٌ قُتِلَ مِنْهُمْ يَوْمَ اُحُدٍ سَبْعُوْنَ وَيَوْمَ بِئْرِ مَعُوْنَةَ سَبْعُوْنَ وَيَوْمَ الْيَمَامَةِ عَلٰى عَهْدِ اَبِيْ بَكْرٍ سَبْعُوْنَ (رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ)

حضرت قتادہ[1] سے روایت ہے کہ ہمیں عرب کا کوئی قبیلہ معلوم نہیں ہے جس کے شہید انصار سے زیادہ ہوں اور وہ قیامت کے دن زیادہ معزز ہوں۔ حضرت قتادہ کہتے ہیں کہ حضرت انس نے فرمایا کہ اُحد کے دن ان میں سے اکہتر[2]، بئرِ معونہ کے دن ستر[3] اور حضرت ابوبکر کے دور میں یمامہ کے دن ستر حضرات شہید ہوئے۔ (بخاری)

[1] حضرت قتادہ مشہور تابعی ہیں، اکثر وبیشتر حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں۔

[2] ابن مندہ جو حدیث وسیر کے عالم ہیں، حضرت ابی کی حدیث کے حوالے سے کہتے ہیں کہ اُحد کے دن انصار کے چونسٹھ (٦٤) اور مہاجرین کے چھ حضرات شہید ہوئے۔

[3] جنھیں قُرّاء کہا جاتا ہے ان کا واقعہ کتب سیر میں بیان کیا گیا ہے۔

[4] یہ جنگ مسیلمہ کذاب کی قوم سے تھی۔

٦٠٠٣ / ٧٠ — وَعَنْ قَيْسِ بْنِ اَبِيْ حَازِمٍ قَالَ كَانَ عَطَاءُ الْبَدْرِيِّيْنَ خَمْسَةَ اٰلَافٍ خَمْسَةَ اٰلَافٍ وَقَالَ عُمَرُ لَاُفَضِّلَنَّهُمْ عَلٰى مَنْ بَعْدَهُمْ (رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ)

قیس بن ابی حازم سے روایت ہے کہ بیت المال سے اصحابِ بدر کا وظیفہ پانچ پانچ ہزار تھا۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے فرمایا تحقیق میں انھیں بعد والوں پر فضیلت دوں گا۔ (بخاری)

marfat.com
Marfat.com

باب

ان اہلِ بدر کے نام جن کا ذکر جامع بخاری میں ہے

یاد رہے کہ امام بخاری نے اہلِ بدر کی جس جماعت کا ذکر اپنی کتاب میں کیا ہے اور ان کے بارے میں حدیث لائے ہیں، ان کے اسماء تفصیل کے بعد اجمال اور خلاصہ کے طور پر الگ باب میں لائے ہیں تاکہ دوسرے حضرات پر ان کی سبقت اور ترجیح کی فضیلت پہچان کر کے ان کے لیے رحمت و رضوان کی الگ دعا کی جائے اہلِ علم فرماتے ہیں کہ صحیح بخاری میں ان کے ذکر کے وقت دعا مقبول ہے۔ امام بخاری نے ان کا ذکر حروفِ تہجی کے اعتبار سے کیا ہے۔ تاہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور چاروں خلفائے راشدین کا ذکر پہلے کیا ہے باقی حضرات کے نام حروفِ تہجی کی ترتیب سے لائے ہیں

(۱) اَلنَّبِیُّ مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰہِ الْھَاشِمِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ (۲) عَبْدُ اللّٰہِ بْنُ عُثْمَانَ اَبُوْبَکْرِ نِ الصِّدِّیْقُ الْقُرَشِیُّ (۳) عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ الْعَدَوِیُّ (۴) عُثْمَانُ بْنُ عَفَّانَ الْقُرَشِیُّ خَلَّفَہُ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ عَلٰی اِبْنَتِہٖ رُقَیَّۃَ وَضَرَبَ لَہٗ بِسَھْمِہٖ (۵) عَلِیُّ بْنُ اَبِیْ طَالِبِ الْھَاشِمِیُّ (۶) اِیَاسُ بْنُ بُکَیْرٍ (۷) بِلَالُ بْنُ رَبَاحٍ مَوْلٰی اَبِیْ بَکْرِ نِ الصِّدِّیْقِ (۸) حَمْزَۃُ بْنُ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ الْھَاشِمِیُّ (۹) حَاطِبُ بْنُ اَبِیْ بَلْتَعَۃَ حَلِیْفٌ لِقُرَیْشٍ (۱۰) اَبُوْحُذَیْفَۃَ بْنُ عُتْبَۃَ بْنِ رَبِیْعَۃَ الْقُرَشِیُّ (۱۱) حَارِثَۃُ بْنُ رَبِیْعِ نِ الْاَنْصَارِیُّ وَھُوَ حَارِثَۃُ بْنُ سُرَاقَۃَ کَانَ فِی النَّظَّارَۃِ (۱۲) خُبَیْبُ بْنُ عَدِیِّ نِ الْاَنْصَارِیُّ (۱۳) خُنَیْسُ بْنُ حُذَیْفَۃَ السَّھْمِیُّ (۱۴) رِفَاعَۃُ

marfat.com
Marfat.com

بْنُ رَافِعٍ الْاَنْصَارِیُّ (۱۶) اَلزُّبَیْرُ بْنُ الْعَوَّامِ الْقُرَشِیُّ (۱۷) زَیْدُ بْنُ سَہْلٍ اَبُوْطَلْحَۃَ الْاَنْصَارِیُّ (۱۸) اَبُوْزَیْدِنِ الْاَنْصَارِیُّ (۱۹) سَعْدُ بْنُ مَالِكِ نِ الزُّھْرِیُّ (۲۰) سَعْدُ بْنُ خَوْلَۃَ الْقُرَشِیُّ (۲۱) سَعِیْدُ بْنُ زَیْدِ بْنِ عَمْرِو بْنِ نُفَیْلِ نِ الْقُرَشِیُّ (۲۲) سَہْلُ بْنُ حُنَیْفِ نِ الْاَنْصَارِیُّ (۲۳) ظُہَیْرُ بْنُ رَافِعِ نِ الْاَنْصَارِیُّ (۲۴) وَاَخُوْہُ (۲۵) عَبْدُ اللّٰہِ بْنُ مَسْعُوْدِ نِ الْھُذَلِیُّ (۲۶) عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ عَوْفِ نِ الزُّھْرِیُّ (۲۷) عُبَیْدَۃُ بْنُ الْحَارِثِ الْقُرَشِیُّ (۲۸) عُبَادَۃُ بْنُ الصَّامِتِ الْاَنْصَارِیُّ (۲۹) عَمْرُو بْنُ عَوْفٍ حَلِیْفُ بَنِیْ عَامِرِ بْنِ لُؤَیٍّ (۳۰) عُقْبَۃُ بْنُ عَمْرِو نِ الْاَنْصَارِیُّ (۳۱) عَامِرُ بْنُ رَبِیْعَۃَ الْعَنَزِیُّ (۳۲) عَاصِمُ بْنُ ثَابِتِ نِ الْاَنْصَارِیُّ (۳۳) عُوَیْمُ بْنُ سَاعِدَۃَ الْاَنْصَارِیُّ (۳۴) عِتْبَانُ بْنُ مَالِكِ نِ الْاَنْصَارِیُّ (۳۵) قُدَامَۃُ بْنُ مَظْعُوْنٍ (۳۶) قَتَادَۃُ بْنُ النُّعْمَانِ الْاَنْصَارِیُّ (۳۷) مُعَاذُ بْنُ عَمْرِو بْنِ الْجَمُوْحِ (۳۸) مُعَوِّذُ بْنُ عَفْرَآءَ (۳۹) وَاَخُوْہُ (۱۵) رِفَاعَۃُ بْنُ عَبْدِ الْمُنْذِرِ اَبُوْلُبَابَۃَ الْاَنْصَارِیُّ (۴۰) مَالِكُ بْنُ رَبِیْعَۃَ (۴۱) اَبُوْ اُسَیْدِ نِ الْاَنْصَارِیُّ (۴۲) مِسْطَحُ بْنُ اُثَاثَۃَ بْنِ عَبَّادِ بْنِ الْمُطَّلِبِ بْنِ عَبْدِ مُنَافٍ (۴۳) مُرَارَۃُ بْنُ رَبِیْعِ نِ الْاَنْصَارِیُّ (۴۴) مَعْنُ بْنُ عَدِیِّ نِ الْاَنْصَارِیُّ (۴۵) مِقْدَادُ بْنُ عَمْرِو نِ الْکِنْدِیُّ حَلِیْفُ بَنِیْ زُھْرَۃَ (۴۶) ھِلَالُ بْنُ اُمَیَّۃَ الْاَنْصَارِیُّ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھُمْ اَجْمَعِیْنَ۔

ان میں سے سب سے پہلے، سب کے سردار اور تمام جہانوں کے آقا و مولا نبی اکرم محمد بن عبد اللہ الہاشمی

marfat.com
Marfat.com

آپ کی ولادت باسعادت عام الفیل (۵۶۹ء) میں، بعثت (اعلانِ نبوت) چالیس سال کی عمر شریف میں ہوئی، آپ کا دورِ نبوت (زمانہ تبلیغ) ۲۳ سال عمر شریف ۶۳ سال، سید المرسلین اور خاتم النبیین ہیں۔ صلی اللہ علیہ وآلہ وعلی اصحابہ واتباعہ واحزابہ اجمعین وسلم۔

(۲) حضرت عبداللہ بن عثمان ابوبکر الصدیق القرشی، بنو تیم بن مرہ میں سے ہیں۔ پانچ واسطوں سے آپ کا نسب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے جا ملتا ہے، جاہلیت میں آپ کا نام عبد رب الکعبہ تھا۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کا نام عبداللہ اور عتیق رکھا۔ بعض علماء کہتے ہیں کہ عتیق ان کا قدیم نام ہے۔ کہتے ہیں کہ ان کی والدہ کا کوئی لڑکا زندہ نہیں رہتا تھا جب ان کی پیدائش ہوئی تو انھیں بیت اللہ شریف کے پاس لے گئیں اور دعا کی کہ اے اللہ! ان کو موت سے آزاد فرما دے اور مجھے بخش دے۔ بعض کہتے ہیں کہ ان کا نام عبداللہ ہے لیکن عتیق ان پر غالب آگیا۔ بعض نے کہا چہرے کے حسن وجمال، بخشش اور اچھی عادت کی بناء پر انھیں عتیق کہا گیا۔ عتیق کا معنیٰ بخشش، جمال اور نجابت بھی آیا ہے۔ امتِ مسلمہ نے ان کا لقب صدیق بالاتفاق مقرر کیا اس لیے کہ انھوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تصدیق کرنے میں جلدی اور ہر حال میں سچائی کو لازم پکڑا۔ ان کے والد گرامی کا نام ابو قحافہ عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہے وہ فتح مکہ کے سال ایمان لائے اور ۱۴ھ میں حضرت ابوبکر صدیق کی وفات کے چھ ماہ اور چند روز بعد ان کا انتقال ہوا۔ ان کی عمر شریف ۹۷ سال تھی۔ حضرت ابوبکر صدیق کی خلافت دو سال اور چند ماہ تھی۔ ان کی عمر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی عمر شریف کے موافق ۶۳ سال تھی۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا چہرہ مبارک خوبصورت اور تابندہ تھا۔ قد درمیانہ بدن دبلا، رخسارے نرم اور ہلکے تھے ان کے رخساروں میں سبز رگیں تھیں۔ بڑے خوبرو، رعب اور دبدبے والے سخی اور عالی نسب تھے رضی اللہ عنہ۔

(۳) حضرت عمر بن الخطاب العدوی، عدی بن کعب کی اولاد میں سے تھے۔ پانچ واسطوں سے ان کا سلسلہ نسب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے مل جاتا ہے۔ قریش کے معزز افراد میں سے تھے۔ دورِ جاہلیت میں سفارت اور پیغام رسانی ان سے متعلق تھی۔ سفید چہرہ جسم مبارک بھاری آنکھیں سرخ اور قد بلند تھا۔ دوسرے لوگوں سے اتنے بلند دکھائی دیتے جیسے اونٹ پر سوار ہوں اور دوسرے لوگ پیدل، رخسارے ہلکے تھے، وہب بن منبہ کہتے ہیں کہ تورات میں ان کی صفت اس طرح بیان کی گئی ہے قَرْنٌ مِنْ حَدِیْدٍ اَشَدِیْدٌ اَمِیْنٌ (لوہے کے پہاڑ، سخت اور امین) قرن چھوٹے پہاڑ کو کہتے ہیں، ان کا لقب فاروق ہے۔ اس لیے کہ انھوں نے حق وباطل اور اسلام وکفر کے درمیان فرق کیا۔ ان کے ایمان لانے سے اسلام کو قوت ملی بارعب اور دلیر تھے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم سے آپ سے پہلے (بیس افراد کے ساتھ ۱۲ مولوی امیر علی) ہجرت کی۔

جب انھوں نے ہجرت کا ارادہ کیا تو تلوار اپنی گردن میں حمائل کی، کمان پر تیر چڑھایا، کچھ تیر ہاتھ میں پکڑے

marfat.com
Marfat.com

اور بیت اللہ شریف کے پاس آئے۔ قریش کے تمام سردار وہاں حاضر تھے، آپ نے طواف کیا، دو رکعت نماز ادا کی اور قریش کے ایک ایک حلقے کے پاس جاکر فرمایا: تمہارے چہرے بدصورت ہوں جو شخص چاہتا ہے کہ اس کی ماں اس کو روئے اس کے بچے یتیم ہوں اور اس کی بیوی بیوہ ہو اسے چاہیے کہ آئے اور اس وادی کے پیچھے مجھ سے ملاقات کرے کسی کو ان کے پیچھے جانے کی جرأت نہ ہوسکی۔ آپ کی خلافت ساڑھے دس سال تھی آپ کی عمر شریف کے بارے میں تین قول ہیں (۱) مشہور قول کے مطابق تریسٹھ سال (۶۳) ۲۔ اڑسٹھ سال ۶۸ (۳) انسٹھ سال ۵۹۔

(۴) حضرت عثمان بن عفان قریشی نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے انھیں اپنی صاحبزادی حضرت رقیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا (جو ان کی اہلیہ محترمہ تھیں اور ان کی طبیعت ناساز تھی) کی تیمارداری کے لیے (مدینہ منورہ میں) چھوڑ دیا تھا اور ان کے لیے بدر کی غنیمت میں سے حصہ مقرر فرمایا۔ اسی اعتبار سے انھیں اہلِ بدر میں شمار کیا گیا ہے۔

ان کی ولادت عام الفیل کے چھٹے سال ہوئی۔ دارِ ارقم میں داخل ہونے سے پہلے اور حضرت ابوبکر صدیق، حضرت علی مرتضیٰ اور حضرت زید بن حارثہ کے بعد اسلام لائے۔ آپ حضرت ابوبکر صدیق کی دعوت پر اسلام لائے، جب آپ اسلام لائے تو آپ کے چچا حکم بن عاص بن امیہ نے آپ کو باندھ کر قید کر دیا اور کہا کہ تم نے اپنے آباء کے دین کو چھوڑ کر نیا دین اختیار کر لیا ہے۔ اللہ کی قسم جب تک تم اس دین کو نہیں چھوڑو گے تمھیں رہا نہیں کروں گا۔ آپ نے فرمایا: میں اس دین کو ہرگز نہیں چھوڑوں گا اور اس سے جدا نہیں ہوں گا تم جو کچھ کر سکتے ہو کر لو۔ جب حکم نے آپ کی مضبوطی دیکھی تو آپ کو رہا کر دیا۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی صاحبزادی حضرت رقیہ اعلانِ نبوت سے پہلے آپ کے نکاح میں تھیں غزوۂ بدر پر ان کا انتقال ہو گیا ان کے بعد نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی صاحبزادی حضرت ام کلثوم کا نکاح آپ کے ساتھ کر دیا۔ ۹ھ میں ان کا بھی انتقال ہو گیا۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اگر ہماری تیسری بیٹی ہوتی تو اس کا نکاح بھی ان کے ساتھ کر دیتے ان کے علاوہ کوئی شخص ایسا نہیں ہے جس کے نکاح میں کسی نبی کی دو بیٹیاں آئی ہوں۔ اسی لیے ان کا لقب ذوالنورین ہوا۔

حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کا قد درمیانہ اور چہرہ سرخ اور سفید تھا، آپ کے چہرے میں چیچک کے نشان تھے داڑھی مبارک بڑی اور سب لوگوں سے حسین تھے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ام کلثوم کو فرمایا ہم نے تمہارا نکاح اس شخص سے کیا ہے جو تمہارے جدامجد حضرت ابراہیم علیہ السلام اور تمہارے والد محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے سب سے زیادہ مشابہ ہے۔ وہ اس قدر حیادار تھے کہ گھر کے اندر دروازہ بند کر کے غسل کرتے اور حیا کی وجہ سے اپنی پشت سیدھی نہیں کر سکتے تھے ۳۵ھ ایام تشریق کے درمیانے دن (بارہ ذوالحجہ) کو شہید کیے گئے، آپ کی خلافت تیرہ سال اور عمر شریف بیاسی (۸۲) سال تھی۔ بعض نے تراسی (۸۳) اور

marfat.com
Marfat.com

بعض نے چھیاسی (۸۶) سال بھی کہی ہے ۔

(۵) حضرت علی بن ابی طالب الہاشمی رضی اللہ عنہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا کے بیٹے اور عقد مواخات میں بھائی سیدہ فاطمہ زہرا بتول کے شوہر حضرت حسن وحسین رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے والد اور پہلے ہاشمی جو دو ہاشمیوں سے پیدا ہوئے ۔ قدیم الاسلام اور بہت سے صحابہ کرام کی جماعت کے قول کے مطابق سب سے پہلے جو اسلام لائے وہ حضرت علی مرتضیٰ ہیں ۔ کہتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پیر کے دن مبعوث ہوئے اور حضرت علی مرتضیٰ منگل کے دن اسلام لائے ، اس وقت آپ کی عمر شریف دس سال یا سات سال تھی ۔ وہ امین بھی تھے ، صاحبِ شرافت بھی ، ہدایت دینے والے بھی ، یعسوب المومنین (مومنوں کے سردار) ابو الریحانین (دو جنتی پھولوں کے باپ) اور ابو تراب آپ کے القاب ہیں ، آپ کا قد درمیانہ ، سخت گندم گوں ، مائل بہ سرخی سر کے بال اڑے ہوئے ، جسم پر بالوں کی کثرت چہرہ جمال اور تابانی کا آئینہ دار ، آنکھیں بڑی ، خوبصورت اور سیاہ ، پیٹ بڑا ، داڑھی مبارک عظیم اور طویل وعریض ، خوبصورت جیسے چودھویں کا چاند ، ہنس مکھ ، مضبوط دل والے ، بہادر ، فتح ونصرت والے ، وسیع علم ، کثیر زہد اور سخی نفس والے رضی اللہ تعالیٰ عنہ وکرم اللہ وجہہ ، آپ کی خلافت پانچ سال اور شہادت جمعہ کی رات میں سحری کے وقت رمضان المبارک کی سترہ تاریخ ۴۰ھ کو ہوئی ۔ آپ کی عمر شریف صحیح اور مختار قول کے مطابق ترسیٹھ (۶۳) سال تھی ۔ رضی اللہ عنہ

کسی نے آپ کے بارے میں کیا خوب کہا ہے ؎

کسے را میسر نہ شد ایں سعادت　　بکعبہ ولادت بمسجد شہادت

(شرف قادری)

(۶) حضرت ایاس بن بکیر بعض نسخوں میں ہے ۔ البکیر الف اور لام کے ساتھ ایاس ہمزے کے نیچے زیر یاء مخفف اور آخر میں سین بکیر ، ایک نقطے والی باء پر پیش ، کاف پر زبر ، یاء ساکن ، بخاری شریف کی بعض روایات میں بعض شارحین نے باء کے نیچے زیر اور کاف مشدد کے ساتھ ضبط کیا ہے (بکیر) مہاجرین اولین میں سے ہیں ۔ بدر اور اس کے بعد کے اہم مواقع پر حاضر ہوئے وہ اور ان کے بھائی عامر بن بکیر دار ارقم میں اسلام لائے ۔ حضرت ایاس اور ان کے بھائیوں خالد ، عاقل اور عامر کو شرفِ صحابیت حاصل تھا اور تمام اصحاب بدر سے تھے رضی اللہ تعالیٰ عنہم ۔ ان کی وفات ۳۴ھ میں ہوئی

(۷) حضرت بلال بن رباح راء پر زبر ۔ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے آزاد کردہ غلام اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مؤذن تھے ۔ ان کی کنیت ابو عبدالرحمٰن ہے ، بعض نے ابو عبداللہ ، بعض نے ابو عبدالکریم اور بعض نے ابو عمر بیان کی ، ان کی والدہ حمامہ تھیں ۔ بے نقطہ حاء پر زبر اور میم مخفف ، وہ مولدین میں سے تھے (یعنی والدین میں سے ایک عربی اور ایک عجمی تھے ۱۲ شرف قادری) وہ قدیم الاسلام ہیں اور پہلے مسلمان جنھوں نے مکہ مکرمہ میں اسلام ظاہر کیا اور انھیں اللہ تعالیٰ کے دین کے راستے میں عذاب دیا گیا اور جان کی

marfat.com
Marfat.com

بازی لگا دینا آسان ہوگیا۔ انھیں امیہ بن خلف جمحی عذاب دیتا تھا جو آپ کا مولا تھا۔ آخر بدر میں حضرت بلال کے ہاتھوں مارا گیا۔ اس اُمیہ نے اپنے آپ کو حضرت سعد انصاری کی پناہ میں دے دیا تھا۔ حضرت بلال نے اسے دیکھ کر فریاد کی تو انصار نے دوڑ کر حضرت سعد کے پیچھے اسے ٹکڑے ٹکڑے کر دیا ۱۲ مولوی امیر علی) اس کا طویل واقعہ ہے۔

امیہ انھیں لوہے کی زرہ میں گھسیٹتا اور انھیں دھوپ میں ڈال کر ڈنڈے سے مارتا تھا۔ حضرت ابوبکر صدیق نے انھیں خرید کر آزاد کر دیا۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فتح مکہ کے موقع پر حضرت بلال کو حکم دیا تو انھوں نے بیت اللہ شریف کی چھت پر کھڑے ہوکر اذان دی، ان کے فضائل بہت ہیں، ان کے لیے یہ فضیلت ہی کافی ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ہم عرب سے مقدم ہیں، بلال حبشیوں سے، صہیب رومیوں اور سلمان فارس والوں سے مقدم ہیں، ان کا رنگ شدید گندم گوں، قد لمبا اور بال بکثرت تھے۔ دمشق میں ۲۰ھ میں وفات پائی۔ بعض نے ۱۸ھ بیان کیا ہے۔ آپ کی عمر شریف ساٹھ سال تھی، بعض نے کہا ستر سال تھی ان کے کچھ احوال پچھلے باب کی تیسری فصل میں بیان کیے جا چکے ہیں۔ رضی اللہ عنہ

۵ حضرت امیر حمزہ ابن عبدالمطلب ہاشمی رضی اللہ تعالیٰ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا اور رضاعی بھائی، ان کی کنیت ابو عمارہ ہے عین پر پیش، ان کا لقب سید الشہداء اور اسد اللہ (اللہ تعالیٰ کا شیر) بھی آیا ہے، بعثت کے چوتھے سال اسلام لائے، بعض علماء کہتے ہیں کہ چھٹے سال، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے دارارقم سے باہر تشریف لانے کے بعد اسی سال حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ بھی اسلام لائے پس دینِ اسلام ان کے اسلام لانے سے قوی اور معزز ہوگیا۔ آپ بدر میں حاضر ہوئے اور اُحد میں وحشی ابن حرب کے ہاتھوں شہید ہوئے۔ عمر میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے چار سال بڑے تھے، آپ کی والدہ ہالہ بنت وہب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی والدہ سیدہ آمنہ بنتِ وہب کی بہن تھیں۔ یہ حضرت امیر حمزہ اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے درمیان دوسری اخوت ہے کہ دونوں خالہ زاد بھائی ہیں۔ آپ بڑے بہادر قوی اور غالب تھے۔ آپ کی شجاعت و بسالت کے بہت سے واقعات ہیں۔ حدیث شریف میں آیا ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ملاحظہ فرمایا کہ فرشتے امیر حمزہ ابن عبدالمطلب اور حضرت حنظلہ ابن راہب کو غسل دے رہے ہیں۔ یہ بھی حدیث شریف میں آیا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک آسمان میں لکھا ہے کہ امیر حمزہ ابن عبدالمطلب اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول گرامی صلی اللہ علیہ وسلم کے شیر ہیں۔

[ان کے آگے وہ حمزہ کی جاں بازیاں
شیرِ غرّانِ سطوت پہ لاکھوں سلام
(امام احمد رضا)
شرف قادری]

marfat.com
Marfat.com

(۹) حضرت حاطب بن ابی بلتعہ رضی اللہ عنہ باء پر زبر، لام ساکن اور تاء پر زبر، ان کی کنیت ابوعبداللہ اور بعض نے ابو محمد بیان کی ہے۔ قریش کے حلیف تھے۔ بعض نے کہا کہ حضرت زبیر بن عوام کے حلیف تھے۔ بعض نے کہا کہ قریش کے غلام تھے۔ بدر، خندق اور دیگر غزوات میں حاضر ہوئے، ۳۰ھ میں مدینہ منورہ میں انتقال کیا، آپ کی عمر شریف ۶۵ سال تھی۔ اہلِ مکہ کی طرف مکتوب ارسال کرنے کا واقعہ گزشتہ باب میں گزر چکا ہے۔

(۱۰) حضرت ابوحذیفہ ابن عتبہ ابن ربیعہ قریشی رضی اللہ عنہ آپ کے نام میں اختلاف ہے۔ مشہور یہ ہے کہ آپ کا نام ہشام بن عتبہ ابن ربیعہ ابن عبدالشمس ہے۔ فضلاء صحابہ اور مہاجرین اولین میں سے ہیں۔ دونوں قبلوں کی طرف نماز ادا کی اور دو ہجرتیں کیں (پہلے حبشہ پھر مدینہ منورہ)۔ دارارقم میں داخل ہونے سے پہلے اسلام لائے بدر اور اس کے بعد کے غزوات میں حاضر ہوئے۔ یمامہ کے دن شہید ہوئے آپ کی عمر ترپن یا چون سال تھی۔

(۱۱) حضرت حارثہ ابن ربیع انصاری راء پر پیش، باء پر زبر اور یاء مشددہ کے نیچے زیر بعض نے راء پر زبر، باء کے نیچے زیر اور یاء کی تخفیف کے ساتھ بھی ضبط کیا ہے پہلا ضبط صحیح ہے۔ بدر کے دن شہید ہوئے یہ حارثہ ابن سراقہ ہیں، سین پر پیش، راء مخفف، اس کے بعد قاف، ربیع آپ کی والدہ کا نام اور سراقہ آپ کے والد کا نام ہے وَكَانَ فِي النَّظَّارَةِ آپ نظر کرنے والوں (اور پہرہ دینے والوں) میں سے تھے۔ نہ کہ جنگ کرنے والوں میں، جیسے امام احمد اور نسائی نے روایت کیا۔ حواشی میں لکھا ہے کہ انہیں بلند جگہ پر مقرر کیا گیا تھا تاکہ دشمنوں کے احوال پر نظر رکھیں اور خبر دیں۔ نظارہ نون پر زبر اور ظاء مشدد، وہ لوگ جو کسی چیز پر نظر رکھیں۔ حارثہ نوجوان تھے جو پہرے اور نگرانی پر مقرر تھے وہ معرکے میں کھڑے ہوئے تھے کہ اچانک ایک تیر آیا جو ان کی گردن میں لگا اور یہ معلوم نہ ہو سکا کہ کس نے مارا تھا؟ ان کی والدہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض گزار ہوئیں: یا رسول اللہ! آپ میری نسبت سے حارثہ کا مقام و مرتبہ جانتے ہیں کہ مجھے ان سے کتنی محبت تھی اور میرا ان سے کیا تعلق تھا؟ وہ اگر جنت میں ہیں تو میں صبر کرتی ہوں اور اگر وہ دوزخ میں ہیں تو میں ان پر طاقت بھر روؤں گی۔ ایک روایت میں ہے کہ اگر وہ دوزخ میں ہیں تو اللہ تعالیٰ دیکھے گا کہ میں ان پر کتنا روتی ہوں؟ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے حارثہ کی ماں! اس جگہ ایک جنت نہیں ہے وہاں تو اوپر نیچے کئی جنتیں ہیں، تمہارا بیٹا تو فردوس اعلیٰ میں ہے۔ آپ کی والدہ نے عرض کیا کہ آخر میں صبر کروں گی (رضی اللہ تعالیٰ عنہما)

(۱۲) حضرت خبیب بن عدی انصاری رضی اللہ عنہ، خبیب نقطے والی خاء پر پیش۔ پہلی باء پر زبر اور یاء ساکن، بدر میں حاضر ہوئے، ہجرت کے تیسرے سال غزوۂ رجیع میں قیدی بنا لیے گئے۔ مشرکین انہیں مکہ مکرمہ میں لے گئے اور سولی پر چڑھا دیا۔ وہ اسلام میں پہلے صحابی ہیں جنہیں سولی پر لٹکایا گیا اور پہلے وہ شہید ہیں

marfat.com
Marfat.com

جنھوں نے قتل کیے، جانے سے پہلے دو رکعت ادا کرنے کی سنت قائم کی، ان کا واقعہ عجیب ہے اور بخاری شریف میں بیان کیا گیا ہے ایک روایت میں ہے کہ انھوں نے شہادت کے وقت دعا مانگی، اے اللہ مجھے کوئی ایسا شخص نہیں ملتا جو میرا اسلام تیرے رسول گرامی صلی اللہ علیہ وسلم تک پہنچائے تو میرا اسلام اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم تک پہنچا دے۔ پس جبرئیل امین علیہ السلام نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آئے اور ان کا سلام پیش کیا۔

(۱۳) حضرت خنیس نقطے والی خاء پر پیش، نون پر زبر، یا ساکن، اس کے بعد سین ابن حذافہ سہمی مہاجرین میں سے تھے، حبشہ کی ہجرت کے بعد بدر میں حاضر ہوئے۔ پھر اُحد میں حاضر ہوئے۔ پھر زخمی ہو کر مدینہ طیبہ میں آکر انتقال کیا۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے حضرت فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی صاحبزادی ام المومنین حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا کے شوہر تھے۔

(۱۴) حضرت رفاعہ ابن رافع انصاری رضی اللہ عنہ راء کے نیچے زیر، بدری ہیں۔ ان کے والد نقیب ہیں (یعنی بیعت عقبہ میں شریک تھے اور اپنے قبیلے کے نمائندے مقرر ہوئے ۱۲ شرف قادری) حضرت رفاعہ کے بھائی مالک بن رافع اور خلاد بن رافع، حضرت رفاعہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم، حضرت ابوبکر صدیق اور حضرت عبادہ بن صامت سے روایت کرتے ہیں اور ان سے ان کے بیٹے معاذ اور عبید اور بھانجے یحییٰ ابن خلاد روایت کرتے ہیں۔

(۱۵) حضرت رفاعہ عبد المنذر ابولبابہ انصاری رضی اللہ عنہ آپ نقباء میں سے تھے۔ بیعت عقبہ، بدر اور تمام غزوات میں حاضر ہوئے۔ بعض علماء کہتے ہیں کہ بدر میں حاضر نہیں ہوئے بلکہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے انھیں مدینہ طیبہ کا امیر مقرر فرمایا اور انھیں اصحاب بدر کے ساتھ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی طرح غنیمت میں سے حصہ عطا فرمایا۔ آپ کی وفات حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی خلافت میں ہوئی۔ بنو نضیر (یہودیوں) کے قضیے میں آپ سے جو امر سرزد ہوا اس کی توبہ کے طور پر آپ نے اپنے آپ کو مسجد کے ستونوں سے باندھ دیا۔ یہ واقعہ مشہور ہے۔ مسجد نبوی شریف میں ایک ستون ہے جسے استوانہ ابولبابہ کہتے ہیں رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

(۱۶) حضرت زبیر بن العوام قریشی رضی اللہ تعالیٰ عنہ عوام عین پر زبر اور واؤ مشدد۔ آپ کا سلسلہ نسب چار واسطوں سے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ قصی میں جمع ہو جاتا ہے، آپ کی والدہ حضرت صفیہ بنت عبد المطلب رضی اللہ عنہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پھوپھی ہیں۔ اُم المومنین خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا حضرت زبیر کی پھوپھی اور حضرت اسماء بنت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہا آپ کی زوجہ محترمہ ہیں، حضرت زبیر اور آپ کی والدہ حضرت صفیہ، حضرت ابوبکر صدیق کے ہاتھ پر مشرف باسلام ہوئے۔ اس وقت آپ کی عمر سولہ سال اور بعض کہتے ہیں پچیس سال تھی۔ آپ کے چچا نے دھوئیں سے آپ کو عذاب دیا تاکہ دینِ اسلام کو ترک کر دیں، لیکن آپ ثابت قدم رہے اور حبشہ ہجرت کر گئے۔ بدر اور دیگر غزوات میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ

marfat.com
Marfat.com

ثابت قدم رہے اور وہ پہلے شخص ہیں جنھوں نے اللہ تعالیٰ کے راستے میں تلوار میان سے باہر نکالی۔ آپ کا چہرہ سفید، قد لمبا، گوشت کم، بال زیادہ ہلکے رخسار تھے۔ سنہ ۳۶ھ میں جنگِ جمل کے دن شہید ہوئے۔ آپ کی عمر شریف چونسٹھ (۶۴) سال تھی۔ وادی السباع میں دفن کیے گئے۔ پھر آپ کو بصرہ میں لایا گیا جہاں آپ کی قبر مشہور ہے۔ ابن جرموز نے جو کہ امیر المومنین علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے لشکر میں تھا۔ آپ کو نماز کی حالت میں شہید کیا اور آکر حضرت علی مرتضیٰ کو کہا کہ آپ کو زبیر کے قتل کی خوش خبری ہو۔ امیر المومنین نے فرمایا تجھے بھی دوزخ کی آگ کی خوش خبری ہو۔ آپ کے شہید کیے جانے کا واقعہ کتب حدیث و سیر میں بیان کیا گیا ہے۔

(۱۷) حضرت زید بن سہل ابوطلحہ انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیعت عقبہ میں ستر افراد کے ساتھ حاضر ہوئے بدر اور اس کے بعد کے غزوات میں بھی حاضر ہوئے۔ آپ حضرت انس ابن مالک کی والدہ حضرت ام سلیم کے شوہر تھے اور مشہور تیر انداز۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ لشکر میں ابوطلحہ کی آواز ایک جماعت سے بہتر ہے۔ ایک روایت میں ہے سو افراد اور ایک دوسری دوسری روایت میں ہے ہزار افراد سے بہتر ہے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے انھیں اور حضرت ابوعبیدہ کو بھائی بھائی بنا دیا۔ حضرت ابوطلحہ انصار کے غائندے اور ان کے اصحاب ثروت میں سے تھے۔ ان کے فضائل بہت ہیں۔

(۱۸) حضرت ابوزید انصاری رضی اللہ عنہ یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانِ مبارک میں قرآنِ پاک کو جمع کرنے والوں (یعنی حفاظ) میں سے ایک ہیں۔ حضرت انس کے چچا ہیں۔ جیسے کہ گزشتہ باب میں گزرا، بدر میں حاضر ہوئے اور سعد قاری کے نام سے مشہور تھے۔

(۱۹) حضرت سعد بن مالک زہری یعنی حضرت سعد بن ابی وقاص جو عشرہ مبشرہ میں سے ہیں۔ آپ کے والد ابو وقاص کا نام مالک ہے۔ حضرت سعد زہری قریشی اور قدیم الاسلام ہیں۔ سترہ سال اور بقول بعض انیس سال کی عمر میں حضرت ابوبکر صدیق کے ہاتھ پر اسلام لائے۔ آپ فرماتے ہیں کہ میں تیسرے نمبر پر اسلام لانے والا اور اللہ تعالیٰ کے راستے میں سب سے پہلا تیر چلانے والا ہوں۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ بدر اور تمام غزوات میں حاضر ہوئے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے احد کے دن اپنے والدین کو جمع کرتے ہوئے فرمایا تیر پھینکو ہمارے والدین تم پر فدا ہوں۔ حضرت سعد کا قد چھوٹا، جسم گٹھا ہوا، سر بڑا، انگلیاں سخت، رنگ گندمی، ناک پست، بدن پر بالوں کی کثرت، مدینہ طیبہ سے دس میل کے فاصلے پر مقام عقیق میں واقع اپنے کمرے میں رحلت فرمائی۔ پھر انھیں مدینہ منورہ میں لے جا کر جنت البقیع میں دفن کیا گیا۔ یہ ۵۵ھ یا ۵۸ھ میں حضرت امیر معاویہ کے عہد کا واقعہ ہے۔ آپ کی عمر شریف ستر سال سے کچھ اوپر تھی۔ بعض نے کہا بیاسی سال تھی۔ حضرت سعد عشرہ مبشرہ میں سے سب سے آخر میں رحلت کرنے والے صحابی ہیں۔ آپ کے ہاتھ پر عجم کے ممالک فتح اور آپ کی کوشش سے شاہان ایران کی بنیاد منہدم ہو گی۔ آپ کے

marfat.com
Marfat.com

مناقب بہت ہیں۔

(۲۰) حضرت سعد بن خولہ قریشی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نقطے والی خاء پر زبر، واؤ ساکن، بنو عامر بن لوی سے ہیں۔ بعض کہتے ہیں کہ ان کے حلیف ہیں۔ بعض کہتے ہیں کہ آپ یمن سے ہیں۔ بعض کے نزدیک آپ عجمی ہیں اور فارس سے تعلق رکھتے ہیں۔ آپ حبشہ کے مہاجرین میں سے تھے جنھوں نے دوسری ہجرت مدینہ طیبہ کی طرف کی، بعض علماء کہتے ہیں کہ بدر میں حاضر ہوئے۔ حجۃ الوداع کے موقع پر مکہ مکرمہ میں آپ کا انتقال ہوا۔

(۲۱) حضرت سعید بن زید بن عمرو بن نفیل، نون پر پیش، فاء پر زبر اور یاء ساکن قریشی۔ آپ کی کنیت ابو الاعور ہے۔ آپ قریشی عدوی اور عشرہ مبشرہ میں سے ہیں۔ حضرت عمر فاروق کے بہنوئی اور قدیم الاسلام ہیں۔ دارِ ارقم میں آنے سے پہلے اسلام لائے۔ تمام غزوات میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ حاضر رہے غزوۂ بدر میں حضرت طلحہ ابن عبید اللہ کے ساتھ تھے جو قریش کے قافلے کی اطلاع حاصل کرنے کیلیے گئے تھے گندم گوں رنگ اور دراز قد تھے۔ آپ کا سلسلہ نسب پندرہ واسطوں سے کعب بن لوی میں جا کر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مل جاتا ہے۔ بیس سال کی عمر میں اسلام لائے۔ فرماتے ہیں کہ میں نے دیکھا کہ عمر فاروق نے مجھے اسلام پر قائم رہنے کی تلقین کی۔ آپ کی زوجہ محترمہ حضرت فاطمہ بنت خطاب اپنے بھائی عمر بن خطاب سے پہلے اسلام لائیں۔ حضرت سعید کا انتقال مدینہ طیبہ کے قریب مقام عقیق میں ۵۱ھ یا ۵۲ھ میں ہوا، اس وقت آپ کی عمر ستر سال سے کچھ زیادہ تھی۔ بعض نے کہا اسی سال سے زیادہ تھی بعض نے کہا کہ آپ کی وفات کوفہ میں ہوئی۔ آپ کے والد زید بن عمرو بن نفیل نے دورِ جاہلیت میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کا دین اختیار کیا اور مشرکین کے ذبیحوں سے اجتناب کرتے تھے۔ وحی کے نازل ہونے سے پہلے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے ملاقات کی انھیں موحد الجاہلیۃ (دورِ جاہلیت کے موحد) کہتے ہیں۔ بعض نے کہا کہ وہ نبی تھے جو مخلوق کی طرف مبعوث نہیں ہوئے۔ صحیح بخاری اور حدیث کی دوسری کتابوں میں ان کے احوال ذکر کیے گئے ہیں۔

(۲۲) حضرت سہل سین پر زبر ہاء ساکن ابن حنیف، بے نقطہ حاء پر پیش، نون پر زبر اور یاء ساکن الانصاری، بدر، احد اور دیگر غزوات میں حاضر ہوئے۔ احد کے دن نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ثابت قدم رہے۔ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بعد امیر المؤمنین علی مرتضیٰ کے ساتھ صحبت رکھی۔ امیر المؤمنین نے انھیں مدینہ منورہ کا خلیفہ اور ملک فارس کا والی بنایا۔ کوفہ میں ۳۸ھ میں وفات پائی اور حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے ان کی نماز جنازہ پڑھائی۔

(۲۳-۲۴) حضرت ظہیر بن رافع انصاری اور ان کے بھائی رضی اللہ عنہما، ظہیر نقطے والی ظاء پر پیش ان کے بھائی حضرت خدیج بن رافع ہیں۔ دونوں اہلِ بدر میں سے ہیں۔ بدر اور دیگر غزوات میں حاضر ہوئے ابن عبد البر، ابن اسحاق سے حکایت کرتے ہیں کہ حضرت ظہیر بدر میں حاضر نہیں ہوئے۔ آپ حضرت رافع

marfat.com
Marfat.com

بن خدیج کے چچا اور اسید بن ظہیر کے والد ہیں ۔ ان کے ذکر میں اوزاعی منفرد ہیں ۔

(۲۵) حضرت عبد اللہ بن مسعود ہُذَلی ہا پر پیش، ذال پر زبر، حضرت عبد اللہ بن مسعود بن غافل نقطے والی عین کے ساتھ منسوب ہیں ۔ ہذیلہ ابن مدرکہ ابن الیاس ابن مظہر کی طرف ۔ بنو زہرہ کے حلیف، اولین سابقین میں سے اور قدیم الاسلام ہیں ۔ دارِ ارقم میں آنے سے پہلے اسلام لائے ۔ بعض علماء نے کہا کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے کچھ زمانہ پہلے اسلام لائے، حبشہ کی طرف ہجرت کی ۔ بدر اور اس کے بعد غزوات میں حاضر ہوئے، دو قبلوں کی طرف نماز ادا کی ۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے جنتی ہونے کی گواہی دی اور فرمایا : ہم امت کے لیے ہر اس چیز پر راضی ہیں جس سے ابن ام عبد (ابن مسعود) راضی ہوں اور اس چیز سے ناراض ہیں جس سے وہ ناراض ہیں، ان کے مناقب بہت ہیں ۔ ان میں سے کچھ گزشتہ باب میں گزر چکے ہیں ان کا قد اس قدر چھوٹا تھا کہ ان کا کھڑا ہونا دوسروں کے بیٹھنے کے قریب تھا ۔ رنگ گہرا گندم گوں، نحیف الجسم حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرف سے کوفہ کے قاضی اور بیت المال کے والی مقرر کیے گئے، حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خلافت کے ابتدائی دور تک اس منصب پر فائز رہے ۔ پھر اُن کے اور حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہما کے درمیان پیدا ہونے والے اختلاف کی بناء پر مدینہ طیبہ آ گئے اور ۳۲ھ میں رحلت فرمائی اور مدینہ منورہ میں مدفون ہوئے ۔ عمر شریف ساٹھ سال سے کچھ اوپر تھی ۔ کہتے ہیں کہ نوے ہزار دینار ترکہ چھوڑا، غلام اور چارپائے اس کے علاوہ تھے ۔ واللہ تعالیٰ اعلم ۔ ان سے چاروں خلفاء اور دیگر صحابہ کرام اور تابعین نے ان سے روایت کی ۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہ

(۲۶) حضرت عبد الرحمٰن بن عوف زہری رضی اللہ عنہ زہرہ ابن کلاب کی اولاد میں سے تھے ۔ آپ کا سلسلہ نسب چھ واسطوں سے کلاب ابن مرہ میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مل جاتا ہے ۔ دورِ جاہلیت میں ان کا نام عبد الکعبہ تھا ۔ عام الفیل کے دس سال بعد پیدا ہوئے، قدیم الاسلام تھے ۔ حضرت ابوبکر صدیق کے ہاتھ پر مشرف باسلام ہوئے ۔ ان کی والدہ بھی شرف اسلام سے مشرف ہوئیں ۔ دو دفعہ حبشہ کی طرف ہجرت کی ۔ بدر اور دیگر تمام غزوات میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ حاضر ہوئے ۔ اُحد کے دن ثابت قدم رہے ۔ انھیں بیس سے زیادہ زخم لگے ۔ ایک سفر میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے پیچھے (ایک رکعت) نماز ادا کی اور جو باقی رہ گئی اسے بعد میں پورا کیا، جیسے مسبوق کا حکم ہے ۔ غزوۂ تبوک میں حاضر نہیں ہوئے اس کی تلافی یوں کی کہ پہلے چار ہزار درہم اللہ تعالیٰ کے راستہ میں صدقہ کیے پھر چالیس ہزار دینار خرچ کر کے اللہ تعالیٰ کے راستے میں مجاہدین کو پانچ سو گھوڑوں پر سوار کیا، اس کے بعد پانچ سو اونٹ سواری کے لیے دیئے ۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی رحلت کے بعد امہات المؤمنین کی خدمت کی ۔ ان کے اموال کا اکثر حصہ تجارت سے تھا ۔ ان کے مناقب بہت ہیں ۔

وہ دراز قد، نرم جلد والے اور سرخ و سفید رنگت والے تھے ۔ پاؤں میں تیر لگنے کی بناء پر لنگڑاہٹ پیدا

marfat.com
Marfat.com

ہو گئی تھی۔ وہ مالدار ترین صحابہ کرام میں سے تھے۔ ہجرت کے وقت فقیر تھے یہ تمام خیر و برکت انھیں مدینہ طیبہ میں ملی تھی۔ وفات کے وقت آپ کی چار بیویاں تھیں۔ ان میں سے ہر ایک کا حصہ ترکہ کا بتیسواں حصہ تھا اس حصے کے بدلے اسی ہزار درہم یا دینار پر صلح ہو گئی (یعنی ہر ایک بیوی کو اتنی رقم ملی) انھوں نے رحلت کے وقت اصحاب بدر میں سے ہر ایک کے لیے چار سو دینار کی وصیت کی۔ ان کا ترکہ ایک ہزار ساٹھ افراد پر تقسیم کیا گیا۔ ہر ایک کو اسی ہزار درہم ملے۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا کہ ہم نے عبدالرحمٰن بن عوف دیکھا کہ وہ جنت میں جا رہے ہیں اور بچے کی طرح سرین پر گھسٹ رہے ہیں۔ حضرت عبدالرحمٰن ابن عوف نے ان سے یہ حدیث سنی تو شام سے آیا ہوا تمام قافلہ جو سات اونٹ پر مشتمل تھا مع پالان اور اس پہ ڈالنے والے کپڑوں کے جنت میں داخل ہونے کی بشارت کے شکرانے یا گھسٹنے سے سمجھی جانے والی کمزوری کے ازالے کے لیے صدقہ کر دیا۔

وہ ظہر سے پہلے طویل نماز ادا کرتے تھے۔ روایت ہے کہ وفات کے وقت بے ہوش ہو گئے۔ جب ہوش میں آئے تو فرمانے لگے: میرے پاس دو سخت مزاج فرشتے آئے اور کہنے لگے انھیں عزیز اور امین حاکم کے پاس لے چلو، اتنے میں دو اور فرشتے آگئے انھوں نے پوچھا کہ انھیں کہاں لے جا رہے ہو؟ پہلے فرشتوں نے کہا کہ عزیز اور امین حاکم کے پاس لے جا رہے ہیں، دوسرے فرشتوں نے کہا انھیں چھوڑ دو جب یہ اپنی والدہ کے پیٹ میں تھے تو ان کی سعادت سبقت لے جا چکی ہے۔ اس حدیث کو ابو نعیم اور ابن عساکر نے روایت کیا وہ حضرت ابوبکر صدیق، حضرت عمر فاروق اور حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے زمانے میں فتویٰ دیا کرتے تھے حضرت عثمان غنی کی خلافت میں ان کی وفات ہوئی۔ جب ان کی رحلت ہوئی تو حضرت علی مرتضیٰ نے ابن عوف کی چادر کو فرمایا کہ تو نے صاف پانی پیا اور گدلا نہ دیکھا۔ ان کے مناقب بہت ہیں۔ ان کے اسلام لانے کا واقعہ عجیب ہے جو ہم نے اسماء رجال میں نقل کیا ہے۔

(۲۷) حضرت عبیدہ عین پر پیش ابن حارث قریشی رضی اللہ عنہ ان کی کنیت ابوالحارث ہے۔ بعض نے کہا ابو معاویہ عبیدہ ابن حارث، بعض نے کہا ابو معاویہ عبیدہ ابن حارث بن المطلب ابن عبد مناف، عمر میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے دس سال بڑے تھے۔ دار ارقم میں داخل ہونے سے پہلے اسلام لائے دو بھائیوں طفیل اور حصین کے ہمراہ ہجرت کی۔ بدر کے دن ولید بن عتبہ کو للکارا۔ ان کے درمیان تلواروں کے دو وار ایک دوسرے پر کیے گئے اور اسی زخم سے شہید ہوئے۔ ولید بھی اسی دن مارا گیا۔ ان سے حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں۔

(۲۸) حضرت عبادہ عین پر پیش اور باء مخفف ابن صامت انصاری رضی اللہ عنہ انصار کے نقیب (نمائندے) تھے۔ پہلی اور دوسری بیعت عقبہ میں حاضر ہوئے۔ بدر اور تمام غزوات میں حاضر ہوئے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں قرآن پاک کو جمع (یاد) کرنے والوں میں سے ایک تھے۔ دراز قد، جسیم اور خوبصورت تھے

marfat.com
Marfat.com

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے انھیں شام کا قاضی اور معلم بنا کر بھیجا۔ اس کے بعد فلسطین میں مقیم ہو گئے۔ رملہ اور بقول بعض بیت المقدس میں ۳۴ھ میں وفات پائی۔ بہتر سال (۷۲) عمر شریف تھی۔ بعض علماء کہتے ہیں کہ حضرت امیر معاویہ کے زمانے تک حیات رہے۔

(۲۹) حضرت عمرو بن عوف، بنو عامر بن لوی کے حلیف، لوی لام پر پیش، ہمزے پر زبر، یاء مشدد بغیر ہمزے کے (واؤ کے ساتھ) بھی پڑھتے ہیں۔ بدر میں حاضر ہوئے، مدینہ طیبہ میں مقیم ہوئے اور کوئی اولاد نہیں چھوڑی، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے ایک حدیث روایت کی کہ آپ نے فرمایا ہمیں تم پر فقر کا خوف نہیں لیکن ہمیں دینار و مال کی زیادتی کا خوف ہے رضی اللہ عنہ۔

(۳۰) حضرت عقبہ ابن عمرو انصاری رضی اللہ عنہ ابو مسعود انصاری بدری مشہور صحابہ میں سے ہیں۔ عقبہ ثانیہ میں حاضر ہوئے اور یہ سب سے کم عمر تھے۔ جمہور اس بات کے قائل ہیں کہ بدر کی طرف ان کی نسبت رہائش کے اعتبار سے ہے نہ کہ غزوۂ بدر میں حاضر ہونے کی بناء پر۔ حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خلافت میں وفات پائی۔ بعض کہتے ہیں کہ اس کے بعد ۴۱ھ یا ۴۲ھ میں انتقال ہوا۔

(۳۱) حضرت عامر بن ربیعہ عنزی رضی اللہ عنہ۔ عنزی بے نقطہ عین اور نون پر زبر، یہ نسبت ہے عنزہ کی طرف جو ان کے اجداد میں سے تھے۔ جامع الاصول میں العنوی ہے نقطے والی غین کے ساتھ۔ وہ بنی عدی کے حلیف تھے لہٰذا ان کی نسبت میں عدوی بھی واقع ہے۔ کاشف میں ہے کہ وہ آلِ خطاب کے حلیف تھے انھوں نے دو ہجرتیں کیں (ایک حبشہ، دوسری مدینہ طیبہ) بدر اور تمام غزوات میں حاضر ہوئے۔ حضرت عمر فاروق سے پہلے اسلام لائے۔ ۳۲ھ یا ۳۳ھ یا ۳۵ھ میں وفات پائی۔ پہلا قول زیادہ مشہور ہے اور دوسرا قول کاشف کے اس بیان کے موافق ہے کہ حضرت عثمان غنی سے پہلے فوت ہوئے۔

(۳۲) حضرت عاصم بن ثابت انصاری رضی اللہ عنہ بدر میں حاضر ہوئے۔ انھوں نے مشرکوں کے بڑے آدمی کو قتل کیا تھا اس لیے (آپ کی شہادت کے بعد) انھوں نے چاہا کہ ان کا سر کاٹ لیں انھوں نے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں دعا مانگی تھی کہ مشرک کا ہاتھ ان تک نہ پہنچے۔ اللہ تعالیٰ نے بھڑوں کو بھیج دیا جنھوں نے مشرکوں کے ہاتھ سے ان کی حفاظت کی جب رات ہوئی تو سیلاب آیا اور ان کی نعش مبارک کو بہا کر لے گیا۔ یہ واقعہ غزوۂ رجیع میں پیش آیا۔ آپ عاصم بن عمر بن خطاب کے نانا تھے رضی اللہ تعالیٰ عنہما۔

(۳۳) عُوَیم بے نقطہ عین پر پیش، واؤ پر زبر اور یاء ساکن ابن ساعدہ انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ عقبہ کی دونوں بیعتوں بدر اور تمام غزوات میں حاضر ہوئے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حیاتِ مبارکہ میں انتقال کر گئے۔ بعض علماء نے کہا کہ حضرت عمر فاروق کی خلافت میں مدینہ منورہ میں فوت ہوئے۔ صحیح یہ ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد حیات تھے۔ ان سے حضرت عمر فاروق نے روایت کی۔ ان کی عمر پینسٹھ یا چھیاسٹھ سال تھی۔

marfat.com
Marfat.com

(۳۴) حضرت عتبان عین کے نیچے زیر، تاء ساکن اس کے بعد واؤ ابن مالک انصاری رضی اللہ عنہ بدر میں حاضر ہوئے اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی ان سے حضرت انس بن مالک اور محمود بن ربیع نے روایت کی وہ نابینا تھے، صحیح بخاری میں ہے کہ انھوں نے مسجد میں نہ آنے کا عذر بیان کیا۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ان کے گھر تشریف لائے اور وہاں نماز ادا فرمائی تاکہ وہ اپنے لیے اس جگہ کو جائے نماز بنالیں۔ حضرت امیر معاویہ کے زمانے میں فوت ہوئے۔

(۳۵) حضرت قدامہ قاف پر پیش بے نقطہ دال مخفف ابن مظعون میم پر زبر اور نقطے والی ظاء ساکن اس کے بعد عین، قریشی ہیں اور حضرت عبد اللہ ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے ماموں ہجرت کر کے حبشہ گئے تھے بدر اور تمام غزوات میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ حاضر ہوئے۔ حضرت عمر بن خطاب نے انھیں بحرین کا گورنر مقرر فرمایا پھر انھیں معزول کر دیا۔ حضرت عبد اللہ ابن عمرؓ سے روایت کرتے ہیں۔ اسی سال کی عمر میں ۳۶ھ میں وفات پائی۔

(۳۶) حضرت قتادہ ابن نعمان انصاری رضی اللہ عنہ صحابی ہیں۔ بدر میں حاضر ہوئے۔ مشہور قتادہ تابعی دوسرے ہیں وہ بصری ہیں وہ نابینا تھے اور اپنے زمانے کے وسیع ترین حافظے والے شخص تھے۔ وہ فرماتے ہیں کہ جو کچھ میں نے سنا وہ مجھے نہیں بھولا۔ حضرت انس بن مالک سے روایت کرتے ہیں اور ان سے حضرت حسن بصری اور سعید بن مسیب روایت کرتے ہیں۔

(۳۷) حضرت معاذ بن عمرو بن الجموح رضی اللہ عنہ جموح جیم پر زبر اور آخر میں بے نقطہ حاء انصاری ہیں بیعت عقبہ اور بدر میں حاضر ہوئے۔ وہ اور ان کے والد عمرو بن الجموح حضرت ابن عباس سے روایت کرتے ہیں۔ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے زمانے میں فوت ہوئے۔

(۳۸، ۳۹) معوذ میم پر پیش، عین پر زبر اور مشدد واؤ کے نیچے زیر ابن عفراء بے نقطہ عین پر زبر اور فاء ساکن اور آخر میں الف ممدودہ اور ان کے بھائی معاذ بن عفراء دونوں اہل بدر میں سے ہیں۔ عفراء ان کی والدہ کا نام ہے، ان کے والد کا نام الحارث بن رفاعہ انصاری ہے۔ معوذ، ابو جہل لعین کے قاتل ہیں۔ بدر کے دن اپنے بھائی کی امداد سے اسے قتل کیا۔ اس کے بعد حضرت معوذ جنگ کرتے ہوئے شہید ہو گئے اور معاذ باقی رہے اور دیگر غزوات میں شریک ہوئے۔ سوائے ان غزوات کے جن میں اللہ تعالیٰ کو شرکت منظور نہیں تھی، ان کے ایک اور بھائی تھے جن کا نام عوف تھا وہ بھی بدر میں شہید ہوئے رضی اللہ تعالیٰ عنہم۔

(۴۰) حضرت مالک بن ربیعہ راء پر زبر ابو اسید انصاری ہمزے پر پیش، سین پر زبر یاء ساکن، بعض علماء نے ہمزے پر زبر اور سین کے نیچے زیر بیان کی ہے رضی اللہ عنہ۔ ابو اسید حضرت مالک بن ربیعہ کی کنیت ہے اور کنیت کے ساتھ ہی مشہور ہیں۔ بدر، احد اور تمام غزوات میں حاضر ہوئے، ان سے حضرت انس بن مالک اور ابو سلمہ ابن عبد الرحمن روایت کرتے ہیں۔ آخر عمر میں بینائی جاتی رہی اور ۶۰ھ میں ستتر (۷۷) سال کی

marfat.com
Marfat.com

عمر میں فوت ہوئے اور وہ اصحاب بدر میں سے وفات پانے والے آخری صحابی ہیں۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہ

(۴۱) حضرت مسطح میم کے نیچے زیر، بے نقطہ سین ساکن، بے نقطہ طاء پر زبر اور آخر میں بے نقطہ حاء ابن اثاثہ ہمزے پر پیش اور دو ثاء تین نقطوں والی کے درمیان الف۔ ابن عباد عین پر زبر اور ایک نقطے والی باء مشدد ابن عبد المطلب بن عبد مناف رضی اللہ عنہ۔ بدر، احد اور دیگر غزوات میں حاضر ہوئے۔ انھوں نے وہی واقعہ افک میں حضرت عائشہ کے بارے میں کہا جو کہا۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسی باتیں کہنے والوں کو کوڑے لگوائے تو انھیں بھی کوڑے لگوائے۔ ۳۴ھ میں چھپن (۵۶) سال کی عمر میں فوت ہوئے (وہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خالہ کے بیٹے تھے ۱۲ مولوی امیر علی۔

(۴۲) حضرت مرارہ میم پر پیش ابن ربیع لفظ خریف کے وزن پر اور بعض اس کی ضد انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ بدر میں حاضر ہوئے یہ ان تین صحابہ کرام میں سے ہیں جو غزوۂ تبوک میں شامل نہ ہو سکے، ان میں سب سے زیادہ مشہور حضرت کعب بن مالک ہیں اور دوسرے ہلال بن امیہ اللہ تعالیٰ نے ان کی توبہ قبول فرمائی اور اس سلسلے میں قرآن پاک کی آیات نازل فرمائیں۔ اسی لیے اس سورت کا نام سورۂ توبہ ہے۔

(۴۳) حضرت معن میم پر زبر ابن عدی انصاری عین پر زبر بے نقطہ دال کے نیچے زیر اور یاء مشدد، بنو عمرو بن عوف کے حلیف تھے۔ اسی لیے انھیں انصاری کہا جاتا ہے۔ بدر اور اس کے بعد کے غزوات میں حاضر ہوئے۔ بیعت عقبہ میں بھی حاضر ہوئے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے انھیں اور حضرت عمر بن خطاب کے بھائی حضرت زید بن خطاب کو بھائی بنایا۔ دونوں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی خلافت میں یمامہ کے دن شہید ہوئے۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہم۔

(۴۴) حضرت مقداد بن عمرو الکندی کاف کے نیچے زیر، نون ساکن حَلِیْفُ بَنِیْ زُہْرَۃَ بنو زہرہ کے حلیف تھے رضی اللہ تعالیٰ عنہ انھیں مقداد بن اسود بھی کہتے ہیں۔ کندی اس لیے کہتے ہیں کہ ان کے والد عمرو قبیلہ کندہ کے حلیف تھے۔ اس لیے انھیں کندی کہتے ہیں۔ وہ خود اسود بن عبد یغوث زہری کے حلیف تھے، اس لیے انھیں زہری کہتے ہیں۔ اسی بناء پر انھیں ابن الاسود بھی کہتے ہیں۔ بعض کہتے ہیں کہ آپ کی والدہ نے اسود سے نکاح کیا تھا اور یہ ان کی گود میں تھے۔ اس لیے ابن الاسود کہتے ہیں۔ بعض کہتے ہیں کہ یہ اسود کے غلام تھے اور اس نے انھیں بیٹا بنا لیا تھا۔ ابن عبد البر کہتے ہیں کہ پہلا قول زیادہ صحیح ہے۔ آپ قدیم الاسلام تھے بعض علماء کہتے ہیں کہ وہ چھٹے نمبر پر اسلام لائے تھے۔ ان کا شمار اہل حجاز میں ہے۔ وہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے فضلاء، نجباء، عمدہ ترین اور اکابر صحابہ کرام میں سے تھے۔ ان سے حضرت علی مرتضیٰ، طارق بن شہاب اور دیگر حضرات نے روایت کی۔ مدینہ منورہ سے تین میل دور واقع مقام جرف میں وفات پائی اور انھیں مدینہ طیبہ جنت البقیع میں لا کر دفن کیا گیا، یہ ۳۳ھ کی بات ہے اس وقت آپ کی عمر ساٹھ سال تھی۔ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے ان کی نماز جنازہ پڑھائی۔

marfat.com
Marfat.com

(۴۵) حضرت ہلال بن امیہ انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ ان تین صحابہ کرام میں سے ہیں جو غزوہ تبوک میں پیچھے رہ گئے تھے اور اللہ تعالیٰ نے ان کی توبہ قبول فرمائی۔ انھوں نے اپنی بیوی کو قذف کیا (ان پر زنا کا الزام عائد کیا) پھر لعان کیا۔ بدر میں حاضر ہوئے، ان سے حضرت جابر بن عبداللہ اور عبداللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے روایت کی۔

باب

یمن، شام اور اویس قرنی کا ذکر

یمن پہلے دو حرفوں پر زبر، ان شہروں کو کہتے ہیں جو کعبہ مقدسہ سے دائیں جانب واقع ہیں یَمَنِیٌّ، یمانٍ اور یمانِیٌّ یاء کی تخفیف کے ساتھ یمن کی طرف منسوب بعض نے یاء مشدد بھی بیان کی ہے اور شام ان شہروں کو کہتے ہیں کہ بیت اللہ شریف سے بائیں جانب واقع ہیں۔ اَلشَّامُ بائیں جانب کو کہتے ہیں کہ جیسے یُمن دائیں جانب کو کہتے ہیں۔ شام ہمزے کے ساتھ اور اس کے بغیر دونوں طرح آیا ہے۔ قَرَن قاف اور راء کی زبر کے ساتھ یمن کا ایک شہر ہے لیکن وہ قرن جو اہل نجد کا میقات ہے راء ساکن کے ساتھ ہے۔ جوہری نے راء کو متحرک قرار دے کر خطا کی ہے اور اویس قرنی کی اس قرن کی طرف نسبت کرنے میں بھی خطا کی ہے۔ کیونکہ اویس منسوب ہیں قرن بن ردمان بن ناجیہ ابن مراد کی طرف جو ان کے اجداد میں سے ہیں۔ اسی طرح صاحب قاموس نے کہا ہے۔

الفصل الاوّل

۶۰۰۴ — عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِنَّ رَجُلًا يَّاْتِيْكُمْ مِنَ الْيَمَنِ يُقَالُ لَهٗ اُوَيْسٌ لَا يَدَعُ بِالْيَمَنِ غَيْرَ اُمٍّ لَهٗ قَدْ كَانَ بِهٖ بَيَاضٌ فَدَعَى اللّٰهَ فَاَذْهَبَهٗ اِلَّا مَوْضِعَ الدِّيْنَارِ اَوِ الدِّرْهَمِ فَمَنْ لَقِيَهٗ مِنْكُمْ فَلْيَسْتَغْفِرْ لَكُمْ وَفِيْ

پہلی فصل

حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: بیشک ایک شخص تمھارے پاس یمن کی طرف سے آئے گا جسے اویس کہا جاتا ہے وہ یمن میں سوائے اپنی والدہ کے کسی کو نہیں چھوڑے گا۔ اس کے جسم پر سفیدی تھی سو اس نے اللہ تعالیٰ سے دعا کی تو اس کریم نے وہ سفیدی دور کر دی۔ سوائے ایک دینار یا ایک درہم کی

marfat.com

Marfat.com

رِوَایَۃٍ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ اِنَّ خَیْرَ التَّابِعِیْنَ رَجُلٌ یُّقَالُ لَہٗ اُوَیْسٌ وَلَہٗ وَالِدَۃٌ وَکَانَ بِہٖ بَیَاضٌ فَمُرُوْہُ فَلْیَسْتَغْفِرْ لَکُمْ۔

(رَوَاہُ مُسْلِمٌ)

جگہ کے۔ تم میں سے جو اسے ملے تو چاہیے کہ وہ تمھارے لیے دعائے مغفرت کریں[۳] اور ایک روایت میں ہے کہ حضرت عمر فاروق نے فرمایا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا کہ تابعین میں سے بہترین وہ ایک مرد ہے جسے اُویس کہا جاتا ہے اس کی والدہ ہے اور اس کے جسم پر سفیدی تھی تم انھیں کہو کہ وہ تمھارے لیے دعائے مغفرت کریں (مسلم)

[۱] یعنی برص کی

[۲] یہ راوی کو شک ہے، ایک روایت میں ہے کہ یہ بھی ان کی دعا سے تھا۔ انھوں نے دعا مانگی تھی کہ اے اللہ! میرے جسم میں کچھ سفیدی چھوڑ دے تاکہ اس کے ذریعے تیری نعمت کو یاد کرتا رہوں۔

[۳] یعنی ملاقات کرنے والا شخص ان سے درخواست کرے کہ اس کے لیے دعائے مغفرت کریں۔

[۴] اس حدیث میں اہلِ خیر و صلاح (اولیائے کرام) سے دعا کا طلب کرنا ثابت ہے اگرچہ طلب کرنے والا افضل ہو۔ بعض علماء کہتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بات حضرت اویس کا دل خوش کرنے کے لیے فرمائی اور ان لوگوں کا وہم دُور کیا جنھوں نے خیال کیا کہ اویس قرنی نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت کا شرف حاصل نہیں کیا اور وہ پیچھے رہ گئے۔ اس لیے کہ وہ والدہ محترمہ کے خیال اور ان کی خدمت کرنے کی بنا پر یہ سعادت حاصل نہ کر سکے۔ نیز اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت اویس بہترین تابعین میں سے ہیں، اور اس جگہ ان کی واضح فضیلت منقبت اور عظیم فضیلت کا اظہار ہو رہا ہے۔ امام احمد بن حنبل سے منقول ہے کہ تابعین میں سے افضل حضرت سعید بن مسیب ہیں، ان کا افضل ہونا علوم اور احکام شریعت کی معرفت کی بنا پر ہے اور یہ اس بات کے منافی نہیں حضرت اویس کے افضل اور اعلیٰ ہونے کے بایں معنی کہ ان کے لیے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں ثواب زیادہ ہے۔ قاموس میں ہے کہ اویس بن عامر سادات تابعین (تابعین کے سرداروں) میں سے ہیں ہو سکتا ہے کہ حدیث شریف کے الفاظ کا بھی یہی مطلب ہو۔

یاد رہے کہ حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ کی شان میں متعدد احادیث اور آثار وارد ہیں جنھیں امام سیوطی نے جمع الجوامع میں ذکر کیا ہے۔ اگرچہ گفتگو طویل ہو جائے گی تاہم ہم نے ان کا ترجمہ کر دیا ہے۔ اس لیے کہ اولیاء کرام کے ذکر کے وقت اللہ تعالیٰ کی رحمت نازل ہوتی ہے۔ امام سیوطی فرماتے ہیں کہ اسیر بن جابر روایت کرتے ہیں کہ جب حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس یمن کے لوگ حاضر ہوتے تو آپ پوچھتے کیا تم میں اویس بن عامر ہیں؟ یہاں تک کہ ان میں حضرت اویس بھی پہنچ گئے، حضرت فاروق اعظم نے پوچھا کیا آپ اویس بن عامر ہیں۔ انھوں نے عرض کیا: جی ہاں! میں اویس بن عامر ہوں۔ فرمایا: کیا آپ قبیلہ مراد پھر قرن سے

marfat.com

Marfat.com

ہیں۔ انھوں نے عرض کیا جی ہاں ایسے ہی ہے۔ فرمایا: آپ کو برص کی بیماری تھی جو درست ہو گئی، سوائے ایک درہم کی جگہ کے؟ انھوں نے عرض کیا: جی ہاں! فرمایا: کیا آپ کی والدہ موجود ہیں۔ عرض کیا: جی ہاں؛ حضرت عمر فاروق نے فرمایا: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا کہ اویس بن عامر تمھارے پاس یمن کے وفد کے ساتھ آئیں گے، وہ قبیلہ مراد پھر قرن سے ہوں گے۔ ان کو برص کی بیماری تھی پھر وہ تندرست ہو گئے سوائے ایک درہم کی جگہ کے، ان کی والدہ موجود ہیں جن کی وہ خدمت کرتے ہیں۔ اگر وہ اللہ تعالیٰ کے بارے میں قسم کھائیں تو اللہ تعالیٰ ان کی قسم پوری فرما دے گا، اگر تم سے ہو سکے تو ان سے دعائے مغفرت طلب کرنا۔ لہٰذا اے اویس! آپ میرے لیے دعائے مغفرت کریں۔ انھوں نے عرض کیا اے امیر المومنین! کیا مجھ ایسا آدمی آپ کے لیے دعائے مغفرت کرے؟ فرمایا: آپ ضرور میرے لیے دعائے مغفرت کریں چنانچہ حضرت اویس نے حضرت فاروق اعظم کے لیے دعائے مغفرت کی، حضرت فاروق اعظم نے فرمایا: آپ کہاں جانا چاہتے ہیں؟ کہنے لگے میں کوفہ جانا چاہتا ہوں، فرمایا: آپ کے لیے کوفہ کے گورنر کے نام کوئی مکتوب لکھ دوں کہنے لگے کہ میرے نزدیک یہ بات زیادہ محبوب ہے کہ میں پیچھے رہنے والے لوگوں میں رہوں۔

آئندہ سال یمن کا ایک معزز آدمی حج کے لیے آیا اور اس نے حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ سے ملاقات کی۔ حضرت عمر نے اس سے حضرت اویس کا حال معلوم کیا اور پوچھا کہ ان کا کیا حال ہے؟ اس نے کہا: میں نے انھیں اس حال میں چھوڑا کہ ان کے کپڑے پرانے اور سامان معمولی تھا۔ حضرت عمر نے اسے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث بیان کی۔ وہ شخص حضرت اویس کے پاس آیا اور درخواست کی کہ میرے لیے دعائے مغفرت فرمائیں کہنے لگے آپ میرے لیے دعائے مغفرت کریں کیونکہ آپ مبارک سفر سے آئے ہیں۔ اس شخص نے حضرت عمر فاروق کی حدیث سنائی اور دوبارہ درخواست کی کہ میرے لیے دعائے مغفرت فرمائیں۔ چنانچہ حضرت اویس نے اس کے لیے دعائے مغفرت کی، پس لوگوں نے حضرت اویس کو پہچان لیا اور ان کے حال کی حقیقت جان لی، آپ وہ جگہ ہی چھوڑ کر چلے گئے۔ یہ روایت ابن سعد نے طبقات میں، ابو عوانہ، رویانی اور ابو نعیم نے حلیۃ الاولیاء میں اور امام بیہقی نے دلائل النبوۃ میں بیان کی۔

اسیر بن جابر سے ایک دوسری روایت بھی ہے، وہ فرماتے ہیں کہ کوفہ میں ایک محدث تھے، جو ہمیں حدیث شریف پڑھاتے تھے۔ جب وہ درسِ حدیث سے فارغ ہوئے تو کچھ لوگ اٹھ کر چلے جاتے اور کچھ اپنی جگہ بیٹھے رہتے۔ اس جماعت میں ایک شخص تھا جو ایسی گفتگو کرتا تھا کہ میں نے کسی کو وہ کلام کرتے ہوئے نہیں سنا تھا۔ میں اس شخص کے پاس آتا تھا، ایک دن وہ شخص غائب ہو گیا۔ میں نے اپنے ساتھیوں کو کہا کہ کیا آپ اس شخص کو پہچانتے ہیں؟ جو ہمارے ساتھ بیٹھتا تھا اور ایسی ایسی باتیں کرتا تھا۔ ایک شخص نے کہا: میں اسے پہچانتا ہوں وہ اویس قرنی ہیں۔ میں نے پوچھا تمھیں ان کے گھر کا پتہ ہے؟ اس نے کہا ہاں! میں جانتا ہوں چنانچہ میں نے اس شخص کے ہمراہ جا کر ان کے حجرے کا دروازہ کھٹکھٹایا۔ حضرت اویس حجرے سے باہر آئے

marfat.com
Marfat.com

میں نے پوچھا بھائی جان! آپ کو ہمارے پاس آنے سے کس چیز نے منع کیا؟ فرمایا برہنہ ہونے نے، ان کے ساتھی ان سے تمسخر کرتے تھے اور انھیں رنجیدہ کرتے تھے۔ میں نے کہا کہ یہ چادر لے لیں اور پہن لیں، کہنے لگے اس طرح نہ کرو اس لیے کہ جب میرے ساتھی یہ کپڑا میرے جسم پر دیکھیں گے تو میرا دل دکھائیں گے۔ میں نے اصرار کیا تو انھوں نے وہ کپڑا پہن لیا اور باہر تشریف لے آئے ساتھیوں نے دیکھا تو کہنے لگے یہ کپڑا کس کو دھوکہ دے کر حاصل کیا ہے؟ اور کسے لوٹا ہے؟ فرمانے لگے دیکھ رہے ہو کہ کیا کہتے ہیں، میں نے کہا کہ تم لوگ ان سے کیا چاہتے ہو اور انھیں کیوں اذیت دیتے ہو؟ آدمی کے پاس کبھی کپڑا نہیں ہوتا اور کبھی اسے کپڑا مل جاتا ہے میں نے زبانی گفتگو کے ذریعے ان پر سخت گرفت کی۔

مشیت الٰہی سے کوفہ کے کچھ لوگ حضرت عمر فاروق کی خدمت میں حاضر ہوئے ان میں سے ایک ایسا شخص بھی تھا جو حضرت اویس کا مذاق اڑایا کرتا تھا۔ حضرت عمر فاروق نے فرمایا: کیا اس جگہ کوئی شخص اہل قرن میں سے ہے؟ حاضرین نے اس شخص کو پیش کیا جو حضرت اویس کا تمسخر اڑایا کرتا تھا۔ حضرت فاروق اعظم نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی وہ حدیث بیان کی جو انھوں نے حضرت اویس کے بارے میں سنی تھی اور فرمایا کہ میں نے سنا ہے کہ وہ تمھارے پاس کوفہ میں آگئے ہیں۔ اس شخص نے کہا کہ ایسا شخص ہمارے درمیان نہیں ہے اور ہم اسے نہیں پہچانتے۔ حضرت عمر فاروق نے فرمایا ہاں ضرور ایسا شخص ہے یعنی بظاہر ناقابل توجہ اور حقیر۔ اس شخص نے کہا کہ ہمارے ہاں اویس نام کا ایک شخص ہے جس سے ہم تمسخر اور دل لگی کرتے ہیں۔ حضرت عمر فاروق نے فرمایا: ان سے ملاقات کر و اور میں نہیں دیکھتا کہ تم انھیں پا سکو گے۔ وہ شخص اپنے اہل وعیال کے پاس جانے سے پہلے حضرت اویس کے پاس آیا۔ حضرت اویس نے اسے فرمایا: تمھارا میرے ساتھ یہ معاملہ کس بناء پر ہے (کہ اپنے گھر جانے سے پہلے میرے پاس چلے آئے) اس نے کہا: میں نے امیر المومنین عمر فاروق سے آپ کی تعریف سنی ہے۔ انھوں نے آپ کے بارے میں اس اس طرح فرمایا ہے۔ اے اویس! مجھے بخش دیجیے جو کچھ تمسخر اور بے ادبی آپ سے کی ہے اور میرے لیے دعائے مغفرت کیجیے۔ انھوں نے فرمایا ایک شرط پر دعائے مغفرت کرتا ہوں کہ تم نے جو کچھ عمر فاروق سے سنا ہے کسی کو نہیں بتاؤ گے۔ اس کے بعد اس شخص کے لیے دعا کی۔ اسیر ابن جابر راوی کہتے ہیں کہ اس خبر کے بعد حضرت اویس کا راز کوفہ میں فاش ہو گیا۔ یہ واقعہ ابن سعد نے طبقات میں، ابو نعیم نے حلیۃ الاولیاء میں، امام بیہقی نے دلائل النبوۃ میں اور ابن عساکر نے تاریخ میں بیان کیا ہے۔

ایک دوسری روایت میں یحییٰ ابن سعید، حضرت سعید بن مسیب سے اور وہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ ایک دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے فرمایا: اے عمر! میں نے عرض کیا: یا رسول اللہ! میں دل وجان سے حاضر ہوں مجھے گمان ہوا کہ مجھے کسی کام کے لیے بھیجنا چاہتے ہیں، آپ نے فرمایا ہماری امت میں ایک شخص ہوں گے جنھیں اویس قرنی کہیں گے، ان کے جسم میں بیماری پیدا ہو گی وہ اللہ تعالیٰ سے دعا کریں گے تو وہ کریم اُسے دور فرما دے گا مگر کچھ نشان ان کے پہلو میں باقی رہے جب اسے دیکھیں گے تو

marfat.com
Marfat.com

اللہ تعالیٰ کو یاد کریں گے، جب تم ان سے ملاقات کرو تو انھیں ہمارا سلام کہنا، انھیں کہنا کہ تمھارے لیے دعا کریں کیونکہ وہ اپنے پروردگار کی بارگاہ میں مکرم ہیں اور اس کے نزدیک بڑا مقام رکھتے ہیں اور اگر اللہ تعالیٰ کے بارے میں قسم کھائیں تو اللہ تعالیٰ ان کو سچا کر دے گا۔ وہ ربیعہ اور مضر قبیلوں کی مثل کی شفاعت کریں گے۔

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے انھیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حیاتِ ظاہرہ میں تلاش کیا لیکن وہ مجھے نہیں ملے، پھر حضرت ابوبکر صدیق کی خلافت میں تلاش کیا لیکن وہ مجھے نہیں ملے، پھر میں انھیں اپنی زندگی میں تلاش کرتا رہا اور مختلف ممالک سے جو دوست آئے تھے ان سے پوچھتا کہ کوئی شخص قبیلہ مراد کا ہے؟ یا قبیلہ قرن کا کوئی شخص ہے جس کا نام اویس ہے۔ قبیلہ قرن کے ایک شخص نے کہا کہ اے امیر المومنین! وہ میرے چچا کا بیٹا ہے، آپ جس شخص کے بارے میں پوچھ رہے ہیں وہ تو معمولی اور حقیر ہے، وہ اس لائق نہیں کہ آپ جیسی شخصیت اس کے بارے میں دریافت کرے۔ میں نے کہا: میں دیکھ رہا ہوں کہ تو ان کے بارے میں ہلاک ہونے والوں میں سے ہو۔

میں یہی بات کر رہا تھا کہ اچانک ایک اونٹ نمودار ہوا جس کا پالان پرانا اور اس پر پرانے کپڑوں والا ایک شخص سوار تھا۔ میرے دل میں یہ بات آئی کہ یہی شخص اویس ہے۔ میں نے کہا اے بندۂ خدا! کیا تو ہی اویس قرنی ہے؟ اس نے کہا جی ہاں میں نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تمھیں سلام کہتے ہیں۔ اس نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر سلام ہو اور اے امیر المومنین! آپ پر بھی سلام ہو۔ میں نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا حکم ہے کہ آپ میرے لیے دعا کریں۔ اس کے بعد میں ہر سال ان سے ملاقات کرتا، یعنی حج کے موقع پر، پس میں اپنے احوال اور اسرار انھیں بیان کرتا اور وہ مجھے بیان کرتے۔ یہ حدیث ابوالقاسم عبدالعزیز ابن جعفر خرقی نے اپنے فوائد میں، خطیب اور ابن عساکر نے اپنی تاریخ میں بیان کی۔

ایک اور روایت میں حضرت حسن بصری سے ہے کہ جب قبیلہ قرن کے لوگ حج کے موقع پر آئے، تو امیر المومنین عمر فاروق نے ان سے پوچھا کہ کیا تمھارے درمیان وہ شخص ہے جس کا نام اویس ہے؟ ان میں سے ایک شخص نے کہا: امیر المومنین! آپ اس سے کیا چاہتے ہیں؟ وہ ایسا شخص ہے جو ویرانوں میں رہتا ہے اور انسانوں میں نہیں آتا، فرمایا اسے ہمارا سلام پہنچانا اور انھیں کہنا کہ ہم سے ملاقات کریں۔ اس شخص نے حضرت عمر فاروق کا پیغام پہنچا دیا، تو حضرت اویس حضرت عمر فاروق کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ آپ نے فرمایا تم ہی اویس ہو؟ انھوں نے عرض کیا جی ہاں! امیر المومنین۔ آپ نے فرمایا: تمھارے جسم پر برص کی سفیدی تھی۔ تم نے اللہ تعالیٰ سے دعا مانگی کہ اسے دور کر دے پھر تم نے دعا کی کہ اس کا کچھ حصہ باقی رہے۔ انھوں نے عرض کیا جی ہاں! امیر المومنین! آپ کو کس نے خبر دی؟ فرمایا مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خبر دی اور مجھے حکم دیا کہ میں آپ سے درخواست کروں کہ میرے لیے دعا کریں۔ چنانچہ حضرت اویس نے حضرت عمر فاروق کے لیے دعا کی، انھوں نے عرض کیا اے امیر المومنین! میری آپ سے درخواست ہے کہ آپ میرے حال کو پوشیدہ رکھیں

marfat.com
Marfat.com

اور مجھے واپس جانے کی اجازت مرحمت فرمائیں۔ اس کے بعد حضرت اویس ہمیشہ لوگوں سے پوشیدہ رہے یہاں تک کہ نہاوند کے دن شہید ہو گئے، اسے ابن عساکر نے روایت کیا۔

حضرت سعید بن مسیب سے روایت ہے کہ حضرت عمر بن خطاب نے منٰی میں منبر پر جلوہ افروز ہو کر فرمایا اے اہل قرن! تو اس قبیلے کے بوڑھے کھڑے ہوئے اور کہنے لگے اے امیر المؤمنین! ہم میں کیا ارشاد ہے؟ فرمایا کیا قرن میں کوئی ایسا شخص ہے جس کا نام اویس ہے؟ ایک بوڑھے نے کہا: اس نام کا صرف ایک دیوانہ ہے جو جنگلوں اور ریگستان میں رہتا ہے۔ نہ تو کسی کو اس کے ساتھ محبت ہے اور نہ ہی وہ کسی کی صحبت میں بیٹھتا ہے۔ حضرت عمر فاروق نے فرمایا: مجھے ان ہی کی تلاش ہے جب قرن میں جاؤ تو انھیں تلاش کر کے ہمارا سلام پہنچاؤ اور انھیں کہو کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے تمھارے بارے میں بشارت دی ہے اور مجھے حکم دیا ہے کہ تمھیں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا سلام پہنچاؤں۔ جب وہ لوگ قرن میں پہنچے تو انھیں تلاش کیا، چنانچہ وہ ریگستان میں پڑے ہوئے مل گئے۔ ان لوگوں نے انھیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا پیغام پہنچایا، کہنے لگے امیر المومنین نے مجھے اور میرے نام کو مشہور کر دیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم پر سلام ہو اور وادی حیرت و سرگردانی میں نکل گئے۔ اس کے بعد ان کا کوئی نشان نہ ملا، یہاں تک کہ حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے دنوں میں واپس آئے اور ان کے سامنے جہاد کیا اور جنگ صفین میں شہید ہو گئے، اسے ابن عساکر نے روایت کیا۔

صعصعہ ابن معاویہ روایت کرتے ہیں کہ جب حضرت عمر بن خطاب کے پاس اہل کوفہ کا وفد آتا تو ان سے پوچھتے کہ کیا تم اویس بن عامر کو پہچانتے ہو؟ تو وہ کہتے: ہم اس نام کے آدمی کو نہیں پہچانتے۔ حضرت اویس کوفہ کی مسجد ہی میں رہتے تھے اور اس سے باہر نہیں نکلتے تھے۔ ان کے چچا کا ایک بیٹا تھا جو انھیں ایذا دیا کرتا تھا۔ ان کے چچا کا وہ بیٹا اہل کوفہ کے وفد کے ساتھ حاضر ہوا اور کہنے لگا: امیر المومنین! اویس اس مقام کا آدمی نہیں ہے کہ آپ اس کے بارے میں دریافت فرمائیں اور اسے پہچانیں، وہ تو کمتر درجے کا آدمی ہے وہ میرے چچا کا بیٹا ہے۔ حضرت عمر فاروق نے فرمایا: افسوس! تو ان کے بارے میں ہلاک ہو گیا۔ اس کے بعد آپ نے وہ حدیث بیان کی جو انھوں نے حضرت اویس کے بارے میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے سنی تھی اور فرمایا جب تم وہاں پہنچو تو انھیں ہمارا سلام پہنچانا۔ اس طرح حضرت اویس کا معاملہ مشہور ہو گیا۔ چنانچہ وہ باہر چلے گئے اور غائب ہو گئے اسے ابو یعلیٰ، ابن مندہ اور ابن عساکر نے روایت کیا۔

ایک روایت میں ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ حضرت عمر فاروق دس سال تک اویس قرنی کے حالات دریافت کرتے رہے۔ یہاں تک کہ آپ نے موسم حج میں فرمایا: اے اہل یمن تم میں سے جو قبیلہ مراد سے تعلق رکھتا ہو وہ کھڑا ہو جائے۔ پس یہ لوگ کھڑے ہو گئے اور دوسرے بیٹھ گئے۔ حضرت عمر فاروق نے فرمایا: کیا تمھارے درمیان اویس موجود ہے؟ ایک شخص نے کہا: امیر المومنین ہم اس شخص کو نہیں پہچانتے ہاں میرا ایک بھتیجا ہے جسے اویس کہتے ہیں لیکن اتنا معمولی اور حقیر ہے کہ اس لائق نہیں کہ آپ جیسی شخصیت اس کے بارے میں

marfat.com
Marfat.com

پوچھے۔ حضرت عمر فاروق نے فرمایا: کیا وہ حرم میں ہیں؟ اس نے کہا کہ وہ عرفہ کے پیلو کے درختوں میں ہے اور لوگوں کے اونٹ چرا رہا ہے۔ پس حضرت عمر فاروق اور حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہما دراز گوش پر سوار ہوکر روانہ ہوئے اور پیلو کے درختوں کے پاس پہنچ گئے۔ اچانک دیکھا کہ وہ کھڑے ہوکر نماز پڑھ رہے ہیں اور نگاہیں سجدے کی جگہ پر مرکوز کیے ہوئے ہیں۔ جب حضرت عمر فاروق اور حضرت علی مرتضیٰ نے انھیں دیکھا تو کہنے لگے یہی وہ شخص ہے جسے ہم تلاش کر رہے ہیں۔ انھوں نے جب ان حضرات کی آہٹ سنی تو نماز مختصر کر دی اور اس سے فارغ ہو گئے۔ ان حضرات نے انھیں سلام کیا انھوں نے سلام کا جواب دیا اور کہا وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ۔ ان حضرات نے پوچھا کہ آپ کا نام کیا ہے؟ کہنے لگے عبداللہ! حضرت علی مرتضیٰ نے فرمایا: زمین و آسمان میں جو بھی ہے وہ عبداللہ (اللہ کا بندہ ہے)۔ میں آپ کو اس حرم کے پروردگار کی قسم دیتا ہوں کہ آپ اپنا وہ نام بتائیں جو آپ کے والدین نے رکھا ہے، کہنے لگے آپ کیا چاہتے ہیں؟ میرا نام اویس بن مراد ہے ان حضرات نے فرمایا اپنا بایاں پہلو ننگا کرو، انھوں نے ننگا کیا تو ان حضرات نے دیکھا کہ ان کے پہلو میں درہم کے برابر سفید نشان ہے۔ حضرت علی مرتضیٰ اور حضرت عمر فاروق دوڑے کہ اس نشان کو بوسہ دیں، پھر کہنے لگے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں حکم دیا ہے کہ آپ کو سلام پہنچائیں اور آپ سے درخواست کریں کہ ہمارے لیے دعا کریں، کہنے لگے میری دعا زمین کے مشرق و مغرب کے تمام مرد و زن مسلمانوں کو شامل ہے۔ ان حضرات نے کہا کہ خاص طور پر ہمارے لیے دعا کریں۔ چنانچہ انھوں نے ان حضرات اور تمام اہل ایمان مردوں اور عورتوں کے لیے دعا کی۔ حضرت عمر فاروق نے فرمایا ہم آپ کو کچھ اپنا رزق یا عطیہ دیں۔ حضرت اویس نے کہا کہ میرے دونوں کپڑے نئے ہیں میں نے اپنے دونوں جوتوں کو پیوند لگایا ہوا ہے اور میرے پاس چار درہم موجود ہیں جب وہ ختم ہو جائیں گے تو ان سے لوں گا (جو آپ دینا چاہتے ہیں) اور فرمایا کہ جو شخص روزِ جمعہ کی امید رکھتا ہے وہ مہینے کی امید رکھتا ہے جو مہینے کی امید رکھتا ہے وہ سال کی امید رکھتا ہے۔ اس کے بعد انھوں نے لوگوں کے اونٹ ان کے حوالے کیے اور باہر چلے گئے اُس کے بعد نہیں دیکھے گئے۔ اسے ابن عساکر نے اپنی تاریخ میں روایت کیا۔

٦٠٠٥ وَعَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اَتَاكُمْ اَهْلُ الْيَمَنِ هُمْ اَرَقُّ اَفْئِدَةً وَّاَلْيَنُ قُلُوْبًا اَلْاِيْمَانُ يَمَانٍ وَّالْحِكْمَةُ يَمَانِيَةٌ وَّالْفَخْرُ وَالْخُيَلَاءُ فِيْ اَصْحَابِ الْاِبِلِ وَالسَّكِيْنَةُ وَالْوَقَارُ فِيْ اَهْلِ الْغَنَمِ (مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تمھارے پاس یمن والے آئے [1]، ان کے دل بڑے رقیق اور بہت نرم ہیں [2]۔ ایمان یمنی ہے اور حکمت بھی یمنی ہے [3] فخر اور تکبر اونٹوں والوں میں ہے [4] اور سکون و وقار بکریوں والوں میں ہے [5] (صحیحین)

؎۱ یہ اس وقت فرمایا جب حضرت ابو موسیٰ اشعری اور ان کی قوم کے لوگ آئے۔

؎۲ اَفْئِدَۃً جمع فُؤَادٌ کی، فاء پر پیش اور ہمزے کے ساتھ، واؤ کے ساتھ (فُوَادٌ) عربی لغت سے تَفَوُّدٌ سے ماخوذ ہے جس کا معنی جلنا ہے اور قُلُوْبٌ جمع ہے قَلْبٌ یہ تَقَلُّبٌ سے ہے۔ جس کا معنی ایک حال سے دوسرے حال کی طرف بدلنا، اکثر اہل لغت فُؤَادٌ اور قَلْبٌ کا ایک ہی معنی بیان کرتے ہیں۔ حدیث شریف میں اس کا دو دفعہ ذکر تاکید کے لیے ہے۔ یہ حدیث باب وفات النبی صلی اللہ علیہ وسلم کی تیسری فصل میں گزر چکی ہے۔ اس جگہ اَرَقُّ اَفْئِدَۃً مذکور ہے اور اَلْیَنُ قُلُوْبًا کا ذکر نہیں ہے اس جگہ سے دونوں کا اتحاد ظاہر ہوتا ہے۔ بعض علماء کہتے ہیں کہ فُؤَادٌ دل کے پردے کو کہتے ہیں جب وہ پردہ رقیق اور باریک ہوگا تو حق بات اس کے اندر داخل ہوگی۔ رقت ضد ہے غلظت کی اور لین ضد ہے صلابت کی، مثلاً شیشہ رقیق ہے لیکن نرم نہیں ہے اور دل جب آیات اور ڈر والی باتوں سے متاثر نہ ہو تو اسے غلظت سے موصوف کیا جاتا ہے اور جب متاثر ہو تو اسے رقت اور لِین (نرمی) سے موصوف کیا جاتا ہے۔ علامہ طیبی نے فرمایا کہ یہ بھی احتمال ہے کہ رقت سے سمجھ کی عمدگی اور لِین سے حق کا قبول کرنا مراد ہو۔

؎۳ یَمَانِیَۃٌ یاء کی تخفیف اور تشدید دونوں بیان کی گئی ہیں۔ ایمان اور حکمت کی نسبت یمن کی طرف اس لیے فرمائی کہ اس وقت اہلِ مشرق کے مقابلے میں ان میں علم و حکمت کا گمان پایا جاتا ہے۔ اس کی کچھ اور تاویلات بھی ہیں جو باب وفات النبی صلی اللہ علیہ وسلم کی تیسری فصل کی شرح میں بیان کی گئی ہیں۔ جب حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ اپنی قوم کے ساتھ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے تو انھوں نے کائنات کی پیدائش اور ہدایت کار کے بارے میں دریافت کیا اور اس کے اسرار اور حکمتوں کے بارے میں پوچھا، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے بیان فرمایا جیسے باب بدء الخلق میں گزرا ہے۔ بطور وراثت یہ علم حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کی اولاد میں سے امام اہلِ سنت و جماعت حضرت ابوالحسن اشعری رحمۃ اللہ علیہ تک پہنچا اور ان کے ذریعے پھیلا۔

؎۴ خُیَلَاءُ نقطے والی خاء پر پیش، یاء پر زبر اور آخر میں الف ممدودہ، وہ تکبر جو انسان میں اس بنا پر پیدا ہوتا ہے کہ وہ اپنی ذات میں فضیلت کا خیال کرتا ہے۔ گھوڑوں کو جو خَیل کہتے ہیں تو وہ بھی اس اعتبار سے کہ ان کی سواری سے انسان اپنے آپ کو صاحبِ فضیلت اور بڑا خیال کرنے لگتا ہے۔

؎۵ یاد رہے کہ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ حیوانات کے ساتھ رہنا انسان کے نفس میں اثر کرتا ہے اور جانوروں کی طبیعتوں کے مناسب واہیات صفات اس میں سرایت کر جاتی ہیں۔ پس مخلوق کو چرانے والا اور اس کی عادت ان چیزوں کے مطابق ہے جن کو وہ چراتا ہے، چونکہ اونٹوں کی طبیعت میں قساوت اور سختی ہے اور بکریوں میں نرمی اور آرام ہے اس لیے ان کی صفات اس شخص میں سرایت کر جاتی ہیں۔ ان کے مالکوں اور چرانے والوں میں۔ اسی طرح شارحین نے کہا ہے۔

marfat.com
Marfat.com

بعض علماء نے کہا کہ چونکہ بکریوں والے آبادی کے قریب رہتے ہیں اور وہاں رہنے والے انسانوں سے میل جول رکھتے ہیں کیونکہ بکری پانی کے بغیر نہیں رہ سکتی اور سردی کو برداشت نہیں کر سکتی۔ اس لیے ان کے چرانے والوں میں نرمی اور بردباری ہوتی ہے اور یہ وصف اطاعت اور امام کی فرمانبرداری سے خارج نہ ہونے تک پہنچا تا ہے جبکہ اونٹوں والے آبادی سے دور جنگلوں اور بیابانوں میں رہتے ہیں اور انسانوں سے ان کا میل جول کم ہوتا ہے، ان کا یہ وصف سختی، سرکشی، نافرمانی اور اطاعت و فرمانبرداری سے نکلنے کا باعث بنتا ہے۔ شارحین نے اس حدیث کی شرح میں اسی طرح کہا ہے۔ میں اللہ تعالیٰ کی توفیق سے کہتا ہوں کہ ظاہر یہ ہے کہ اونٹوں میں مال و دولت زیادہ ہے اور دولت کی فراوانی طبیعت میں سختی کا باعث بنتی ہے برخلاف بکریوں کے کہ ان کی مالیت زیادہ نہیں ہوتی (اسی لیے ان کے مالک مسکین ہوتے ہیں) اصحاب کے لفظ کا معنی چرانے والوں کی بجائے مالک زیادہ ظاہر ہے۔

۶۰۰۶ وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ رَأْسُ الْکُفْرِ نَحْوَ الْمَشْرِقِ وَالْفَخْرُ وَالْخُیَلَاءُ فِیْ اَھْلِ الْخَیْلِ وَالْفَدَّادِیْنَ اَھْلِ الْوَبَرِ وَالسَّکِیْنَۃُ فِیْ اَھْلِ الْغَنَمِ (مُتَّفَقٌ عَلَیْہِ)

ان ہی سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کفر کا اور اس کا بڑا حصہ مشرق کی طرف[1] ہے۔ فخر اور تکبر گھوڑوں کے مالکوں[2] اور اونچی آوازوں والوں میں ہے جو خیموں والے ہیں[3] سکون بکریوں کے اہل میں ہے۔ (صحیحین)

[1] یعنی مشرق کی طرف سے کفر اور فتنے ظاہر ہوں گے جیسے دجال، یاجوج و ماجوج اور ترک (جو کافر ہوں گے) علامہ سیوطی، امام باجی سے نقل کرتے ہیں کہ انھوں نے فرمایا: مشرق سے مراد فارس ہے یا اہل نجد مراد ہیں (یاد رہے کہ خوارج کا پہلا فتنہ اہل نجد سے تھا؛ بلکہ ان کا مرتد ہونا، اس کے بعد عراق میں فتنے پیدا ہوئے۔ اس کے بعد فارس سے پھر خراسان سے، اس کے بعد تاتار سے اور یہ سب مشرق کی جانب تھے ۱۲ مولوی امیر علی)۔ نجد خطۂ حجاز کے ماسوا کو کہتے ہیں، نجد کا اصلی معنی بلند زمین ہے اس کے مقابل غور (پست زمین) ہے۔ بعض نے کہا کہ یہ ابلیس کی طرف اشارہ ہے جیسے فرمایا ہے کہ سورج شیطان کے دو سینگوں کے درمیان طلوع ہوتا ہے۔

[2] جب اونٹوں کے مالکوں میں فخر اور تکبر ہے تو گھوڑوں کے مالکوں میں بطریق اولیٰ اور ان سے زیادہ اور قوی ہوگا۔

[3] یہ خیمے اونٹوں کی پشم (اون) سے تیار کیے جاتے ہیں۔ یعنی جنگلوں میں رہنے والے اور صحرا نشین، جیسے عربوں کی عادت ہے، وَبَر واؤ اور باء پر زبر، اونٹ کی پشم فَدّاد فاء اور دال کی تشدید کے ساتھ سخت آواز، قاموس میں ہے فَدِیْدٌ آواز کا بلند کرنا یا آواز کی سختی یا دشمن بکری وغیرہ کی آواز اور

marfat.com
Marfat.com

منکر، مشارق میں فَدَّادٌ جفا اور سخت دلی، اس حرف میں دال کی تشدید کے ساتھ روایت محدثین کے نزدیک زیادہ مناسب ہے۔ جمہور اہلِ لغت و معرفت نے اسی طرح کہا ہے۔ اصمعی کہتے ہیں کہ وہ جماعت جو اونٹوں، گایوں اور گھوڑوں کی پشتوں میں آوازیں بلند کرتی ہے، اس لفظ کی تحقیق (عربی) شرح میں اس سے زیادہ کی گئی ہے۔

۶۰۰۷/۴ وَعَنْ اَبِیْ مَسْعُوْدِ الْاَنْصَارِیِّ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مِنْ هٰهُنَا جَاءَتِ الْفِتَنُ نَحْوَ الْمَشْرِقِ وَالْجَفَاءُ وَغِلَظُ الْقُلُوْبِ فِی الْفَدَّادِیْنَ اَهْلِ الْوَبَرِ عِنْدَ اُصُوْلِ اَذْنَابِ الْاِبِلِ وَالْبَقَرِ فِیْ رَبِیْعَةَ وَمُضَرَ (مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ)

حضرت ابومسعود انصاری رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مشرق کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا: یہاں سے فتنے[۱] آئے ہیں۔ جفا اور دلوں کی سختی خیمہ نشینوں میں ہے جو اونٹوں اور گائیوں کی دُموں کی جڑ کے پاس آوازیں بلند کرنے والے ہیں[۲] قبیلہ ربیعہ اور مضر میں[۳] (صحیحین)

[۱] اور دین میں شور و شر کے اسباب اور لوگوں کا اس میں ابتلاء و امتحان میں واقع ہونا۔

[۲] جو چرانے اور زمین کی کاشتکاری کے لیے ان کے پیچھے چلتے ہیں۔

[۳] ان دو قبیلوں کے پاس گھوڑے اور اموال بہت تھے۔

۶۰۰۸/۵ وَعَنْ جَابِرٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ غِلَظُ الْقُلُوْبِ وَالْجَفَاءُ فِی الْمَشْرِقِ وَالْاِیْمَانُ فِیْ اَهْلِ الْحِجَازِ (رَوَاهُ مُسْلِمٌ)

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: دلوں کی سختی اور جفا مشرق میں[۱] اور ایمان اہلِ حجاز[۲] میں ہے (مسلم)

[۱] اس لیے کہ مشرق کفر اور فتنوں کی جگہ ہے۔

[۲] حجاز مکہ مکرمہ، منورہ منورہ، طائف اور ان کے مضافات کو کہتے ہیں۔ حجاز کو حجاز اس لیے کہتے ہیں کہ وہ نجد اور تہامہ کے درمیان (حاجز) حدِ فاصل ہے۔ نجد بلند زمین ہے اور وہ حجاز کے ماسوا کے ساتھ خاص ہے جو کہ عراق سے متصل ہے، یہ غور کی ضد ہے جسے تہامہ کہتے ہیں۔ اسی طرح قاموس میں ہے۔

۶۰۰۹/۶ وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَللّٰهُمَّ بَارِكْ لَنَا فِیْ شَامِنَا اَللّٰهُمَّ بَارِكْ لَنَا فِیْ يَمَنِنَا قَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ

حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا کی: اے اللہ! ہمارے لیے ہمارے شام میں برکت عطا فرما، اے اللہ ہمارے لیے ہمارے یمن میں برکت

marfat.com
Marfat.com

وَفِیْ نَجْدِنَا قَالَ اَللّٰهُمَّ بَارِكْ لَنَا فِیْ شَامِنَا اَللّٰهُمَّ بَارِكْ لَنَا فِیْ یَمَنِنَا قَالُوْا یَارَسُوْلَ اللّٰهِ وَفِیْ نَجْدِنَا فَاَظُنُّهٗ قَالَ فِی الثَّالِثَةِ هُنَاكَ الزَّلَازِلُ وَالْفِتَنُ وَبِهَا یَطْلَعُ قَرْنُ الشَّیْطٰنِ

(رَوَاهُ الْبُخَارِیُّ)

عطا فرما[۱] حاضرین نے عرض کیا یا رسول اللہ! یہ بھی دعا کریں کہ ہمارے نجد میں برکت عطا فرما[۲]، آپ نے دعا مانگی اے اللہ ہمارے لیے شام میں برکت عطا فرما، اے اللہ! ہمارے لیے ہمارے یمن میں برکت عطا فرما، صحابہ نے عرض کیا کہ یہ بھی دعا کیجیے کہ ہمارے نجد میں برکت عطا فرما۔ ابن عمر فرماتے ہیں میرا گمان ہے کہ آپ نے تیسری دفعہ فرمایا: نجد میں زلزلے اور فتنے ہیں اور نجد کی زمین میں شیطان کا سینگ نمودار ہوگا[۳] (بخاری)

[۱] شام اور یمن کی تخصیص کی وجہ یہ ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی جائے ولادت باسعادت مکہ مکرمہ ہے اور وہ یمن سے ہے اور آپ کا مسکن اور آخری آرام گاہ مدینہ منورہ میں ہے اور وہ شام سے ہے۔

[۲] یعنی یہ دعا کیجیے کہ اے اللہ! ہمارے نجد میں برکت عطا فرما۔

[۳] یعنی اس کا گروہ اور اس کے اعوان وانصار، اس کا بیان کتاب الصلوٰۃ کے باب اوقاتِ صلوٰۃ میں گزر گیا ہے۔

الفصل الثانی

دوسری فصل

۶۰۱۰ عَنْ اَنَسٍ عَنْ زَیْدِ بْنِ ثَابِتٍ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ نَظَرَ قِبَلَ الْیَمَنِ فَقَالَ اَللّٰهُمَّ اَقْبِلْ بِقُلُوْبِهِمْ وَبَارِكْ لَنَا فِیْ صَاعِنَا وَمُدِّنَا

(رَوَاهُ التِّرْمِذِیُّ)

حضرت انس حضرت زید بن ثابت (رضی اللہ عنہما) سے روایت کرتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یمن کی طرف نظر کی اور دعا کی: اے اللہ! ان کے دلوں کو ہماری طرف پھیر دے[۱] اور ہمارے لیے ہمارے صاع اور مُد میں برکت عطا فرما[۲] (ترمذی)

[۱] تاکہ وہ ہمارے پاس آجائیں، چونکہ اہلِ مدینہ تنگ حالی اور معاشی تنگی میں تھے اور اہلِ یمن بڑی جماعت تھے ان کے آنے سے معیشت اور تنگ ہوجاتی اس لیے رزق اور اسبابِ رزق میں برکت کی دعا فرمائی (یہ دعا اسی حدیث میں مذکور ہے)۔ (یاد رہے کہ جب اہلِ یمن آئے تو حضرت صدیق اکبر نے ان سب کو شام کی فتح کی طرف بھیج دیا، شام کے ممالک فتح ہوگئے اور عظیم وسعت پیدا ہوئی ۱۲ مولوی امیر علی)

marfat.com
Marfat.com

۵ صاع ایک پیمانہ ہے (جس میں تقریباً ساڑھے چار سیر غلہ آتا ہے ۱۲ اشرف قادری) اور مُد، صاع کے چوتھے حصے کو کہتے ہیں مراد وہ طعام ہے جو ان پیمانوں سے ناپا جاتا ہے (یعنی طعام میں برکت عطا فرما)۔

۶۰۱۱ وَعَنْ زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ طُوْبٰى لِلشَّامِ قُلْنَا لِاَيٍّ ذٰلِكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ لِاَنَّ مَلٰٓئِكَةَ الرَّحْمٰنِ بَاسِطَةٌ اَجْنِحَتَهَا عَلَيْهَا (رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَاَحْمَدُ)

حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: خوش خبری ہو شام کے لیے، ہم نے عرض کیا یہ دعا کس چیز کی بناء پر ہے ۱؎۔ فرمایا اس لیے کہ رحمٰن کے فرشتے اس پر اپنے بازو پھیلائے ہوئے ہیں ۲؎ (امام احمد، ترمذی)

۱؎ اور ان کے اس فضیلت کے ساتھ ممتاز ہونے کا سبب کیا ہے؟ مصابیح کے بعض نسخوں میں لِاَیِّ شَیْءٍ ہے اور مشکوٰۃ شریف کے نسخوں میں شَیْءٍ نہیں ہے بس اَیٍّ تنوین کے ساتھ ہے۔

۲؎ اس کا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی رحمت و رافت اہلِ شام کو شامل ہے۔ غالباً ابدال مراد ہیں جو شام میں ہوتے ہیں یا شام کے تمام باشندے مراد ہیں۔ فرشتوں کے بازوؤں سے مراد فرشتوں کی صفات اور ان کی قوتیں ہیں۔ پرندوں کے بازوؤں پر ان کا قیاس نہیں کرنا چاہیے، کیونکہ پرندے کے تین یا چار سے زیادہ بازو نہیں ہوتے، چہ جائیکہ چھ سو بازو ہوں جو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے شبِ معراج حضرت جبرئیل امین کے دیکھے مختصر یہ کہ بازوؤں کی نسبت فرشتوں کی طرف کرنی چاہیے اور ان کی کیفیت کے بیان سے بچنا چاہیے۔

۶۰۱۲ وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَتَخْرُجُ نَارٌ مِّنْ نَّحْوِ حَضْرَمَوْتَ اَوْ مِنْ حَضْرَمَوْتَ تَحْشُرُ النَّاسَ قُلْنَا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ فَمَا تَاْمُرُنَا قَالَ عَلَيْكُمْ بِالشَّامِ (رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ)۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا عنقریب حضرموت ۱؎ کی طرف سے یا حضرموت ۲؎ سے آگ نکلے گی جو لوگوں کو جلائے گی ہم نے عرض کیا، یا رسول اللہ! آپ ہمیں کیا حکم دیتے ہیں؟ فرمایا: تم پر لازم ہے کہ شام چلے جاؤ ۳؎ (ترمذی)

۱؎ حضرموت بے نقطہ حاء پر زبر، نقطے والا ضاد ساکن، راء اور میم پہ زبر، میم پر پیش بھی سکتے ہیں، یمن کا مشہور شہر ہے۔

۲؎ راوی کو شک ہے اور اس روایت میں لفظ نحو نہیں ہے (جس کا معنی طرف ہے)۔

۳؎ تاکہ اس آگ سے محفوظ رہو۔ شارحین فرماتے ہیں کہ ایک احتمال یہ ہے کہ حقیقتِ نار (آگ) مراد ہو جیسے کہ ظاہر لفظ سے معلوم ہوتا ہے۔ دوسرا احتمال یہ ہے کہ فتنہ مراد ہو جس کو آگ سے تعبیر فرمایا۔ علاماتِ قیامت میں آگ کا ذکر گزر چکا ہے جو لوگوں کو میدانِ محشر کی طرف چلائے گی جس سے مراد شام ہے۔ اس سے ظاہر یہ معلوم ہوتا ہے کہ آگ لوگوں کو ان کے اختیار کے بغیر شام کی طرف چلائے گی اور اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے

marfat.com
Marfat.com

کہ لوگ اپنے اختیار سے شام کی طرف سفر کریں گے۔ اس لیے ظاہر یہ ہے کہ آگ سے مراد فتنہ ہے جو قیامت سے پہلے پیدا ہو گا اسے آگ سے تعبیر کیا گیا ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

۶۰۱۳ وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ إِنَّهَا سَتَكُوْنُ هِجْرَةٌ بَعْدَ هِجْرَةٍ فَخِيَارُ النَّاسِ إِلٰى مُهَاجَرِ إِبْرَاهِيْمَ وَفِيْ رِوَايَةٍ فَخِيَارُ أَهْلِ الْأَرْضِ أَلْزَمُهُمْ مُهَاجَرَ إِبْرَاهِيْمَ وَيَبْقٰى فِي الْأَرْضِ شِرَارُ أَهْلِهَا تَلْفِظُهُمْ أَرْضُوْهُمْ تَقْذِرُهُمْ نَفْسُ اللّٰهِ تَحْشُرُهُمُ النَّارُ مَعَ الْقِرَدَةِ وَالْخَنَازِيْرِ تَبِيْتُ مَعَهُمْ إِذَا بَاتُوْا وَتَقِيْلُ مَعَهُمْ إِذَا قَالُوْا

(رَوَاهُ أَبُوْدَاوُدَ)

حضرت عبد اللہ ابن عمرو بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا کہ قصہ یہ ہے کہ ایک ہجرت کے بعد دوسری ہجرت ہو گی[1] پس بہترین لوگ وہ ہوں گے جو حضرت ابراہیم علیہ السلام کی ہجرت کی جگہ[2] کو لازم پکڑنے والے ہوں گے۔ ایک روایت میں ہے کہ زمین والوں میں سے بہترین لوگ وہ ہوں گے جو حضرت ابراہیم کی جائے ہجرت کو لازم پکڑیں گے اور زمین میں زمین کے بدترین لوگ باقی رہ جائیں گے ان کی زمینیں انھیں باہر پھینک دیں گی[3] اللہ تعالیٰ کی ذات انھیں پلید اور مکروہ جاننے گی[4] آگ ان کو بندروں اور خنزیروں کے ساتھ جلائے گی۔ ان کے ساتھ رات گزارے گی جب وہ رات گزاریں گے، اور دوپہر کو آرام کرے گی جب وہ آرام کریں۔

(ابوداؤد)

[1] پہلی ہجرت ابتداء اسلام میں مدینہ منورہ کی طرف تھی۔ دوسری شام کی طرف ہو گی۔ بعض علماء نے فرمایا کہ ہجرت کی تکرار اور کثرت مراد ہے اور یہ مطلب حدیث شریف کے الفاظ اور سیاق سے زیادہ ظاہر طور پر معلوم ہوتا ہے اور یہ اس وقت ہو گا جب بندوں میں فتنے زیادہ ہو جائیں گے۔ شہروں پر کافر غالب آ جائیں گے دین کے حامی اور اسلام میں اللہ تعالیٰ کے حکم پر قائم کم رہ جائیں گے۔ شام کے شہر محفوظ و مامون ہوں گے اور ان کی حفاظت شام کے لشکر کریں گے اور غالب رہیں گے۔ یہاں تک کہ دجّال سے جنگ کریں گے۔ پس جو شخص چاہتا ہو کہ اپنے دین کو محفوظ رکھے اسے چاہیے کہ ان شہروں کی طرف ہجرت کر جائے۔ اس کے بعد اس ارشاد کی تفصیل بیان فرمائی۔

[2] یعنی شام، مُہاجَر میم پر پیش اور جیم پر زبر (اسم ظرف) جائے ہجرت

[3] یعنی ان کی زمینیں ان کے وجود سے عار محسوس کرتی ہیں اور ان کا اپنے اندر رہنا مکروہ جانتی ہیں۔

marfat.com
Marfat.com

۴ؔ یعنی اللہ تعالیٰ انھیں رحمت و کرامت کی جگہ سے دور رکھے گا۔

۵ؔ وہ آگ جو اُن کے بُرے کردار کا نتیجہ ہوگی یا وہ آگ جو اس وقت پیدا ہوگی بندروں اور خنزیروں سے مراد یا تو ان کی حقیقت اور صورت ہے، یا یہ مراد ہے کہ وہ لوگ ان کی صفات کے ساتھ موصوف ہوں گے یا بُری خصلت والے کافر مراد ہیں، بندروں اور خنزیروں کی مثل ہیں۔

۶ؔ قیلولہ کا معنی ہے دوپہر کے وقت سونا، مطلب یہ ہے کہ وہ آگ دن رات ان کے ساتھ رہے گی، نعوذ باللہ من ذلک

۶۰۱۴ وَعَنِ ابْنِ حَوَالَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَيَصِيْرُ الْاَمْرُ اَنْ تَكُوْنُوْا جُنُوْدًا مُجَنَّدَةً جُنْدٌ بِالشَّامِ وَجُنْدٌ بِالْيَمَنِ وَجُنْدٌ بِالْعِرَاقِ فَقَالَ ابْنُ حَوَالَةَ خِرْ لِيْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنْ اَدْرَكْتُ ذَالِكَ فَقَالَ عَلَيْكَ بِالشَّامِ فَاِنَّهَا خِيَرَةُ اللّٰهِ مِنْ اَرْضِهٖ يَجْتَبِيْ اِلَيْهَا خِيَرَتَهٗ مِنْ عِبَادِهٖ فَاَمَّا اِنْ اَبَيْتُمْ فَعَلَيْكُمْ بِيَمَنِكُمْ وَاسْقُوْا مِنْ غُدُرِكُمْ فَاِنَّ اللّٰهَ عَزَّوَجَلَّ تَوَكَّلَ لِيْ بِالشَّامِ وَاَهْلِهٖ

(رَوَاهُ اَحْمَدُ وَاَبُوْدَاوٗدَ)

حضرت ابنِ حوالہ[۱] رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: قریب ہے کہ دین کا کاروبار اس طور پر ہو کہ تم مختلف اور مجتمع لشکر ہو[۲] ایک لشکر شام میں، ایک لشکر یمن میں اور ایک لشکر عراق میں ہوگا۔ ابنِ حوالہ نے عرض کیا، یا رسول اللہ میرے لیے منتخب فرمائیں[۳] اگر میں اس وقت کو پالوں۔ آپ نے فرمایا: تم شام کو لازم پکڑو اس لیے کہ شام اللہ تعالیٰ کا انتخاب[۴] ہے۔ اس کی زمین سے اس میں اپنے منتخب بندوں کو جمع فرمادے گا اور اگر تم انکار کرو[۵] تو تم پر لازم ہے کہ اپنے یمن[۶] چلے جاؤ اور اپنے حوضوں سے پانی پلاؤ[۷] اس لیے کہ اللہ تعالیٰ ہمارے لیے شام اور اس کے رہنے والوں کا وکیل بنا ہے[۸]

(امام احمد و ابوداؤد)

۱ؔ ابن حوالہ بے نقطہ حاء پر زبر اور واؤ مخفف، اسدی صحابی ہیں، شام میں قیام پذیر ہوگئے، ایک جماعت نے ان سے روایت کی۔ شام میں ۵۸ھ اور ایک قول کے مطابق ۸۰ھ میں وفات ہوئی اسی طرح جامع الاصول میں ہے۔ کاشف میں ہے کہ صحابی ہیں اور انھوں نے تین حدیثیں روایت کیں۔

۲ؔ مُجَنَّدَةً میم پہ پیش، جیم پر زبر اور نون شدد مفتوح

۳ؔ کہ میں کس لشکر کے ساتھ شامل ہوں۔

۴ؔ خِيَرَةٌ خاء کے نیچے زیر اور یاء پر زبر، بعض اوقات یاء کو ساکن کیا جاتا ہے۔

۵ؔ اس چیز سے جسے اللہ تعالیٰ نے تمھارے لیے منتخب فرمایا ہے اور وہ شام کا ارادہ کرنا ہے۔

marfat.com
Marfat.com

ھے یمن کی ان کی طرف اضافت اس لیے کی کہ مخاطب عرب ہیں اور یمن ان کی زمین سے ہے۔
ے یعنی خود پیو اور چارپایوں کو پلاؤ۔ غدیر نقطے والی غین کے ساتھ، وہ جگہ جہاں پانی جمع ہوتا ہے۔ کیونکہ یہ بات شام کے ساتھ مخصوص ہے مطلب ہے کہ ہر شخص اپنے مخصوص حوض سے پانی پلائے اور کسی دوسرے کے ساتھ مزاحمت نہ کرے خصوصاً ان لوگوں سے جو اسلام کی سرحدوں پر بیٹھے ہوئے ہیں تاکہ اختلاف و نزاع کا سبب اور فتنوں کے ابھارنے کا باعث نہ ہو۔ اسی طرح شارحین نے کہا ہے۔
شہ یعنی اپنے فضل و کرم سے ہمارا کام اپنے ذمہ پر لے لیا ہے۔ شام اور اس کے باشندوں کی کافروں کے شر اور ان علاقوں پر ان کے غالب آنے سے حفاظت کا۔

الفصل الثالث

۶۰۱۵/۱۲ عَنْ شُرَيْحِ بْنِ عُبَيْدٍ قَالَ ذُكِرَ أَهْلُ الشَّامِ عِنْدَ عَلِيٍّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ وَقِيلَ الْعَنْهُمْ يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ قَالَ لَا إِنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ الْأَبْدَالُ يَكُونُونَ بِالشَّامِ وَهُمْ أَرْبَعُونَ رَجُلًا كُلَّمَا مَاتَ رَجُلٌ أَبْدَلَ اللّٰهُ مَكَانَهُ رَجُلًا يُسْقَى بِهِمُ الْغَيْثُ وَيُنْتَصَرُ بِهِمْ عَلَى الْأَعْدَاءِ وَيُصْرَفُ عَنْ أَهْلِ الشَّامِ بِهِمُ الْعَذَابُ

تیسری فصل

حضرت شریح بن عبید[1] سے روایت ہے کہ حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے پاس اہلِ شام[2] کا ذکر کیا گیا اور کہا گیا کہ اے امیرالمومنین! ان پر لعنت بھیجیے[3]! فرمایا نہیں۔ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا کہ ابدال شام میں ہوں گے[4] اور وہ چالیس مرد ہیں۔ جب ان میں سے کوئی مرد فوت ہو جاتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کی جگہ دوسرے مرد کو مقرر فرما دیتا ہے ان کی برکت سے بارش عطا کی جاتی ہے اور ان کے طفیل دشمنوں سے انتقام لیا جاتا ہے اور ان کی بدولت اہلِ شام سے عذاب دور کیا جاتا ہے[5]۔

سلہ شریح نقطے والے شین پر پیش اور را پر زبر ابن عبید عین پر پیش اور باء پر زبر ثقہ تابعی اور حمص کے اکابر مشائخ میں سے اور ان کے مقربین سے ہیں۔
سلہ اس جگہ اہلِ شام سے مراد حضرت علی مرتضیٰ کے مخالفین ہیں یعنی حضرت امیر معاویہ اور جو اُن کے کے ساتھ شام میں تھے۔ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے زمانے سے آخر تک شام کے حکمران تھے۔
سلہ جس طرح اس زمانے میں دونوں گروہ ایک دوسرے پر لعنت بھیجتے تھے۔
سلہ یعنی جب میں اہلِ شام پر لعنت کروں گا، اور وہاں ابدال بھی ہیں کہیں ایسا نہ ہو کہ لعنت ابدال کو بھی شامل ہو۔ علمائے اہلِ سنت فرماتے ہیں کہ یہ حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرف سے اہلِ شام سے

marfat.com
Marfat.com

لعنت کو دور کیا گیا ہے تاکہ شور و شغب دور ہو۔ اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ ابدال کے علاوہ اہلِ شام پر لعنت جائز ہو جیسے کہ بظاہر معلوم ہوتا ہے اور یہ کیسے ہو سکتا ہے حضرت امیر المومنین علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آپ نے فرمایا: یہ ہمارے بھائی ہیں جنھوں نے ہمارے خلاف بغاوت کی ہے۔ یہ بھی روایت ہے کہ ایک دفعہ مخالفین کے لشکر میں سے ایک شخص گرفتار کر کے لایا گیا۔ ایک شخص نے کہا: تعجب کی بات ہے میں جانتا ہوں کہ یہ شخص اچھا مسلمان تھا۔ حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: کیا کہتے ہو؟ یہ شخص اب بھی مسلمان ہے۔ اس کے علاوہ بھی آثار اور احادیث ہیں جن سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ لوگ مسلمان تھے۔ اس کے بعد ابدال کا بیان فرمایا۔

۵ اہلِ شام کی تخصیص ان کے قرب و جوار اور مزید تعلق کی بناء پر ہوگی۔ ورنہ ابدال کی برکت و نصرت تمام جہان کو شامل ہے، خصوصاً اس کے لیے جو اُن سے نصرت و امداد طلب کرے۔ ابدال کا موجود ہونا اس حدیث اور حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے مروی دیگر احادیث سے بھی ثابت ہے۔

شیخ ابن حجر ان احادیث کے بیان کے بعد ایک دوسری حدیث حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے لائے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: امت کے بہترین افراد پانچ سو اور ابدال چالیس ہیں، پس نہ تو وہ پانچ سو سے کم ہوتے ہیں اور نہ ہی یہ چالیس، جب ابدال کا کوئی فرد فوت ہو جاتا ہے تو اللہ تعالیٰ ان پانچ سو میں سے ایک کو بدل بنا دیتا ہے۔ صحابہ کرام نے عرض کیا یا رسول اللہ! ہماری راہنمائی فرمائیں اور ان کے اعمال بتائیں کہ وہ کیا عمل کرتے ہیں؟ فرمایا کہ جو ان پر ظلم کرے اسے معاف کر دیتے ہیں اور جو ان سے برائی کرے اس کے ساتھ نیکی کرتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کے دیئے ہوئے مال سے فقراء پر خرچ کرتے ہیں۔ اس کی تصدیق اللہ تعالیٰ کی کتاب میں ہے وَالْكَاظِمِيْنَ الْغَيْظَ وَالْعَافِيْنَ عَنِ النَّاسِ وَاللّٰهُ يُحِبُّ الْمُحْسِنِيْنَ اور غصے کو پینے والے اور لوگوں کو معاف کرنے والے اور اللہ تعالیٰ نیکو کاروں کو محبوب رکھتا ہے۔

۶۰۱۶/۱۳ وَعَنْ رَجُلٍ مِّنَ الصَّحَابَةِ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ سَتُفْتَحُ الشَّامُ فَاِذَا اُخَيِّرْتُمُ الْمَنَازِلَ فِيْهَا فَعَلَيْكُمْ بِمَدِيْنَةٍ يُقَالُ لَهَا دِمَشْقُ فَاِنَّهَا مَعْقِلُ الْمُسْلِمِيْنَ مِنَ الْمَلَاحِمِ وَفُسْطَاطُهَا وَمِنْهَا اَرْضٌ يُقَالُ لَهَا الْغُوْطَةُ۔ (رَوَاهُمَا اَحْمَدُ)

ایک صحابی مرد[1] سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: قریب ہے کہ شام کے شہر فتح کیے جائیں پس جب تمھیں رہائش گاہوں کا اختیار دیا جائے تو تم اس شہر کو لازم پکڑو جسے دمشق کہا جاتا ہے اس لیے کہ دمشق مسلمانوں کے لیے جنگ سے جائے پناہ ہے اور وہ شام کا جامع شہر ہے شام کی ایک زمین ہے جسے غوطہ کہا جاتا ہے[2]
(ان دونوں حدیثوں کو امام احمد نے روایت کیا)

[1] جن کا نام معلوم نہیں ہوا، صحابی راوی کا نام معلوم نہ ہونا نقصان نہیں دیتا۔ کیونکہ صحابہ تمام

marfat.com
Marfat.com

عادل ہیں۔

سے دمشق اکثر علماء کے قول کے مطابق اور زیادہ فصیح یہ ہے کہ دال کے نیچے زیر اور میم پر زبر ہے شام کا دارالخلافہ۔

سے کہ مسلمان وہاں پناہ لیں گے اور وہاں آئیں گے۔ معقل میم پر زبر، عین ساکن اور قاف کے نیچے زیر، عَقْلٌ سے مشتق ہے اس کا معنی ہے قلعہ اور پناہ۔ ملاحم جمع ہے ملحمۃ کی۔ اس کا معنی ہے جنگ۔

سے فُسْطَاطٌ فاء پر پیش اور سین ساکن، اس کا معنی ہے جامع شہر جو لوگوں کو جمع کرے، اس لیے مصر کو بھی فسطاط کہتے ہیں، اس کا معنی خیمہ بھی آتا ہے۔

سے غُوطَۃٌ نقطے والی غین پر پیش، واؤ ساکن اور اس کے بعد بے نقطہ طاء، اس کا معنی ہے شہرستان علامہ طیبی فرماتے ہیں کہ غوطہ دمشق کے گرد باغوں اور پانیوں کا نام ہے۔ بعض نے کہا کہ دمشق کے نزدیک ایک شہر کا نام ہے۔

۶۰۱۷/۱۴ وَعَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَلْخِلَافَةُ بِالْمَدِيْنَةِ وَالْمُلْكُ بِالشَّامِ

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: خلافت مدینہ منورہ میں اور ملوکیت شام میں ہوگی۔ [۱]

[۱] بعض علماء کہتے ہیں کہ یہ اشارہ ہے حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی خلافت اور حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی ملوکیت اور حکومت کی طرف۔ جیسے کہ دوسری حدیث میں آیا ہے کہ ہمارے بعد خلافت تیس سال ہے اس کے بعد کاٹنے والی حکومت ہوگی اور وہ جو ایک حدیث میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی صفات میں آیا ہے، کہ آپ کی پیدائش مکہ مکرمہ جائے ہجرت مدینہ منورہ اور آپ کا ملک (حکومت) شام میں ہوگا تو اس سے مراد نبوت اور دین ہے۔ کیونکہ آپ کی حکومت اور آپ کا دین شام میں زیادہ غالب اور بکثرت تھا۔ ورنہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی حکومت اور آپ کا دین تمام آفاق (سارے جہان) میں ہے۔ بعض علماء نے کہا کہ اَلْمُلْكُ بِالشَّامِ کا معنی یہ ہے کہ اس جگہ جہاد اور جنگ ہے، اس لیے کہ شام کے شہروں میں جہاد منقطع نہیں ہوگا اور یہ جہاد اور سرحدوں کے پہرے کی فضیلت حاصل کرنے کے لیے شام کی طرف سفر کرنے کی ترغیب ہے واللہ تعالیٰ اعلم (آج بھی شام والے اسرائیل سے برسر پیکار رہتے ہیں ۱۲ شرف قادری)

۶۰۱۸/۱۵ وَعَنْ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَاَيْتُ عَمُوْدًا مِنْ نُوْرٍ خَرَجَ مِنْ تَحْتِ رَاْسِيْ سَاطِعًا حَتّٰى اسْتَقَرَّ بِالشَّامِ. رَوَاهُمَا الْبَيْهَقِيُّ

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ہم نے نور کا ایک ستون دیکھا جو ہمارے سر کے نیچے سے اوپر کو اٹھتا ہوا نکلا، یہاں تک کہ شام میں ٹھہر گیا۔ (ان دونوں حدیثوں کو امام بیہقی نے دلائل النبوۃ میں

marfat.com
Marfat.com

فی دَلائِلِ النُّبُوَّۃِ ۔

روایت کیا ۔

لہ "سُطُوعٌ" کا معنی ہے گرد و غبار، بو اور صبح کا اوپر کی طرف بلند ہونا ۔

۲ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ دین کا رسوخ، غلبہ اور استقرار شام میں ہوگا، اس قبیلے سے ہے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت باسعادت کے وقت آپ کی والدہ ماجدہ کے شکم اطہر سے نور کا نکلنا اور اس سے شام کے محلات کا روشن ہونا ۔

۶۰۱۹/۱۶ وَعَنْ اَبِی الدَّرْدَآءِ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ اِنَّ فُسْطَاطَ الْمُسْلِمِیْنَ یَوْمَ الْمَلْحَمَۃِ بِالْغُوْطَۃِ اِلٰی جَانِبِ مَدِیْنَۃٍ یُقَالُ لَہَا دِمَشْقُ مِنْ خَیْرِ مَدَائِنِ الشَّامِ (رَوَاہُ اَبُوْدَاوٗدَ)

حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جنگ کے دن لہ مسلمانوں کے اجتماع کی جگہ غوطہ ۲ ہے ۔ اس شہر کی ایک جانب جسے دمشق کہا جاتا ہے جو شام کے تمام شہروں سے بہتر ہے (ابوداؤد)

لہ اس سے مراد دجال کی جنگ ہے ۔

۲ غوطہ دمشق کے نزدیک ایک جگہ ہے جیسے کہ پہلے گزرا، گزشتہ حدیث میں دمشق کو فسطاط فرمایا چونکہ غوطہ دمشق کے قریب اور اس کے مضافات و توابع میں سے ہے ۔ اس لیے ان دو حدیثوں میں اختلاف نہیں ہے ۔

۶۰۲۰/۱۷ وَعَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ سُلَیْمَانَ قَالَ سَیَاتِیْ مَلِکٌ مِّنْ مُّلُوْکِ الْعَجَمِ یَظْہَرُ عَلَی الْمَدَائِنِ کُلِّہَا اِلَّا دِمَشْقَ (رَوَاہُ اَبُوْدَاوٗدَ)

حضرت عبدالرحمٰن بن سلیمان لہ سے روایت ہے کہ عنقریب عجم کے بادشاہوں میں سے ایک بادشاہ ۲ آئے گا لہ پس تمام شہروں پر غالب آجائے گا سوائے دمشق کے (ابوداؤد)

لہ عبدالرحمٰن بن سلیمان، کوفہ کے تابعین میں سے ہیں ۔ مدنی الاصل اور ثقہ ہیں ۔ بعض محدثین نے فرمایا: لا باس بہ ان میں کوئی حرج نہیں ہے وہ حضرت حنظلہ ابن غسیل کی اولاد میں سے ہیں۔ عبدالرحمٰن بن سلیمان بن عبداللہ بن حنظلہ، ان کی سب اولاد کو ابن الغسیل کہتے ہیں کہ ان کی عمر ایک سو ساٹھ سال تھی انہوں نے حضرت سہل بن سعد اور حضرت انس بن مالک کی زیارت کی ۱۷۲ھ میں ان کی وفات ہوئی اسی طرح کہا گیا ہے ۔

۲ شارحین نے اس بادشاہ کے بارے میں بیان نہیں کیا کہ وہ کون ہے ۔

تنبیہ:۔ یاد رہے کہ شام، بیت المقدس، صخرہ، عسقلان، قزوین، اندلس اور دمشق وغیرہ کے فضائل میں بہت سی حدیثیں آئی ہیں ۔ محدثین نے ان میں سے اکثر کو ضعیف اور موضوع قرار دیا ہے ۔ اسی طرح سفر السعادۃ میں ہے ۔

⁂ ⁂ ⁂ ⁂ ⁂

marfat.com
Marfat.com

باب

اس اُمت کا ثواب

اس امت مرحومہ کی فضیلت اور دوسری امتوں کی نسبت ثواب کی زیادتی حد شمار اور احاطہ بیان سے باہر ہے۔ اس فضیلت کے ثابت کرنے کے لیے اللہ تعالیٰ کا ارشاد کافی ہے کُنْتُمْ خَيْرَ اُمَّةٍ اُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ تم بہترین امت ہو جسے تمام جہانوں کے لیے پیش کیا گیا ہے۔ اسی طرح اللہ تعالیٰ کا فرمان وَكَذٰلِكَ جَعَلْنٰكُمْ اُمَّةً وَّسَطًا لِّتَكُوْنُوْا شُهَدَآءَ عَلَى النَّاسِ اور اسی طرح ہم نے تمھیں درمیانی امت بنایا تاکہ تم لوگوں پر گواہ رہو اور یہ فضیلت بھی کافی ہے کہ یہ محمد مصطفےٰ، احمد مجتبیٰ، خاتم النبیین، سید المرسلین اور تمام مخلوق سے (علی الاطلاق) صلی اللہ علیہ وسلم کی امت ہے، وہ ہستی جن کے بارے میں تمام انبیاء و رسل نے آرزو کی ہے کہ کاش ہم آپ کے امتی ہوتے اور اس کے علاوہ جو فضائل و کمالات اس امت کے لیے ثابت ہیں۔ اس امت میں جو اولیاء، علماء اور فضلاء پیدا ہوئے۔ ان کے لیے وہ کمالات، کرامات اور فضائل ثابت ہیں جو پہلی امتوں میں نہ تھے۔ اے اللہ! ہمیں اپنے حبیب اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا (سچا اور مقبول نظر) امتی بنا، ہمیں آپکی سچی محبت عطا فرما اور ہمیں آپ کے دین و ملت پر موت عطا فرما، اپنی رحمت سے، اے سب سے زیادہ رحم فرمانے والے۔

الفصل الاوّل

۶۰۲۱ عَنِ ابْنِ عُمَرَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِنَّمَا اَجَلُكُمْ فِىْ اَجَلِ مَنْ خَلَا مِنَ الْاُمَمِ مَا بَيْنَ صَلٰوةِ الْعَصْرِ اِلٰى مَغْرِبِ الشَّمْسِ وَاِنَّمَا مَثَلُكُمْ وَمَثَلُ الْيَهُوْدِ وَالنَّصٰرٰى كَرَجُلٍ اسْتَعْمَلَ عُمَّالًا فَقَالَ مَنْ يَّعْمَلُ

پہلی فصل

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تمھاری مدت گزشتہ امتوں میں نہیں ہے مگر اس زمانے کی مقدار جو عصر اور سورج غروب ہونے کے درمیان ہے تمھارا اور یہود و نصاریٰ کا قصہ اس شخص ہی کی طرح ہے جس نے مزدوروں کو کام پر لگایا اور کہا کون ہے جو

marfat.com
Marfat.com

لِیْ اِلٰی نِصْفِ النَّهَارِ عَلٰی قِیْرَاطٍ قِیْرَاطٍ فَعَمِلَتِ الْیَهُوْدُ اِلٰی نِصْفِ النَّهَارِ عَلٰی قِیْرَاطٍ قِیْرَاطٍ ثُمَّ قَالَ مَنْ یَّعْمَلُ لِیْ مِنْ نِصْفِ النَّهَارِ اِلٰی صَلٰوۃِ الْعَصْرِ عَلٰی قِیْرَاطٍ قِیْرَاطٍ فَعَمِلَتِ النَّصَارٰی مِنْ نِصْفِ النَّهَارِ اِلٰی صَلٰوۃِ الْعَصْرِ عَلٰی قِیْرَاطٍ قِیْرَاطٍ ثُمَّ قَالَ مَنْ یَّعْمَلُ لِیْ مِنْ صَلٰوۃِ الْعَصْرِ اِلٰی مَغْرِبِ الشَّمْسِ عَلٰی قِیْرَاطَیْنِ اَلَا فَاَنْتُمُ الَّذِیْنَ تَعْمَلُوْنَ مِنْ صَلٰوۃِ الْعَصْرِ اِلٰی مَغْرِبِ الشَّمْسِ اَلَا لَکُمُ الْاَجْرُ مَرَّتَیْنِ فَغَضِبَتِ الْیَهُوْدُ وَالنَّصَارٰی فَقَالُوْا نَحْنُ اَکْثَرُ عَمَلًا وَّاَقَلُّ عَطَاءً قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰی فَهَلْ ظَلَمْتُکُمْ مِّنْ حَقِّکُمْ شَیْئًا قَالُوْا لَا قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰی فَاِنَّهٗ فَضْلِیْ اُعْطِیْهِ مَنْ شِئْتُ۔

(رَوَاهُ الْبُخَارِیُّ)

میرے لیے دوپہر تک ایک ایک قیراط[2] پر عمل کرے گا تو یہودیوں نے دوپہر تک ایک ایک قیراط پر کام کیا[3] پھر اس نے کہا: کون ہے جو میرے لیے دوپہر سے عصر کی نماز تک ایک ایک قیراط پر کام کرے گا؟ نصاریٰ نے دوپہر سے عصر کی نماز تک ایک ایک قیراط پر کام کیا[4] پھر اس نے کہا کون ہے جو میرے لیے عصر کی نماز سے سورج کے غروب ہونے تک دو قیراطوں پر کام کرے؟ سنو! تم وہ ہو جو نماز عصر سے سورج کے غروب ہونے تک[5] کام کرتے ہو سنو! تمھارے لیے دوہرا اجر ہے[6]۔ تو یہود و نصاریٰ ناراض ہو گئے اور کہنے لگے ہم نے کام زیادہ کیا اور ہمیں مزدوری کم ملی[7]۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: کیا میں نے تم پر ظلم کیا اور تمھارے حق میں کمی کی ہے[8]؟ کہنے لگے نہیں[9]۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: یہ میرا فضل[10] ہے۔ میں جسے چاہتا ہوں عطا فرماتا ہوں۔

(بخاری)

[1] اجل وہ مدت جو کسی چیز کے لیے مقرر کی جائے اور یہ پوری عمر کی مدت ہے، بعض اوقات اجل کا اطلاق موت پر کیا جاتا ہے اور عمر کی آخری جز مراد لی جاتی ہے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں، کہ تمھاری عمر کی مدت گزشتہ امتوں کی مجموعی عمر کے مقابلے میں نمازِ عصر سے مغرب تک کے وقت کی مقدار ہے جب کہ دوسری امتوں کی عمر کی مقدار دن کی ابتداء سے نمازِ عصر کا وقت ہے۔ اس کے باوجود اس اُمّت کا ثواب دوسروں سے زیادہ ہے، اس کے بعد نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس امت اور یہود و نصاریٰ کے درمیان نسبت بیان فرمائی۔

[2] یعنی ہر ایک کے لیے ایک قیراط ہوگا، قیراط دانگ کا آدھ حصہ اور دانگ درہم کا چھٹا حصہ (یعنی قیراط درہم کا بارھواں حصہ) ہوتا ہے۔

[3] یہودیوں نے طویل عمر میں تھوڑے ثواب پہ کام کیا پس وہ ان مزدوروں کی طرح ہیں جنھوں نے دوپہر تک ایک ایک قیراط پر عمل کیا۔

marfat.com
Marfat.com

۴؎ نصاریٰ نے اپنی عمر کی مدت میں کام کیا ۔ ان کی مثال ان مزدوروں کی ہے جنھوں نے دوپہر سے عصر کی نماز تک ایک ایک قیراط پر کام کیا ۔

۵؎ یعنی تمھارے لیے اللہ تعالیٰ کے فضل سے ڈبل ثواب ہے ایک دفعہ اپنے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی تصدیق اور دوسری دفعہ سابق انبیاء کرام کی تصدیق کی بناء پر ۔

۶؎ یعنی اس کی وجہ کیا ہے ؟ اور اس طرح کیوں ہوگا ۔

۷؎ یعنی جو کچھ میں نے تمھارے لیے مقرر کیا تھا اور جو وعدہ کیا تھا ، کیا میں نے اس کے مطابق تمھارے حق میں سے کچھ کمی کی ہے ؟

۸؎ یعنی اے اللہ ! تو نے ہم پر ظلم نہیں کیا اور نہ ہی حق تلفی کی ہے لیکن سوال یہ ہے کہ اجر و ثواب کا یہ فرق کیوں ہے ؟

۹؎ یعنی یہ ڈبل ثواب دینا اور اجر کا زیادہ دینا میرا کرم ہے ، جسے چاہتا ہوں دیتا ہوں ۔ میں فاعل مختار ہوں جو چاہتا ہوں کرتا ہوں ۔ سبب بیان نہیں فرمایا کہ یہ امت مصطفیٰ (صلی اللہ علیہ وسلم) کے اخلاص کی زیادتی کی بناء پر ہے ، یا اس لیے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی میری بارگاہ میں بلند مرتبے کے سبب سے ہے ۔ سبب اس لیے بیان نہیں فرمایا کہ گفتگو کی گنجائش نہ ہو اور بات کرنے کا راستہ مطلقاً بند ہو جائے ، اللہ تعالیٰ ہی توفیق عطا فرمانے والا ہے ۔

اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ ظہر اور عصر کا درمیانی وقت اس وقت سے زیادہ ہے جو عصر اور مغرب کے درمیان ہے اور یہ بات مذہب حنفی کی تائید کرتی ہے (کہ ظہر کا وقت زوال سے لے کر سایہ اصلی کے علاوہ دو مثل تک ہے ۱۲ اشرف قادری) اس طرح نہیں ہے جس طرح دوسرے امام فرماتے ہیں کہ عصر کا وقت دن کا آخری چوتھائی حصہ ہے (ورنہ ظہر اور عصر کا وقت تقریباً برابر ہو جائے گا ۱۲ ق) جیسے کہ باب مواقیت الصلوٰۃ میں گزرا ہے ۔

۶۰۲۲ — وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِنَّ مِنْ اَشَدِّ اُمَّتِیْ لِیْ حُبًّا نَاسٌ یَكُوْنُوْنَ بَعْدِیْ یَوَدُّ اَحَدُهُمْ لَوْ رَاٰنِیْ بِاَهْلِهٖ وَمَالِهٖ
(رَوَاهُ مُسْلِمٌ)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا : ہماری امت کے ہماری شدید محبت رکھنے والوں میں سے وہ لوگ ہوں گے جو ہمارے بعد پیدا ہوں گے ۔ ان میں سے ایک اس بات کی محبت رکھے گا کہ وہ اپنے اہل اور مال کے بدلے ہماری زیارت کرتا ۱؎ (مسلم)

۱؎ یعنی اپنے اہل و عیال اور مال و اسباب کو فدا کرتا اور ہمارے جمال جہاں آراء کی زیارت کرتا ، بیداری میں یا خواب میں ۔

marfat.com
Marfat.com

یاد رہے کہ یہ حدیث اور اس باب میں آنے والی بعض احادیث دلالت کرتی ہیں کہ ہو سکتا ہے کہ صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کے بعد کوئی ایسا شخص آئے جو فضیلت میں ان کے برابر ہو یا ان سے زیادہ فضیلت رکھتا ہو۔ مشہور محدث ابن عبدالبر اس طرف گئے ہیں اور انھوں نے ان احادیث سے استدلال کیا ہے۔ شیخ ابن حجر مکی نے صواعق محرقہ میں یہ قول نقل کیا ہے۔ حالانکہ امت مسلمہ کا اس پر اجماع ہے کہ صحابہ کرام افضل ہیں اور ان احادیث کو اس پر محمول کیا ہے کہ بعد والے بعض امتیوں کے لیے فضیلت کی ایک وجہ ثابت ہے لیکن کُلی فضیلت صحابہ کرام کے لیے ثابت ہے جس کا مطلب ثواب کی زیادتی ہے۔ لیکن علماء نے فرمایا کہ اس جگہ صحابی خاص معنی میں مراد ہے، جن کو طویل صحبت کا شرف حاصل ہوا ہو، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے بہت علم حاصل کیا اور غزوات میں آپ کے ساتھ شریک ہوئے ہوں، جہاں تک عام معنی کے اعتبار سے صحابی کا تعلق ہے یعنی جن کی نگاہ جمال جہاں افروز پر واقع ہوئی ہو اگرچہ تمام زندگی میں ایک ہی دفعہ ہو، ان کی فضیلتِ کلی میں نظر اور توقف و تردد ہے۔ یہ مسئلہ اپنی جگہ بیان کیا گیا ہے اور اس کی تحقیق کی گئی ہے شرح (لمعات) میں فضائل صحابہ کے باب میں اس طرف اشارہ کیا گیا ہے۔

حق یہ ہے کہ صحبت کی فضیلت اگرچہ ایک دفعہ کے دیدار ہی سے ہو، صحابہ کرام کے ساتھ مخصوص ہے، اس میں ان کا کوئی شریک نہیں ہے، رہے دوسرے علمی اور عملی فضائل، ان میں وسیع گفتگو کی گنجائش ہے بہتر یہ ہے کہ مطلق حکم کیا جائے کہ صحابہ کرام تمام اُمّت سے افضل ہیں (امام ربانی مجدد الف ثانی رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک نگاہ کیمیا اثر صحابہ کرام کو ولایتِ کبریٰ کے مقام پر فائز کر دیتی تھی ۱۲ ق)

٦٠٢٣ وَعَنْ مُعَاوِيَةَ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ لَا يَزَالُ مِنْ اُمَّتِيْ اُمَّةٌ قَائِمَةٌ بِاَمْرِ اللّٰهِ لَا يَضُرُّهُمْ مَنْ خَذَلَهُمْ وَلَا مَنْ خَالَفَهُمْ حَتّٰى يَاْتِيَ اَمْرُ اللّٰهِ وَهُمْ عَلٰى ذٰلِكَ (مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ) وَذُكِرَ حَدِيْثُ اَنَسٍ اَنَّ مِنْ عِبَادِ اللّٰهِ فِيْ كِتَابِ الْقِصَاصِ۔

حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا کہ ہماری امت میں سے ایک جماعت ہمیشہ اللہ تعالیٰ کے امر[1] پر قائم رہے گی جو انھیں بے یار و مددگار چھوڑ دے گا اور ان کی مخالفت کرے گا وہ انھیں نقصان نہیں دے سکے گا یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ کا امر (قیامت) آ جائے اور وہ اپنے کام پر ہوں گے (صحیحین)۔ حضرت انس کی حدیث جس کی ابتدا میں ہے اِنَّ مِنْ عِبَادِ اللّٰهِ کتاب القصاص میں بیان کر دی گئی ہے۔

[1] یعنی دین و شریعت کی تقویت اور ترویج میں مصروف رہیں گے۔

marfat.com
Marfat.com

۲؎ اور ان کی مخالفت کے راستے پر چلے گا۔

۳؎ یعنی اللہ تعالیٰ کے امر پر قائم اور دین متین کی تائید میں مصروف ہوں گے۔ بعض علماء نے کہا کہ اس گروہ سے مراد محدثین ہیں جو سنت کی ترویج اور دین کی تجدید کا فریضہ انجام دیں گے۔ اکثر علماء فرماتے ہیں کہ اس سے مراد غازی اور مجاہد ہیں جو کافروں سے جہاد کر کے دین کی تقویت اور تائید کا کام کریں گے اور آخر زمانے میں اسلامی ممالک کی سرحدوں کی پاسداری کریں گے۔ بعض روایات میں آیا ہے کہ وہ شام میں ہیں اور بعض روایات میں آیا ہے کہ ان کا آخری مرد مسیح دجال سے جنگ کرے گا۔ ان روایات کا واضح اشارہ مجاہدین کے مراد ہونے کی طرف ہے۔ حدیث شریف کی ظاہر عبارت عام ہے (یعنی دینِ متین کے پاسبان مراد ہیں خواہ وہ مجاہدین ہوں، علماء و مشائخ ہوں یا مال و دولت سے دینِ اسلام کی خدمت کرنے والے ۱۲ ق)

۴؎ یہ حدیث اس امت کی فضیلت و کرامت پر دلالت کرتی ہے۔

الفصل الثانی — دوسری فصل

۶۰۲۴ عَنْ اَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَثَلُ اُمَّتِىْ مَثَلُ الْمَطَرِ لَا يُدْرٰى اَوَّلُهٗ خَيْرٌ اَمْ اٰخِرُهٗ (رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ) وَقَالَ هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ غَرِيْبٌ۔

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ہماری امت کا حال بارش ایسا ہے۔ یہ نہیں جانا جاتا کہ بارش کا پہلا حصہ بہتر ہے یا آخری حصہ ۱؎ (ترمذی) اور فرمایا یہ حدیث حسن غریب ہے ۲؎

۱؎ اس حدیث کے ظاہر سے اس امت کے اول یا آخر کے افضل ہونے میں جزم اور قطع کے نہ ہونے اور شک و تردد کا پتہ چلتا ہے اس جگہ یہ معنی مقصود نہیں ہے بلکہ تمام امت کے خیر ہونے سے کنایہ ہے۔ پس مطلب یہ ہوا کہ تمام امت خیر اور نافع ہونے میں برابر ہے یعنی لفظ خیر دین میں اسم تفضیل کے معنی میں نہیں ہے۔ پس پہلے حضرات کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت حاصل ہوئی۔ انھوں نے آپ کی پیروی کی، آپ کی دعوت لوگوں تک پہنچائی۔ آپ کے دین کے قواعد کی بنیاد رکھی۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو تقویت و نصرت فراہم کی۔ بعد والوں نے اس دین کی حفاظت کی اسے تقویت دی، اس کی عمارت کی تکمیل کی، اس کے ارکان کو مضبوط کیا، اس کے انوار کو شائع کیا اور اس کے آثار کو ظاہر کیا۔

اور اگر خیر کو اسم تفضیل کے معنی پر محمول کریں تو بھی درست ہے، کیونکہ خیریت کی وجوہ متعدد ہیں مختصر یہ کہ اس حدیث سے مساوات یا افضل ہونا متعدد اور مختلف وجوہ سے ثابت ہوتا ہے جمہور علماء کے نزدیک یہ ثابت ہے کہ فضیلتِ کلی صحابہ کرام کے لیے ثابت ہے اور یہ اس بات کے منافی نہیں ہے کہ دوسروں کے لیے جزئی وجوہ کی بناء پر فضیلت ثابت ہو۔ فضیلت کلی سے مراد اللہ تعالیٰ کے ہاں ثواب کی زیادتی ہے۔

marfat.com
Marfat.com

[۲] کہتے ہیں کہ اس حدیث کو امام احمد نے بھی روایت کیا ہے حضرت عمار بن یاسر سے، ابن حبان نے اسے اپنی صحیح میں حضرت سلمان سے روایت کیا۔ شیخ (ابن حجر) نے فرمایا کہ یہ حدیث حسن ہے۔ اس کے متعدد طرق ہیں جن کی بناء پر یہ درجہ صحت کو پہنچ جاتی ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

الفصل الثالث

۶۰۲۵/۵ عَنْ جَعْفَرٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ جَدِّهٖ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَبْشِرُوْا اَبْشِرُوْا اِنَّمَا مَثَلُ اُمَّتِيْ مَثَلُ الْغَيْثِ لَا يُدْرٰى اٰخِرُهٗ خَيْرٌ اَمْ اَوَّلُهٗ اَوْ كَحَدِيْقَةٍ اُطْعِمَ فَوْجٌ عَامًا لَعَلَّ اٰخِرَهَا فَوْجًا اَنْ يَكُوْنَ اَعْرَضَهَا عَرْضًا وَاَعْمَقَهَا عُمْقًا وَاَحْسَنَهَا حُسْنًا كَيْفَ تَهْلِكُ اُمَّةٌ اَنَا اَوَّلُهَا وَالْمَهْدِيُّ وَسَطُهَا وَالْمَسِيْحُ اٰخِرُهَا وَلٰكِنْ بَيْنَ ذٰلِكَ فَيْجٌ اَعْوَجُ لَيْسُوْا مِنِّيْ وَلَا اَنَا مِنْهُمْ

(رَوَاهُ رَزِيْنٌ)

تیسری فصل

حضرت جعفر صادق اپنے والد سے اور وہ اپنے دادا[۱] (رضی اللہ تعالیٰ عنہم) سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔ خوش ہو جاؤ، خوش ہو جاؤ![۲] ہماری امت کا حال نہیں ہے مگر بارش کے حال کی طرح، نہیں جانا جاتا کہ اس کا آخر خیر ہے یا اس کا اول[۳] یا اس باغ کی طرح ہے جس سے ایک سال ایک فوج کو کھلایا گیا ہے، پھر اس سے ایک دوسرے سال دوسری جماعت کو کھلایا گیا ہے قریب ہے کہ اس باغ سے کھانے والی آخری فوج زیادہ وسیع ہو[۴] اور گہرائی میں زیادہ[۵] اور حسن میں زیادہ ہو، وہ امت کیسے ہلاک ہو گی کہ ہم اس کی ابتداء ہیں اور مہدی اس کے درمیان اور حضرت عیسیٰ اس کے آخر ہیں۔ لیکن اس کے درمیان ایک جماعت ٹیڑھی ہو گی[۶] وہ ہم سے اور ہم ان سے نہیں ہیں[۷] (رزین)

[۱] حضرت جعفر صادق اپنے والد امام محمد باقر اور وہ اپنے دادا سیدنا حسین شہید سے روایت کرتے ہیں، اس صورت میں یہ حدیث منقطع ہوگی (کیونکہ امام باقر کی ملاقات سیدنا حسین شہید سے نہیں ہے ۱۲ ق) یا یہ مطلب ہے کہ امام محمد باقر، امام جعفر صادق کے دادا سیدنا زین العابدین سے روایت کرتے ہیں۔ اس صورت میں یہ حدیث مرسل ہو گی (کیونکہ امام زین العابدین تابعی ہیں اور وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کر رہے ہیں۔ حضرت شیخ کا مطلب یہ ہے کہ عَنْ جَدِّہٖ کی ضمیر امام محمد باقر کی طرف راجع ہے یا امام جعفر کی طرف، رضی اللہ تعالیٰ عنہم ۱۲ ق)

marfat.com
Marfat.com

۲؎ اَبْشِرُ مشتق ہے اِبْشَارٌ سے جس کا معنی ہے خوش ہونا اور خوش خبری پانا۔
۳؎ اس کی شرح اس سے پہلے معلوم ہو چکی ہے۔
۴؎ فوج زیادہ وسیع ہو یا باغ زیادہ وسیع ہو۔
۵؎ فوج کے عرض اور عمق سے مراد اس کی کثرت اور ہجوم ہے، اطول (زیادہ لمبی) نہیں فرمایا، کیونکہ عرض اور عمق (چوڑائی اور گہرائی) طول (لمبائی) کے بعد ہوتا ہے۔ لہٰذا طول، عرض و عمق کو لازم ہے۔
۶؎ عُوَجٌ عین کے نیچے زیر اور واؤ پر زبر، آخر میں میم، دین اور معیشت (طریقہ زندگی) میں ٹیڑھا پن فَیْجٌ کا معنی فوج ہے یہ لفظ یاء اور واؤ دونوں سے آیا ہے۔
۷؎ یعنی وہ فوج ہماری پیروکار اور ہماری راہ و روش پر نہیں اور نہ ہم ان سے راضی اور ان کے ناصر و معین ہیں۔

۶۰۲۶/۶ وَعَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ جَدِّهٖ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَيُّ الْخَلْقِ اَعْجَبُ اِلَيْكُمْ اِيْمَانًا قَالُوا الْمَلٰئِكَةُ قَالَ وَمَا لَهُمْ لَا يُؤْمِنُوْنَ وَهُمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ قَالُوْا فَالنَّبِيُّوْنَ قَالَ وَمَا لَهُمْ لَا يُؤْمِنُوْنَ وَالْوَحْيُ يَنْزِلُ عَلَيْهِمْ قَالُوْا فَنَحْنُ قَالَ وَمَا لَكُمْ لَا تُؤْمِنُوْنَ وَاَنَا بَيْنَ اَظْهُرِكُمْ قَالَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ اَعْجَبَ الْخَلْقِ اِلَيَّ اِيْمَانًا لَقَوْمٌ يَكُوْنُوْنَ مِنْ بَعْدِيْ يَجِدُوْنَ صُحُفًا فِيْهَا كِتَابٌ يُؤْمِنُوْنَ بِمَا فِيْهَا۔

حضرت عمرو بن شعیب اپنے والد سے وہ اپنے دادا سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تمھارے نزدیک کون سی مخلوق ایمان کے اعتبار سے زیادہ پسندیدہ ہے۱؎؟ صحابہ کرام نے عرض کیا فرشتے۲؎ فرمایا: انھیں کیا ہے کہ وہ ایمان نہ لائیں حالانکہ وہ اپنے رب کے پاس ہیں۳؎ صحابہ کرام نے عرض کیا پھر انبیاء ہیں۴؎ فرمایا: انھیں کیا ہے کہ ایمان نہ لائیں۵؎ حالانکہ ان پر وحی نازل ہوتی ہے صحابہ کرام نے عرض کیا پھر ہم ہیں۶؎ فرمایا تمھیں کیا ہے کہ تم ایمان نہ لاؤ۷؎ جب کہ ہم تمھارے درمیان ہیں۔ راوی کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ہمارے نزدیک ایمان کے اعتبار سے پسندیدہ ترین وہ لوگ ہیں جو ہمارے بعد ہوں گے وہ ایسے صحیفے پائیں گے جن میں احکام دین لکھے ہوئے ہوں گے وہ ان صحیفوں میں لکھی ہوئی چیز پہ ایمان لائیں گے۸؎

۱؎ یعنی مخلوقات میں سے کن لوگوں کو تم زیادہ پسندیدہ اور زیادہ قوی (ایمان والے) جانتے ہو؟
۲؎ ہم ان کے ایمان کو زیادہ پسندیدہ اور زیادہ قوی جانتے ہیں۔

marfat.com
Marfat.com

؎۳ یعنی ان کے لیے ایمان سے کوئی مانع نہیں ہے جو شک اور تردد کا سبب ہو اور فکر و نظر کی طرف محتاج بنانے والا ہو ان میں جسمانی حجابات اور طبعی ظلمتیں بھی نہیں ہیں کہ اس کی بنا پر وہ دوری اور حجاب میں واقع ہوں۔

؎۴ ہم جن کا ایمان کامل تر اور قوی تر جانتے ہیں، اس جگہ سے فرشتوں کی انبیاء پر فضیلت لازم نہیں آتی (اگرچہ ان کا ذکر انبیاء کرام سے پہلے کیا گیا ہے ۱۲ ق) اس لیے کہ اس جگہ فضیلت کا معنی اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں ثواب کی زیادتی ہے، جیسے کہ علماء نے فرمایا ہے (اور ثواب کی زیادتی انبیاء کرام کے لیے ہے، (اس لیے کہ وہ نورانی ہونے کے باوجود لباس بشریت میں تھے اور ان کے سر پر تاج خلافت ہے ۱۲ ق)۔

؎۵ اور شک و شبہ میں واقع ہوں۔ حالانکہ ان پر آسمان سے وحی نازل ہوتی ہے اور روح الامین حضرت جبرئیل علیہ السلام ان کے پاس آتے ہیں اور بلا واسطہ انھیں اللہ تعالیٰ کا پیغام پہنچاتے ہیں اور انبیاء کرام عالم بالا کا مشاہدہ اور اس کے انوار کا معائنہ کرتے ہیں۔ وحی کا لغت میں معنی ہے دل میں پیغام ڈالنا، پوشیدہ گفتگو اور جو چیز تم کسی کے پاس بھیجو اور آواز، شریعت میں اس کا معنی ہے اللہ تعالیٰ کا وہ پیغام جو حضرت جبرئیل علیہ السلام پیغمبروں کے پاس لاتے ہیں۔ یَنْزِلُ صیغہ معلوم اور مجہول کے ساتھ دونوں طرح مروی ہے۔

؎۶ جو آپ کے اصحاب ہیں اور قوی یقین رکھتے ہیں۔

؎۷ تم اللہ تعالیٰ پر ایمان نہ لاؤ اور احکام اور امر و نواہی پر یقین نہ کرو؟ حالانکہ ہم تمھارے درمیان موجود ہیں اور تم وحی، اور ایمان کے انوار و آثار کا مشاہدہ کرتے ہو، آیات و معجزات دیکھتے ہو۔ ہمارے جمال بے مثال اور انوارِ حق کا دیدار کرتے ہو۔ ہماری ہم نشینی سے تم میں حقیقت کے اسرار سرایت کرتے ہیں اور ہمارے تصرف و ارشاد سے تمھارے ظاہر و باطن میں کمالات اور کرامات پیدا ہوتی ہیں۔

؎۸ یعنی انوار کے مشاہدہ اور معائنہ کے بغیر غائبانہ احادیث اور آثار سن کر ایمان لے آئیں گے۔ اللہ تعالیٰ کے فرمان یُؤْمِنُوْنَ بِالْغَیْبِ سے یہی مراد ہے اور اس کی تفسیروں میں سے ایک تفسیر یہ ہے اور یہی حضرت عبد اللہ بن مسعود کے ارشاد کی مراد ہے، وہ فرماتے ہیں بے شک نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا معاملہ اور آپ کی شان ان لوگوں کے لیے ظاہر و باہر تھی جنھوں نے آپ کی زیارت کی، اللہ تعالیٰ کی قسم! ان لوگوں کی مثل آپ پر کوئی ایمان نہیں لایا جو غائبانہ اور دیکھے بغیر ایمان لائے اگرچہ ان پر بھی حقانیت کے انوار و آثار ظاہر ہیں اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی صداقت کے دلائل و شواہد روشن ہیں اس کے باوجود ع

از دیدہ بسے فرق بود تا بشنیدہ

(دیکھے ہوئے کا سنے ہوئے سے بہت فرق ہے)

۶۰۲۷ وَعَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ الْعَلَاءِ حضرت عبد الرحمٰن بن علا حضرمی رضی اللہ عنہ سے روایت

marfat.com
Marfat.com

الْحَضْرَمِيِّ قَالَ حَدَّثَنِيْ مَنْ سَمِعَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ اِنَّهُ سَيَكُوْنُ فِيْ اٰخِرِ هٰذِهِ الْاُمَّةِ لَهُمْ مِثْلُ اَجْرِ اَوَّلِهِمْ يَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَيُقَاتِلُوْنَ اَهْلَ الْفِتَنِ (رَوَاهُمَا الْبَيْهَقِيُّ فِيْ دَلَائِلِ النُّبُوَّةِ)

ہے کہ مجھے اس شخص نے بتایا جس نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا کہ شان یہ ہے کہ عنقریب اس امت کے آخر میں وہ لوگ ہوں گے جن کے لیے ان کے پہلوں[۲] کی مثل اجر ہوگا ۔ وہ نیکی[۳] کا حکم دیں گے اور برائی[۴] سے منع کریں گے اور فتنہ بازوں سے جنگ کریں گے ۔ ان دونوں حدیثوں کو امام بیہقی نے دلائل النبوۃ میں روایت کیا ہے ۔

[۱] عبدالرحمٰن بن علاء الحضرمی بے نقطہ حاء پر زبر اور نقطے والا ضاد ساکن اس کے بعد راء ، یمن کے مشہور شہر حضر موت کی طرف نسبت ہے یہ تابعین میں سے ہیں ۔

[۲] یعنی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم

[۳] ایسے کام کا حکم دیں گے جس کا وجود دین میں پہچانا گیا ہے ۔

[۴] ایسے غیر مشروع کام سے جس کا وجود دین میں پہچانا نہیں گیا بلکہ اس کا انکار کیا گیا ہے ۔

۶۰۲۸ وَعَنْ اَبِيْ اُمَامَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ طُوْبٰى لِمَنْ رَاٰنِيْ وَطُوْبٰى سَبْعَ مَرَّاتٍ لِمَنْ لَمْ يَرَنِيْ وَاٰمَنَ بِيْ (رَوَاهُ اَحْمَدُ)

حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا : خوش خبری ہو اس شخص کے لیے جس نے ہماری زیارت کی اور سات[۱] مرتبہ خوش خبری اس شخص کے لیے جس نے ہماری زیارت نہیں کی اور ہم پر ایمان لایا (امام احمد)

[۱] سات کے عدد کی تعیین حضرت شارع علیہ السلام کے علم کے سپرد ہے ، یا اس لیے کہ یہ عدد مبارک مبالغہ اور تکثیر میں متعارف ہے

۶۰۲۹ وَعَنِ ابْنِ مُحَيْرِيْزٍ قَالَ قُلْتُ لِاَبِيْ جُمُعَةَ رَجُلٌ مِّنَ الصَّحَابَةِ حَدِّثْنَا حَدِيْثًا سَمِعْتَهُ مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ نَعَمْ اُحَدِّثُكَ حَدِيْثًا جَيِّدًا تَغَدَّيْنَا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَمَعَنَا اَبُوْ عُبَيْدَةَ بْنُ الْجَرَّاحِ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ

حضرت ابن محیریز سے روایت ہے کہ میں نے ایک صحابی ابو جمعہ[۱] کو عرض کیا کہ ہمیں وہ حدیث سنائیں جو آپ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنی ہے ، انھوں نے فرمایا : اچھا میں تمھیں ایک عمدہ حدیث سناتا ہوں[۲] ہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ناشتہ کیا ، ہمارے ساتھ حضرت ابوعبیدہ ابن جراح تھے ۔ انھوں نے عرض کیا ، یا[۳]

marfat.com
Marfat.com

أَحَدٌ خَيْرٌ مِّنَّا وَأَسْلَمْنَا وَجَاهَدْنَا مَعَكَ قَالَ نَعَمْ قَوْمٌ يَكُوْنُوْنَ مِنْ بَعْدِكُمْ يُؤْمِنُوْنَ بِيْ وَلَمْ يَرَوْنِيْ (رَوَاهُ أَحْمَدُ وَالدَّارِمِيُّ وَرَوٰى رَزِيْنٌ عَنْ أَبِيْ عُبَيْدَةَ مِنْ قَوْلِهٖ قَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ أَحَدٌ خَيْرٌ مِّنَّا إِلٰى اٰخِرِهٖ۔

یا رسول اللہ! کیا کوئی شخص ہم سے بہتر ہے؟ ہم اسلام لائے اور ہم نے آپ کی معیت میں جہاد کیا، فرمایا ہاں وہ لوگ جو تمھارے بعد ہوں گے[5] وہ ہم پر ہماری زیارت کے بغیر ایمان لائیں گے اس حدیث کو امام احمد اور دارمی نے روایت کیا اور رزین نے حضرت ابوعبیدہ سے یہ حدیث قَالَ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ أَحَدٌ خَيْرٌ مِّنَّا سے آخر تک روایت کی[6]

[1] ابن محیریز میم پر پیش، بے نقطہ حاء پر زبر، یاء ساکن، راء کے نیچے زیر، دوسری یاء ساکن اور آخر میں زاء، تابعین اور اللہ تعالیٰ کے بہترین بندوں میں سے ہیں، ان کا نام عبد اللہ ہے۔

[2] ابوجمعہ جیم اور میم پر پیش

[3] جو تمھیں فائدہ دے اور خیریت و فضیلت کی بشارت دے۔

[4] اللہ تعالیٰ کی نعمت اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے انعام کے شکر کے اظہار کے لیے عرض کیا۔

[5] وہ تم سے بہتر ہیں (یہ بعد والے لوگوں کی فضیلت جزئی ہے جو زیارت کے بغیر ایمان لائے ۱۲ ق)

[6] ابومحیریز اور ابوجمعہ کے واقعہ کا ذکر نہیں کیا۔

۶۰۳۷ وَعَنْ مُعَاوِيَةَ بْنِ قُرَّةَ عَنْ أَبِيْهِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا فَسَدَ أَهْلُ الشَّامِ فَلَا خَيْرَ فِيْكُمْ وَلَا يَزَالُ طَائِفَةٌ مِّنْ أُمَّتِيْ مَنْصُوْرِيْنَ لَا يَضُرُّهُمْ مَنْ خَذَلَهُمْ حَتّٰى تَقُوْمَ السَّاعَةُ قَالَ ابْنُ الْمَدِيْنِيِّ هُمْ أَصْحَابُ الْحَدِيْثِ (رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ)

حضرت معاویہ ابن قرہ[1] سے روایت ہے وہ اپنے والد[2] سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب اہل شام تباہ ہو جائیں تو تم میں نیکی نہیں ہے[3] اور ہماری امت کی ایک جماعت ہمیشہ امداد دی ہوئی رہے گی[4] جو شخص انھیں امداد کے بغیر چھوڑ دے گا وہ انھیں نقصان نہیں دے[5] گا۔ یہاں تک کہ قیامت قائم ہو جائے۔ ابن مدینی کہتے ہیں کہ وہ محدثین ہیں[6] (ترمذی) اور فرمایا کہ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

[1] معاویہ ابن قرہ قاف پر پیش اور راء مشدد، عالم باعمل، ثقہ تابعی ہیں، ان کی ولادت جمل کے دن اور وفات ۱۱۳ ہجری میں ہوئی۔

[2] حضرت قرہ ابن ایاس صحابی سے روایت کرتے ہیں۔

marfat.com
Marfat.com

۳ ظاہر یہ ہے کہ آخر زمانے میں اہلِ شام اللہ تعالیٰ کے حکم پر قائم ہوں گے ، پس جب وہ فاسد ہو جائیں گے تو تم میں خیر نہیں ہوگی۔ کیونکہ اس وقت اہلِ خیر میں سے کوئی باقی نہیں رہے گا۔ اور یہ قیامت کے قائم ہونے کا وقت ہوگا ۔ اس وقت کوئی شخص لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ کہنے والا نہیں رہے گا۔ جیسے کہ حدیث شریف میں آیا ہے کہ قیامت صرف شریر لوگوں پر قائم ہوگی ۔

۴ جیسے اللہ تعالیٰ کی طرف سے دین کی امداد اور احکام شریعت کے رائج کرنے کی توفیق اور امداد دی جائے گی ، جیسے اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے اِنْ تَنْصُرُوا اللّٰهَ يَنْصُرْكُمْ اگر تم اللہ کی امداد کروگے تو اللہ تعالیٰ تمھاری امداد کرے گا۔

۵ جو اس علم شریف کی مسلسل خدمت کرتے رہتے ہیں اور دین کی تعلیم و ترویج اور تصنیف اور سنت کے قائم کرنے کی بہت سی احادیث روایت کرتے ہیں ۔

۶۰۲۱ وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِنَّ اللّٰهَ تَجَاوَزَ عَنْ اُمَّتِي الْخَطَاءَ وَالنِّسْيَانَ وَمَا اسْتُكْرِهُوْا عَلَيْهِ (رَوَاهُ ابْنُ مَاجَةَ وَالْبَيْهَقِيُّ)

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا : بے شک اللہ تعالیٰ نے ہماری اُمّت سے خطا ، بھول اور وہ چیز معاف فرمائی ہے جس پر انھیں مجبور کیا گیا ہو ۱ (ابنِ ماجہ ، بیہقی)

۱ یاد رہے کہ خطا ضد ہے صواب کی ، صراح میں ہے : خطا کا معنی نادرست اور غلط ہے۔ یہ ثواب کی نقیض ہے ، یہ الف ، الف مقصورہ اور ممدودہ دونوں کے ساتھ آیا ہے ۔ خطیئۃ کا معنی ہے گناہ یا وہ گناہ جو جان بوجھ کر کیا گیا ہو۔ اسی طرح قاموس میں ہے خِطأ خا کے نیچے زیر اور طاء ساکن کا معنی بھی گناہ ہے ۔ بعض علماء نے کہا ہے کہ خَطَأ اس وقت کہتے ہیں جب جان بوجھ کر گناہ کیا جائے اور اِخْطَاءٌ اس وقت کہتے ہیں جب ارادے سے نہ کرے ۔ مُخْطِیٌ وہ شخص ہے جو ایسے کام کا ارادہ کرے جو نہیں کرنا چاہیے اور اس شخص کو بھی کہتے ہیں جو ایک کام کرنا چاہے اور اچانک دوسرا کام کر بیٹھے اور خطا کرے ۔ اس معنی کے اعتبار سے عمد کے مقابل آتا ہے جیسے شکار کو تیر مارنا چاہیے اچانک کسی انسان کو جا لگے اور اسے خطا سے قتل کر دے ، یا کلی کا ارادہ کرے اور اچانک پانی گلے میں اتر جائے حدیث میں یہی معنی مراد ہے ۔

نسیان کا معنی ہے بھول جانا اور یہ حفظ (یاد رکھنے) کے مقابل ہے ، سہو کا معنی بھی نسیان ہے ، کہا جاتا ہے کہ اس نے کسی کام میں سہو کیا یعنی اس کام کو بھول گیا ، اس سے غافل ہو گیا اور اس کا دل کسی دوسری جگہ چلا گیا ، خطا اور نسیان سے تجاوُز (درگزر) کا مطلب یہ ہے کہ اس میں گناہ نہیں ہے اور وہ اس میں گناہ گار نہیں ہے ۔ یہ مطلب نہیں کہ اس پر بالکل مواخذہ نہیں ہوگا ۔ اس لیے کہ قتلِ خطا میں دیت اور کفارہ ثابت ہے ۔ خطا سے روزہ افطار کر لیا جائے تو روزے کی قضا واجب ہے ۔ بھول میں جو قضا واجب نہیں ہے تو

marfat.com
Marfat.com

اس کی وجہ یہ ہے کہ وہ صاحبِ حق (اللہ تعالیٰ) کی طرف سے ہے، جیسے حدیث شریف میں آیا ہے کہ اپنا روزہ مکمل کرو کیونکہ تمھیں اللہ تعالیٰ ہی نے کھلایا اور پلایا ہے۔ نماز میں سہو ونسیان سے سجدہ سہو واجب ہو جاتا ہے۔ سہوًا لوگوں کا مال ضائع کرنے سے ضمانت واجب ہوتی ہے۔ اسی طرح اکراہ (مجبور کرنے) پر بھی احکام مرتب ہوتے ہیں، جیسے کہ کسی کو قتل کرنے یا مال ضائع کرنے پر مجبور کرنے کے احکام ہیں۔ اس کی تفصیل علمِ فقہ میں ہے، اس کے باوجود گناہ ساقط ہے، تجاوز سے یہی مراد ہے۔

۶۰۳۲ / ۱۲ وَعَنْ بَهْزِ بْنِ حَكِيْمٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ جَدِّهٖ اَنَّهٗ سَمِعَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ فِيْ قَوْلِهٖ تَعَالٰى كُنْتُمْ خَيْرَ اُمَّةٍ اُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ قَالَ اَنْتُمْ تُتِمُّوْنَ سَبْعِيْنَ اُمَّةً اَنْتُمْ خَيْرُهَا وَاَكْرَمُهَا عَلَى اللّٰهِ تَعَالٰى (رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَابْنُ مَاجَةَ وَالدَّارِمِيُّ وَقَالَ التِّرْمِذِيُّ هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ)

حضرت بہز بن حکیم[1] اپنے والد سے وہ ان کے دادا سے روایت کرتے ہیں کہ انھوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کی تفسیر میں فرماتے ہوئے سنا کہ تم بہترین امت ہو جو لوگوں کے لیے نکالی گئی[2] (ترجمہ آیت کریمہ) فرمایا: تم ان ستر[3] امتوں کو مکمل کر رہے ہو جن میں سے تم بہترین اور اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں مکرم ترین ہو۔ اس حدیث کو امام ترمذی، ابن ماجہ اور دارمی نے روایت کیا۔ امام ترمذی نے فرمایا یہ حدیث حسن ہے۔

[1] بہز بن حکیم بن معاویہ ابن حیدہ بے نقطہ حاء پر زبر، یاء ساکن اور بے نقطہ دال کے ساتھ، تابعی قشیری ہیں، ان سے سفیان ثوری، ابن مبارک، معمر اور دیگر محدثین نے روایت کی۔ ان کی روایت کردہ حدیث امام بخاری اور مسلم نے اپنی صحیحین میں روایت نہیں کی، البتہ اصحابِ سنن نے ان کی روایت بیان کی ہے، مختصر یہ کہ ان میں ایک قسم کا اختلاف ہے واللہ تعالیٰ اعلم۔

[2] امت سے مراد تمام امت ہے خواہ خواص ہوں یا عام، کیونکہ ہر ایک کو سابقہ امتوں پر حسنِ اعتقاد، ایمان میں ثابت قدمی، اپنے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی والہانہ محبت، مرتد نہ ہونے اور اسلام سے خارج نہ ہونے اور اس جیسے دیگر امور میں ایک مرتبہ اور فضیلت حاصل ہے۔ بعض علماء نے فرمایا کہ یہ علماء، شہداء اور اولیاء کرام کے ساتھ مخصوص ہے اور خیریت سے مراد خیریت تامہ، کاملہ، مخصوصہ مراد ہے۔ بعض نے کہا کہ مہاجرین مراد ہیں لیکن وجہ تخصیص ظاہر نہیں ہے اور حق یہ ہے کہ عام ہے۔

[3] ستر سے مراد کثرت کا بیان کرنا مراد ہے۔ خاص طور پر یہ تعداد مراد نہیں ہے ستر کا استعمال اس معنی میں بہت آتا ہے یہ بھی ہو سکتا ہے، کہ گزشتہ اکثر، جمہور اور مشہور امتوں کی تعداد ستر تک پہنچتی ہو۔ اتمام اور مکمل کرنے سے مراد ختم کرنا ہے جیسے ہمارے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم خاتم الانبیاء اور سید المرسلین ہیں۔ تم بھی دیگر امتوں کے خاتم، زیادہ معزز اور زیادہ کامل ہو۔

marfat.com
Marfat.com

کتاب (مشکوٰۃ شریف) کو اس حدیث پر ختم کرنا جو ختم، اتمام اور تکمیل پر دلالت کرتی ہے، یہ اچھا اختتام ہے اور گزشتہ حدیث کہ اللہ تعالیٰ نے ہماری امت کی خطا اور نسیان سے درگزر فرمایا ہے۔ کتاب میں واقع ہونے والی خطا، سہو اور نسیان سے معذرت پیش کرنے کے لیے مناسب ہے۔

مؤلف کتاب (امام ولی الدین محمد بن عبد اللہ الخطیب رحمہ اللہ تعالیٰ) اللہ تعالیٰ ان کی کوشش اور محنت کا اجر جمیل عطا فرمائے، فرماتے ہیں:

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث مبارکہ جمع کرنے سے فراغت رمضان المبارک آخری بروز جمعۃ المبارک شوال (عید الفطر) کا چاند دیکھنے کے وقت ۷۳۷ھ میں حاصل ہوئی، اللہ تعالیٰ کی حمد اور حسنِ توفیق سے یہ سعادت حاصل ہوئی، تمام تعریفیں اللہ رب العالمین کے لیے اور صلوٰۃ وسلام حضرت محمد مصطفےٰ احمد مجتبیٰ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کی آل پر، صحابہ کرام اور متبعین پر۔

خاتمۃ الکتاب

مشکوٰۃ شریف کی اس شرح اشعۃ اللمعات کا آغاز ایام تشریق کے درمیانے دن (بارہ ذوالحجہ) ۱۰۱۹ھ کو ہوا اور اس کی تکمیل ماہ ربیع الآخر ایک ہزار پچیس (۱۰۲۵ھ) ہوئی، یہ نہیں کہ یہ تمام مدت اسی شرح پر صرف ہوئی بلکہ عربی شرح جس کا نام "لمعات التنقیح فی شرح مشکوٰۃ المصابیح" ہے وہ بھی اس شرح کے ساتھ لکھی جارہی تھی، وہ اس سے بھی پہلے مکمل ہوگئی۔ کچھ دوسری کتابیں اور رسائل بھی لکھے گئے مذکورہ مدت کا تقریباً تہائی حصہ، بلکہ اس سے بھی کم (یعنی دو سال بلکہ اس سے بھی کم) فارسی شرح پر صرف ہوا باقی مدت دوسری کتابوں پر صرف ہوئی اور توفیق اللہ تعالیٰ باقی ودائی کی طرف سے ہے۔

اگرچہ عربی شرح علمی مباحث اور فکری تحقیقات وتدقیقات پر مشتمل ہونے کی بناء پر الگ امتیاز اور خصوصیت رکھتی ہے لیکن یہ فارسی شرح الفاظ کی تنقیح وتہذیب، معانی کے ربط وضبط میں عربی شرح پر ترجیح اور فوقیت رکھتی ہے۔ اس کا حجم اور ضخامت بھی عربی شرح سے زیادہ ہے۔ عربی شرح اسی ہزار اشعار اور فارسی شرح ایک لاکھ تیس ہزار اشعار کے برابر ہے، یہ دونوں شرحیں اس ناتواں کے وطنِ مالوف دہلی کی خانقاہِ قادریہ میں پایہ تکمیل کو پہنچیں، جہاں کی جاروب کشی اور چراغ روشن کرنا اس فقیر کے سپرد ہے۔ عمر کی ابتداء اور انتہا ایک جگہ اور ایک نشست پر ہوئی، گویا ایک مجلس میں مکمل ہوئی۔ مقصد یہ ہے کہ اس ناتواں اور حقیر پر

marfat.com
Marfat.com

اللہ تعالیٰ کے احسان کا شکر ادا کیا جائے، اللہ تعالیٰ ہی کے لیے حمد ہے کہ اس نے توفیق عطا فرمائی، اور کوتاہی پر اللہ تعالیٰ سے مغفرت کی دعا کرتا ہوں اور میں فقیر عبدالحق بن سیف الدین ہوں، وطن کے اعتبار سے دہلوی، اصلاً کے لحاظ سے بخاری، نسب کے اعتبار سے ترکی، مذہب کے لحاظ سے حنفی، مشرب کے اعتبار سے صوفی اور ارادت کے اعتبار سے قادری۔

اور ہمارا آخری دعویٰ یہ ہے کہ تمام تعریفیں سب جہانوں کے پالن ہار کے لیے ہیں
(وَصَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلٰى حَبِيْبِهٖ وَنَبِيِّهٖ وَصَفِيِّهٖ مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ اَجْمَعِيْنَ وَبَارَكَ وَسَلَّمَ ۱۲ شرف قادری)

تکمیل ترجمہ

الحمد للہ تعالیٰ جل شانہٗ وعز مجدہ حمداً کثیراً طیباً مبارکاً کہ آج بروز عید الاضحیٰ وجمعہ مبارک ۱۰ ذوالحجہ ۱۴۲۰ھ/ ۱۷ مارچ ۲۰۰۰ء کو اشعۃ اللمعات کا ترجمہ مکمل ہوا، اللہ تعالیٰ اسے شرفِ قبولیت سے نوازے اپنے حبیبِ اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بارگاہ میں مقبول اور پسندیدہ بنائے اور عوام وخواص کے لیے فائدہ مند بنائے۔ آمین بجاہ نَبِيِّهِ الْكَرِيْمِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَسْلِيْمًا كَثِيْرًا كَثِيْرًا۔

marfat.com
Marfat.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

تکمیل آرزو

از: مولانا علامہ محمد منشا تابش قصوری مدظلہ العالی

جامعہ نظامیہ رضویہ لاہور

تخلیقات کا دارومدار ابتداء وانتہا پر ہے۔ جس کام کا آغاز ہے اس کا انجام بھی ہے مگر انجام بخیر ہو تو اس کے کیا کہنے؟ قرآن کریم میں دین حنیف کی تکمیل پر رب العالمین جل وعلا نے فرمایا:

اَلْیَوْمَ اَکْمَلْتُ لَکُمْ دِیْنَکُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَیْکُمْ نِعْمَتِیْ وَرَضِیْتُ لَکُمُ الْاِسْلَامَ دِیْنًاؕ (المائدہ:)	آج میں نے تمہارے لیے تمہارے دین کی تکمیل فرمادی۔ اور اپنی نعمتوں کو پورا کر دیا' اور تمہارے لیے میں نے دین اسلام کو پسند کیا۔

بخاری ومسلم کی حدیث شریف میں ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس ایک یہودی آیا اور اس نے کہا! اے امیر المومنین! آپ کی کتاب میں ایک آیت ہے اگر وہ ہم یہودیوں پر نازل ہوئی ہوتی تو ہم روز نزول کو عید مناتے۔

فرمایا! کونسی آیت؟ اس نے یہی آیت الیوم اکملت لکم (الآیہ) پڑھی آپ نے فرمایا' میں اس دن کو جانتا ہوں جس میں یہ نازل ہوئی اور اس کے مقام نزول کو بھی پہچانتا ہوں۔ وہ مقام عرفات تھا اور دن جمعہ تھا!

آپ کی مراد اس سے یہ تھی کہ ہمارے لیے وہ دن عید ہے!

ترمذی شریف میں حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ آپ سے بھی ایک یہودی نے ایسا ہی کہا! آپ نے فرمایا کہ جس روز یہ نازل ہوئی' اس دن دو عیدیں تھیں: جمعہ وعرفہ!!

(تفسیر خزائن العرفان از صدر الافاضل مولانا سید محمد نعیم الدین مرادآبادی رحمہ اللہ تعالیٰ)

marfat.com

Marfat.com

پس واضح ہوا کہ کسی عظیم کام کی تکمیل پر خوشی و مسرت کا اظہار قرآن وسنت کے عین مطابق ہے۔ بناءً علیہ اشعۃ اللمعات کے ترجمہ کی تکمیل کے لیے کتنی آرزوئیں مچلتی رہیں، کتنی دعائیں اور التجائیں ہوتی رہیں، اور پھر ان دعاؤں کو کس شان سے قبولیت کا شرف عطا ہوا، نمونۂ ہدیۂ تشکر کے طور پر پیش کرنے کی سعادت حاصل کی جاتی ہے۔

اشعۃ اللمعات کے نصف اول کا ترجمہ کرنے کی اولین سعادت حضرت مولانا علامہ محمد سعید احمد نقشبندی مجددی رحمہ اللہ تعالیٰ کو اس وقت نصیب ہوئی جب وہ جامع مسجد حضرت داتا گنج بخش قدس سرہ میں خطابت کے منصب پر فائز تھے۔ وہ ساعتیں نہایت سعید اور بارآور ثابت ہوئیں، جب محترم جناب سید اعجاز احمد مرحوم بانی فرید بک سٹال لاہور ایک جماعت کے ساتھ اس سلسلہ میں مولانا موصوف سے معاہدہ قلمبند فرما رہے تھے، راقم السطور بھی اس جماعت میں شامل تھا۔

حضرت مولانا محمد سعید احمد نقشبندی مجددی رحمہ اللہ تعالیٰ پہلی دو جلدوں کا ترجمہ کر پائے تھے کہ ۱۴ ربیع الثانی ۱۴۰۷ھ/ ۱۷ دسمبر ۱۹۸۶ء کو وصال فرما گئے۔

اب مالکان فرید بک سٹال نے اس مبارک کتاب کے ترجمہ کی تکمیل کے لیے ایسی صاحب علم و قلم شخصیت کی تلاش شروع کی جو اس کام کو باحسن وجوہ سرانجام دینے کی صلاحیتوں سے مالا مال ہو، جن کی علمی و قلمی خوبیوں کا زمانہ معترف ہو، جن پر اکابر ملت اور محققین عصر کو پورا پورا اعتماد ہو، علامہ شرف صاحب مدظلہ تحریر فرماتے ہیں:

ان کی متلاشی نگاہیں محو جستجو تھیں کہ برادر عزیز حضرت مولانا علامہ محمد منشا تابش قصوری زید لطفہ نے اس اہم ترین کام کے لیے راقم کا نام پیش کر دیا، میرے لیے معذرت کی گنجائش ہی نہ تھی، کیونکہ اللہ تعالیٰ کے حبیب مکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث مبارکہ اور ان کی شرح کا ترجمہ عظیم سعادت ہے۔

اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے طفیل یہ موقع عطا کیا تو اسے کھو دینا بہت بڑی محرومیت ہوتی، پھر مالکان فرید بک سٹال اور علامہ تابش قصوری ایسے اخلاص کے پیکروں اور دین متین کے خدمت گاروں کی فرمائش کو ٹالنا بھی میرے بس میں نہ تھا چنانچہ یکم جنوری ۱۹۸۷ء کو فقیر نے ترجمہ شروع کر دیا۔ (اشعۃ اللمعات مترجم جلد چہارم ص ۳۴)

اب اس خواہش کی طرف پھر پلٹیے جو تکمیل کے لیے انگڑائیاں لے رہی تھی۔ حضرت علامہ شرف قادری صاحب مدظلہ آغاز پر یوں دعا کرتے ہیں:

''اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں دعا ہے کہ اس ترجمہ کو جلد مکمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔'' (حوالہ مذکور ص ۳۴)

پانچویں جلد کے ترجمہ کی تکمیل پر یوں سجدۂ شکر ادا کرتے نظر آتے ہیں: اللہ تعالیٰ کا بے پایاں احسان اور کرم ہے کہ اس نے اپنے فضل و کرم سے امام اہل سنت، شیخ الاسلام، شیخ محقق شاہ عبدالحق محدث دہلوی رحمہ اللہ تعالیٰ کی مشکوٰۃ شریف کی شہرہ آفاق شرح اشعۃ اللمعات کے اردو ترجمے کی پانچویں جلد مکمل کرنے کی توفیق عطا فرمائی، رب کریم جل شانہ کے اس احسان عظیم کا جتنا بھی شکر ادا کیا جائے کم ہے۔ دعا ہے کہ محض اپنے لطف جمیل سے ترجمہ کی باقی دو جلدیں بھی مکمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

چوتھی جلد ماہ ربیع الاول ۱۴۱۰ھ اکتوبر ۱۹۸۹ء میں چھپ کر قارئین کے ہاتھوں میں پہنچ گئی تھی۔ بحمدہ تعالیٰ اب

marfat.com
Marfat.com

پانچویں جلد پیش کی جارہی ہے۔ قارئین کرام سے درخواست ہے کہ اس کار عظیم اور گراں کی تکمیل کے لیے دعا فرمائیں۔
اور پھر یہ "آرزوئے تکمیل" آپ کے دل و دماغ پر کس شدت سے مسلط ہو چکی تھی۔ ان دعائیہ کلمات سے اس کا اندازہ لگانا قطعاً مشکل نہیں' آپ رقمطراز ہیں:

متعدد کتابوں کے مصنف اور مترجم مولانا مفتی محمد خان قادری فاضل جامعہ نظامیہ رضویہ لاہور خطیب جامع مسجد رحمانیہ شادمان لاہور اس کار خیر میں راقم کے ساتھ تعاون کرنے پر تیار ہو گئے ہیں اور یہ ایک نیک فال ہے امید ہے کہ ان کے تعاون سے یہ کام جلد پایۂ تکمیل تک پہنچ جائے گا' اللہ تعالیٰ انہیں دارین میں جزائے خیر عطا فرمائے۔

(اشعۃ اللمعات جلد پنجم ص ۵۲)

چنانچہ ان دعاؤں کے جلو میں اشعۃ اللمعات کا ترجمہ تکمیل کے مراحل طے کرتا رہا۔ چھٹی جلد بھی طباعت سے آراستہ ہوئی مگر اس کی تقدیم پر نہ جانے کیوں توجہ نہ دی گئی؟ حالانکہ اس جلد کی پیشانی پر حضرت مترجم مدظلہ کے شاگرد رشید مولانا مفتی محمد خان قادری زیدمجدہ کا نام نامی بھی نقش ہے۔ میرا وجدان یہ کہتا ہے کہ چونکہ مفتی صاحب موصوف آپ ہی کے علوم وفنون کے خوشہ چین ہیں اس لیے تقدیم کی تکرار کو غیر اہم سمجھا گیا۔

مذکورہ بیان سے مقصود یہ ہے کہ انسان کی فطرت میں ہے کہ کام کے آغاز سے ہی تکمیل کی آرزو انگڑائیاں لینا شروع کر دیتی ہے۔ اور پھر یہ خالق کائنات کی سنت کے مترادف بھی ہے کہ جب وہ تکمیل دین کے لیے قرآن کریم میں اعلانیہ فرمارہا ہے: "الیوم اکملت لکم دینکم" (الآیۃ)

لطف کی بات یہ ہے کہ یہاں جس کام کی تکمیل ہورہی ہے وہ کوئی عام کام نہیں بلکہ وہ بھی سراسر دین اسلام سے ہی وابستہ ہے نیز ایک "کتاب" کی ہی تکمیل ہوا چاہتی ہے ایسی کتاب جو عام نہیں خاص ہے' جس کا تعلق اس ذات کریم سے ہے جن کے بارے میں ارشاد ہوا: "وما ینطق عن الھویٰ ان ھو الا وحی یوحی" لہٰذا ایسی کتاب مستطاب کی تکمیل کو دارین کی سعادتوں کا حاصل قرار دیا جائے تو قطعاً کوئی مضائقہ نہیں ہوگا۔

"اشعۃ اللمعات" اسی ذات کریم علیہ التحیۃ والتسلیم کے شمائل و خصائل' حسن و جمال' گفتار و کردار' سیرت و صورت اور انہیں کی شریعت مطہرہ کے جملہ مسائل کا حسین ترین مجموعہ ہے۔ جن کا ذکر عبادت' جن کی یاد عبادت' جن کا تصور عبادت' جن کا خیال عبادت' حضرت سید عبدالغفار شاہ کشمیری لاہوری رحمہ اللہ تعالیٰ نے کیا خوب فرمایا۔

للناس شغل ولی شغل فی تصور النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

بود در جہاں ہر کسے را خیالے
مرا از ہمہ خوش خیال محمد ﷺ

حضرت نسیم بستوی مدظلہ کیا خوب فرماتے ہیں۔

محبت کی بے تابیاں کچھ نہ پوچھو — رُخ مصطفیٰ کا خیال آ گیا ہے
خدا کی قسم جز کمال خدائی — تیری ذات میں ہر کمال آ گیا

marfat.com
Marfat.com

اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رحمہ اللہ تعالیٰ کا اظہار عشق و محبت بھی ملاحظہ فرمایئے گا۔

وہ کمال حسن حضور ہے کہ گمان نقص جہاں نہیں
یہی پھول خار سے دُور ہے یہی شمع ہے کہ دُھواں نہیں

اس آئینہ حق نما صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے جب راقم السطور کو نگاہ لطف سے نوازا تو بے ساختہ پکار اٹھا۔

کائنات حسن میں وہ جلوہ فرما ہو گئے
جن کی صورت حق نما ہے جن کی سیرت حق نما (تابش قصوری)

ع میری بات بن گئی ہے تری بات کرتے کرتے

علامہ محمد عبدالحکیم شرف قادری دامت برکاتہم العالیہ ان خوش بخت علماء کرام میں سے ہیں جنہیں مشیت الٰہیہ نے شریعت محمدیہ علیہ التحیۃ والثناء کی خدمت کے لیے منتخب فرمایا ہوا ہے۔ ستر کے قریب تصانیف کے مصنف ہیں۔ ان میں ضخیم ترین کتابیں بھی ہیں اور چھوٹی بھی پائی جاتی ہیں۔ سینکڑوں مضامین و مقالات آپ کے چشمہ قلم سے قرطاس ابیض کو مزین کر چکے ہیں۔ آج تک تقریباً دس ہزار صفحات سے زائد پر آپ کی جملہ تصانیف مشتمل ہیں، جن میں من عقائد اہل السنۃ' البریلویۃ کا تنقیدی جائزہ' تذکرہ اکابر اہل سنت' مطالع المسرات اور اشعۃ اللمعات مترجم سب سے ضخیم و عظیم ہیں۔

موخر الذکر کتاب اشعۃ اللمعات کا ترجمہ چودہ سال کے طویل عرصہ میں پایہ تکمیل کو پہنچا۔ اس مدت میں آپ نہ صرف اس ترجمہ کی طرف متوجہ رہے بلکہ معمولات زندگی سے عہدہ برآ ہونے کے ساتھ ساتھ دیگر تصانیف و کتب' تراجم اور مقالات کی طرف بھی پوری طرح منہمک رہے۔ حج و زیارت کی سعادت سے بہرہ مند ہوئے' مصر' افغانستان اور بھارت کی طرف بھی علمی سفر کیے۔ پاکستان میں اس عرصہ میں ہونے والی مذہبی' ملی' تحریکی کانفرنسوں میں بھی بڑھ چڑھ کر حصہ لیا۔ جبکہ اہم ترین ذمہ داری ''تدریسی'' فرائض سرانجام دینے میں حتی الامکان کوتاہی سے کام نہ لیا کیونکہ آپ جامعہ نظامیہ رضویہ لاہور کے صدر المدرسین اور شیخ الحدیث کے منصب اعلیٰ پر فائز ہیں۔ آپ صرف مترجم ہی نہیں بلکہ ترجمان بھی ہیں۔ جامعہ نظامیہ رضویہ میں بیرونی ممالک سے آنے والے علماء کی تقاریر کی ترجمانی کا زیادہ مظاہرہ آپ ہی فرمایا کرتے ہیں۔ خصوصاً عربی اور فارسی کے آپ بہترین ترجمان ہیں۔

علامہ شرف قادری مدظلہ کے تعارف کے سلسلہ میں اب کچھ لکھنا سورج کو چراغ دکھانے کے مترادف ہے۔ آپ کے لیے بڑے بڑے فضلاء نے نہایت اعلیٰ اور عمدہ کلمات طیبات قلمبند فرمائے ہیں جس کی جھلکیاں ''تذکار شرف'' اور ''محسن اہل سنت'' میں ملاحظہ کی جا سکتی ہیں۔ راقم السطور نے قبل ازیں ''اشعۃ اللمعات کے عظیم مترجم'' کے عنوان سے جلد چہارم میں لکھنے کی سعادت حاصل کی۔ جنہیں پڑھ کر حضرت علامہ مولانا غلام رسول سعیدی صاحب (شارح صحیح مسلم) نے بڑی تحسین فرمائی تھی۔ حالانکہ وہ تو میرے دل کی پہلی آواز تھی جسے اہل علم کی طرف سے پسند کیا گیا۔ سچی بات تو یہ ہے کہ علامہ شرف قادری مدظلہ بفضلہ و کرمہ تعالیٰ علم و عمل کے ایسے افلاک پر محو پرواز ہیں جہاں تک ہماری رسائی ممکن نہیں۔ پھر ہم

marfat.com
Marfat.com

زمین کی اتھاہ گہرائیوں سے ان کے کمالات علمیہ کا کیسے اندازہ لگا سکتے ہیں؟

مشہور مقولہ ہے: "لکل فن رجال" ہر فن کے لیے رجال کی ضرورت ہے' مگر اب فنون نوحہ خواں ہیں کہ انہیں کوئی رجل رشید میسر آئے' لیکن علامہ شرف قادری مدظلہ اپنے وجود میں ایک جہاں آباد کیے ہوئے ہیں وہ محض ایک فن کے لیے ایک فرد نہیں' وہ تو جملہ علوم وفنون کے لیے ایک جماعت کی حیثیت رکھتے ہیں۔ اس دور میں موصوف ایک ادارہ ہیں' ایک انجمن ہیں' ایک قافلہ اور سالار قافلہ بھی ہیں۔

وہ ظاہری و باطنی خوبیوں سے مرصع ہونے کے باوجود تواضع' انکساری اور عاجزی کا مرقع ہیں۔ وہ اپنی بات کرنے کی بجائے انہیں کی بات کرتے ہیں جن کی بات کرنے سے اپنی بات بن جاتی ہے۔ بقول حضرت حسان رضی اللہ تعالیٰ عنہ ۔

ما ان مدحت محمداً بمقالتی

لکن مدحت مقالتی بمحمد

گویا کہ وہ عملاً کہہ رہے ہیں ۔

میری بات بن گئی ہے تری بات کرتے کرتے

الحمد للہ علیٰ منہ وکرمہ اشعۃ اللمعات فارسی جو چار جلدوں پر مشتمل تھی مترجم سات جلدوں میں منصۂ شہود پر جلوہ گر ہو رہی ہے۔ چودہ سال قبل جس کام کا آغاز ہوا تھا ربیع الاول ۱۴۲۲ھ میں پایہ تکمیل کو پہنچ رہا ہے۔ اس عدیم المثال' ایمان افروز روح پرور دلکش' دلپذیر ترجمہ کی تکمیل پر راقم السطور حضرت مترجم مدظلہ کی خدمت میں ہدیہ تبریک وتحسین پیش کرنے کے ساتھ ساتھ سید اعجاز احمد مرحوم کے صاحبزادگان کی خدمت میں بھی مبارکباد پیش کرتا ہوا دعا گو ہے کہ مولا تعالیٰ بجاہ حبیبہ الاعلیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم علامہ محمد عبدالحکیم شرف قادری مدظلہ کو بیش از بیش خدمات دینیہ سرانجام دینے کی توفیق مرحمت فرمائے' ان کا سایہ اہل اسلام وسنت پر ہمیشہ قائم رکھے اور ناشرین کو دارین کی برکات اور دینوی تجارت میں منافع سے بہرہ مند فرمائے۔ آمین ثم آمین۔

۲۲ر ربیع الاول ۱۴۲۲ھ

فقط: محمد منشا تابش قصوری

جامعہ نظامیہ رضویہ لاہور' پاکستان

marfat.com
Marfat.com

شواہد الحق (اردو)

فی الاستغاثۃ بسید الخلق

مسئلہ توسل و استعانت پر بے مثال کتاب

تصنیف: امام علامہ یوسف بن اسماعیل نبہانی قدس سرہٗ

ترجمہ: مولانا علامہ محمد اشرف سیالوی مدظلہٗ

شیخ الحدیث دار العلوم ضیاء شمس الاسلام سیال شریف

تقدیم: محمد عبد الحکیم شرف قادری مدظلہٗ

ناشر

حامد اینڈ کمپنی ○ ۳۸-اردو بازار لاہور ۲

marfat.com

Marfat.com

وَمَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَيَخْشَ اللّٰهَ وَيَتَّقْهِ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْفَآئِزُوْنَ

اور جو شخص اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کرے اور اللہ سے ڈرے اور پرہیزگار ہو تو یہی لوگ کامیاب ہیں۔ (القرآن)

نزهة القاری

[illegible]

شرح

صحیح البخاری

فقیہ اعظم ہند حضرت مولانا مفتی محمد شریف الحق امجدی مدظلہ العالی

صدر شعبہ افتاء جامعہ اشرفیہ مبارکپور (انڈیا)

ناشر

فرید بک سٹال ۳۸۔ اردو بازار لاہور

marfat.com

Marfat.com

خوشخبری

اکیسویں صدی کے مسلمانوں کیلئے روح پرور علمی اور ایمانی تحفہ

کیوں نہ آنکھوں سے لگائیں عاشقانِ مصطفٰے ۔ نزھۃ القاری ہے اُن کو جاں سے پیاری واہ واہ

نزھۃ القاری شرح صحیح البخاری

کامکمل سیٹ پانچ جلدوں میں

ہم فقیہ اعظم ہند مولانا علامہ مفتی محمد شریف الحق امجدی سابق صدر شعبہ افتاء جامعہ اشرفیہ مبارکپور اعظم گڑھ (انڈیا) کی رُوح کو ہدیہ تبریک پیش کرتے ہیں کہ انہوں نے اس وقت کی اُردو زبان کی سب سے مقبول اور متداول شرح بخاری شریف پانچ جلدوں میں مکمل کر دی ہے

مختصر تعارف نزھۃ القاری

- مقدمہ میں امام بخاری، صحیح بخاری، امام اعظم ابو حنیفہ، تصانیف امام اعظم، فقہ کی حقیقت پر تفصیلی گفتگو کرنے کے علاوہ شبہات کے جوابات بھی دیے ہیں۔
- مسلک اہل سُنت وجماعت اور مذہب حنفی کا مدلل اور معقول انداز میں بیان اور مخالفین کے شبہات کا عالمانہ جائزہ
- بوقت ضرورت احادیث کے پس منظر کا بیان
- حل لُغات
- زیادہ طوالت سے بچنے کے لیے مکرر احادیث کو ایکبار لیا گیا ہے
- تکمیل کا عنوان قائم کر کے مختلف روایات کے الفاظ مُبارکہ کا ترجمہ ایک جگہ جمع کر دیا گیا ہے۔
- تراجم ابواب کا ذکر نہیں کیا ورنہ احادیث کو بار بار لانا ضروری ہوتا، البتہ اہم ابواب پر تفصیلی گفتگو کی ہے اور احکام مستخرجہ کا عنوان قائم کر کے ابواب کے فوائد ذکر کر دیے گئے ہیں۔
- احادیث کے راوی تمام صحابہ کرام کے حالات بیان کئے ہیں، بعض تابعین کا بھی تذکرہ کیا گیا ہے۔
- ہر حدیث پر نمبر لگا دیا گیا ہے اور حدیث کے اہم مضمون کو سامنے رکھ کر ایک عنوان قائم کر دیا ہے۔
- یہ حوالہ بھی دیا گیا ہے کہ حدیث بخاری شریف اور صحاح ستہ کی دوسری کتابوں میں کہاں کہاں مذکور ہے؟

مختصر یہ کہ نزھۃ القاری میں وہ سب کچھ ہے جس کی طلباء علماء، اساتذہ حدیث، وکلاء جج صاحبان اور عام قارئین کو ضرورت ہے۔

فرید بک سٹال (رجسٹرڈ) ۳۸۔ اُردو بازار لاہور۔ پاکستان

marfat.com
Marfat.com